۱۹۷۳ء

شمارہ نمبر ۱

ماہنامہ

کتاب نما

مکتبہ جامعہ نئی دہلی

...علی خاں

...لی شاہجہانپور

کتاب نما

نئی دہلی نومبر ۷۵

لائبریریوں کے لیے سالانہ ... روپیہ

جلد نمبر ۱۴ شمارہ نمبر ۱

سالانہ : تین روپے

فی پرچہ ۳۰ پیسے

ا کتاب نما میں

موت کے سرد ہاتھوں نے اس مہینے ایک اور ایسی ہستی کو ہم سے چھین لیا
بس کی زندگی اُردو میں بہت سی سرگرمیوں کا باعث تھی۔ شعرا کی محفل۔ افسانہ
ں کی انجمن۔ انشاء نویسوں کا اجتماع۔ ادیبوں کا استقبال۔ ماہرینِ لسانیات کی مجلس۔
ں کی بزم۔ یادگاروں کا جشن۔ مجلسیں۔ میلادیں وہ کون سی تقریب تھی جس کا تعلق
سے ایسی جگہ ہو جہاں وہ پہنچ سکتے ہوں اور ان کی طرف سے ہو جو ان کی شرکت
کے متمنی ہوں اور احتشام حسین وہاں نہ پہونچیں۔ آج سب اجتماعات۔ آج تمام
وا اُردو کے ہیں، جن کا تعلق اُردو سے ہے جو اُردو کے لیے ہیں، احتشام حسین کی
موت پر سوگوار ہیں۔ ریڈیو سے ایک سکینڈ بھی نہ لگے ہوں گے اس ارتحال کی خبر
ریا کر، نہ جانے کتنے دلوں کی دھڑکن ایک لمحہ کے لیے رک گئی کیونکہ احتشام حسین
سے ان سب کے دلوں کی دھڑکنیں وابستہ تھیں۔

ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ ماہل میں پیدا ہونے والے احتشام حسین نے الہ آباد میں
ں جان آفریں کے سپرد کر دی اور اپنے پیچھے اپنے اہل وعیال کے علاوہ اردو
ایک بہت بڑا کنبہ جو کروڑوں انسانوں پر مشتمل ہے سوگوار چھوڑ گئے۔ یقیناً ان کی
سے صدیوں محسوس ہوگی کیوں کہ وہ ناطق اور صامت کتابوں کا ایک بیش بہا گنجینہ
ھا دے گئے ہیں۔ جب تک ناطق یہ کتابیں۔ یہ روشن شمعیں۔ تلامذہ کی یہ جماعت

ترقی کرتی رہے گی۔ شمع سے شمع جلتی رہے گی۔ جب تک تنقید کا بصیرت کی تلاش ہوتی رہے گی احتشام صاحب کی انتقادی تحلیقات کا رواج رہے گا۔ ایسا احتشام صاحب روحانی طور پر زندہ رہیں گے۔ ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام او۔

مکتبہ جامعہ اس سعادت سے تو محروم رہا کر ان کے افکار و تخلیقات میں سے کوئی چیز شائع کرتا۔ ایک مجموعہ مضامین کی اشاعت کے لیے بات چیت ہو رہی تھی کہ احتشام صاحب کو موت نے خاموش کر دیا مگر مکتبہ کو اس پر ہمیشہ ناز رہے گا کہ اسے مرحوم کی ہمدردیاں اور تعاون ہمیشہ حاصل رہا وہ مکتبہ کے کارناموں کو سراہتے رہے اور اپنی سرپرستی اور مشوروں سے اسے نوازتے رہے اس احسان کا تقاضا ہے کہ کتاب نما کی ایک اشاعت ان کی یاد سے منسوب کر دی جائے چنانچہ کتاب نما نے طے کیا ہے کہ ایک مبسوط اور قابلِ قدر نمبر مرحوم کی یادگار کے طور پر شائع کرے۔

خوشی اور غم توام ہیں۔ کتاب نما کو "نئی نظم کا سفر" پیش کر کے جو مسرت ہوئی تھی۔ اس کی کامیابی نے اس کے لیے آئے ہوئے تحسین و آفرین کے خطوط نے جو سینہ چوڑا کیا تھا ہم ابھی اس کا اظہار بھی نہ کرنے پائے تھے کہ پروفیسر احتشام حسین کی موت نے ہمیں افسردہ اور سوگوار کر دیا اور ابھی یہ دکھ ہم سہار رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ ہمارے سرپرست خصوصی شیخ الجامعہ پروفیسر محمد مجیب صاحب بالقابہ اسپتال میں داخل ہو گئے ہیں اچانک ان کی یادداشت کے نقوش مدھم پڑھ گئے۔ اسپتال میں بروقت داخلہ ہوا۔ اور ۱۶۔ دسمبر کو آپریشن کر کے ان کے دماغ پر جمے ہوئے خون کے اس تکے کو نکال دیا جو اگر نگاہِ تشخیص سے بچ جاتا تو جامعہ کو ناقابل تلافی نقصان پہونچتا۔

یہ ایک جذبا تیت ضرور ہے مگر دلِ ناداں موت سے ملتجی ہے اور بارگاہِ الٰہی میں دعا گو کہ اب اردو پر رحم کیا جائے جو اس کے پالنہار، اس کے بہی خواہ اور اس کی زندگی کے ضامن رہ گئے ہیں ان کو اگر حیات لابتناہی نہ دی جا سکے تو کم سے کم اتنی مدت ضرور ملے کہ اردو کے حقوق منوا لیے جائیں اور اردو کو جو گھر سے نکالی گئی ہے پھر اپنے گھر میں رہنے بسنے کا موقع مل جائے۔

خواتینِ کربلا

کلامِ انیس کے آئینے میں

صالحہ عابد حسین

اقبال نے کہا: "غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین، ابتدا ہے اسمٰعیل"

مگر حقیقتاً اس داستانِ حرم کی انتہا حسینؑ پر نہیں ہوئی بلکہ اسے ان اہلِ حرم نے، ان خواتین کی ذواتِ مقدسہ نے آگے بڑھایا جو کربلا کی یادگار قربانی میں سیّد شبابِ اہلِ الجنۃ کے ساتھ ساتھ اسلام کی بقا کے لیے اپنی کوکھ اور مانگ کے موتی نچھاور کرتی ہیں۔

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی اُن محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔

اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ملّت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔

قیمت : بارہ روپے

ماہنامہ "کتاب نما" کا پہلا ضخیم نمبر

نئی نظم کا سفر

۱۹۳۶ء کے بعد

مرتبہ
ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی

صلاح کار

ڈاکٹر منیب الرحمن
ڈاکٹر وحید اختر

اردو نظم کے فنی ارتقا کا اگر دیدہ ریزی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ نظم نگاری کی روایت اگرچہ ہمارے یہاں بہت پرانی ہے، لیکن فنی اعتبار سے ۱۹۳۶ء کے بعد کا دور ہماری ادبی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس انتخاب میں مرتب کے پیش نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آ سکیں۔ یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خد و خال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔ اس انتخاب میں لگ بھگ اسی نئے شاعروں کا کلام ہے۔

قیمت: ۶/۵۰ (علاوہ محصول ڈاک)

لائبریری ایڈیشن گلیز کاغذ مجلد ۱۰/۵۰

ماہنامہ "کتاب نما" جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

حاصلِ مُطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے، غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے، کیا ہے۔ اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین کتاب نما جو کتابیں پڑھتے ہیں اور اُن کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں، اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آ جائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کے حدود سے باہر ہیں، امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔

ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوع بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں، مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

ایڈیٹر

ابوالوقار علیم صدیقی

کیا خوب کہا ہے کسی نے کہ شاعر تو کسی شعر کو کہہ کر آگے بڑھ جاتا ہے، لیکن اس غریب شعر کو آغازِ گفتگو بنا کر سخن فہم اور کج فہم حضرات، اور جا وبے جا موضوعِ سخن

اس سے کہاں پہنچا دیتے ہیں۔

کچھ یہی حال اس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا ہے —— سر سید مرحوم نے ایک درسگاہ کی بنیاد اس بنا پر ڈالی تھی کہ وہ خود اپنے کو اور اپنی قوم کو سرگرم عمل دیکھ سکیں۔ سر سید تو تمام عمر اسی دھن میں سرگرم عمل رہے کہ محمڈن کالج ایک عظیم الشان یونیورسٹی کے روپ میں نظر آ جائے لیکن سر سید کی اس جہانِ فانی سے رحلت کے بعد، جسکی کو جیسی فرصت ملی اس نے اس انداز سے اس یونیورسٹی کی خدمت یا مذمت کی۔ ایسے حضرات کی بھی کمی نہیں جنھوں نے اس درسگاہ کے تحفظ و بقا کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا اور ایسے اشخاص بھی مل جائیں گے جنھوں نے اپنی زندگی کا نصب العین یہی بنا لیا ہے کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شان میں ہمہ وقت اف و گزاف کرتے رہیں خواہ اس کی نوعیت عالمانہ ہو یا جاہلانہ۔

اب آپ خود سوچیے کہ اگر اس وقت یہ غریب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نہ ہوتی تو حکومت کو کیوں ایک نیا قانون بنانے کے لیے بے شمار مراحل سے گذرنا پڑتا —— اسی یونیورسٹی کے طفیل ہزاروں کو احتجاج کا دلچسپ شغل ہاتھ آ گیا —— اور اسی یونیورسٹی کے نام پر نہ جانے کتنوں نے اپنی جھولیاں بھر لیں —— علیگڑھ نمبر نکالنا ہر رسالہ کے مدیر نے اپنا پیدائشی حق سمجھ لیا —— اور صاحب سمجھیں بھی کیوں نا —— آج کے دور میں صحافت صرف انہی حضرات کا حق ہے جو عوام کو رنگین رسالوں سے اس انداز میں لبھائیں کہ قاری ان کی رنگین ادائی اور نظر نواز چھپائی کے دھوکے میں آ کر یہ سمجھ لے کہ اس رنگین رسالے میں وہ سب کچھ ہے جس کا وہ متلاشی ہے —— یہ بات ہے دیگر کہ اس قسم کے رنگین رسالوں کو خریدنے کے بعد نتیجہ عموماً دریدہ دہنی ہی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے —— کبھی مہذب اور کبھی غیر مہذب —— جس کی نوعیت قاری کی علمی حیثیت پر منحصر ہے۔

اس وقت میرے روبرو "ہما اردو ڈائجسٹ" کا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر ہے سرورق پر اس شخص کی تصویر ہے جس نے اپنی جھولی ہر کس و ناکس کے سامنے صرف اس غرض سے پھیلائی تھی کہ ایک عظیم درسگاہ کے خواب کو عملی جامہ پہنا سکے مدیر نے اچھا ہی تو چال کی ابتدا ہی اس انداز سے کی کہ جھولی پھیلانے والے سر سید مرحوم کی تصویر کو انہوں نے خود اپنی

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی تازہ ترین کتابیں

بنگرواڑی مصنف: وینکٹیش ماڈگولکر مترجم: عرش ملسیانی

"بنگرواڑی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے۔ جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی۔ دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے "بنگرواڑی" بے شک و شبہ ایک قابلِ فخر تخلیق ہے۔

قیمت :- ۵/۲۵

آبِ حیات مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص و مقدمہ: سید احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورّخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے۔ یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز۔

قیمت : ۶/۷۵

شاعر مصنف: تاراشنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پریش کمار دے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔

تاراشنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوّت اور کردار نگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی۔ جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔

قیمت : ۸/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ ۔ دلی ۶ بمبئی ۳ ۔ اور علی گڑھ ۲

یو چھیے تو یہ چال بڑی فنکارانہ ثابت ہوئی ابتدا میں بھی اوروں کی طرح اس دھوکے کا شکار لیا کہ اس تصویر کے پیچھے مجھے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی پوری تاریخ مل جائے گی۔ لیکن سچ پھیے تو لایا گیا ——— چار روپے کی خاصی رقم ضائع کرنے کے بعد ———؟ ابھی حاضر اہوں۔

"ہما" کے "بال و پر" میں چند مشہور شخصیتوں کے نام بھی دکھائی پڑے اور انہی مشہور خصیتوں کے مضامین کے جھرمٹ میں حضرت پروانہ ردولوی کا مضمون "بلند پایہ" "اللہ اکبر اکبر" بھی نظر پڑا ——— ایک دم سے چودھری محمد علی ردولوی کی تحریر ذہن پر چھا گئی یمان کو تازہ کرنے اور زبان کا لطف حاصل کرنے کے لیے کیوں نہ اسی مضمون سے آغاز بائے۔ اللہ اکبر سے مضمون شروع کیا اور سچ پوچھیے تو اختتام پر لاحول ولاقوۃ زبان سے نکل سکا ——— آئیے کیوں نہ سب سے پہلے اسی مضمون کا جائزہ لیا جائے۔

فاضل ادیب نے ابتدا ہی سے اپنی وسیع النظری کا ثبوت دینا شروع کر دیا ہے۔ مرحوم کی مشہور نظم "نذر علی گڑھ" کے ایک شعر کو انہوں نے قطعہ بنا ڈالا اور یہی نہیں ادارہ ی اس شعر کو باکس میں قطعہ کے انداز میں پیش کیا ہے۔ شاید یہ سب کچھ اس تعلیمی دور کا ں ہے کہ جب ایک ملک سر دست تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے تو کیا ایک شعر چار حصوں ہیں بانٹا جا سکتا ——— لگے ہاتھوں آپ اصل شعر تو سنتے چلیے جس کی تقسیم کی ذمہ داری پر نہیں۔ "ہما" کے ادارے اور پروانہ ردولوی پر ہے۔ ؎

جو ابر یہاں سے اٹھے گا وہ سارے جہاں پر برسے گا
ہر کوہ گراں پر برسے گا ہر جوئے رواں پر برسے گا

حضرت پروانہ ردولوی عالم خیال میں سرسید مرحوم ان کے رفقاء اور تابعین سے ہیں ایک جگہ اس انداز سے مخاطب ہیں۔

"باغیچوں کے پھول گل چینوں کے خوف سے کانپ رہے ہیں"

کیا خوب جمہوری انداز ہے کہ کتنے ہی گل چیں ایک ہی صف میں نظر آنے لگے، اسی انداز میں پروانہ صاحب سرسید مرحوم کے مزار تک بھی جا پہنچے۔ پروانہ صاحب نے الات کیسے ہیں، ایک آدھ سوال آپ بھی انھیں کی زبان سے سنتے چلیے۔

"گھر کے چراغ گھر کے تیل ہی سے گھروں کو آگ لگا رہے ہیں۔ اب ملت کیا کرے؟"

کیا بات کہی ہے گھر کے چراغ، گھر کا تیل ہی اور پھر گھر ہی کو آگ ـــــ فاضل ادیب
یں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ گھر کے چراغ کیا باہر کے تیل سے بھی گھر کو آگ
سکتے ہیں ـــــ؟

اور آگے پڑھیے تو ماضی کی تاریخ کے اوراق وقت کی تیز ہواؤں میں اڑتے
ئیں گے ـــــ پروانہ صاحب نے ہر لفظ ناپ تول کر استعمال کیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو
ئنز اوراق کو آپ ماضی کی جغرافیہ کے اوراق سمجھ بیٹھیں۔

اپنے مضمون کا اختتام وہ اس انداز سے کرتے ہیں۔

"اس آواز نے سارے جسم میں بجلی کی ایک رو سی دوڑا دی اور میں آنکھوں سے
...ں کو صاف کرتا ہوا نماز جمعہ کے لیے مسجد کے صحن میں آ گیا۔"

آنسوؤں کے ساتھ آنکھوں کا لفظ غالباً مصلحتاً استعمال کیا گیا ہے کہ قاری کو یقین
ہ یہ آنکھوں ہی کے آنسو ہیں کسی اور مقام کے آنسو نہیں ہیں واللہ اعلم۔

اس مضمون کو جاذب نظر بنانے کے لیے جا بجا مختلف تصویریں بھی آپ کو نظر آئینگی
تصویر کے ساتھ علیگ کا لفظ بلائے جاں کی طرح چپکا نظر آئے گا۔ جس میں ڈاکٹر
اقبال کی بھی تصویر ہے ـــــ پروانہ صاحب ہماری معلومات میں اضافہ فرمائیں کہ
اقبال کس سن میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طالب علم ہوئے۔

"علی گڑھ تحریک کے اساسی پہلو" اس عنوان کے تحت جناب احتشام حسین صاحب
نے طویل مضمون سپرد قلم کیا ہے ـــــ اور ہر جگہ ان کا منجھا ہوا قلم اسی کوشش
سرگرداں ہے کہ علی گڑھ تحریک کو ہندی مسلمانوں کے ایک مخصوص لہجہ سے وابستہ کر دیا جائے۔

احتشام صاحب اس انداز سے رقم طراز ہیں۔

"اس میں شک نہیں کہ سرسید انگریزی حکمت عملی کا شکار ہو گئے۔ ان کی نگاہ
ہو گئی یہاں تک کہ آہستہ آہستہ انہوں نے صرف مسلمانوں اور ہندوستانی مسلمانوں
کے "چھوٹے سے طبقہ" کے مفاد کو اپنی تمام اعلیٰ خیالات کا مرکز بنا لیا۔"

"چھوٹے سے طبقہ" کا جواب نہیں ـــــ کس منجھے ہوئے انداز میں تمسخر
کی ہے۔

فاضل ادیب ایک طرف تو سرسید کے اعلیٰ خیالات کے معترف اور پھر اس پر گلہ یہ

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

۱۹۵۷ء میں حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے نام سے ایک بڑے اور خود مختار اشاعتی ادارہ کی داغ بیل ڈالی۔ اس ادارہ کا اولین مقصد ملک میں ایک ایسی ہمہ گیر تحریک چلانا تھا جس کے ذریعہ ہندوستان کے عوام میں کتابیں پڑھنے کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کیا جائے۔ نیشنل بک ٹرسٹ کو اپنے اس مقصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ یہ ادارہ اب تک پانچ سو سے زیادہ کتابیں ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں شائع کر چکا ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل کتابیں اردو میں شائع کی گئی ہیں۔

آبادی مصنفہ ڈاکٹر ایس اگروال ترجمہ مخمور جالندھری ۵/۲۵
اکبر " لارنس بینس " رضیہ سجاد ظہیر ۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر " دی آر اٹھاولے " ش۔ قدوائی ۱/۲۵
عظیم باغی " ڈینس کنکیڈ " ڈاکٹر سپھا تماسرن ۱/۲۵
قاضی نذر الاسلام " بسودھا چکرورتی " غرش ملسیانی ۱/۲۵
کبیر " ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری " ایم کے۔ دُرّانی ۱/۲۵
کچھوا اور خرگوش " ڈاکٹر ذاکر حسین بلا مجلد -/۱ مجلد ۱/۰
گاندھی کا ہندوستان کثرت میں وحدت مرتبہ نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی ۱/۲۵
گرونانک مصنفہ گوپال سنگھ ترجمہ مخمور جالندھری ۲۵
منتی ننھی تصویریں " بھگوتی چرن ورما " رضیہ سجاد ظہیر
ناش کے محل (ناول) میا رنگنا یکما " زینت ساجدہ ۱۰
تامل افسانے مرتبہ می پاسوم سندرم " حسرت سہروردی
سفید خون (ناول) مصنفہ نانک سنگھ " رتن سنگھ
گرو گوبند سنگھ " ڈاکٹر گوپال سنگھ " مخمور جالندھری
ہندی افسانے مرتبہ ڈاکٹر نامور سنگھ " اگر سین نارنگ
زندگی ایک ناٹک (ناول) مصنفہ پنالال پٹیل " کشور سلطانہ
پنجابی افسانے مرتبہ ہربھجن سنگھ " مخمور جالندھری
رنجیت سنگھ مصنفہ ڈی۔ آر۔ سود " " "

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵۔ دلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ

ے کو محض چند افراد تک محدود کر دیا گیا تھا ـــــ کیا خوب ـــــ ہوئی نا وہی بات کہ
وہ بہت بڑا ہے لیکن باتیں جاہلانہ کرتا ہے ـــــ یا تو آپ سرسید کے اعلیٰ خیالات
سے ہو جائیے ورنہ اس اقرار میں کیا قباحت کہ سرسیّد کے اعلیٰ خیالات کسی اعلیٰ مقصد
لیے سرگرم عمل رہے۔

خالد ہندی صاحب نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے موجودہ وائس چانسلر ڈاکٹر علیم صاحب
موجودہ صدر یونین قیصر محمود صاحب سے بھی انٹرویو لیے ہیں۔ یہ دونوں انٹرویو جو خاصے
سے چھاپے گئے ہیں، علی گڑھ نمبر سے کسی قسم کی مماثلت نہیں رکھتے۔ اب آپ خود
یے کہ علی گڑھ نمبر میں ڈاکٹر علیم جیسی شخصیت کی سوانح حیات چھاپنے کا کیا مقصد۔؟
نہیں بلکہ جب خالد ہندی صاحب ڈاکٹر علیم کے روبرو ہوتے ہیں تو گھبراہٹ میں وہ
ل کر بیٹھتے ہیں جس کو پوچھنے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی ـــــ خالد صاحب نے سوال
" آپ کی زندگی کا اہم واقعہ "، کیا خوب! اب اس سے بھی زیادہ کوئی اہم واقعہ ہوگا کہ ڈاکٹر علیم
ی شخصیت مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلری کے عہدہ پر فائز کر دی جائے۔

خالد صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر علیم صاحب علم کے بحر بیکراں ہیں اور ڈاکٹر صاحب
ے متعدد کتابیں لکھ کر ادب کی زبردست خدمت کی ہے۔ ڈاکٹر علیم کو بحر بیکراں کہتے کا تو
یہ مطلب ہوا کہ اپنی ہی دنیا تنگ کر لی ـــــ خالد صاحب براہ کرم ان کتابوں کی تفصیل
سے آگاہ کریں جو ڈاکٹر علیم کے قلم کا شاہکار ہیں۔

رسالے میں ضروری اور غیر ضروری تصاویر کی بھیڑ ہے۔ شاید ہمارے فن کار مدیر
نے اس نکتہ کو سمجھ لیا ہے کہ تصویریں خاصی جگہ لیتی ہیں اور وہ بھی کسی تنقید و تبصرے سے کسی حد
تک مبرا ـــــ برعکس اس کے اگر ان جگہوں کو تحریر سے پُر کرنے کی کوشش کی جاتی تو شاید
اس حد تک کامیاب نہ ہوتی۔

بیشتر تصویروں کے نیچے آپ کو کچھ بیانات ٹائپ کی تحریر میں بھی ملیں گی۔ اور
پ یہی سمجھیں گے کہ یہ بیانات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے متعلق ہیں۔ لیکن حقیقت
اس طرح ہے۔

ایک مجاہد نما رہنما نے اس قسم کا بیان دیا کہ سابقہ الیکشن میں ان کی ہار کی
مہ دار خود ان کی عدم مقبولیت نہ تھی بلکہ وہ چند فرقہ وارانہ پارٹیوں کی تگ و دو تھی

اس انداز میں کامیاب ہوئی کہ اب وہ بیچارے صرف بیان دینے کی حد تک رہ گئے —— حالانکہ آں جناب نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین کے استقبالیہ میں بہ بانگِ دہل یہ عزمِ محکم اللہ کو حاضر و ناظر جان کر تمام حاضرین کے روبرو یہی فرمایا تھا کہ اگر موجودہ حکومت نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سلسلے میں اپنا موقف نہیں بدلا تو نہ صرف وہ وزارت کو خیرباد کہہ دیں گے بلکہ جس پارٹی کا وہ ہمہ وقت دم بھرتے رہتے ہیں اس کو بھی الوداع کہہ دیں گے اور پھر علی الاعلان بل کی مخالفت کریں گے۔

جس طرح خدائے عز و جل حاضر و ناظر ہے اسی طرح ہمارے موصوف سابق رہنما بھی اس پارٹی میں حاضر ہیں اور ناظر تو وہ تمام واقعات کے ہیں ہی یہ بات ہے دیگر کہ نوعیت وہ نہیں جس کے ہم متوقع ہیں۔

ایک مولانا نما مدیر نے اپنا بیان اس انداز میں مرحمت فرمایا ہے کہ وہ اپنی عدم مشغولیت اور مستقل علالت کی وجہ سے مسلم یونیورسٹی بل کی نہ تو مخالفت کر سکتے ہیں اور نہ موافقت۔ کیا خوب ہے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

شیخ محمد عبداللہ شیرِ کشمیر کی دہاڑ پر بھی کان دھرتے چلیے۔

"مجھے افسوس ہے کہ خود اپنے مسائل کے سلسلے میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے میں حال ہی میں بنائے گئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکٹ سے پیدا ہونے والے تنازعہ پر کوئی توجہ نہ دے سکا اس لیے میں سوالنامہ (رہا)، پر اپنی سمجھی بوجھی رائے دینے کا اہل نہیں ہوں"

سنا آپ نے —— یہ اس شخص کی "میاؤں" ہے جسے شیرِ کشمیر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب اپنی خرابیِ صحت کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں۔

غرضیکہ زیادہ تر بیانات سے یہ حقیقت واضح نہیں ہوتی کہ بیان دینے والے حضرات چاہتے کیا ہیں　موافقت یا مخالفت۔؟ اور شاید یہ دورخی پالیسی اس احتیاط کے تحت اختیار کی گئی ہے کہ کسی کی نظرِ عتاب سے محفوظ رہ سکیں اور عوام کی چشمِ کرم سے بھی لطف آشنا ہوتے رہیں

رسالے میں اعداد و شمار غلط سے کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن پورے

ٰالے کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسالہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر کم ہے
رایک پبلسٹی اسسٹنٹ زائد ـــــ علی گڑھ یونین کے سابق عہدیداران کے بیانات اس رسالہ
ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں گے۔ غالباً وہ حضرات رسالہ مذکورہ کے ذمہ داران کے پاس
خود جا سکے ہوں گے اور نہ کسی سفارش کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے یہی
یہ ہے کہ ان حضرات کو رسالہ نے کوئی اہمیت نہ دی علی گڑھ یونین کی تاریخ میں جہاں تک
ہے علم ہے کوئی بھی صدر یا نائب صدر بلا مقابلہ منتخب نہیں ہوا۔ لیکن جناب محمد ادیب
صاحب اس عہدہ پر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۱ء تک بہ اتفاق رائے سرفراز رہے ـــــ لیکن افسوس
یہ ہے کہ کھیلم پور سے سرسید کے مزار تک خیالوں میں چکر لگانے والے جناب پروانہ صاحب
بھی اس حقیقت سے آشنا نہ ہو سکے۔

غرضیکہ رسالہ کتابچہ جناب عبدالوحید صدیقی کی فنکارانہ چال کا ایک بہترین مظاہرہ
ہے۔ ہم تو اس کا شکار ہو ہی چکے ہیں آپ کی عبرت کے لیے یہ سب کچھ پیش خدمت ہے
کہ روزِ حشر آپ میرے دامن گیر نہ ہوں اور مولانا ہی کو پکڑیں جن کی پکڑ دھکڑ میں ایک
مخلوق بھی غالباً آپ کی مدد کرے گی۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر (ماہنامہ ہما) نئی دہلی ۱۴ قیمت -/۵

ناصر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی سابق ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے
ی اور تاریخی مقالات کا مجموعہ جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) دنیا ڈیڑھ ہزار پہلے۔
صلح اعظم (۳) بنیادی عقیدہ (۴) انسانیت کی فصل بہار۔ پہلا مضمون جو
ل پر پھیلا ہوا ہے اس میں مولانا قدوائی نے مشہور و متمدن قوموں کی سماجی، اخلاقی
حالت پر تبصرہ کیا ہے۔ ان میں مذہبی گروہ بھی ہیں۔ سیاسی بھی جہاں ان کی کمیوں
وہاں ان کی خوبیوں کا بھی ذکر ہے۔ ان کی سربلندیوں کے ساتھ ان کے زوال
بھی اس دور میں مت و تور کی تہذیب نے انسان کو انسان کا شکاری بنا رکھا تھا سکندر کی

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی

بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو (حصہ اول)	مصنفہ: ایف، سی، فرنٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین
باپو (" " دوم)	"	" " "
کشمیر	" مالا سنگھ، تصاویر: پریا نند	" خدیجہ عظیم
پرندوں کی دنیا	" جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیر
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	" لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" لیلا وتی بھاگوت	" " "
رسیلی کہانیاں	" منوج داس	" صغرا مہدی
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	" وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی
ہماری ریلیں	" جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" کے، سی، کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ
آؤ ناٹک کھیلیں	" اوما آنند	مترجم رفیعہ منظور الامین
خاربِلّی کا خاندان	" منوہر داس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیر
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	" ایم، جوکسی و پی، ایم، جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر
بہادروں کی کہانیاں	" راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی
روہنت و نندیہ	" کرشن چیتنیہ	" " "
سدا بہار کہانیاں	" شانتا رنگا چاری	" " "
ابو خاں کی بکری	" ڈاکٹر ذاکر حسین	
انوکھی دکان	" قدسیہ زیدی	
گلا لو چوہیا اور ہیرا راد	" "	"
دنیا کے جانور	" "	" " "

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵، دہلی ۶، بمبئی ۳، اور علی گر

رحیثیت سے بُری درگت تھی۔ معلمِ اعظم میں نبی کریمؐ کے ظہور اور آپ کی دعوت کا ذکر ہے — یادی عقیدہ میں خدا کی ہستی اور توحید پر گفتگو ہے اور انسانیت کی بہار میں نبی کریمؐ کی غوت اور محبت اور حسنِ سلوک اور غربت کے پردے ہٹا دینے والے سلوک کی جلوہ رائیاں ہیں۔

تمام مضامین مفید، جامع اور دلسوزی و ہوشمندی سے لکھے گئے ہیں۔ خوبی یہ ہے مصنف کو مخاطب کے دل و دماغ میں اپنی بات پہنچانے کا طریقہ آتا ہے۔ اپنی عالمانہ شان نمائی کا خیال نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبان آسان۔ پیرایۂ بیان آسان اور سادہ۔ دلائل صاف وسادہ زود فہم۔ پڑھ کر خیال یہی دل میں پیدا ہوتا ہے کہ بات تو سچی اور اچھی کہی جا رہی ہے کاش بیان کا سلسلہ اور آگے چلتا۔ یقین ہے کہ ان مضامین کے مطالعے سے نوجوانوں کو ذہنی غذا۔ روحانی روشنی اور قلبی سکون حاصل ہوگا۔ کاش کتاب کی کتابت وطباعت بھی اسی شان کی ہوتی جس شان کے مضمون ہیں۔ کتابت وطباعت کی غلطیاں توجہ ہی ہیں مگر حسنِ کتابت وطباعت کی کمی ہے۔ دوسرے مولانا کے بیان میں مختلف قوموں ملکوں کے لوگوں اور کتابوں کے نام آئے ہیں۔ ضرورت تھی کہ ان کو اہتمام سے درست لکھا اور پوری صحت کے ساتھ چھاپا جاتا۔ قرآنِ کریم کی جس قدر آیات دوسرے مضمون میں نقل کی گئی ہیں نہ ان پر اعراب ہیں نہ ان کا حوالہ درج ہے۔ حالانکہ دونوں چیزوں کا ہونا ضروری تھا جہاں اعراب ہیں ان کو بااحتیاط دیکھا جانا چاہیئے تھا۔

اَلحمدُ لِلّٰہ اس کتاب میں تو ایسا نہیں ہوا مگر قدیم و جدید علماء کی کتابوں میں رواج چلا آرہا ہے کہ کتاب اُردو میں لکھتے ہیں اور اُردو والوں کے لیے لکھتے ہیں۔ قرآنِ حکیم ہی کی تفسیر اُردو میں لکھتے ہیں۔ مگر تفسیر و تشریح کے دوران میں اکثر عربی عبارات دوسری کتابوں سے نقل کرتے چلے جاتے ہیں اور ان منقولہ عبارات کا ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ یہ طریقِ افادۂ علمی کے لحاظ سے مناسب نہیں۔ ہونا یہ چاہیے جب کتاب اُردو میں لکھی جارہی ہے یا کسی کتاب کی شرح اُردو میں کی جارہی ہے۔ اثنا بیان میں اگر کسی عربی عبارت کے نقل کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے تو پورے حوالے احتیاط کے ساتھ ضرور نقل کرنا چاہیئے۔ مگر اسی کے ساتھ منقولہ عبارت کا ترجمہ بھی درج کر دینا چاہیئے کہ اُردو کتاب کا اُردو خواں قاری مترجم۔ مصنف اور مفسر و شارح۔

مدعا کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ مصنف کے کتاب لکھنے اور عربی عبارت نقل کرنے کا مقصد حاصل ہو جائے اور اردو خواں یا نیم عربی داں اس کتاب سے پورے طور پر مستفید و مستفیض ہو سکے یہ بات یہاں کہنے کی تو نہیں تھی مگر زبان پہ آگئی عرض کر دی۔

سوا سو صفحہ کی کتاب میں پانچ سات کتابت وطباعت کی غلطیاں کچھ زیادہ نہیں۔ مثلاً۔

صلا سطر ۷ کا مصرعۂ ثانی واضح نہیں۔ ص۳۳ سطر ۱۰ ص۱۱ مطلب واضح نہیں۔

ص۳۷ سطر ۱۱ غیض غلط - غیظ صحیح

ص۴۰ سطر ۱۴ بکھتے غلط - بجھتے صحیح

ص۶۳ سطر ۱ طلاطم غلط - تلاطم صحیح

ص۱۳۸ سطر ۷ جہانے راہ غلط - جہانے را صحیح

دنیا اسلام سے پہلے، اسلام کے بعد مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی۔ قیمت ۵/۷۵

ساحل مانکپوری

عروج سلونوی، سلون (رائے بریلی) کے ان شعراء میں سے ہیں جنہوں نے غزل کی اعلیٰ روایات کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے شعر کی آبیاری کی ہے۔ سلون جیسے مردم خیز خطے سے بڑی عظیم اور باکمال ہستیاں اٹھی ہیں۔ جن میں میر عبدالولی عزلت سلونوی، سید شاہ سعد اللہ سلونوی شاہ پیر محمد، سراج الدین سراج، مرزا داؤد، نقیر اللہ آزاد اور شاہ نعیم عطا قابل ذکر ہیں۔

موصوف سلون کے بزرگ شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ انھیں نوح ناروی سے شرف تلمذ کا فخر حاصل ہے۔ نوح نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے۔

"میرے (عروج) قدیم شاگردوں میں ہیں۔ بہت دنوں سے اُن کے کلام کی اصلاح کا سلسلہ میری ذات خاص سے وابستہ ہے۔ اتنے دنوں کی مشق میں انہوں نے ایک امتیازی درجہ

حاصل کر لیا ہے۔ عقیدت کے خیال سے باوجود مشاق ہونے کے اب بھی یہ مجھ کو اپنا کلام دکھاتے ہیں۔ ورنہ اُن کے کلام میں چنداں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہیں۔"

"عروجِ سخن" جناب عروج کا ایک مختصر مجموعۂ کلام ہے جو ۹۶ صفحات پر محیط ہے۔ جس میں حمد، نعت، سلام، مرثیہ، منقبت، نظمیں اور غزلیں بھی کچھ شامل ہیں۔

نظمیں غزل کے فارم میں لکھی گئی ہیں۔ جنہیں مسلسل غزل کا بھی نام دے سکتے ہیں۔ مرثیہ حضرت جگر کی وفات پر اور ایک نظم جشنِ آزادی پر لکھی گئی ہے۔

غزلوں میں وہی روایتی اسلوب کی چھاپ ہے جو آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اُردو غزل کا طرۂ امتیاز تھی۔ غزلوں میں کہیں بھی عصری حیثیت نہیں پائی جاتی۔ انھوں نے الفاظ و تراکیب سے اشعار کی نوک پلک درست کی ہے لیکن ان میں بھی تازہ کاری مفقود ہے۔ جگہ جگہ حضرتِ نوحؔ کی چھاپ نمایاں ہے۔ اشعار میں وہ کسک اور تپش نہیں جو دل کو جھنجوڑ ڈالتی ہے اور جو نخوابیدہ ذہنی گوشوں کو متغیر کرتی ہے۔ منور کرتی ہے۔

یہ ضرور ہے کہ اشعار میں غزل کا کلاسیکی مزاج تلاش کیا جا سکتا ہے ان کا یہ فعل قابلِ تحسین ہے کہ انہوں نے اشعار میں کلاسیکی حسن پیدا کرنے کی شعوری کوشش کی ہے۔

عروجِ سخن کی تمام غزلیں اسی دائرے میں مقید ہیں اور ہر غزل کی پیشانی پر مصرع کے ساتھ مقام اور سالِ تخلیق درج ہے۔

تمام کی تمام غزلیں عاشقانہ فکر کی حامل ہیں وہی گل و بلبل، شمع و پروانہ، خنجر و قاتل، جیسی تراکیب، قاتل، ساقی، شراب، گھٹا، پیالہ، شیخ، رقیب، گور، کفن جیسے الفاظ، شروع سے آخر تک معمولی ردو بدل کے ساتھ گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

لیکن ایسا بھی نہیں کہ اس مجموعے میں کام کے اشعار نہیں۔ بعض اشعار

شاعر کے خلوص کی خوشبو، فکر کی بالیدگی، اور لہجہ کی شائستگی قاری پر ایک اثر ڈالتی ہے یہ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

دیر و کعبہ ہی نہیں مرکز ہنگامۂ عشق
تو جہاں چاہے وہیں انجمن آرائی ہو

درد جب دل میں اٹھا آنکھوں سے آنسو گر پڑے
باعثِ رسوائیِ الفت تمہاری یاد ہے

حسیں، سحر حسیں، حسنِ خیال کی قسم — جس کی نظر میں تم نہ ہو اس کی نظر نظر نہیں

بھر آتا ہے تو چھپ کے رو لیتا ہوں — کس مپرسی میں نہیں ہوتا ہے پرساں کوئی

کلی متبسم، شجر شجر بھی نہال — بہار آئی چمن میں بڑی لطافت سے

ساڈوبنے والوں سے کنارا کیسا — لطف تو جب ہے کہ تو بھی نہ کنارے نکلے

بلبل آج تک باقی ہے رسمِ چاک دامانی — انہیں کلیوں کا اکثر مسکرانا یاد آتا ہے

وہ ہنسے، وہ اٹھے، وہ گئے — خواب ہی خواب ہے اور کچھ بھی نہیں

سمجھے اگر معنیِ نشیب و فراز — قدم کے نیچے زمیں سر پہ آسماں نہ رہے

گئے وہ رے گھر پہ آ کے شامِ الم — چراغ بجھ گیا جل کر غریب خانے کا

۹۶ صفحات پر مشتمل اس مجموعے کی طباعت و کتابت اچھی ہے، سرورق سادہ ہے

قیمت ایک روپیہ نہایت مناسب ہے۔ امید ہے جناب عروج اس سے بہتر مجموعہ جلد ترتیب دیں گے تاکہ قارئین کو ان کے کلام سے محظوظ ہونے کا ایک اور موقع ملے۔ یہ مجموعہ مصنف نے خود ہی شائع کیا ہے۔

عروجِ سخن عروج سلونوی سلون ضلع رائے بریلی قیمت..

مستنصر بھائی شاکر

۷۸ صفحات پر مشتمل بڑی حویلی جناب محمود بیگ صاحب کی کاوش کا نتیجہ مکتبۂ جامعہ شائع ہو کر سامنے آیا۔ کتاب دیکھ کر خیال آیا کہ شاید کوئی مسلسل ناول ہے۔ مگر ان میں مضامین ہیں۔ پہلا مضمون ہی حاصلِ کتاب ہے۔ اور اسی کے نام پر کتاب کا نام رکھا۔ واقعی ممانی جان اور بڑی حویلی پڑھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ آج جو کبھی شان و شوکت کی حامل تھی اسی طرح سے کھنڈرات ہیں، سفر خانوں میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ کچھ مضامین عمدہ ہیں۔ جیسے مانگے کی گاڑی۔ ریڈیو پر بولنا کوئی آسان کام نہیں، کی شرم۔ میرے صفائی پسند دوست تمام کے تمام بالکل حقیقت لگتے ہیں۔ ہاں مگر صفائی پسند دوست میں بیگ صاحب نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ پھر بھی ہے۔ مگر سفر کے لطائف نہایت بے کار اور اکتا دینے والا مضمون ہے۔ ممکن ہے صاحب نے قارئین کی افادیت کی خاطر اسے شامل کیا ہو۔ مگر دلچسپی کے اعتبار سے کچھ نہیں۔ حالانکہ اس میں تجسّس رہتا ہے کہ اب شاید کسی لطیفے سے لطف اندوز ہوں اسی اسی میں سارا مضمون چٹ ہو جاتا ہے اور نتیجے میں مسکراہٹ تک نہیں آتی۔

ہے۔ تو اس بات پر کہ بیگ صاحب نے عنوان سے خوب فائدہ اٹھایا اور قارئین باقی مضامین ہلکے ہیں۔ پھر بھی کتاب اچھی ہے اور کبھی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لیے مضامین نہ ہوتے پر اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔ اور لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ زبان سلیس ہے اور جہاں طنز یہ بیان ہے اپنی جگہ خوب ہے۔ کتابت

قیمت اتنی ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس خرید کر پڑھ سکتا ہے۔
اردو کی کتابیں خرید کر ہی پڑھنے سے اردو زندہ و پائیدار رہ سکتی ہے۔
دارے حسن و خوبی سے چلائے جا سکتے ہیں۔ اردو کو فروغ دینے کے طریقوں میں
طریقہ یہ بھی ہے کہ اردو نواز کتابیں خرید کر پڑھیں۔

حویلی مرزا محمود بیگ ناشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی[۲۵] قیمت ۲/-

---

سید مرتضیٰ حسین بلگرامی

ہندوستان میں بے شمار رسائل منظر شہود پر جلوہ گر ہو کر علم و ادب میں اضافے
عث ہوتے ہیں۔ اس طرح علم پرور حضرات اپنے افکار سے علم و ادب کی آبیاری
تے ہیں اور کم خواں[۵] اُن سے استفادہ حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔
سر سید احمد خاں نے علی گڑھ تحریک کی ابتدائی منزل سے اس بات پر نظر رکھی،
ر اپنے خیالات کی اشاعت کے لیے رسائل و جرائد کو آلۂ کار بنایا ـــــ سر سید کی
نسبت سے راہ کچھ رہی ہو، مگر یہ حقیقت ہے کہ علی گڑھ تحریک کا نام اوّل اُن کی ذات
ری ہے۔ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جدید علوم و فنون اور قدیم و مشرقی علوم کی بیک وقت
گاہی کا دوسرا نام ـــــ علی گڑھ تحریک ـــــ ہے۔ اسی تحریک نے آگے چل کر
سلم یونی ورسٹی کا روپ دھارا ـــــ اس درس گاہ کے باب میں صاحبانِ اقتدار
کچھ بھی خیال آرائی کریں یہ ان کا حق ہے، مگر حق یہ ہے کہ تدریجی ارتقا کی منزلیں
طے کرنے کے باوجود، اس درس گاہ کا مقصدِ اصلی محض یہی تھا کہ ہندی مسلمان جدید
علوم کے ساتھ، مذہبی علوم کی آگاہی بھی اس دانش گاہ سے حاصل کریں، اور اس طرح
دیگر اقوام و ملل کو اندازہ ہو، کہ مسلمان قوم زندہ اور متحرک ہے۔ دیوبند، ندوہ اور
دیگر مدارسِ اسلامی کی تعلیم یک رخی تھی۔ سر سید نے اسے گوارا نہیں کیا اور اسے
ہمہ جہت بنانے کا عزم کیا۔ یہی سبب ہے کہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے قیام نے

---

[۵] یہ ترکیب محلِ نظر ہے (مدیر)

قیمت ایک روپیہ نہایت مناسب ہے۔ امید ہے جناب عروج اس سے بہتر مجموعہ جلد ترتیب دیں گے تاکہ قارئین کو ان کے کلام سے محظوظ ہونے کا ایک اور موقع ملے۔ یہ مجموعہ مصنف نے خود ہی شائع کیا ہے۔

عروجِ سخن عروج سلونوی سلون ضلع رائے بریلی قیمت ۰۰/۱

مستنصر بھائی شاکر

۷۸ صفحات پر مشتمل بڑی حویلی جناب محمود بیگ صاحب کی کاوش کا نتیجہ مکتبۂ جامعہ سے شائع ہو کر سامنے آیا۔ کتاب دیکھ کر خیال آیا کہ شاید کوئی مسلسل ناول ہے۔ مگر ان میں چند مضامین ہیں۔ پہلا مضمون ہی حاصلِ کتاب ہے۔ اور اسی کے نام پر کتاب کا نام رکھا ہے۔ واقعی حماقتی جان اور بڑی حویلی پڑھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ آج ہر حویلی جو کبھی شان و شوکت کی حامل تھی اسی طرح سے کھنڈرات ہیں، سقر خانوں میں تبدیلی ہوتی جارہی ہے۔ کچھ مضامین عمدہ ہیں۔ جیسے مانگے کی گاڑی۔ ریڈیو پر بولنا کوئی آسان کام نہیں، آنکھ ل شرم۔ میرے صفائی پسند دوست تمام کے تمام بالکل حقیقت لگتے ہیں۔ ہاں مگر میرے صفائی پسند دوست میں بیگ صاحب نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ پھر بھی گوارا ہے۔ مگر سفر کے لطائف نہایت بے کار اور اکتا دینے والا مضمون ہے۔ ممکن ہے بیگ صاحب نے قارئین کی افادیت کی خاطر اسے شامل کیا ہو۔ مگر دلچسپی کے اعتبار سے اس میں پر نہیں۔ حالانکہ اس میں تجسس رہتا ہے کہ اب شاید کسی لطیفے سے لطف اندوز ہوں بلا ی اسی میں سارا مضمون چٹ ہو جاتا ہے اور نتیجے میں مسکراہٹ تک نہیں آتی۔ اگر آئی ہے تو اس بات پر کہ بیگ صاحب نے عنوان سے خوب فائدہ اٹھایا اور قارئین کو الجھایا۔ مضامین ہلکے ہیں۔ پھر بھی کتاب اچھی ہے اور کبھی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لیے بشرطیکہ مضامین نہ ہونے پر اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔ اور لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ زبان سلیس ہے اور جہاں طنزیہ بیان ہے اپنی جگہ خوب ہے۔ کتابت عمدہ

قیمت اتنی ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس خرید کر پڑھ سکتا ہے۔
اردو کی کتابیں خرید کر ہی پڑھنے سے اردو زندہ و پائندہ رہ سکتی ہے۔
ادارے حسن و خوبی سے چلائے جا سکتے ہیں۔ اردو کو فروغ دینے کے طریقوں میں
طریقہ یہ بھی ہے کہ اردو نواز کتابیں خرید کر پڑھیں۔

حویلی مرزا محمود بیگ ناشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ قیمت -/۲

سید مرتضیٰ حسین بلگرامی

ہندوستان میں بے شمار رسائل منظرِ شہود پر جلوہ گر ہو کر علم و ادب میں اضافے
باعث ہوتے ہیں۔ اس طرح علم پرور حضرات اپنے افکار سے علم و ادب کی آبیاری
تے ہیں اور کم خواں[۱] اُن سے استفادہ حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔
سرسید احمد خان نے علی گڑھ تحریک کی ابتدائی منزل سے اس بات پر نظر رکھی
ر اپنے خیالات کی اشاعت کے لیے رسائل و جرائد کو آلۂ کار بنایا —— سرسید کی
خصیت سراہ کچھ رہی ہو، مگر یہ حقیقت ہے کہ علی گڑھ تحریک کا نام اوّل اُن کی ذات
امی ہے۔ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ جدید علوم و فنون اور قدیم و مشرقی علوم کی بیک وقت
گاہی کا دوسرا نام —— علی گڑھ تحریک —— ہے۔ اسی تحریک نے آگے چل کر
سلم یونی ورسٹی کا روپ دھارا —— اس درس گاہ کے باب میں صاحبانِ اقتدار
کچھ بھی خیال نہ کریں، یہ اُن کا حق ہے، مگر حق یہ ہے کہ تدریجی ارتقا کی منزلیں
طے کرنے کے باوجود، اس درس گاہ کا مقصدِ اصلی محض یہی تھا کہ ہندی مسلمان جدید
علوم کے ساتھ، مذہبی علوم کی آگاہی بھی اس دانش گاہ سے حاصل کریں، اور اس طرح
دیگر اقوام و ملل کو اندازہ ہو، کہ مسلمان قوم زندہ اور متحرک ہے۔ دیوبند، ندوہ اور
دیگر مدارسِ اسلامی کی تعلیم یک رخی تھی۔ سرسید نے اسے گوارا نہیں کیا اور اسے
ہمہ جہت بنانے کا عزم کیا۔ یہی سبب ہے کہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے قیام سے

---

[۱] یہ ترکیب محلِ نظر ہے (مدیر)

م یونی ورسٹی کے بننے تک دینی تعلیم کے رجحانات کو پیش نظر رکھا گیا اور ــــــ نئے
ٹ ۱۹۷۲ء ــــــ میں بھی اس جذبہ کا احترام (فی الحال) واعلانات ضروری خیال
یا ہے اور شعبۂ دینیات کے بقا کی ضمانت لفظی پیرا صاف زور دیا گیا ہے ۔ جس کا فخر
دوسری یونی ورسٹی کو حاصل نہیں ہے ۔

مجلہ علوم الدین ــــــ سر سید یا علی گڑھ تحریک کی ایک بنیادی ضرورت تھی ۔
کی تکمیل قاضی مظہر الدین بلگرامی صاحب کے عہد میں ممکن ہو سکی اور محمد رضا انصاری
ہی علمی و عملی جہاد سے پایۂ تکمیل کو پہنچا کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ۔
صفحات کے اس رسالہ میں کوئی سطر ایسی نہیں ہے، جسے حرکتِ بے جا کہا جا سکے ۔

(۱) کچھ یادیں ــــــ پروفیسر حمید الدین خان صاحب کا بے حد معلوماتی مقالہ ہے ۔ قدیم اساتذہ کا تذکرہ، نئی نسل کے لیے قدیم تاریخ کا درجہ رکھتا ہے ۔ ہمارا فرض ہے کہ اُن کو یاد رکھیں اور ان کے مرتبہ و فضیلت سے آگاہی حاصل کریں ۔

(۲) دین کی تعریف اور ضرورت ــــــ مولانا سعید احمد اکبر آبادی صاحب کا مقالہ ہے ۔ اس مقالہ میں نئی نسل کے لیے وہ واقعات مشعلِ راہ کا کام دے سکتے ہیں، جن سے ہم دل و دماغ کو روشن کر سکیں ۔ یہ مضمون خدا پرستی کی تعلیم جذباتی نہیں، عقلی دلائل پر عام کرنے کی تعلیم دیتا ہے ۔ کیوں کہ بے اعتدالی کی روک تھام محض خدا کے وجود اور دینی احکام کے تسلیم کرنے پر ہی ممکن ہو سکتی ہے ۔

(۳) تدوینِ حدیث کی مختصر تاریخ ــــــ قاضی مظہر الدین بلگرامی، یہ موضوع جس قدر عام ہے، اسی قدر اہم بھی ہے کیوں کہ اس سلسلے میں اوّل روز سے دو مسلک رہے ہیں ۔ ایک وہ جو حدیث و سنت کو ایک گردانتا ہے، دوسرا وہ جو عمل و قول کے فرق میں گردانتا ہے ــــــ مگر حق یہ ہے کہ ہمارے رسول کے قول و فعل سب کچھ حکم خداوندی کے مطابق ہوتے تھے ۔ اس مقالہ میں مغربی ذہن اور اسلامی ذہن کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے اور قرآن مجید کے لاریب ہونے کے اعلانات کے باوجود :

حدیث کے عمل پر زور دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں خود قرآن سے جو امثال وشواہد پیش کیے گیے ہیں۔ وہ بہت خوب ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تدوین حدیث : پر تاریخی اعتبار سے، جو دلائل دیے گیے ہیں وہ بہت اہم ہیں۔ مثال کے طور پر حجۃ الوداع کے موقع کی تقریر کے موقع پر ایک لاکھ صحابی موجود تھے۔ جس میں حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ :۔

"سنو، جو یہاں موجود ہیں، ان کو چاہیے
کہ (جو باتیں کہی ہیں) وہ اُن کو پہنچا دیں کہ جو اس
وقت موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو یہ
باتیں پہنچائی جائیں وہ سننے والوں سے زیادہ
یاد رکھنے والے ہوں : (صحاح)

بہر حال۔ اس موضوع پر اختصار مگر جامعیت کے ساتھ اس سے بہتر مضمون نظر سے نہیں گذرا۔

شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ ۳۵۵/۴۳۶ھ۔ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن کامونپوری تیسری سے چوتھی صدی ہجری کی اہم شخصیتوں میں سے ایک شخصیت شریف مرتضیٰ کی بھی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت حسین کے واسطے سے حضرت علیؑ تک پہنچتا ہے آپ کی ذاتی وجاہت اور علمی کمالات کی وجہ سے بہاؤ الدین ابونصر بن بویہ نے آپ کو: "طاہر اوحد" کا لقب دیا تھا۔ ۱۲ سال کی عمر سے ۱۵ سال کی عمر تک ابن نباتہ سے تحصیل علم کیا۔ اور خطیب الخطبا عبدالرحیم امام علوم ادب تھے۔ ایسے ارفع و اعلیٰ استاد کی ہم نشینی نے شریف مرتضیٰ کو بھی ماہر علم و ادب کر دیا مگر آپ نے فقہ و اصول کا علم علامہ شیخ مفید سے حاصل کیا (جو خود ایک خاص مسلک اور مکتب فکر کے امام تھے۔ کم و بیش دو سو کتب آپ کی تصانیف ہیں) ان کے علاوہ ابوالقاسم بن عبداللہ، ابو عبداللہ یا بویہ قمی، سہیل بن احمد دیباجی وغیرہ سے بھی کسب علم کیا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ شریف مرتضیٰ کو قدرت نے جو ذہن عطا فرمایا تھا اس نے ۲۷ سال کی عمر کو پہنچنے تک ان کو فقہ و کلام میں یگانۂ زمانہ وقت کر دیا

تھا اور فقہ و ادب میں اُن کے علم کا ہر شخص قائل ہو چکا تھا۔ آپ کی تصانیف نے ہر مبلغ علم کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ خصوصی طور الذریعہ الی اصول الشریعہ (دو جلد) کے مباحث نے آپ کو اجتہاد کے درجہ پر فائز کر دیا ہے۔

ڈاکٹر مجتبیٰ حسن کاموں پوری کے اس مضمون سے بہت اختصار کے ساتھ مسلک شیعہ معتزلہ اور اشاعرہ کی اپنی اپنی حدیں متعین ہونے میں مدد ملتی ہے۔ کیونکہ اصولی اور فروعی اختلافات ہی آگے چل کر عظیم تخریب کا موجب بنی ہیں معتزلہ کا وجود اب نہیں ہے مگر ان کے ائمہ کے افکار ابھی محفوظ ہیں اس لیے ضروری ہے کہ مسلک امامیہ پر جو بھی اعتراضات ماسبق میں ہوئے ہوں، اُن کو مدنظر رکھا جائے اور اس عہد کے عہد آفریں علماء و اشخاص کی یاد کو تازہ کیا جائے اور شیخ عزالدین احمد کے بقول شریف مرتضیٰ عرب سے عربیت میں اعلم تھے۔ ان کی تصنیف "الامالی" علوم و فنون کے مسائل، نحو و لغت، شعر و تفسیر اور علم کلام کا بہترین مجموعہ ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد اسّی تک ہے جن کی مکمل فہرست تو اس مقالہ میں نہیں ہے پھر بھی بیشتر کا ذکر موجود ہے۔ ان میں سے کچھ تصانیف مشہد، تہران، قم، نجف وغیرہ میں محفوظ ہیں۔ شریف مرتضیٰ کے شاگردوں میں شیخ الطائفہ طوسی، ابویعلی عبدالعزیز سالار دیلمی، ابو الفتح کراجکی ابو عبداللہ درلشتی وغیرہ مشہور زمانہ ہیں۔ شریف مرتضیٰ کے کتب خانہ میں اسّی ہزار سے زائد کتابیں تھیں۔ اس طرح انھوں نے "دارالعلم" کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کر رکھا تھا، جس میں ماہانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ شریف مرتضیٰ نے ۲۵ ربیع الاول ۴۳۶ھ کو وفات پائی اور کربلائے معلیٰ میں ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم کے مدفن میں جگہ پائی۔

۲۶ صفحات پر مشتمل اس مقالہ میں شریف مرتضیٰ کی کما حقہٗ تاریخ مرتب نہیں ہوئی ہے لیکن یہ خاکہ بھی علمی دنیا میں وسیع نظر سے دیکھے جانے کے لائق ہے۔ مرتب نے علمی ادب پاروں کی نشاندہی تو کر دی ہے مگر واقعات کے بیان سے طول نہ دے کر۔۔۔ کتاب ۔۔۔ ضرورت ہے کہ شریف مرتضیٰ پر شعبہ دینیات کی جانب ایک کتاب شائع ہو، جس میں شرح بسط سے کام لے کر تحقیق و تنقید سرانجام دیا جائے۔ نہ صرف شریف مرتضیٰ بلکہ دیگر اکابر ملت پر بھی۔ جیسے علامہ ابو الفتح۔ علامہ شیخ صدوق وغیرہ کی ذاتِ گرامی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

…رت ہے۔

…ناسخ و منسوخ —— ڈاکٹر قاری محمد رضوان اللہ

…یہ دو لفظ اگر عام لغت میں دیکھے جائیں تو کوئی خاص معنی نہیں رکھتے۔ مگر …نہیں اس کے تہہ دار معنی ہیں اور علماء میں یہ موضوع ہمیشہ سے باعث نزاع اور …بحث رہا ہے۔ قرآن کے ضمن میں جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کی اہمیت …ھ جاتی ہے اس لیے کے ناسخ کے بعد منسوخ کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور …ن علم قرآن کے منافی ہے کہ ایک آیت یا حکم، دوسری آیت یا حکم کو منسوخ کرے یا …رے۔ یہ درست ہے کہ قرآن میں واقعات کے طور پر بار بار احکامات وارد …ے ہیں مگر علما کا اس امر میں اتفاق ہے کہ اس سے مقصود ہماری ہدایت ہے اور …ر خدا کی تکذیب۔ جیسا کہ حضرت علی کے اس قول سے مظہر ہے۔

"حضرت علیؓ نے کسی قاضی سے دریافت کیا کہ
تم ناسخ و منسوخ کا مفہوم سمجھتے ہو؟ اس
نے لاعلمی ظاہر کی —— تو آپؓ نے فرمایا کہ تم خود
بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرو گے"

اس لیے کہ موارد احکام کے تحت ہی رہ کر آیت پر ناسخ و منسوخ کا حکم دیا جا سکتا …ا اور وہ مجازاً ہوگا —— قاری صاحب نے اپنے اس مضمون کے واسطے سے موجودہ …رئین کو روشناس کرنے کی کوشش کی ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس موضوع خاص …رکھیں۔ اس کا علم اتنا ہی ضروری ہے، جس قدر سورج اور چاند پر جانے کی آرزو اور اس آرزو کی تکمیل کے لیے علم جدید سے آگاہ ہونا۔ اس سلسلے میں قاری صاحب کی جو بحث نکالی ہے اس پر گفتگو کو ذرا طول دینے کی تھی تاکہ لسانی اور علاقائی اعتبار اس موضوع پر وہ بات کہہ سکتے۔

عقل، قلب اور وحی —— مولانا تقی امینی

عقل۔ قوتِ عزیزیہ

قلب — قوتِ باطنیہ

وحی — پیغام بھیجنا یا دل میں بات پیدا کرنا۔

یہ ان کے اصطلاحی نہیں، لغوی معنی ہیں ۔ اس مضمون کے مطالعہ سے اندازہ
کہ مولانا امینی نے عقل ۔ قلب ۔ وحی کو الگ الگ کرکے رسولِ مقبولؐ یا کسی کلی یہ تجر
کے نزول پر بات کرنی چاہی ہے ۔ حالاں کہ وحی احکامِ خدا کا دوسرا نام ہے ۔ جیر
قوتِ تجزیہ اور قوتِ باطنیہ کا ذکر امرِ فضول ہو جاتا ہے ۔

اس لیے کہ " عقل " محوِ تماشائے بام کا دوسرا نام ہے اور " قلب " کی حالہ
کہ وہ کبھی سنگلاخ ہو جاتا ہے اور کبھی موم ---- اور یہ دونوں خواص بشریت کی
مگر وحی : جو خالص الٰہی لفظ ہے اور جو محض اس کی ذات تک محدود ہے ا
دار کوئی بشر کیوں کر ہو سکتا ہے ؟ ---- ہاں ، جسے خود اللہ تعالیٰ بخشنا چاہے
لیے کہ وحی درحقیقت مقامِ نبوت ہے ، جس کا سرچشمہ قلب یا عقل نہیں ہے بلکہ
ہے جو کسی نبی کو وہبی اور ذاتی طور پر عطا ہوتی ہے ۔ ورنہ دل میں بات پیدا ہوتا
بلکہ حواسِ خمسہ کے تحت حیوانات سے بھی ممکن ہے ۔ مگر اللہ تعالیٰ کی جانب
ارتقا و الہام کی صورت میں فیضانِ خارجی سے نہیں ، بلکہ نبیؐ کے نفس سے
نہی دراصل وحی ہے ۔ کیونکہ وحی ہر انسان پر نہیں بلکہ صرف اور صرف نبیؐ پر نا
ہے ۔ لہذا اس مضمون میں مولانا امینی کو صاف طور پر ان رموز پر آگاہی دینی چا
جس سے شک و شبہات دور ہو سکیں ۔

(۷) مذاہبِ عالم اور ان کی روحانی تعلیم ---- ڈاکٹر سیّد ارتضیٰ حسین
چند صفحات کے اس مضمون میں دنیا کے مختلف مذاہب کی نہایت د
تاریخ بیان کرنے کے بعد اسلام اور اس کی ضرورت پر روشنی ڈالا
روحانی تعلیم پر بحث سے گریز کیا ہے ۔

(۸) مولانا عبدالحی فرنگی محل کی تاریخی خدمات ---- محمد رضا انصاری مجلہ
کا یہ مضمون ---- شریف مرتضیٰ ---- کے تحقیقی اور علمی مضمون کے بعد د
مضمون ہے ۔ فاضل اجل ، عالم زمانہ ابو الحسنات محمد عبدالحی انصار
محدث ، فقیہ ، متکلم ، صاحبِ فتویٰ ، اور علمِ معقول کے متبحر عالم تھے ۔ آپ
تصانیف کا مطالعہ ہر فقہ اور مسلک کے اشخاص پر فرض ہے ۔ محض ۳۸
میں آپ نے تقریباً سو کتابیں تصنیف کیں ۔ جن میں مذکرہ ، ، اسماء ،

سوانح اور علوم فقہ و مذہب شامل ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں آپ کی ہر سطر کو احترام سے پڑھا جاتا ہے اور بیرونی ممالک اسلامی میں بھی بے حد احترام کیا جاتا ہے آپ کی ولادت ۱۲۶۴ھ یعنی غدر سے ۸ سال قبل (۱۸۴۸ء) شہر بانما (یو پی) میں ہوئی تھی اور وفات ۱۸۸۶ء میں ہوئی۔ آپ کی ذاتِ گرامی پر بہت سے مقالات لکھے جا چکے ہیں اور آئندہ بھی خامہ فرسائی کی جائے گی۔ لیکن یہ مضمون آئندہ لکھنے والوں کے لیے نشانِ راہ کا کام دے گا۔

(۹) قیام دارالعلوم دیوبند ——— ڈاکٹر اقبال حسن خاں

یہ مقالہ آپ کے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے ایک حصہ پر مشتمل ہے جس میں قیام مدرسہ دیوبند کے بانی، مقاصد و عزائم اور نمایاں خصوصیات اور اس کی خدمات پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔

مجلہ علوم الدین ——— کا مایۂ ناز مضمون "تبرکات" ہے جس میں ملا نظام الدین محمد سہالوی (جن کی وفات ۱۱۶۱ھ میں ہوئی تھی) کے دست و قلم کی نادر تحریر کا بصورت عکس اس مجلہ کی زینت ہیں۔ اس خواص میں مفتی محمد رضا انصاری کا تعارف نامہ حد درجہ مفید ہے زبان کے اعتبار سے بھی اور معلومات کے وزن و وقار کے لحاظ سے بھی یہ تبرک خوب ہے۔

ابتداء ——— جیسے انتہا پر میں موضوعِ سخن بنا رہا ہوں۔ اس کا مطالعہ، شعبۂ دینیات کی معلومات کے لیے از بس لازمی ہے۔ اداریہ میں مدیر نے اپنی گفتگو کو "ماحصل" پر منحصر رکھا ہے اور ماحصل یہ ہے کہ شعبۂ دینیات کی مختصر مگر جامع تاریخ اور اس شعبہ کی اہمیت کا پس منظر دل آویز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ طباعت و کتابت حد درجہ نفیس اور خوب ہے۔

مجلہ علوم الدین ۷۲-۱۹۷۱ء مدیر مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی

فیکلٹی آف تھیالوجی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سید نظیر برنی

فورٹ ولیم کالج کے زیرِ اہتمام جن اُردو تصانیف کی اشاعت ہوئی ہے وہ ہر لحاظ سے قابلِ قدر ہیں۔ کالج کے اربابِ حل وعقد نے ان کی اشاعت سے پیشتر اس امر کا لحاظ رکھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارکنان کو ہندوستان کے تاریخی، تمدّنی اور ادبی پس منظر سے کما حقہٗ متعارف کرانے کے لیے ہندوستان کی عام فہم اور سلیس زبانوں میں ادب کی تخلیق کرائی جائے تاکہ سامراجی کارکنان ہندوستانی عوام کے مزاج کو پہچان سکیں اور اس طرح حکومت کے استحکام میں مدد ملے۔ چناں چہ میر امّن کی "باغ و بہار" انشاء کی "رانی کیتکی کی کہانی" اور حیدر بخش حیدری کی "آرائشِ محفل" (جسے عرفِ عام میں قصۂ حاتم طائی کہتے ہیں) کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اس عہد کی دوسری تصانیف کو کہاں میسر؟

"آرائشِ محفل" کے نام سے میر شیر علی افسوس نے اسی زمانہ میں ایک کتاب لکھی تھی لیکن ان کی "آرائشِ محفل" تاریخی مواد پر مشتمل ہے جب کہ حیدری کی "آرائشِ محفل" کا متن ایک دلچسپ، رومانی اور تاریخی داستان ہے۔ اس کتاب میں حاتم طائی کی چند مہمات، اس کی انسان دوستی، معاشقہ آرائیاں۔ جہدِ مسلسل اور شرافتِ نفسی کے نمونے بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔

انیسویں صدی کے اوائل میں داستانوں اور قصّوں کو جو رواج اور فروغ رہا ہے اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قصّہ گوئی کی روایت قدیم روایت ہے۔ اس زمانے میں ایک اجتماع میں قصہ گو قصہ سنانا شروع کر دیتا تھا جو کئی کئی مہینے تک ختم نہیں ہوتا تھا۔ کیا مجال، کہ مجمع کا کوئی فرد اکتا جائے۔ حاتم طائی کی داستان بھی کچھ اسی طرح کی تھی۔ جو سینہ بہ سینہ عوام کے دلوں میں محفوظ تھی۔ اس قصّہ کو یوں تو متعدد مصنفوں نے پیش کیا ہے۔ لیکن ہر ایک کا انداز بیان الگ الگ ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے سحرِ نگارش اور قلمی آب و رنگ سے اسے دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔

حاتم طائی بظاہر ایک غیر ملکی کردار ہے۔ مگر داستان گو ادیبوں نے اس کو جس ڈھنگ سے پیش کیا ہے اور اس کے حالات اور اطراف و جوانب کو دکھانے

وشش کی ہے وہ یقیناً ہندوستانی ماحول ہے اور حاتم کسی طرح بھی ایک ہندوستانی کردار نہیں معلوم ہوتا۔ ایک جگہ "ستی" کی رسم کا واقعہ بھی بیان گیا ہے جو اس قصے کے ہندوستانی ہونے کی دلالت کرتا ہے۔

اطہر پرویز صاحب نے مکتبہ جامعہ اور حکومت جموں و کشمیر کے اشتراک ے شائع ہونے والی اس کتاب کو بڑی دیدہ ریزی، فنکارانہ چابکدستی، محققانہ یرت اور محتاط ڈھنگ سے ترتیب دیا ہے۔ ابتدائی چودہ صفحات میں رائش محفل" کے مصنف حیدری کی مختصر سوانح اور ادبی مرتبہ کا بیان کیا گیا ہے۔ نیز داستانوی ادب میں اس داستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں رہنگ قصہ حاتم طائی" کے عنوان سے مخصوص اصطلاحات اور مشکل الفاظ کی فرہنگ "کتابیات" کے تحت ۱۹ کتابوں کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے جن سے انھوں "آرائش محفل" کی ترتیب میں مدد حاصل کی۔ علاوہ ازیں انھوں نے جگہ جگہ واشی دے کر تحقیقی شعور کا بھی ثبوت دیا ہے۔

ہ حاتم طائی مرتبہ اطہر پرویز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ قیمت ۶/-

---

رکمال حسینی

"امریکہ کے کالے مسلمان" ڈاکٹر بشیر الحسن کی تحریر کردہ ایک سو چار صفحات ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس میں بظاہر مسلمانوں کے ایک خاص امریکی طبقے بارے میں معلومات مہیا کی گئی ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے سے پہلے میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ امریکہ میں رہنے والے زیادہ تر ریقیوں کا مذہب اسلام ہے اور ان کے عقائد بھی شیعہ سنی اور قادیانیوں کی طرح ہد اختلاف رکھتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ "کالے مسلمان" بھی شیعہ اور نی کی طرح ایک باقاعدہ فرقہ ہیں۔ لیکن یہ حقیقت اس کتاب کو پڑھ کر ہی سمجھ میں آئی "کالے مسلمانوں کی تحریک" "احیائے اسلام" کی غرض سے وجود میں نہیں آئی تھی بلکہ

تحریک کے لیڈروں نے اسلام کو امریکی جشیوں میں علیحدگی کا جذبہ ابھارنے اور عزتِ نفس، پیدا کرنے کی خاطر اپنایا تھا، اس کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کالے مسلمانوں کا اسلام باقاعدہ اسلام نہیں ہے یعنی وہ اسلام نہیں جو ہمارے ہندوستانی پاکستانی یا دیگر ایشیائی مسلمانوں کا ہے بلکہ ان کالے مسلمانوں کے ہاں مذہب کے ہر رکن میں اختلاف ہے۔ نماز جو باقاعدہ نماز نہیں ہے۔ زکوٰۃ

جو باقاعدہ زکوٰۃ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ٹیکس ہے جو ان کے رہبر ایلیجا محمد نے ان میں DISCIPLINE پیدا کرنے کے لیے لگایا ہے اور یہ جذبہ پیدا کرنے کے لیے کہ وہ جماعت کے تئیں ہمیشہ وفادار رہیں۔ ایلیجا محمد جو اس تحریک کے رہبر ہی نہیں بلکہ کالے مسلمانوں کے لیے نبی آخر بھی ہیں کیونکہ ان کے لیے کالے مسلمانوں کا یہی جذبہ ہے۔

"اللہ معزز ترین ہے اور ہمارا خدا ہے۔ ایلیجا محمد آخری اور خدائی رسول ہیں۔"

ایلیجا محمد بڑے آرام کی زندگی گزارتے ہیں۔ شکاگو میں ایک بہت بڑے محل میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہیں قیمتی گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں کیونکہ وہ یہ سننا نہیں چاہتے کہ مسلمان غریب یا کم حیثیت ہوتے ہیں۔ وہ دنیا کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ "اسلام غربت کی بجائے ثروت کا پیغام لے کر آیا ہے۔"

ان کالے مسلمانوں کی عبادت ایسی ہوتی ہے کہ ان میں حبشیوں کے علاوہ دوسری نسل کا کوئی فرد شریک نہیں ہو سکتا۔ چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو! ہے نا حیرت کی بات کہ ایک عام مسلمان، کالے مسلمانوں کے ساتھ عبادت میں شریک نہیں ہو سکتا!!

بلاشبہ ایلیجا محمد آج کے حسن بن صباح معلوم ہوتے ہیں اور ان کے پیرو ان کے فدائی جس طرح حسن بن صباح کی جنت میں اس کی مرضی کے بغیر کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ اسی طرح کالے مسلمانوں کی مجلس یا عبادت میں کوئی ایلیجا محمد کی اجازت کے بغیر کوئی بھی غیر کالا مسلمان شامل نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ دلچسپ بات نہیں کہ آج تک کسی بھی غیر حبشی کو ان کی عبادت میں شامل ہونے کا موقع نہیں مل سکا ہے۔ اس عبادت کے بارے میں جو کچھ معلومات مصنف تک پہنچی ہے اس کا ذریعہ عموماً کالے مسلمان ہی ہیں جنھوں نے کسی قدر باغی ہو کر اس راز کو ظاہر کیا ہے۔

یہ کالے مسلمان ہی ہیں جنھوں نے اسلام اور عیسائیت کو کالے اور گوروں کے
ہب میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اسلام کا ماننے والا چاہے اس کی چمڑی کا رنگ سفید ہی
وں نہ ہو، ان کے نزدیک کالا مسلمان ہے۔ کالی قومیت کا کالا مسلمان ہونا امریکہ
ے افریقیوں کی سب سے بڑی تحریک ہے جس کے توسط سے دائرۂ اسلام میں داخل
ونا یقیناً ایک کڑی آزمایش ہے۔ اس تحریک کے مطابق اسلام کا دروازہ صرف
لوں کے لیے کھلا ہے اور کسی سفید نسل کا فرد اسلام قبول نہیں کر سکتا۔

ایک سیاسی تحریک کی حیثیت سے یہ تحریک بہت بڑی ہے۔ لیکن اسلام کے نام
ر یہ ایک دھوکا ہے۔

بلا شبہ زیر نظر کتاب بے حد معلوماتی ہے اور ہمیں جدید دنیا کی ایک عظیم تحریک
سے روشناس کراتی ہے۔ یقیناً اردو میں اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کتاب شائع
نہیں ہوئی ہے۔ مکتبہ جامعہ نے اس کتاب کو شائع کر کے ہمارے علم و معلومات میں
ضافہ کرنے کے لیے ایک راہ استوار کی ہے۔

کتاب اس شخص کے لیے مفید رہے گی جو اسلام اور اس کی تحریکوں سے دلچسپی رکھتا ہے
ور اس شخص کے لیے بھی معلومات افزا ہے جسے دنیا اور دنیا میں بسنے والوں سے
لچسپی ہے اور جو خصوصیت سے کالوں کی تہذیب و تحریکوں سے آشنا رہنا چاہتا ہے
ور یہ جاننا تو مسلمانوں کو خصوصیت سے ضروری ہے کہ یہ نا اسلام، اسلام کا روپ
دھار کر کس طرح دنیائے اسلام کی ہمدردی حاصل کر رہا ہے۔ ڈاکٹر مشیر الحق کا یہ مقالہ
ایک تحریک کی تاریخ بھی ہے اور اس کا رپورتاژ بھی۔ ایسی بصیرت افروز کتابیں
کم شائع ہوتی ہیں۔ اس لیے ایسی کتابیں جب بھی شائع ہوں۔ ہمیں ان سے
پورا پورا استفادہ کرنا چاہیے۔

امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق — مکتبہ جامعہ لمیٹڈ — قیمت -/۲

اظہارِ اثر

سماجی ارتقا اور ذہنی ارتقا میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب سماجی ارتقا کسی منزل میں قدم رکھتا ہے تو اس کے اثر سے ذہنی زندگی میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور ان تبدیلیوں کے نتیجے میں تہذیب کے پورے قافلے کو ایک عبوری دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ پچھلی دو دہائیوں سے اُردو شاعری بھی ایک عبوری دور سے دوچار ہے۔ ۱۹۵۰ء سے فکری تبدیلی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ لیکن یہ تبدیلی زیادہ واضح طور پر ۱۹۶۰ء کے بعد سامنے آئی۔ پچھلے دس برس میں اُردو کے جدید شعرا نے بے شمار فکری اور ہیئتی تجربے کیے ہیں لیکن ان تجربات کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ جدید رجحانات ابھی خلا میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور اپنی کوئی منزل متعین نہیں کر سکے ہیں۔

شعر و ادب میں جب ایسا کوئی موڑ آتا ہے تو کچھ قد آور ادبی شخصیتیں اٹھتی ہیں جو اس انتشار میں ربط کی کڑیاں ڈھونڈ نکالتی ہیں اور اپنے عہد کی بکھری ہوئی زندگی کو ایک مربوط شعری قالب میں پیش کر کے شعر و ادب کی تاریخ میں ہمیشہ کے لیے اپنی جگہ بنا لیتی ہیں۔ ہمارے یہاں تہذیبی انتشار کے ایک دور کی دین میر تقی میر تھے اور ایک ایسے ہی دوسرے دور کی دین میرزا غالب۔ آزادی سے پہلے جب ہمارا معاشرہ ایک اور بحرانی دور سے گزر رہا تھا تو ادب کی ترقی پسند تحریک سامنے آئی جس نے داخلی کیفیات و محسوسات سے زیادہ خارجی صورتِ حال کی ترجمانی پر زور دیا اور ادبی افق کو کچھ نئی وسعتوں سے آشنا کیا۔

حالیہ برسوں میں جدیدیت کے رجحان کو جو فروغ حاصل ہوا ہے وہ ہمارے شعر و ادب میں ایک اور فکری موڑ کی نشاندہی کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس دور کا شاعر ایک بار پھر خارج کی دنیا سے کٹ کر صرف اپنی ذات میں گم ہو گیا ہے اور اس شدت سے اپنی تلاش میں مصروف ہے کہ کبھی کبھی خستہ و درماندہ ہو کر مایوسی اور مرگ پرستی کی آخری حدوں تک جا پہنچتا ہے۔ یہ رویہ ایک طرح سے ذات کے الجھاؤ (SELF COMPLEX) کا غماز ہے۔ ذات کا الجھاؤ اقبال جیسے دیو قامت شاعر کے یہاں [illegible]

ہاں یہ NARCISSUS COMPLEX میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اقبال کے یہاں اس نے انانیت، خود آگاہی اور وجود کی اکملیت کے احساس کی شکل اختیار کی تھی جب کہ نئے شاعر کے پاس ان میں سے کچھ نہیں، صرف مایوسی اور دکھ کا احساس ہے جس کی تاریکی ں وہ خود کو گنوا بیٹھا ہے۔

لیکن ہمیشہ کی طرح اس بحرانی دور میں بھی کچھ شاعر ایسے ہیں جنھوں نے اپنے ذہنی سفر کی منزل کو پہچان لیا ہے اور داخلیت اور خارجیت کے ٹکراؤ سے پیدا ہونے والی فکری کشمکش سے عہدہ برآ ہونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مخمور سعیدی نئی نسل کے انھی چند ہم شعرا میں سے ایک ہیں۔ وہ بہت سے دوسرے جدید شعرا کی طرح محض اپنی ذات کی بھول بھلیاں میں گم ہو کر نہیں رہ گئے بلکہ انھوں نے اپنی ذات کے حوالے سے اپنے گرد و پیش پھیلی ہوئی دنیا کو بھی پہچاننے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ صرف اپنے دکھ کے نوحہ خواں نہیں، جس دنیا میں وہ جی رہے ہیں اس کا دکھ درد اور حصولِ مسرت کے لیے اس کی تڑپ بھی ان کے احساسات کا حصہ ہے ؎

کبھی کبھی نظر آتا ہے یہ سماں کیسا؟ تمام عکسِ فنا، نقشِ جسم و جاں کیسا؟!

پکارتے تھے کئی نقشِ ناتراشیدہ سکوتِ سنگ سے آتی تھی اک صدا مجھ کو

دل، کہ گزرے دنوں کا تھا مارا ہوا آنے والے دنوں سے بھی ڈرنے لگا
روز ڈستی ہے اک روح فرسا خبر روز سورج مجھے قتل کرنے لگا

بلندیوں کے سفر میں زمیں سے دور نہ جا زمیں نہ زیرِ قدم ہو تو آسماں کیا ہے؟

کبھی کبھی تو یہ ہوتا ہے، جیسے یہ دنیا بدل رہی ہو مرے دل کی واردات کے ساتھ

جدید شاعری کی ایک خصوصیت اس کی علامتی زبان ہے جس نے اسے معنوی تہہ داری بخشی ہے لیکن ناپختہ شاعروں کے ہاتھ میں پڑ کر علامتیں کبھی کبھی مفہوم سے عاری بھی

ہو جاتی ہیں۔ قاری کے لیے ایک اور الجھن اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب ایک ہی علامت مختلف شاعروں کے یہاں مختلف مفہوم میں استعمال ہو یا کسی ایک ہی شاعر کے یہاں بار بار اپنے معنی بدلتی رہے۔ خوشی کی بات ہے کہ مخمور کی شاعری کا قاری اس پریشان کن صورت حال سے دوچار نہیں ہوتا۔ زبان و بیان کے تجربات انھوں نے بھی کیے ہیں لیکن یہ بامقصد تجربات ہیں۔ ان کے یہ چند شعر دیکھیے جو ان کی تازہ خیالی اور نئی لفظیات کی کھوج میں ان کی سلیقہ مندی کو ظاہر کرتے ہیں ؎

اوّل اوّل سبھی کچھ حسیں تھا مگر آخر آخر ہوا بدنما کس قدر
چند بھدّی لکیریں ہی آئیں نظر رنگ تصویر کا جب اترنے لگا
برف باری کے مُنہ زور طوفان میں پیڑ ننگے کھڑے بے دست و پا بھی ہوئے
ٹہنی ٹہنی زمیں پر گری ٹوٹ کر پتّہ پتّہ ہوا میں بکھرنے لگا

تو بدلتے موسموں کا روپ ہے میرے لیے ۔۔۔ روز و شب کے آئینوں میں تیری ہی پرچھائیں
دھوپ کے ٹکڑوں پہ تیرا نام لکھتی دوپہر ۔۔۔ بادلوں میں تیری تصویریں بناتا آسمان

تتلیاں ہیں یہ مُلاقات کی رنگیں گھڑیاں ۔۔۔ رنگ اڑ جائے گا، یاران کو مسلتا کیوں ہے

آسماں دل کا پڑا ہے کب سے خالی ۔۔۔ زخمی یادوں کے کبوتر ہی اُڑا اور

جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے مخمور نے اپنے خارج کی دنیا کو بھی اپنی ذات کا حصہ سمجھا ہے اور خارج میں رونما ہونے والے واقعات سے بے نیازی کو شعار نہیں بنایا ہے۔ اپنی ذات کے خول میں سمٹ کر رہ جانا اور گرد و پیش سے آنکھیں بند کر لینا ایک طرح کی بے حسی ہے جو کسی حسّاس شاعر کا شعار نہیں بن سکتی۔ مخمور ایک حسّاس شاعر ہیں اور ان کے کلام میں گرد و پیش کے واقعات کا ردِّ عمل صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر مذہب یا سیاست کے نام پر انسانوں میں جو خونریزی اس صدی نے دیکھی ہے، اس پر انھوں نے بڑی پُراثر نظمیں کہی ہیں اور ان کی غزلیں بھی اس تاثر سے خالی نہیں۔

یہ دو شعر دیکھیے ؎

پرانے مگگوں کی کہانی نہیں
میرے اپنے زمانے کی تاریخ ہے

ان دہاڑے لٹیں سینکڑوں بستیاں
شہر کے شہر زندہ جلائے گئے

آگ کس نے لگائی تھی، کیوں لگائی تھی؟
ما نہارا ہ تک جلتا ہوا مکاں کیسا؟

ماحول کی بے حسی اور اپنے معاشرے کے ذہنی جمود کی کیسی بھرپور عکاسی ہے، اس ایک شعر میں ؎

اندھے بہروں کی بستی کے اک چوک میں رات بھر کل انوکھا تماشا رہا
اس کی آیات کی رونمائی ہوئی، اس کے پیغام پڑھ کر سنائے گئے

یا پھر یہ شعر ؎

یہ برف سی دھوپ، ہر شجر پر
رہ جائیں نہ کونپلیں ٹھٹھر کر

مخمورؔ اپنے عہد کے نبض شناس ہیں۔ وہ عصری زندگی کے ہر پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔ آج کا انسان خلا کا فاتح بن کر چاند کے سینے پر اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ چکا ہے لیکن خود زمین پر انسانی شرف کس طرح پامال ہو رہا ہے، اس سے وہ چشم پوشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس تضاد کو محسوس کر کے مخمورؔ کیا بے پناہ طنز کرتے ہیں ؎

کبھی زمیں کے بھی دُکھ درد کھ پہ بھی نظر مخمورؔ
اب ان دنوں تو ستاروں کی دیکھ بھال میں ہو

شاعر اگر ایک ترزبان مبصر کی طرح خوبصورت الفاظ میں حالات پر تبصرہ کرتا ہوا گزر جائے تو اس کے نتیجے میں بڑی شاعری وجود میں نہیں آسکتی۔ اس کے لیے مشاہدات میں محسوسات کی آمیزش ضروری ہے، ساتھ ہی زندگی کی ابدیت اور اندھیرے سے روشنی کی طرف سفر کی انسانی جبلت پر یقین بھی۔ مخمورؔ کی شاعری ان عناصر سے خالی نہیں۔ بے حس صنعتی نظام کے پابند ایک فرد کی حیثیت سے جہاں ایک طرف ان کا احساس یہ ہے کہ ؎

اپنے اپنے دکھوں کی دنیا میں
میں بھی تنہا ہوں، وہ بھی تنہا ہے

وہاں دوسری طرف وہ یہ نغمۂ امید بھی سناتے نظر آتے ہیں ؎

لَو شمعِ تمنّا کی کچھ اور بڑھا دیکھو   ممکن ہے اندھیروں کی یہ برف پگھل جائے

رات کے آنگن میں رقصاں تھی امیدِ صبحِ نو   نور کا اک دائرہ بھی حلقۂ ظلمت میں تھا

تھی روشنی کی بزم خرامی بھی حشر خیز   آئے وہ زلزلے کہ اندھیرا دہل گیا

طوالت کا خوف زیادہ تفصیل میں جانے سے مانع ہے لیکن جو چند شعر آپ نے پڑھے ان سے آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ مخمورؔ کے یہاں فنی پختگی، خیال کی تازگی، احساسات کی شدت اور گرد و پیش کی شاعرانہ عکاسی کتنی بھرپور ہے۔

ایسا نہیں کہ مخمورؔ کی شاعری تمام خامیوں سے پاک ہے۔ ہر انسانی کلام میں کچھ خامیاں ضرور رہ جاتی ہیں لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے: اگر کسی شاعر کی ایک غزل میں ایک شعر بھی اچھا نکل آئے تو وہ اچھا شاعر ہے: اور مخمورؔ کے یہاں تو آپ کو بیشتر غزلوں میں کئی کئی اچھے شعر ہی نہیں، ایسے شعر بھی مل جائیں گے جو دل کو تڑپا دیں۔ ان کے اس مجموعے میں اگرچہ نظمیں بھی شامل ہیں اور چند نظمیں بہت ہی اچھی ہیں۔ مثلاً پیش لفظ، خوف کا آسیب، بسر ہوتے ہوئے دکھ کا ایک دن، تبدیلی اور بعض دوسری نظمیں، لیکن مجھے ان کی غزلوں نے زیادہ متاثر کیا ہے اس لیے میں نے صرف ان کی غزلوں ہی سے بحث کی ہے۔

"آواز کا جسم" یقیناً اردو کے شعری ادب میں ایک گراں بہا اضافہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ پُرجوش پذیرائی حاصل کر لے گا۔

آواز کا جسم (شعری مجموعہ) مخمور سعیدی ناشر: لِپسے پبلیکیشنز دہلی قیمت ۱۰/-

اے۔ نصر

محترم اختر قادری، اردو ادب کے گرانقدر شاعر اور ادیب ہیں۔ موصوف نے علمی و ادبی تحقیقی و تنقیدی مقالات بھی لکھے ہیں۔ جو ادب میں "اضافہ" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بیشتر مقالے اسکول اور کالج ـــــ کے نصاب میں داخل ہیں۔ الغرض قادری صاحب کی ادبی خدمات محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کا مجموعہ کلام "سرودِ نو" اہلِ نظر اور ادب کے باشعور قاریوں سے دادِ تحسین وصول کر چکا ہے۔

قادری صاحب اچھے اور بلند پایہ شاعر و ادیب ہی نہیں بلکہ مخلص اور قابلِ قدر استاد بھی ہیں۔ ان کی زندگی کا طویل عرصہ، درس و تدریس میں صرف ہوا ہے۔ لیکن وہ اپنے نیاز مشغولیت کے باوجود زبان و ادب سے غافل نہیں رہے۔ اس کی ترویج و اشاعت و فروغ کے لیے کوشاں رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی مشغول زندگی سے جو "چند لمحے" نکال کر زبان و ادب کو دیے ہیں۔ وہ بہت ہی "قیمتی" ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہوگا کہ جن لوگوں نے "شمعِ ادب" کو "روشن" رکھنے کے لیے اپنا خون جلایا ہے۔ ان میں ایک اہم نام، اختر قادری صاحب کا بھی ہے اور یہ 'جذبہ' انہیں ورثہ میں ملا ہے۔ ان کے دادا، سید شاہ امیر حسین قادریؒ ایک قابل قدر شاعر تھے اور وہ تخلص کرتے تھے۔ قادری صاحب کا گاؤں، بیر گھر سے بھی ہے حضرت شاہ باقر بیر گھری، غالب کے تلامذہ میں تھے۔ جن کا فارسی دیوان موجود ہے۔

انسان کے ذہن پر ماحول کا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کو متاثر بھی کرتا ہے ـــ اختر قادری صاحب بھی اپنے ماحول سے متاثر ہوئے، اور متاثر بھی کیا ـــ ان کی شاعری اقبال کی شاعری سے متاثر نظر آتی ہے۔ مگر ان کی انفرادیت برقرار ہے۔ اختر صاحب نے تقلید نہیں کی بلکہ اقبال کے کلام کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھا۔ اور اپنے لیے ایک الگ منفرد راہ بنائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں ان کے خیالات و تجربات اور خیالات کے عکس کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

قادری صاحب اپنے احساس و خیالات کو شعور کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد مخصوص انداز میں، اشعار کے ڈھانچے میں ڈھال دیتے ہیں۔ وہ خیالات

کے اعتبار سے ترقی پسند بھی ہیں۔ لیکن ان کے یہاں "بے راہ روی" نہیں ہے۔ وہ پہلے شاعر ہیں بعد میں ترقی پسند۔ وہ ہر قیمت پر اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہیں۔

علامہ نواب میرزا جعفر علی خاں صاحب اثر لکھنوی کے یہ الفاظ غور طلب ہیں۔

"اختر صاحب ..... اقبال میں ضم ہو کر اس کی آواز بازگشت نہیں بن سکے۔ خود ان کی شخصیت ہر جگہ نمایاں ہے۔ اقبال کا طرز صرف پس منظر مہیا کرتا ہے اور خیال کو ایک خاص راستہ پر لگاتا ہے"[1]

قادری صاحب کی شاعری میں نئے تجربات اور حالات کے بدلتے ہوئے رنگ کی بھرپور جھلک ملتی ہے۔ وہ اپنی شاعری میں ترقی پسند خیالات کو راہ دیتے ہیں مگر خوبصورتی کے ساتھ۔ ان کی شاعری میں "نعرہ بازی" کہیں بھی نہیں ہے۔ یہ شعر ملاحظہ فرمایئے ؎

مرے پاس آؤ، مل کر اک نئی دنیا بسا ڈالیں
جہاں مہر و وفا، خلق و مروت کی بنا ڈالیں

وہ ماحول پر کس خوبصورتی سے طنز کرتے ہیں ؎

ہر گل کی خموشی میں تکلم پایا ہر غنچے میں انداز تبسم پایا
پایا نہ کسی کو بھی تصنع سے بری بلبل کے فغاں میں بھی ترنم پایا

اختر صاحب نے عشق کے خیالات بھی باندھے ہیں۔ ان کے عاشقانہ اشعار میں مومن کے عشق کی چاشنی ملتی ہے۔ وہ خیالی دنیا سے خیالات چرا کے نہیں لاتے بلکہ اپنی آپ بیتی کو جگ بیتی بنا کے اس طرح پیش کرتے ہیں۔ جس طرح میر نے ---- یہ شعر ملاحظہ فرمایئے

کس نے چھیڑا دل کی محفل میں رباب زندگی
کس نے بھر کر دے دیا جام شراب زندگی

اور پھر

اب دل سے اپنے پہلی باتوں کو تم بھلا دو
حسرت، امید، ارماں، ہر ایک کو مٹا دو

---

[1] مقدمہ از سرود نو

تصویر، خط، نشانی جو کچھ بھی ہو جلا دو
بے کار اپنے جی کو بیدو گ کیوں لگاؤ
میں تم کو بھول جاؤں تم مجھ کو بھول جاؤ

کیا یہ ممکن ہے؟ شاعر خود سے سوال کرتا ہے اور پھر اس حقیقت کا اعتراف پر خود کو مجبور پاتا ہے کہ ؎

اختر خدا گواہ ہے، بھولا نہیں ہوں میں
عہدِ وفا کبھی جو ہوا تھا کسی کے ساتھ

جناب عطا کاکوی نے اختر قادری صاحب کے متعلق بہت ہی گہری رائے دی ہے اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انھوں نے قادری صاحب کی غنائی کا عمیق مطالعہ کیا ہے۔ عطا کاکوی صاحب، ایک بلند پایہ ادبی شخصیت ہیں اور ان کی رائے قابلِ قبول ہوتی ہے۔ انہوں نے "اختر قادری اور ان کی شاعری" کے زیرِ عنوان ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے، جو کتاب میں "تعارف" کے زیرِ عنوان، شامل ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اختر کے ابتدائی کلام میں حزن و یاس کا عنصر نمایاں ہے......ابتدا قنوطی ہے مگر انتہا رجائی ہے۔ فانی یاسیت کے پیکر، اصغر نشاط ہی نشاط، اختر ان دونوں کے درمیان نقطۂ مفاہمت ہیں۔"

الغرض، اختر قادری صاحب کا مجموعۂ کلام "سرودِ نو"، ادب میں "قابلِ قدر اضافہ" کی حیثیت رکھتا ہے اور گذشتہ ۲۵ برسوں میں اردو شاعری نے کامیابی کے جو مدارج طے کیے ہیں اس کو سمجھنے کے لیے بھی اس گرانقدر مجموعہ کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

قادری صاحب نے نہ صرف، غزلیں، بلکہ اچھی نظمیں بھی کہی ہیں۔ ان کے اس مجموعہ میں ۴۳ غزلیں، ۵۔ رباعیات اور ۴ قطعات کے علاوہ ۱۲ نظمیں بھی شامل ہیں جن میں "ترے فراق میں"، "بھول جاؤ"، "نقشِ فراق"، "چاند سے اظہارِ شوق"، "چاند"، شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

پروفیسر عطا کاکوی کا "تعارف" علامہ اثر لکھنوی کا "مقدمہ" اور پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی کا مقالہ "اختر قادری کی شاعری پر ایک نظر" بھی لائق مطالعہ ہیں۔ جن میں اختر قادری صاحب کے فکروفن کا بہت ہی بلیغ اور عمدہ جائزہ لیا گیا ہے جو ان کی شاعری کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ الغرض اختر قادری صاحب کے مجموعہ کلام "سرودِ نو" کا مطالعہ کیے بغیر، بیسویں صدی کی اردو شاعری کا مطالعہ نامکمل ہوگا۔ اس مجموعہ کا مطالعہ نہ صرف طالباتِ ادب کے لیے ضروری ہے، بلکہ اصحابِ فکر نظر کے لئے بھی ناگزیر ہے۔

سرودِ نو — پروفیسر اختر قادری — ملنے کا پتہ: حمید قادری ذوق۔ ال۔ اس کالج مظفر پور (بہار) قیمت ۲/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

تاریخ تمدنِ ہند

مصنف: محمد مجیب

صفحات: ۲۸۰

قیمت: بارہ روپے

ہمارا قدیم سماج

مصنف: سید سخی حسن نقوی

صفحات: ۲۱۲

قیمت: دس روپے

ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا۔ دلی

حکومتِ ہند کے ترقی اُردو بورڈ نے اُردو زبان میں اعلیٰ معیار کی علمی اور نصابی کتابوں
منیف و ترجمہ کا جو سلسلہ شروع کیا ہے زیرِ نظر کتابیں اسی سلسلہ کے اوّلین نمونے ہیں۔

اُردو میں اگرچہ سرسیّد، شبلی اور ذکاءاللہ کے زمانے سے لے کر آزادی تک تاریخ ہند
اریخِ عالم کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں پھر بھی تاریخ اور دوسرے سماجی علوم پر ایسی
را اور مستند کتابوں کی کمی رہی ہے جو اعلیٰ نصابِ تعلیم میں جگہ پا سکیں یا انگریزی کتابوں کی
ے سکیں۔ سرسیّد نے نہ صرف یہ کہ تاریخ نگاری کو اہمیت دی اور خود اس کی مثالیں پیش
، بلکہ تاریخ کی تدوینِ نو، فلسفہ تاریخ، تاریخی تحقیق، تاریخ کی معاشرتی بنیاد اور تاریخ نگاری
ربان کی طرف بھی اہلِ علم کی توجہ مبذول کرائی۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے مستند
ریخی کتب کے ترجمہ پر بھی زور دیا جس کا ثبوت گبن کی مشہور کتاب 'زوالِ سلطنتِ روما'
ردو ترجمہ ہے جو ان ہی کی تحریک پر ہوا لیکن افسوس ہے کہ تاریخ نگاری کی یہ اعلیٰ روایت
ریخ کمزور ہو گئی اور آزادی کے بعد دو چار کتابوں کے علاوہ اس میدان میں
یف و ترجمہ کا کام تقریباً ختم ہی ہو گیا۔

اساطیری قصوں کی بعض ایسی تفصیلات بھی دی ہیں جن سے کم از کم اردو والے زیادہ مانوس نہیں رہے اور اپنے قدیم تہذیبی ورثہ کے عرفان کے لیے جن سے آگہی ضروری ہے اگرچہ یہاں ایک حقیقت کی طرف اشارہ شاید نامناسب نہ ہو۔ کتاب کا نام "تاریخ تمدن ہند" رکھا گیا ہے۔ اور مصنف نے تمہید میں بھی اسے ازراہ انکسار "ہندوستانی تہذیب کی ناقص داستان" کا نام دیا ہے اگرچہ یہ مطالعہ صرف قدیم ہندوستان کے تمدنی ارتقا کی روداد ہے۔ اس سے اردو کے قارئین کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ مصنف قدیم ہندوستان کی تہذیب کو ہی ہندوستانی تہذیب کے مترادف سمجھتا ہے۔ جیسا کہ آج بعض ہندو فرقہ پرست افراد اور ادارے دعویٰ کرتے ہیں۔ اس موضوع پر کوسامبی۔ ترپاٹھی یا گوکھلے وغیرہ کی جو انگریزی کتابیں ملتی ہیں ان کے ناموں میں ہندوستان کی تاریخ و تہذیب کے ساتھ ساتھ "قدیم" کا لفظ ضرور ملتا ہے۔ مناسب ہوتا کہ اس کتاب میں بھی اس کی وضاحت ہو جاتی ۔

جیسا کہ ذکر آچکا ہے سید سخی حسن کی کتاب کا موضوع بھی کم و بیش یہی ہے۔ لیکن اس کی ترتیب اور اندازِ تحریر میں درسی کتابوں کا اسلوب زیادہ نمایاں ہے۔ دوسرے یہ کہ مصنف کے جذباتی اندازِ نظر کی وجہ سے بعض مقامات پر مبالغہ اور قدیم ہندوستان کی تہذیبی فتوحات پر بے جا تفاخر کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً قدیم ہندوستانی سماج میں جمہوری انتخاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "اس نظام طریقۂ انتخاب کی مثال یونانی اور رومن دونوں تہذیبوں میں ملنی مشکل ہے۔ جنھیں تاریخِ عالم میں تہذیب کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے" ص۲

یا پھر اس طرح کے بیانات

> "اب جب کہ ہم آزاد ہو چکے ہیں اور اپنے ملک و قوم کی تعمیر میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ موقع ہے کہ ہم اپنے عظیم ماضی کے آئینے میں ایک شاندار مستقبل کی تعمیر کریں اور ہر علمی معاملہ میں رہنمائی اور ہدایت کے لیے مغربی سائنس دانوں گلیلیو، آرکیمیڈیز اور کاپرنکس کی بجائے کناد جیرک اور آریہ بھٹ اور اپنے دوسرے

عظیم عالموں سے استفادہ کریں"۔ ص ۵۹

یہ انداز نظر نہ صرف تاریخ بلکہ تہذیب کے بارے میں بھی جس تنگ نظری
قوم پرستانہ عصبیت سے مملو ہے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ان کوتاہیوں
باوجود یہ کتاب اور پروفیسر مجیب کی کتاب اُردو کے اعلیٰ نصاب تعلیم میں جگہ پا
کی مستحق ہیں۔

حسن طباعت کے اعتبار سے بھی یہ کتابیں ہندی اور انگریزی کی معی
کتابوں کے مقابل رکھی جا سکتی ہیں۔ کتابت، طباعت، کاغذ، سائز اور سرِ ور
ڈیزائن الغرض سب کے انتخاب میں بڑے سلیقہ اور اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔
کے باوجود یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ پروفیسر مجیب کی کتاب میں جگہ جگہ کتابت کی غل
ہیں مثلاً ص ۹ ص ۷۷ ص ۱۹۰ ص ۲۳۲ ص ۲۴۴ پر کتابت کی اہم غلطیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

کتابوں کی قیمتیں بھی نہ صرف زیادہ ہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں۔ اگر ترقی اُردو بو
کا مقصد ان کتابوں کو نصاب تعلیم میں شامل کرنا بھی ہے تو یہ قیمتیں اور بھی قابل اعتر
ہیں۔ اگر اردو کا عام اور اوسط قاری ان کتابوں کو خرید کر پڑھنے کی جسارت نہ کر سکے
طلبہ کس طرح خرید سکیں گے؟

(ڈاکٹر) قمر رئیس

پابہ جولاں

مصنف: صغریٰ مہدی
ناشر: "ناولستان"، جامعہ
نئی دلی ۲۵
ملنے کا پتہ:- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر
قیمت: چھ روپے

متوسط طبقے کے مسلم گھرانوں میں تعلیم اور اصلاحی کوششوں کا اتنا نتیجہ ضرور نکلا
کہ اب خرابیوں اور اُلجھنوں کو دور کرنے کی تدبیروں کی طرف بھی لوگ مائل اور متو
ہونے لگے ہیں۔

[illegible] مسائل کو حل کرنے اور مصائب کو دور

میں مبتلا رہتے ہیں تو انھیں کے متعلقین میں کچھ ہستیاں ایسی بھی نکل آتی ہیں جو ان کے تدارک اور تخفیف کی کوششوں میں سرگرمِ عمل رہا کرتی ہیں۔ اسی اجمال کی تفصیل "پا بہ جولاں" کے اوراق میں قلم بند کی گئی ہے۔

ماں، باپ، تین بہنوں اور ایک بھائی پر مشتمل ایک چھوٹا سا کنبا ہے۔ معاشی بدحالیوں کا شکار۔ ساس بہو کی لگائی بجھائی یا جور و جبر کی بنا پر بہو کو گھر سے بے گھر اور بال بچوں سے بے تعلق ہو جانا پڑتا ہے۔ ناساعد حالات اور ناخوشگوار فضا میں بچے پلتے بڑھتے ہیں، لڑکا بڑا ہوتے ہی ماں باپ سے بیزار اور خود نگر بن جاتا ہے۔ ایک بہن کشمکش حیات میں گرفتار ہوتے ہی اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر گھٹ گھٹ کے مر جاتی ہے۔ دوسری بہن انتخاب اور زیادہ چھان بین کے چکروں میں پڑنے کے بجائے جو پہلا جیون ساتھی تلاش کر دیا جاتا ہے اسی کو اپنا مقدر خیال کر لیتی ہے اور پھر اسی کی خوشی میں خوش رہنے کی کوشش کرنے لگتی ہے۔ تیسری اور سب سے چھوٹی لڑکی صہبا حسن عرف چھتّو، ناول کی سب سے نمایاں جاندار اور ایک اہم کردار ہے جس نے طے کر لیا ہے کر جینا ہے اور ہر مزاحمت کا سامنا کرنا ہے۔ چناں چہ بکھرے ہوئے شیرازے کو مرتب اور مجتمع کرنے کی تمام تدبیروں میں وہ پوری انہماک، جرأت اور خردمندی کے ساتھ شامل اور شریک رہتی ہے۔ ماں، باپ، بھائی، بہن، آر۔ پی اور سریندر بابو غرض کوئی ایسا نہیں جس کی قدر و محبت سے وہ غافل اور بیگانہ ہو۔ اسی طرح یہ سب لوگ بھی اس کی ان خوبیوں کے قائل، معترف اور مدّاح دکھائی دیتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دل اور دلدار کے معاملے میں بھی اس نے اپنے آپ کو نہ کسی کی نگاہوں میں محبوب و معتوب ہونے کا موقع دیا اور نہ اپنے جذبات سے مغلوب ہوئی۔

ناولوں میں بسا اوقات ایسے مباحث، معاملات اور مناظر و افکار پر خامہ فرسائی شروع کر دی جاتی ہے جس سے کتاب کا حجم بڑھ جاتا ہے اور پڑھنے والے کا دردِ سر۔ ہوش مند ناول نگار اس نقص اور بے لطفی سے آگاہ ہیں، اسی لیے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے خواہ وہ واقعات ہوں یا زمانے کے اتار چڑھاؤ، سماج کے تقاضوں کی طرف اشارے ہوں یا حالاتِ حاضرہ کا جائزہ اور ان پر تنقید و تبصرے، شادی غمی کی رسمیں ہوں یا مختلف کرداروں کی سیرت نگاری سب میں ایک ربط و توازن ہے اور معقولیت

ناول کا اختتام اور قصے کا انجام دونوں بڑے لطف انگیز اور معنی خیز ہیں۔ آخری دو تین بہت چھوٹے چھوٹے فقروں میں تصورات، نظریات، عزائم، عقائد مصلحت اور دور اندیشیوں کی پوری پوری داستانیں سمو کر رکھ دی گئی ہیں۔

تعجب ہوتا ہے کہ لائق اور ہونہار قلم کار نے بہ کثرت اور غیر ضروری حد تک انگریزی لفظوں (وہ بھی اردو رسم الخط میں) جن کا پڑھنا دشوار ہے۔ اور فقروں کا سہارا کیوں تلاش کیا۔ اُردو زبان نہ اتنی تہی دامن ہے نہ ان کی لیاقت کچھ ایسی محدود؛ ورنہ گرد و پیش کا ماحول اور معاشرت اس قدر مصنوعی اور مغرب زدہ۔

آخر میں ادارہ "ناولستان" سے بھی یہ عرض کرنا ہے کہ اچھی کتاب کے لیے اچھی کتابت و طباعت بے حد ضروری ہوتی ہے۔

انعام اللہ

شہ میری اولیاء

تالیف: حکیم محمود بخاری
ناشر: مکتبہ شہ میری - محلہ قلعہ کڑپہ - اندھرا پردیش
قیمت: چار روپے

حکیم محمود بخاری صاحب (کڑپہ) کی کتاب "شہ میری اولیاءؒ" میں حکیم صاحب نے شہ میری خاندان کے مشہور بزرگوں کے تذکرے کو چند مساجد اور مزارات کی تصویروں کے ساتھ شستہ اور آسان اردو میں محفوظ کیا ہے۔ دیدہ زیب کتابت و طباعت کے ساتھ یہ تذکرہ تحقیقاتی اور معلوماتی ہے۔

اس کتاب کے ذریعے آپ نے نہ صرف دین و اخلاق کی خدمت کی ہے۔ بلکہ اس میں ان بزرگوں کے اخلاق و سیر کے بیان کے علاوہ اُن کے صوفیانہ رنگ کے اشعار شریک کر کے اِس زمانے کی اس علاقے کی اردو زبان کے چند نمونے بھی پیش کیے ہیں جو اس زبان کے ارتقا کی نشاندہی کرتے ہیں۔

یوں تو کتاب کے سارے مضامین درسِ اخلاق و بصیرت کے حامل ہیں، لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت شاہ کمالؒ اور ٹیپو سلطان کا تذکرہ، شاہ صاحب کی معرفتِ الٰہی

اور سلوک اور فقیر منش سلطان کی عقیدتِ ایمانی اور جوشِ کردار کا مظہر ہے۔ ان بزرگوں کے تذکرے سے پڑھنے والوں کا ایمان پختہ اور تزکیۂ نفس اور تجلیۂ قلب حاصل ہوتا ہے۔ ان کو پڑھتے ہوئے جی چاہتا ہے کہ یہ اور تفصیلی ہوتے تو ان بزرگوں کی پاکیزہ زندگی اور سیرت و کردار کی چند اور مثالیں قاری کو متاثر اور لطف اندوز کرتیں۔ یوں تو ہم جیسے بوڑھے اس قسم کے تذکرے پڑھتے آئے ہیں اور پڑھتے رہیں گے، لیکن اگر حکیم صاحب کی اس کتاب سے ہماری نوجوان نسل بھی استفادہ کرے تو جوانی سے ہی ان کو دینی بصیرت حاصل ہوگی اور قوم اور وطن کو اچھے اور مثالی انسان مل سکیں گے۔ خدا کرے یہ کتاب بوڑھوں کے ساتھ نوجوانوں کے مطالعے میں بھی آئے، جس کے بعد یہ نوجوان علامہ اقبال کے اس شعر کے مفہوم کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے کہ ؎

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

بشیر احمد طاہر

خونِ جگر

شاعر: عاقل لاہوری
ناشر: شری شنکر رام شرما
۱۱۔ اے، ڈبلیو، زیڈ، لاجونتی گارڈن
نئی دہلی
سائز: ۳۰×۲۰/۱۶، صفحات ۱۲۸
ملنے کا پتا: انڈین بک ڈپو مال روڈ،
شملہ (ہماچل)

عاقل لاہوری کے مجموعۂ کلام "خونِ جگر" میں غزلیں، قطعے، رباعیاں اور نظمیں شامل ہیں۔ شاعر نے مولانا انقر موہانی، منشی بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی اور ڈاکٹر منوہر سہائے انور جیسے قابلِ احترام بزرگوں سے فیضِ اصلاح پایا ہے۔ ان کے شاعرانہ نقطۂ نظر اور رنگِ شاعری کا عاقل لاہوری پر نمایاں اثر رہا ہے۔ چنانچہ طبیعت کا میلان بیشتر کلاسیکی شاعری کی جانب ہے۔

عاقل لاہوری کی شاعری 'ضبطِ فغاں اور چشمکِ شرار' کی شاعری ہے اس قسم کی شاعری کا مطالعہ کرنے میں عروض و بیان کا معیار سامنے رکھنا پڑتا ہے — "خونِ جگر" عموماً معائب سے پاک ہے لیکن بعض اشعار میں 'تعقید' کا عیب نظر آتا ہے۔ مثلاً

ص ۴۰۔ پریشاں ہیں خردمندوں کی حیرانی نہیں جاتی
مٹائی عقل سے تحریرِ پیشانی نہیں جاتی

ص ۴۲ خدا رکھے کسی زہرہ جبیں کی یاد آتی ہے
سجھلائی دل سے جس کی شکل نورانی نہیں جاتی

ص ۵۶ نہیں احساس ہوتا ہے ہمارے دوستداروں کو
ضرورت میں نہ کام آئے تو ایسی دوستی کیا ہے

ص ۶۰ میں سرافرازِ مدّعا تو نہیں
دید ان کا ابھی ہوا تو نہیں

'دید' مونث ہے۔ مذکر کے طور پر استعمال کرنا قطعی غلط

ص ۸۱۔ شاعر نے ایک غزل بقیدِ یک قافیہ کہی ہے۔ "نگاہ" قافیہ اور 'میں' ردیف ہے۔

تعجب ہے اس میں درج ذیل شعر کیوں شامل کیا گیا؟

* اے شیخ چھپ کے پیتا ہے مسجد میں کس لیے
تیرا ہر اک عمل ہے خدا کی نگاہ میں

ص ۱۱ پر اس غزل میں (ظاہر ہے تیرا حسن سپیدہ و سیاہ میں) یہی مذکورہ بالا شعر پہلے ہی درج ہو چکا ہے اس میں شک نہیں کہ شاعر نے اپنے مخصوص رنگ میں عمدہ غزلیں کہی ہیں۔ موضوعات کی مناسبت ملتی ہے۔ کلام میں پختگی کے آثار ہیں۔ چھوٹی بحروں میں عموماً غزلیں بہتر ہیں۔ غزل کے چند اشعار سنیے:

چاند شب بھر کیف برساتا رہا ... دل میں ایک شعلہ سا بھڑکاتا رہا
غنی دل ہو تو پھر کچھ مفلسی کا غم نہیں ہوتا ... خیالِ گنجِ قاروں، ذوقِ جامِ جم نہیں ہوتا
نظر جم نہ جائے کہیں آئینے پر ... کہیں تجھ کو اپنی نظر ہو نہ جائے
غم کی سو بار چوٹ کھائی ہے ... زندگی پھر بھی مسکرائی ہے

شاعر کی غزلوں سے قطعات میں زیادہ تنوع ملتا ہے ان میں تجربات کا رنگ بھی نکھرا ہوا ہے اور لفظی پیرہن میں بھی تبدیلی نظر آتی ہے۔

رند جب جھومتے ہیں نشے میں — اور مینا بھی رقص کرتی ہے
کہتے ہیں ہوش کھو کے یہ میکش — رحمتِ حق یہاں برستی ہے

'مینا' کو مونث لکھنا درست نہیں۔ 'مینا' مذکر کے طور پر مستعمل ہے۔
'کرتی اور برستی' کو قافیہ بنانے کا کیا جواز ہے؟

سرمئی شام کے دھندلکے میں — جب وہ رہ رہ کے یاد آتے ہیں
درد امنڈتا ہے دل میں، پلکوں پر — کچھ ستارے سے جھلملاتے ہیں

'خونِ جگر' میں رباعیوں کو اوّلیت کا مقام حاصل ہے۔ شاعر کی رباعیاں قابلِ توجہ ہیں۔ ان میں ہیئت و مواد کے محاسن کی چمک دمک ملتی ہے۔ ان میں حسن اور توانائی ہے اور معروضی نقطۂ نگاہ بھی۔ دو رباعیاں ملاحظہ کیجیے۔

سوئی ہوئی طاقت کو جگا دیتے ہیں — مقسوم کو محکوم بنا دیتے ہیں
ہیں فرشِ زمیں پہ جتنے ہمت والے — سر عرشِ بریں کا وہ جھکا دیتے ہیں

کوشش سے قدم آگے بڑھاتے جاؤ — ہر سنگ کو راہ سے ہٹاتے جاؤ
تقدیر سے بے نیاز ہو کر عاقل — تدبیر کا ایوان سجاتے جاؤ

منظومات میں میرا بائی کی ایک تصویر، ایک خط کے جواب میں، خونیں تصویر قاری کو متوجہ کر سکتی ہیں شاعر کے ذہن اور فن پر ڈاکٹر منوہر سہائے انور، مولانا افقر موہانی اور حضرت حیرت بدایونی کی اہم رائیں درج ہیں کتاب عمدہ چھپی ہے۔ سرورق کا آرٹ دلپذیر ہے۔

(ڈاکٹر) سیفی پریمی

تنقیدِ شعر

مصنف: ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید
ناشر: نیشنل بک ڈپو، مچھلی کمان۔ حیدرآباد
قیمت: چار روپے

"تنقیدِ شعر"، ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید کے تنقیدی مضامین کا دوسرا

اہم مجموعہ ہے جو اپنے موضوعات کی گوناگونی، گہرائی اور گیرائی کی وجہ سے اردو ادب کے
کے سلسلے میں خاصی اہمیت و افادیت کا حامل ہے۔ ان مضامین کا مطالعہ کرنے کے
ان پر تبصرہ کرتے ہوئے میں موصوف کے تخلیقی اور تنقیدی نگارشات کے تعلق سے
عبدالماجد دریا بادی کے ان الفاظ کو دہرائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ "مصنف کے قلم میں زور
کا سا ہے اور احتیاط و دانائی بوڑھوں کی سی" واقعی موصوف نے اپنے تمام تنقیدی مض
میں تنقید اور نقاد، دونوں کے دامن کو کسی بھی قسم کی آلودگیوں سے پاک رکھا ہے اور
اعتبار مسلک و بلحاظ مقصد، آج کے "پراگندگی" اور "لاسمتیت" اور "بے زمینی
کے دور، لن ترانی و لعن طعن کے زمانے میں یہ بڑی بات ہے اور ساتھ ہی انہوں نے
کھل کر واضح انداز میں اپنے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ نہ صرف ایک طا
کی حیثیت سے بلکہ ایک معلم کی حیثیت سے بھی خاص کر "اردو شاعری میں رومانیت
"فرانس میں اشاریت پسند شعرا"، "ن۔م۔ راشد ایک مطالعہ"، "مخدوم اور رومان
انقلاب کا امتزاج"، "فیض اور جدیدیت" اور "یگانہ کی غزل" اہم اور خصوصی
کے مضامین ہیں۔

ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید کی تنقید کی کسوٹی صرف (Theoretical) نہیں ہے بلکہ اس میں ایک طرح کی (Total) ہے
یا صرف (Practical) نہیں ہے بلکہ اس میں ایک طرح کی (Total) سے
ہمہ گیر بھی ہے اور بڑی حد تک سائنٹیفک بھی۔ اعتدال و توازن کے ساتھ، صلا
اور جامعیت کی یہی روش، اصولی اور عملی تنقید کی صحیح سمت کی پہچان ہے۔

ابوالفیض سحر

پربیت

ناول نگار: جی، ایس، چاولہ
ناشر: مکتبۂ آشیانہ، ۳۲/۸ الیسٹ
نئی
سائز: پاکٹ اڈیشن
صفحات: ۱۱۲
قیمت: دو روپے

جی، ایس، چاولہ نے اپنے ناولٹ "پربیت" میں ہمارے ملک کے ایک

ی سرگرمیوں کو پیش کیا ہے۔ اس میں کوئی فردِ واحد ہیرو کا رول ادا نہیں کرتا بلکہ چند دوستوں کا ایک گروپ اپنے گمراہ ذہن اور شرمناک عمل سے ناول کو بڑھانے اور پورا کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اسی طرح کسی ایک ہیروئن کی ذات بھی نمایاں طور پر مرکزِ توجہ ہوا ستجاب نہیں ہے اس لیے کہ نلنی اور نینا دونوں اپنے کرداری عمل میں تقریباً برابر کا درجہ رکھتی ہیں۔

ناول کے آغاز میں ماسٹر بالمکند کے کردار سے قاری کو محسوس ہوگا کہ اس کا موضوع غریبی اور غریبی کی دین، کثرتِ اولاد ہے، لیکن آرٹسٹ دھرمیش، نینا، نلنی اور رودی کی کہانی پڑھ کر خیال ہوتا ہے کہ اس میں عالمِ شباب کی رنگینی و رعنائی کا طلسم ہے آخر میں پتا چلتا ہے کہ ناول نگار نے رومانیت اور غریبی دونوں کو اسمگلنگ کی عجیب و غریب ترکیبوں اور پولیس کی نگاہ سے بچنے کے لیے ناول کا جزو بنایا ہے۔

ناول کسی مخصوص مقام اور معاشرے تک محدود نہیں بلکہ مختلف شہروں اور سرحد تک پھیلا ہوا ہے جس میں ٹیچر، آرٹسٹ، بیرسٹر، سیٹھ، پیر فقیر، غیر ملکی افراد، ڈاکٹر، نرس، سی، آئی، بی کا عملہ شامل ہے۔ ابتدا میں ماسٹر بالمکند کا کردار قصے میں قاری کو متوجہ کرتا ہے مگر اس کی مستقل غریبی اور اسمگلرز کا ساتھ لاحاصل اور بے جوڑ سا نظر آتا ہے۔ اسی طرح غیر ملکی افراد اور سیٹھ جے چند سے ایک جھونپڑی میں ادائگی رقم پر تکرار، جے چند کا زخمی ہونا اور اسمگلرز کی زبان سے ملکی غدار اور بیرونی استحصال پسندی کے نعرے محض ناول نگار کے اخلاقی تصور کو ظاہر کرتے ہیں وہ کرداری وصف سے خالی ہیں۔

ناول کی خوبی میں آرٹسٹ کا اسٹڈیو سب سے اہم ہے جس کی چار تصویریں اس کے فنی کمال کو ظاہر کرتی ہیں۔

(۱) چھوٹے بچے کی تصویر۔ (۲) کھلنڈرا نوجوان۔ (۳) بوڑھا (۴) آرٹسٹ کا دوست۔ آرٹسٹ نے ان کو بالترتیب صبح، دوپہر، شام، مقتول رگھو کے نام دیے ہیں۔ نینا کو قاتل سمجھا گیا لیکن وہ بے قصور تھی۔ اصل قاتل نلنی تھی۔ اس واقعہ نے ناول کو پُر اسرار بنا دیا ہے۔ معاون کرداروں میں پنڈت، مولوی، پادری اور چند عورتیں شامل ہیں۔ یہ دبیز اور بھروسے کے پردے اسمگلنگ میں مدد کرتے ہیں۔

ہوتے ہوتے آخر میں ناول کا رُخ اخلاقیات کی جانب ہو گیا ہے نینا کی رودی سے شادی ہو جاتی ہے اس سے طربیہ ماحول پیدا ہو جاتا ہے

یہ کہا جاسکتا ہے کہ ' ناول کا یہ ناول ہے ڈرامے کا ڈراما۔ اس کو اسٹیج ڈراما
رپر کام میں لایا جاسکتا ہے۔ سرورق حسین اور پسندیدہ ہے۔ خصوصی کرداروں
ہتر اسکیچ بھی جداگانہ صفحات پر ملتے ہیں۔ قیمت بھی کم ہے۔

(ڈاکٹر) سیفی پریمی

نئی مطبوعات

ین کربلا کلام انیس کے آئینے میں		صالحہ عابد حسین	۱۲/-
میگھ دے	(ناول)	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۵۰
ی ڈور	(ناول)	صالحہ عابد حسین	۴/۵۰
ظم کا سفر (مجلد)	(شعری انتخاب)	خلیل الرحمٰن اعظمی	۱۰/۵۰
ال		رضیہ بٹ	۱۰/۰
ش		سلمیٰ کنول	۴/-
فا		زبیدہ سلطانہ	۱۰/-
اور کنول		اے حمید	۱۰/-
ی	(ناول)	ماہ جبیں ایم۔ اے	۸/۰
رس پر ایک نظر		ڈاکٹر سہیل بخاری	۴/-
ا ورسے معضرب الامثال و تذکیر و تانیث	(تذکیر و تانیث)	فخر الدین صدیقی ایم۔ اے	۷/۵۰
عوں کی صلیب	(شعری مجموعہ)	کرامت علی کرامت	۶/-
رازہ	(" " ")	۲۲۹ شاعروں کا مجموعہ	۱۳/۰
ی ادب کے معمار	(ادب)	اے محمد ابراہیم	۱۲/۰
کا پہلا یکبابی ڈراما	(تاریخی، تحقیقی تنقیدی جائزہ)	پروفیسر احمد صدیقی	۷/۵۰
سیلاب	(شعری مجموعہ)	وقار واثقی	۴/۰
ات عبدالحق	(تنقید)	عبادت بریلوی	۳۵/-
وادی کی آواز	(شعری مجموعہ)	دلکش بدایونی	۲/۵۰
تِ شعرستان		سید لطف الرحمٰن	۵/-
ن	(ناول)	شرف خانم اشرفی	۶/۵۰
بازی	"	زکی انور	۴/-
ہ	"	عظمت رضا	۹/-
اردو کے تذکرے	(تذکرے)	ڈاکٹر [illegible]	[illegible]

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشا۔

کاروانِ فکر — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۳/۷۵

اردو ایسیز — سید ظہیر الدین مدنی — ۳/۵۰

اردو مرثیہ — سید سفارش حسین — ۹/۰

بکھرے ورق — سونیتی کمار چٹرجی — ۳/۰

پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵

تنقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور — ۵/۷۵

غزل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری — ۶/-

نقد اقبال — میکش اکبرآبادی — ۴/۲۵

فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ — سید ضمیر حسن دہلوی — ۳/۰

تذکرہ، سیرت و شخصیت۔

تذکرہ معاصرین — مالک رام — ۱۵/

پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۶/۵۰

تذکرۂ جگر — محمود علی خاں — ۳/۰

قلم کا مزدور — مدن گوپال — ۴/۰

گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی — ۶/۰

خنداں — " " — ۵/۲۵

ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی — ۵/۵۰

داستانِ اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۲۰

شرابِ کہنہ — رشید نعمانی — ۳/۲۵

شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد — ۷/۲۵

تاریخ، سیاسیات و روداد

امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۲/۰

دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — مولانا عبدالسلام قدوائی — ۳/۷۵

مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین — /۵۰

کتاب و سنت کے جواہر پارے — ترجمہ: مولانا جمال الدین اعظمی — ۲/۲۵

آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۴/۰

امن کا راستہ — عبدالغفار مدھولی — ۳/۰

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود — ۴/۰

کتاب کی کہانی — سید احسن نقوی — ۱/۵۰

پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش — ۴/۰

تاریخ الامت اول — مولانا اسلم جیراجپوری — /۵۰

" دوم " " — /۰

" سوم " " — /۷۵

" چہارم " " — /۲۵

" پنجم " " — /۲۵

" ششم " " — /۲۵

" ہفتم " " — /۰

" ہشتم " " — /۲۵

کچھ پرانے خط دوم — پنڈت جواہر لال نہرو

ہندوستانی مسلمان آئینۂ ایام میں — ڈاکٹر عابد حسین

یادگار شخصیتیں — پنڈت جواہر لال نہرو

سفرنامے

گاندھی جی بادشاہ خان کے دیس میں — تری پیا…

عروس نیل — سلطانہ آصف فیض…

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے	ڈاکٹر سلامت اللہ	۴/۲۵
جامعہ کا طریقہ	عبدالغفار مدہولی	۲/۵۰
تعلیمی خطبات	ڈاکٹر ذاکر حسین	
چند پروجیکٹ	عبدالغفار مدہولی	۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل	عبداللہ ولی بخش قادری	۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں	ڈاکٹر سلامت اللہ	۳/۵۰

ناول

آدمی کا مقدر	ترجمہ قرۃ العین حیدر	۱/۰
آپس کے گیت	" "	۲/۷۵
ایک ننھی انیتا	امریتا پریتم	۳/۲۵
باپ بیٹے	ترجمہ انور عظیم	۵/۰
باغ و بہار	میر امن مرتب رشید حسن خاں	۲/۷۵
بیوہ	منشی پریم چند	۲/۷۵
پیار کا موسم	مہندر ناتھ	۳/۵۰
چنار کا پتا	سلطانہ آصف فیضی	۲/۲۵
خیالی پلاؤ	ترجمہ قرۃ العین حیدر	۱/۷۵
زلزل	" رضیہ سجاد ظہیر	۴/۵۰
دلی کی شام	" بلقیس جہاں	۷/۵۰
ڈنگو	" قرۃ العین حیدر	۲/۲۵
راہ عمل	" صالحہ عابد حسین	۶/۵۰
سات سال	" رضیہ سجاد ظہیر	۵/۲۵
شکست ناتمام	" زہرہ سیدین	۲/۰
صلاح الدین ایوبی	قاضی عبدالستار	۳/۷۵
گؤدان	منشی پریم چند	۱۱/۰
میدان عمل	" "	۸/۵۰

ماں کی کھیتی	ترجمہ قرۃ العین حیدر	۲/۰
یودہ کیہ	" "	۱/۷۵

افسانے اور خاکے

بڑی حویلی	مرزا محمود بیگ	۲/۰
پت جھڑ کی آواز	قرۃ العین حیدر	۶/۰
چراغوں کا سفر	رام لعل	۴/۰
خیالستان	سجاد حیدر یلدرم	۲/۷۵
کالے صاحب	اوپندر ناتھ اشک	۲/۵۰
کیمیاگر	پروفیسر محمد مجیب	۲/۰
نروان	جیلانی بانو	۴/۷۵
نئی بیماری	مہندر ناتھ	۲/۵۰
واردات	منشی پریم چند	۴/۰

ڈرامے

آزمائش	پروفیسر محمد مجیب	۱/۷۵
انجام	" "	۱/۲۵
اوپر کی منزل	کرتار سنگھ دگل	۴/۰
آئینۂ ایام	ترجمہ خلیق احمد	۳/۵۰
پردۂ غفلت	ڈاکٹر عابد حسین	۱/۷۵
خانہ جنگی	پروفیسر محمد مجیب	۱/۵۰
دروازے کھول دو	کرشن چندر	۲/۵۰
سراج الدولہ	ترجمہ اشفاق حسین	۱/۵۰
کھیتی	پروفیسر محمد مجیب	۱/۲۵
سوت پر فتح	حیالال ساتر	۱/۲۵
نقش آخر	اشتیاق حسین قریشی	۱/۲۵

نظم

آتش گل	جگر مرادآبادی	۶/۰
پچھلی رات	فراق گورکھپوری	۷/۰

دنیا کو سلام — سردار جعفری — -/۷

غالب اردو کلام کا انتخاب — پروفیسر محمد مجیب — ۲/۵۰

مثنوی سحر البیان — مرتب رشید حسن خاں — ۱/۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکان اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری — -/۵۰

آں حضرت — الیاس احمد مجیبی (اردو) — -/۶۵

" " " (ہندی) — -/۶۰

پاک کہانیاں (دو حصوں میں) — مقبول احمد سیوہاروی — ۲/۲۵

خلفائے اربعہ — خواجہ عبدالحئی فاروقی — ۲/۲۵

عقائد اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری — -/۵۰

مسلمان بیبیاں — اعجاز الحق قدوسی — -/۴۵

نبیوں کے قصے — خواجہ عبدالحئی فاروقی — ۱/۲۵

ہمارے رسول — " " — ۱/۶۵

ہمارے نبی — سید نواب علی رضوی (اردو) — -/۴۵

" " (ہندی) — -/۴۰

معلومات

آدمی کی کہانی — مشتاق احمد اعظمی — ۱/۷۵

انوکھا عجائب خانہ — محمد حسین حسان (۲ حصے) — ۱/۸۱

بجلی کی کہانی — علی احمد خاں — -/۵۰

پرواز کی کہانی — محمد عبدالغفار — -/۶۲

تاریخ ہند کی کہانیاں (اول) — خجستہ سلطان — -/۸۰

" " " (دوم) — ضیاء الرحمٰن — ۱/-

" " " (سوم) — مشتاق احمد اعظمی — -/۸۰

" " " (چہارم) — " "

خبر رسانی کے طریقے — رضیہ منظور الامین — -/۸۵

دنیا کے بچے — محمد حسین حسان — ۱/-

دہلی — ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی — ۱/۵۰

رابندر ناتھ ٹیگور — صفدر حسین — ۱/۲۵

سماجی زندگی اوّل — احمد جمیل، غلام ابرار — -/۵۱

" " دوم — " " — -/۸۰

" " سوم — " " — -/۸۱

" " چہارم — " " — -/۸۱

سمندر کے کنارے — سلطانہ آصف فیضی — ۱/۳۰

سمندر کے نیچے — " " — ۲/-

قدرت کے کرشمے — ادارہ — -/۶۲

میرانیس — محمد حسین حسان — ۱/۲۵

ہماری پارلیمنٹ — کیلاش چندر — ۱/۵۰

کہانیاں ناول اور ڈرامے

چینی کی گڑیا — محمد حسین حسان ندوی — -/۵۰

بہادر سیاح — " " — -/۶۵

چچا غالب — مرتبہ " — ۱/۷۵

بھیڑیئے کے بچے — ترجمہ قرۃ العین حیدر — -/۵۰

ہرن کے بچے — " " — -/۵۰

میاں ڈھینچو کے بچے — " " — -/۵۰

شیر خاں — " " — -/۵۰

لومڑی کے بچے — " " — -/۵۰

بہادر — " "

سونے کا پنجرہ — احسان الحق

بدنصیب شہزادی — ابرار محسن

عقل کا سودا — " "

چٹانوں کی کہانی	محمد امین	۱/۲۵
تیس مار خاں	ابرار محسن	۱/۰
بندر کا گھر	خضر برنی	-/۴۵
دلی دور ہے	مجیب احمد خاں	/۵۱
جب اور اب	آصفہ مجیب	۱/۷۵
تین کوڑیاں	اقبال امروہوی	۱/۲۰
اس نے کیا کرنا جانا	آصفیہ مجیب	-/۳۷
پریم کی جیت	اسد اللہ کاظمی	-/۳۷
تابیل خاں	محمد حسین حسان	/۳۰
ترکوں کی کہانیاں	مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	-/۵۵
تیس مار خاں کے کارنامے	م ندیم	۱/۵۰
جنگل کا راجا	ابرار محسن	۱/۰
تین اناڑی	عصمت چغتائی	۱/۴۰
چقماق کی ڈبیہ	برکت علی فراق	-/۴۰
چمپاوت کا آدم خور شیر	محمد معین	-/۳۵
ستاروں کی سیر	کرشن چندر	۱/۷۵
کوے دادا	ترجمہ مجیب احمد خاں	۱/۷۵
لال مرغی	عبدالواحد سندھی	-/۵۰
مزہ چکھائیں گے	مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	-/۳۵
مزیدار پہیلیاں	محمود علی خاں	-/۹۵
ننھا ٹٹو	خورشیدہ سلطان	-/۳۰

ہماری درسی کتابیں

اردو

نئی کتاب کا قاعدہ	-/۴۰
اُردو کا قاعدہ	-/۳۵
پہلی	-/۴۰
دوسری	-/۹۰
تیسری	-/۳۵
اُردو کی چوتھی	۱/۵۰
" پانچویں	۱/۶۷
" چھٹی	۱/۶۷
" ساتویں	۱/۸۲
" آٹھویں	۱/۸۲

ہندی

سرل ہندی پرائمر	-/۲۶
ہندی پرائمر اوّل	-/۲۵
" " دوم	-/۲۵
بال پریم	۱/۰
بال پریم دوم	-/۱۰
" " سوم	۲۵
" " چہارم	۲۵
نویبھات اوّل	۳۷

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے) ترجمہ یاور حسین ۱/۶۵
" " (تیسرے " ") " محمد یونس ۱/۸۰
" " (چوتھے " ") " ملکہ بیگم قزلباش ۲/۳۵
" " (پانچویں " ") " محمد یونس ۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے) ترجمہ محمود سروش ۲/۲۵
" " (چوتھی " " ") " " ۲/۴۵
" " (پانچویں " " ") " دینا ناتھ گردھر ۲/۹۵

تعلیم بالغان کے سلسلے میں کتابیں

ابتدائی کتاب

دس سبق مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۲۵/-

پیشے

احمد خاں دوکاندار " " ۳۱/-
حفیظ خانساماں " " ۳۱/-
کلو حلوائی " " ۳۱/-
عبدالرحمٰن راج " " ۳۱/-
مرغی پالیے " " ۳۱/-
نصیب خاں حجام " " ۳۱/-

تمدن و معاشرت

سرکاری ٹیکسوں کے راز " " ۳۱/-
ضلع کی سرکار " " " ۳۱/-
کارخانوں کے قانون " " " ۳۱/-
[illegible] " " " ۳۱/-

بہشتی مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
پیارے لال درزی مرتبہ " " ۳۱/-
تانگے والا " " " ۳۱/-

جھلکیاں

احمد علی " " " ۳۱/-
احمد ندیم قاسمی " " " ۳۱/-
اکبر الٰہ آبادی " " " ۳۱/-
حیات اللہ انصاری " " " ۳۱/-
سہیل عظیم آبادی " " " ۳۱/-
سید سلیمان ندوی " " " ۳۱/-
عبدالحق " " " ۳۱/-
میر امن " " " ۳۱/-
نذیر احمد " " " ۳۱/-

ظان صحت

اور اس کا علاج مرتبہ ادارۂ تعلیم وترقی جامعہ ۳۱/-
پہ بچہ " " " " ۳۱/-
ون اور چیچک " " " " ۳۱/-
ی علا (ہلدی ٹوٹکا) " " " ۳۱/-
لی اما
تری دھن " " " " ۳۱/-
یک بات چیت کی ہے " " " ۳۱/-

دانح حیات

یری خواجہؒ " " " ۳۱/-
یر خسروؒ " " " ۳۱/-
می دیانند " " " ۳۱/-
ت پاکؒ " " " ۳۱/-
فن کنہیا " " " ۳۱/-
ھی جی (اوّل) " " " ۳۱/-
" (دوم) " " " ۳۱/-
نک " " " ۳۱/-
فے کمال " " " ۳۱/-
الدین اولیاؒ " " " ۳۱/-

انیاں

یاں حصہ اوّل " " " ۳۱/-
" دوم " " " ۳۱/-
تر " دوم " " " ۳۱/-
" سوم " " "

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو چمک کردو مرتبہ ادارۂ تعلیم وترقی جامعہ ۳۱/-
آم کے باغ لگایئے " " " ۳۱/-
پپیتے کے باغ لگایئے " " " ۳۱/-
پھلوں کی کھیتی " " " ۳۱/-
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " ۳۱/-
جانور بھلا چنگا رہے " " " ۳۱/-
ساگ سبزی اگایئے " " " ۳۱/-
کواپریٹو فارمنگ " " " ۳۱/-
کھاد بنایئے " " " ۳۱/-
لیمو، انار، بیر " " " ۳۱/-
مقدمے کی مار " " " ۳۱/-
نتھو دھوان ہو گیا " " " ۳۱/-
ہرا چارا ہرا رہے " " " ۳۱/-

مذہب

ابوداؤد شریف " " " ۳۱/-
کفن دفن " " " ۳۱/-
نسائی شریف " " " ۳۱/-

معلومات

چاند تارے " " " ۳۱/-
دن رات دو حصے " " ۳۱/-
ہوائی جہاز حصہ دوم " " ۳۱/-

متفرق

پنجابی لوک گیت " " ۳۱/-
کہاوتیں " " ۳۱/-

تعلیم بالغانؔ کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسّان -/۵۰
الٹی دوا ،، ،، -/۵۰
برف کا گھر ،، ،، -/۵۰
برف کے تیرتے پہاڑ مجیب احمد خاں
بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ ،،
بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پالی راج موگا -/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں ،، ،، -/۵۰
بے گناہ مجرم شفیق الرحمٰن قدوائی -/۵۰

چاند محمد حسین حسّان ۵
چونی کی چوٹ معین الدین ۵
چیچک مشتاق احمد ۲
دیمک محمد حسین حسّان ۲
کتنی زمین ،، ،، ۲
موسم کے بارے میں محمد امین ۷
ناؤ کے ایڈیشن محمد حسین حسان
تین سوال عبداللطیف اعظمی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی درسی کتابیں

بورڈ آف اسٹڈیزان اردو بمبئی یونیورسٹی سے منظور شدہ

آئینۂ ادب (حصّہ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے: (ڈاکٹر) سیّد یحییٰ رضا (ڈاکٹر) آدم شیخ
فرسٹ ایر آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے (بانہ لیول) قیمت -/۷

انوارِ ادب (حصّہ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے (ڈاکٹر) فصیح الدین احمد (ڈاکٹر) مجاہد حسین حسینی
انٹرمیڈیٹ آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے قیمت -/۷

پرنٹر پبلشر: سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵

لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

فروری ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۲
سالانہ : تین روپے
فی پرچہ : تیس پیسے

اِشاریہ

پچھلے مہینے مرحوم سید احتشام حسین کے انتقال پر ماتم کناں ہوتے ہوئے ہم نے ملک الموت سے التجا اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ اُردو کے حال پر رحم کیا جائے اور بہی خواہانِ اُردو کو اتنی مہلت عطا ہو کہ غریب اُردو کی زندگی کو کچھ سہارا مل سکے۔ افسوس کہ بارگاہِ الٰہی تک ہماری دعا نہ پہنچ سکی اور فرشتۂ اجل نے سنی اَن سنی کر دی۔ شاید اس میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ مشیتِ الٰہی میں دخل اندازی کر سکتا۔ چنانچہ ۷۳ء کا آغاز بھی اُردو دنیا کے حق میں اسی طرح المناک رہا جس طرح ۷۲ء کا اختتام تھا۔ جانے والا سال احتشام صاحب جیسی ہستی کا داغِ مفارقت دے گیا اور سالِ رواں کی ابتدا غلام احمد فرقت کی الم ناک موت سے ہوئی۔

فرقت صاحب، ادیب تھے، نقاد تھے شاعر تھے اور طنز نگار تھے۔ ان کی شخصیت بڑی باغ و بہار تھی۔ ہر محفل کو اپنی موجودگی سے قہقہہ زار بنانے والا اُٹھ جائے کسی کی حالت میں موت کا لقمہ بن جائے گا۔ اس کی خبر کسے تھی! ۱۱ اور ۱۲ جنوری کو جب مرحوم جھریا سے ایک مشاعرے میں شرکت کے بعد واپس آرہے تھے کہ ریل میں ہی موت نے آن دبوچا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ فرقت صاحب کی وفات سے اُردو ادب کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا اور دہلی کا اُردو بازار سونا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو توفیقِ صبر عطا فرمائے۔

پچھلے شمارے میں ہم نے اس ارادہ کا اظہار کیا تھا کہ کتاب نما کا احتشام حسین نمبر نکال کر مرحوم کو خراجِ عقیدت پیش کریں گے۔ لیکن ہمارے بعض معاصرین نے احتشام نمبر شایع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اگر لکھنے والے حضرات کو کئی مضامین ایک ہی موضوع پر لکھنے پڑے تو ہمیں

میں تنوع کا فقدان ہوگا۔ اور واقعات کی تکرار، ہم نے اپنے ارادے کو سردست ملتوی کر دینا ہی مناسب سمجھا لیکن یہ محض "التوا" ہے۔ انشاءاللہ ہم کسی اور نہج پر زیادہ مناسب طریقے پر اپنا خراجِ عقیدت پیش کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ کتاب نما کے نئی نظم کا سفر نمبر کی کافی پذیرائی ہوئی۔ ہر نقطۂ خیال کے احباب نے ہمارے اس اقدام کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور سراہا۔ ہم نے یہ نمبر اکثر شعرا کی خدمت میں بھیجدیا تھا جن کی نظمیں شریکِ اشاعت تھیں یہ بات ہمارے لیے باعثِ مسرت ہے کہ بعض شعرا حضرات نے اسے مفت نہیں لیا بلکہ خریدا یہ ان کی عالی ظرفی ہے۔ ہم اس تعاون کے لیے اُن کے مشکور ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس کاپی کے علاوہ ایک کاپی ہماری شاخ ہائے بمبئی، دہلی اور علی گڑھ سے حاصل کرلیں۔ یہ ہماری طرف سے تحفہ سمجھ کر قبول کریں کہ یہ ان کا حق بھی ہے۔

ترقی اُردو بورڈ کی کتابوں کی اشاعت کی رفتار بھی کافی خوش آیند ہے۔ اس ماہ (جنوری) میں انقلاب ۱۸۵۷ء (پی سی جوشی)، تاریخ فلسفۂ سیاسیات (پروفیسر محمد مجیب) لسانی مطالعے (ڈاکٹر گیان چند) بڑوں کے لیے اور سید محمد ٹونکی کا "چراغ کا سفر" اور مسز سلطانہ آصف فیضی کی "چڑیاں" بچوں کے لیے شایع ہوچکی ہیں۔ ایک اور کتاب "تاریخ تعلیم ہند" (ترجمہ مسعود الحق) پریس میں ہے اور فروری میں شایع ہو جائے گی۔ اس طرح اب تک آٹھ کتابیں منظرِ عام پر آ گئی ہیں۔

مکتبہ جامعہ بھی اس دوران میں خاموش نہیں رہا۔ خود اس کی تین اہم کتابیں فروری کے اوائل میں شایع ہو جائیں گی۔ یہ ہیں "خواہین کربلا" (صالحہ عابد حسین)، "تجزیے" (ڈاکٹر گیان چند)، اشخاص و افکار (ضیاالحسن فاروقی) اور آئینۂ عقائد (مولانا جمال الدین اعظمی)۔ اس کے علاوہ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوی مجموعے "اپنے دکھ مجھے دیدو" کا دوسرا اڈیشن اور ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی "حسرت کی شاعری" کے تیسرے اڈیشن کے علاوہ بچوں کی کتاب "چار یار" کا نیا اڈیشن بھی شایع ہوا ہے۔ "ناولستان" کے بعد ایک اور نیا ادارہ "نئی آواز" بھی مکتبہ جامعہ کی سرپرستی میں معرضِ وجود میں آگیا ہے۔ "ناولستان" صرف ناول شائع کرتا ہے۔ جبکہ "نئی آواز" نے افسانوں اور ڈراموں کا بیڑا بھی اٹھایا ہے —————— اس ادارے کی تین کتابیں بہت جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر عوام تک پہنچ جائیں گی۔ یہ ہیں راجندر سنگھ بیدی کے افسانے "ہاتھ ہمارے قلم ہوئے" بلونت سنگھ، ساگر سرحدی کا ڈراما "تنہائی" اور رفعت سروش کا اوپیرا "جہاں آرا" یہ تو ہے شاندار ابتدا اس نوزائیدہ ادارے کی انتہا کا انحصار پڑھنے والوں کے ذوق پر ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ "نئی آواز" کی راہیں بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائیں گی۔

یوسف ناظم

ذکرِ یار ــــ ایک مطالعہ

مشکل یہ ہے کہ اچھی کتابوں کی پیشانی پر لکھا نہیں ہوتا کہ یہ اچھی کتاب ہے۔ اب اتفاق سے یا کسی ناگہانی حادثے کی بنا پر خود کتاب مطالعے کی زد میں آجائے تو اندازہ ہو کہ اس کی قدر و قیمت کیا ہے اور اگر مصنف کی ادبی حیثیت بذریعۂ شہرت متعین نہ ہوئی ہو تو اور پریشانی ہوتی ہے۔ "ذکرِ یار" کا قصہ بھی کچھ اسی قسم کا ہے۔ "ذکرِ یار" میر کا دیوان نہیں غالب کی تصنیف نہیں۔ یہ سعادت علی خاں کے ان خطوں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے چند بے تکلف دوستوں کو لکھے ہیں۔ سعادت علی خاں ادیب کی حیثیت سے کبھی مشہور نہیں ہوئے اس کی انہیں فرصت نہیں ملی۔ سیاست نے انہیں عمر بھر اپنے دامن سے باندھے رکھا اور یہ دیکھا جائے تو انہیں عمر بھی کتنی ملی۔ وہ وطن سے دور رہے۔ اگر وہ ہندوستان میں رہتے تو وہ یہاں کی ادبی سرگرمیوں کے "سرغنہ" ہوتے۔

سعادت علی خاں سفارتی عہدے پر فائز تھے۔ فروری ۱۹۷۲ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہ القاہرہ میں سفیرِ ہند تھے۔ انہیں ان کی اس حیثیت سے جاننے والوں کی "مردم شماری" کا کام مشکل ہے۔ لیکن انہیں ادیب کی حیثیت سے جاننے والے "دو یا تین ــــ بس" کے مصداق ہوں گے۔ اور اگر یہ کتاب یعنی "ذکرِ یار" شائع نہ ہوتی تو سعادت علی خاں کا یہ گنگا جمنی اور قلی قطب شاہی روپ اندھیرے ہی میں رہتا (قلی قطب شاہی۔ اس لحاظ سے کہ وہ پیا باج پیالہ پیا جائے نا کے قائل تھے) خطوں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

"ذکرِ یار" ۳۸۴ صفحات پر پھیلی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں سعادت علی خاں کے خط بھی ہیں اور مضامین بھی اور تقریباً ستر صفحے ان مضامین پر مشتمل ہیں جو ان کے دفعتاً انتقال پر ان کے جاننے والوں نے لکھے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں "بیت الغزل" کی آن، بان اور شان رکھنے والی چیز ان کے خطوط ہیں جو ۲۱۶ صفحوں کا [illegible] خط اگر آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کروں کہ

مکتوب نگاری کی صنف میں وہی مقام رکھتے ہیں۔ جو پھلوں میں آم کو حاصل ہے اور آموں میں اعظم الثر کو۔

خطوط بھی "ترسیل" کا کامیاب ترین ذریعہ ہوتے ہیں اور اگر لکھنے والے کو خط لکھنے کا ڈھنگ آتا ہو تو پھر کیا کہنے۔ خط اور دستخط میں یہی فرق ہے۔ دستخط تو سب کر سکتے ہیں (بلکہ دوسروں کی دستخط کی کامیاب نقل بھی کر سکتے ہیں) لیکن خط صرف چند ہی لوگ لکھ سکتے ہیں۔

سعادت علی خاں کے یہ خط اشفاق حسین۔ عمر خاں اور میر حسن کے نام ہیں۔ یہ تینوں اُن کے "دستار بدل" دوست تھے اور ان خطوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چاروں اندر ہی اندر کن مسائل میں مبتلا رہتے تھے۔ اب یہ تو سعادت علی خاں ہی جانیں کہ ان تینوں میں اُن کی دوستی کس سے زیادہ تھی۔ لیکن ان سب خطوں میں "گراختگی" ایک سی ہے۔ اشفاق حسین کے نام لکھے ہوئے خط "بہتات" میں ہیں۔

لگے ہاتھوں اشفاق حسین، میر حسن اور عمر خاں سے بھی تعارف ہو جائے۔ یہ تینوں "جامعہ عثمانیہ" کے "باشندے" تھے۔ میر حسن اور اشفاق حسین "مجلہ عثمانیہ" کے ایڈیٹر تھے۔ اور اُردو کے ایم۔ اے ہونا بھی ان کی قدر مشترک ہے۔ اس کے علاوہ انہیں ملازمت بھی ایک ہی "کارخانے" میں ملی جسے آل انڈیا ریڈیو کہا جاتا ہے اور جس پر اقبال کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔ ع۔

سکوں محال ہے خبروں کے کارخانے میں

میر حسن ڈراما نگار بھی تھے۔ ریڈیو اسٹیشن کی ملازمت سے ریٹائر ہو کر اُنہیں دو چار سال ہوئے ہوں گے۔ خود ادب سے جب آدمی ریٹائر ہو جاتا ہے تو ادبی جلسوں کی صدارت کے فرائض قبول کر لیتا ہے۔ میر صاحب بھی اس فرض کو بھولے نہیں۔

اشفاق حسین "اختر کی ڈائری" کے خالق اور "مقام اقبال" کے مصنف کی حیثیت سے ایک زمانے میں وہ شہرت رکھتے تھے جسے قابلِ رشک کا نام دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بعد میں ادب سے توبہ کر لی اور ملازمت میں ادب سے توبہ

ضروری ہے۔ یوں ادب ملازمت میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اُس ادب سے آدمی سوڈیب بنتا ہے، ادیب نہیں۔

عمر خاں بلحاظ عمر ان دونوں بزرگانِ قوم سے جونیئر ہیں لیکن ہم خیال اور ہم مشرب ہونے کے لیے ہم عمر ہونا لازمی کب ہے (صرف عمر خاں ہونا کافی ہے) عمر خاں نے مرضِ مطالعہ کے "دائم المریض" کی حیثیت سے بکثرت نام کمایا۔

سعادت علی خاں کو ان تینوں کی صحبت عزیز تھی اسی حساب سے ان کے خط بھی اتنے ہی لذیذ ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بیسیوں اہم سرکاری مراسلے لکھے ہوں گے۔ اپنے ہم رتبہ لوگوں کے نام بھی خط بھی بند اور قلم بند کیے ہوں گے۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام سینکڑوں رقعے بھیجے ہوں گے۔ لیکن اُن کی رُوح (سفیروں کی بھی روح ہوتی ہے جو ہم صفیر کہلاتی ہے) کو بولنے کا موقعہ صرف ان خطوں میں ملا ہوگا جو "ذکرِ یار" کی زینت ہیں۔

اُردو میں خطوط نگاری کی دنیا محدود ہے۔ چند گنے چنے نام سامنے آتے ہیں۔ غالب، نیاز فتحپوری، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولوی عبدالحق۔ اِن "عناصرِ اربعہ" کی ادبی حیثیت مسلمہ تھی۔ ہمارے سعادت علی خاں نے سوچا بھی نہ ہوگا کہ ان کے روا روی میں لکھے ہوئے خطوط شرفا بھی پڑھیں گے۔ اِس لیے ان خطوں میں نہایت گھریلو قسم کی بے نیازی، آزادی اور حق گوئی غالب ہے۔ اِن خطوں کے مکتوب الیہ "اصلی" ہیں اِس لیے اِن میں ملاوٹ، کھوٹ اور ملمع کی گنجائش بالکل نہ تھی۔ ایک خط کا نمونہ دیکھیے۔

(اشفاق حسین کے نام)

"خانخاناں یعنی نواب عمر جانی کا کیا حال ہے۔ اِس بیچارے سیّد کو ابنائے زمانہ نے بہت ستا رکھا ہے۔ خدائے کریم اس کے درجات عالی کرے۔ کاہل وجود ایسا ہے کہ اس سے قلم بھی اُٹھایا نہیں جاتا۔ اس کے باپ دادا سپاہی پیشہ تھے۔ تلوار سرہانے رکھ کر سوتے تھے اور کبھی ڈھال پر بھروسہ نہیں کیا۔ اس سے جا کر ملو اور ہمارا سلام کہو۔ وحید سلمہٗ کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے کئی خط

اُن کو لکھے مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ مُبدّھا تنفّسی تمہارے رحم وکرم کا محتاج ہے۔ اس کے ساتھ کوفیوں کا سا برتاؤ مت کرو۔ عشرۂ ماہِ محرّم میں اس سے مرثیہ وغیرہ سنو اور ثواب لوٹو۔ حضرت علامہ حیرتؔ بدایونی تو شاید دہلی آئے ہی نہیں۔ اس توبہ شکن موسم میں تو علامہ کی جوانی ایک قیامت ہوگی۔ ان بزرگوں نے گھی اچھا کھایا ہے۔ میرے بھائی مداخلِ فصلین ہے۔

یہاں ہم سب بخیر و عافیت ہیں اور خداوندِ کریم سے تمہاری خیریت نیک چاہتے ہیں۔ آج کل تمہارا چال چلن کیسا ہے۔ خدا سے ڈرو۔ بزرگوں کا احترام کرو۔ صراطِ مستقیم سے قدم نہ ڈگمگائے۔ ورنہ میرے بھائی وہ دن دور نہیں کہ آفتاب سوا نیزے پر ہوگا اور میزانِ عدل میں تمہارے جرائم تولے جائیں گے۔

میں سیّد ہوں۔ نجیب الطرفین ہوں۔ اور میرے خطوں کا جواب فوراً دینا جائز ہے۔"

تحریر کی یہ دلکشی، بے تکلفی کی یہ فضا، چہل اور شوخی کی یہ ادا ہر خط میں موجود ہے۔ "مداخلِ فصلین" کے لفظ کا استعمال بتاتا ہے کہ سعادت علی خاں نے معقول تعلیم پائی تھی جو ضائع نہیں ہوئی۔

بغداد سے لکھے ہوئے ایک خط میں "شبِ آدینہ" کا ذکر ہے۔ یہ "شبِ آدینہ" اب نہیں ہوا کرتی۔ لکھتے ہیں۔

"یہاں کی گرمی شباب پر ہے اور ٹھنڈی ٹھنڈی بیر میں بڑا لطف آنے لگا ہے۔ آنا شبِ آدینہ ہے۔ یعنی شبِ جمعہ۔

ہر گنہے کہ کنی در شبِ آدینہ بکن — تا کہ از صدر نشینانِ جہنم باشی"

اس قبیل کی تحریر صرف وہ ہی شخص لکھ سکتا ہے جو شمس العلماء سید علی بلگرامی کا چہیتا نواسہ ہو۔ تعجب ہوتا ہے کہ سعادت علی خاں نے اپنی "انگریزی دانی" کے باوجود، اردو کو تو خیر یاد رکھا ہی، کلاسیکل اردو کو بھی فراموش نہیں کیا۔ (خود فراموشی کا یہ بھی ایک قسم ہے) ان کے خطوں میں تلمیحات، اردو کے علاوہ فارسی

محاورے، ٹکسالی زبان، خالص دکھنی فقرے۔ مہذب گالیاں۔ غرض
ے، ملاحظۂ عام کے لیے موجود ہے۔
ن خطوں میں صرف نجی باتیں ہی نہیں۔ معلوماتِ عامّہ کا دفتر بھی کھلا پڑا
ادت علی خاں شروع شروع میں معلومات عامہ کے دفتر ہی میں ملازم
ے) القرہ، بیروت، لغداد، استنبول اور عراق کی باتیں ہیں۔ اگر بڑی
ں کا ذکر ہے تو ساتھ ہی ساتھ فوجی انقلابات کی بھی سرگزشت ہے۔
ے چند جملے کس قدر اشتہا انگیز اور توبہ شکن ہیں۔
تیل کی سب سے بڑی ریفائنری یہیں ہے۔ امریکی پیسے اور دولت کے
ان کے کلب میں دیکھو۔ اتنا عالی شان کلب شاید ہی سارے مشرق
تیل کی کمپنی کے سارے ملازمین چھوٹے اور بڑے کلب کا استعمال
رکچھ دیے کرتے ہیں۔ جنگل میں منگل، صحرا میں کرشمہ، ریت میں سے تاب
، ظالم کمال کرتے ہیں۔
یہ کالی کالی بوتلیں جوشِ شراب کی ۔ راتیں ہیں ان میں بند ہمارے شباب کی"
لغداد کی بھی ایک بات سن لیجیے۔
"یہاں کا حال سنو۔ ۱۴ ستمبر کو تمام شفرا اور اکابر، عراق ایئرپورٹ پر
، کہ صدر عارف کو قاہرہ سے رخصت کریں۔ اس دن ہوا باز اور فوجی باغیوں
لوں سے مل کر یہ سازش کی تھی کہ ایئرپورٹ پر بم گرائیں گے اور ہم سب کو
رجمہوریہ وہیں ڈھیر کر دیں گے۔ وہ تو خیریت ہوئی کہ راز فاش ہو گیا اور لوگ
ر جوق گرفتار کر لیے گئے۔ اماموں کا سایہ سر پہ ہے ورنہ اس ملک میں جانوں کی
ہیں۔ کبھی رات کی خاموشی میں سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
سے بڑھ کے محافظ نہیں کوئی اپنا　　　خدا کی شان کہ دشمن نگہبان نکلا
یہ قول حضرت علیؑ کا ہے جس کو مرحوم، یاس یگانہ چنگیزی نے منظوم کیا ہے۔
بر کو میری سالگرہ تھی۔ شاید تم بھول گئے۔"
خطوں کے یہ اقتباس میں نے صرف یہ بتانے کے لیے دیے ہیں کہ ان
، میں صرف "کھلنڈرا پن" یا صرف خانگی باتیں نہیں ہیں۔ حالاتِ حاضرہ

بھی ہیں اور ہر مقام سے متعلق اپنے تاثرات بھی۔ کابل کا ذکر سنیئے۔

"میرے بھائی تختِ سلیمان کو دیکھا۔ بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ ابر نے اس کی چوٹیوں پر عمامہ باندھا تھا۔ ہم لوگ کوئی گیارہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہے تھے..... تختِ سلیمان کو پار کرنے کے بعد بہت سے پہاڑ اور نکیلی چوٹیاں نظر آئیں جن پر سے ہمارا ہوائی جہاز ناچتا کانپتا گزرا۔ خشک تپتی ہوئی زمین۔ بنجر پہاڑوں کا لامتناہی سلسلہ، گرم ہوا سے بخارات پیدا۔ الحفیظ۔ ہوائی جہاز گھنٹہ بھر اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ ناد علی پڑھتا ہوا آیا۔ گناہوں کی توبہ کی۔ آخر کار کابل دکھائی پڑا۔ اور جان میں جان آئی ـــــ افغان بھائیوں کو ہندوستانی کلاسیکل موسیقی کا بے حد شوق ہے اعلیٰ حضرت خود اس فن کے جاننے والوں میں ہیں۔ اس لیے بڑے غلام علی باوجود کبر سنی کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ طلعت محمود بھی یہیں ہے..... میرے بھائی دنیا فانی ہے، سایہ ہے، سراب ہے، برقِ بے آب ہے۔ برقِ بے آب ہے مگر بے حد لطیف و دل پذیر ہے۔ کابل کو شہر کہنا شاید مبالغہ ہوگا..."

سعادت علی خاں نے اپنے کسی خط میں اپنی اس خواہش کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ مرحوم حیدرآباد سے متعلق کوئی کتاب لکھنا چاہتے تھے۔ انہیں فرصت ملتی تو وہ یقیناً یہ کام بلکہ کارنامہ انجام دیتے۔ انہیں قدرت نے حافظہ اور قلم دونوں قوی دیے تھے۔ قدرت اگر عمر کے معاملے میں بھی ان کے ساتھ فیاضی نہ سہی، تھوڑی رعایت ہی برتتی تو اس کا بجٹ خسارے میں نہ آجاتا۔

ادب میں سعادت علی خاں کی حیثیت "مہمان ادیب" کی سی تھی۔ مہمان ادیبوں میں سر رضا علی، آصف علی، سر عبدالقادر وغیرہ جیسے لوگ آتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی تصنیف یا تحریر سے صرف ادب کو فائدہ پہنچا ہے۔ ادیب کو نہیں۔

'ذکرِ یار'، کا مطالعہ صرف ان لوگوں کو کرنا چاہیئے جو اچھی کتابیں پڑھنے کے شوقین ہوں۔

ضروری گزارش

- خط و کتابت کرتے وقت براہ کرم اپنا نام اور پتہ صاف و خوش خط تحریر کیجیے۔ ڈاک خانے کا نام اگر انگریزی میں لکھ دیں تو اور بھی اچھا ہوگا۔
- اپنی فرمائش میں اس کی وضاحت ضرور فرمایئے کہ کتابیں ڈاک سے روانہ کی جائیں یا ریل یا موٹر ٹرانسپورٹ سے، بذریعہ ریل منگوانے کی صورت میں قریبی ریلوے اسٹیشن کا نام انگریزی میں لکھ دیجیے۔
- نئے تاجران کتب اور لائبریرین حضرات اپنی سہولت کے پیش نظر شرائط خریداری کتب بذریعہ خط و کتابت پہلے سے معلوم کرلیں۔
- اگر آپ کو اپنی مطلوبہ کتاب کا نام اس فہرست میں نہ ملے تو براہ کرم آپ ہمیں خط لکھیے۔ ہم آپ کی مطلوبہ کتاب فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

(ادارہ)

فہرست کتب

فروری ۱۹۷۳ء

مطبوعات مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

مکتبہ جامعہ کے دفاتر

صدر دفتر:- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ. جامعہ نگر۔ نئی دلی ۲۵

تار:- ACADEMY ٹیلیفون:- ۶۳-۱۹۱

ـاخ دلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اردو بازار دلی ۶ — شاخ بمبئی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنس بلڈنگ

ر:- ACADEMY ٹیلیفون:- ۲۶۴۳۴۸ — تار:- KITABEN ٹیلیفون:- ۸۵۰

ـاخ علی گڑھ:- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ — شاخ جامعہ نگر:- مکتبہ جامعہ لمـ

یونیورسٹی مارکیٹ۔ علی گڑھ ۲ — نزد ڈاک خانہ جامعہ نگر۔ نئی دلی

مطبع:- لبرٹی آرٹ پریس - ۱۵۲۸ پٹودی ہاؤس - دریا گنج - دلی ۶

ٹیلیفون:- ۲۷۶۰۱۸

مطبوعات مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

معیاری ادب کا سلسلہ

انتہائی صحتِ متن اور ضروری اعراب و فرہنگ کے ساتھ فوٹو آفسیٹ کے ذریعے چھپی ہوئی معیاری ادب کی اہم اور نادر کتابیں۔ ان کتابوں کو مکتبہ جامعہ نے حکومتِ جموں وکشمیر کے گراں قدر تعاون سے از سرِ نو مرتب کرنے کا اور کم سے کم قیمت پر فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ محققین اور طلبہ پورے اعتماد کے ساتھ ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

مقدمہ شعر و شاعری خواجہ الطاف حسین حالی مرتبہ: رشید حسن خاں

مقدمہ شعر و شاعری کا شمار اُردو کی اُن اہم اور معیاری کتابوں میں ہے جن کی اہمیت، افادیت اور مقبولیت پر شاید ہی کبھی آنچ آسکے۔ آج بھی جبکہ اُردو میں تنقید کا سرمایہ بہت بڑھ چکا ہے، اس کی اہمیت اور افادیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

قیمت، طلبہ اڈیشن ۲/۶۰ لائبریری اڈیشن ۳/۷۰

انتخابِ سراج اورنگ آبادی مرتبہ: ڈاکٹر محمد حسن

اس انتخابِ کلام میں آپ کو ایک ایسی جمال پرست اور بے قرار شخصیت کی جھلکیاں ملیں گی جو ذات و کائنات کے عرفان کی تلاش میں ہے۔ ان اشعار میں ایک درویش کی آواز بھی ہے اور ایک تہذیب اور ایک تاریخی دور کی صدا بھی۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۱/۲۰ لائبریری اڈیشن ۰/۔۔

موازنۂ انیس و دبیر شبلی نعمانی مرتبہ: رشید حسن خاں

موازنۂ انیس و دبیر اردو میں تنقید کی ابتدائی اور اہم کتابوں میں سے ہے۔ یہ اپنے انداز کی ایک ادبی منفرد تصنیف ہے کہ اگر اسے انیس و دبیر کے شاعرانہ کمالات کا جائزہ اور ان کی شاعرانہ قدر و قیمت کے تعین کی دستاویز کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۳/۲۵ لائبریری اڈیشن ۲۵/

انتخابِ مراثی (انیس و دبیر) مرتبہ: رشید حسن خاں

مرثیہ نگاروں کی طویل فہرست میں انیس و دبیر کے نام سرِ فہرست آتے ہیں۔ انیسؔ

ں منظر نگاری، جذبات نگاری، واقعہ نگاری اور کردار نگاری کا کمال نظر آتا ہے اور دبیر
ے یہاں تشبیہات و استعارات کی جدت، عربی و فارسی کے پُر شوکت الفاظ کا استعمال
ور پر شکوہ طرز بیان اُن کے مراثی کی خصوصیات ہیں۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۳/- لائبریری اڈیشن ۴/-

انتخاب نظیر اکبر آبادی

مرتبہ: رشید حسن خاں

نظیر ایک شاعر کی حیثیت سے اپنے زمانے میں بھی مشہور تھے اور آج بھی مشہور ہیں۔ فرق
بس اتنا ہے کہ اُس زمانے میں ان کا کلام صرف عام لوگوں کی زبان پر تھا لیکن آج خواص بھی
ان کی شاعرانہ ہمہ گیریوں کے معترف ہیں۔ ان کے کلام کا یہ انتخاب اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے
کہ ان کی اہم ترین نظمیں مکمل یا جزوی انتخاب کے ساتھ یکجا ہو جائیں۔ آخر میں غزلوں کا انتخاب ہے
اور ضروری الفاظ کی فرہنگ بھی شامل کر دی گئی ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۳/۴۵ لائبریری اڈیشن ۴/۴۰

نیرنگ خیال (حصہ اوّل و دوم)

مولانا محمد حسین آزاد — مرتبہ: مالک رام

نیرنگ خیال، مولانا آزاد کے معرکتہ الآرا مضامین کا مجموعہ ہے جسے معتبر ترین نسخے
کی بنیاد پر انتہائی صحت متن کے ساتھ اس اڈیشن کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ طلبہ اس سے
پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۱/۹۰ لائبریری اڈیشن ۲/۳۰

فسانۂ آزاد (تلخیص)

رتن ناتھ سرشار — مرتبہ: ڈاکٹر قمر رئیس

فسانۂ آزاد، سرشار کا وہ گراں قدر کارنامہ ہے جس میں نوابی عہد کے لکھنؤ کی انحطاط
پذیر معاشرت، اس کی اچھوتی ظرافت اور لکھنؤ کی بامحاورہ ٹکسالی زبان اور بولی ٹھولی کے
فن کارانہ استعمال کو سرشار کے کمال فن کا جوہر کہا گیا ہے۔
چونکہ موجودہ حالات میں اتنی ضخیم کتاب کو شایع کرنا آسان کام نہیں اس لیے
اس کی کامیاب تلخیص شایع کی گئی تاکہ عوام کی دسترس سے باہر نہ رہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۶/۲۰ لائبریری اڈیشن ۷/۵۰

...ی بریں — عبدالحلیم شرر — مرتبہ: ڈاکٹر محمد حسن

...مولانا شرر کے ناولوں میں "فردوس بریں" کو فنی تکمیل کے اعتبار سے کامل ترین ...ا گیا ہے۔ اس کی منظر نگاری اور ماحول کشی میں شرر کی صناعی درجۂ کمال پر ہے۔
قیمت: طلبہ اڈیشن ۲/- لائبریری اڈیشن ۲/۶۰

...یف زادہ — مرزا رسوا — مرتبہ: ڈاکٹر قمر رئیس

اردو کے منفرد ادیب اور ناول نگار مرزا رسوا کا دوسرا اہم ناول۔ اس ناول ...اردو کے ان چند ناولوں میں کیا جاتا ہے جس نے دورِ حاضر کے اردو خواں نوجوانوں ...ت کو متاثر کیا ہے۔ قیمت: طلبہ اڈیشن ۲/۵۰ لائبریری اڈیشن ۳/-

...ت سعدی — الطاف حسین حالی — مرتبہ: رشید حسن خاں

کلام سعدی میں جو ادبی نکات بکھرے ہوئے ہیں ان کی دیدہ ورانہ تفصیل و ...اس کتاب میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ یہ کتاب ہمیشہ بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھی ...ے گی۔ قیمت: طلبہ اڈیشن ۳/۲۵ لائبریری اڈیشن ۴/-

...تخاب اکبر الہ آبادی — مرتبہ: ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی

اکبر کے ہاں ہمیں پہلی مرتبہ طنز و مزاح دونوں شاعر کی ذات کی تنگ اور محدود دنیا ...بلند نظر آتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ محض انداز بیان ہی نہیں، سماجی تبدیلیوں کے سمجھنے اور ...نے کا موثر ذریعہ بھی ہے۔ ان کے کلام میں ہنسوڑپن کے ساتھ ہی سنجیدگی، شائستگی ...غور و فکر کی فضا بھی پائی جاتی ہے۔ قیمت طلبہ اڈیشن ۲/- لائبریری اڈیشن ۲/۵۰

...تخاب میر — میر تقی میر — مرتبہ: ڈاکٹر محمد حسن

امام المتغزلین میر کی زبان کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی ہے۔ ان کا ہر شعر تیر ...نشتر کا کام کرتا ہے۔ ان کی غزلیں تو بالخصوص کمال فن کی آئینہ دار ہیں۔ میر ...کے کلام کا یہ انتخاب بڑی تحقیق و جستجو اور دیدہ ریزی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۳/۶۰
لائبریری اڈیشن ۴/۵۰

ن درد   میر درد   مرتبہ: رشید حسن خاں

میر کے علاوہ خواجہ میر درد اپنے عہد کے باقی تمام غزل گو شعراسے بلند ہیں بلکہ بلند
ت وحسرت کا ناتمام سا اظہار اُن کے اچھے اشعار کا عام جوہر ہے اور ایسے
ں تاثیر سے معمور ہیں جن میں عشقیہ جذبات اور تصوف کی ماورائیت یکجا ہو کر نمایاں
ہے۔   قیمت: طلبہ اڈیشن ۲/۷۵   لائبریری اڈیشن ۳/۳۰

س النسا   حالی   مرتبہ: صالحہ عابد حسین

مولانا حالی کا مقصدی ناول جس میں نہ تو واعظانہ خشکی ہے، نہ نصیحت کی تلخی۔ یہ
ں خاص طور عورتوں کی تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ سادہ دلنشین انداز بیان۔
قیمت: طلبہ اڈیشن ۲/۵۰   لائبریری اڈیشن ۳/-

اب مضامین شبلی   مرتبہ: رشید حسن خاں

مولانا شبلی کے مضامین میں ان کی وسعت نظر کے عنوانات بکھرے ہوئے ہیں۔ اس
اب میں ادبی اور تنقیدی مضامین، کتابوں کے تبصرے، تحقیقی مضامین اور اسلامیات اور
ں پاک سے متعلق پچیس اہم مضامین ہیں جن میں تعدد نظر، علم وبصیرت اور انشا پردازی کے
ریں جواہر ریزے بکھرے ہوئے ہیں۔ قیمت: طلبہ اڈیشن -/۷   لائبریری اڈیشن ۸/۵۰

راو جان ادا   مرزا محمد ہادی رسوا   مرتبہ: ڈاکٹر محمد حسن

لکھنؤ کی تہذیب کے پس منظر میں امراو جان ادا کی کہانی جس کو مرزا رسوا نے لاثانی
سیاتی ناول کا جامہ پہنایا تھا۔ اب اس ناول کو ڈاکٹر محمد حسن نے مستند ومعتبر نسخوں کی مدد
ہ از سر نو ترتیب دیا ہے اور مکتبہ جامعہ نے نہایت اہتمام سے فوٹو آفسٹ کے ذریعے شایع
یا ہے۔   قیمت: طلبہ اڈیشن -/۶   لائبریری اڈیشن ۷/۵۰

دگار غالب (حصہ اردو فارسی)   الطاف حسین حالی۔   مرتبہ: مالک رام

انگریزی خیالات اور طرز فکر سے واقف ہونے کے بعد حالی نے محسوس کیا کہ ہماری شاعری
صرف جامد اور غیر ترقی پذیر ہے بلکہ غیر فطری بھی۔ اور اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اپ
نقطہ نظر کا انھوں نے "یادگار غالب" میں مرزا کے کلام پر اطلاق کر کے دکھایا کہ

سرچشمہ کا کلام صحیح شاعری کی تعریف میں آتا ہے اور ملک و ملت کے لیے مفید ہوسکتا ہے۔

قیمت (حصہ اردو) طلبہ اڈیشن ۵/۵۰ لائبریری اڈیشن ۶/۵۰

" (حصہ فارسی) " ۶/۵۰ " ۸/۰

مثنوی گلزارِ نسیم پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی تصحیح و ترتیب: رشید حسن خاں

مثنوی گلزارِ نسیم اردو کی اُن چند مثنویوں میں سے ہے جنھوں نے قبول عام کی سند حاصل کی۔ اس کے حسنِ قبول میں اس کی چست بندشوں کا بڑا حصہ ہے۔ لفظوں میں ایسی رعایتوں کو ملحوظ رکھنا جن سے معنویت کی نہیں نمایاں ہوتی رہیں، اور بندش کا اس قدر چست ہونا کہ شعر کی روانی تلوار کی کاٹ بن جائے، نسیم کا ہی حصہ ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۲/۵۰ لائبریری اڈیشن ۳/-

گذشتہ لکھنؤ عبدالحلیم شرر تصحیح و ترتیب: رشید حسن خاں

لکھنؤ کی معاشرت میں تراش خراش، نفاست، شائستگی اور ادب و آداب کی ایسی چمک دمک تھی جو آنکھوں میں عکس چھوڑ گئی ہے۔ "گذشتہ لکھنؤ" اسی محفل طرب کی داستان ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ شرر نے اسے بے حد جذبات نگاری کے ساتھ ڈوب کر بیان کیا ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۸/۵۰ لائبریری اڈیشن ۱۰/-

فسانۂ مبتلا ڈپٹی نذیر احمد تصحیح و ترتیب: ڈاکٹر صدیق الرحمن قدوائی

نذیر احمد کے ناولوں میں "مشترکہ خاندان" کی حیثیت بنیادی ہے۔ زیرِ نظر ناول کا ہیرو مبتلا بھی ایک ایسا ہی کردار ہے جو خاندانی بندھنوں میں پھنسا ہوا ہے مگر اس کی فطرت اُسے ان سے نکلنے پر اکساتی ہے۔ وہاں سے نکلنا اس کی تقدیر میں نہیں اور فطرت کو کچلنا اس کے بس میں نہیں۔ چنانچہ وہ ایک المیے کا ہیرو بن کر رہ جاتا ہے۔ تعدد ازدواج کی مخالفت میں لکھا گیا ایک بامقصد ناول۔ قیمت: طلبہ اڈیشن -/۵ لائبریری اڈیشن -/۶

انتخاب ولی تصحیح و ترتیب: ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی

ولی فارسی زبان و ادب میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ لہٰذا زبان و ادب کی نزاکتوں اور لطافتوں سے ایک ماہر فن کی طرح واقف تھا۔ اس نے اردو زبان و ادب میں وسعت پیدا

کرنے کے لیے فارسی شاعری کے تمام رچاؤ کو کام میں لیا اور غزل کے موضوعات ا
روایات کو اس خوبی سے برتا کہ اردو شاعری کی فضا اور طرزِ تخیل بدل گئی۔
قیمت : طلبہ اڈیشن ۲/۵۰ لائبریری اڈیشن :

افاداتِ سلیم مولانا وحید الدین سلیم تصحیح و ترتیب : ڈاکٹر خلیق انجم

سلیم مولوی تھے، شاعر تھے، نقاد تھے، صحافی تھے، مترجم تھے اور ماہر لسانیات تھے، سچ تو یہ ہے کہ مولانا سلیم اردو کے پہلے ماہر لسانیات ہیں جنھوں نے اردو زبان کے مسئلے کو صحیح پس منظر میں دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔ "افاداتِ سلیم" آپ کے چیدہ چیدہ مقالات کا مجموعہ ہے۔ جسے اردو ادب میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔
قیمت : طلبہ اڈیشن ۵/۵۰ لائبریری اڈیشن ۶/۲۰

توبۃ النصوح شمس العلما مولوی ڈپٹی نذیر احمد تصحیح و ترتیب : مالک رام

ڈپٹی نذیر احمد کا شمار سرسید کے نورتنوں میں ہوتا ہے۔ ان کی شخصیت بڑی پہلودار تھی، وہ عربی، فارسی کے منتہی تھے، عالم دین تھے، فقیہہ و متکلم تھے۔ مترجم قرآن تھے، بلند پایہ خطیب و مقرر تھے۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اردو کے پہلے ناول نگار تھے۔
"توبۃ النصوح" آپ کے دوسرے ناولوں کی طرح اصلاحی ناول ہے۔
قیمت : طلبہ اڈیشن ۴/۵۰ لائبریری اڈیشن ۵/۵۰

قصۂ حاتم طائی حیدر بخش حیدری تصحیح و ترتیب : اطہر پرویز

موسوم بہ
آرائش محفل

اس کتاب میں حاتم طائی کی سات سیروں کا ذکر ہے۔ زبان و بیان کا کوئی گوشہ نہیں جس سے وہ اپنے مقصد کو سامنے لانے میں کامیاب نہ ہوئے ہوں۔ حاتم کا ہر قدم نیکی اور خدا ترسی کے لیے وقف ہوتا ہے۔ حاتم کے علاوہ بھی پڑھنے والے کا سابقہ جن جن کرداروں سے ہوتا ہے ان کا ہر عمل نیکی کے جذبات و احساسات کا حامل

تا بع ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۶/- لائبریری اڈیشن ۷/-

انتخابِ ناسخ

تصحیح و ترتیب: رشید حسن خاں

ناسخ، دبستانِ لکھنؤ کے سب سے پہلے اور سب سے اہم شاعر ہیں۔ انھوں نے ایک نئے اسلوب کی تشکیل کی تھی، جس نے دبستانی اسلوب کی حیثیت سے فروغ پایا اور مدت تک غزل پر اپنے نشانات کو نمایاں رکھا۔

اس کتاب کے تعارف میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ ناسخ کی شاعری، اور اُن سے منسوب اصلاحِ زبان کے مسائل پر اس طرح گفتگو کی جائے کہ مبہم باتیں روشن ہو سکیں اور مفروضات کا دھندلکا صاف ہو۔ یہ "تعارف" آیندہ مفصل بحثوں کے لیے اہم اشاریے کا کام دے سکتا ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۶/۵۰ لائبریری اڈیشن ۷/۵۰

انتخابِ سودا

تصحیح و ترتیب: رشید حسن خاں

اس انتخاب کی بنیاد کلامِ سودا کے اُس خطی نسخے پر رکھی گئی ہے جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے اور جس کی کتابت کی تکمیل سودا کی زندگی میں ہوئی تھی۔

اِسے چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصّہ قصائد کا ہے۔ دوسرا حصّہ سماجی شاعری کا۔ تیسرے حصّے میں "مضحکات" ہیں اور چوتھے حصّے میں غزلیات کا انتخاب اور قطعات شامل ہیں۔ سودا کے کلام کا اس قدر مفصل انتخاب، جو ایک نہایت معتبر خطی نسخے پر مبنی ہو، غالباً پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔ آخر میں مفصل فرہنگ بھی شامل کی گئی ہے۔ ضروری الفاظ پر اعراب لگائے گئے ہیں اور اوقاف نگاری کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

قیمت: طلبہ اڈیشن ۱۰/- لائبریری اڈیشن ۱۱/۵۰

انتخاب محمد قلی قطب شاہ

تصحیح و ترتیب: محمد اکبر الدین صدیقی

قلی قطب شاہ کے کلام میں جدّتِ خیال بھی ہے، معنی آفرینی بھی۔ شیرینی بھی ہے اور رتیکھا پن بھی۔ سطوتِ شاہانہ بھی ہے اور جمالیاتی ذوق کا کمال بھی۔ مقامی رنگ

بھی ہے اور مسئے گلرنگ بھی۔ اس کا کلام چار سو سال پہلے کی زندگی کا ایک جیتا جاگتا مرقع اور معاشرے کی زندہ تاریخ ہے۔

قیمت:۔ طلبا اڈیشن ۴/۵۰ لائبریری ایڈیشن ۵/۵۰

اب ذوق   تصحیح و ترتیب   ڈاکٹر تنویر احمد علوی

ذوق کی شاعری، ہماری کلاسیکل شاعری کا ایک ناقابلِ فراموش حصہ ہے، خاص طور پر ان کے قصائد، جو اُن کے کمالِ فن کا بہترین ثبوت ہیں۔ ان کی علمی فضا، ان کا فکری ماحول، بے رخنہ بندشِ الفاظ اور استادانہ اسلوبِ ادا، ان کے اُردو قصائد کو اُردو کی مدحیاتی ادب میں ایک خاص اور بلند مرتبہ عطا کرتے ہیں۔

اس انتخاب میں ذوق کے قصائد بھی ہیں اور غزلیں بھی۔ آخر میں مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی شامل کردی گئی ہے

قیمت: طلبا اڈیشن ۳/۵۰
لائبریری اڈیشن ۴/۲۵

انتخاب مضامین سرسیّد   تصحیح و ترتیب   انور صدیقی

سرسیّد ایسے جامع کمالات بزرگوں میں سے تھے جو بیک وقت تہذیب، مذہب، طب، فقہ، سیرت، علم الکلام اور تفسیر کے تمام تر موضوعات پر اُسی اعتماد کے ساتھ وہ سیاست، تعلیم اور ادب کے موضوعات پر خامہ فرسائی کرتے تھے۔ اس انتخاب میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کے تمام نثری وسائل کے اظہار کی نمائندگی ہو جائے۔

قیمت: طلبا اڈیشن ۲/۸۰
لائبریری اڈیشن ۳/۴۰

اس سلسلے کی زیر طبع کتابیں

(۱) انتخاب آتش (۲) ابن الوقت (۳) افادات م...
... طلسم ہوشربا ... آبِ حیات (۶) مراۃ العر...

عام مطبوعات مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

اشخاص وافکار — پروفیسر ضیاالحسن فاروقی

پروفیسر ضیاالحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور افکار آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قیمت: -/۶

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اُردو دُنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اُردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت: -/۱۱

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا قیمت: -/۱۰

خواتین کربلا۔ کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی اُن محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔

اس کا مطالعہ یقیناً خواتین ملت کے دل میں حق پرستی اور اصول اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔

قیمت: بارہ روپے

نئی نظم کا سفر — مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی — صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمٰن — ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیشِ نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف وانقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی

نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں - یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خد و خال کو پہچاننے میں مدد دے گا - اس انتخاب میں لگ بھگ اسّی نئے شاعروں کا کلام ہے -

قیمت مجلد ۱۰/۵۰ - غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل

ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جس میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہ راست مسلمانوں سے ہے - یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصر جدید" کے لیے لکھے تھے -

ملک کے مایۂ ناز مفکّر، فلسفی، معلّم اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ، جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے -

قیمت : ۵/۵۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ پچھتر ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالاتِ زندگی درج ہیں - ساتھ ہی نمونۂ کلام بھی ہے - یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے -

قیمت -/۱۵

داستانِ اشک و خوں

خواجہ غلام السیدین مرحوم

مقدمہ: کرنل سید بشیر حسین

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے - لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا - سالِ گذشتہ کی ابتدا سے - بالخصوص ۲۵ - مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات رونما ہوئے، اس سے انھیں سخت دکھ ہوا -

خواجہ صاحب نے اپنے دلی کرب و اضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے - یہ تقریریں اور مضامین اس لیے کتابی صورت میں شایع کیے گئے ہیں تاکہ ہندوستان اور پاکستان کے دانشوران میں اپنے جذبات اور احساسات کی گونج سن سکیں

قیمت : -/۲/۱

نئی دنیا کو سلام اور جمہور

علی سردار جعفری

یہ منظوم تمثیل نہیں بلکہ تمثیلی نظم ہے - اس کے کردار، کردار نہیں، علامتیں

کہانی، پلاٹ نہیں، مبہم سا خاکہ ہے۔ واقعات کی بجائے واقعات سے پیدا ہونے والے جذبات، تاثرات اور احساسات پیش کیے گئے ہیں۔ اس نظم کا موضوع بھی نیا ہے اور تکنیک بھی نئی، اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی طویل نظم جو کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔

قیمت : -/۷

دنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد

مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی

مولانا عبدالسلام قدوائی، ندوی نے ہندوستان کی دو مشہور درسگاہوں، ندوۃ العلما لکھنؤ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں برسہا برس تک درس و تدریس کی خدمات انجام دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا نے قدیم و جدید دونوں خوبیوں کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا، سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں؟

تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

قیمت : غیر مجلد ۲/۷۵ مجلد -/۳

اپنی نوعیت کی اردو میں پہلی کتاب

امریکہ کے کالے مسلمان

ڈاکٹر مشیر الحق (ایم، اے، پی، ایچ، ڈی، میکگل)

امریکہ کے تقریباً ۲ کروڑ حبشیوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ ایک خاصی بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی ہے۔ ان حبشی مسلمانوں میں سنّی مسلمان، شیعہ مسلمان اور قادیانی مسلمانوں کے علاوہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منظم ہے یہ اپنے ملک میں "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں رنگ و نسل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق سفید فام امریکنوں پر اسلام کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ امریکہ کی ایک ایسی سیاسی و سماجی تحریک جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری سا ہے۔

۔۔۔ -/۲ ۔۔۔

کتاب وسنت کے جواہر پارے حصہ اول ودوم مولانا جمال الدین اعظمی

جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں ان کے لیے قرآن وسنت پر عمل کیے بغیر دنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر وفسق سے نجات ناممکن ہے۔ اسی لیے اس کتاب میں قرآن وحدیث کے کچھ حصے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔

قیمت ۲/۵۰

اسلام کی اخلاقی تعلیمات (خلاصہ احیا علوم الدین) امام غزالیؒ

(ترجمہ) رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصور کریں۔ یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالیؒ ہی کو حاصل ہے۔ قیمت ۹/۵۰

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ (پروفیسر) طاہر محمود (انڈین لا انسٹی ٹیوٹ نئی دلی)

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی اردو داں اکثریت کا ہر فرد زیر بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔

قیمت ۴/-

مسلمان اور سیکولر ہندوستان ڈاکٹر مشیر الحق

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ مذہبی تعلیم، مذہبی رہنمائی، عائلی قانون اور سیکولر نظریۂ حیات ایسے موضوعات کا پوری علمی دیانت کے ساتھ غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ (زیر طبع)

اسلامی عقائد ومسائل مذہب مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو بچوں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کرے۔ یہ کتاب بڑی حد تک اس کمی کو پورا کرتی ہے اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح اور نماز روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل واحکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔

قیمت ۴/-

آلپس کے گیت (ناولٹ) مصنف: واسل بائیکوف مترجم: قرۃ العین حیدر

دو قیدی:- ایک روسی لڑکا، ایک اطالوی لڑکی۔ نازی کنسنٹریشن کیمپ سے بھاگ نکلتے ہیں گسٹاپو سپاہی اور ان کے خونی جاسوس کتے ان کا تعاقب کرتے ہیں کیا یہ دونوں قیدی اپنی منزلِ مقصود پالیں گے۔

"آلپس کے گیت" واسل بائیکوف کے ہیجان انگیز جوش اور ولولہ خیز طرزِ بیان میں ایک ایسا ناولٹ ہے جو دوسری جنگِ عظیم کا بھیانک اور الم ناک بوجھ اٹھانے والے انسانوں کا ترجمان ہے۔

قیمت ۲/۷۵

بڑی حویلی (مضامین) مرزا محمود بیگ

ہمارے دیکھتے دیکھتے دِلّی بدلی، دلّی کی تہذیب بدلی، دلّی والوں کا مزاق بدلا، وضع بدلی، طور طریق بدلے ـــــ بدلتی ہوئی اِس دِلّی کا حال بیگ صاحب نے دِلّی کی نکھری ستھری زبان میں لکھا ہے۔ اتنے پیارے اور فن کارانہ انداز میں لکھا ہے کہ بدلتی ہوئی دِلّی کا ہوبہو نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

قیمت: ۲/-

غالب اُردو کلام کا انتخاب پروفیسر محمد مجیب

مرزا غالب کا دیوان اپنی جگہ خود انتخاب ہے۔ پھر اس انتخاب کا انتخاب: ایک ایسا لاجواب انتخاب کہ جس کے مطالعے سے مرزا غالب اپنے پورے فضل و کمال کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں۔ مجیب صاحب کا مبسوط مقدمہ تو شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے انتخاب کی اہمیت و افادیت کو حقیقت میں بہت باوقعت بنا دیا ہے

مکتبہ جامعہ نے اس کی کتابت اور طباعت میں غیر معمولی سلیقے اور حسنِ ذوق سے کام لیا ہے۔

قیمت ۴/۵۰

کتاب کی کہانی (معلومات) سید احمد حسن نقوی

انسان نے کب اور کیسے لکھنا پڑھنا سیکھا؟ کتاب کی ابتدا کیسے ہوئی؟ کتاب کو موجودہ صورت تک پہنچنے میں کن کن منزلوں سے گزرنا پڑا؟ یہ سب جاننے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ بہت قیمتی اور اچھوتی معلومات ہیں اور بڑے دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہیں۔

قیمت... ۱/-

پچھلی رات
فراقؔ گورکھپوری

کلامِ فراقؔ کے شائقین کے لیے ایک انمول تحفہ۔ فراقؔ کی غزلوں کا وہ انتخاب جسے خود فراقؔ نے ترتیب دیا ہے۔ دیدہ زیب کتابت اور روشن طباعت نے اس مجموعے کے حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

قیمت ۷/-

ڈاکٹر ذاکر حسین (سیرت و شخصیت)
مرتب: عبداللطیف اعظمی

قبلہ ذاکر حسین صاحب مرحوم و مغفور پر اُن کی زندگی ہی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ۱۹۶۶ء سے قبل ذاکر صاحب پر جتنے اہم اور قابلِ ذکر مضامین لکھے گئے وہ سب کے سب اس مجموعے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔
ذاکر صاحب کی زندگی، اُن کی شخصیت، اُن کے کردار، ان کی صفات اور اُن کی قومی و تعلیمی خدمات سے واقف ہونے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔

قیمت ۵/۵۰

شہر آشوب
ڈاکٹر نعیم احمد

اُردو کلاسیکی صنفِ سخن، شہر آشوب، کے تحت جو نظمیں لکھی گئی ہیں وہ محض خیال آرائی یا مضمون آفرینی کا نتیجہ نہیں بلکہ اپنے دور کے حالات کی تخلیق ہیں۔ اسی لیے یہ صنفِ سخن زندگی پر بے لاگ تبصرہ بھی ہے اور تنقید بھی۔ ڈاکٹر نعیم احمد نے اُردو کے ۸۲ شعرا کے مشہور آشوبوں کو مع مقدمہ و حواشی مرتّب کر کے اُردو ادب کی بے مثال خدمت کی ہے۔ اس نثر صنف پر اُردو میں یہ واحد کتاب ہے۔

قیمت ۷/۲۵

پیار کا موسم
مہندر ناتھ

پیار کا موسم، محبّت اور محبّت کی رنگینیوں سے بھرپور ایک ایسا ناول ہے جسے رُومانی ناولوں سے دلچسپی رکھنے والے حضرات نے بے حد پسند کیا ہے۔

قیمت ۳/۵۰

دِلّی کی شام
مصنف: احمد علی　　مترجم: بلقیس جہاں

'دِلّی کی شام'، ایک اجتماعی ناول ہے جس کا ہیرو نہ صرف دِلّی شہر ہے جس میں

آئینے میں پیش کی گئی ہے بلکہ عام انسانی زندگی کی ایک نہایت دلچسپ کہانی بھی ہے محمد حسن عسکری نے اس کہانی کے بارے میں لکھا ہے کہ۔

"اس دو ناول کا تو ذکر ہی کیا مغربی ناولوں میں بھی
اس کے مقابلے کا ناول آسانی سے میسر نہیں آ سکتا"

محترمہ بلقیس جہاں نے ترجمے میں جو کمالِ فن دکھایا ہے اور جو ٹکسالی زبان لکھی ہے اس نے تصنیف کی اصل روح کی پوری ترجمانی کر دی ہے۔ قیمت ۷/۵۰

بکھرے ورق مصنف ڈاکٹر سونیتی کمار چٹرجی مترجم : شانتی رنجن بھٹاچاریہ

پروفیسر ڈاکٹر سونیتی کمار چٹرجی ایک جہاندیدہ، بین الاقوامی شہرت یافتہ، ماہر لسانیات، ایک مستند عالم اور بنگلہ زبان کے مشہور معروف ادیب ہیں دنیا کی مختلف زبانوں پر بھی بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔

بکھرے ورق ان کے سات ایسے مضامین کا مجموعہ ہے جن کا تعلق خاص طور پر اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن سے ہے۔ ان مضامین کا اردو ترجمہ جناب شانتی رنجن بھٹاچاریہ نے کیا ہے جو بنگلہ زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان پر بھی پورا عبور رکھتے ہیں۔

قیمت: ۳/-

شرابِ کہنہ (تعارف و تذکرہ) رشید نعمانی

کسی زبان کے مطالعے کے لیے اس کے شاعروں اور ادیبوں کے حالات جاننا بہت ضروری ہے۔ دراصل یہ بنیاد ہوتے ہیں اس عمارت کی جو تکمیل کے بعد تاریخ ادب کہلاتی ہے۔ رشید نعمانی صاحب نے چار سال کی مسلسل عرق ریزی کے بعد اس تذکرے میں اردو کے ۵۰ شاعروں (قلی قطب شاہ تا حالی) کے مختصر مگر صحیح حالات معہ سنین پیدائش و انتقال جمع کر دیے ہیں ساتھ ہی ہر شخص کا نمونۂ کلام بھی پیش کر دیا ہے۔ طلباء کے لیے یہ تذکرے خاص طور پر مفید ثابت ہوں گے۔

قیمت ۳/۲۵

پاکستان (اس کا قیام اور ابتدائی حالات) مصنف: سری پرکاش مترجم: محمد حمایت الحسن

سری پرکاش صاحب پہلے ہندوستانی ہائی کمشنر تھے جن کا تقرر پاکستان میں ہوا تھا۔ انھیں پاکستان کے اولین ذمہ داروں کو قریب سے دیکھنے ان سے ملنے جلنے اور پاکستان کے ابتدائی

حالات کا جائزہ لینے کا بہترین موقع میسر آیا۔ ان کی یہ تصنیف اسی زمانے کے حالات کی حقیقی روداد ہے اور اسے نہایت ایمانداری اور صاف دلی کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف سیاست و تاریخ کے طلبا کے لیے مفید ثابت ہوگی بلکہ نفسیات کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے بھی کام کی چیز ہے۔ قیمت -/۴

پریم چند کے خطوط مرتبہ: **مدن گوپال**

کسی بھی شخص کے خطوط اس کی سیرت، کردار اور شخصیت کا حقیقی آئینہ ہوتے ہیں۔ اردو کے مایۂ ناز و منفرد افسانہ نگار، ناول نویس اور انشاء پرداز منشی پریم چند کے ۲۴۳ خطوط کو مدن گوپال صاحب نے پچیس برس کی مسلسل جستجو اور محنتِ شاقہ کے بعد مرتب کیا ہے۔ ان نجی اور کاروباری خطوط کے مطالعے کے بعد منشی پریم چند کی سیرت و شخصیت کو سمجھنے کے لیے مزید کسی حوالے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ قیمت ۶/۵۰

صلاح الدین ایوبی (ناولٹ) قاضی عبدالستار

صلاح الدین ایوبی، اسلام کے مایۂ ناز سپوت، ہمت و شجاعت کے پتلے اور بے مثال جنرل تھے۔ وہ آندھی کی طرح اٹھے اور فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔

قاضی عبدالستار نے اس بے مثال جنرل کی کہانی تاریخی حقائق کے پس منظر میں بیان کی ہے۔ قاضی صاحب کے مخصوص اور پرشکوہ اندازِ بیان نے اس ناول کو اتنا پراثر بنا دیا ہے کہ کتاب بس پڑھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

قیمت ۳/۷۵

فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ (دوسرا ایڈیشن) سید ضمیر حسن دہلوی

رجب علی بیگ سرور کی مشہورِ عالم تصنیف "فسانۂ عجائب" اردو زبان کے چند ایسے نوادر کے زمرے میں آتی ہے جو روایت پر مبنی ہونے کے باوجود خود زندہ روایت ہیں۔ جواں سال ادیب اور محقق سید ضمیر حسن صاحب نے اپنی اس تصنیف کے ذریعے کلاسیکی ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو فسانۂ عجائب کے حقیقی مرتبے سے روشناس کرانے کی قابلِ ستائش کوشش کی

ہے۔ اپنی اس کامیاب کوشش میں وہ نمایاں طور پر کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

قیمت -/۳

چنار کا پتا (ناولٹ) مصنف: سلطانہ آصف فیضی

اس چھوٹے سے ناول میں کشمیر کی وہ صاف اور سچی تصویر پیش کی گئی ہے جس میں آپ کشمیر کے معصوم بچپن سے لے کر مجبور بڑھاپے تک۔ اس کی مسلسل اور مختلف کیفیتوں بلکہ شخصیتوں کو درجہ بدرجہ بڑھتے اور پروان چڑھتے دیکھ سکیں گے۔ ایک بہترین اور دلچسپ ناول جسے ایک بار شروع کرنے کے لیے آپ پوری طرح پڑھے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ قیمت: ۲/۲۵

آتشِ گل (شعری مجموعہ) (نیا اڈیشن) جگر مرادآبادی

رئیس المتغزلین حضرت جگر مرادآبادی کا یہ دیوان پر کیف اور بہار آفریں غزلوں کا مجموعہ ہے۔ جس کا نام شعری ادب میں سرفہرست آتا ہے۔ ایک ایسا مجموعۂ کلام جو اپنے اندر بے پناہ رنگینیاں اور بہاریں سمیٹے ہوئے ہے۔ جس کی ہر غزل اور شعر خود بخود نغمہ بن کر لبوں پر آجاتا ہے اس کتاب پر جگر کو ساہتیہ اکاڈمی انعام عطا ہوا تھا۔

قیمت -/۶

تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین

ماہر تعلیم محترم ذاکر صاحب مرحوم نے یہ خطبات مختلف موقعوں کے لیے مختلف لوگوں کے اصرار پر لکھے تھے۔ ان میں سے ہر خطبے کا موضوع یا تو تعلیم کا کوئی خاص بنیادی مسئلہ ہے یا کوئی اور اہم پہلو۔ ان میں مروجہ طریقۂ تعلیم کے نقائص جدید رجحانات اور تعلیم و تربیت کے نئے اصولوں پر عالمانہ اور محققانہ بحث کی گئی ہے، ان کا حل تلاش کیا گیا ہے۔ ان خطبوں کا مقصد آپ کو سچی تعلیم اور تعلیم کے صحیح مقصد سے روشناس کرانا ہے۔ درس و تدریس کا کام کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بلا خوف تردید مشعلِ راہ ہے۔

قیمت ۴/۵۰

یادگار شخصیتیں مرتب: جواہر لال نہرو مترجم: رفیق محمد شاہ

اس کتاب میں مہاویر، گوتم بدھ سے لے کر مصطفیٰ کمال پاشا تک کے زمانے

۴۸ مقتدر ہستیوں کا ذکر ہے۔ ان ہستیوں میں اوتار بھی ہیں پیغمبر بھی، مفکر بھی ہیں، حکمراں بھی ہیں سیاست دان بھی، دانش ور بھی ہیں مصلح قوم بھی۔
بڑی بات یہ ہے کہ ان کے ذکر میں کسی روایتی عقیدے یا جذباتی لگاؤ کو دخل نہیں ہے صرف تاریخی پس منظر میں پوری دیانت داری کے ساتھ انھیں دیکھنے اور پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قیمت: 9/50

کچھ پرانے خط (حصہ دوم) مرتب: پنڈت جواہر لعل نہرو مترجم: مولانا عبدالمجید الحریری

پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام ملکی اور غیر ملکی سرکردہ ہستیوں کے ۱۷۴ خطوط کا بیش بہا مجموعہ۔ یہ خطوط ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۸ء تک کے زمانے کی نہ صرف سچی تاریخ پیش کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعہ بہت سے ایسے اہم واقعات بھی معلوم ہو جاتے ہیں جن سے ہم اب تک ناواقف رہے ہیں۔ قیمت ۸/-

حسرت کی شاعری (تحقیق و تنقید) (نیا ایڈیشن) ڈاکٹر یوسف حسین خاں

حسرت کے شاعرانہ اوصاف اور ان کی شخصیت کی عظمتیں بہت وسیع اور حد درجہ بسیط ہیں اور ڈاکٹر یوسف حسین صاحب نے انھیں نہایت معقولیت اور جامعیت کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ ترمیم اور اضافے کے بعد۔ قیمت: ۲/-

قیمت: ۱/۵۰

قلم کا مزدور پریم چند (سوانح) مدن گوپال

یہ کتاب منشی پریم چند کی داستانِ حیات ہے جس کو مدن گوپال صاحب نے برسہا برس کی طویل محنت کے بعد پریم چند کے خطوط، ان کی تحریروں اور ان کی شریکِ حیات کی لکھی ہوئی یادداشتوں کی مدد سے مرتب کیا ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تلخ ہو یا شیریں جو صحیح بات تھی من و عن پیش کر دی گئی ہے۔

قیمت ۴/-

گنجہائے گراں مایہ (تیسرا اڈیشن) پروفیسر رشید احمد صدیقی

یہ کتاب اُن پندرہ عظیم المرتبت شخصیتوں کی زندگی سے متعلق بیتی بسری یادوں کا عکس ہے جو اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ان شخصیتوں میں مفکر بھی ہیں اور عالم بھی، سیاست دان بھی اور مصلحِ قوم بھی۔ شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی۔

رشید صاحب کے مخصوص و منفرد انداز میں لکھی ہوئی اس کتاب کو جب آپ پڑھیں گے تو کبھی مسکرانے پر مجبور رہوں گے اور کبھی آہ سرد کھینچنے پر۔

قیمت : ۶/-

آشفتہ بیانی میری (چوتھا اڈیشن) پروفیسر رشید احمد صدیقی

رشید صاحب نے علی گڑھ کو نصف صدی تک دیکھا ہے۔ دیکھا ہے اور برتا ہے۔ ان کو علی گڑھ سے لگاؤ نہیں عشق ہے۔ اس کتاب میں رشید صاحب نے اپنے ذاتی خیالات اور تاثرات اپنے مخصوص رنگ میں پیش کیے ہیں۔ ان کے والہانہ لگاؤ نے اس کتاب میں ایک خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ جس کا اندازہ کتاب کو پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے یوں بھی علی گڑھ اور اس کی سابقہ روایات کو جاننے اور سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔

قیمت : ۴/-

خنداں (طنز و مزاح) (نیا اڈیشن) پروفیسر رشید احمد صدیقی

رشید احمد صاحب کی ۳۹ ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ۔ ان تقریروں میں طنز و مزاح کے انمول موتی بکھرے پڑے ہیں۔ خنداں، یقیناً ایسی کتاب ہے جو ہماری موجودہ مصروف اور خشک زندگی کو تازگی بخش سکتی ہے۔ (زیر طبع)

پردیسی کے خطوط مجنوں گورکھپوری کے ۸ خطوط کا مجموعہ

"مکتوبات، روزنامچوں اور مکالمات کی صورت میں زندگی اور زندگی کے مختلف شعبوں کے رموز و نکات اور مسائل و معاملات زیادہ دل نشینی کے ساتھ سمجھائے جا سکتے ہیں۔"

اپنے اسی خیال کے پیش نظر مجنوں صاحب نے یہ خطوط سپرد قلم کیے ہیں جن میں چند اہم موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ خطوط تنقید و تنقیص اور شعر و حکمت کا بہترین نمونہ ہیں

قیمت ۲/۷۵

اُردو اسیز (تیسرا اڈیشن) سید ظہیر الدین

انگریزی میں (ESSAY) ایک مخصوص نہج اور اسلوب کے مقالے کو کہتے ہیں ایسے مقالے ایک خاص قسم کے فکر و تصور کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جو ... خدمات

نفسیاتی مطالعہ، منطقی استدلال فلسفیانہ تفکر، متصوفانہ استغراق اور انشاءِ عالیہ کا اسلوب، سب کچھ پایا جاتا ہے۔

"اُردو اسیز" میں مقالہ نویسی کی اس صنف پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ نمونے کے طور پر مختلف ادوار کے اسیز (مقالے) بھی شامل کیے گئے ہیں۔

قیمت ۳/۵۰

غزل سرا (تحقیق و تنقید) مجنوں گورکھپوری

"غزل سرا" اُردو غزل گو شعراء میں سے ۱۳ مشہور شعراء کی غزلوں پر مجنوں صاحب کے تحقیقی اور تنقیدی مقالوں کا مجموعہ ہے یہ مقالے نہایت دیانتداری کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور تنقید نگاری کے اصول اور معیار پر پورے اترتے ہیں۔

قیمت ۶/-

کاروانِ فکر (اخلاقیات) (ڈاکٹر) یوسف حسین خاں

یوسف صاحب کے بصیرت افروز مقالات کا مجموعہ جس میں اخلاقی قدروں کو خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے ہر گتھی کو بڑے واضح اور مدلّل انداز سے سلجھا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ بالآخر نیکی ہی بدی پر غالب آتی ہے اور عمل ہی سے تقدیریں بنا کرتی ہیں۔ موصوف کے اندازِ فکر میں گہرائی ہے، معنویت ہے اور پھر زبان کا حسن ہے۔

قیمت : ۳/۷۵

تذکرۂ جگر (سیرت و شخصیت) محمود علی خاں جامعی

محمود صاحب جگر کے ان مخصوص دوستوں میں تھے جنھوں نے مسلسل ۳۵ برس تک ان کے محاسن، ان کی کمزوریوں، غرض جگر صاحب کی پیدائش سے لے کر انتقال تک کی قریب کو ہر حال اور ہر موسم میں دور اور نزدیک رہ کر دیکھا۔ اس کتاب میں ان کی سیرت، ان سب ہی ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے۔ قیمت ۳/-

رُوحِ اقبال ڈاکٹر یوسف حسین خاں

"اقبال معنی کا ایک سمندر ہے جس کے کناروں کا پتا نہیں"

"اقبال کے کلام پر جتنا غور کیجیے نئے پہلو روشن ہوتے ہیں"

ڈاکٹر یوسف حسین صاحب کی یہ معرکۃ الآرا تصنیف نہ صرف اقبال کے جملہ اساسی خیالات پر حاوی ہے بلکہ حقیقی معنوں میں اُن کے خیالات اور کلام کی رُوح بھی ہے۔

علامہ اقبال پر اس سے بہتر تصنیف ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔
(زیر طبع)

تنقید کیا ہے؟ (نظر ثانی و اضافے کے بعد) آل احمد سرور

سرور صاحب کے یہاں انشاء پردازی اور ادبی چاشنی کا وہ عنصر پایا جاتا ہے جو اعلیٰ تنقید کی ایک مستحسن خصوصیت ہے یہ کتاب تنقیدی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جس میں تنقید کے اصولوں پر بحث بھی ہے اور پوری کتاب اس کا جواب بھی۔

قیمت ۵/۷۵

نقدِ اقبال (دوسرا اڈیشن) حضرت میکش اکبر آبادی

میکش اکبر آبادی کی اس اہم تصنیف کا مقصد علامہ اقبال کی تنقیدوں کو پرکھنا اور ان کے بعض متضاد نظریوں کو صراحت اور اُن میں مطابقت کی مناسب و کامیاب کوشش ہے۔ کتاب میں علامہ کے فلسفۂ خودی اور دوسرے وہ فلسفے جن پر علامہ نے نقد فرمایا ہے، ان پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔
اقبال اور ان کے فلسفے کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

قیمت :- ۴/۲۵

اُردو مرثیہ (تاریخ مرثیہ) سیّد سفارش حسین رضوی

اُردو مرثیے کی یہ تاریخ جو بڑی کاوش سے مرتب کی گئی ہے، دو حصّوں پر مشتمل ہے پہلے حصّے میں دکن کی مرثیہ گوئی کی ابتدا سے لے کر اس کے عروج تک کی داستان ہے اور پھر دوسرے حصّے میں شمالی ہند میں اس کے نئے انداز سے آغاز وارتقا کا تمام حال مکمل اور مفصّل حوالوں اور نمونوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

قیمت :- ۶/-

موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری

قادری صاحب، نفسیات خصوصاً تعلیمی نفسیات کے تجربے کار اور بالغ نظر استاد ہیں۔ یہ کتاب اُن کے ۲۲ مضامین کا مجموعہ ہے جن میں تعلیم و تربیت کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ سرپرستوں اور استادوں کو تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی و تہذیب کے دوسرے کن کن

پہلوؤں پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔"

قیمت:- ۲/۵۰

بنیادی استاد کے لیے
ڈاکٹر سلامت اللہ

یہ کتاب ڈاکٹر سلامت اللہ صاحب کے اُن تجربوں اور مشاہدوں کا نچوڑ ہے جو انھوں نے پندرہ بیس سال میں بنیادی تعلیم کے میدان میں حاصل کیے ہیں۔ بنیادی اسکولوں میں کام کرنے والے استادوں اور بنیادی ٹریننگ اسکولوں اور کالجوں میں تربیت حاصل کرنے والے طالب علموں کے لیے یہ کتاب بڑی مددگار ثابت ہوگی۔

قیمت: ۴/۲۵

ہم کیسے پڑھائیں؟
(چھٹا اڈیشن)
ڈاکٹر سلامت اللہ

تعلیم اور طریقۂ تعلیم پر یہ بہت ہی اہم اور مقبول ترین تصنیف ہے۔ کتاب کے شروع میں تعلیمی مواد کے انتخاب، تربیت اور باہمی ربط کے اصولوں پر بحث کی گئی ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ بچوں کے ذہن کو ان معلومات کو قبول کرنے کے لیے کس طرح تیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد پڑھانے کے مختلف طریقوں کا مقابلہ کیا گیا ہے اور آخر میں درس و تدریس کے عملی مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

قیمت: ۳/۵۰

جامعہ کا طریقہ
عبدالغفار مدھولی

"جامعہ کا طریقہ" مدھولی صاحب کے تیس پینتیس سال کے ان تجربوں کا نچوڑ ہے جو آپ نے ابتدائی تعلیم کے میدان میں دن رات لگ کر حاصل کیے ہیں۔ یہ کتاب زیرِ تربیت استادوں ہی کے لیے نہیں، ان استادوں کے لیے بھی مفید ہوگی جو مبتدی بچوں یا بڑوں کو اردو یا ہندی پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔ اس میں طریقۂ تعلیم کی وضاحت کے ساتھ ساتھ پڑھانے کے امدادی سامان بہم پہنچانے اور تیار کرنے کی تدبیریں بھی بتائی گئی ہیں۔

قیمت ۲/۵۰

تاریخ الامت
(تاریخ اسلام)
مولانا اسلم جیراجپوری

روایات و واقعات کا سلسلۂ اسناد کہیں سے کبھی منقطع نہیں ہونے پاتا۔ یہ امتیاز صرف تاریخ اسلام ہی کو حاصل ہو سکا ہے۔ اسی لیے امتِ محمدی کی تاریخ

جوں کی توں محفوظ چلی آرہی ہے۔

مولانا اسلم جیراجپوری مرحوم نے اسلامی تاریخ کی مستند اور قدیم کتابوں کو سامنے رکھ کر بڑی جستجو اور تحقیق کے بعد تاریخ اسلام کا یہ سلسلہ مرتب فرمایا تھا۔ اُمتِ محمدیؐ کی یہ تاریخ اپنی گوناگوں خوبیوں اور صحتِ واقعات کے سبب قومی نصاب میں شامل اور ملک و بیرونِ ملک میں مقبول ہو چکی ہے۔

تاریخ الامت حصہ اوّل	سیرت رسول	(گیارھواں اڈیشن)	قیمت ۲/۵۰
" " دوم	خلافت راشدہ	(آٹھواں ")	" ۴/-
" " سوم	خلافت بنی اُمیہ	(چھٹا ")	" ۲/۷۵
" " چہارم	خلافتِ عباسیہ	(چوتھا ")	" ۳/۲۵
" " پنجم	عباسیہ بغداد	(" ")	" ۳/۲۵
" " ششم	عباسیہ مصر	(تیسرا اڈیشن)	" ۳/۲۵
" " ہفتم	آلِ عثمان	(دوسرا ")	" ۲/-
" " ہشتم	تاریخِ اسلام اور قرآن	(" ")	" ۳/۲۵

دُنیا کی کہانی (تاریخ) (نیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب بیک وقت مورّخ بھی ہیں معلّم بھی، ڈراما نگار بھی ہیں افسانہ نگار بھی تاریخ تو جیسے آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

اس مختصر مگر انتہائی جامع اور اہم تصنیف میں مجیب صاحب نے ابتدائے آفرینش سے آج تک کی دنیا کی تاریخ کا جائزہ بڑے دل کش انداز میں لیا ہے۔ دنیا کی تاریخ، انسانی تہذیب اور مختلف تہذیبوں کے تقابلی مطالعے کے سلسلے میں یہ کتاب کیا طالب علم کیا استاد، دونوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ (زیرِ طبع)

آزمائش (ڈراما) (چوتھا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب

۱۸۵۷ء کی ملک گیر عوامی تحریک کو انگریزوں نے غدر کا نام دیا تھا، پر یہ غدر نہیں تھا، بلکہ حصولِ آزادی کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ بہت موثر قدم۔

"آزمائش"، اسی پہلی جنگ آزادی سے متعلق ایک دل چسپ ڈراما ہے۔ ڈرامے میں اصل واقعات کو مستند تاریخی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔

قیمت: ۱/۷۵

انجام (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب کا ایک بہت ہی خوبصورت اور دل چسپ ڈراما جس کے متعدد اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ڈراما مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی داخل ہے آسانی سے اسٹیج بھی کیا جاسکتا ہے۔ قیمت ۱/۲۵

کھیتی (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

اس ڈرامے میں نام نہاد قومی رہنماؤں کے ہتھکنڈوں کا پردہ نہایت خوبی اور دل کش انداز سے چاک کیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں جب کہ کہیں کہیں لیڈری محض آمدنی اور نام آوری کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اور بھی ضروری ہے۔ قیمت ۱/۲۵

کیمیاگر (افسانے) پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب نے بہت کم افسانے لکھے ہیں مگر جو لکھے ہیں وہ اپنی جگہ ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان افسانوں میں مجیب صاحب نے عام اور روایتی حسن و عشق سے گریز کیا ہے اور واقعاتی زندگی کی جھلکیاں بڑے خوبصورت انداز میں پیش کی ہیں۔

قیمت ۲/-

خانہ جنگی (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

دارا شکوہ، اورنگ زیب اور مراد کے باہمی اختلافات سلطنت مغلیہ کے زوال کا سبب بنے حکومت کا شیرازہ بکھر گیا اور یک ملک گیر انتشار برپا ہو گیا۔ اس ڈرامے میں اسی دور کی سچی عکاسی انتہائی دل چسپ انداز میں کی گئی ہے۔ یہ ڈراما اسٹیج بھی کیا جاسکتا ہے۔ قیمت ۱/۵۰

چند پروجیکٹ (تعلیم و تربیت) عبد الغفار مدھولی

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں اب تک جتنے پروجیکٹ چلائے گئے ان میں سے منتخب

پروجیکٹ یک جا کرکے کتاب کی شکل میں پیش کیے گئے۔ یہ کتاب جو استادوں کے لیے بڑی کارآمد ثابت ہوئی ہے، پروجیکٹ متھیڈ کے ذریعے تعلیم دینے میں ان کی رہنمائی کرے گی۔

قیمت : ۲/۵۰

پردۂ غفلت (ڈراما) (رینا ایڈیشن) ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈراما ہماری تہذیب و تمدن کی نہ صرف عکاسی کرتا ہے بلکہ ان نقوش میں دل کش رنگ آمیزی بھی کرتا ہے جن سے بچے اور بوڑھے دونوں لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

قیمت : ۱/۷۸

میدانِ عمل (ناول) منشی پریم چند

میدانِ عمل، منشی پریم چند کا وہ مشہور ناول ہے جو اُردو کا سب سے اچھا ناول تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس کا یہ چھٹا اڈیشن حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ مجلد مع خوبصورت گردپوش۔

قیمت ۸/۵۰

گئودان (ناول) (ساتواں اڈیشن) منشی پریم چند

"گئودان" اُردو کے بہترین ناولوں میں ممتاز جگہ کا مستحق ہے۔ اس میں کسان اور زمین دار، مزدور اور سرمایہ دار، شہری اور دیہاتی، جاہل اور تعلیم یافتہ، ترقی پسند اور رجعت پسند، جنتا اور لیڈر اور اسی طرح کے متعدد ٹکرانے والے کرداروں کی زندہ اور جان دار تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ ہندوستانی سماج اس کے روزمرہ کے مسائل، ٹھوک، تنگ دستی، لاگ ڈانٹ، سادگی، چالاکی، گھات، چیلے، جنس، اور اخلاق کے تمام نقوش اُبھر کر سامنے آجاتے ہیں۔

قیمت : ۱۱/-

بیوہ (ناول) (چھٹا اڈیشن) منشی پریم چند

اس دردناک ناول میں منشی پریم چند نے سماج کی ٹھکرائی ہوئی ایک بیکس ولاچار ہندوستانی بیوہ کی پُرالم داستان اپنے مخصوص اور ٹھاشر انداز میں بیان کی ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے پر مجبور ہوں گے۔

قیمت ۲/۷۵

واردات (افسانے) منشی پریم چند

منشی پریم چند کے تیرہ افسانوں کا مجموعہ جس کا ہر افسانہ اپنا ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہ افسانے اس زمانے کے لکھے ہوئے ہیں جب منشی جی کا فن انتہائی عروج پر تھا۔ ادبی

حسن و جمال اور فنی چابکدستی ان افسانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

قیمت : -/۴

دروازے کھول دو (ڈراما) کرشن چندر

جب دلوں کے دروازے اور دماغوں کی کھڑکیاں تعصب اور نفرت کے مکروہ جذبے کے تحت بند کر لی جاتی ہیں تو انسان عقل سے محروم اور تنگ نظری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ ڈراما ایسے ہی تنگ نظروں کے لیے ایک تازیانہ اور برائیوں کا معقول علاج ہے۔ اس نے کتنے ہی زنگ خوردہ دروازے کھول دیے ہیں۔ ڈرامے کو بڑی آسانی سے اسٹیج کیا جا سکتا ہے۔

قیمت : ۲/۵۰

نئی بیماری (افسانے) مہندر ناتھ

عوام کی زندگی میں اتنا دکھ، اتنا کرب کیوں؟ یہ بھوک، یہ بے روزگاری یہ افلاس آخر یہ سب کیوں؟؟ یہ ہیں وہ مسائل جنھیں مہندر ناتھ نے محسوس کیا۔ نہ صرف محسوس کیا بلکہ ان کے اسباب اور ان کے حل افسانوں کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کر دیے ہیں۔

قیمت ۲/۵۰

کالے صاحب (افسانے) اوپندر ناتھ اشک

اشکؔ اردو اور ہندی کے مشہور و ممتاز افسانہ نگار ہیں۔ اُن کی زبان صاف، ستھری اور رواں ہوتی ہے۔ اس مجموعے کے ہر افسانے میں گھریلو، سیاسی، سماجی اور رومانی زندگی کی تلخیوں اور ناگواریوں کو حقیقی رنگ اور ایسے انداز میں پیش کیا ہے جو دل پر اثر کرتا ہے۔

قیمت ۲/۵۰

راہِ عمل (ناول) صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین صاحبہ اُن ممتاز ادیبوں میں سے ہیں جو اپنی نگارشات کو مقصدی بنانے کے ساتھ اصلاحِ سماج و معاشرت کے سبق دینے کا خیال رکھتی ہیں۔ 'راہِ عمل'، اُن کا ایک ایسا ہی اصلاحی اور سماجی ناول ہے۔ ایک ایسے سرپھرے جوڑے کی کہانی ہے جس نے سماجی خدمت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ گھریلو زندگی کی جھلکیاں، رومان کی چاشنی، نکھری ستھری زبان اور دلکش اندازِ بیان۔ ان سب چیزوں نے مل کر ناول کو بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔

نروان (افسانے) **جیلانی بانو**

محترمہ جیلانی بانو دورحاضر کی مقبول ترین ادیبہ ہیں۔ ان کا طرزِ تحریر دل کش اور انداز بیان صاف وشستہ ہوتا ہے۔ ان ہی خوبیوں کے باعث آپ کی نگارشات اور خاص طور پر افسانوں کو قبول عام کی سند مل چکی ہے۔

نروان، آپ کے چودہ افسانوں کا تازہ مجموعہ ہے۔ قیمت: ۴/۷۵

پت جھڑ کی آواز (دوسرا اڈیشن) **قرۃ العین حیدر**

"آگ کا دریا" جیسے مشہور ناول کی مصنفہ محترمہ قرۃ العین حیدر کے آٹھ منتخب افسانوں کا مجموعہ۔ مصنفہ کو اس مجموعے پر ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ ملا ہے۔

قیمت: ۶/-

ماں کی کھیتی (ناولٹ) مصنفہ چنگیز اعتماتوف مترجمہ قرۃ العین حیدر

دھرتی ماں کی گود کے ایک دور افتادہ چھوٹے سے گوشے میں کھیلی جانے والی کہانی جس میں نہایت سادگی کے ساتھ انقلابی حادثات، ان جانے مصائب خاموش لگن اور انسان کے پُرعزم حوصلوں اور جدوجہد کی ایک دلچسپ اور صحیح کہانی پیش کی گئی ہے۔

قیمت ۲/-

آدمی کا مقدّر (ناولٹ) مصنفہ: میخائیل شولوخوف مترجمہ قرۃ العین حیدر

میخائیل کا شمار اس صدی کے عظیم مصنفین میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اس ناولٹ کا تانا بانا دوسری جنگ کے تلخ اور کربناک تجربوں کی روشنی میں بنا ہے اور آدمی کے مقدّر کی تخلیق کی ہے"

آدمی کا مقدّر میخائل کی بہترین تخلیق قرار دی گئی ہے۔ قیمت ۱/-

خیالی پلاؤ (بچوں کا ناول) دی میدی دیدیف مترجمہ قرۃ العین حیدر

اس کتاب میں دو دوستوں کی ایک ایسی کہانی پڑھنے کو ملے گی جنھیں جادو کے زور سے جون بدلنا آگیا تھا اور وہ اس کے ذریعہ پہلے چڑیا، پھر تتلی اور بعد میں چیونٹی تک بن گئے۔ کیوں اور کیسے بنے؟ اور پھر کیا ہوا؟ اس کی پوری کہانی اس میں درج ہے۔ نہایت دل چسپ اور بے حد مزے دار۔ قیمت ۱/۷۵

ڈنگو (ناولٹ) مصنفہ: آر فریمن ترجمہ: قرۃ العین حیدر

"ہماری زندگی ایک رفیع الشان بڑھتا اور پھولتا ہوا درخت ہے۔ اسے دکھاوے کے زیوروں سے سجانا بے کار ہے کیونکہ یہ اپنی قدرتی حالت میں ہی بے انتہا شاندار اور خوبصورت ہے" اس مختصر اور سیدھے سادے لیکن دل کش ناول پر یہ الفاظ پوری طرح صادق آتے ہیں۔ قیمت: ۲/۲۵

یودکیہ ایک ایسی ماں کی کہانی ہے جو پانچ یتیم بچوں پر اپنی ممتا نچھاور کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جو پڑھنے والوں کے دلوں میں اتر جائے گا۔ قیمت: ۱/۷۵

سات سال مصنف: ملک راج آنند مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

سات سال، ملک راج آنند کی مشہور انگریزی ناول "سیون سمرز" کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ محترمہ رضیہ سجاد ظہیر نے کیا ہے۔

یہ ایک عام ہندوستانی بچے کی معصوم شوخیوں اور بھولی شرارتوں سے بھرپور داستان ہے۔ انوکھے واقعات نے انداز بیان کی سادگی و بے ساختگی نے ناول کو اتنا دلچسپ بنا دیا ہے کہ شروع کرنے کے بعد بغیر ختم کیے قرار نہیں آتا۔

قیمت ۵/۲۵

دلدل مصنف بھبانی بھٹاچاریہ مترجم رضیہ سجاد ظہیر

یہ ایک دلچسپ سوشل ناول ہے۔ ناول کے ہیرو کالو، اور اس کی بیٹی چندر لیکھا کی ہنگامہ خیز داستان پُرلطف اور پُراثر انداز میں بیان کی گئی ہے۔

قیمت: ۴/۵۰

عروسِ نیل (سفرنامہ) سلطانہ آصف فیضی

بیگم فیضی نے اپنے قیام مصر کے تاثرات اس کتاب میں بہت ہی دلچسپ انداز میں پیش کیے ہیں۔ ترمیم و اضافہ کے بعد نیا اڈیشن۔

قیمت: ۳/۲۵

ادھ کی منزل (ڈرامے) کرتار سنگھ دُگل

ڈراما نگاری میں کرتار سنگھ دُگل کا اپنا ایک مقام ہے۔ اِن کے ڈراموں میں توازن،

معقولیت اور معتدل قسم کی رومانیت ہوتی ہے۔ "اوپر کی منزل" ان کے ایک ایکٹ کے دس ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ ٹیکنیک کے لحاظ سے ہر ڈراما مکمل ہے۔

قیمت : -/۴

شکستِ ناتمام (ناول) مصنف : اسٹن بیک مترجم : زہرہ سیّدین

اسٹن بیک امریکہ کے صاحب طرز ادیب اور مشہور ناول نگار ہیں۔ اُن کے ناول اپنے اچھوتے پلاٹ اور اعلیٰ کردار نگاری کے لحاظ سے نمایاں انفرادیت کے حامل ہوتے ہیں [illegible]ی مون از ڈاؤن" اُن کا وہ شاہ کار ناول ہے جس میں مذکورہ دونوں خوبیاں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔

محترمہ زہرہ سیّدین نے اس شاہ کار ناول کا اُردو ترجمہ اتنی سلیس اور بامحاورہ زبان میں کیا ہے کہ ترجمے پر اصل گمان ہوتا ہے۔ قیمت : ۲/۰

آئینۂ ایام (ڈرامے) مصنف : جے بی پریسٹلے مترجم : خلیق احمد

انگریزی کے ادیبوں میں پریسٹلے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اُن کے تین شہرۂ آفاق ڈراموں کا ترجمہ ہے۔ یہ ڈرامے اُردو دنیا میں بڑی قدر اور بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ قیمت : ۳/۵۰

چراغوں کا سفر (افسانے) رام لعل

رام لعل کا تعلق اُردو افسانہ نگاروں میں اس نسل سے ہے جو کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اور سعادت حسن منٹو کے سامنے آئی ہے ان کی کئی کتابوں پر حکومت اتر پردیش سے انعامات بھی مل چکے ہیں۔ "چراغوں کا سفر" آپ کے ۱۹ مختصر مگر کامیاب ترین افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت : ۴/۰

باپ بیٹے (ناول) مصنفہ : ترگنیف ترجمہ : انور عظیم

روسی مصنف ترگنیف کی مشہور تخلیق " فادر اینڈ سنز" کا ترجمہ۔ اس ناول کو حقیقت پسندی کی ایک زندہ جاوید روایت کا درجہ حاصل ہے اور پوری داستان اپنے اندر بڑی کشش اور بے باکی رکھتی ہے۔ قیمت : ۵/۰

ایک تھی انیتا (ناولٹ) مصنفہ : امرتا پریتم ترجمہ : ظفر ادیب

"امرتا پریتم" کا شمار ملک کی ان لکھنے والیوں میں ہوتا ہے جو اب کسی تعارف کی

محتاج نہیں۔ "ایک تھی انیتا" پنجابی زبان میں کافی مقبولیت حاصل کر چکی ہے اور اپنے طرز کے انوکھے اور چونکا دینے والے اس ناول کا اردو ترجمہ پہلی بار شائع ہوا ہے۔

قیمت ۳/۲۵

سراج الدولہ (ڈراما) مصنف: سچین سین گپتا مترجم: اشفاق حسین

نواب سراج الدولہ کی حب الوطنی، میر جعفر کی غداری اور انگریزوں کی شرمناک چالوں پر مبنی ایک انتہائی سبق آموز اور پُر حقیقت ڈراما۔ زوردار اور دل پر اثر کرنے والے مکالمے اس ڈرامے کی جان ہیں۔ یہ ڈراما آسانی سے کھیلا بھی جا سکتا ہے۔

قیمت: ۱/۵۰

اپنے دکھ مجھے دے دو (افسانے) راجندر سنگھ بیدی

بیدی اُن افسانہ نگاروں میں ہیں جو کم لکھتے ہیں مگر جب لکھتے ہیں تو لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ زبان کی سادگی، ماحول کی خوب تر منظر کشی اور کرداروں کو اُن کے فطری رنگ میں پیش کرنا بیدی کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ "اپنے دکھ مجھے دے دو" بیدی کے ایسے ہی نو منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۶-

دانہ و دام (افسانے) راجندر سنگھ بیدی

افسانوں کا یہ مجموعہ زندگی کی ان بھول بھلیوں کی سیر کراتا ہے جو تلخ ہوتے ہوئے بھی خوشگوار ہیں۔ یہ حسین نظارے اپنے اندر اتنی کشش رکھتے ہیں کہ آدمی جان بوجھ کر انسان بننا پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ برابر ان میں گم ہوتا رہے۔ (زیر طبع)

خیالستان (افسانے) سجّاد حیدر یلدرم

"خیالستان" یلدرم کے مختصر افسانوں کا مجموعہ ہے، بولتی چالتی تصویروں کا یہ حسین مرقع انداز کے محاسن گوناگوں سے مرصّع ہے اور لطیف جذبات، نازک شاعرانہ خیالات اور ظرافت کے شگفتہ پھولوں سے آراستہ ہے۔ قیمت: ۳/۷۵

نقشِ آخر (ڈراما) اشتیاق حسین قریشی

۱۹ ویں صدی کے وسط میں کچھ ایسے تغیّرات رونما ہوئے جنھوں نے ہماری بہت سی خصوصیات کو مٹا دیا۔ اس تاریکی میں جب کسی طرف کوئی شعاعِ امید نظر نہ آتی تھی، ایک نیا ستارہ چمکا۔ جس نے ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا۔ یہ ڈراما اسی انقلاب کی کہانی ہے۔ بارہا کامیابی کے ساتھ اسٹیج بھی کیا جا چکا ہے۔ (زیر طبع)

بچّوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری

کلمۂ پاک، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ — اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر ہے۔ اس کتاب میں ان ہی ارکان کے بارے میں مفید باتیں بتائی گئی ہیں۔

قیمت: ۵۰ پیسے

آں حضرت — الیاس احمد مجیبی

دس گیارہ سال کی عمر کے بچّوں کے لیے رسولِ مقبولؐ کے حالاتِ زندگی۔ بڑی آسان زبان میں بڑے دلچسپ انداز میں لکھے گئے ہیں۔

قیمت: ۶۵ پیسے ہندی ۶۰ پیسے

پاک کہانیاں (اوّل، دوم) — مولانا مقبول احمد سیوہاروی

عہدِ نبویؐ، عہدِ صحابہؓ اور ان کے بعد کے زمانے کے درویشوں کی سچّی کہانیاں ان میں عبرت ہے، روحانی مسرت ہے، نصیحت ہے اور صحیح اور سچّی تعلیم بھی ہے کتاب دو حصّوں میں شائع کی گئی ہے قیمت ۲/۲۵

چار یار — الیاس احمد مجیبی

خلفائے راشدین کی پاک زندگیوں کے صحیح حالات سادہ اور سلیس زبان میں اور بڑے دل نشیں پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت: ۲/۵۰

خلفائے اربعہ — خواجہ عبدالحیٔ فاروقی۔

رسولِ مقبولؐ کے چاروں اصحابؓ کے حالاتِ زندگی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان اصحاب کے عہد میں عرب کی کیا حالت تھی۔ اور ان کے دور میں اسلام نے کیا کیا ترقیاں کیں۔

قیمت: ۲/۲۵

رسولِ پاک — مولانا عبدالواحد سندھی

رسولِ پاک صلعم کون تھے؟ کہاں کے رہنے والے تھے؟ آپ نے انسانوں کو کیا تعلیم دی؟ ان تمام سوالوں کا جواب اس کتاب میں موثر انداز میں دیا گیا ہے۔ بڑے بچوں کے لیے سیرت پر یہ ایک اچھی کتاب ہے قیمت ۱/۰۰

ر دو عالم　　　　　　　　　　محمد حسین حسان ندوی

سرورِ کائنات ؐ پر بڑے بچوں کے لیے ایک ایسی کتاب جسے بے انتہا مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسے پڑھانے والوں نے بھی پسند کیا اور پڑھنے والوں نے بھی۔

(زیر طبع)

ہ اسلام　　　　　　　　　　مولانا اسلم جیراجپوری

یہ چھوٹی سی کتاب مسلمان بچوں کو اسلامی عقائد سکھانے کے لیے سلیس عبارت میں لکھی گئی ہے۔ اندازِ بیان سادہ اور صاف ہے۔ بچے بڑی دل چسپی سے پڑھتے اور آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔

قیمت: ۵۰ پیسے

ن بیبیاں　　　　　　　　　　مولانا اعجاز الحق قدوسی

اس کتاب میں صحابیات ؓ کے مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت، مذہبی اور اخلاقی معلومات کے سلسلے میں یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوئی ہے

قیمت: ۷۵ پیسے

ں کے قصے　　　　　　　　　　مولانا خواجہ عبدالحیٔ فاروقی

حضرت آدم ؑ سے حضرت عیسیٰ تک کے ان ۱۶ خاص خاص پیغمبروں کی زندگی کا حال جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ یہ حالات بچوں کے لیے آسان زبان اور دل چسپ انداز میں لکھے گئے ہیں۔

قیمت: ۱/۲۵

ے رسول ؐ　　　　　　　　　　مولانا خواجہ عبدالحیٔ فاروقی

بارہ سے چودہ سال کے بچوں کے لیے سیرتِ رسولِ پاک پر سب سے زیادہ مقبول اور مفید کتاب۔ یہ کتاب اب تک لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔

قیمت: ۱/۶۵

ے نبی　　　　　　　　　　سید نواب علی رضوی

آں حضرت ؐ کی سیرت پر یہ کتاب سات آٹھ سال کے بچوں کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے زبان بہت ہی آسان ہے اور اندازِ بیان بہت سادہ ہے۔ بچے اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

قیمت: اُردو ۷۵ پیسے۔ ہندی ۸۰ پیسے

لومات

می کی کہانی — مشتاق احمد

دُنیا کی پیدایش سے طوفانِ نوح تک زمین کی سطح پر انسانی زندگی نے کیا کیا رنگ بدلے۔ زمین کی ابتدائی تاریخ پر ایک دلچسپ کتاب رنگین ٹائٹل اور بہت سی تصویروں سے مزیّن۔ قیمت ۱/۲۵

ا عجائب خانہ — محمد حسین حسّان

یہ انوکھی کتاب نئی پود میں گھریلو چیزوں کے ذریعے مشاہدے اور سائنس کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ معلومات سے لبریز کتاب مفید بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ کتاب چار حصّوں میں چھپی ہے۔ قیمت: ۱/۸۰

لی کہانی — علی احمد خاں

آج بجلی نہ ہو تو سارے کاروبار چوپٹ ہو جائیں۔ اس بجلی کو کن کن لوگوں نے دریافت کیا؟ کس کس طرح یہ پیدا کی جاتی ہے؟ اس کا پورا پورا حال اس کتاب میں پڑھیے۔

قیمت: ۵۰ پیسے

دا کی کہانی — محمد عبدالغفور

ایک بہت بوڑھے بڑکے درخت نے یہ کہانیاں بچّوں کو سنائی ہیں۔ ان کہانیوں میں ہمارے کی برسہا برس کی تاریخ پوشیدہ ہے۔ ایسی تاریخ جو بڑی بڑی کتابوں میں بھی شاید آپ کو نہ مل سکے۔ قیمت: ۵۶ پیسے

خِ ہند کی کہانیاں (حصّہ اوّل) — خجستہ سلطان

ہزاروں سال پہلے سے لے کر چینی سیّاح فاہیان کی آمد تک ہندوستان کے تاریخی حالات کہانیوں کی شکل میں۔ زبان آسان۔ انداز دلچسپ۔

قیمت: ۸۰ پیسے

خ ہند کی کہانیاں (حصّہ دوم) — ضیاء الرحمٰن

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے شہنشاہ اورنگ زیب تک کے زمانے کی تاریخ مسلمان بادشاہوں کے حالات اور مسلمان حکومتوں کے عروج و زوال کی کہانی آسان

تاریخِ ہند کی کہانیاں (حصہ سوم)
مشتاق احمد اعظمی

سلطنتِ مغلیہ کے آخری زبردست شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد سے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی تک کے تمام اہم تاریخی واقعات اس کتاب میں بچوں کے لیے کہانیوں کے انداز میں لکھے گئے ہیں۔
قیمت: ۸۰ پیسے

تاریخِ ہند کی کہانیاں (حصہ چہارم)
مشتاق احمد اعظمی

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد سے لے کر آزاد ہند فوج کے قیام تک کے تاریخی واقعات۔ انگریزی راج کے خلاف ہندوستانیوں کی متحدہ آواز اور حصولِ آزادی کی جدوجہد کی مکمل داستان۔
قیمت: ۹۵ پیسے

چٹانوں کی کہانی
محمد امین

زمین کے اندر چھپی ہوئی ہر چٹان زمین کی تاریخ کا ایک اہم ورق ہے۔ اس کتاب میں ایسی ہی چٹانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے ذریعے ہم زمین کی کروڑوں سال پرانی تاریخ معلوم کرسکتے ہیں۔
قیمت: 1/75

خبر رسانی کے طریقے
رفیعہ منظور الامین

اس کتاب میں بچوں کو بہت سیدھے سادے انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی گراف، ٹیلی پرنٹر اور ٹیلی فون کے ذریعے خبریں ایک جگہ سے دوسری جگہ کیسے بھیجی جاتی ہیں۔ کتاب دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی۔
قیمت: ۸۵ پیسے

دنیا کے بچے
محمد حسین حسّان

چوتھی پانچویں جماعت کے بچوں کے لیے دنیا کے ۱۴ ملکوں کے حالات نہایت آسان زبان میں لکھے گئے ہیں۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے۔ بے شمار اڈیشن نکل چکے ہیں۔ پوری کتاب تصویروں سے مزین ہے۔
قیمت: ۸۰ پیسے

دنیا کے بسنے والے
سید بشیر حسین زیدی

برفانی علاقوں میں رہنے والے اسکیمو، ریگستان میں رہنے والے عرب بدّو، افریقہ کے بونے اور اسی طرح کے چند قبیلوں اور قوموں کے حالات پر۔ یہ کتاب [illegible]
(زیرِ طبع)

دہلی (نیا ایڈیشن) ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی

دِلّی سات دفعہ بسی، سات دفعہ اُجڑی۔ آٹھویں بار بسی تو نئی دہلی کہلائی۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ آٹھوں دِلّیوں کی سیر کا لطف گھر بیٹھے اُٹھا سکتے ہیں۔ کتاب میں نقشے بھی ہیں اور تصویریں بھی۔ قیمت: 1/50

رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین

مشہورِ عالم ہندوستانی ادیب، شاعر اور فن کار — ٹیگور کی زندگی کے حالات اور کارناموں پر بچوں کے لیے اس سے بہتر کوئی اور کتاب اُردو میں اب تک نہیں لکھی گئی۔

قیمت: 1/25

سماجی زندگی احمد شکیل و غلام ابرار

بچوں کے لیے سماج کے علم پر بہت ہی مفید کتابیں ہیں۔ یہ بچوں کا ذہن نکھار کر نہ صرف انھیں ایک اچھا شہری بننے کا گُر سکھاتی ہے بلکہ خوشگوار ماحول میں مشترک زندگی گزارنے کا راز بھی بتاتی ہیں۔ قیمت حصہ اوّل دوم سوم چہارم

۵۶ پیسے ۸۰ پیسے ۸۱ پیسے ۸۱ پیسے

سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی

اس کتاب میں سمندر کے ساحلی علاقوں میں پائی جانے والی مخلوق اور ساحل پر سمندری کیفیتوں اور تبدیلیوں کی کہانی بڑے دلچسپ انداز میں بیان کی گئی ہے رنگ برنگی تصویروں نے کتاب کی افادیت اور دلچسپی کو دوگنا کر دیا ہے۔

قیمت: 1/30

قدرت کے کرشمے مرتبہ: مکتبہ جامعہ

ہوا، بادل، آسمانی بجلی، آتش فشاں پہاڑ اور زلزلے اور ٹوٹنے والے تارے ان سب کے بارے میں بڑی معلوماتی کتاب، مفید اور انتہائی دلچسپ کتاب میں تصویریں بھی ہیں اور خاکے بھی۔ قیمت: ۷۲ پیسے

میر انیس محمد حسین حسان

یہ کتاب اُردو کے مشہور شاعر اور باکمال مرثیہ گو حضرت میر انیس پر بچوں کے لیے لکھی گئی۔ اس میں میر انیس کی زندگی کے مکمل حالات بھی ہیں۔ اُن کی شاعری کی خصوصیات بھی بتائی گئی ہیں

کہانیاں، ناول اور ڈرامے

بدنصیب شہزادی — ابرار محسن

اس کہانی میں ایک نیک، شریف لیکن بدنصیب شہزادی کا قصّہ ہے۔ وہ کس طرح وزیر کی کمینہ خصلت کا شکار ہوئی اور کس طرح اس سے چھٹکارا پایا۔ دلچسپ کہانی۔

قیمت ۔ ١/-

بندر کا گھر — نصر برنی

اس میں تین کہانیاں ہیں۔ توتے کا خواب، بندر کا گھر اور نوٹوں کا ہار۔ تینوں بہت دلچسپ ہیں آپ انھیں شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۴۵/-

دلّی دور ہے — مجیب احمد خاں

یہ بہت مشہور اور پرانی کہاوت ہے۔ مجیب احمد خاں صاحب کی یہ کہانی پڑھ کر یہ کہاوت آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔ قیمت ۵۰/-

عقل کا سودا — ابرار محسن

یہ ایک کسان کی کہانی ہے جو بہت غریب تھا، مہاجن اور زمیندار کے ظلم کا شکا[ر] ایک بوڑھے آدمی کی چار نصیحتوں پر عمل کرکے کس طرح مال دار بنا۔ یہ آپ کو کہانی پڑھ کر معلوم ہوگا۔ قیمت: ۷۰/-

جب اور اب — آصفیہ مجیب

یہ اب سے تیس چالیس برس پہلے کے رہن سہن، رسم و رواج کی بہت دلچسپ بہت ہی انوکھی داستان ہے۔ قیمت: ١/۷۵

چینی کی گڑیا — محمد حسین حسان ندوی

اس کتاب میں ننھی منّی سولہ کہانیاں ہیں۔ چھوٹے بچّوں کے لیے لکھی گئی ہیں۔ ز[بان] بہت سادہ اور آسان ہے۔ قیمت ۵۰

جنگل کا راجا — ابرار محسن

اس میں مزے مزے کی دو کہانیاں ہیں دونوں ایسی کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ ان دونو[ں] سے زیادہ اچھی کون سی ہے۔ پڑھیے تو خود ہی فیصلہ کیجیے۔ قیمت ١/-

سونے کا پنجرا احسان الحق

اس کتاب میں احسان الحق صاحب کی تین کہانیاں ہیں۔ ان کہانیوں کا خیال انہوں نے دنیا کے مشہور مصنف اینڈرسن سے لیا ہے۔ اور انھیں اس طرح اپنایا ہے کہ واہ واہ!

قیمت -/۶۵

بہادر سیاح محمد حسین حسان ندوی

اس کتاب میں خوب مزے دار، چٹ پٹی گیارہ کہانیاں ہیں۔ ان کہانیوں کے بارے میں ہم کچھ کہیں گے تو مزا جاتا رہے گا۔ خود ہی پڑھیے۔ قیمت۔ -/۶۵

تیس مار خاں ابرار محسن

کپڑا بننے والا ایک بزدل آدمی کس طرح تیس مکھیاں مار کر تیس مار خاں بن بیٹھا اور ہوتے ہوتے بادشاہ کے تخت پر جا براجا۔ پڑھیں گے تو ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جائیں گے

قیمت -/۹۰

چچا غالب مرتبہ: محمد حسین حسان ندوی

اس کتاب میں چچا غالب پر لکھنے والوں نے کیسے کیسے پھول کھلائے ہیں۔ کچھ نہ پوچھیے چچا غالب کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنے کے لیے بہترین کتاب

قیمت: ۱/۷۵

تین کوڑیاں اقبال امروہوی

اقبال صاحب کو کہانیاں لکھنے کا ڈھنگ آتا ہے۔ یہ ایسی مزیدار کہانیاں ہیں کہ ایک بار نہیں بار بار پڑھنے کو دل چاہے گا۔ قیمت ۱/۲۰

بھیڑیے کے بچّے ترجمہ: قرۃ العین حیدر

جانوروں کے بچّے بھی کیسی کیسی شرارتیں کرتے ہیں۔ یہ آپ کو اس کہانی کے پڑھنے سے معلوم ہوگا

قیمت -/۵۰

ہرن کے بچّے ترجمہ: قرۃ العین حیدر

ہرن تو آپ نے دیکھا ہی ہوگا پر آپ کو اس کے بچّے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوگا۔ یہ کہانی آپ کو پوری معلوم دے گی۔ دلچسپی سے بھرپور۔

قیمت -/۵۰

میاں ڈھینچو کے بچّے

ترجمہ : قرۃ العین حیدر

ڈھینچو ، ڈھینچو کی آواز تو آپ نے سنی ہوگی ۔ کہنے کو تو یہ گدھے کہلاتے ہیں لیکن بالکل گدھے نہیں ہوتے ۔ یہ کہانی پڑھیے تو آپ کو ان کی عقلمندی کی داستان معلوم ہوتی ہے ۔

قیمت ۵۰/-

شیر خاں

ترجمہ : قرۃ العین حیدر

ایک شکاری کو شیر کا بچّہ جنگل میں ملا تھا وہ اسے اپنے گھر لے آیا ۔ گھر پہنچ کر شیر کے بچّے نے جو حرکتیں کیں وہ آپ کو اس کتاب میں پڑھنے کو ملیں گی ۔

قیمت : ۵۰/-

لومڑی کے بچّے

ترجمہ : قرۃ العین حیدر

جنگل کا ایک رکھوالا ، لومڑی کا ایک ننّھا سا بچّہ ، ایک ایسے گھر میں دے گیا ۔ جہاں بچّے ہی بچّے تھے ۔ لومڑی کا بچّہ ان میں کیسے گھل مِل گیا ۔ یہ اس کہانی پڑھیے ۔

قیمت ۵۰/-

بہادر

ترجمہ : قرۃ العین حیدر

یہ کسی آدمی کی نہیں بلکہ ایک گھوڑے کے بچے کا نام ہے ۔ جو وفادار بھی تھا اور بے پناہ محبت کرنے والا ۔ بہادر کے کارنامے آپ کو حیرت میں ڈال دیں گے ۔

قیمت ۷۵/-

پریم کی جیت

اسداللہ کاظمی

محبت اور پریم کے برتاؤ سے کیا کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس خوب صورت ڈرامے میں گرو کی یہی بات بڑے دل چسپ انداز میں بیان کی گئی ہے ۔

قیمت ۲۷ پیسے

تانبیل خاں

محمد حسین حسّان

کچھوے میاں کی مزے دار آپ بیتی ۔ کوئی انھیں پکڑ کر پانی کے جہاز پر لے گیا ۔ جہاز ڈوب گیا ۔ یہ بچ گئے پھر کیا ہوا ۔ یہ کہانی پڑھیے بڑی مزے دار کہانی ہے ۔

قیمت : ۳۰ پیسے

ی کہانیاں مرتبہ: مکتبہ جامعہ

حب الوطنی، ایثار و قربانی اور پاسِ عہد کی تو بے مثال ترکی کہانیوں کا اردو ترجمہ سب
ہی کہانیاں بڑی دل چسپ اور سبق آموز ہیں۔

قیمت: ۵۵ پیسے

رخاں کے کارنامے م۔ ندیم

دھان پان تیس مار خاں اور ان کے مریل گھوڑے "اڑن طشتری" کے مزے دار
کارنامے۔ ا[illegible] مزے دار، ایسے دل چسپ کہ آپ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جائیں گے۔

۱/۵۰

ناڑی عصمت چغتائی

گڈو، ہیلو اور ٹیٹو۔ تین بچے کیسی کیسی انوکھی شرارتیں کرتے ہیں۔ شرارتوں سے
بھرپور یہ ناول بالکل بچوں کی زبان میں لکھا گیا ہے۔ بڑا ہی دل چسپ ناول ہے۔

قیمت: ۱/۴۰

کی ڈبیا برکت علی فراق

جادو کی ایک چھوٹی سی ڈبیا کے کارنامے۔ اس ڈبیا نے ایک غریب سپاہی کو سپاہی
سے "سپاہی بادشاہ" بنا دیا۔ بہت مزے دار کہانی ہے۔ قیمت -/۴۰

ت کا آدم خور شیر محمد معین

اگر آپ کو شکار کا شوق ہے تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے۔ یہ ایک بڑے خوفناک
آدم خور کی سچی کہانی ہے۔ اس شیر کو مشہور شکاری جم کاربٹ کئی ماہ کی مسلسل کوشش
کے بعد مار پائے تھے۔ قیمت: ۳۵ پیسے

روں کی سیر کرشن چندر

کرشن چندر نے بچوں کے کئی اچھے ناول لکھے ہیں "ستاروں کی سیر" ان کا بڑا دلچسپ
سائنسی ناول ہے۔ اسے ضرور پڑھیے۔ قیمت ۱/۷۵

ے دادا مجیب احمد خاں

اس دل چسپ کتاب میں جنوبی امریکہ کے ملک برازیل کے گھنے جنگلوں میں رہنے والے
قبیلوں اور انوکھے جانوروں کے حالات بڑے ڈرامائی انداز میں لکھے گئے ہیں۔ بھلا

مجال کیا جو آپ کتاب شروع کرنے کے بعد ہاتھ سے رکھ دیں۔ اپنے انداز کی بالکل انوکھی کتاب ہے۔ قیمت ۱/۷۵

لال مرغی
عبدالواحد سندھی

ایک تھی لال مرغی۔ بڑی چالاک۔ غضب کی ہوشیار۔ اس نے تو مکّار لومڑی تک کو چکمہ دے ڈالا۔ لال مرغی کی چالاکیاں اس کتاب میں پڑھیے۔ قیمت -/۵۰

مزہ چکھائیں گے
مرتبہ: مکتبہ جامعہ

ایک بے وقوف حجّام اور اس کی عقل مند لڑکی کی دل چسپ کہانی۔ اسی کے ساتھ لکڑہارے کے ناچ کی مزے دار کہانی بھی اس کتاب میں آپ کو پڑھنے کو مل جائیگی۔

قیمت: ۲۵ پیسے

مزے دار پہیلیاں
محمود علی خاں

پہیلیاں پوچھنا اور بوجھنا آپ سب ہی کو اچھا لگتا ہے۔ اس کتاب میں دو سَو سے زیادہ پہیلیاں ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ آخر میں ہر پہیلی کی بوجھ بھی لکھ دی ہے۔

قیمت: ۶۵ پیسے

ننّھا ٹٹو
خورشید سلطان

دوسری تیسری جماعت کے لیے بکری کے ننّھے منّے بچّے کی مزے دار کہانی۔ مزے دار بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ قیمت: ۳۰ پیسے

جن حسن عبدالرحمٰن (دو حصّے)
ایل۔ لاگن

یہ دراصل روسی "الف لیلیٰ" ہے۔ ایک ماہی گیر کا قصّہ، جس کے جال میں ایک تانبے کی صراحی پھنس گئی تھی اس صراحی میں ایک زبردست جن ہزاروں برس سے قید تھا اس جن نے قسم کھا رکھی تھی کہ جو کوئی اسے آزاد کرے گا وہ اسے انتہائی دولت مند اور طاقت ور بنادے گا۔ جن کیسے آزاد ہوا۔ اس نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے وہ اس دلچسپ ناول میں پڑھیے۔

قیمت: حصّہ اوّل و دوم -/۱۴

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

ابتدائی کتاب

دس سبق مرتبہ ادارہ تعلیم وترقی جامعہ ۵۰/-

پیشے

احمد خاں دکان دار مرتبہ: ادارہ تعلیم وترقی جامعہ /۳۱/-
بڑھئی " " " /۳۱/-
بہشتی " " " /۳۱/-
پیارے جان درزی " " " /۳۱/-
تانگے والا " " " /۳۱/-
حفیظ خانساماں " " " /۳۱/-
کلو حلوائی " " " /۳۱/-
عبدالرحمان راج " " " /۳۱/-
مرغی پالیے " " " /۵۰/-
نصیب خاں حجام " " " /۳۱/-

تمدن و معاشیات " "

چناؤ کا بھید " " " /۳۱/-
سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " /۳۱/-
ضلع کی سرکار " " " /۳۱/-
کارخانوں کے قانون " " " /۳۱/-

جھلکیاں

احمد علی " " " /۳۱/-
احمد ندیم " " " /۳۱/-
اکبر الہ آبادی " " " /۳۱/-
حیات اللہ انصاری " " " /۳۱/-

سہیل عظیم آبادی مرتبہ: ادارہ تعلیم وترقی جامعہ /۳۱/-
سید سلیمان ندوی " " " /۳۱/-
عبدالحق " " " /۳۱/-
میر امّن " " " /۳۱/-
نذیر احمد " " " /۳۱/-

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج " " " /۳۱/-
زچہ و بچہ " " " /۳۱/-
طاعون اور چیچک " " " /۳۱/-
فوری علاج (ہڈی کا ٹوٹنا) " " " /۳۱/-
فوری علاج (دم گھٹنا) " " " /۳۱/-
" " (حادثے) " " " /۳۱/-
نزلہ زکام " " " /۳۱/-

ڈراما

استری دھن " " " /۳۱/-
ٹھیک بات چیت کی ہے " " /۳۱/-

سوانح حیات

اجمیری خواجہؒ " " " /۳۱/-
امیر خسروؒ " " " /۳۱/-
سوامی دیانند " " " /۳۱/-
غوث پاکؒ " " " /۳۱/
کرشن کنہیا " " " /۳۱/
گاندھی حصہ اوّل " " /۳۱/-

گاندھی جی حصہ دوم مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
گرو نانک " " " -/۳۱
مصطفیٰ کمال (دوم) " " " -/۳۱
نظام الدین اولیاءؒ " " " -/۳۱

کہانیاں

کہانیاں حصہ اوّل " " " -/۳۱
کہانیاں " دوم " " " -/۳۱
پنچ تنتر حصہ دوم " " " -/۳۱
پنچ تنتر " سوم -/۳۱

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " " -/۳۱
آم کے باغ لگائیے " " " -/۳۷
پپیتے کے باغ لگائیے " " " -/۳۱
پھلوں کی کھیتی " " " -/۳۱
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " -/۳۱
جانور بھلا چنگا رہے " " " -/۳۱
ساگ سبزی اُگائیے " " " -/۳۱
کوآپریٹو فارمنگ " " " -/۳۱
کھاد بنائیے کھاد ڈالیے " " -/۳۱

لیمو انار، بیر تحریر تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
مقدمے کی مار " " " -/۳۱
نھمو دھواں ہوگیا " " " -/۳۱

مذہب

ابوداؤد شریف " " " -/۳۱
ابن ماجہ شریف " " " -/۳۱
کفن دفن " " " -/۳۱
نسائی شریف " " " -/۳۱

معلومات

چاند تارے " " " -/۳۱
دن رات (اوّل) " " " -/۳۱
دن رات (دوم) " " " -/۳۱
ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " " -/۳۱
فٹ بال " " " -/۳۱
ہلکے پھلکے کھیل " " " -/۳۱

متفرق

پنجابی لوک گیت " " -/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان -/۵۰
الٹی دوا " " -/۵۰
برف کا گھر " " -/۵۰
برف کے تیرتے پہاڑ مجیب احمد خاں -/۵۰

بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ -/۵۰
بچے کی بُری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا -/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں ڈاکٹر پی راج موگا -/۱

بے گناہ مجرم	شفیق الرحمان قدوائی	۵۰/.	چیچک	مشتاق احمد	۶۲/-
تاؤ کے اڈیدیشن	محمد حسین حسان	۵۰/.	دیمک	محمد حسین حسان	۸۲/-
تین سوال	عبداللطیف اعظمی	۵۰/-	کتنی زمین	" " "	۶۲/-
چاند	محمد حسین حسان	۷۵/.	موسم کے بارے میں سو سوال	محمد امین	۸۷/-
چیونٹی کی چوٹ	معین الدین	۷۵/.			

ہماری درسی کتابیں

نوٹ :- درسی کتابوں کی فرمائش بھیجتے وقت یہ ضرور لکھیے کہ آپ کو کون سی ریاست کی منظور شدہ کتابیں درکار ہیں۔

اردو

اردو قاعدہ	۳۵/-	اردو کی چوتھی کتاب	۱/۵۰
اردو قاعدہ (رنگین)	۴۰/-	اردو کی پانچویں کتاب	۱/۶۷
اردو کی پہلی کتاب	۵۰/-	اردو کی چھٹی کتاب	۱/۷۶
اردو کی دوسری کتاب	۹۰/.	اردو کی ساتویں کتاب	۱/۸۲
اردو کی تیسری کتاب	۱/۳۵	اردو کی آٹھویں کتاب	۱/۸۲

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے)	ترجمہ	یاور حسین	۱/۶۵
" " (تیسرے " " ")		محمد یونس	۱/۸۰
" " (چوتھے " " ")		ملکہ بیگم قزلباش	۲/۳۵
" " (پانچویں " " ")		محمد یونس	۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے)	ترجمہ	محمود سروش	۲/۲۵
" " (چوتھی " " ")	"	"	۲/۴۵
" " (پانچویں " " ")	"	دینا ناتھ گردھر	۲/۹۵

ہندی

سرل ہندی پرائمر	-/۲۵	بال پریم سوم	۱/۲۵
ہندی پرائمر اوّل	-/۲۵	بال پریم چہارم	۱/۲۵
ہندی پرائمر دوم	-/۲۵	نوپربھات اوّل	۱/۳۷
بال پریم اوّل دوم	۱/-	نوپربھات دوم	۱/۶۲

خطِ کتابت اُردو کورس

پہلی کتاب	-/۷۵
دوسری کتاب	۱/۵۰
تیسری کتاب	۱/۷۵

قاعدہ یسّرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسرنا القرآن کو نئی ترتیب، آسان و عام فہم ہدایات کے ساتھ شایع کیا تھا۔ اس قاعدہ کو بحمداللہ والدین اور معلّمین دونوں نے بہت پسند کیا۔ اظہار پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ کو اور بہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گراں قدر تجویزوں سے بھی نوازا۔

ان تجویزوں کی روشنی میں قاعدہ یسرنا القرآن کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو کر آ گیا ہے۔

سائز $\frac{۲۰ \times ۲۹}{۸}$ سفید گلیز کاغذ، آفسیٹ کی چھپائی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی درسی کتابیں

بورڈ آف اسٹڈیز اِن اُردو، بمبئی یونیورسٹی سے منظور شدہ

آئینۂ ادب (حصۂ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے: ڈاکٹر سید مہدی رضا ڈاکٹر آدم شیخ

فرسٹ ایرآرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے درسی کتاب قیمت -/۶

انوارِ ادب (حصۂ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے: پروفیسر فصیح الدین احمد ڈاکٹر مجاہد حسین حسینی

...دلستان" نئی دلی ۲۵ کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں
...ی دیواروں اور رنگ ونسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے
...تقبل کا ناول ہے، گذشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب وغریب
...ا دینے والا ناول

قیمت، پانچ روپے

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دنیا کی اس چہل پہل میں، ہر انسان اپنے دکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے
...ندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی
...ہنتا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا
...زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی دل کش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین
...اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔

قیمت: آٹھ روپے

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے گھر
...ھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی، جس کی
...ں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں، ہزاروں۔ لیکن زبان خاموش ہے۔ بالکل
...ل۔

قیمت: تین روپے پچاس پیسے

پا بہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، اُن کی مشکلات،
ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار

قیمت چھ روپے

...کا پتہ۔ ادارہ ...، ... ۲۵، ۹۔ ... ۳۲ ... علی گڑھ ۲

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن اُلجھنوں کا شکار ہیں، اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کشمکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت: ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم دیا مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب "برسوں بعد" جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا، آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔

قیمت: ۶/۵۰

منزلیں پیار کی (نفسیاتی ناول) ڈاکٹر سیفی پریمی

ہمارے سماج میں کئی جزیرے ہیں جن میں لڑکیاں پھسل کر پہنچ جاتی ہیں۔ کچھ بعد وہ نفسیاتی اُلجھن کا شکار بن جاتی ہیں۔ صرف سماج کا دیا ہوا سپردگی کا ہی اُن کی شرافت کا معیار باقی رہ جاتا ہے۔ "عورت" فنا ہو جاتی ہے۔
ڈاکٹر سیفی پریمی نے اپنے ناول "منزلیں پیار کی" میں نوعمری اور دولت۔ جزیروں میں دو حسین لڑکیوں کی گرفتاری اور رہائی کی نفسیاتی داستان پیش کی ہیں اپنے سماج کی خامیوں کا جائزہ لینے، جذبہ اور محبت کے فرق کو محسوس نیز نفسیاتی اور جنسیاتی نقطۂ نگاہ سے ازدواجی زندگی کو سمجھنے کے۔ یہ ناول ایک معتبر ذہنی رفیق ہے۔ (زیر طبع)

تازہ مطبوعات

ادب و تنقید

ادب فکر اور سماج	راجندر ناتھ شیدا	۱۲/.
اردو غزل ولی تک	ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی	۱۲/۲۵
افکار سودا	شارب ردولوی	۶/.
اردو کے ہندو شعرا	جگدیش مہتہ	۸/.
اردو ادب کی [illegible]ی	سید عبداللہ	۴/.
انشار اردو	خواجہ احمد فاروقی	[illegible]
اندر سبھا	ڈاکٹر مسیح الزماں	۱/۵۰
ادب کا تنقیدی مطالعہ (دنیا اڈیشن موتر میم و اضافہ)	ڈاکٹر سلام سندیلوی	۱۲/.
اردو کا پہلا ایکباپی ڈرامہ	فصیح احمد صدیقی	۷/۲۵
بیسویں صدی میں بنگال کے اردو شعرا	مشتاق احمد	۲۰/.
باغ و بہار کا تنقیدی مطالعہ	امام مرتضیٰ	۲/.
تذکرہ نکات الشعرا	مرتبہ: محمود الٰہی	۷/.
تنقیدی نقوش	ڈاکٹر عبدالقیوم	۵/.
تاریخ مرثیہ گوئی	حامد حسن قادری	۴/۵۰
تنقید کے اصول و نظریات	احتشام احمد ندوی	۶/.
تنقیدی تجزیے	کاظم علی خاں	۴/.
تلمیحات غالب	محمود نیازی	۶/.
تاریخ ملتِ عربی	حقی	۹/.
زیر غور	یوسف ناظم	۵/.
زہر عشق	مرتبہ: عطیہ پروین	۱/.

دکنی کلچر	نصیر الدین ہاشمی	/.
سب رس پر ایک نظر	ڈاکٹر سہیل بخاری	/.
سیرت اقبال	محمد طاہر فاروقی	/.
سب رس کا تنقیدی مطالعہ	احسان الحق اختر	۵۰/
شعرائے اردو کے تذکرے	ڈاکٹر سید عبداللہ	/.
فکری زاویے	ظہیر الدین صدیقی	/.
قدیم اردو ارشاد نامہ	مرتبہ: اکبر الدین صدیقی	/.
مختصر فرہنگ پدماوت	محمد انصار اللہ	.
مقدمات عبدالحق	ڈاکٹر عبادت بریلوی	/
میر ضمیر	اکبر حیدر کاشمیری	/.
میر اور میریات	صفدر آہ	/.
مطالعہ ولی	شارب ردولوی	.
ملا وجہی کے انشائیے	جاوید وشسٹ	
غالب اور ذکا	ضیاء الدین احمد شکیب	
مومن شخصیت اور فن	ظہیر الدین صدیقی	/
نیا افسانہ	وقار عظیم	..
ن۔م۔ راشد فکر و فن	مفتی تبسم	
مولانا عبیداللہ سندھی اور ان کے ناقد		
مکاتیب گیلانی	منت اللہ رحمانی	
بابا شیخ فرید الدین گنج شکر	گوربچن سنگھ طالب	
ہندوستان آج اور کل	محمد ذاکر	.

سیرت و شخصیت

ڈاکٹر ذاکر حسین	صفدر حسین	۴/۰
شخصیتیں	عبدالسمیع آفریدی	۳/۰
محمد علی کلے		۳/۵۰
ڈاکٹر سید محمود	سید صباح الدین عبدالرحمٰن	۳/۰
ابوالحسن ہجویری	" "	۱/۰
خواجہ معین الدین چشتی	" "	۱/۰
مولانا ابوالکلام آزاد	ملک زادہ منظور احمد	۴/۰
دہلی کی یادگار ہستیاں	امداد صابری	۱۵/۰
نظام الدین اولیا	پروفیسر محمد حبیب	۴/۰
رابندر ناتھ ٹیگور کا روحانی ذہن	ڈاکٹر شکیل الرحمٰن	۲/۵۰
محمد علی جناح	مترجم۔ شہاب الدین دسنوی	۵/۰

شعری مجموعے

شرار	حسن نعیم	۸/۰
نسیم بہار (رباعیات)	اے بسی بہار	۷/۵۰
صدائے تیشہ	راشد آذر	۶/۰
بن معتبر	باقی	۱۰/۰
رودادی سینا	فیض احمد فیض	۲/۰
مہ پارے	نواب معظم شاہ بہادر	۷/۵۰
پیاس یاترا	کمار پاشی	۱۰/۰
عمر کی منتخب شاعری	"	۴/۰
ع رواں	عتیق احمد عتیق	۶/۰
...نیم شب	شمیم کرہانی	۶/۰
کلام ظفر	بہادر شاہ ظفر	۲/۰
دو قدم ایک منزل	شایان قدوائی	۵/۰
سمندر کی مٹھی میں خوشبو	خورشید افسر	۲/۰
شش جہت	سلمان عباسی	۲/۰
زخموں کے گلاب	صلاح الدین نیر	۲/۵۰
انوار سحر	ڈاکٹر انوار الحسن	۴/۰
آتش سیال	ساجدہ زیدی	۸/۰
نذر رسالت	دل ایوبی	۵/۰
چگاہی	سید معصوم حنفی اجمیری	۲/۰
کلیات انور	حافظ انور کاظمی	۲/۵۰
شعر و نغمات	فیاض احمد عالی فیاض	۸/۰
ایک خواب اور	علی سردار جعفری	۶/۵۰
کیف و اضطراب	سید لطیف الرحمٰن	۲/۷۵
سنگریزے	حیرت کرکی	۳/۵۰
خون جگر	عاقل لاہوری	۴/۵۰
حرف شوق	محمد منظور احمد	۳/۵۰
نجات سے پہلے	قاضی سلیم	۴/۰
شعاعوں کی صلیب	کرامت علی کرامت	۶/۰
آہنگ	مجاز لکھنوی	۴/۵۰
لا۔ انسان	ن۔م۔ راشد	۵/-
خط رہگزر	اکبر حیدرآبادی	۸/۰
کلیات فارسی	ڈاکٹر اقبال	۱۵/۰
دیوان حافظ (مع ترجمہ)		۱۲/۰

ٹوٹے شیشے کی آخری نظمیں	باقر مہدی	۱۴/۰
دیوان نامی	اکبر حیدری کاشمیری	۴/۰
شیرازہ	مخمور سعیدی	۱۲/۰
خالی مکان	محمد علوی	۴/۰
میری حدیثِ عمرِ گریزاں	آنند نرائن ملا	۱۰/۵۰
متاعِ کلیم	کلیم احمد آبادی	۴/۰

ناول، افسانے، ڈرامے، طنزیہ خاکے

کھلی آنکھ کا سپنا	شاہد پرویز	۶/۰
شگوفہ زار	خواجہ عبدالغفور	۱۰/۰
چھوٹا پیار	تنویر زہرہ بخاری	۸/۵۰
باجی	رضیہ بٹ	۷/۰
بھنور	گلشن نندہ	۳/۰
یادوں کی دھول	عادل رشید	۳/۰
جیب کترے	امرتا پریتم	۲/۰
ایک رات	راج ونش	۲/۰
گونگا ہے بھگوان	کوثر چاندپوری	۵/۰
اصلی نقلی چہرے	ملک خالد	۳/۰
خادمہ	مینا ناز	۸/۵۰
نواب زادی	حمیدہ جبیں	۸/۰
نایاب	فرزانہ نصیر	۷/۰
دیوانی	ماہ مبیں ایم اے	۸/۰
نوازش	سلمیٰ کنول	۷/۰
ماہ لقا	زبیدہ سلطانہ	۱۰/۰
شاداں	رضیہ بٹ	۱۰/۰
زخشاں	مشرف تمیز	۱۰/۰
پہلے آسمان کا زوال	کمار پاشی	۴/۰
آئینے اکیلے ہیں	کرشن چندر	۵/۰
بے جڑ کے پودے	سہیل عظیم آبادی	۳/۵۰
مشینوں کا شہر	کرشن چندر	۵/۰
لاہور کا جو ذکر کیا	گوپال متل	۶/۰
سیرانی	ڈاکٹر ہ۔ عابدی	۵/۰
دھوپ کی عینک	وجاہت سندیلوی	۴/۰
محبت کی راہیں	عفت موہانی	۵/۵۰
کھوئی ہوئی جنت	وسیم بانو	۱/۰
چنبیل کی چنبیلی	کرشن حیدر	۸/۰
ہنسے اور پھنسے	ابراہیم جلیس	۴/۵۰
جھیل اور کنول	اے حمید	۱۰/۰
خونِ تمنا کی بہار	محمد سلیمان تنویر	۷/۰
شرارہ	عظمت رضا	۹/۰
دل کی بازی	ذکی انور	۴/۵۰
وارڈن	شرف خانم اشرفی	۶/۵۰
سہاگ کی مہندی	احمد کمال	۵/۰
پرواز	شفیق الرحمان	۳/۵۰
کرنیں	"	۳/۵۰

بچھاوے	شفیق الرحمان	۳/۵۰
حماقتیں	"	۴/۵۰
مزید حماقتیں	"	۶/۵۰
مدوجزر	"	۳/۵۰
میلا آنچل	تنویر زہرہ بخاری	۸/۰
مسیحا	عظمت رضا	۷/۵۰
چنگیز خاں	رئیس احمد جعفری	۸/۰
چھوٹی سرکار	عطیہ پروین	۴/۰
دل اور دریا	رشید پروین	۹/۰
راز دل	نواب زیدی	۷/۵۰
ستبو	رضیہ بٹ	۶/۰
جھکتی شام	عادل رشید	۶/۵۰
یادوں کی برات	جوش ملیح آبادی	۲۰/۰
دیپ اور دل	عادل رشید	۲/۵۰
بھیانک مورتی	کرنل رنجیت	۳/۰
سات ہندوستانی	احمد عباس	۲/۵۰
آنکھ کی چوری	کرشن چندر	۲/۵۰
رات اندھیری ہے	مہندر ناتھ	۲/۵۰
دامن کی آگ	مانک ٹالہ	۶/۰
دعا	احمد کمال	۵/۰
میڈم	شرف خانم اشرف	۱۰/۰
غالب کے رومال	عارف بٹالوی	۷/۰
بہت دیر کردی	علیم مسرور	۸/۵۰

اداس نسلیں	عبداللہ حسین	۱۵/۰
ایک گلاب دو بھونرے	اخلاق حسین عارف	۵/۰
یہ ایک تبسم	برق آشیانوی	۳/۰
تیر نیم کش	بھارت چند کھنہ	۵/۰
کملا	چکبست مرتبہ عطیہ نشاط	۲/۵۰
قصہ مختصر	مجتبیٰ حسین	۵/۰
متاع درد	رضیہ فصیح احمد	۱۰/۰
نایاب	فرزانہ نسرین	۷/۰
منٹو کے ادبی مضامین	منٹو	۷/۰
ایک کرن اجالے کی	ضیا عظیم آبادی	۵/۰
پنہارن	ایم۔ آر۔ آئی باسے	۱/۵۰
سالٹے سے چلیے	مسیح انجم	۲/۵۰
شہر آرزو	عفت موہانی	۴/۵۰
دشتِ دل	مظہر الحق	۸/۰
شہر سے دور	اختر بستوی	۴/۰
شہر ممنوع	واجدہ تبسم	۱۲/۰
طوسیہ	روبینہ نازلی	۸/۰
آئینہ	بیگم والی علی خاں	۹/۰
عرشی	عابدہ نسرین	۱۲/۵۰
شمیمہ	فیروز جہاں	۸/۰
منتو		۱۰/۵۰
دل کا شہر		۷/۰
ماڈرن قصہ چہار درویش	مانک ٹالہ	۱/۰

ایجنسی کی دوسری کتابیں

ارمغانِ مالک	گوپی چند نارنگ	۶۰/
نکارِ محروم	مرتبہ مالک رام	۵/۰
نثارِ محروم	″ گوپی چند نارنگ	۵/-
رٹ	سید مجید اللہ	۳/۰
ادب اور زندگی	مجنوں گورکھپوری	۵/۰
انشائے بے خبر	سید مرتضیٰ حسین بلگرامی	۱/
ببلوگرافیا اردو ڈراما اوّل۔ دوم	ڈاکٹر عبدالعلیم نامی	۱۴/-
بمبئی میں اردو	ڈاکٹر میمونہ دلوی	۱۲/۵۰
پیغمبرانِ سخن	علی سردار جعفری	۵/۰
تلاش و توازن	ڈاکٹر قمر رئیس	۶/۵۰
جستجو	سید مجاہد حسین حسینی	۳/۰
جگن ناتھ آزاد اور اس کی شاعری	مرتبہ حمیدہ سلطان	۵/۰
جوہر آئینہ	طالب کاشمیری	۱۲/۰
روسی تفکر اور مفکر	ل۔ احمد	۵/۰
عکسِ شخص	عنوان چشتی	۵/۰
غالب نما	مرتضیٰ حسین بلگرامی	۲/۵۰
نذرِ عرشی	مرتبہ مالک رام	۴۰/۰
نذرِ ذاکر	″ ″ ″	۴۰/۰
ہمعصروں پر غالب کا اثر	ظفر ادیب	۱۰/۰
ہماری تہذیبی میراث	سید سفارش حسین	۴/-
فلسفہ	مولانا آزاد	۲/۰
فسانۂ عجائب	مرتبہ اطہر پرویز	۱۲/۵۰
فن اور تنقید	″ انور کمال حسینی	۹/-
کربل کتھا	″ مالک رام	۷/۵۰
کیا خوب آدمی تھا	″ ڈاکٹر عابد حسین	۱/۵۰
لغات گجری	نجیب اشرف ندوی	۱۰/-
لکھنؤ کی پانچ راتیں	علی سردار جعفری	۳/۵۰
مبادیاتِ تحقیق	عبدالرزاق قریشی	۶/-
مضامینِ عابد	ڈاکٹر سید عابد حسین	۲/۰
من سمجھاؤں	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۲۵
میرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام	عبدالرزاق قریشی	۶/-
ملاحظاتِ لفظی	ل۔ احمد	۲/۵۰
متنی تنقید	خلیق انجم	۴/۵۰
مرحوم دلی کی ایک جھلک	مرتبہ شمیم احمد	۲/۵۰
میر انیس	سید شفارش حسین	۲/۵۰
نئی نسل کی نئی غزل	متین سید	۴/-
جلتے کنول	شمس فرخ آبادی	۲/-
چلم نلے	محمد یوسف پاپا	۲/-
چاندنی اساڑھ کی	راج نرائن راز	۳/-
حدیثِ دل	غلام ربانی تاباں	۲/۲۵

یادِ ایام	ضیاء الحسن علوی	۱/۵۰

نظم

آواز کا جسم	محمود سعیدی	۱۰/-
انتخابِ حالی	مرتبہ سید سفارش حسین	۲/۱۵
اجنتا	جگن ناتھ آزاد	-/۷۵
اُردو	" " "	۱/۲۵
آواز کا رنگ	غیاث صدیقی	۵/-
اوراقِ مصوّر	سکندر علی وجد	۸/-
انتخابِ قائم چاندپوری	مرتبہ عابد رضا بیدار	۱/-
آئینہ حیرت	حیرت شملوی	۲/-
انتخابِ کلام شیفتہ	مرتبہ خواجہ ذکی احمد	۱/۵۰
بیکراں	جگن ناتھ آزاد	۴/۵۰
بچوں کی دنیا	تلوک چند محروم	۴/-
بزمِ خیال	سیّدہ فرحت	۱/-
بوئے گل	سیّد نظر برنی	۴/-
پیراہن شرر	سردار جعفری	۳/-
ٹوٹے شیشہ کی آخری نظمیں	باقر مہدی	۱۴/-
تصویرِ وفا	وفا شاہجہانپوری	۵/-
جوئے شیر	آنند نرائن ملا	۵/-
کلکتہ ایک باب	سیّد حرمت الاکرام	۱/۵۰
گرد کا درد	کیف احمد صدیقی	۳/-
گلِ رعنا	مرتبہ مالک رام	۱۰/-

حیات و کائنات (مثنوی)	عبدالمجید	۳/-
حروف	بدیع الزماں خاور	۴/۵۰
خلش	سیفی پریمی	۲/-
دہلی کی جامع مسجد	جگن ناتھ آزاد	-/۳۵
دیوانِ میر	مرتبہ علی سردار جعفری	۲۰/-
ذوقِ سفر	غلام ربانی تاباں	۵/-
ذوقِ جمال	عنوان چشتی	۳/-
رباعیات	مرتبہ علی سردار جعفری	۶/-
رفیع احمد کے مزار پر	جگن ناتھ آزاد	-/۳۵
زمزمہ	ڈاکٹر صفدر آہ	۲/-
سوزِ حیات	یحییٰ جیدن والا	۱۲/۵۰
سو شعر مصحفی۔ درد۔ حسرت۔ اصغر۔ فانی دورِ متوسطین اور دورِ متقدمین		فی ۱/۳۱
شرارِ سنگ	عرش ملسیانی	۸/-
شعلۂ زار	دوارکا داس شعلہ	۶/-
صدائے دل	ساحر بھوپالی	۳/-
غزل	مجروح سلطانپوری	۵/-
کالے کاغذ کی نظمیں	باقر مہدی	۸/۵۰
کبیر بانی	مرتبہ علی سردار جعفری	۲۰/-
قصہ رات کا	انور عظیم	۱۲/-
روشنی کی کرن	رضا الجبار	۴/-
زندگی کے کھیل	صالحہ عابد حسین	۲/۵۰

لفظوں کا پُل — ندا فاضلی — ۳/۵۰

معرکۂ کربلا — آلِ مظفر نگری — ۴/-

مرزا میر دوم — مرتبہ اثر لکھنوی — ۲/۵۰

ماتم نہرو — جگن ناتھ آزاد — -/۷۵

ماتم سمالک — ″ ″ ″ — -/۴۵

متاعِ تسکین — تسکین قریشی — ۲/-

نیرنگِ معانی — تلوک چند محروم — ۵/-

نغمۂ سرمد — عرش ملسیانی — ۵/-

نویدِ عصر لیتی — نیاز حیدر — ۱/-

نغمۂ فردوس — علامہ محوی لکھنوی — ۱/۵۰

تمہیدِ وطن — مرتبہ دور آفریدی — ۱/۷۵

وطن میں اجنبی — جگن ناتھ آزاد — ۲/۵۰

ید بیضا — ساحر ہوشیارپوری — ۳/-

ناول، افسانے، ڈرامے

انار کلی — امتیاز علی تاج — ۳/-

پرچھائیوں کی ڈائری — انور عظیم — ۵/-

تلخیاں — رشید اختر ندوی — ۳/۵۰

جنگل کا راجہ — خان محبوب طرزی — ۳/-

جلتی بہار — بیگم قدسیہ زیدی — ۱/۳-

جلتے کے باغ — قرۃ العین حیدر — ۲/۵۰

دلی جو ایک شہر تھا — راجندر لال ہانڈا — ۶/-

دیدۂ حیران — مظفر حنفی — ۴/-

ایک طالب علم کی کہانی — عبدالغفار مدھولی — ۲/-

بچوں کی نفسیات — عبدالرؤف — ۵/۵۰

زندگی کے کھیل اور دن رات — ل۔ احمد — ۲/۵۰

سانچ کو آنچ — شوکت تھانوی — ۳/۵۰

سرکنڈوں کے پیچھے — سعادت حسن منٹو — ۳/-

شکاریتی — ریحان احمد عباسی — ۳/۵۰

شہناز — ترجمہ حبیب اشعر — ۳/۵۰

صفیہ — سلمیٰ محبوب — ۴/-

صبح و شام — ل۔ احمد — ۵/-

غالب کے ڈھیلے — شوکت تھانوی — ۴/۵۰

فٹ نوٹ — یوسف ناظم — ۳/۵۰

کوئی درد آشنا بھی نہیں — صغرا مہدی — ۱/۵۰

معصومہ — عصمت چغتائی — ۳/۷۵

مکالمہ غالب — مرتضیٰ حسین بلگرامی — ۴/-

دو لڑکی — پرویز — ۲/-

ہیم کماری — صالحہ عابد حسین — ۲/-

ہم جنم کے ساتھی — فائق شاہ — ۲/-

ہلاکِ فریب (ڈراما) — ترجمہ اثر لکھنوی — ۱/۲۵

ہندوستان ہمارا — بلونت سنگھ — ۳/۵۰

یادوں کے چراغ — صالحہ عابد حسین — ۸/-

تعلیم

اردو ٹیچر — فیاض حسین جامعی — -/۶۰

اردو املا کا آسان طریقہ — عبدالغفار مدھولی — -/۷۵

خواتین — مولانا اسلم جیراجپوری — ۴/۵۰

درسِ تبلیغ — مقبول احمد سیوہاروی — ۲/۵۰

تعلیم کا مسئلہ	سید حامد علی	۱/۴
تعلیم اور زندگی کی اہمیت	جے کرشن مورتی	۳/-
تعلیم کے چند پہلو	ہنری چانس	۲/-
جامعہ کی کہانی	عبدالغفار مدھولی	۶/-
جدید تعلیمی نفسیات	ڈاکٹر عبدالرؤف	۴/-
جامعہ کا طریقہ	عبدالغفار مدھولی	۲/۵۰
فلسفۂ تعلیم و تربیت	رئیس احمد جعفری	۶/-
کھیل کے ذریعے تعلیم اوّل	عبدالغفار مدھولی	۲/-
" " " دوم	" "	۱/-
گفتگو اور تقریر کا فن	ڈیل کارنیگی	۶/۵۰
مدرسۂ ابتدائی کی کہانی	عبدالغفار مدھولی	۲/-
مسئلہ تعلیم و طریقۂ تعلیم	مولانا محمد میاں	۲/۵۰
نظریۂ تعلیم دوم	قاضی عبدالحمید	۳/۱۲

مذہب اور تاریخ اسلام

اسلام اور اس کا آئینۂ حکومت	غلام محمد	۲/۵۰
اسرار کائنات و اشرف المخلوقات	ڈاکٹر اختر احمد	۳/۵۰
پیغمبروں کی کہانیاں	شبنم نادری	۳/۵۰
تعلیمات اسلام اوّل	مولانا عبدالسلام ندوی	۲/-
" دوم	" "	۲/۲۵
حج کا سفر	محمد رضا انصاری	۵/۵۰
عورت اور اسلامی تعلیم	مالک رام	۳/-
غریب القرآن فی القرآن	میرزا ابوالفضل	۱۸/-
فتاویٰ فرنگی محل	محمد رضا انصاری	۴/۲۵
مجموعۂ سیرت رسولؐ	محمد اسلم صدیقی	۱۱/-
نکات قرآن	مولانا اسلم جیراجپوری	۲/-
ہندوستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت	آصف فیضی	۱/۵۰

تاریخ ۔ تذکرہ ۔ سوانح

برکت اللہ بھوپالی	ایم عرفان	۱۰/-
تاریخ کوکن	ڈاکٹر محی الدین	۱۲/-
گاندھی اور ان کے خیالات	عبداللطیف اعظمی	۵/-

متفرق

دکھنی لغت	ابو تراب خطائی ضامن	۶/-
رنگین غالب فریم	غالب یادگار کمیٹی	۲/۵۰
ہما کشیدہ کاری	نرگس بیگم	۵/-

مطبوعات ساہتیہ اکیڈمی

اپنی کہانی	ڈاکٹر راجندر پرشاد	۲/۵۰
اردو شاعری کا انتخاب	ڈاکٹر زور	۱/۵۰
اکیس کہانیاں	ٹیگور	۱/-
اوتھیلو	شیکسپیئر	۱/-

ہوایک نظمیں ٹیگور ۷/۵۰
وان بدھ دھرمانند کوسمبی ۷/-
رۂ مولانا ابوالکلام آزاد مرتبہ مالک رام ۱۵/-
ان القرآن اوّل ابوالکلام آزاد ۳۳/-
" " دوم " " ۳۳/-
" " سوم " " ۳۳/-
" " چہارم " " ۳۳/-
بن ناٹک ٹیگور ۷/-
بوسیر دھان ٹی ایس پلائی ۲/۵۰
یاست ڈاکٹر ذاکر حسین ۱۵/-
سب انسان بھائی بھائی مہاتما گاندھی ۶/-
سندری بیڑے السن ۲/۵۰
سمن زار ترجمہ غلام عبدالولی ۱۲/۰
سنجوگ ٹیگور ۷/-
عورت سیارام شرن گپتا ۴/-
غبارِ خاطر ابوالکلام آزاد ۱۲/۰
کاندید والتیر ۲/-
کرل ترڈ و تور ۴/-

سلموہی ٹیگور ۷/۵۰
کمال اور زوال تھیوسیڈ اماڈز ۲/-
کنگ لیر سکسپیر ۵/-
کنجی کی کہانی موڑا ساشیکیو ۶/۵۰
گورا ٹیگور ۱۰/-
گیکیلو رضیہ سجاد ظہیر ۵/-
مٹی کا پتلا کے سی۔ پانگرہی ۲/۰
مٹی کی مورتیں آر بیٹی پوری ۱/۵۰
ملفوظات کونگ فوزی کنفیوشش ۳/۵۰
دالڈن ایچ۔ ڈی تھورو ۶/۵۰
وطن کے راگ -/۳۰
ولیہم مائسٹر اوّل گوئٹے ۶/۵۰
" " دوم " ۶/-
" " سوم " ۷/۵۰
ووریکانند رومان رولاں ۴/۵۰
ہمارا شاعر لیلا مجمدار -/۵۰
یوں بولے اودیکانند -/۶۰

انجمن ترقی اردو کی پرانی مطبوعات

ادب

الف لیلیٰ سوم غیر مجلد ۴/-
" چہارم مجلد ۵/-
" پنجم غیر مجلد ۴/۵۰
" ششم " ۴/۵۰

الف لیلیٰ ہفتم غیر مجلد ۳/۲۵
ادب الجاہلی مجلد ۷/-
آرائشِ محفل " ۷/-
جامع الحکایات اوّل ۴/-
جامع الحکایات دوم مجلد ۲/۲۵

جائزہ زبانِ اردو	مجلد	۲/۵۰
حکایاتِ آغا قی	"	۵/۰
خمرۂ کیفی	غیر مجلد	۵/۲۵
دخترِ فرعون اوّل	"	۲/۰
" " دوم	"	۲/۰
طربیہ خداوندی	مجلّد	۴/۰
فنِ صحافت	غیر مجلد	۲/۲۵
معمارِ اعظم		۱/۲۵
ہمارا رسم الخط		-/۲۵
ہماری قومی زبان	غیر مجلد	-/۵۰

نظم

انتخابِ وحید	مجلد	۲/۰
" داغ	"	۱/۷۵
" ذوق و ظفر	"	۳/۰
" جگ بیتی	غیر مجلد	-/۷۵
" حفظ اللسان خالق باری	غیر مجلد	۱/۲۵
دیوانِ فائز	غیر مجلد	۳/۵۰
" تاباں	"	۳/۰
" جوشش	"	۱/۱۳
" بہرام	مجلّد	۲/۲۵
(مسدس) نظم ہاشمی	غیر مجلد	-/۲۵

تاریخ ادب

ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ	مجلد	۴/۰
تشکیلِ اسلامی تہذیب	[illegible]	[illegible]

مقالاتِ گارساں دتاسی اوّل	غیر مجلد	۴/۰
" " " دوم	"	۴/۰
مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر	"	-/۵۰

تنقید

پرتھی راج راسا	مجلد	۴/۷۵
خطباتِ عبدالحق دوم	غیر مجلّد	۱/۵۰

تذکرے

تذکرہ ریختہ گویاں	غیر مجلّد	۴/۷۵
رندِ پارسا	"	۵/۲۵
گلِ عجائب	"	۲/۱۲

تاریخ و سیاسیات

اخبار مجموعہ	مجلد	۳/۷۵
بزمِ اکبر	"	۲/۷۵
تاریخ اخلاق یورپ اوّل	غیر مجلّد	۲/۵۰
" " " دوم	"	۲/۰
تاریخ گڈھ		۴/۷۵
تاریخ سلاطین بہمنیہ منظوم	مجلّد	۱/۳۷
" " "	غیر مجلد	۱/۰
سفرنامہ حکیم ناصر خسرو	مجلّد	۳/۷۵
" " "	غیر مجلّد	۳/۰
سراج الدولہ		۴/۰
علم الاقوال اوّل		۳/۷۵
" " دوم		۲/۲۵
کتاب الہند دوم		۳/۰
گوتم بدھ اور اس کا مت	غیر مجلّد	۱/۵۰

ملک محمد جائسی		مجلد	۲/-
مشاہیر لوبان دروما اوّل		مجلّد	۴/۵۰
״ ״	دوم	״	۵/۲۵
״ ״	سوم	غیر مجلد	۴/۵۰
״ ״	چہارم	״	۴/۵۰
مانڈو شادی آباد		مجلّد	۳/-
مرحوم دہلی کالج		״	۲/۵۰

فلسفہ

تنقید عقلِ محض		مجلد	۷/-
״ ״		غیر ״	۶/-
داستانِ دانش		مجلّد	۴/-

صرف نحو

اسباق النحو	اوّل	غیر مجلد	-/۳۷
״	دوم	״	-/۲۵

تعلیم

نظریۂ تعلیم	دوم	״	۳/-

سائنس

آدمی اور مشین	״	۵/-
پودے اور ان کی زندگی	״	۱/۷۵

داستانِ ریاضی	غیر مجلّد	۲/۵۰
معدنی دباغت	مجلّد	۲/-

معاشیات

ہمارے بینک	۱/-
ہمارے مزدور	-/۵۶

مذہب

تہذیبِ اسلامی	غیر مجلّد	۱/۷۵
حقیقتِ اسلام	״	-/۷۵

لغات

فرہنگِ پیشہ وران	دوم	غیر مجلد	۱/۷۵
״ ״ ״	سوم	״	۱/۷۵
״ ״ ״	چہارم	״	۱/۷۵
״ ״ ״	پنجم		۱/۷۵
״ ״ ״	ششم		۲/۵۰
״ ״ ״	ہفتم		۱/۷۵
״ ״ ״	ہشتم		۲/۵۰

بچّوں کی کتابیں

آخری نبی	-/۵۵	انمول رتن	۱/۵۰
اسلامی نظمیں	-/۷۵	انوکھی چھتری	-/۳۵
آگ کا چمن	-/۳۰	انوکھی ملاقات	-/۳۵
انار راجا	-/۳۰	آٹے کا پتلا	-/۵۰

م کیا ہے؟	-/۶۵
ب ٹانگ کا بادشاہ	-/۳۰
ر شاہ کا خواب	-/۳۰
وں کا تحفہ اوّل	-/۷۵
" " دوم	-/۸۵
یوں کا کھلونا	-/۸۵
ڑھو کی بیوی	-/۳۵
غ شہزادی	-/۳۵
تے کا انصاف	-/۳۰
نے کا مٹھوا	-/۲۵
ھارت دیش ہمارا دیش	۱/-
بیٹے کی قربانی	-/۳۰
بی عائشہؓ	-/۷۵
بے رحم لٹیرا	-/۳۱
پاپ کی ناؤ	-/۳۵
پری کی چھڑی	-/۳۵
پیارے رسول	-/۴۵
پرستان کی سیر	-/۳۰
پیسے کا صابن	-/۵۰
پیغمبروں کی کہانیاں	۲/۵۰
تارا کا ڈنڈا	-/۲۵
توانائی کا راز	۱/۲۵
ٹیلو، میاں	-/۵۰
جادو کا سیب	-/۳۱
جادو کی کہانی	-/۳۱
جلو مرغابی	۱/-
جنت کی سیر	۱/۵۰

جنت کا پھل	-/۴۰
چوہی کی ڈالی	-/۷۵
چھوٹا لڑکا	-/۳۰
چاند کے ٹکڑے	۱/-
چپ کا روزہ	-/۳۰
چُنن مُنن	-/۲۵
چوری کی عادت	-/۵۰
چوری پکڑی گئی	-/۲۰
چھنگو، منگو	-/۵۰
حضرت ابوصدیقؓ	-/۲۵
حضرت ابراہیمؑ	-/۲۰
حضرت امام حسینؓ	-/۲۵
حضرت عثمان غنیؓ	-/۲۵
خاک کا پتلا	-/۳۰
خدا کی اونٹنی	-/۴۰
خلا کا سفر	۱/۲۵
دو نبی	-/۴۰
ڈھول کا پول	-/۲۵
ریڈیو کا بھوت	-/۳۰
زعفران پریوں کے دیس میں	/۴۴
سبا کی شہزادی	/۳۰
شندر جہار	/۴۴
سنہرے بالوں والے بچوں کا دیس	۱/-
سورج اور اس کا خاندان	/۷۵
سورج کا گھرانا	/۷۵
سونے کا راجا	/۳۱
سونے کا محل	/۴۰

سیدھا راستہ	-/۲۵
شاہی لباس	-/۲۵
شہر اور گاؤں	۱/-
شہزادی شیریں	-/۲۰
شیر خاں کے معرکے	-/۸۵
صبر کا پھل	-/۳۰
طالوت جالوت	-/۳۰
طلسمی مینا ۱	-/۵۰
ظالم کسان	-/۳۵
عمر بن عبد العزیز	-/۲۵
عید کے کھلونے	-/۳۵
غالب کی کہانی	۲/-
غیر ذمّہ دار لڑکا	-/۵۰
کایا پلٹ	-/۳۱
کھلّو میاں	-/۵۰
کیمپ فائر کی نقلیں اوّل	-/۷۵
" " " دوم	-/۷۵
گھر کا آئینہ	-/۳۵
گلگلے کی دوڑ	-/۲۵
گھی شکّر	-/۶۵
گھڑی ساز کی بیٹی	-/۲۵
گلابو چوہیا اور غبارے	-/۴۵
گلنار بیگم	-/۳۱
لاٹھی کا سانپ	-/۵۵
مچھلی والے بنی	-/۳۰
محبوب الٰہی	-/۲۵
مزدور کا بیٹا	-/۶۰
مصنوعی چاند	۱/۵۰
مغرور شہزادی	-/۳۱
مکھّن کا ڈبّا	-/۵۰
مُنّی کا پرستان	-/۵۰
میاں مٹھّو	-/۴۵
میں گھر جاؤں تو کیسے ؟	-/۵۰
نبی کا بیٹا	-/۳۰
نجومی آیا	-/۷۵
نمازیں	-/۵۰
نئی کہانیاں	-/۵۰
وطنی نظمیں	-/۸۵
ہزاروں برس میں	۱/۲۵
ہوشیار حسن	-/۵۰
ہولی اور چراغ	۱/۶۲
ہماری آباد دنیا	۱/-
ہماری نعت	-/۴۰
ہندستان شاہراہ ترقی پر	۱/-
یادگار انگوٹھی	-/۳۵

تعلیمی تاش

بچوں کے لیے ایک کھیل۔ اس کے کھیلنے سے وقت ضائع نہیں ہوتا قابلیت بڑھتی ہے

تعلیمی تاش اُردو	۱/۷۰
" " انگریزی	۱/۷۰
" " ہندی	۲/-
" " اُردو انگریزی	۲/-
" " اُردو ہندی	۲/-

"نئی آواز" کی پہلی پیش کش

تنہائی

(ڈراما)

ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کا ایک نفسیاتی ڈراما جو
جنوبی ہندوستان میں کئی جگہ اسٹیج کیا گیا اور
عوام و خواص میں بے حد مقبول ہوا۔

قیمت : -/۳

"نئی آواز" کی دوسری پیش کش

جہاں آرا

(اوپیرا)

رفعت سروش

ایک ایسا اوپیرا، جس کی تاریخی اہمیت
بھی ہے اور ادبی بھی۔ اپنی نوعیت کی پہلی
اور کامیاب کوشش۔

قیمت : ۳/۵۰

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

راجندر سنگھ بیدی (زیرِ طبع)

بھارتی بھون پٹنہ کی اردو درسی مطبوعات

لول علم حساب	دت اللہ چکرورتی	ساتویں جماعتوں کے لیے	۴/-
رائی کیمیات (علم کیمیا)	ٹھاکر و شرما	سکنڈری اور ہائر سکنڈری، اوّل، دوم	۳/۵۰ - ۵/۵۰
ان عملی کیمیا	چندر شیکھر شرما	سکنڈری جماعتوں کے لیے	۳/-
ل علم کیمیا	" "	ہائر سکنڈری " "	۲/۵۰
ملیس عملی طبعیات	سدرشن پرشاد سنہا و شیو شنکر پرشاد	" " "	۴/-
م سائنس	سنہا، سرکار، سنگھ اور رحما	" " "	۱۰/-
بدائی عضویات	گولی بہاری چودھری	سکنڈری	۴/-
بدائی حفظانِ صحت	" "	سکنڈری جماعتوں کے لیے	۴/-
ری امداد اور خانگی تیمار داری	شانتی بالا چودھری	" " "	۴/-
مور خانہ داری	"	" " " " "	۴/-
طالعۂ سماج کے خدوخال	ہری پرشا ٹھہلے	" " "	۴/-
بدائی مطالعۂ سماج	مونیشور پرشاد	اوّل ۲/۵۰ دوم ۴/- سوم ۴/-	
بدائی علم تمدن	ہری پرساد رائے	سکنڈری جماعتوں کے لیے	۲/۷۵
بدائی معاشیات	اکھلیشور پرشاد	" " "	۳/۷۵
بغرافیہ	سوریش پرشاد	ہائر اور " "	۱۰/-
ارسی ترجمہ (چار جلدوں میں)	ندر حسن	قیمت ترتیب وار ۷۵/- ۱/- ۱/۱۵ ۱/-	
An Easy Eng Translat		(انگریزی اردو) چھٹی ساتویں جماعتوں کے لیے	۱/۷۵
" " " Grammar		" " "	۱/۵۰
How to Translate into Eng.		آٹھویں نویں " "	۳/-
" " " "		سکنڈری سے پری یونیورسٹی تک کے لیے	۴/-
Golden High School Translati		" " "	۵/-
Eng Grammar		" " "	۵/-
How to write correct Eng.		ہائی اسکول اور کالج کے طلبہ کے لیے	۱۰/۵۰

غالبیات

دیوان:-

غالب اُردو کلام کا انتخاب	مرتبہ	محمد مجیب	۴/۵۰
دیوانِ غالب	"	مالک رام	۵/-
گلِ رعنا	"	" "	۱۰/-
دیوانِ غالب	"	احتشام حسین	۲/-
رباعیات غالب (فارسی)	"	امیر حسن نورانی	۳/-
کلیات غالب (فارسی)	"	" "	۱۵/-
انتخاب کلام غالب (")	"	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-

خطوط

اُردوئے معلیٰ		غالب	۴/-
عودِ ہندی		"	۲/۵۰
خطوطِ غالب	مرتبہ	مالک رام	۷/۵۰
ادبی خطوط غالب	"	حسن عسکری	۴/۵۰
جانِ غالب	"	شمس علوی	۱/۵۰

سوانح:-

غالب	مرتبہ	غلام رسول مہر	۱۰/-
دستنبو (فارسی)		مرزا اسد اللہ غالب	۴/۵۰
کہانی میری زبانی میری		مترجمہ حفیظ عباسی	۴/۵۰
یادگارِ غالب	مرتبہ	مالک رام	۱۴/۵۰
غالب نامہ (آثار غالب)		محمد اکرام	۶/-
غالب کی زندگی		امیر حسن نورانی	۱/۵۰
غالب کی کہانی		محمد شفیع الدین نیر	۲/۵۰

غالب کی شخصیت و شاعری	رشید احمد صدیقی	۳/-
اظہار الغالب	صاحبزادہ ناصر الدین احمد	۲/-
غالب کا تنقیدی شعور (مکتوبات کے آئینے میں)	اخلاق حسین عارف	۳/
حبیبِ غالب	سعادت علی صدیقی	۳/-
غالب خستہ کے بغیر	غلام احمد فرقت کاکوروی	۴/-
نیازِ غالب	مرتبہ مالک رام	۶/۷۰
غالب سرائی	لطف الرحمٰن	۴/-
پیکرِ غالب	محمد عبد اللطیف	۲/۷۵
غالب کی تخلیقی تخیل	شہید صفی پوری	۷/-
غالب، آہنگِ غالب	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۱۶/-
غالب اور ابو الکلام	عتیق صدیقی	۱۵/-
غالب تصویر کا دوسرا رخ	تجسس اعجازی	۳/-
مرزا غالب	مرتبہ ڈاکٹر امرت لعل عشرت	۸/-
آئینۂ غالب	پبلیکیشنز ڈویژن حکومت ہند	۵/-
غالب اپنے آئینے میں	اختر صدیقی	۶/-
غالب کی شاعری کا نفسیاتی مطالعہ	ڈاکٹر سلام سندیلوی	۱۰/-
غالب نما	سید مرتضیٰ حسین بلگرامی	۲/۵۰
اشاریہ کلام غالب	خواجہ احمد فاروقی	۷/-
غالب نقش ہائے رنگ رنگ	عطا کاکوی	۴/-

نذرِ غالب — عطا کاکوی — ۴/-

محاسنِ کلامِ غالب — عبدالرحمٰن بجنوری — ۱/-

غالب نام آورم — نادم سیتاپوری — ۴/۵۰

غالب کے کلام میں المحاکی عناصر — نادم سیتاپوری — ۴/۵۰

روزمرہ و محاورۂ غالب — پریم پال اشک — ۶/-

غالب — ڈاکٹر ایس عبداللطیف — ۳/۵۰

نشاطِ غالب — وجاہت علی سندیلوی — ۴/۵۰

جہانِ غالب — کوثر چاندپوری — ۵/-

غالبیات (بلگرامی) — عبدالقوی دسنوی — ۶/-

بھوپال اور غالب — " " — ۴/۵۰

ڈرامے

مرزا غالب — منجو قمر — ۵/-

غالب کے ڈرامے — شوکت تھانوی — ۴/۵۰

مکالمۂ غالب — سید مرتضیٰ حسین بلگرامی — ۴/-

تصویرِ خیال — ابرارالرحمٰن قدوائی — ۲/-

شرحیں:-

محاوراتِ غالب — نرنش کمار شاد — ۲/-

اندازِ غالب — نرنش کمار شاد — ۲/۵۰

بیانِ غالب — آغا محمد باقر — ۱۰/۵۰

مزاحیہ شرح دیوانِ غالب۔ غلام احمد فرقت کاکوروی — ۸/-

شرح دیوانِ غالب — نظم طباطبائی — ۵/-

شرح دیوانِ غالب — یوسف سلیم چشتی — ۱۵/-

شرح دیوانِ غالب — حسرت موہانی — ۵/-

کنز المطالب شرح دیوانِ غالب — ناطق گلاؤٹھوی — ۱۲/۵۰

شرح دیوانِ غالب — بیخود موہانی — ۱۵/-

گنجینۂ معانی — ڈاکٹر جعفر رضا — ۷/۵۰

مشکلاتِ غالب — نیاز فتحپوری — ۲/۵۰

روحِ کلامِ غالب — مرزا عزیز بیگ مرزا — ۳/-

تصویر: رنگین

غالب فریم

غالب یادگار کمیٹی بمبئی — ۳/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی

بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

پو (حصہ اول)	مصنفہ: ایف، سی، فرنیاس	ترجم: صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
پو (حصہ دوم)	" "	" "	۱/۵۰
کشمیر	" مالا سنگھ، تصاویر: پریانند	" خدیجہ عظیم	۱/۵۰
پرندوں کی دنیا	" جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیّر	۱/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" برگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر	۱/۵۰
ہمالیہ ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	" لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" لیلا وتی بھاگوت	" "	۱/۵۰
رسیلی کہانیاں	" منورج داس	" صغرا مہدی	۱/۵۰
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	" وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	۱/۵۰
ہماری ریلیں	" جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی	۱/۵۰
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" کے، سی، کھنّہ تصاویر: کرشن کھنّہ		۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	" اوما نند	مترجم: رضیہ منظور الامین	۱/۵۰
خالہ بلّی کا خاندان	" منوہر داس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیّر	۱/۵۰
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	" ایم، چوکسی و پی، ایم، جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
بہادروں کی کہانیاں	" راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	۱/۵۰
روہنت و نندیہ	" کرشن چیتنیہ	" "	۱/۵۰
سدابہار کہانیاں	" شانتا رنگاچاری	" "	۱/۵۰
ابو خاں کی بکری	" ڈاکٹر ذاکر حسین		۳/۰
انوکھی دکان	" قدسیہ زیدی		۲/۵۰
گلابو چوہیا اور پریزاد	" "	"	۲/-
دنیا کے جانور			۲/۵۰

[illegible] لمیٹڈ [illegible] نمبر ۲۵ [illegible] بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

مطبوعاتِ نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

۱۹۵۷ء میں حکومتِ ہند کی وزارتِ تعلیم نے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے نام سے ایک بڑے اور خود مختار اشاعتی ادارے کی داغ بیل ڈالی۔ اس ادارے کا اولین مقصد ملک میں ایک ایسی ہمہ گیر تحریک چلانا تھا جس کے ذریعے ہندوستان کے عوام میں کتابیں پڑھنے کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کیا جائے۔ نیشنل بک ٹرسٹ کو اپنے اس مقصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ یہ ادارہ اب تک پانچ سو سے زیادہ کتابیں ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں شائع کر چکا ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل کتابیں اردو میں شائع کی گئی ہیں

آبادی	مصنف ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ، محمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	" لارنس بنیئن	" رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	" ڈی آر اٹھاولے	" ش۔ قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" ڈینس کنکیڈ	" ڈاکٹر پریاتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	" بسودھا چکرورتی	" عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	" ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	" ایم۔ کے۔ درانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	" ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا مجلد ۱/۰ مجلد	۲/۰
گاندھی کا ہندوستان: کثرت میں وحدت		مرتبہ، نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی	۲/۲۵
گرونانک	مصنف گوپال سنگھ	ترجمہ، محمور جالندھری	۳/۲۵
ملتی بنتی تصویریں	" بھگوتی چرن ورما	" رضیہ سجاد ظہیر	۵/۰
تاش کے محل (ناول)	میال رنگنا یکما	" زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ، می پاسوم سندرم	" حسرت سہروردی	۸/۰
سفید خون (ناول)	مصنف نانک سنگھ	" رتن سنگھ	۸/۰
گرو گوبند سنگھ	" ڈاکٹر گوپال سنگھ	" محمور جالندھری	۳/۰
ہندی افسانے	مرتبہ (ڈاکٹر) نامور سنگھ	" اگرسین نارنگ	۹/۰
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنفہ پنالال پٹیل	" کشور سلطانہ	۱۰/۰
پنجابی افسانے	مرتبہ ہربھجن سنگھ	" محمور جالندھری	۴/۰
رنجیت سنگھ	مصنفہ ڈی۔ آر۔ سود	" " "	۲/۷۰

انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ کی مطبوعات

انگریزی ادب کی مختصر تاریخ — ڈاکٹر محمد حسین — ۱۶/۵۵
اُردو صرف و نحو — مولوی عبدالحق — ۱/۲۵
اُردو ہندی ڈکشنری — مرتبہ انجمن ترقی اُردو — ۲۶/-
اخلاقی سماجیات — ڈاکٹر جعفر حسین — ۴/۵۰
اسلامی فنِ تعمیر — مبارز الدین رفعت — ۶/-
ادبی قومی ترانے — دوم پنڈت کشن پرشاد کول — ۱/۴
اردو ساہتیہ کا اتہاس (ہندی) — سید احتشام حسین — ۷/۵۰
اُردو میں ترقی پسند ادبی تحریک — خلیل الرحمٰن اعظمی — ۱۲/-
اُردو مثنوی شمالی ہند میں — ڈاکٹر گیان چند — ۲۷/-
ایک مشرقی کتب خانہ — مبارز الدین رفعت — ۳/-
اسلام کے علاوہ مذاہب میں اُردو کا حصہ — محمد عزیز — ۹/۵۰
انواعِ فلسفہ — ظفر حسین خاں — ۵/۵۰
انتخابِ کلامِ میر — مولوی عبدالحق — ۳/-
آئینۂ حقیقت — پنڈت حبیب الرحمٰن شاستری — ۲/-
انتخاب شرحِ دیوانِ مومن — حامد حسین قادری — ۳/۵۰
الایام — ڈاکٹر طٰہٰ حسین — ۴/-
انجم کدہ — عزیز لکھنوی — ۲/۵۰
باپو کے قدموں میں — ڈاکٹر راجندر پرشاد — ۱۵/-
بازدید — منیب الرحمٰن — ۳/۵۰
بچوں کے ادب کی خصوصیت — مشیر فاطمہ — ۱/-
بھگوت گیتا — محمد اجمل خاں — ۲/۵۰
پرچھائیں — آصف علی — ۴/-

تلمیحاتِ اشعارِ اقبال — ڈاکٹر اکبر حسین قریشی — ۱۲/۵۰
تذکرۂ گلشنِ سخن — مسعود حسین رضوی — ۶/-
تاریخِ جمالیات — مجنوں گورکھپوری — ۷/-
تین مغربی ڈرامے — " " — ۷/-
تنقیدیں — ڈاکٹر خورشید الاسلام — ۴/۰
چند ہم عصر — مولوی عبدالحق — ۲/-
حالی کی ایک جھلک — صالحہ عابد حسین — ۱/۵۰
خواجہ میر درد تصوف اور شاعری — ڈاکٹر وحید اختر — ۱۵/-
خوابِ شیریں — جے کرشن چودھری — ۲/-
خطوطِ غالب — مالک رام — ۷/۵۰
دھمید — منور لکھنوی — ۳/-
دیمک کی کہانی — عبدالبصیر خاں — ۲/-
روزگار شرح سود و زر — ابو سالم — ۸/۵۰
زنداں نامہ — فیض احمد فیض — ۲/۲۵
زبان زندگی اور تعلیم — خواجہ غلام السیدین — ۳/-
سیاسیات کے اصول — ہارون خاں شیروانی — ۵/-
سن ستاون — پنڈت سندر لال — ۴/-
سخنِ مختصر — جذبی — ۲/-
سوگوار یاد — مترجم رحم علی الہاشمی — ۲/۲۵
سیرِ افلاک — حکیم احمد — ۵/۰
شاد کی کہانی شاد کی زبانی — محمد مسلم — ۵/-
شوپنہار — مجنوں گورکھپوری — ۱/۵۰
شکنتلا (اُردو) — قدسیہ زیدی — ۲/۰
صحیفۂ خوش نویساں — احترام الدین شاغل — ۶/-

صوبہ شمالی مغربی کے اخبارات	محمد عتیق صدیقی	۹/-
ظاہر و باطن	محمد فضل الرحمٰن	۱/۲۵
غزل اور درسِ غزل	اختر انصاری	۲/-
فرانسیسی ادب	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۱۳/-
فنِ تحریر کی تاریخ	محمد اسحٰق صدیقی	۴/۵۰
فائز دہلوی اور دیوانِ فائز	مسعود حسین ادیب	۶/۵۰
کلیاتِ شاہی	سید مبارز الدین رفعت	۳/-
کلامِ سودا	خورشید الاسلام	۶/-
کاروانِ معیشت	نجم الدین شکیب	۶/۵۰
کچھ زر کی بابت	ابو سالم	۴/۵۰
کچھ ذرے کچھ تارے	آنند نرائن ملا	۳/۵۰
گاندھی اور نہرو کی راہ	ڈاکٹر سید عابد حسین	۵/-
گلکرسٹ اور اس کا عہد	محمد عتیق صدیقی	۷/-
مذہب اور دھرم	مہاتما گاندھی	۴/-
محاسن کلامِ غالب	عبدالرحمٰن بجنوری	۱/-
مرقعِ افغان	ابرار حسین فاروقی	۲/۵۰
مطالعۂ حضرت غمگین	محمد یونس خالدی	۳/-
مضامینِ رشید	رشید احمد صدیقی	۶/-
مرزا محمد رفیع سودا	خلیق انجم	۱۰/۵۰
مقالاتِ حالی اوّل	حالی	۳/۲۵
مدارا کشش	منور لکھنوی	۳/۵۰
مشترکہ زبان	مہاتما گاندھی	۴/۵۰
مختصر تاریخ بنگال	شانتی رنجن بھٹاچاریہ	۳/-
نسیمِ مغرب	اسے سی بہار	۲/۵۰
نفسیات اور جنسی انتخاب	محمد شاہدی	۴/-
نئے ڈرامے	مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن	۵/-
نئی روشنی (ڈراما)	فضل الرحمٰن	۱/۲۵
نفسیاتِ افواہ	ولی الرحمٰن	۱/۷۵
ہندوستانی اخبار نویسی	محمد عتیق صدیقی	۱۲/-
ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مہموں	ڈاکٹر رشید لوبا	۲/۲۵
یادگارِ حالی	صالحہ عابد حسین	۴/۵۰
یادگارِ نظیر	مرتب جگر بریلوی	۶/-

اُردو شعرا کا انتخابی سلسلہ

(فی کتاب ایک روپیہ)

اختر الایمان	احمد ندیم قاسمی
آنند نرائن ملا	سلام مچھلی شہری
اصغر گونڈوی	شاد عارفی
الم مظفر نگری	شمیم کرہانی
اختر انصاری	شفیق جونپوری
اثر لکھنوی	شاد عظیم آبادی
اسرار الحق مجاز	عرش ملسیانی
اختر شیرانی	غلام ربانی تاباں
بلراج کومل	
تلوک چند محروم	عمیق حنفی
جگر بریلوی	کمال احمد صدیقی
جان نثار اختر	مخدوم محی الدین
حبیب احمد صدیقی	نشور واحدی
ریاض خیرآبادی	سکندر علی وجد

ادبی، تنقید، انشاء

اردو میں لسانیاتی تحقیق مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی ۱۲/۵۰
اقبال ادیبوں کی نظر میں ظفر اقبال ۵/۰
اقبال کا فلسفۂ حیات و شاعری قاضی محمد عدیل عباسی ۶/-
اردو تنقید نگاری عبادت بریلوی ۷/۵۰
انیسویں صدی میں بنگال کا اردو ادب پروفیسر جاوید نہال ۱۵/-
ابراہیم نامہ (قدیم اردو جلد سوم) از عبدل دہلوی مرتبہ: ڈاکٹر مسعود حسین خاں ۱۰/-
ادبی تنقید کے اصول پروفیسر کرد بہی ترجمہ: اشفاق محمد خاں ۳/۵۰
اردو میں وہابی ادب خواجہ احمد فاروقی ۲/-
ادبی مضامین مرتبہ ڈاکٹر مبارز الدین رفعت ۳/۵۰
انتخاب قصائد اردو ڈاکٹر ابو محمد سحر ۸/-
اردو مرثیے کی روایت ڈاکٹر مسیح الزماں ۶/-
آزاد نظم اردو شاعری میں کنول کرشن بالی ۴/-
اردو زبان کا مذہبی ورثہ قیوم صادق احمد پوری ۲/-
اردو کے ادبی معرکے امیر حسن نورانی ۲/۵۰
اردو کے اہم ادبی رسالے اور اخبار عابد رضا بیدار ۱۰/-
اقبال کے ابتدائی افکار عبدالحق ۱۰/-
ادب اور تنقید اسلوب احمد انصاری ۸/-
ایران صدیوں کے آئینے میں ڈاکٹر لعل عشرت ۱۲/-
اردو شاعری میں منظر نگاری ڈاکٹر سلام سندیلوی ۱۰/-

اردوئے معلی قدیم اردو نمبر خواجہ احمد فاروقی ۶/-
ادبی معرکے (فروغ اردو) مرتبہ: ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی ۹/۵۰
اردو رباعیات ڈاکٹر سلام سندیلوی ۱۲/-
ادب کا تنقیدی مطالعہ " " ۱۲/-
اردو غزل کے پچاس سال عبدالاحد خاں خلیل ۷/۵۰
افکار آزاد عتیق صدیقی ۳/-
اردو میں قصیدہ نگاری ابو محمد سحر ۶/-
ایک تنہا شاعر (شاد عارفی) مظفر حنفی ۱۴/-
اردو نثر میں ادب لطیف ڈاکٹر عبدالودود ۸/-
اردو کا پہلا ناول خط تقدیر ڈاکٹر محمود الہی ۳/-
انشائے ماجد (اول دوم) عبدالماجد دریابادی ۱۱/۵۰
افکار و مسائل سید احتشام حسین ۴/۵۰
اردو ادب میں طنز و مزاح وزیر آغا ۹/-
اردو ہندی ہندوستانی سجاد ظہیر -/۷۵
آئینۂ سخن فہمی مسعود حسین رضوی ۲/۵۰
اصناف ادب کا ارتقا سید صفی مرتضیٰ ۱/۵۰
آب حیات محمد حسین آزاد ۱۰/-
اردو مثنوی کا ارتقا ڈاکٹر محمد عقیل ۱۲/۰
اردو کی دو قدیم مثنویاں نائب حسین نقوی ۶/-
اردو زبان کا ارتقا شوکت سبزواری ۷/۵۰
اردو شاعری کی ہندوستانی روح زرینہ ثانی ۱/۵۰
اردو میں تنقید کی اہمیت قیوم صادق احمد پوری ۵/-
اردو ڈرامہ اور اسٹیج سید مسعود حسن رضوی ادیب ۹/۵۰
امیر خسرو اور ہندوستان ڈاکٹر تارا چند ۱/-

اشتہارہ سوستاویں / اخبار اور دستاویزیں } مرتبہ عتیق صدیقی ۲۰/-
اُردو ادب میں سکھوں کا حصہ امام مرتضیٰ نقوی ۱۳/-
اُردو سے ہندوؤں کا تعلق اجمل اجملی ۱/۵۰
اُردو زبان و ادب ڈاکٹر مسعود حسین خاں ۳/۲۵
آئینۂ عقل نکہت شاہجہانپوری ۲/۵۰
ادبی تاثرات ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی ۲/۵۰
اُردو نثا پردازی امیر حسن نورانی -/۵۰
امیر خسرو اور ان کی / ہندی شاعری } ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی ۲/۵۰
افکار میر حبیب احمد خاں ۹/-
ادب اور نفسیات دیوبندر اسر ۳/۵۰
اُردوئے قدیم سید شمس اللہ قادری ۳/۵۰
اُردو جگن ناتھ آزاد -/۵۰
ادب کا مقصد ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی ۳/-
اُردو شاعری پر ایک نظر کلیم الدین احمد ۶/-
اُردو میں تنقید ڈاکٹر محمد احسن فاروقی ۳/-
اُردو مرثیے کا ارتقاء مسیح الزماں ۱۴/-
اُردو مثنوی کا ارتقاء عبدالقادر سروری ۳/۵۰
اکبر الہ آبادی اور ان کا کلام نورالرحمن ۲/-
ایشیائی بیداری اور اردو شعراء اسلام بیگ چنگیزی ۳/-
آپ سے ملیے علی جواد زیدی ۳/-
اُردو تذکروں میں / نکات الشعراء کی اہمیت } ایم کے فاطمی ۴/-
اعتبار نظر سید احتشام حسین ۴/۵۰

اُردو تنقید میں نفسیاتی عناصر سید محمود الحسن ۱۰/-
ادبی اشارے ڈاکٹر سلام سندیلوی ۵/-
آب حیات کا تنقیدی مطالعہ مسعود حسین رضوی ۲/۵۵
آثار الصنادید سرسید احمد خاں ۱۸/-
اُردو زبان اور اس کا رسم الخط سید مسعود حسن رضوی ادیب ۱/۵۰
ادب کیا ہے ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی ۲/۵۰
ادبی نقوش شاہ معین الدین احمد ندوی ۵/-
انشاء اللہ خاں انشاء اسلم پرویز ۴/-
اُردو ناول کی تنقیدی تاریخ محمد احسن فاروقی ۴/-
اقبال نئی تشکیل عزیز احمد ۶/۵۰
ایرانیوں کا مقدس ڈرامہ مسعود حسن رضوی ۲/۵۰
ادب اور نظریہ آل احمد سرور ۵/-
اُردو تنقید پر ایک نظر کلیم الدین احمد ۴/-
امیر خسرو بہ حیثیت ہندی شاعر ڈاکٹر صفدر آہ ۲/-
اردو زبان اور فن داستان گوئی کلیم الدین احمد ۴/-
اردو ادب میں طنز و مزاح غلام احمد فرقت کاکوروی ۱۲/-
ادبی تنقید ڈاکٹر محمد حسن ۴/۵۰
افادات مہدی مرتبہ بیگم مہدی ۴/۵۰
الف لیلہ نول کشور ۸/-
ارمغان آصف مرتبہ خواجہ احمد فاروقی ۵/۵۰
آئینۂ تنقید " محبوب احمد صدیقی ۲/-
اردوئے معلی ماتم نمبر خواجہ احمد فاروقی ۵/-
اُردو تنقید کا ارتقاء عبادت بریلوی ۱۰/-
اندر سبھا مرتبہ مسعود حسین رضوی ۱/۵۰
بہادر شاہ ظفر / فن اور شخصیت } مرتبہ پروفیسر خواجہ تہور حسین ۹/۵۰

باقیاتِ شبلی	مشتاق حسین	۳/۷۵
بانیٔ جامعہ	سید محمد ٹونکی	۱/-
بازیافت	ڈاکٹر محمود الٰہی	۴/-
بکٹ کہانی	مرتبہ ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۲/-
بات بات	سید اقبال احمد	۱/۵۰
۲۴ نظمیں ایک روایت ایک بغاوت	سید محمد صدر الدین	۳/۵۰
بوستانِ مترجم	سعدی شیرازی	۵/۵۰
بابائے اردو عبد الحق	عبد اللطیف اعظمی	۵/-
بیگموں کا دربار	عبد الرؤف عشرت	-/۷۵
۲۵ نظمیں ایک نظریہ ایک تجزیہ	محمد صدر الدین	۳/۵۰
پریم چند کا تنقیدی مطالعہ	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/-
پیغمبرانِ سخن	سردار جعفری	۵/-
پریم چند کہانی کا رہنما	ڈاکٹر جعفر رضا	۱۰/-
پنجاب میں اردو	محمود شیرانی	۵/-
تنقید اور اندازِ نظر	ڈاکٹر سیدہ جعفر	۴/-
تلاش و توازن	قمر رئیس	۶/۵۰
تلمیحات	محمود نیازی	۶/-
تین تذکرے	نثار احمد فاروقی	۷/-
ترقی پسند ادب ایک جائزہ	ہنس راج رہبر	۶/-
تنقید اور تنقیدی شعور	ناظر کاکوروی	۳/۵۰
تاریخ نظم و نثر	آغا محمد باقر	۶/-
تنقید و تخلیق	اسلوب احمد انصاری	۵/-

تنقیدی مطالعے	انور سیوانی	۳/-
تعارفِ مرثیہ	شجاعت سندیلوی	۲/-
تذکرہ خوش معرکۂ زیبا	شمیم انہونوی	۱۵/-
تجربے اور روایت	ابو اللیث صدیقی	۴/-
تاریخ ادب اردو	رام بابو سکسینہ	۱۲/-
تنقیدی اشارے	آل احمد سرور	۳/۵۰
تحریریں	ڈاکٹر گیان چند	۳/۵۰
تنقید و تحلیل	سید شبیہ حسن	۱/-
تذکرۂ شعرائے حجاز (اردو)	امداد صابری	۱۲/-
تاثرات	عبد الرزاق قریشی	۳/-
تاریخ و تنقید	حامد حسن قادری	۳/۵۰
تنقیدی مضامین	سید عابد علی	۴/-
تعمیری ادب	علی جواد زیدی	۴/۵۰
تقابلی مطالعے	عطا کاکوی	۳/-
تحقیقی مطالعے	؍؍	۳/-
تنقید و تشخیص	ارشد کاکوی	۵/۵۰
تحقیقی جائزے	ڈاکٹر اکبر حیدری	۱۲/۵۰
تذکرہ صبح گلشن	سید علی حسن خاں	۱/۵۰
نتائج الافکار	قدرت اللہ	۱/۵۰
تذکرۂ عقدِ ثریا	غلام ہمدانی مصحفی	۲/-
؍؍ مسرت افزا	ابو الحسن امیر الدین	۳/-
؍؍ بزمِ سخن	حسن علی خاں	۳/-
؍؍ چمنستانِ شعراء	لچھمی نرائن شفیق	۲/-
؍؍ گلشنِ گفتار	مبتلا و خلیل	۳/-

تذکرہ شمع انجمن	نواب صدیق حسن خاں	۱/۵۰
" بے نظیر	سید عبدالوہاب افتخار	۱/۵۰
" روزِ روشن	مظفر حسین صبا	۱/۷۵
" خوش معرکۂ زیبا	سعادت حسن خاں ناصر	۵/-
تین تذکرے	مرتبہ عطا کاکوی	۳/-
تذکرہ بہارِ بے خزاں	" حفیظ عباسی	۴/-
" " "	" ڈاکٹر نعیم احمد	۵/-
" نظامی	حسن ثانی نظامی	۱/-
تنقیدِ شعر	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	۵/-
تنقیدی سرمایہ دوم	عبدالشکور	۴/-
تذکرہ میر	ایم کے کاظمی	۴/-
تنقیدی پیرائے	عنوان چشتی	۴/۵۰
تنقید کے بنیادی مسائل	مرتبہ آل احمد سرور	۵/-
تلوک چند محروم	جگن ناتھ آزاد	۴/-
تمدنِ ہند	سید علی بلگرامی	۱۵/-
تذکرۂ نادر	سید مسعود حسن رضوی ادیب	۳/-
تنقید و تجزیہ	ابو محمد سحر	۲/۷۵
ترغیباتِ جنسی	نیاز فتحپوری	۴/۵۰
تاریخ صحافت اردو کامل	امداد صابری	۳۰/-
تذکرہ گلشن گفتار	ایم کے کاظمی	۳/-
تذکرہ (مولانا آزاد)	مرتبہ مالک رام	۱۵/-
" مسرت افزا	مترجم ڈاکٹر حبیب قریشی	۵/-
تعارف تاریخ اردو	ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی	۵/-
تنقید عملی تنقید	سید احتشام حسین	۴/-

ترجمہ حدائق البلاغت	مولوی امام بخش	۱/-
تلخیص تذکرہ سراپا سخن	مرتبہ ڈاکٹر سید سلیمان حسین	۴/-
تنقیدی نظریات کامل	احتشام حسین	۱۲/-
جواہر پارے (اقوال)	ضیا جعفر	۱/۵۰
جدید اردو شاعری	عبدالقادر سروری	۷/-
جدیدیت اور ادب	آل احمد سرور	۵/-
جدید اردو تنقید اصول اور نظریات	شارب ردولوی	۱۵/-
چند ریحان برہمن	ڈاکٹر محمد عبدالحمید فاروقی	۷/۵۰
چترلیکھا	بھگوتی چرن ورما	۳/۵۰
چاندنی اور انگارے	اسلام رونی	۲/-
چند تصویرِ بتاں	شمیم احمد	۴/۲۵
" " "	سید مبارز الدین رفعت	۳/۵۰
چند ممتاز شعراء	سید صفی مرتضیٰ	۱/۵۰
حیاتِ آصف	محمد محبوب جنیدی	۱۰/-
حیاتِ سرمد	مولانا ابوالکلام آزاد	/۵۰
حدیثِ خودی	جگر بریلوی	۲/-
حیات ذاکر حسین	خورشید مصطفیٰ	۸/-
حیات علامہ فضل الحق خیرآبادی	مفتی انتظام اللہ شہابی	۱/۲۵
حسرت موہانی	عبدالشکور	۳/۵۰
خانوادۂ قاضی	محمد یوسف کوکن عمری	۸/۵۰
خطوطِ مشاہیر	عبدالماجد دریابادی	۵/-
خبر و نظر	سید علی حیدر	۱/۵۰
داستانے چند	راز چاندپوری	۲/-

دکھنی قدیم اُردو کے چند تحقیقی مضامین	نصیر الدین ہاشمی	۴/-
دیدۂ بینا	کوثر چاند پوری	۴/-
دکن میں اُردو	نصیر الدین ہاشمی	۱۵/-
دوشِ فردا	مجنوں گورکھپوری	۵/۵۰
دبستانِ دبیر	ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی	۱۰/-
داستان سے افسانے تک	وقار عظیم	۱۰/-
دکنی ادب کی تاریخ	ڈاکٹر غلام محی الدین قادری زور	۴/-
دعوتِ حق	ابوالکلام آزاد	۱/۵۰
دلی کا دبستان شاعری	ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	۱۲/-
دربارِ دُربار	مرزا تصدق حسین	۲/۵۰
دیوار سے	یوسف ناظم	۳/-
دو ادبی اسکول	علی جواد زیدی	۷/-
دکنی کی ابتدا	ڈاکٹر آمنہ خاتون	۲/-
دکھنی میں مرثیہ اور عزاداری	ڈاکٹر رشید موسوی	۱۰/-
ذکر و مطالعہ	ذکی احمد	۳/۷۵
ذوقِ جستجو	خواجہ احمد فاروقی	۱۲/۵۰
ذوقِ ادب و شعور	احتشام حسین	۴/۵۰
ریاست	ترجمہ ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۵/-
رُوپ رس	مترجم جاوید وششٹ	۵/-
رجب علی بیگ سرور	نیر مسعود رضوی	۱۲/-
رواداری ہندوستانی سماج میں	ابوالفہیم عبد المنان	۳/-
ریاست میسور میں اُردو	ڈاکٹر آمنہ خاتون	۱۰/-
ریاست میسور میں اُردو کا نشو و نما	ڈاکٹر حبیب النساء	۱۰/-
رشید احمد صدیقی شخصیت اور فن	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	۷/-
روحِ تنقید	ڈاکٹر زور	۳/۵۰
رباعیاتِ عمر خیام پر ایک تحقیقی نظر	مولانا عبدالباری آسی	۳/۵۰
روایت اور بغاوت	احتشام حسین	۴/۵۰
رسالۂ تذکرات	مولفہ گارساں دتاسی	۵/-
رمزِ اقبال	ڈاکٹر سید عبداللہ	۲/-
سلیمان خطیب اور ان کا کلام	سید مبارز الدین رفعت	۳/۵۰
سلکِ گوہر	احتشام حسین	۳/-
سوانح مولانا رومؒ	شبلی نعمانی	۴/-
۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء	امداد صابری	۶/۹۴
" کے غدار شعراء	" "	۲/۵۰
ساحل اور سمندر	سید احتشام حسین	۴/۵۰
سرقہ اور توارد	نریش کمار شاد	۲/۲۵
سخنورانِ بنارس	ڈاکٹر امرت لعل عشرت	۷/-
سخنہائے گفتنی	کلیم الدین احمد	۸/-
سرکش روحیں	خلیل جبران	۳/-
ساگر سنگیت	مترجم منور لکھنوی	۱/۵۰
سرشار ایک مطالعہ	پریم پال اشک	۵/-
روز مرہ محاورہ اور غالب	" "	۹/-
سرسید اور ان کے نامور رفقا	سید عبداللہ	۸/-

سرسید سیاسی و تاریخی آئینے میں	ڈاکٹر شان محمد	۳/۵۰
سب رس	مُلّا وجہی	۵/۵۰
سمن زار	ترجمہ ضیاء احمد بدایونی	۱۲/-
شعر و زبان	ڈاکٹر مسعود حسین	۵/-
شعرائے اردو کے تذکرے	ڈاکٹر عبداللہ	۵/-
شرح بانگ درا	یوسف سلیم چشتی	۱۵/-
" ضرب کلیم	" "	۸/-
" بال جبریل	" "	۹/-
شعر و ادب	سید اختر علی تلہری	۳/-
شرح ضرب کلیم	عارف بٹالوی	۵/-
شاد عظیم آبادی	مرتبہ نقی احمد ارشاد	۷/۵۰
شاد اور اس کی شاعری	پورن کمار ہوش	۳/-
شبلی نامہ	محمد اکرام	۴/
صحبت با اہل دل	ابوالحسن میاں	۵/۵۰
صحیفۂ محبت	ڈاکٹر محمود الٰہی	۵/-
صنم خانوں میں	کلیم عرفی	۷/-
طوطی نامہ	مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی	۲/-
علم الامراض	حکیم سید ظل الرحمٰن	۵/-
عظیم و لازوال	عابد رضا بیدار	۵/-
عبدالحق کے خطوط عبدالحق کے نام	ڈاکٹر عبدالحق	۶/-
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	۱/۲۵
علمی اُجالے	امیر حسن نورانی	۲/۵۰
عربی شاعری کے	ڈاکٹر سید احتشام احمد ندوی	۳/-
عکس اور آئینے	احتشام حسین	۴/۵۰
عبدالباری آسی	وصی احمد	۲/۵۰
غزل اور متغزلین	ابواللیث صدیقی	۸/-
فراق گورکھپوری	شکیل قریشی	۴/-
فکر انسانی کا سفر ارتقاء	خواجہ غلام السیدین	۳/-
فارسی ادب بعہد اورنگ زیب	ڈاکٹر نورالحسن	۱۶/-
فن افسانہ نگاری	وقار عظیم	۶/۵۰
فیض میر مرتبہ	مسعود حسن ادیب	۱/۵۰
فن کی جانچ	ڈاکٹر سیدہ جعفر	۴/-
فسانۂ عبرت	مسعود حسن رضوی	۲/-
فلسفۂ نفس	ضامن نقوی	۲/-
فردوسی ہند	ڈاکٹر صفدر آہ	۲/-
فسانۂ عجائب	مرزا رجب علی بیگ سرور	۱/۵۰
فانی بدایونی حیات شخصیت اور شاعری	ڈاکٹر مغنی تبسم	۱۵/-
فلسفۂ اقبال	عبدالقوی دریابادی	۲/۵۰
قومی تہذیب اور ہندوستانی مسلمان	ظفر امام	۲/-
قومی تہذیب اور ہندوستانی مسلمان	عابد رضا بیدار	۲/-
قصۂ مہر افروز و دلبر	مرتبہ ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۱۳/-
قواعد اردو	مولوی عبدالحق	۶/-
قول فیصل	ابوالکلام آزاد	۲/۵۰
قصیدۂ علماء	سراج الحق	۱/۵۰

قدر و نظر	اختر اورینوی	۳/۵۰
قصۂ حسن و دل	جاوید وششٹ	۶/-
[illegible]مع و مسائل	عبدالماجد دریابادی	۲/-
قدیم اردو اوّل، دوم	ڈاکٹر مسعود حسین	۲۸/-
کربل کتھا کا لسانی مطالعہ	خلیق، نارنگ	۴/-
کہرے کا چاند	ڈاکٹر محمد حسن	۳/-
کمیونسٹ اور مذہب	ظ۔ انصاری	۲/۷۵
کعبہ میں صنم خانہ	سلام سندیلوی	۴/-
گنج سوختہ	شمس الرحمن فاروقی	۵/-
گلشن ہند	سید حیدر بخش حیدری	۵/-
گنجینۂ معنی	ڈاکٹر جعفر رضا	۴/-
گفت و شنید	ظفر ادیب	۶/-
گنج خوبی	میر امن دہلوی	۱۵/-
گل و صنوبر	مرتبہ رفیق مارہروی	۱/۲۵
لوک گیت	اظہر علی فاروقی	۱/۵۰
لکھنؤ کا شاہی اسٹیج	سید مسعود حسن رضوی	۵/۵۰
” عوامی اسٹیج	” ”	۵/۵۰
لکھنؤ کی زبان	باقر شمس لکھنوی	۵/-
لکھنؤ کی پانچ راتیں	سردار جعفری	۳/۵۰
لاہور کا جو ذکر کیا	گوپال متل	۶/-
لاوے کا سمندر	ڈاکٹر شکیل الرحمن	۱۰/-
لفظ و معنی	شمس الرحمن فاروقی	۶/۵۰
منشورات	برج موہن دتاتریہ کیفی	۶/-
مباحث	ڈاکٹر سید عبداللہ	۱۵/-
مطالعۂ میر	مرتبہ: ابو محمد سحر	۸/-
مضامین ہفت رنگ	ڈاکٹر آفتاب اختر	۲/۵۰
مقالات تلہری	اختر علی تلہری	۲/۵۰
مکاتیب امیر مینائی	مرتبہ احسن اللہ ثاقب	۵/-
مضامین شرر	عبدالحلیم شرر	۴/۵۰
مآثر محمود شاہی	ڈاکٹر نورالحسن	۶/۵۰
مصحفی اور ان کا کلام	ڈاکٹر ابواللیث صدیقی	۶/-
معیار و میزان	ڈاکٹر مسیح الزماں	۳/۵۰
مَن سمجھاؤں	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۲۵
مباحث و مسائل	ضیا احمد بدایونی	۱۱/-
مقالات الشعرا	حیرت اکبرآبادی	۵/-
مطالعۂ زور	ڈاکٹر اکبر حیدری	۵/-
مختصر تاریخ ادب اردو	ڈاکٹر اعجاز حسین	۸/-
مجاز حیات اور شاعری	منظر سلیم	۴/۵۰
مقدمہ تاریخ زبان اردو	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۵/-
مجذوب اور ان کا کلام	مرتبہ محمد رسا انصاری	۱/۵۰
مجاز کچھ یادیں	” احمد ابراہیم علوی	۱/-
مولانا امداد صابری	پنڈت ہرسروپ شرما	۲/-
مرزا رسوا، حیات اور ناول نگاری	ڈاکٹر آدم شیخ	۶/-
مرثیہ نگاری اور میر انیس	ڈاکٹر محمد احسن فاروقی	۳/۵۰
مراثی انیس میں جذباتی عناصر	ڈاکٹر سلام سندیلوی	۴/-
ملاقاتیں	ندا فاضلی	۳/۹۵
مغل تہذیب	محبوب اللہ مجیب	۴/-
مضامین لسان الصدق	عبدالقوی دسنوی	۳/۵۰
مطالعۂ سودا	ڈاکٹر محمد حسن	۳/-
منیر شکوہ آبادی	ڈاکٹر زہرہ بیگم	۶/-

مطالعۂ انیس	ناظر کاکوروی	۳/-
مطالعۂ مثنوی گلزار نسیم	مظفر احمد لاری	۲/۵۰
مطالعۂ حسرت	عطا کاکوی	۳/-
مطالعۂ شاد	،، ،،	۴/-
مجاز کا المیہ	سلامت اللہ خاں	۵/-
مطالعۂ حالی	ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی	۴/۵۰
مکاتیب میرزا مظہر جانجاناں (فارسی)	عبدالرزاق قریشی	۶/-
مکاتیب حالی	محمد اسمٰعیل	۲/-
مرزا رسوا کے تنقیدی مراسلات	ڈاکٹر محمد حسن	۳/۵۰
مولوی نذیر احمد کی کہانی	فرحت اللہ بیگ	۱/۲۰
مومن	احسان دانش	۴/۵۰
معرکۂ چکبست و شرر	مرتبہ امیر حسن نورانی	۴/۷۵
مرثیۂ انیس میں ڈرامائی عناصر	شارب ردولوی	۳/-
مطالعے	زلش کار شاد	۳/۵۰
منتخب سوانح اور خاکے	مرتبہ سید نجم الدین نقوی	۳/-
مطالعہ و تنقید	اختر انصاری	۴/۵۰
میر تقی میر کے ادبی معرکے	محمد یعقوب	۵/-
مسلمان عورت	ابوالکلام آزاد	۵/-
مقالات	مرتبہ انجمن اساتذہ جامعہ	۴/-
مولانا آزاد فکر و فن	ملک زادہ منظور احمد	۱۰/-
میر امن سے عبدالحق تک	سید عبداللہ	۱۰/-
مقدمات و مقالات	عبدالاحد خاں خلیل	۵/۵۰
نثر و غزل دستہ	مرتبہ مظفر حنفی	۸/-
نکات مجنوں	مجنوں گورکھپوری	۵/-
ناول کیا ہے	نور الحسن ہاشمی	۳/۵۰
نذر مقبول	مرتبہ خیر بہوروی	۳/-
نقد میر	سید عبداللہ	۷/-
نکات ادب	محمد مظفر حسین	۵/۵۰
نقوش اقبال	ابوالحسن علی ندوی	۵/-
نقوش فانی	کبیر احمد جائسی	۲/-
نیا ادب	مرتبہ خواجہ احمد عباس	۱/-
نقد و انتقاد	اعجاز احمد معجز	۲/-
نشریات ماجد	عبدالماجد دریابادی	۳/۷۰
نقطۂ نظر	عبدالمغنی	۵/۷۵
نئے پرانے چراغ	آل احمد سرور	۶/-
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی	سعید احمد صدیقی	۲/-
نگارشات ادب	مسعود حسن رضوی	۹/-
ولی سے اقبال تک	ڈاکٹر سید عبداللہ	۵/۵۰
وحید الدین سلیم حیات اور ادبی خدمات	ڈاکٹر منظر عباس	۷/-
وقائع نواب آصف الدولہ	عابد رضا بیدار	۱۰/-
واقعات دار الحکومت دہلی	بشیر الدین احمد دہلوی	۱۸/-
ہماری شاعری	مسعود حسین رضوی ادیب	۴/۵۰
ہماری داستانیں	وقار عظیم	۱۰/-

ہندوستانی موسیقی — مفتی فخرالاسلام — ۲/۵۰
ہجر و وصال — ابوالکلام آزاد — ۳/-
ہفت تماشا — مرزا محمد قتیل — ۷/-
ہندوستانی لسانیات کا خاکہ — احتشام حسین — ۲/-
ہم کیوں بھولتے ہیں — سعید احمد صدیقی — ۲/۵۰
ناقابلِ فراموش — دیوان سنگھ مفتون — ۲/۵۰

ہندوستانی لسانیات — ڈاکٹر زور — ۳/-
ہمارے نثر نگار — سید صفی مرتضیٰ — ۱/۵۰
ہندوؤں میں اردو — رفیق مارہروی — ۷/۵۰
یاس، یگانہ چنگیزی — راہی معصوم رضا — ۶/-
یادگارِ انیس — امیر احمد علوی — ۳/-
یوں بولے وویکانند — وویکانند — ۰/۶۰
نقوش و افکار — مجنوں گورکھپوری — ۳/۵۰

۱ شعری مجموعے

آؤ کہ کوئی خواب بنیں — ساحر لدھیانوی — ۵/-
اردو شاعری میں تاج محل — مرتبہ شجاعت خاور — ۱/۷۵
آتشِ تر — خمار بارہ بنکوی — ۴/-
اسمِ اعظم — شہریار — ۴/-
اذانِ سحر — انوار اعظمی — ۷/-
انداز — مہیش چندر نقش — ۳/-
انوارِ نظر — نظر لکھنوی — ۲/۲۵
آنگنیں — نسیم آروی — ۳/۵۰
آخری ذات کی تلاش — محمد علوی — ۲/۲۵
آوازِ اقبال — نریش کمار شاد — ۲/۵۰
اشعارِ میر — عبدالمنان صاحب بیدل — ۰/۷۵
انتخاب کلام فراق — خلیل الرحمن اعظمی — ۱/-
آبگینہ — حفیظ مالیگانوی — ۲/۵۰
انتخابِ سودا — ثاقب کانپوری — ۳/-
آئینہ در آئینہ — عزیز قیسی — ۴/-
انتخاب نظم اردو — نسیم قریشی — ۱/۱۳

انتخاب کلامِ آتش — ڈاکٹر اعجاز حسین — ۴/۵۰
انتخابِ حالی — سید سفارش حسین — ۱/۱۵
انتخاب قصائد و غزلیات — مرتبہ ادارہ فروغ اردو — ۴/-
اکائی — بشیر بدر — ۳/-
اشعار — حسن نعیم — ۸/-
اردو کی مزاحیہ شاعری، انتخاب — مرتبہ عرش ملسیانی — ۸/-
آہنگِ جذب — جذب عالم پوری — ۴/-
انجمن آرزو — اختر اورینوی — ۴/-
آوازیں — پورن کمار ہوش — ۳/-
آخرِ شب — کیفی اعظمی — ۶/-
اوراقِ مصور — سکندر علی وجد — ۷/-
انتخاب کلام شیفتہ — مرتبہ: خواجہ ذکی احمد — ۱/-
ادھورے خاکے — شرف کمالی — ۳/-
ادائے کفر — منور لکھنوی — ۱/۵۰

انتخاب کلام جرأت	مرتبہ ایم حبیب خاں	۱/۲۵
ارمغانِ حرم	" افتخار اعظمی	۵/-
انتخاب کلام چکبست	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۵۰
آغوشِ خیال	آزاد گلاٹی	۳/-
اجنبی	وشوناتھ درد	۵/-
آئینۂ اخلاق	خواجہ دل محمد	۲/۲۵
آئینۂ حیرت	حیرت شملوی	۳/-
افکارِ خوشتر	ممتاز خوشتر کھنڈوی	۱۰/۵۰
اسلام نامہ	سلم الحریری	۵/-
افکارِ تعشق	مرتبہ مہذب لکھنوی	۲/-
آثارِ عشق	" " "	۲/-
اسرارِ محسن	" " "	۲/-
افکارِ محسن	" " "	۲/
الہام و افکار	جوش ملیح آبادی	۵/-
اوراقِ زندگی	بسمل سعیدی	۱۵/-
برگِ آوارہ	خورشید احمد جامی	۴/-
بھگوت گیتا (منظوم)	منور لکھنوی	۳/-
بانگِ درا	ڈاکٹر محمد اقبال	۶/-
بالِ جبریل	" " "	۳/۵۰
بوئے گل	مرتبہ نظر برنی	۴/-
بزمِ خیال	سیدہ فرحت	۱/-
٤٤ نظمیں	کلیم الدین احمد	۵/۷۵
بچوں کی دنیا	تلوک چند محروم	۴/-
بنتِ لمحات	اختر الایمان	۵/-
[illegible]	[illegible]	۳/-

باقیاتِ اقبال	ڈاکٹر اقبال	۲/۵۰
بیکراں	جگن ناتھ آزاد	۴/۵۰
بہارِ مودب مرتبہ	مہذب لکھنوی	۴/۵۰
بازارِ سخن	" " "	۲/-
بڑھے چلو	ڈاکٹر خلیق انجم	۱/۵۰
بہار نغمہ	دیپک پوری	۴/-
بھرتری ہری	جے کرشن چودھری	۲/-
بادہ و جام	شارق میرٹھی	۱/۵۰
پیراہنِ شرر	سردار جعفری	۳/-
پیکرِ خیال	اختر بستوی	۲/-
پتھروں کا مغنی	وحید اختر	۶/-
پنکھڑی گلاب کی	تبسم سحر	۲/۵۰
پراگندہ	صفی اورنگ آبادی	۳/۵۰
پریم وانی	مرتبہ سردار جعفری	۲۵/-
پرانے موسموں کی آواز	کمار پاشی	۲/۵۰
پھوار	نریش کمار شاد	۲/۵۰
پاک زمین ناپاک قدم	عشرت کرتپوری	-/۶۵
پرِ طاؤس	اختر انصاری دہلوی	۳/-
تلخیاں	ساحر لدھیانوی	۳/۷۵
ترانہائے خیام	آقائی سید رغیب حسین	۲/-
تبرکاتِ اقبال	محمد بشیر الحق دیسنوی	۳/-
تراشیدہ	شاذ تمکنت	۵/-
تلاشِ منزل	کرشن سونی نشا	۴/-
تمنا کا دوسرا قدم	صہبا وحید	۵/-
ترنگیں	رانا پرتاپ سنگھ گنوری	۲/-

ستم	ادیب مالیگانوی	۵/-
بھی غزلیں	مظفر حنفی	۴/-
سویرہ وفا	وفا شاہجہانپوری	۵/-
ام صد رنگ	ن۔ ت۔ نجمی	۴/-
ریاتِ رضی	مرتبہ ڈاکٹر ظہیر صدیقی	۱/۵۰
لے کنول	شمس فرخ آبادی	۲/-
رباتِ واحسنا	[illegible] دہلوی	۴/-
مالِ غزل	عطا کاکوی	۴/-
ام سہ آتشہ	پروفیسر پریم نگپوری	۳/-
ہاراتِ اسمٰعیل	شجاعت علی سندیلوی	۱/-
ام جم	محمد ذوالنورین	۳/-
دہ و منزل	جیمنی سرشار	۲/۵۰
بۂ آواز	من موہن تلخ	۴/۵۰
ہاراتِ انیس	ترتیب مرزا مغلی	۹/-
ۂ صد رنگ	شمس عظیم آبادی	۴/-
ردں اور	شاہد کبیر	۴/-
ندر کے پتھر	سید جعفر رضا	۵/-
نی اساڑھ کی	راج نرائن راز	۳/-
نامہ	محمد یوسف پاپا	۲/-
ا چلو مرتبہ	شاہد کبیر	۱/-
یشۂ دل	غلام ربانی تاباں	۲/۲۵
انبوہ	سیفی سیوہاروی	۳/-
ف معنبر	باقی	۱۰/-
سلنک	فقہ ...	

حریم نور	صادق دہلوی	۲/۵۰
خوابِ زلیخا	حکیم یوسف حسین خاں	۲/۲۵
خرمن	شفیق جونپوری	۲/۵۰
خلش	سیفی پریمی	۲/-
خواب تماشا	کمار پاشی	۴/-
خشتِ دیوار	زبیر رضوی	۴/-
خوابوں کا مسیحا	اعجاز صدیقی	۲/۵۰
دکنی رباعیاں	ڈاکٹر سیدہ جعفر	۶/-
دنیا کہیں جسے	ڈاکٹر عشرت انور	۵/-
دائرہ	عابد عالمی	۵/-
دیوان شاہ نیاز بریلوی	مرتبہ ڈاکٹر نور الحسن	۳/۲۵
" امیر خسرو	" "	۲۸/-
" غنی	ملا محمد طاہر غنی کاشمیری	۸/-
" قائم	مرتبہ خورشید الاسلام	۷/-
" ناشاد	این۔ بی۔ سین ناشاد	۱۰/-
دہانِ زخم	اختر انصاری	۱۵/-
دل مگر اکیلا ہے	مرتبہ وشنو ناتھ	۴/-
دیوانِ فائز	" خواجہ فضل امام	۵/-
دیوانِ بیان	ثاقب رضوی	۹/۵۰
دیوانِ حالی	خواجہ الطاف حسین حالی	۲/۵۰
" فصاحت	فصاحت لکھنوی	۳/۵۰
لقا اکبرآبادی	مرتبہ خواجہ احمد فاروقی	۳/۵۰

دستۂ گل ...	مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن	-/۲
دیوانِ مصحفی	,, مہذب لکھنوی	۳/۵۰
,, میر ,,	سردار جعفری	-/۲
,, انجم	مرزا اسحاق جاہ انجم	-/۲
دیوانِ عزلت	عبدالرزاق قریشی	-/۱۰
ذوقِ سفر	غلام ربانی تاباں	-/۵
ذوقِ جمال	عنوان چشتی	-/۳
ذوقِ جنوں	آل احمد سرور	۴/۵۰
رمز و کنایات	فراق گورکھپوری	۳/۵۰
رمز نامۂ دبیر	دبیر لکھنوی	۴/۵۰
رطب و یابس	ظفر اقبال	-/۴
رہبرِ ایشیا	ساحر صدیقی والی آسی	۳/۵۰
رقصِ دوام	صغیر احمد صوفی	۱/۷۵
ریت کے پھول	آدم نصرت	۲/۵۰
رخصتی کے پھول	ایم۔ اے۔ خان	-/۳
رقصِ خیال	ظفر مہدی	۴/۵۰
روحِ سخن	نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل	-/۴
رازِ یزدانی (انتخاب)	راز یزدانی	-/۵۰
رعنائیاں	شکیل بدایونی	۴/۵۰
رنگینیاں	,, ,,	۳/۵۰
رحلِ نظر	مہدی نظمی	۲/۵۰
رباعیات سرمد شہید	سرمد	-/۲
رزم نامۂ	سید مسعود حسن ادیب رضوی	۳/۵۰

زمزمہ	صفدر رآہ	-/۲
زہرِ حیات	زاہدہ زیدی	-/۵
ساتواں در	شہریار	-/۲
سرابوں کے سفر	مرتبہ عقیل شاداب	-/۲
۱۹۷۰ء کی شاعری	کمار پاشی	-/۲
سازِ حیات	پریم شنکر گوکل فرحت	-/۱
سازِ بیخودی	عمر انصاری	-/۱
سورج کا شہر	شہاب جعفری	-/۱
سوادِ منزل	نشور واحدی	۱/۵۰
سیلی استاد	محمد نیاز	-
سحرِ حلال	ساحر بھوپالی	۱/۵۰
سردِ سرمدی	ناشاد کانپوری	۱/۵۰
سیہ بر سفید	محمود سعید	۵۰
سحرِ نغمہ	ساحر ہوشیار پوری	
سوزِ حیات	یحییٰ جیدن والا	۰۰
سفر مدام سفر	سنتراج کومل	
سرورِ جاوداں	بسمل آتساہی	۵
سفینہ	موہن سنگھ دیوانہ	
شیرازۂ مژگاں	کرشن موہن	
شورشِ پنہاں	کالی داس گپتا رضا	
شعلۂ خاموش	,, ,, ,,	
شعلۂ تشنگی	جاوید وششٹ	
شعلہ و شبنم	جوش ملیح آبادی	
شب گشت	عمیق حنفی	
شبستان	شکیل بدایونی	

شاد عارفی (انتخاب غزل) -/۵۰
شعلہ زار دوارکا داس شعلہ -/۶
شہرِ انقلاب سیماب اکبر آبادی -/۳۷
شاہنامۂ اسلام کامل بہ حصّے حفیظ جالندھری -/۱۶
شرارِ سنگ عرش ملسیانی -/۸
شمشیر و سناں مرتبہ ساحر لکھنوی -/۲
شمیمِ گل شاہد منادری -/۴
شعلۂ رنگین حرم محمد آبادی -/۴
شارہ شفیق جونپوری ۲/۷۵
شورِ خیالاں بھوانی داس قمر ملتانی ۱/۵۰
شبنم شبنم کرشن موہن -/۵
شب چراغ خاور نوری ۱/۵۰
شاہکار سخن مرتبہ تہذیب لکھنوی -/۲
صحرا صحرا صبا جائسی (علیگ) ۳/۷۰
صہبائے حرم ساجد صدیقی لکھنوی ۱/۵۰
صنم و حرم شکیل بدایونی ۳/۵۰
صحرا میں اذان گوپال متل -/۶
صبوحی مہر چند کوثر ۳/۵۰
صدائے تیشہ راشد آذر -/۲
صدائے دل ساحر بھوپالی -/۳
ضربِ کلیم علامہ اقبال ۳/۵۰
طوفانِ غم سلطانہ ناشاد ۱/۵۰
عکس ریز مظفر حنفی -/۴
عالمِ آشوب سیماب اکبر آبادی -/۳

عرفانِ حافظ پنڈت شیاما چرن داس -/۱
عروسِ فطرت آثر لکھنوی -/۳
غزالِ رعنا حیا دیدو ششث -/۶
غزنم کامل چاند پوری -/۵
غبارِ رنگ اندر سروپ دت نادان -/۳
غزل انسائیکلو پیڈیا ذکی کاکوروی -/۶
غزل مجروح سلطانپوری -/۷
فکرِ نشاط جوش ملیح آبادی -/۵
فروغِ جام نشور واحدی -/۳
فردوسِ گوش جوش ملسیانی -/۶
فکرِ جمیل جمیل مظہری -/۵
فاصلے مدہوش بلگرامی ۲/۵۰
قدمچے فرقت کاکوروی ۴/۵۰
قائم چاندپوری (انتخاب) عابد رضا بیدار -/۱
کلامِ نرم و نازک رعنا نقوی واہی -/۴
کارواں خیالوں کے نو بہار صابر -/۶
کالے کاغذ کی نظمیں باقر مہدی ۴/۵۰
کلیاتِ مصحفی اوّل مرتبہ ڈاکٹر نور الحسن نقوی -/۱۷
کلیاتِ میر اوّل مرتبہ ظل عباس عباسی -/۲۵
" اقبال اردو " علامہ اقبال -/۶
" اختر شیرانی گوپال متل -/۶
" جگر جگر مراد آبادی -/۸
" غالب (فارسی) مرتبہ امیر حسن نورانی -/۱۵
" سودا (کامل) " ڈاکٹر محمد حسن -/۳۰
کبیر بانی " سردار جعفری -/۲۰

کلیاتِ نسیم میسوری	مرتبہ میر محمود حسین	۳/۵۰
" حسرت موہانی	حسرت موہانی	۷/۵۰
" اکبر الہ آبادی	اکبر الہ آبادی	۱۱/-
کائناتِ روح	عباس زیدی	۵/-
کائناتِ دل	منور لکھنوی	۱/۵۰
کرنیں	جگدیش مہتہ درد	۳/۲۵
کارِ امروز	سیماب اکبر آبادی	۴/۵۰
گرمیٔ اندیشہ	مغیر احمد صوفی	۵/-
گلوب	سید احمد شبنم	۵/-
گھر آنگن	جاں نثار اختر	۳/-
گلبانگ	سید محمود اعظم فہمی ترمذی	۷/۳۷
گرد کا درد	کیف احمد صدیقی	۳/-
گفتنی	محمود سعیدی	۳/-
گلستانِ ہزار رنگ	سید بہاؤ الدین	۲/-
گیت محل	تصدق مظفر نگری	۲/-
گردِ راہ	ضیاء فتح آبادی	۳/۵۰
گیت گووند	منصور لکھنوی	۲/-
گیتا (منظوم)	دل محمد	۲/-
گلزارِ نظیر	مرتبہ سلیم جعفر	۱۰/-
گل پارے	کاظم علی خاں	۴/-
گلشن گلشن	پریم پال اشک	۲/۲۵
گلِ نو	واحد پریمی	۳/-
گلِ نغمہ	فراق گورکھپوری	۸/۵۰
گلبانگِ حرم	حمید صدیقی	۵/-
لامکاں	غلام مرتضیٰ راہی	۳/-
لوک گیت	اظہر علی فاروقی	۱/۵۰
لکیریں	نازش پرتاپ گڑھی	۱/۵۰
لمعاتِ افق	مرتبہ منور لکھنوی	۱۰/-
لفظوں کا پل	ندا فاضلی	۳/۵۰
لالہ زار	پیکاں چاندپوری	۲/۵۰
لعل و جواہر	ساجد صدیقی والی آسی	۲/۵۰
لمعاتِ شاد	شاد عظیم آبادی	۲/-
لمعاتِ انور	سردار انور خاں انور	۹/-
منظوماتِ میاں دلگیر	ڈاکٹر حیدری کاشمیری	۸/-
موجِ صبا	صبا عظیم آبادی	۱/۲۵
مثنوی دریائے عشق	مرتبہ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	۴/۷۵
" " "	میر تقی میر	۴/۵۰
مرکز	سہیل اعظمی	۲/-
میخانہ	کشن دت طوفاں دہلوی	۲/۲۵
مجموعۂ رباعیات میر انیس مرحوم	سید محمد عباس	۱/۵۰
ماہِ تمام	قمر مراد آبادی	۲/-
متاعِ تسکین	تسکین قریشی	۳/-
مضراب	فیضی نظام پوری	۴/-
موجیں	قیصر حیدری	۵/۵۰
مثنوی آبِ سراب	جمیل مظہری	۲/-
معیارِ کمال	مرتبہ تہذیب لکھنوی	۲/-
مختار وحید	" " "	۲/-
مراۃ العشق	" " "	۲/۵۰
مراۃ تہذیب	" " "	۲/۵۰
مانجھی دھیرے چل	منصور سبزواری	۴/-

میراثی میر تقی میر	مصور سبزواری	۳/-
مرثیۂ نفیس	" "	۲/-
مادۂ کامل	ڈاکٹر کامل قریشی	۶/-
متاعِ نظر	نظر برنی	۳/-
مثنوی گلزارِ نسیم مرتبہ	امیر حسن نورانی	۲/۵۰
" بوعلی شاہ قلندر	بوعلی شاہ قلندر	۱/-
مناظرِ قدرت	محمد الیاس برنی	۱/-
مثنوی زہرِ عشق مرتبہ	امیر حسن نورانی	۱/۲۵
منزل منزل	شباب للت	۴/-
میراں کے گیت	جے کرشن چودھری	۲/-
مراۃ الغیب	امیر مینائی	۴/۵۰
میں اور تو	مظفر احمد لاری	۳/۵۰
موجد و مفکر	جوش ملیح آبادی	۲/-
مسدس حالی	مولانا حالی	۱/۵۰
موجِ نسیم	نسیم نکودری	۳/-
مزاجِ آب و گل	حسن شہیر	۶/-
نوائے تیشہ	ظفر حمیدی	۳/-
نغمۂ شب	اختر بستوی	۲/-
نوائے عصر	یحییٰ اعظمی	۳/-
نغمات	شہزادہ ناصر الدین محمد اسد الرحمٰن قدسی	۳/-
نزہتِ دل	مہر سہلائی	۴/-
نوید عصر نبین	نیاز حیدر	۱/-
نشاطِ نظر	ہدایت محسنی	۲/۲۵
نوائے راز	راز چاندپوری	۳/-
نقوشِ پروانہ	پروانہ بی اے	۱/۵۰

نارسیدہ	وارث کرمانی	۳/-
نغمۂ روح	صادق دہلوی	۳/-
نغمۂ سرمد	مترجم: عرش ملسیانی	۵/-
نگارِ نفیس	مرتبہ: مہذب لکھنوی	۲/-
نیرنگِ معانی	تلوک چند محروم	۵/-
ندرِ نانک	مہدی نظمی	۵/-
نغمۂ فردوس	علامہ محوی صدیقی	۱/۵۰
نقشِ کارواں	نہال رضوی لکھنوی	۲/-
نوائے پریشاں	جگن ناتھ آزاد	۳/۵۰
نسیمِ بہار	اے۔ بی۔ بہار	۷/۵۰
نجات سے پہلے	قاضی سلیم	۴/-
نیم باز	عنوان چشتی	۴/-
نئے نام مرتبہ	شمس الرحمٰن فاروقی	۴/-
نقشِ قدم	علی احمد جلیلی	۲/۷۰
نظم انسائیکلوپیڈیا	ذکی کاکوروی	۹/-
نوائے سرور	سرور جہاں آبادی	۶/-
نورِ فردا	عتیق	۳/-
نوبۂ نو	ڈاکٹر صفدر آہ	۱/۷۵
نوائے کفر	منور لکھنوی	۲/۵۰
نغماتِ ابد	سرمد	۵/۲۵
نروان	فاروق جنون	۲/-
نشانِ منزل	احسن رضوی	۳/-
وجد و حال	بہزاد لکھنوی	۲/-
وادیٔ گل	رفعت سروش	۳/-
وجدانِ حافظ	منور لکھنوی	۳/-

ورق ورق	فیض احمد فیض	۵/-	ہزار انجم	مسلم مالیگانوی	۸/۵۰
وقارِ انیس	مرتبہ مہذب لکھنوی	۲/-	ہجویاتِ تیر	احمد جمال پاشا	۳/۵۰
وطن کے راگ	مظفر شاہ	۳۰/-	ید بیضا	ساحر بھوپالی	۳/-
ویرانیاں	دور آفریدی	۳/-	یارانِ میکدہ	مرتبہ محمود علی خاں صبا	۲/-
وطن میں اجنبی	جگن ناتھ آزاد	۳/۵۰	یادوں کی خوشبو	خورشید احمد جامی	۴/-
ہند نامہ	ملدیو راج سود	۲/۵۰			

دلچسپ و سبق آموز ناول

فہمی

از

رئیس احمد جعفری

انسانی زندگی میں کبھی کبھی ایسی موجیں بھی آتی ہیں جو بجائے ڈبونے کے خود ہی ساحل تک پہنچا دیتی ہیں۔ یہ دلچسپ ناول اسی کیفیت کا حامل ہے۔ قیمت -/۱۲

باقر مہدی کا نیا شعری مجموعہ

ٹوٹے شیشے کی آخری نظمیں

- سرورق۔ مشہور ہندوستانی مصور اکبر پدمسی
- دو رنگ کی خوبصورت و رنگین طباعت
- ۸ تجریدی نقوش مشہور جدید شاعر اور مصور عادل منصوری
- مجموعے کا بیشتر حصہ غیر مطبوعہ نظموں اور غزلوں پر مشتمل ہے

نہایت خوبصورت کتابت و طباعت۔

قیمت : چودہ روپیے

ملنے کا پتہ : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ ۔ آ... بمبئی ۳ ۔ علی گڑھ ۲

ناول ، افسانے ، اور ڈرامے

کتاب	مصنف	قیمت
اجنتا سے آگے	کرشن چندر	۲/۷۵
آنکھ مچولی	شرف خانم اشرفی	۵/۵۰
انجان	ضیا عظیم آبادی	۴/-
آہوں کے گیت	عفت موہانی	۸/-
آخری تحفہ	عفت موہانی	۸/-
امیر اندلس	علی اصغر چودھری	۴/-
انور	فیاض علی	۱۵/-
آخری تحفہ	منشی پریم چند	۵/۵۰
اپنا اپنا نصیب	این۔ اے۔ بیگم	۱۰/-
افیونی	علی احمد دلشاد	۲/-
اس دیوانگی میں	سلمیٰ کنول	۸/-
ابابیل	مظہر الحق علوی	۱۰/-
آصفہ	سلمیٰ کنول	۸/-
اکبر اعظم	صادق حسین	۶/-
آصف	عذرا جمال	۵/-
ان داتا	کرشن چندر	۴/-
الٹا درخت	" "	۳/-
اُجلے دامن	ابن حیات	۸/-
آنکھ سے آنسو ٹپکا	سعیدہ سلطانہ	۶/-
آنچل کی پیاس	راج دنش	۳/۵۰
ایک خواب ایک آرزو	آشوتی اہلووالیہ	۴/-
اکیلی	شرت چندر	۶/-
آدمی اور سنگ	زلیخا حسین	[illegible]
ایک عورت ہزار دیوانے	کرشن چندر	۳/۵۰
ارمانوں کا خون	مسرور جہاں	۵/-
افشاء اللہ	شوکت تھانوی	۵/-
الفانسو	عبدالحلیم شرر	۴/-
انجم	قیس رامپوری	۲/۵۰
آوارہ	شرت چندر	۵/-
اجنبی نگاہیں	سلطان سجانی	۳/-
اُردو کے بہترین افسانے	پرکاش پنڈت (مرتبہ)	۳/-
اپنے پرائے	زلیخا حسین	۵/۲۵
ایک آنسو ایک تبسم	کرپا شنکر بھاردواج	۵/۵۰
آفتاب دمشق	راشد الخیری	۲/-
المزہرا	" "	۲/-
اور خون بہتا رہا	اختر صدیقی	۵/-
آدم خور	مظہر الحق علوی	۹/-
آواز کے جنگل	" "	۸/-
ایک خواب دو تعبیریں	نوشابہ سعید ناز	۲/-
افشاں	اے۔ آر۔ خاتون	۷/۵۰
اختری بیگم	مرزا سودا	۳/۵۰
انوری بیگم	طیبہ بیگم	۲/-
انجام بہار	اختر ملیح آبادی	۵/-
آنسو ہی ملے	وسیم بانو قدوائی	۳/-
[illegible]	[illegible]	[illegible]

آبلہ پا	رضیہ فصیح احمد	۷/۵۰
امراؤ جان ادا	مرزا رسوا	۶/-
ارمانوں کی سیج	مہندر ناتھ	۲/۷۵
ادھورے خواب	کلدیپ رعنا	۶/-
ایک کشتی سو طوفان	عشرت امیر	۳/۵۰
انارکلی	امتیاز علی تاج	۳/-
آخری چٹان	نسیم حجازی	۸/۵۰
اور تلوار ٹوٹ گئی	" "	۱۰/-
ایک خواب ایک حقیقت	زلیخا حسین	۴/۲۵
آسمان روشن ہے	کرشن چندر	۳/-
ایک ناؤ کاغذ کی	وجے سوری	۳/۵۰
آنکھ کی چوری	مسعود جاوید	۶/-
آندھیاں	انیس مرزا	۳/۵۰
اپنی منزل اپنی راہیں	ولیم سرویاں	۲/۵۰
ایک تھی آشا	ضیا عظیم آبادی	۴/-
الجھی لڑکی کالے بال	کرشن چندر	۵/-
امجد علی	عذرا جمال	۱۶-
انتظارِ موسمِ گل	رضیہ فصیح احمد	۵/۵۰
الفت	خان محبوب طرزی	۵/۵۰
اسیرِ حرص	آغا حشر کاشمیری	۲/-
آسمانی بل	مظہر الحق علوی	۲/۵۰
بزدل	عفت موہانی	۶-
بھگت کبیر	کشن چند زیبا	۱/۷۵
بہادر خاں جنگجو	اختر ملیح آبادی	۴/۵۰
بولانچیل کا قیدی	بدنام رفیعی	۴/-
بیوی	آغا حشر کاشمیری	۳/۵۰
بمبئی رات کی بانہوں میں	خواجہ احمد عباس	۴/۵۰
بوڑھی چڑیل	محمود جالندھری	۴/۵۰
بہار کا پہلا دن	علاؤالدین آزاد	۴/-
برات	مہندر ناتھ	۴/-
بیوہ	پریم چندر	۲/۷۵
بجھے چراغ جل اٹھے	خورشید نکہت	۳/۵۰
بلندی کی طرف	ہربنس سنگھ دوست	۱/-
بے وفا	نریندر شرما	۴/۵۰
بہادر گارجنگ	کرشن چندر	۱۲/-
بھوک	شاہین	۳/۵۰
بے سہارا	ثریا بانو	۱/۵۰
بہکی دھڑکن	سعید امرت	۲/۵۰
بہتا پانی دور کنارا	شرن	۴/-
بال و پر	کنہیا لال کپور	۳/-
بات کی بات	ہنسراج رہبر	۳/۵۰
باغی	رئیس احمد جعفری	۵/-
بھنورے	ضیا عظیم آبادی	۴/۵۰
بہادر شاہ ظفر	منجو قمر	۲/۵۶
بھول ہی بھول	اظہر افسر	۳/-
بلندیوں کے خواب	حامد کاشمیری	۵/-
بے بسی	ٹیگور	۴/-
بیوی اور بیسوا	کشن چندر زیبا	۱/۵۰
برف کا طوفان	لارا انگلز وائلاز	۳/-
بہار کب آئے گی	الگزنڈرس	۱/-

بھرم	عشرت کرتپوری	۳/۰
بے قرار	بھوپیندر دیپ	۳/-
بھیڑیا	مظہر الحق علوی	۹/-
بیگموں کا دربار	عبدالروف عشرت	۷/۵
بہارِ جاوداں	زبیدہ خاتون صدیقی	۴/۰
بارہ آنے	پرویز	۱/۰
باون پتّے	کرشن چندر	۶/۷۵
پرایا دھن	نسیم انہونوی	۸/-
پریم پجاری	عارف مارہروی	۳/۵۰
پانچ ہزار سال قبل	خان محبوب طرزی	۳/۵۰
پتھریلے راستے	ٹیگور	۴/۲۵
پردہ مجاز	پریم چند	۴/-
پیکر	مسرور جہاں	۸/۰
پنگھٹ	ضیا عظیم آبادی	۴/۵۰
پیاسی دھرتی / جلتے سائے	عارف نقوی	۹/۵۰
پگلی	رضیہ بٹ	۸/۵۰
پرایا سپنا	عذرا ستار	۶/۰
پٹھان بچے افغان	مائل ملیح آبادی	۱/۲۵
پھولوں کی مہک / کانٹوں کی چبھن	ایم۔ اے۔ خان	۷/-
پندار	عفت موہانی	۸/-
پیاسا ساون	گلشن نندہ	۵/۵۰
پتھر کا گلاب	کوثر چاندپوری	۷/۵۰
پتوار	ضیا عظیم آبادی	۴/۵۰

پرچھائیوں کی وادی	انور عظیم	۵/۰
پیار کے آنسو	مجاہد لکھنوی	۴/-
پت جھڑ کی آواز	قرۃ العین حیدر	۶/۰
پودے	کرشن چندر	۳/۰
پرویز	چودھری اکرام حسین	۳/-
پیاس	کے ایل۔ ترانہ	۳/۵۰
پنڈت جی	شرت چندر	۲/۰
پانچ لوفر ایک ہیروئن	کرشن چندر	۳/۵۰
پریم پچیسی	پریم چند	۹/۰
تصویر	اے۔ آر۔ خاتون	۸/۰
تھپیڑے	ٹیگور	۴/۵۰
تاریکیوں کے بعد	زلیخا حسین	۴/۷۵
تصویرِ بتاں	عصمت جمیل	۳/-
تری دلبری کا بھرم	عزیزہ احمد	۳/۵۰
تمنا	نسیم انہونوی	۴/۵۰
تازیانے	الطاف مشہدی	۲/۵۰
تانے بانے	خزاں ہوشیارپوری	۲/-
تیسری آنکھ	موہن یاور	۲/۵۰
ترپائی	خان محبوب طرزی	۱/۵۰
تلخ و شیریں	صلاح الدین قریشی	۲/-
تلاشِ مسرت	ایشور دیال سریواستو	۱/۵۰
ترانہ	انجم ممتاز	۸/۰
تقدیر	رئیس احمد جعفری	۶/۵۰
ترنم	زبیدہ خاتون	۹/-
تارِ عنکبوت	مظہر الحق علوی	۲/-

تیغ زن اول دوم	مظہر الحق علوی	۱۸/-
تہذیب	اختر ملیح آبادی	۵/-
تیاگ	شرت چندر	۴/۵۰
تزئین	مسرور جہاں	۵/-
تنہا تنہا	مہندر ناتھ	۶/-
تین پیسے کی چھوکری	قاضی عبدالغفار	۲/-
تاباں	مسرور جہاں	۶/-
تہمت	راقم صدیقی	۳/۵۰
ٹیگور کے ڈرامے	ٹیگور	۳/-
ٹوٹی کہاں کمند	سلیم رضا	۴/۵۰
ٹیڑھی لکیر	عصمت چغتائی	۸/۷۵
ٹھنڈی آگ	شرت چندر	۴/۲۵
تھرکتے ہوئے تار	فاروق	۲/۵۰
ثریا	فاطمہ مبین	۶/-
جلتی چٹان	گلشن نندہ	۴/۵۰
جنگل میں جھونپڑی	لارا انگلز وائلڈر	۱/۵۰
جنگِ اسرائیل	نسیم حجازی	۴/-
جلوۂ ایثار	پریم چند	۴/-
جگمگاتے اندھیرے	وسیم بانو	۳/-
جوکر	شوکت تھانوی	۳/-
جوا	سری رام آہوجہ	۴/۵۰
جوہر	زبیدہ سلطانہ	۶/-
جو جگر کے پار ہوتا	عظمت رضا	۳/۷۵
جگر کے پار	ہیرالعل شوق	۳/-
[illegible]	جی ایس عالم	۳/۷۵

*جن بچے پلے ہوئے	کرتار سنگھ دگل	۳/۵۰
جھیل کے اس پار	گلشن نندہ	۷/۵۰
جب بندھن ٹوٹے	تاجور سامری	۳/-
جسم جلا	نریندر شرما	۴/۵۰
جنگِ اسرائیل و عرب	اختر صدیقی	۵/۵۰
جھومر	نجمہ سلطانہ	۲/۵۰
جمیلہ بوپاشا	مادام جلیبی	۵/-
جدائی	رئیس احمد جعفری	۶/۷۵
جزا	ابنِ حیات	۴/-
جوشِ محبت	مظہر الحق علوی	۴/-
جوہرِ قدامت	راشد الخیری	۲/۲۵
چشمِ پرنم	بلقیس صادق علی	۵/-
چشمہ	اے۔ آر۔ خاتون	۱۵/-
چوٹیں	عصمت چغتائی	۳/-
چشمِ نم	عصمت رضا	۳/۷۵
چراغوں کا سفر	رام لال	۴/-
چنار کے سائے	راج کنول	۲/-
چاند کا زخم	شمشاد احمد	۲/-
چناروں کے سائے میں	پریم بھنڈاری	۳/۵۰
چینی گاؤں ترجمہ	ظ۔ انصاری	۳/۷۵
چیری کا باغ	زاہدہ زیدی	۲/-
چھوٹی بیگم	زبیدہ سلطانہ	۴/۵۰
چندا کی چاندنی	کرشن چندر	۶/-
چندا	عطیہ پروین	۸/-
چنگاری	گلشن نندہ	۷/۵۰

چنگاری	رئیس احمد جعفری	۶/-
چکنے پتھر	رنجیت راہی	۴/۵۰
چندر کلا	جمنا داس اختر	۲/-
چلمن	نادرہ خاتون	۱۰/-
چپکے سے بہار آجائے	سلمیٰ کنول	۸/-
چمگادڑ	مخمور جالندھری	۳/-
چار دل چار راہیں	خواجہ احمد عباس	۳/۵۰
چھوٹی سرکار	مرتضیٰ زیدی	۵/۵۰
حسینہ	نسیم انہونوی	۴/-
حمیرا	زبیدہ خاتون	۱۲/-
حسین قافلے	مجاہد لکھنوی	۴/-
حور	قیسی رامپوری	۳/۵۰
حسن اور انگارے	گوبند سنگھ	۱/۷۵
حسن بن صباح	شررؔ	۱/-
…بن انجینا	شررؔ	۲/۷۵
حسرتوں کے داغ	خورشید نکہت	۹/-
حمیرہ	صادق سردھنوی	۵/-
حسن کے کرشمے	مرزا حسین بیگ	۳/۲۵
حسن کی عیاریاں	نیاز فتحپوری	۲/-
حسنا اور پتھر	حمیدہ جبیں	۴/۵۰
خوفناک دنیا	سید محمد علی شاہ	۴/-
خطرات کا شکاری	اظہار اثر	۲/-
خریدار	نامی کانناتی	۳/-
خواب و خیال	منشی پریم چند	۳/۵۰
خادمہ	مینا ناز	۸/۵۰

خالی پنجرے کی ہنسی	وسنت دیش مکھ	۲/۵۰
خمار	ہیرالال شوخ	۳/-
خوفناک چھائیں	مخمور جالندھری	۴/-
خاتون	نسیم انہونوی	۷/-
خونریز	مظہر الحق علوی	۱۲/-
خدا کی بستی	شوکت صدیقی	۱۰/-
خانم	عظمت رضا	۵/-
خیانت	قیسی رامپوری	۳/-
خوابوں کے شکاری	مظہر الحق علوی	۱۰/-
خورشید بہو	مرزا رسوا	۱/۷۵
خدا نخواستہ	شوکت تھانوی	۲/-
خواب گاہ میں	مخمور جالندھری	۳/۵۰
خوابوں کے کھنڈر	انجم پرواز	۴/۵۰
دوسرے آدمی کا ڈرائنگ روم	سریندر پرکاش	۳/۷۵
دل بیمار	حسین علوی	۱/۵۰
دوروپ	ہاجرہ نازلی	۶/-
درد کے فاصلے	انیس مرزا	۳/۵۰
دھبے سفید و سرخ	گجندر سنگھ	۸/-
داغ فراق	جمیلہ ہاشمی	۱/۵۰
درد کا رشتہ	مہندر ناتھ	۴/۵۰
داغ رسوائی	چندر موہن	۳/۵۰
دل کی وادیاں سو گئیں	کرشن چندر	۳/-
درد کی تصویر	لوکیش گپت	۳/-

دودھ اور خون	صدیقہ بیگم	۲/۵۰
دل سے قریب	افتخار حسین	۱/۷۵
دِگپال	نسیم لدھیانوی	۴/۵۰
دوسری لڑکی	ذکی انور	۴/-
دل اور دیا	رشید پروین	۹/-
دوغنڈے	مظفر حنفی	۴/-
دو بھٹکے ہوئے لوگ	اقبال مجید	۵/۵۰
دلی جو ایک شہر تھا	ترجمہ سلیم احمد	۵/-
دل کا کیا رنگ کروں	ایم احمد جاوید	۴/۵۰
دیدۂ حیراں	مظفر حنفی	۴/-
درد و درماں	عفت موہانی	۵/۵۰
دھوپ	قیسی رامپوری	۳/۵۰
دنیا سے دور	ٹیگور	۴/۷۵
دسواں پل	کرشن چندر	۴/-
درندے	ہرچرن چاولہ	۳/۵۰
دیوتا اور کسان	کرشن چندر	۷/۵۰
دادر پل کے بچے	" "	۳/۵۰
دیوار	مسافر لائلپوری	۳/۵۰
دھڑکنیں	ایم احمد جاوید	۵/۵۰
دردِ محبت	محیا ہر لکھنوی	۶/-
دیوانہ ہے دیوانہ	ترجمہ مخمور جالندھری	۶/۵۰
دکھیاری	عارف مارہروی	۳/۵۰
دروازہ	کرشن چندر	۳/-
دخترِ شب	مظہر الحق علوی	۹/-
دار	رئیس احمد جعفری	۹/-

دُرِّ شہوار	راشد الخیری	-/۷۵
دشمن	ریوتی سرن شرما	۵/-
دیوِ استبداد	مظہر الحق علوی	۷/-
ڈوبتی منزل	مسافر لائلپوری	۳/-
ڈراکیولا	مظہر الحق علوی	۹/-
ڈرپوک	گلشن نندہ	۵/۲۵
ڈاکٹر سنگھ	دریشور ملوریہ	۳/۵۰
ڈرائیور کی ڈائری	کمار شرما	۵/-
ڈاکٹر جیکل	ترجمہ ڈاکٹر محمد حسن	۱/-
ڈولی	انیس مرزا	۵/-
ڈھلکتے آنسو	مسافر لائلپوری	۲/-
ڈراکیولا کی واپسی	مظہر الحق علوی	۵/-
ڈوب گیا سفید دل کا	زبیدہ سلطانہ	۶/-
روحانہ	نادرہ خاتون	۵/-
رنگ محل	حمیدہ سلطانہ	۶/-
رباب	زبیدہ سلطانہ	۹/-
رام محمد ڈلسوزا	علی رضا	۴/-
رستم و سہراب	آغا حشر کاشمیری	۱/۵۰
راہِ عمل	صالحہ عابد حسین	۷/۵۰
رونق	قیسی رامپوری	۳/۵۰
رانی	" "	۵/-
راحت	جمیل الرحمٰن	۳/-
راستے کبھی چلتے ہیں	سلطان سبحانی	۲/۵۰
رنگین کانٹے	النور نزہت	۳/۵۰

راکھ اور انگارے	گلشن نندہ	۳/۵۰	زخم اور ناخن	فاطمہ انیس	۵/-
راجپوت نندنی	شری متی رام جی	۱/۵۰	زرگاؤں کی رانی	کرشن چندر	۳/۵۰
روح کے بندھن	زلیخا حسین	۵/-	زور با	مخمور جالندھری	۱۰/-
رات کا کالا کفن	مظہر الحق علوی	۹/-	زبیو بیا	بلقیس ظفر	۷/-
رحمت	نسیم انہونوی	۳/۵۰	زری	زبیدہ سلطانہ	۶/-
رئیسہ	مسرور جہاں	۴/۵۰	زخم کھلنے کے بعد	ریاض جاوید	۷/-
راہبہ	مسز عبد القادر	۳/-	زندگی کا میلہ	اختر حسین رائے پوری	۲/۰
روبرو	د[illegible]ہنہ	۳/۲۵	زلف و شمشیر	مہدی نظمی	۴/-
روشنک بیگم	مسز اظہر حسین	۵/-	زرتاب	رفیعہ بٹ	۹/۵۰
راج سنگھ	سدرشن	۲/۵۰	زندگی کے جائزے	ابو سعید قرمی	۲/۵۰
روٹھی رانی	پریم چند	۲/-	زندگی کے موڑ پر	کرشن چندر	۲/۷۵
روحانی شادی	" "	۱/۲۵	زہراب	مظہر الحق علوی	۹/-
رومانہ	زبیدہ خاتون	۶/-	زعفران کے پھول	خواجہ احمد عباس	۴/-
رشیدہ	" "	۴/۵۰	زندگی مسکرائی	زلیخا حسین	۵/۲۵
راز دل	نواب زیدی	۷/۵۰	زندگی و فریب	نسیمہ اختر	۳/۵۰
رینو	شرف خانم اشرفی	۹/-	سات انگلیاں	انیس مرزا	۴/-
ریشم کے تار	عارف مارہروی	۶/-	سرفروش	شرت چندر	۵/۵۰
روپ	عادل رشید	۶/-	ستم کے سہارے	عفت موہانی	۹/۵۰
روحانی اشارے	بابو شیو برت لعل	۱/۵۰	سسکتے ساز	گلشن نندہ	۶/-
روشنی کی کرن	رضا الجبار	۴/-	سپہ سالار سنگھ	راہل	۲/۵۶
راجی	راحیلہ بٹ	۵/-	ساحرہ کا انجام	مجاہد لکھنوی	۳/-
زین آبادی	سید نسیم	۳/-	سفید کلیاں	فیروزہ شاہین	۶/۵۰
زخم	نریندر شرما	۳/۲۵	سفینہ	مسرور جہاں	۴/-
زاد راہ	پریم چند	۳/-	سات خیلائیں	اے آر خاتون	۱/۲۵
زمرد	سلامت علی	۶/-	سالار حجاز	نسیم حجازی	۱۵/-

سفید جزیرہ	نسیم حجازی	۴/-
۱۹۵۵ء کے افسانے	مرتبہ ایم حبیب	۲/۵۰
سیاہ سرخ سفید	امۃ البا حسن	۴/-
سدھا	ہری گوپال شرما	۳/-
سرخ جھنڈا	ریاض الحق خلیگ	۱/۷۵
سوا سنگھار	سدرشن	۵/-
سوریتا تمام	میمونہ نسیم	۲/-
ستونتی	راشد الخیری	-/۷۵
سلگتی آرزو	یکتا بدایونی	۳/-
سزا	دت بھارتی	۶/-
سنگِ میل	اختر حسین رائے پوری	۲/-
سیمی	خدیجہ سلطانہ	۵/-
سہانی سانجھ	وسیم بانو قدوائی	۵/-
سیلاب	سدرشن	۳/۵۰
سپنوں کی موت	توصیف چغتائی	۳/-
سوکھے پیڑ سبز پتے	گلشن نندہ	۵/۲۵
سفید شیطان	مظفر ہاشمی	۲/۵۰
سارا جہاں اداس ہے	قمر تسکین	۴/-
سوزِ شبِ غم	سلیم چودھری	۴/-
ستاروں سے آگے	گلشن نندہ	۴/-
سورج۔ ریت اور گناہ	مہندر ناتھ	۶/-
سرابِ زندگی	نسیم انہونوی	۴/۵۰
سونا سمندر	مظہر الحق علوی	۸/-
سسرال	شوکت تھانوی	۲/-
[illegible] کا سفر	[illegible]	۴/-

سنجوگ	رابندر ناتھ ٹیگور	۴/-
سمندری لٹیرے	ہنرک ابسن	۲/۵۰
سایۂ شیطان	مظہر الحق علوی	۱۰/-
سائگی	کلیم عرفی	۲/۵۰
سنہرے سپنے	رنبیر سنگھ امر	۳/۵۰
ساقی	ضیا بدایونی	۴/۰۰
ستاروں کے کھیل	اوپیندر ناتھ اشک	۳/-
شکار بیتی	ریحان احمد عباسی	۴/-
شیر کیا سوچتا ہوگا	رفیق حسین	۳/-
شرطِ وفا	مجاہد لکھنوی	۳/۵۰
شمع فروزاں	اختر شمیم آبادی	۹/-
شعلہ و شبنم	نوشابہ سعید ناز	۲/۵۰
شام ہی تو ہے	ثریا بانو	۸/-
شہرِ سلیمان	مظہر الحق علوی	۲/۵۰
شیطان کے پجاری	مسعود	۱۲/-
شبو	رضیہ بٹ	۵/-
شمع دو پروانہ ایک	قیسی رامپوری	۵/-
شوخ نظارے	م۔ احمد	۱/۲۵
شکنتلا	کشن چند زیبا	۱/۵۰
شکست ہی شکست	زکی انور	۶/-
شازیہ	تنویر زہرہ بخاری	۴/-
شوہر کا روگ	نسیم انہونوی	۱/۲۵
شبنم	〃 〃	۱/۵۰
شگفتہ	〃 〃	۱/-
شہر خموشاں	مظہر الحق علوی	[illegible]

شام تمنا	عفت موہانی	۵/۵۰
شیریں	زبیدہ خاتون	۷/۵۰
شاداں	وحشی محمود آبادی	۲/۵۰
شہزادی	شب نور خاں محبوب طرزی	۲/-
شہناز ترجمہ	حبیب الشعر	۳/۵۰
شیشہ میں بال آگیا	ضیا عظیم آبادی	۴/-
شریر بیوی	عظیم بیگ چغتائی	۳/۷۵
شمع	اے آر خاتون	۱۲/-
شرمیلی	گلشن نندہ	۷/-
شہر میں صحرا	مظہر الحق علوی	۸/-
شعلۂ اجل	ٹیگور	-/۷۵
شکیلہ	مسعود ہمایوں	۴/۲۵
شمع خرابات	خواجہ محمد شفیع	۵/-
شہزادی ماہ رخ	اے آر خاتون	۱/۲۵
شراب زریں	سید محمد نبی	۳/-
شام جوانی	منشی نواب رائے	۴/-
شاعران نیت	پریم ناتھ دیزلنہ	۱/۷۵
شہوار	مسرور جہاں	۶/-
شیکسپیر کی کہانیاں	قربان	۳/-
شبنم	تنویر زہرہ بخاری	۶/۵۰
شکیلہ	ضیا عظیم آبادی	۳/۷۵
شگوفے	شفیق الرحمان	۴/-
شمس و قمر	رضیہ بٹ	۵/۵۰
شبنم	سراج النور	۴/-
[illegible]	[illegible]	[illegible]

شہلا	سید سمیع حسن	۴/۵۰
شہید وفا	رائیڈر ہیگرڈ	۸/-
شاہین دراج	راشد الخیری	-/۷۵
شام زندگی	"	۱/۵۰
شب زندگی	"	۲/۵۰
صبح زندگی	"	۲/-
صدائے جرس	مسز عبدالقادر	۳/-
صبح حی	بیگم معشوق علی	۲/۵۰
صفو	زبیدہ سلطانہ	۶/-
صید ہوس	آغا حشر کاشمیری	۲/-
صبح و شام	آل احمد سرور	۵/-
صنم	عفت موہانی	۸/-
صفیہ	سلمیٰ محبوب	۴/-
صاعقہ	رضیہ بٹ	۶/۵۰
صائمی	حمیدہ جبیں	۵/-
صبا	سلمیٰ کنول	۸/-
صلیبی جہاد	صادق صدیقی	۸/-
ضدی لڑکی	درگا شنکر بھاردواج	۵/۵۰
طرز زندگی	نسیم انہونوی	۲/۵۰
طاہرہ	عبدالحلیم شرر	۲/۲۵
طوفان بہار	مخمور جالندھری	۳/-
طوفان حیات	راشد الخیری	۱/۷۵
طلعت	شاہدہ خاتون	۷/-
ظل ہما	مظہر الحق علوی	۱۵/-
[illegible]	[illegible]	[illegible]

عامر	فرحانہ برہان	۶/۵۰
عاشی	رضیہ بٹ	۸/-
عاشق مترجم	نور رحمانی	۷/-
عنبریں	حمیدہ جبیں	۹/-
عزمِ جواں	راج نراین	۱/۵۰
عروسِ مشرق	راشد الخیری	۱/-
عاصمہ	تنویر زہرہ بخاری	۷/۵۰
عرب کا چاند	صادق صدیقی	۷/-
عروسِ کربلا	راشد الخیری	۱/-
عندلیب	سلمیٰ کنول	۷/-
عذرا	صالحہ عابد حسین	۶/-
عالمِ اسفل	مظہر الحق علوی	۵/-
عظماء	بیگم رقیہ سلیم	۶/۷۵
عرشیہ	نوشابہ سعید ناز	۳/۵۰
عذرا	کرشن چندر	۳/-
غزل	خالدہ مخمور	۴/-
غزالہ	شوکت تھانوی	۷/-
غازی	نسیم حجازی	۸/-
غمگسار	عفت موہانی	۸/۵۰
غبار کے پیچھے	وسیم بانو قدوائی	۵/-
غزالی	فاطمہ مبین	۹/-
[illegible]	پریم چند	۶/۷۵
غزوار	بیگم رقیہ سلیم	۴/-
غمِ فرقت	ذکیہ بیگم	۱/۵۰
غم [illegible]	شاذ بجنوری	۳/۷۵
غنڈا	عادل رشید	۳/-
غلاموں کا سوداگر	مظہر الحق علوی	۱۰/-
غمِ دوراں	ہاجرہ نازلی	۵/۵۰
فاتح ایران	غضنفر علی	۴/-
فریبِ مسلسل	شفیق بانو	۲/-
قلمی چہرے	عادل رشید	۴/۵۰
فریب	خان محبوب طرزی	۴/-
فوزیہ	محمد سلیمان تنویر	۶/-
فانوس	تنویر رشید عالم زبیری	۴/-
فرعون کا خزانہ	مظہر الحق علوی	۲/۵۰
فریدہ	بیگم معشوق علی	۱۰/-
فیروزہ	مرتضیٰ زیدی	۵/-
فرح	مسرور جہاں	۵/۵۰
فرنکسٹائن	مظہر الحق علوی	۵/-
فرزانہ	فاطمہ مبین	۷/-
فخر کی بات	گجندر سنگھ	۱/۷۵
فتح بصرہ	صادق سردھنوی	۴/-
فتح خیبر	" "	۵/-
فارینا	تنویر زہرہ بخاری	۵/-
فہمی	رئیس احمد جعفری	۱۲/-
فریب	جمیل انجم	۴/-
فرعون وکلیم	مظہر الحق علوی	۹/-
فاخرہ	رئیس احمد جعفری	۴/-
فرخندہ	" "	[illegible]/-
فاکہہ	اے آر۔ خاتون	[illegible]/۵۰

روزہ	زبیدہ سلطانہ	۶/-	کسک	عظمت رضا	۹/-
طرت	ڈاکٹر اکبر حیدری	۱۲/-	کینسروارڈ	ترجمہ گوپال متل	۳/-
ریاد	نریندر شرما	۲/۷۵	کشمکش	سلمیٰ کنول	۵/-
دوس برس	شرر	۲/۶۰	کتیا	شوکت تھانوی	۲/-
لمی قاعدہ	کرشن چندر	۴/۵۰	کڑوی کہانی	میکسم گورکی	۲/۵۰
اتل	پریم چند	۱/-	کونپل	مائل ملیح آبادی	۵/-
مس ابن السبیل	(ترجمہ)	۱/۵۰	کنواری دنیا	قیصر سلطانہ ذکی	۳/۵۰
ندیل	طلعت فاطمہ	۵/-	کھوکھلے مینار	م۔م۔ راجندر	۲/-
طلعت	خان محبوب طرزی	۴/-	کٹی پتنگ	گلشن نندہ	۶/-
یمرو کسریٰ	نسیم حجازی	۱۵/-	کارٹون	شوکت تھانوی	۳/۵۰
زلباش	خان محبوب طرزی	۳/-	کٹی پتنگ	شرن	۳/۵۰
اتل کی ڈائری	شانتی نرائن	۱/۲۵	کہرے کا چاند	ڈاکٹر محمد حسن	۳/-
اتل سمگلر	ظفر فرید	۲/۷۵	کلیاں	عصمت چغتائی	۵/-
تل کون	وکیل فرید آبادی	۲/-	کارنیوال	کرشن چندر	۵/۵۰
مت	مضطر ہاشمی	۴/-	کورا آنچل	ضیاء عظیم آبادی	۵/۵۰
فس	خورشید عالم زبیری	۴/-	کایا پلٹ	کشن چند زیبا	۲/۷۵
لے دیکھے گورے بدن	جمنا داس اختر	۴/-	کامیاب کہانیاں	رضیہ فرحت	۲/۵۰
ئی درد آشنا کہیں نہیں	صغریٰ مہدی	۱/۵۰	کاجل	مائل ملیح آبادی	۳/۷۵
اؤس	مسعود جاوید	۱۲/-	کھلاڑی	عظمت رضا	۷/-
لی دنیا	سراج الانور	۵/۵۰	کوکا بیلی	شوکت صدیقی	۳/۵۰
اٹربن کے کارنامے	مظہر الحق علوی	۶/-	کارواں ہمارا	کوثر چاندپوری	۳/۴۰
لستان	نسیم انہونوی	۷/-	کوئی شکایت نہیں	دت بھارتی	۸/-
ربلا	پریم چند	۴/۵۰	کیپٹن لیلیٰ خالد	ندیم صہبائی	۴/-
غذ کی ناؤ	کرشن چندر	۴/۲۵	کھلونے	مسعود مفتی	۳/-
رنیوال	" "	۵/۵۰	گلابی مورت	[illegible]	[illegible]

گنوار	تنویر زہرہ بخاری	۸/۰
گناہِ آدم	مظہر الحق علوی	۷/۰
تلاشِ گلشن / ڈھونڈا مجھ کو	کرشن چندر	۳/۵۰
گناہ اور انجام	جوگندر پریمی	۴/۰
گنج سیہ ن	مظہر الحق علوی	۳/۵۰
گل ومنگ	سراج النور	۳/۵۰
گردش	فاطمہ حسین	۶/۰
گرد باد	مظہر الحق علوی	۱۰/۰
گردشِ ایام	" "	۸/۰
گرگٹ	شوکت تھانوی	۱/۵۰
گدڑی میں لعل	راشد الخیری	۱/۵۰
گدھے کی واپسی	کرشن چندر	۴/۵۰
گورا	رابندر ناتھ ٹیگور	۴/۵۰
گونگے معمار	خورشید عادل رشید	۱/۰
گیت یہ میرے	حمیدہ جبین	۶/۵۰
گیری بالڈی	لاجپت رائے	۱/۰
گردشیں	جی لال سچدیو	۳/۵۰
گلرو	نسیم انہونوی	۴/۰
گل ہاسا	ثریا بانو	۴/۰
گمراہ	مائل ملیح آبادی	۴/۵۰
گھروندہ	انیس مرزا	۵/۵۰
گناہ	دت بھارتی	۲/۹۵
گھاٹ کا پتھر	گلشن نندہ	۵/۰

گھر کا بھیدی	مظہر الحق علوی	۲/۵۰
گیت اور آنسو	نریندر شرما	۲۰۵
گھاؤ	" "	/۰
گنہگار	عظمت رضا	/۰
گناہ کی ٹھوکریں	حامد قریشی	/۵۰
گھٹائیں	ضیا عظیم آبادی	/۰
لال تاج	کرشن چندر	۷۵
لہو کے پھول (۵ جلد)	حیات اللہ انصاری	۰
لٹیرا	خان محبوب طرزی	۷۵
لیلیٰ کے خطوط	قاضی عبدالغفار	۰
لالہ	سلمیٰ کنول	
لہروں کی دوڑ	تاجور سامری	
لڑکی ایک دل کے ویرانے میں	رشیدہ رضویہ	
لالہ زار (سفر نامہ)	اطہر شیر	
لاکھ بلائیں ایک نشیمن	عادل رشید	
لالہ رخ	ل احمد اکبر آبادی	
لال چندری	نسیم مینائی	
لوٹ	گہر لدھیانوی	
لاش	نریندر شر	
لب و رخسار	منتظر سلیم	
لگن	کیلاش راہی	
لاج	بلقیس صادق علی	
لاشوں کا شہر	مسز عبدالقادر	

منتہ: [illegible]

ن	بیگم رقیہ سلیم	۷/-
ر	انیس مرزا	۸/-
ں پھول	مظہر الحق علوی	۹/-
ں نام ہے غم کا	عفت موہانی	۵/۵۰
ں کے بعد	اظہار اثر	۳/۵۰
ستین	شمس انصاری	۲/۵۰
لور	زبیدہ خاتون	۶/-
ں کی ڈائری	قاضی عبد[illegible]ار	۲/۷۵
ی دوشیزہ	لوئی بل	۳/-
ا درد	شرت چندر	۵/۵۰
کے ادراک	جوگیندر پال	۶/-
ے کے سائے	جمنا داس اختر	۲/-
ے کربلا	صادق سردھنوی	۶/-
انہ	بلقیس ظفر	۲/۵۰
علی	نسیم حجازی	۱۰/-
	عبدالقیوم	۳/۵۰
جا	عذرا اجمال	۶/-
ں طلعت	نسیم انہونوی	۶/-
پارا	" "	۶/-
اب	" "	۶/-
ل راہ	زہرہ جبین	۳/-
ہ تلخ	عبدالحلیم شرر	۲/-
افر نواز بہتیرے	ابراہیم علوی	۳/-
ے صنم	کرشن چندر	۴/۵۰
،	میکسم گورکی	۲/۵۶
ں کیوں شرماؤں	حسن عسکری	۳/۷۵

منزل سے دور	نریندر شرما	۴/۸۰
مریم	رضیہ بٹ	۱۰/-
میرے بہترین افسانے	منشی پریم چند	۴/-
مرجھائی کلیاں	کوثر چاندپوری	۴/-
معصوم تبسم	حسین فاطمہ	۵/-
مانجھی	ضیا عظیم آبادی	۳/۷۵
ماہ رخ	زبیدہ سلطانہ	۸/۵۰
مقدس لہو	خان محبوب طرزی	۳/-
میر صاحب	عادل رشید	۳/۵۰
موج بلا	مظہر الحق علوی	۴/-
ماہ عجم	راشدہ الخیری	۲/-
محبوبہ خداوند	" "	۱/۵۰
معصوم گناہ	وسیم بانو قدوائی	۵/-
مہارانی	کرشن چندر	۶/-
منگنی	رمیش چندر جین	۴/۵۰
مہندی کا رنگ اداس	عذرا ستار	۶/-
مفلسی میں آٹا گیلا	عبدالمجیب سہالوی	۳/-
مصیبتیں	بھارت چند کھنہ	۱/۷۵
مسکراتے آنسو	" "	۱/۷۵
معصوم گناہ	منظر ہاشمی	۲/-
محمود غزنوی	عزیز حسن بقائی	۲/۵۰
مشینوں کا شہر	کرشن چندر	۴/-
ممی	رضیہ بٹ	۱۰/-
مہ لقا	عطیہ پروین	۵/-
نظارے	کرشن چندر	۵/-

نیل کنٹھ	گلشن نندہ	۶/۵۰
نغمے کی موت	مظفر ہاشمی	۲/۷۵
نرملا	پریم چندر	۳/۵۰
نشیمن	رضیہ بٹ	۵/-
نونین	بیگم رقیہ سلیم	۷/-
نادان	رئیس احمد جعفری	۱۰/-
نوشابہ	" "	۶/-
نروان	جیلانی بانو	۴/۷۵
نادرہ	اے آر خاتون	۶/-
نوید	جمیل الرحمٰن	۶/-
نواب صاحب	ڈاکٹر ریاض الحسن	۲/۵۰
نادان	عارف مارہروی	۳/۵۰
نزہت	اسما اعجاز	۴/-
نہ کلی نہ پھول	ریاض ارشد	۵/۲۵
نازو	رئیس احمد جعفری	۶/-
ندائے روح	مظہر الحق علوی	۹/-
نیل کی ساحرہ	" "	۶/۵۰
نو نگے	صالحہ عابد حسین	۲/۵۰
نجم السحر	نسیم انہونوی	۶/-
نشاط	" "	۴/۵۰
نورتن	شوکت تھانوی	۳/-
نشاط	نیلوفر تیموری	۶/۵۰
نقشوں کا راز	کمار جالندھری	۲/-
نرجس	اسما اعجاز	۱۰/-
...	... احمد درد	۳/۵۰

نواب حیدر علی	ڈاکٹر عبد الوحید	۲/۱۵
نامی کو	بدر السلام فضلی	۲/-
نو ڈرامے	احسان الحق	۴/-
نشانہ	عارف مارہروی	۲/-
نئے صنم نئے خواب	حمیدہ جبین	۳/۷۵
نہالہ	زبیدہ خاتون	۹/-
نزہت آرا بیگم	" "	۳/-
نقاب پوش پیغمبر	صادق سردھنوی	۵/-
نواب زادی	حمیدہ جبین	۸/-
ناز	عنایت اکبر	۸/-
نائلہ	رضیہ بٹ	۶/۵۰
ناہید	" "	۶/۵۰
نمو	" "	۶/-
نوحہ زندگی	راشد الخیری	۱/۲۵
ندرت	ابن حیات	۱/۰۵
نئی سرحدیں	رالف موڈی	۔
نگینے	مظفر حسین شمیم	۷۵
نقش پائے صنم	کلیم عرفی	۵۰
نشاطِ غم	ہاجرہ نازلی	۔
نذرانہ	زبیدہ سلطانہ	۵۰
وہ لمحے گی	ڈاکٹر ست پرکاش سنگر	
ویران بہاریں	ستیش بترا	
وحشی	نریندر شرما	۵
وہ بہاریں / یہ خزائیں	حجاب امتیاز علی	

وقت گزر گیا	فاطمہ انیس	۳/-
وہ لڑکی	شیام سندر پرویز	۲/-
وحشی	رضیہ بٹ	۷/۵۰
وزیروں کا کلب	کرشن چندر	۲/-
وجیہہ	حمیدہ جبیں	۷/-
وادیوں کی آہیں	سلمیٰ کنول	۸/-
وادی قاف	مسز عبدالقادر	۳/-
وحشی	[illegible]نیدر شرما	۳/۷۵
ویرانی نہیں جاتی	پروانہ ردولوی	۲/۵۰
وہ لوٹے گی	ڈاکٹر ست پرکاش سنگر	۲/-
ولولے	قدوس صہبائی	۳/-
ہلچل	عارف مارہروی	۴/-
ہلاکت فریب مترجم	اثر لکھنوی	۲/۲۵
ہائیڈروجن بم کے بعد	کرشن چندر	۳/۵۰
ہمزاد	مسعود جاوید	۱۰/۵۰
ہم سفر	عفت موہانی	۸/-
ہم جنم جنم کے ساتھی	عاتق شاہ	۳/-
ہمارا گھر	کرشن چندر	۲/۷۵
ہچکولے	رئیس احمد جعفری	۳/۵۰
ہیرے کا جگر	زکی انور	۴/۵۰
ہماری سڑکیں مترجم	سید احتشام حسین	۵/-
ہونولولو کا راجکمار	کرشن چندر	۶/-
ہما	زبیدہ خاتون	۵/-
ہلاکو خاں	یونس اختر	۱۰/-
ہم کاری	صالحہ عابد حسین	۴/-
ہائے اللہ	ماجدہ مسرور	۳/-
ہندوستان ہمارا	بلونت سنگھ	۳/۵۰
واجد علی شاہ	رفیق عابد زاہدی	۱/۲۵
یوکلپٹس کی ڈالی	کرشن چندر	۲/۷۵
یہ من بڑا چنچل ہے	ٹھاکر پونچھی	۲/۵۰
یاسمین شام	راشد الخیری	۳/۵۰
یادوں کے چراغ	صالحہ عابد حسین	۸/-
یلغار	نسیم حجازی	۱۵/-
یہ بستی یہ لوگ	قمر مجید	۴/۵۰
پیار کی گھنیری چھاؤں تلے	فاطمہ یزدانی	۶/-

طنزیہ و مزاحیہ ادب

انکشافات	عبدالمجید سہالوی	۲/-
انتخاب فتنہ	نادم سیتاپوری	۳/۵۰
آزاد غلام	ابراہیم جلیس	۲/-
اوپر شیروانی اندر پریشانی	”	۴/-
اردو کی مزاحیہ شاعری	عرش ملسیانی	۸/-
اردو ادب میں طنز و مزاح	غلام احمد فرقت	۱۳/-
بال و پر	کنہیالال کپور	۳/-
بڑی حویلی	مرزا محمود بیگ	۲/-
پروفیسر بدھو	فکر تونسوی	۲/۷۵
پطرس کے مضامین	پطرس بخاری	۲/-
تکلف برطرف	مجتبیٰ حسین	۳/-
تبسم و قہقہے	ایم. اے خان	۳/-
چراغ تلے	مشتاق احمد یوسفی	۵/-
خنداں	رشید احمد صدیقی	۵/۲۵
دیوار یےٗ	یوسف ناظم	۳/-
زعفرانِ زار	سید ابوتراب	۱/۵۰
ستم ایجاد	احمد جمال پاشا	۴/۵۰
شوخیاں	شبیر حکیم	۴/۵۰
طنزیہ مزاحیہ نظمیں	بشریٰ ناہید	۲/۵۰
غالب سے معذرت کے ساتھ	احمد جمال پاشا	۳/۵۰
غالب کے ڈرامے	شوکت تھانوی	۴/۵۰
نٹ نوٹ	یوسف ناظم	۳/۵۰
کیف و کم	” ”	۳/-
کفِ گل فروش	غلام احمد فرقت	۳/-
لیکن کتاب چھپی ہے	جاوید حبیب ٹونکی	۱/۵۰
مشاعرۂ عالم ارواح	مرتضیٰ حسین موسوی	۴/-
مضامینِ عابد	ڈاکٹر عابد حسین	۲/-
مجاز کے لطیفے	مجاز لکھنوی	۲/۷۵
مضامین رشید	رشید احمد صدیقی	۶/-
مفلسی میں آٹا گیلا	عبدالمجید سہالوی	۳/-
نیکی کر تھانے جا	ابراہیم جلیس	۳/-
نرم گرم	کنہیالال کپور	۳/-
ایک تبسم	برق آشیانوی	۳/-

لغات

انگلش اُردو ڈکشنری کلاں	مولوی عبدالحق	۴۶/-
" خورد	" "	۲۰/-
" مختصر	" "	۱۵/-
" پاپولر	" "	۶/۵۰
اُردو ہندی ڈکشنری	انجمن ترقی اردو	۲۰/-
اردو ادبی لغت (اوّل)	ڈاکٹر نورالحسن	۲۵/-
اُردو ادبی لغت	نور محمد	۱۲/-
القاموس الجدید	وحیدالزماں	۸/-
انوار اللغات		۴/-
اُردو انگلش ڈکشنری (پریکٹیکل)		۱۲/-
اُردو انگلش ڈکشنری	رام نراین لال اگروال	۱۰/-
آکسفورڈ ڈکشنری		۴/-
پاینیر اُردو ڈکشنری		۱/۹۵
تلگو اُردو لغت		۳/۵۰
جامع اللغات		۳/۵۰
دکنی اُردو کی لغت	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۱۲/-
دکنی لغت	ضامن	۶/-
ڈکشنری مضامین القرآن	شوکت علی فہمی	۴/۵۰
فرہنگ امثال	مسعود حسن رضوی	۲/۵۰
فیروز اللغات کلاں	فیروز احمد	۳۴/-
" " خورد	" "	۴/۵۰
فرہنگ اثر	اثر لکھنوی	۱۸/-
کریم اللغات	کریم الدین	۲/۵۰
لغات فیروزی	فیروز احمد	۱۰/-
لغات کشوری	نول کشور	۱۲/۵۰
" القرآن	محمد عبدالرشید	۳۹/۵۰
مصباح اللغات		۲۸/-
مہذب اللغات حصّہ اول	مہذب لکھنوی	۲۵/-
" " دوم	" "	۲۵/-
" " سوم		۲۷/-
" " چہارم		۲۵/-
" " پنجم		۲۵/-
" " ششم، ہفتم، ہشتم	فی	۲۵/-
ہندوستانی انگریزی لغت (صدی ایڈیشن)	مرتبہ ڈنکن فاربس	۵۰/-
ہندی کی نئی ڈکشنری	فیاض حسین	۳/۵۰

خانہ داری

آمنہ نازلی	عصمتی دسترخوان	۳/-
رضیہ حسین	رضیہ کی کشیدہ کاری	۴/-
زینت النور	دلہن کشیدہ کاری	۲/۵۰
قدسیہ کشیدہ کاری		۶/-

رضیہ کا شاہی دسترخوان		۲/۵۰
زینت انور	حسین کشیدہ کاری	۲/۵۰
فیروزہ	فیروز کشیدہ کاری	۵/۵۰
سہیل	طلعت کشیدہ کاری	۲/-
فاطمہ احمد عثمانی	خانہ دار بیگم	۱/۵۰
کرشنا کماری	بیسویں صدی کشیدہ کاری	۴/-
نسیم بک ڈپو	حریم کشیدہ کاری	۶/-
نسیم اختر	ناز کشیدہ کاری	۵/-

تاریخ ——— تذکرہ ——— سوانح

اسلامی ہند کی عظمت رفتہ	قاضی اطہر مبارکپوری	۹/-
اکبر اعظم	صادق حسین صدیقی	۹/-
اندرا گاندھی	ضیا عظیم آبادی	۳/-
اسلامی سوانح عمریاں	شرر	۲/-
اسلام اور آزادی	مولانا آزاد	۱/۵۰
اسباب بغاوت ہند	سرسید احمد خاں	۴/-
انقلاب کی خونی تاریخ	شوکت علی فہمی	۴/-
انگریزوں کا شرمناک دور حکومت	" "	۳/۲۵
الکلام	شبلی نعمانی	۵/-
پنڈت جواہر لال نہرو	ضیا عظیم آبادی	۲/-
تذکرہ حضرت امام غزالیؒ	اسلام الحق	۲/-
" اولیائے ہند و پاک	مفتی ولی حسن	۳/-
تاریخ ہند پر نئی روشنی	خورشید احمد	۹/۵۰
" گجرات	ابوظفر ندوی	۸/-
" سندھ	" "	۶/-
تاریخ کوکن	ڈاکٹر حسن محی الدین	۱۲/-
تاریخ اسلام کے حیرت انگیز لمحات	عبداللہ عنان	۴/-
تحریک آزادی	مولانا آزاد	۴/-
جواہر لال نہرو	عبداللطیف اعظمی	۳/۷۵
جارج برنارڈ شا	ظ انصاری	۳/۵۰
حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	خلیق احمد نظامی	۶/-
حیدر علی	محمود بنگلوری	۵/-
خان بابا ترجمہ	عتیق صدیقی	۱/۲۵
خواجہ غلام السیدین	ڈاکٹر شکیل احسان	۲/-
سیرت سید احمد شہید	ابوالحسن ندوی	۴/-
سو بڑے آدمی	سالک	۳/۵۰
سوانح مولانا عبدالقادرؒ	ابوالحسن ندوی	۵/-
۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ	خلیق احمد نظامی	۳/۵۰
سوویٹ روس	جواہر لال نہرو	۸/-
سوامی وویکانند	رام کرشن مشن	۱/-
سوشلزم	چھبیل داس	۱/۵۰
سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات	خلیق احمد نظامی	۹/-
شیخ عبداللہ کشمیرؒ	عتیق احمد صدیقی	۹/-

عندلیب تواریخ	مسعود حسن مسعود	۲/۵۰
غدر کے چند علماء	انتظام اللہ شہابی	۱/۲۵
فردوس میں غارت گری	کشمیری سپر کی گرفت	۴/-
قرنِ اول کا مدینہ	خورشید احمد نظامی	۳/-
گاندھی جی اور ان کے خیالات	عبداللطیف اعظمی	۵/-
مصطفیٰ کمال	اظہر کاکوروی	۴/-

مصائبِ غدر	مولوی نذیر احمد	۲/۵۰
مفتاح التواریخ	گوردیال سنگھ	۲/-
نیل سے فرات تک	محمد اقبال	۳/-
نواب حیدر علی	ڈاکٹر عبدالوحید	۲/۲۵
نظر بند	چھبیل داس	۱/۵۰
ہندوستان کا تہذیبی ورثہ	ڈاکٹر سید محمد ضیاء الدین	۲/۹۴
ہندوستان کی فیصلہ کن جنگیں	محمود بنگلوری	۲/۵۰

عروض وقواعد

ابتدائی علم العروض	سبحان انجم	۱/-
اردو صرف و نحو	مولوی عبدالحق	۱/۲۵
روح بلاغت	علامہ اخلاق دہلوی	-/۷۵
رہنمائے شاعری کامل	احقر موہانی	۱/۷۵
رہنمائے عروض، علم قافیہ	ممتاز الرشید	-/۳۱
علم قافیہ	ممتاز الرشید	-/۳۱
علم بدیع	رشید احمد	-/۲۵
علاماتِ قرأت	سرسید احمد خاں	-/۴۵
فنِ شاعری	علامہ اخلاق دہلوی	۳/-

اقتصادیات، معاشیات، فلسفہ

ابوسالم	روزگار شرح سود و زر	۸/۵۰
ابوالکلام آزاد	فلسفہ	۳/۵۰
ظفر حسین	انواعِ فلسفہ	۵/۵۰
	مال و معیشت	۳/۲۵
ڈاکٹر ذاکر حسین	معاشیات، مقصد و منہاج	۱/۵۰
عبدالعزیز منظر	اصولِ معاشیات	۵/-
	زر بنکاری اور مالیات عامہ	۶/-
عبدالباری ندوی	فہم انسانی	۲/۵۰
نجم الدین	کاروانِ معیشت	۶/۵۰
قواعد اردو	مولوی عبدالحق	۱/-
میزانِ سخن	علامہ اخلاق دہلوی	۱/۵
جدید نمونہ نگاری	،، ،،	-/۵

مذہب اور تاریخ اسلام

اسلامی خطوط	رفیع الدین	۲/۵۰
اسلام اور اسکا آئین حکومت	غلام محمد	۲/۵۰
اسلام اور اسکا آئین جنگ	"	۶/-
اسلام کا نظریۂ جنگ	مولانا آزاد	۵/-
اسلامی ہند کی عظمت رفتہ	قاضی اطہر مبارکپوری	۹/-
اسلام دوراہے پر	محمد اسد	۲/-
اسلام اور اشتراکیت	غلام محمد	۱/۵۰
اسلام میں عورتوں کا مقام	مولانا عبدالحی	۲/-
اسلام اور خلافت	محمد قاسم صدیقی	۱/۲۵
اچھی بیوی	وحیدالزماں قاسمی	۱/۲۵
اچھا خاوند	" "	۱/۲۵
ایمان کی باتیں	حضرت مولانا عبدالصمد رحمانی	۱/۷۵
اسلامی تاریخی کہانیاں	عبدالمومن الفاروقی	۲/-
الہارون	عمر ابوالنصر	۵/۵۰
آثار نبوت	مجاز الاعظمی	۲/-
اردو حدیث	مفتی شوکت علی فہمی	۶/-
اسلام اور اس کے عقائد	حضرت مولانا اشرف شہید	۱/۲۵
اسلام منزل بہ منزل	ڈاکٹر طٰہٰ حسین	۹/-
انوار ہدایت	ابومسعود اشرف	۱/۵۰
آثار رحمت	مولانا امداد صابری	۱۰/-
البرامکہ اور ان کا عروج و زوال	حبیب حسن	۲/۵۰

اسلامی اخلاق	مولانا مصطفیٰ حسین	۱/-
ایجادات کی حقیقت اور اس کی حیثیت	حضرت مولانا شاہ وصی اللہ رح	۱/۵۰
آخرت کے فکرمندوں کے پچاس قصے	مولانا محمد عاشق الٰہی	-/۴۰
امام اعظم ابوحنیفہ رح	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری	۵/۵۰
اسلام کے لئے صحابہ کرام کی جانبازی	محمد عاشق الٰہی	-/۵۰
انسانیت کا پیغام	وحیدالزماں قاسمی	۱/۷۵
آداب النبی	مفتی محمد شفیع	۱/۲۵
اسلام کی مائیں	مولوی اخلاق حسین قاسمی	۲/۲۵
ارکان اسلام	مولانا مولوی محمد احتشام الحسن	۲/-
امت مسلمہ کی مائیں	مولانا عاشق الٰہی	۲/۲۵
اسلام کے مایہ ناز سپہ سالار	" زاہد القادری	۵/۵۰
اسلام ایک نظریہ	صدرالدین اصلاحی	۲/۵۰
الحسین	عمر ابوالنصر	۲/۲۵
اسوۂ حسنہ	مولانا محمد ظفرالدین	۳/-
اسلام اور عربی تمدن	شاہ معین الدین احمد ندوی	۴/۵۰
الفوز الکبیر	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی	۱/۵۰
اسلام کا سیاسی نظام	محمد اسحاق سندیلوی	۶/-
" کا زرعی نظام	مولوی محمد تقی امینی	۴/-
" کا نظام مساجد	محمد ظفرالدین ریڈر دنو کی بہاری	۴/-

اسلام کا نظام عفت و عصمت	محمد ظفر الدین یورڈ نوڈ بہاری	۴/-
العلم والعلماء	مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی	۴/۵۰
اشاعت اسلام	مولانا حبیب الرحمان	۶/-
امام رازی	مرتبہ مولانا عبدالسلام ندوی	۷/-
ارض القرآن	مولانا عبدالماجد دریابادی	۱/۵۰
اسلامی دنیا دسویں صدی عیسوی میں	خورشید احمد فاروقی	۴/-
اسوۂ صحابہؓ اوّل دوم	مولانا عبدالسلام ندوی	۱۴/۵۰
بلاغ المبین	شاہ ولی اللہ	۴/-
بدعت کیا ہے	ماہر القادری	۳/-
تاریخ اسلام	سید امیر علی	۵/۲۵
تزکیۂ نفس	مولانا امین احسن اصلاحی	۶/-
تنبیہ الغافلین	علامہ ابن حجر عسقلانی	۲/-
تدبیر کیا ہے	مولانا الطاف حسین حالی	-/۴۰
تعلیمات	سید ابوالاعلیٰ مودودی	۱/۷۵
تبلیغی باتیں	مفتی حفیظ الدین	۲/۵۰
تفسیر عام فہم اردو سورہ بنی اسرائیل	مولانا احمد سعید صاحب	۲/-
ترجمان السنہ اوّل تا چہارم	محمد بدر عالم	۵۰/-
تاریخ زدہ	خورشید احمد فاروقی	۳/-
تاریخ اسلام پر ایک نظر	مولوی محمد رحمان خاں	۲/۵۰
تدوین قرآن	مولوی غلام ربانی	۱/۵۰
تصوف اسلام	مولانا عبدالماجد دریابادی	۱/۲۵

تعلیمات اسلام اوّل دوم	عبدالسلام قدوائی	۴/۲۵
تاریخ علم فقہ	سید غمیم الاحسان	۲/۲۵
تذکرہ خانہ کعبہ	مولانا عبدالصمد	۲/۵۰
توحید و شہادت	مولانا آزاد	۲/۵۰
جمال صابر کلیری	وحید احمد صاحب مسعود	۱/-
جنت کا راستہ	سید حفیظ الدین احمد حسین نوری	۱/۵۰
حقیقت فنا و بقا	مولانا آزاد	۲/۵۰
حج بیت اللہ	الحاج مولانا عبدالحلیم طفل	۵/-
حیات المسلمین	مولانا اشرف علی تھانوی	۱/۲۷
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایمان کا فقہ	ڈاکٹر حنیفہ رضی	۸/-
حج کا سفر	محمد رضا انصاری	۵/۵۰
حیات صدیق اکبرؓ	ضیاء القادری بدایونی	۳/۵۰
حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط	خورشید احمد فاروقی	۱۲/-
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	ڈاکٹر حنیفہ رضی	۴/-
حکمائے اسلام کامل اوّل دوم	مولانا عبدالسلام ندوی	۱۶/-
حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	خلیق احمد نظامی	۶/-
حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط	خورشید احمد فاروقی	۵/-
حیات دستگیرؒ	مسلم احمد نظامی ایم اے	۳/-
حسین اور یزید	امام ابن تیمیہ	-/۷۵

خطباتِ ماجدی — عبدالماجد دریابادی — ۲/۷۵
خدا کا انعام — وحید الزماں قاسمی کیرانوی — ۱/۲۵
خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک — ڈاکٹر میر ولی الدین — ۶/-
خطباتِ مدراس — سید سلیمان ندوی — ۳/۵۰
خیر المجالس — مولانا احمد علی — ۶/-
خلفائے راشدین — احتشام الحسن — ۱/۷۵
دربارِ رسالت کے فرمان — مولانا مصطفی حسین زیدی — ۱/۴۰
دس بڑے مسلمان — شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی — ۹/-
دنیا و آخرت — مولانا اشرف علی تھانویؒ — ۱۰/-
دعوت حق — مولانا آزاد — ۱/۵۰
درسِ قرآن — فروغ احمد لائلپوری — ۲/-
دس پیغمبر — سید شبیر احمد سعدی — ۴/-
رسول کی باتیں — مولانا احمد سعید — ۲/-
رمضان کی باتیں — صادق علی بستوی — ۱/۵۰
روحانی عورت — مجاز الاعظمی — ۲/-
رسولِ خدا ﷺ کی غریبوں سے محبت — مولانا امداد صابری — ۲/-
" " کا دشمنوں سے سلوک — " " — ۱/۵۰
روزہ — مولانا محمد شمیم صاحب قاسمی — ۱/۲۵
رسول اللہ ﷺ کی مقدس زندگی — الحاج مولانا زاہد القادری — ۲/۵۰
رہنمائے قرآن — میر ولی الدین — ۱/-
رسائل عمر بن الخطابؓ — خورشید احمد فاروقی — ۵/-
سیر خلفائے راشدینؓ — عبد الشکور — ۲/۵۰
سرورِ عالم ﷺ — غلام رسول مہر — ۴/-
سیدہؓ کا لال — راشد الخیری — ۲/-

سیرت صحابیاتؓ — اسرار احمد آزاد — ۴/۲۵
سیرتِ طیبہ — قاضی زین العابدین — ۵/۵۰
۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ — مرتبہ خلیق احمد نظامی — ۳/۵۰
سیرۃ النعمان — علامہ شبلی نعمانی — ۳/۵۰
شہید اسلام — مولانا صادق سردھنوی — ۴/-
ضرورت حدیث اور منکرین حدیث — مرتبہ مکتبہ تبلیغ الاسلام — ۳/-
طریقۂ حج — مولانا ابو الکلام آزاد — ۳/-
ظالموں کا انجام — مولانا اشرف علی تھانویؒ — ۶/۵۰
عورت کیا کچھ کر سکتی ہے — خدیجہ نوید عثمانی — ۱/۵۰
عرب دنیا — مرتبہ محی الدین الوائی — ۱/۵۰
عروج و زوال کا الٰہی نظام — مولانا محمد تقی امینی — ۳/-
عرفانیاتِ باقی — سید نظام الدین احمد — ۴/۵۰
غلامانِ اسلام — مولانا سعید احمد ایم اے — ۷/-
فضائل الایام والشہور — مولوی عمر احمد تھانوی — ۲/۲۵
فال نامہ نظامی — مسلم احمد نظامی ایم اے — ۱/۵۰
فلسفہ کیا ہے — ڈاکٹر میر ولی الدین — ۲/-
قرآنی دعائیں — مفتی سید محمود شاہ — -/۲۵
قرآن اور عورت — انور دہلوی — ۱/۲۵
قرآن کی باتیں — محمد سعید — ۱/۵۰
قرآن اور تعمیر سیرت — ڈاکٹر میر ولی الدین — ۶/-
قصص لقمان کامل — مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی — ۲/۷۵
قرنِ اول کا ایک مدبر — خورشید احمد فاروق — ۳/-
قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی علمی خدمات — محمد عبد الرحمن خان — ۷/-

کتاب حدیث	سید منت اللہ	۱/۲۵
کتاب الطہارت	مفتی سید حفیظ الدین احمد	-/۶۲
کیا ہم مسلمان ہیں؟	شمس نوید عثمانی	۲/۲۵
مذہبی دور کا تاریخی پس منظر	مولانا محمد تقی امینی	-/۵
نمونۂ سیرت رسولؐ	محمد اسلم قاسمی	-/۱۱
مکاتیب	مولانا مظہر الحق مجلس صد سالہ یادگار	۳/۵۰
مناجات مقبول	عبد الماجد دریابادی	۱/۵۰
" "	حضرت تھانوی	۳/۷۵
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟	مولانا عاشق الٰہی	۳/۷۵
میلاد النبیؐ	مولانا اشرف علی تھانوی	۱/۲۵
موت کا جھٹکا	مولانا احمد سعید	-/۵
مدنی زندگی اور غزوات اسلام	عبد القیوم ندوی	۱/۲۵
متحدہ قومیت اور اسلام	مولانا سید حسین احمد مدنی	-/۱
مسلمان	قاضی اطہر مبارکپوری	۱/۲۵
میاں بیوی کے حقوق	مولانا تھانویؒ	-/۵۰
مزارات اولیائے دہلیؒ	مولوی محمد عالم شاہ	۲/۵۰
مسلم معاشرت	سید ظہور احمد شاہجہانپوری	۵/۲۵
معارف السنہ	مولانا احتشام الحسن	۴/۵۰
مکاتیب شیخ الاسلام	سید فرید الوحیدی	۱/۷۵
مہاجرین کامل	مولانا معین الدین ندوی	۱۵/۲۵
مال و معیشت	ظفر حسین خاں	۲/۵۰
معارف الآثار	خواجہ عبد الرشید	-/۳
مکتوبات شیخ الاسلام کامل	مرتبہ مولانا نجم الدین	۱۶/۵۰
مسلمانوں کا نظم مملکت	مولوی علیم اللہ صدیقی	-/۵
مسلمانوں کا عروج و زوال	مولانا سعید احمد	-/۴
معراج نامہ	نکہت شاہجہانپوری	-/۵
ماہِ رمضان	مولانا احمد سعید	-/۲
مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں	محمد عرفان ندوی	۲/۷۵
مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر	مولانا محمد تقی امینی	-/۲
نعرۂ حق	دھرمپال	-/۲۴
نئے مشاہدات اور معجزہ شق القمر	معین الدین رہبر	-/۷
نبی عربیؐ	قاضی زین العابدین میرٹھی	۱/۷۵
نصائح رسول کریم	عاشق الٰہی بلند شہری	-/۲۵
ولی کامل	مفتی عزیز الرحمٰن	-/۵
وصیۃ الاخلاق	شاہ وصی اللہ رح	۲/۲۵
واقعات الصالحین	سید زاہد رضوی	-/۲
وحی الٰہی	مولانا سعید احمد	-/۴
ہدایت نامہ مسلمان خاوند	مجاز الاعظمی	۱/۲۵
ہم مسلمان کیسے بنیں؟	مولانا محمد عارف شہید	۱/۲۵
ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں	مولانا قاضی اطہر مبارکپوری	-/۹
ہند و پاک کے اولیاءؒ	شوکت علی فہمی	۳/۵۰
ہماری عظمت	مولانا عبد الشکور	۲/۲۵

چند اہم کتابیں

اوراقِ مصوّر

سکندر علی وجد

سکندر علی وجد کی نمائندہ نظموں اور غزلوں کا یہ مستند مجموعہ اُردو کے اعلیٰ شعری سرمائے میں ایک وقیع اضافہ ہے۔

قیمت - ۱/-

آرٹ

سیّد مجید اللہ

آرٹ ایک جامع اور وسیع المعانی لفظ ہے۔ اس کے اظہار کے بے شمار اسلوب اور تشریح کے جدا جدا انداز ہیں۔ یہ کتاب آرٹ کے مختلف النوع قسموں کی اجمالی سیر کراتی ہے۔

قیمت - ۳/۵۰

بزمِ خیال (شعری مجموعہ)

سیّدہ فرحت

"بزمِ خیال" سیدہ فرحت کی منتخب غزلیات و منظومات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی شاعری محض رسمی شاعری نہیں۔ بلکہ گہرے مشاہدے اور غور فکر کا نتیجہ ہے۔

قیمت : ۱/-

پرنٹر پبلشر: سیّد احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہاں پوری

کتاب نما

نئی دلّی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

مارچ ۱۹۷۳ء
جلد نمبر ۱۴ شمارہ نمبر ۳
سالانہ : تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

۱ اشاریہ

اتر پردیش اُردو اکاڈمی نے ترسٹھ ہزار روپے کی خطیر رقم اُردو کی مطبوعات پر ان کے مصنفوں کو ان کی ہمت افزائی کے لیے تقسیم کی ۔ یہ ہمت افزائی بجائے خود اچھی چیز ہے۔ لیکن اخباروں میں اس کے چرچے جس انداز سے ہو رہے ہیں ، ایسا لگتا ہے کہ ان کی بھی کوئی بنیاد ہے۔ جس طرح انعامات کی تقسیم عمل میں آئی ہے اس سے یہ اندازہ غلط نہیں معلوم ہوتا کے انعامات دیے جانے کے اصول اور طریقوں میں کوئی خامی ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انعامات کا فیصلہ تصنیف سے زیادہ صاحبِ تصنیف کی شخصیت کی بنا پر کیا گیا ہے ۔ یعنی اس پر توجہ نہیں دی گئی کہ تصنیف کیسی ہے اور کتنے انعام کی مستحق ہے بلکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ مصنف کون ہے اور اکاڈمی کے اربابِ حل و عقد تک اس کی رسائی کہاں تک ہے ۔ غالباً یہی سبب ہے کہ ایک صاحب نے انعام کی رقم کو اپنے مرتبے سے کم تر سمجھ کر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

واقعات کچھ بھی ہوں لیکن ان باتوں سے یہ ضرور مترشح ہوتا ہے کہ انعامات کے طریقِ تعین میں کوئی خامی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اکاڈمی آئندہ اس سلسلے میں زیادہ احتیاط سے کام لے گی اور اس کا امکان نہ پیدا ہونے دے گی کہ اتر پردیش کی حکومت کا یہ مستحسن اقدام بھی اردو داں حلقوں میں شک و شبہہ کا نشانہ بن سکے ۔

اُردو اخباروں نے تو شاید اس ضروری مسئلہ کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔ لیکن ہم ممنون ہیں تیج بہادر سہنا صاحب کے جنہوں نے اپنے انگریزی جریدے " روہیلکھنڈ اخبار (بریلی) میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ انعام دیتے وقت اکاڈمی کو مصنف کے ساتھ ناشر کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔ آخر کتاب کی اشاعت میں کل اخراجات کا بار جس میں مصنف کی رایلٹی بھی شامل ہے، ناشر برداشت کرتا ہے تو انصاف کا تقاضا ہے کہ اس کے مفاد کو پیشِ نظر رکھا جائے اس لیے کہ ناشر سیکڑوں روپے خرچ کرکے کتاب چھاپتا ہے اور سینکڑوں روپے اس کتاب کو حفاظت کے ساتھ رکھنے پر خرچ کرتا ہے۔ کیوں کہ عام طور پر اُردو کی کتاب کی رفتار فروخت چیونٹی کی چال سے سست ہوتی ہے۔ یہ اِن ہی مصارف اور صبر آزمائی کا نتیجہ ہے کہ نہ جانے کتنے چھوٹے چھوٹے پبلشر ہمت ہار بیٹھے اور کاروبار بند کرکے دوسرے منفعت بخش کاموں میں لگ گئے یا پریشانی کے عالم میں دن گزار رہے ہیں۔ وہ بھی جنھیں " بڑے تاجر" کہا جاتا ہے اس کاروبار کو محض وضع داری کی خاطر جاری رکھنے پر مجبور ہیں لیکن آخر کب تک؟

سہنا صاحب نے اس سلسلے میں یہ بہت مناسب مشورہ یہ دیا ہے کہ اکاڈمی کو چاہیے کہ انعام یافتہ کتابوں کی خریداری بھی کرے اور ایسی لائبریریوں، اسکولوں اور کالجوں میں تقسیم کرے جہاں وہ مناسب سمجھتی ہو۔

ہم اس تجویز کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ مرکزی حکومت بچّوں یا کم پڑھے لکھے بالغوں کے لیے کتابوں پر انعام کے ساتھ ساتھ، ہر کتاب کی دو دو ہزار جلدیں خریدتی ہے۔ اگر اتر پردیش کی حکومت نیز دوسری ریاستیں جہاں اس قسم کے ادارے قائم ہیں اور مصنفوں کو انعامات دینے کی روایات ہیں، اگر اس اصول کو اپنالیں تو یہ بھی اردو کی خدمت اور اس کو وسعت اور ترقی دینے کی طرف ایک بڑا قدم ہوگا۔

" نئی آواز " کی جن تین کتابوں کا ذکر فروری کے کتاب نما میں کیا گیا تھا، ان میں سے ساگر سرحدی کا ڈراما " تنہائی " اور رفعت سروش کا اُوپیرا " جہاں آرا " شائع ہوگئی ہیں۔

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے، غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے، کیا ہے۔ اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین 'کتاب نما'، جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آ جائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کے حدود سے باہر ہیں، امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔

ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوعِ بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں، مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

(اڈیٹر)

ڈاکٹر مشیر الحق

"کالا شہر گورے لوگ" کا تعارف کراتے ہوئے ناشر کی طرف سے پیش لفظ "ماضی حال اور مستقبل" میں بتایا گیا ہے کہ یہ ناول "لندن میں رہنے والے ہندوستانی طالب علموں کی زندگی، ان کے مسائل، ان کی پریشانیوں، ان کی بے راہ روی اور دو تہذیبوں کے ٹکراؤ" کو

نئی مطبوعات

کتاب وسنت کے جواہر پارے حصہ اوّل ودوم

مولانا جمال الدین اعظمی

جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں ان کے لیے قرآن وسنت پر عمل کیے بغیر دنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر وفسق سے نجات ناممکن ہے۔ اسی لیے اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گئے تاکہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔ قیمت : ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

خلاصہ احیا علوم الدین امام غزالیؒ
(ترجمہ) رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصور کریں یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالی ہی کو حاصل ہے۔ قیمت: ۹/۵۰

مسلم پرسنل لا کے تحفّظ کا مسئلہ

(پروفیسر طاہر محمود (انڈین لا انسٹی ٹیوٹ نئی دلّی)

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملّت اسلامیہ کی اُردو داں اکثریت کا ہر فرد زیر بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت ۴/-

اسلامی عقائد ومسائل مذہب

مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو بچوں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کرے۔ یہ کتاب بڑی حد تک اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح اور نماز روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔ قیمت ۴/-

پیش کرتا ہے' اور یہ کہ اس ناول سے "آپ کو ایک پورے ملک ، ایک پورے سماج ، ایک پوری نسل اور ایک پوری تہذیب کا تجربہ بھی ہو جائے گا"۔ ان تعارفی الفاظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب میں نے ناول کو ختم کیا تو پھر میرا اپنا ذاتی تاثر ــــ جو بہت حد تک ناول نگاری کی مغربی زندگی کے تجربات پر مبنی ہے ۔ کچھ دوسرے قسم کا تھا۔

ناول اپنی جگہ بہت خوب ہے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ناول کا کینوس قطعاً اتنا وسیع نہیں ہے کہ اس میں " ایک پورا ملک ، ایک پورا سماج ، ایک پوری نسل اور ایک پوری تہذیب " سما سکے ۔ حد تو یہ ہے کہ یہ ناول لندن میں تعلیم پانے والے سچ مچ کے ہندوستانی طالب علموں کی زندگی اور ان کے مسائل کا پورا نقشہ بھی پیش نہیں کرتا ۔ سچ پوچھیے تو اس ناول میں صرف ان تھوڑے سے نام نہاد طالب علموں کی جنسی زندگی کے ایک پہلو کو پیش کیا گیا ہے جو اپنی قومی زندگی کی ذمہ داریوں سے بھاگ کر لندن میں پناہ گزین ہو گئے ہیں ۔

امریکہ اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے برخلاف لندن میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں ایسے ہندوستانی " طالب علم " نظر آتے ہیں جنھوں نے طالب علمی کو پیشے کے طور پر اختیار کر رکھا ہے ۔ ایسے لوگ تمام عمر طالب علم بنے رہتے ہیں ۔ لیکن ان کی زندگی کا مقصد نہ تو تکمیلِ تعلیم ہوتا ہے اور نہ ہی انھیں صحیح معنوں میں طالب علم کہا جا سکتا ہے ۔ ابھی کچھ دنوں پہلے تک برطانیہ کے قانون ترکِ وطن میں سیاسی مصالح کی بنا پر دی گئی کچھ غیر معمولی سہولتوں کی وجہ سے ہندوستانیوں کے لیے لندن چلے جانا خالہ جی کے گھر جانے کے برابر تھا ۔ شاید یہی وجہ ہے کہ لندن کی الف لیلاوی زندگی کے طلسم میں گرفتار ہو کر حقیقی ضرورت مندوں کے علاوہ بہت سارے دوسرے لوگ بھی "کوہِ ندا" کی طرف لپکے چلے گئے لندن میں بسے ہوئے "حاتم طائیوں" کی ایک بہت بڑی تعداد پیٹ کی خاطر شب و روز کا بڑا حصہ کارخانوں اور ہوٹلوں میں چھوٹے موٹے کام کر کے گزارتی ہے لیکن چونکہ یہ لوگ عموماً اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے سماج کے اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ہاتھ سے کام کرنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے اس لیے "عزتِ نفس" کی خاطر ان کی ایک خاصی بڑی تعداد نے مختلف اسکولوں اور

نئی مطبوعات

نئی دُنیا کو سلام اور جبھوں

علی سردار جعفری

یہ منظوم تمثیل نہیں بلکہ تمثیلی نظم ہے۔ اس کے کردار، کردار نہیں، علامتیں ہیں۔ کہانی، پلاٹ نہیں، مبہم سا خاکہ ہے۔ واقعات کی بجائے واقعات سے پیدا ہونے والے جذبات، تاثرات اور احساسات پیش کیے گیے ہیں۔ اس نظم کا موضوع بھی نیا ہے اور تکنیک بھی نئی، اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی طویل نظم جو کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔

قیمت -/۷

دُنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد

(مولانا) عبدالسلام قدوائی ندوی

زیرِ نظر کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا، سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں؟ تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

قیمت: غیر مجلد ۲/۷۵ مجلد -/۳

امریکہ کے کالے مسلمان

ڈاکٹر مشیر الحق (ایم اے، پی، ایچ، ڈی میکگل)

امریکہ کے تقریباً ۲ کروڑ حبشی مسلمانوں میں سنی مسلمان، شیعہ مسلمان، اور قادیانی مسلمانوں کے علاوہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منظم ہے یہ اپنے ملک میں "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں رنگ و نسل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق سفید فام امریکنوں پر اسلام کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ امریکہ کی ایک ایسی سیاسی و سماجی تحریک کی داستان جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے۔

قیمت: غیر مجلد -/۲ مجلد: -/۳

کالجوں میں بحیثیت طالب علم بھی اپنا نام لکھا رکھا ہے تاکہ اس طرح وہ ایک ایسا سماجی نقاب حاصل کریں جسے وہ محفلوں میں تعارف کے موقع پر پہن سکیں۔ "کالا شہر گورے لوگ" میں احسان الحق نے بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ اسی قسم کے طالب علموں کی زندگی کے صرف اسی ایک رُخ کا "خورد بینی" مطالعہ کیا ہے جسے اگر اس ناول کی بنیاد پر فلما دیا جائے تو فلم اپنے "اے" سارٹیفکٹ کی وجہ سے "ہٹ" ثابت ہوسکتی ہے۔

لندن میں تعلیم پانے والے عام ہندوستانی طالب علموں پر یہ ایک بہت بڑا ظلم ہوگا اگر ہم اس ناول کو ان کی عمومی زندگی کا عکس سمجھیں۔ ابھی بھی لندن میں ایسے ہندوستانی طالب علم نہیں ہوئے ہیں جن کے سامنے زندگی کی اعلیٰ قدریں ہوتی ہیں، اور جو کام کے سامنے آرام کو حرام سمجھتے یہ سچ ہے کہ ایسے لوگ بھی عام طور سے زاہد خشک کی زندگی نہیں گذارتے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صرف عورت اور شراب کے گرد اُن کی زندگی نہیں گھومتی۔ احسان صاحب "لندن میں کافی عرصہ گذار چکے ہیں اور یورپی ممالک کا کئی دفعہ دورہ کر چکے ہیں"، اسی وجہ سے ان سے یہ امید تھی کہ وہ سچ مچ کے طالب علموں کی لندنی زندگی کو ہمارے سامنے پیش کریں گے، لیکن نہ جانے کس مصلحت سے انھوں نے "طاؤسی پَر" کو تیں کی "داستانِ شام و شب"، کو ترجیح دی بہرحال احسان صاحب پر ابھی تک ان کے اُن "حقیقی" طالب علم دوستوں اور ساتھیوں کا قرض باقی ہے جن کی زندگی کو وہ "کالا شہر گورے لوگ" میں نظر انداز کر گئے ہیں، دیکھیں، یہ قرض کب تک ادا ہوتا ہے!

کالا شہر گورے لوگ　　احسان الحق　　ناولستان، جامعہ نگر نئی دلی ۲۵　　قیمت ۵/-

مبشر علی صدیقی

رباعی ایک ایسی صنفِ نظم ہے جو شاعری میں پختگی اور فکر و ذہن کی بھرپور رسائی چاہتی ہے۔ اس پر قید یہ کہ بحر ہزج میں ہی رباعی کہی جا سکتی ہے اور اس میں چوبیس اوزان مستعمل ہیں۔ اردو میں ابتدائی دور سے اب تک صرف چند شاعری

نئی مطبوعات

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمٰن ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیشِ نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آ سکیں یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خدو خال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔ اس انتخاب میں لگ بھگ اسّی نئے شاعروں کا کلام ہے۔ قیمت مجلد ۱۰/۵۰ غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جس میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہِ راست مسلمانوں سے ہے۔ یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصرِ جدید" کے لیے لکھے تھے۔

ملک کے مایۂ ناز مفکر، فلسفی، معلمِ اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ قیمت ۵/۵۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ پچھتر ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالاتِ زندگی درج ہیں ساتھ ہی نمونہ کلام بھی ہے۔ یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ قیمت ۱۵/-

داستان اشک و خوں

خواجہ غلام السیدین مرحوم

مقدمہ: کرنل سید بشیر حسین زیدی

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے۔ لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا۔ سالِ گزشتہ کی ابتدا سے بالخصوص ۲۵۔ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے، اس سے انھیں سخت دکھ ہوا۔ خواجہ صاحب نے اپنے دلی کرب و اضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے ہی مضامین کا مجموعہ ہے۔

قیمت: ۱/۲۰

کامیاب رباعیاں کہہ سکے ہیں۔ اس سلسلہ میں انیسؔ ، حالیؔ ، رواںؔ ، امجدؔ ، جوشؔ ، فراقؔ اور جگرؔ بریلوی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ جگرؔ بریلوی کی رباعیات " رس" کے نام سے نسیم بک ڈپو لکھنؤ نے شائع کی ہیں۔ ان میں " روپ" کی رباعیات کی طرح سنگھار رس کی جستجو فضول ہے۔ البتہ اخلاقی ، عشقیہ ، عصری مسائل اور گھریلو زندگی کی جھلکیاں ان میں بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہم کو ملتی ہیں۔ پیرایۂ بیان دلکش ، سنجیدہ اور رنگین ہے۔ بچپن ، جوانی اور بڑھاپے کے متعلق مضامین آپ کو ان رباعیات میں ملیں گے۔ پوتی اور دھیوتی کے کی پیدائش کا حال ملے گا۔ سرکاری نوکری کی بندشیں اور ضمیر کشی کا حال ان رباعیات میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ سیاسیات طنز بھی کہیں کہیں نظر آجاتا ہے" رس" کو شائع ہوئے دس برس سے کچھ زائد ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے دوسرے اڈیشن کی نوبت ابھی نہیں آئی ہے۔ جاسوسی ناولوں اور فلمی تبصروں کے آگے سنجیدہ ادبی کتابیں مُنہ تکتی رہ جاتی ہیں۔ نیازؔ فتحپوری مرحوم ان رباعیات کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں " رس مجموعہ ہے جناب جگرؔ بریلوی کی رباعیوں کا ، آپ اس قدیم اسکول کے شاعر ہیں جب شاعری وانسانیت دونوں ساتھ ساتھ چلتی تھیں۔ اور زندگی کے ہر شعبے میں حفظ مراتب ہی تہذیب و ثقافت کا معیار تھا۔ چنانچہ یہ رکھ رکھاؤ آپ کو جناب جگرؔ بریلوی کی ہر تحریر میں ملے گا۔ خواہ اس کا موضوع کچھ ہو۔ شاعری میں رباعی پر شاعرانہ شورش کی بنیاد ہے۔ اس لیے وہ بڑی فکر و ذہن چاہتی ہے۔ رباعی پھولوں کا نچوڑ ہے۔ اس میں وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو شاعری کے تمام منازل طے کر چکا ہو۔ اور یہ رباعیاں جناب جگرؔ کی اس پختہ کاری کے نشانات ہیں جن کو دیکھ کر ہم فنی اور اخلاقی دونوں حیثیتوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔"

کتاب کے پہلے صفحہ پر یہ رباعی درج ہے۔

دُنیا کا لطف خوب اُٹھا کر دیکھو ممکن ہو تو خلا میں بھی جا کر دیکھو
بینائیٔ رُوح جب نہ پائے تسکین خلوتکدۂ شاعری میں بھی آکر دیکھو

" رس" کی چند اور رباعیاں ملاحظہ ہوں۔ پہلی دو رباعیوں میں عمر خیام کا رنگ جھلکتا ہے۔

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور افکار آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔　　قیمت: ۶/۵۰

تجزیے

ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔　　قیمت ۱۱/-

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔　　قیمت ۱۲/۵۰

خواتینِ کربلا

کلام انیس کے آئینے میں　　صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا ـــــ اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ملت کے دل میں حق پرستی اور اصول اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ روان چڑھاتا رہے گا۔ قیمت

رگ رگ میں کیفِ مے سمو دے ساقی　　ہوش اور حواس کو بھی کھو دے ساقی
گھٹتی نہیں تہمتِ شعورِ ہستی　　طوفانِ شراب میں ڈبو دے ساقی

دو نان جویں ہوں اور ٹھنڈا پانی　　آزادیاں حاصل ہوں ہمیں من مانی
محبوب ہو دلنواز اور بادۂ علم　　یہ زیست ہے معراجِ حیاتِ فانی

تدبیر و عمل کا زندگانی ہے نام　　تکمیلِ صفات ہی بشر کا ہے کام
پوری ہو دماغ و دل[illegible]نشو و نما　　ہے زندگی خود ہی زندگی کا انعام

قسمت میں ہے جو زہر پیے جاتا ہوں　　خوش تو نہیں جینے سے، جیے جاتا ہوں
حاصل میری زندگی کا کچھ ہو کہ نہ ہو　　جو کام بھی کرنا ہے، کیے جاتا ہوں

روتے ہیں ہم پڑھی ہے جب سے رامائن　　اعجاز ہے سُور کا بھی اندازِ سخن
سینے میں لگا دیتے ہیں جو عشق کی آگ　　میؔرا کے بھجن جگر ہیں میؔرا کے بھجن

یہ صبح کا نور اور سبزے کا نکھار　　کوئل کی یہ کوک اور گلشن کی بہار
ایسے میں یہ ظلم مجھ سے شاعریہ جگؔر　　بیکار دماغ بھی ہے، دل بھی بیکار

اسی طرح کی سینکڑوں رباعیاں آپ " رس " میں پائیں گے " رس " جدید رباعیات میں یقیناً ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

" رس "　　شیام موہن لعل جگؔر بریلوی　　نسیم بکڈپو - لکھنؤ

قیمت ۲/-　　صفحات ۱۰۸/-

ترقی اُردو بورڈ ، مرکزی وزارتِ تعلیم ، حکومتِ ہند
کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ ، انڈیا نے شائع کیں

لسانی مطالعے　　　ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اُردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اُردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔　　قیمت :- ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء　　　مرتبہ : پی ، سی ، جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا، کیوں کہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا یہ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ ہے۔　　قیمت : ۱۴/۷۵

ترقی اُردو بورڈ کی زیرِ طبع کتابیں

(۱) تاریخ تعلیم ہند۔ ترجمہ: مسعود الحق　　(۲) ہندوستانی معشیت ۔ الک گھوش
(۳) پیسے کی کہانی ۔ غلام حیدر　　(۳) جدید ہندوستان میں ذات پات ۔ ترجمہ: شہباز حسین

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۔ نئی دلی ۲۵ ۔ دلی ۶ ۔ بمبئی ۳ ۔ اور علی گڑھ ۲

طاہرہ قاسم

شمالی بہار کا سارن ضلع ایک مردم خیز علاقہ ہے۔ اس ضلع نے ملک کو بھارت رتن ڈاکٹر راجندر پرساد جیسی شخصیت کو عطا کیا۔ اسی ضلع سے سید محمود بھی اُٹھے اور ملک گیر شہرت حاصل کی۔ فرقہ وارانہ یگانگت کی جہاں بات ہوتی ہے وہاں ہم مظہر الحق صاحب کے نام کو فراموش نہیں کر سکتے۔ اس سرزمین نے ہندو اور مسلمان بہت سی ایسی ہستیاں پیدا کیں۔ جنہوں نے آج ملک کے نام کو چار چاند لگائے ہیں۔ اس ضلع میں ہندی و اُردو کے علاوہ بھوجپوری زبان بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ادب کے میدان میں بھی اس ضلع نے وہ گُل اُگائے ہیں جو آج بھی اپنی خوشبو سے زبان و ادب کے سرمائے کو معطر کر رہے ہیں۔ ان میں حضرتِ جمیل مظہری، حضرت رضا نقوی واہی، حضرت اجتبیٰ رضوی، جناب علی حیدر نیّر، جناب انور سیوانی، جناب رضا کریم رضا وغیرہ خاص خاص ہیں۔ لیکن یہ ضلع نظر اندازی کا شکار رہا ہے نہ تو سیاست والوں نے اسے کسی خاص اہمیت کا علاقہ سمجھا اور نہ ادب کی گروپ بندی نے اجازت دی کہ یہاں کے گلہائے معطر اپنی خوشبو کو بکھیرنے کے لیے بساطِ عالم کی کسی شاخ پر مسکرا سکیں۔ غیروں کی بات الگ ہے، اپنوں نے بھی ان گلوں کو پروان چڑھانے کی خاطر کوئی توجہ نہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ضلع کے ادبا و شعرا ہمیشہ گوشۂ گمنامی میں پڑے رہے اور جب رسالہ والوں سے کوئی حوصلہ افزائی نہ ہو سکی اور پبلشروں نے توجہ کے قابل نہ سمجھا تو یہ احساسِ کمتری کا شکار ہو گئے اور گمنامی کی زندگی پر ہی قناعت کرنے لگے۔ کچھ لوگ مشاعرے کے اسٹیج پر آئے لیکن گویّے نہیں تھے۔ نتیجتاً انھیں کوئی پوچھ نہ سکا۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنی خداداد صلاحیت کو بروئے کار لاتے رہے اور اپنی بہترین ادبی کاوشوں سے ادب و شعر کے سرمایہ میں رنگارنگ اضافہ کرتے رہے۔ اس طرح کی تاریکی میں اسی ضلع کا کوئی رندِ بلانوش اٹھے اور ان کو یکجا کرنا چاہے، ان کے کلام کو مرتب کرنا چاہے تو وہ بلاشک و شبہ ہماری دلی تعریف و تحسین کے قابل ہے۔ میں ایسے ہی ایک شخص کا یہاں تذکرہ کرنے والی ہوں جو دن رات چلچلاتی دھوپ میں، گھہراتی برسات میں اور تھرتھراتے جاڑے میں گھومتا رہا اور سارن ضلع کے مردہ اور زندہ شاعروں اور شاعرات کا کلام یکجا کرتا رہا۔ اس کا کہنا تھا ہم سے جہاں تک

ہو سکے گا ہم ان تمام شاعروں اور شاعرات کے کلام کا ایک رنگا رنگ مجموعہ شائع کریں۔ جو تعبر گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کا پرساں کوئی نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب ہمیں خود آگے بڑھ کر اپنی ہستی اور وجود کا اعتراف دوسروں سے کروانا ہے۔ اور اس کی کوشش بارآور ہوئی اور نتیجے کے طور پر اردو دانوں نے اُردو کا ایک خوبصورت پونے تین سو صفحے کا ایک مجموعہ "سخنورانِ سارن"، دیکھا۔ وہ شخص کلکتہ سے شائع ہونے والا اُردو کے ماہنامہ "نیا عمل"، کا سابق مدیر جابر فیروز پوری ہے۔ "سخنوران سارن"، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس کتاب میں بقول ناشر تقریباً ہر ہندو مسلمان شاعر کے کلام کو احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ابھی بہت سے شاعر شائع ہونے سے رہ گئے ہیں۔ اور ان کے کلام بوسیدہ کاغذ کے صفحے میں ضائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ اس مجموعہ میں پرانے اور نئے دونوں کے کلام شامل ہیں اس لیے یہ ایک حسین سنگم سا لگتا ہے جہاں عشق و حسن خمار آلود انگڑائیوں کے ساتھ موجود ہیں وہاں زمانۂ حاضرہ کی تشکیل و الحاد مشینی دور کی میکانکیت اور بے رابطہ دھارے بھی پیش پیش ہیں۔ یہاں شاعر اپنے آپ سے نبرد آزما ہے۔ خارجی دنیا نے اسے اس کی داخلی کائنات میں پہنچا دیا ہے اور وہاں بیٹھا ہوا وہ خارجی اور داخلی جنگ و تصادم میں مصروف ہے۔ مجھے کہنے دیجیے کہ کتاب کے مرتبین جانبداری کے بُری طرح شکار نظر آتے ہیں جو سارن ضلع والوں کی خاصیت سی جان پڑتی ہے وہ کسی کسی شاعر کی صرف ایک نظم دے کر اسے شاعر بنوانے اور اس کے رنگ و رجحان ظاہر کرنے پر کمربستہ ہیں کتاب کا گٹ اپ خوبصورت اور چھپائی جاذبِ نظر ہے آغاز میں کچھ شاعروں کے فوٹو بھی چھاپے گئے ہیں۔ اس کتاب کی پذیرائی ہر جگہ ہونی چاہیئے۔

سخنورانِ سارن جابر فیروز پوری۔ فیروز پور۔ آندر۔ سارن بہار قیمت: -/۵

ڈاکٹر عبدالحق

گزشتہ چند سالوں سے مکتبہ جامعہ نے کلاسیکی کتابوں کے صحیح متون کی اشاعت کا خاص اہتمام کیا ہے۔ ان میں "انتخاب ناسخ" سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ رشید حسن خاں کی مرتب کی ہوئی کتابوں کے صحیح متون کو، قرأت و املا کے اہتمام کی وجہ سے اعتبار و اسناد کا درجہ حاصل

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند
کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

## تاریخ فلسفۂ سیاسیات		پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات اُن علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی کا اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشوو نما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور علمی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصّہ ہے۔

قیمت: ۱۸/-

## چراغ کا سفر (بچوں کے لیے)		سیّد محمد ٹونکی

آپ نے سند باد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کردیا۔ دنیا کا ہر حصّہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں۔ جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا، گھر گھر کیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اس نے کیسے کیسے رُوپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔		قیمت: ۱/۵۰

## چڑیاں (بچوں کے لیے)		سلطانہ آصف فیضی

چڑیا کسے کہتے ہیں، ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں، وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں، ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب پڑھیے۔		قیمت:

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلّی ۲۵۔ دلّی ۶۔ بمبئی ۳۔ اور علی گڑھ ۲

ہے۔ مگر "انتخابِ ناسخ" میں بھرپور تحقیقی اور تنقیدی مقالے کی شمولیت نے اس کی افادیت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ اب اس کی حیثیت انتخاب کی نہیں کتاب حوالہ کی ہے۔

انتخابِ ناسخ کے مقدمے میں ان مبادیات کی طرف بڑی سنجیدہ، علمی اور مدلل گفتگو کی گئی ہے، جن سے اب تک عمداً چشم پوشی کی جا رہی تھی۔ اسلاف وانتقاد کی غلط اور مجہول اندازِ فکر کو مسلمات مان کر حقائق سے گریز کیا گیا۔ اب بھی نقادوں کا ایک حلقہ اس سعی میں مصروف ہے کہ اردو کے دو دبستانوں کی تقسیم نام نہاد ہے۔ لکھنؤ سے منسوب کیا جانے والا ہر زشت و مکروہ عنصر دبستانِ دہلی میں موجود ہے' اشعار کی قلت و کثرت پر فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ حالاں کہ ادب کا معمولی طالبِ علم بھی جانتا ہے کہ ادبی اور لسانی سطح پر دونوں دبستان ایک دوسرے سے متائز ہیں۔ فکر و شعور کے دھارے بھی مختلف ہیں۔ تہذیب و ثقافت کے انعکاسات وار تعاشات بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ دبستانِ لکھنؤ دہلی اسکول سے انحراف کی ایک شعوری کوشش کا نتیجہ ہے، اسی شعوری کوشش کی وجہ سے ہم اسے ادب کا ایک جداگانہ اسکول یا مکتبِ خیال سے تعبیر کرتے ہیں۔ انحراف کی اس شعوری کوشش میں ایک احتجاجی عنصر کارفرما ہے۔ جس میں نفرت کی زیریں لہریں بھی ملتی ہیں۔ یوں تو فکر و تہذیب کے ہر شعبہ میں اختلاف ملتا ہے۔ مگر فنونِ لطیفہ میں یہ فرق زیادہ نمایاں ہے۔

اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کا رجحان قابلِ رشک ہے۔ مگر غلو برتنا مناسب نہیں۔ لکھنؤ کی تہذیب نے ایران کی تہذیب کو اپنا قبلۂ اول تسلیم کیا، عرب کے سوتر دروں سے بیگانگی نے کردار و گفتار میں یزدان و اہرمن کی ثنویت یا دہرے پن کو اس طرح جاگزیں کیا کہ فکر و عمل کے راستے بدل گئے۔ فاضل مرتب نے اس حقیقت کو بڑی ہی بالغ نظری سے آشکارا کیا ہے۔ یہی تضاد یا ثنویت یا دہرا پن تولاّ، تبرّا کی صورت میں مذہبی جواز کے کر سامنے آیا۔ متبذل، رکیک موضوعات کے ساتھ سلام و مراثی جیسے پاکیزہ موضوعات، امام باڑوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ رہس خانے، عاشورہ کی پرسوز محفلوں کے ساتھ رادھا کنھیا کی لیلا اسی ثنویت کے نتائج ہیں۔

مختصراً لکھنؤ کی پوری تہذیب ناز و غمزہ اور ایک خاص قسم کی مذہبیت سے مرکب

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

۱۹۵۷ء میں حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کے نام سے ایک بڑے اور خود مختار اشاعتی ادارے کی داغ بیل ڈالی۔ اس ادارے کا اولین مقصد ملک میں ایک ایسی ہمہ گیر تحریک چلانا تھا۔ جس کے ذریعے ہندوستان کے عوام میں کتابیں پڑھنے کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کیا جائے نیشنل بک ٹرسٹ کو اپنے اس مقصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ یہ ادارہ اب تک پانچ سو سے زیادہ کتابیں ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں شائع کر چکا ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل کتابیں اردو میں شائع کی گئی ہیں۔

آبادی	مصنف	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ	مخمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	"	لارنس بینس	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	"	وی آر اٹھاولے	"	ش۔ قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	"	ڈینس کنکیڈ	"	ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذر الاسلام	"	بسود ھا چکر ورتی	"	عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	"	ڈاکٹر پارش ناتھ تیواری	"	ایم۔ کے۔ درانی	۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	"	ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا مجلد	-/۱ مجلد	۲/۰
گاندھی کا ہندوستان	۔	کثرت میں وحدت	مرتبہ	نیشنل گاندھی صدی سبکمیٹی	۲/۲۵
گرو نانک	"	گوپال سنگھ	ترجمہ	مخمور جالندھری	۳/۲۵
منتی بنتی تصویریں	"	بھگوتی چرن ورما	"	رضیہ سجاد ظہیر	۵/۰
تاش کے محل (ناول)		مپاں رنگنا یکمّا	"	زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ	می پا سوم، سندرم	"	حسرت سہروردی	۸/-
سفید خون (ناول)	(مصنف)	نانک سنگھ	"	رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	"	ڈاکٹر گوپال سنگھ	"	مخمور جالندھری	۳/-
ہندی افسانے	مرتبہ	ڈاکٹر نامور سنگھ	"	اگر سین نارنگ	۹/-
زندگی ایک ناٹک ناول	مصنف	پنا لال پٹیل	"	کشور سلطانہ	۱۰/-
پنجابی افسانے	مرتبہ	ہربھجن سنگھ	"	مخمور جالندھری	۷/-
رنجیت سنگھ	مصنف	ڈی۔ آر۔ سود	"	"	۲/۷۵

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳۔ اور علی گڑھ ۲

ہے ۔ یہ فضا اور فکر پیدا کرنے میں انگریز باتدبیر کے ساتھ ساتھ گنگا اور گومتی کے پانی کو بھی بڑا دخل ہے ۔ اس مقدمے میں ان مباحث کی طرف بڑے گہرے اشارے کیے گئے ہیں ان معنی خیز اشاروں کی وجہ سے یہ مقدمہ مختصر محسوس ہوتا ہے ۔ اس مقالے کی ایک بڑی خوبی اس کی جامعیت اور اختصار ہے ، ورنہ بہ آسانی اسے ایک بھاری بھرکم کتاب کی صورت دی جا سکتی تھی ۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں معنوی تہ داری نے اس مقالے کو اور بھی دل کش بنا دیا ہے ۔ جس سے فکری اسالیب کی خاص فن کاری کا پتہ چلتا ہے ۔ ہر بات روشن اور فکری تجزیہ نے تحریر کو واضح کر دیا ہے ۔

ہماری تنقید میں نقل در نقل کی گمراہ کن روایات نے بہت سی غلط فہمیاں پیدا کیں ۔ مطالعۂ ناسخ کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے ، یہ بات حدیثِ متواتر کی طرح دل نشیں کی جا چکی تھی کہ ناسخ نے زبان کی اصلاح کی اور اور قاعدے بنائے ۔ حالاں کہ بہ قولِ مقالہ نگار بات صرف اتنی تھی کہ یار لوگوں نے کلامِ ناسخ کا مطالعہ کم کیا تھا ۔ عقیدت کے صحیفے کی ورق گردانی زیادہ کی تھی ۔ یہ بات تعجب خیز ہے کہ اچانک صرف چند سال کے عرصہ میں ایک اسلوب کس طرح چھلکے رہ گیا جس نے سارے متقدین کے رنگ کو بے رنگ اور درجۂ اسناد کو منسوخ کر دیا ۔ اس مقالے میں مطالعۂ ناسخ کے سلسلے میں پہلی بار ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے کہ عام روایات سے قطع نظر کر کے کچھ اصولی اور بنیادی باتیں پیش کی جائیں ۔ اس لیے یہ مقالہ پورے دبستان کے لیے نئے زاویۂ نظر سے مطالعہ و فکر کی دعوت ہے یہ معروضی اندازِ فکر ارزش و تنقید کے ممکنات کی صحیح جہت مقرر کر سکتا ہے ۔

برِ صغیر میں رشید حسن خاں اردو دنیائے ادب کے نامور محقق ہیں وہ اپنی کج کلاہی بانکپن کے لیے مشہور ہیں ان کا انداز قلندرانہ ہے جو برسوں کی ریاضت ، جگر سوزی ، حق گوئی ، سود و زیاں سے بے نیازی اور خونِ دل کی کشید سے پیدا ہوتا ہے ، کردار و گفتار کے کھرے پن نے انھیں اپنے اور دوسروں کے احتساب کی سخت گرفت کے لیے مجبور کیا ہے ۔ یہی جذبۂ احتساب ہے جو افراد اور اداروں کو شمشیر کی تیزی اور کاٹ دیتا ہے ۔ انھیں جاں فروشی و جاں بازی کے آبائی پیشے کی تیغ جوہر دار تو وراثت میں نہ ملی ۔ ہاں فولاد

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین کتابیں

جد و جہد آزادی بپن چندرر۔ املیش ترپاٹھی، برون ڈے۔ ترجمہ: غلام ربانی تاباں

یہ جد و جہد آزادی کی ایسی اجمالی تاریخ ہے جو بڑی احتیاط، معلومات اور سلیقے سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں گہرائی کے ساتھ گیرائی بھی ہے۔ تحریک کے ہر پہلو اور ان کے مختلف عناصر کی عکاسی کرتی ہے۔　　قیمت: ۵/۵۰

بنگرواڑی مصنف وینکیٹس ماڈگولکر　　مترجم عرش ملسیانی

"بنگرواڑی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی دیہاتی زندگی کی تصویرکشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے "بنگرواڑی" بے شک و شبہ ایک قابلِ فخر تخلیق ہے۔　　قیمت: ۵/۲۵

آبِ حیات　　مصنف: محمد حسین آزاد　　تلخیص و ترجمہ: سید احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے۔ یہی اُس کے اسلوب و بیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز۔　　قیمت: ۶/۷۵

شاعر　　مصنف: تاراشنکر بندو پادھیائے　　ترجمہ: پریش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں علیم ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تاراشنکر بندو پادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی۔ جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔

قیمت: ۸/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دِلّی ۲۵ دِلّی ۶ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

کا قلم ضرور ملا ہے۔ اسی قلم کی گرفت نے اردو تحقیق میں صالح و صحت مند رجحان پیدا کرنے میں پیش رفت کیا ہے۔ ان کا مطالعہ عمیق اور وسیع ہے، لغت، املا، قواعد، اصولِ تحقیق اور تدوینِ متن جیسے صبر آزما موضوعات پر کافی غور و خوض کیا ہے۔ اسی لیے ان موضوعات پر وہ ایک آزادانہ رائے رکھتے ہیں۔

میرے نزدیک اس مقالے کی ایک بڑی خوبی یہ تحقیق و تنقید کا حسین امتزاج ہے۔ ہماری تنقید کا دامن اِس حسنِ امتزاج سے اکثر خالی نظر آتا ہے۔ جب تک صاحبِ نقد و انتقاد کی حقائق پر گہری نظر نہ ہو، مفید اور معتبر تنقید وجود میں نہیں آسکتی اور محقق کے لیے قدم قدم پر تنقید کی کسوٹی سے کام لینا پڑتا ہے۔ حقائق کا بھرپور ادراک ہو تو استنباطِ نتائج میں غلطی کا امکان کم سے کم رہتا ہے۔ تعبیر اور تشریح میں بھی دشواری پیدا نہیں ہوتی۔ تحقیق حقائق کی بازیافت ہے۔ اور تنقید اس کی تشریح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جناب رشید حسن خاں اس بات کا اعتراف نہ کریں لیکن ان کی تحقیقی نظر نے انھیں ایک اچھے نقّاد بننے کی صلاحیت دی ہے جس کا اظہار ان کے کئی مضامین میں ہو چکا ہے، اس جامع مقالے کے بعد لکھنؤ دبستانِ شاعری پر از سرِ نو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

انتخاب ناسخ تصحیح و ترتیب: رشید حسن خاں مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ قیمت ۴/۵۰

امیر اللہ شاہین

ڈاکٹر مشیر الحق کی یہ کتاب معلوماتی ہے، دلچسپ اور عبرت خیز بھی! معلومات بیش بہا ہیں اور اندیشے بے وجہ! شک و شبہ کی طلسماتی فضا میں قلب و نظر شکار نظر آتے ہیں۔ اس سازش کے جو عیسائی مشنریوں اور امریکی حکومت کی ملی جلی کوشش سے معرضِ وجود میں آئی ہے۔ یہ ملی بھگت بعض باتوں کو بڑھا چڑھا کر اس لیے پیش کرتی رہی ہے کہ یہ دونوں قوتیں (اور تیسری صیہونی شیطنت)، امریکہ کے اس نئے اسلامی فرقے کو اپنے لیے زبردست چیلنج سمجھتی ہیں۔

یہ کتاب واضح طور پر تین باتیں سامنے لاتی ہے۔ اس کی اکثر معلومات تحریک کے

"ناولستان" نئی دلّی کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ ونسل کی تفریق سے کہیں آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے، گذشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب وغریب چونکا دینے والا ناول۔ قیمت: -/۵

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دُنیا کی اِس چہل پہل میں، ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ 'اپنی اپنی صلیب' اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جارہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دل کش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔ قیمت -/۸

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں۔ لیکن۔ زبان خاموش ہے۔ بالکل خاموش۔ قیمت: ۳/۵۰

پا بہ جولاں (ناول) صُغرا مہدی

یہ ناول نئے دَور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، اُن کی مشکلات، اُن کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے، کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار۔ قیمت

ارکان اور اس کے بانیوں کے حق میں جاتی ہیں بیشتر حصہ تحریک کے خلاف جاتا اور اس کے انکار رد خیالات کو بے نقاب کرتا ہے کچھ حصہ مصنف کے دعوٰی کے علی الرغم ان کے ذاتی تاثرات و تعصبات کا پتہ دیتا ہے۔

یہ کتاب امریکہ کے سارے کالے مسلمانوں کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس ایک فرقہ کے بارے میں ہے جو کالے مسلمانوں کا امریکہ میں سب سے بڑا فرقہ ہے۔ بہت منظم اور مستحکم ہے۔ جو نہ صرف اپنی بقا کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے بلکہ اپنی برتری اور بالا تری منوانے کے لیے سخت جد و جہد کر رہا ہے۔ وہ توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ ارکان اسلامی کا سختی سے پابند ہے۔ دوست دار اور غم گسار ہے نیز نیز امر و نور ہی کی ادائیگی میں سرگرم ہے آزادوں کے علاوہ قیدیوں کو بھی اپنا مخاطب بناتا اور ان کی اصلاح حال کا در ہے۔ وہ اپنے سماج کے مختلف طبقوں کے سامنے اپنی دعوت کو "حکمتِ تبلیغ" اور ان کی جداگانہ نفسیات کا لحاظ رکھتے ہوئے پیش کرتا ہے۔ ان کا پیغام نظریاتی نہیں عملی ہے اس لیے اس کے نتائج دیرپا اور دور رس ہیں۔ وہ اصلاح معاشرہ سے پہلے اصلاحِ حال کی فکر کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے سیرت و کردار مثالی ہیں:

> "ایلیجا کے پیرو اپنے عمل اور کیریکٹر میں اتنے راسخ العقیدہ ہوتے ہیں کہ اب تک ان کے کٹر سے کٹر مخالف کو بھی ان پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں مل سکا ہے۔ امریکی سماجیات کا مطالعہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ اس ملک میں جو سماجی اور جنسی بے راہ روی پائی جاتی ہے اس کا وجود وہاں کے کالے مسلمانوں میں بالکل نہیں ہے۔" (ص۲۶)

تحریک کے معمولی ارکان، رکنیت کے بعد جس سیرت و کردار کے حامل ہو گئے اس کا حال خود ان کی زبان سے سنیے:

> "جنسی لذت اندوزی سے مجھے پندرہ سال کی ایک لڑکی نے اس وقت آشنا کر دیا تھا جب میری عمر صرف گیارہ سال کی تھی۔ لیکن حضرت ایلیجا محمد کے ہاتھوں ہدایت پانے کے بعد میری زندگی کا معمول بالکل

بدل گیا ہے" (ص۵)

اسی لیے صاحب موصوف کا یہ احساس درست ہے کہ:۔

"اس بیان میں مبالغہ نہیں ہے کہ الیجا محمد کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہی امریکی حبشی کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے اور وہ ایک مثالی کردار کا حامل ہو جاتا ہے۔" (ص۳۱)

معمولی ارکان کے علاوہ تحریک کے لیڈر بھی اسی احساسِ ذمہ داری سے کام کر رہے ہیں اور اپنی سیرت و کردار کو انھیں اوصافِ حمیدہ سے مزین کیے ہوئے ہیں جن کی طرف وہ دوسروں کو بلاتے ہیں۔ چنانچہ الیجا محمد جو اس تحریک کے لیڈر ہیں ان کے اخلاق و عادات اور حسنِ سلوک کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ:۔

"اپنے گھر پر وہ مشرقی مسلمانوں سے بہت ہی تپاک سے ملتے ہیں اور ان کی دعوتیں کرتے ہیں۔" (ص۹۲)

وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان مسلمانوں کے عام رویّے پر تشویش کا اظہار بھی کرتے ہیں جو امریکہ جا کر فکری و عملی بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں:۔

"الیجا محمد کا شکوہ دوسرے مسلمانوں سے ایمان و عقائد کے مسئلہ پر نہیں ہے بلکہ ان کے عمل سے ہے۔ انھیں یہ شکایت ہے کہ امریکہ میں بسے ہوئے مسلمانوں نے ایک اجنبی اور غیر اسلامی تہذیب قبول کر لی ہے۔ انھیں یہ دیکھ کر بہت تکلیف ہوتی ہے اور وہ اکثر اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں عرب افریقہ اور ترکی سے آئے ہوئے مسلمان سور کا گوشت اور شراب کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ نیز تقریباً ہر ملک کے مسلمان سفارتی نمائندے اور طلبا کھلم کھلا شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔" (ص۹۲)

"بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اگر عقائد کی بحث کو تھوڑی دیر کے لیے بھول جایا جائے اور صرف اعمال پر نظر رکھی جائے تو پھر اس بیان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اسلامی احکام کی بجا آوری میں دنیا کے دوسرے مسلمان امریکہ کے کالے مسلمانوں کا مقابلہ

الجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن الجھنوں کا شکار ہیں، اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کش مکش کو پیش کرتا ہے

قیمت : ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم دیا مگر مرا وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب۔ برسوں بعد۔ جب یہ کسی ناول کا پہلا باب۔ برسوں بعد۔ (جب یہ ناول کا پہلا باب ہوگا) آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔

قیمت ۱/۵۰

منزلیں پیار کی (نفسیاتی ناول) ڈاکٹر سیفی پریمی

ہمارے سماج میں کئی جزیرے ہیں جن میں لڑکیاں پھسل کر پہنچ جاتی ہیں۔ کچھ دن وہ نفسیاتی الجھن کا شکار بن جاتی ہیں۔ صرف سماج کا دیا ہوا سپردگی کا جبر ہی ان کی شرافت کا معیار باقی رہ جاتا ہے "عورت" فنا ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر سیفی پریمی نے اپنے ناول "منزلیں پیار" میں نو عمری اور دولت کے جزیروں میں دو حسین لڑکیوں کی گرفتاری اور رہائی کی نفسیاتی داستان کی ہے ہمیں اپنے سماج کی خامیوں کا جائزہ لینے، جذبہ اور محبت کے فرق کو محسوس کرنے نیز نفسیاتی اور جنسیاتی نقطۂ نگاہ سے ازدواجی زندگی کو سمجھنے کے لیے یہ ناول ایک معتبر ذہنی رفیق۔

(زیر طبع)

نہیں کر سکتے ۔"

ایجا محمد کی شخصیت پر اس واقعہ سے بھی روشنی پڑتی ہے جس میں انھوں نے ..ر کی قلت کے باوجود "مخلوط تعلیم" کے ضرر کو سمجھتے ہوئے اس کو اپنے ایک کالج میں ..اری ہونے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ :

"انھیں اللہ نے دنیا میں اسکول چلانے کے لیے نہیں بھیجا ہے
وہ اصلاح کے لیے بھیجے گئے ہیں ۔" (صہ ۹۴)

امریکی معاشرہ ان کالے مسلمانوں کے زبردست چیلنج سے دوچار ہے اس لیے وہ اسے بدنام کرنے کے مختلف حربے استعمال کرتا رہتا ہے مثلاً

"..... امریکی عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنی عبادت گاہوں
میں انسانوں کی قربانی دیتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے اور اب کوئی بھی
پڑھا لکھا شخص اس بات کو منہ سے نہیں نکالتا ۔" (صہ ۹۵)

جن سخت حالات میں یہ لوگ کام کر رہے ہیں، اس کی مصلحتوں سے یہ خوب واقف ..ں، اسی لیے ایجا محمد کا یہ بیان بڑی حقیقت پر مبنی اور ان کی حکمت و دانش کا آئینہ دار ہے :

"ہم جس ماحول میں کام کر رہے ہیں دوسرے مسلمانوں کو اس سے
واسطہ نہیں پڑا ہے ۔ جس طرح ہر مریض کو ایک ہی دوا نہیں دی جا سکتی
اسی طرح دنیا کے ہر شخص کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکا جا سکتا ۔"

یہ تحریک اپنے عبوری دور میں ہے ۔ اب یہ جس مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے اور جس رخ پر ..لم ایکس نے اپنے دورِ آخر میں سیاہ وسفید کے فرق و تفاوت کو مٹا دیا تھا :۔

"ہم مسلمانوں کو یہ بتاتے ہیں کہ ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر شخص
کے حقوق کی نگہداشت کریں خواہ وہ شخص کالا ہو یا گورا، سرخ ہو یا زرد ۔
دراصل رنگ کی کوئی اہمیت نہیں اہمیت انسان کی ہے ۔" (صہ ۹۷)

مالکم ایکس ، جن کو اپنی آزاد روی کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑا کہ انھیں کسی نامعلوم ..ص نے گولی مار دی، اس رجحان میں تنہا نہیں ہیں۔ تحریک کے دوسرے اکابر بھی آہستہ

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی

بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو (حصہ اوّل)	مصنفہ: ایف، سی، فرتیاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	1/50
باپو (حصہ دوم)	" " "	" " " "	1/50
کشمیر	" مالا سنگھ تصاویر: پرکاش	" خدیجہ عظیم	/50
پرندوں کی دنیا	" جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیرّ	/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر	/50
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اوّل)	مصنفہ: لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" لیلاوتی بھاگوت	" " " "	/50
رسیلی کہانیاں	مصنف منوج داس	" صغرا مہدی	/50
آزادی کی کہانی (حصہ اول)	" وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	/50
ہماری ریلیں	مصنف جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی	/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" کے، سی، کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ	/50
آؤ ناٹک کھیلیں	" اوما نند	مترجم رفیعہ منظور الامین	/50
خار پتی کا خاندان	" منوہر داس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیرّ	/50
بہت دن ہوئے (حصہ اول)	" ایم، چوکسی و پی، ایم، جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	/50
بہادروں کی کہانیاں	" راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	/50
روہنت وتندیہ	" کرشن چیتنیہ	" " " "	/50
سدا بہار کہانیاں	" شانتا رنگا چاری	" " " "	50
ابو خاں کی بکری	" ڈاکٹر ذاکر حسین		/-
انوکھی دکان	" قدسیہ زیدی		/50
گلابو چھو بھیا اور پری زاد	" " "		/-
دنیا کے جانور	" " "		/50

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ ۔ دلی ۶ ۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

آہستہ اس تبدیلی کو قبول کرنے کی طرف مائل ہیں۔ جماعت کے ایک امام نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "جماعت امریکی حکومت کے قوانین کو کیوں نہیں توڑتی"، کہا کہ :

"سیاہ اقتدار کا مطلب لاقانونیت نہیں ہے۔ ہم اس حکومت کو صحیح نہ سمجھتے ہوئے بھی اس کے قوانین کی پیروی کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی ایسا حکم دیا گیا جو قرآن کے خلاف ہو تو پھر اس کی تعمیل ہم قطعاً نہیں کریں گے۔" (ص ۹۹)

اور اس کا عملی ثبوت وہ یہ دیتے ہیں کہ :

"دو مواقع ایسے ہیں جہاں امریکہ کے کالے مسلمان من حیث الجماعت حکومت سے اشتراک نہیں کرتے۔ ایک تو الیکشن اور دوسرا فوجی خدمت۔" (ص ۱۰۱)

اس کتاب کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ مسلمان دانش و بینش کے مالک اور انتہائی زیرک ہیں۔ امریکی حکومت کی چال بازیاں اور عیسائی مشنریوں کی ریشہ دوانیاں انھیں دبائے رکھنے کے لیے ہم رنگِ زمین دام بچھاتی رہتی ہیں اور ہر وقت گھات میں بیٹھی ہیں کہ کوئی موقع ہاتھ آئے اور وہ انھیں دھار پر رکھ دیں مگر وہ بھی زمانہ چشیدہ لوگ ہیں یوں آسانی سے مار کھانے والے نہیں ہیں۔ مخالف قوت کا سب سے موثر حربہ تحریک کو بدنام کر کے اس کے تعلق کو محدود کر دینا ہے تاکہ پوری اسلامی دنیا سے اسے اخلاقی یا روحانی مدد ملنے کی بجائے شک و شبہ کی فضا اور طعن و طنز کے تیر ہی میسر آ سکیں تاہم اس کتاب میں دی گئی مذکورہ باتیں اور اسی قبیل کی کچھ اور باتیں تحریک کے حق میں جاتی ہیں جنھیں نمایاں کرنے کی ضرورت ہے یہ اس تحریک کا روشن اور تابناک پہلو ہے۔ اس کتاب کی رو سے اس تحریک کا ایک تاریک پہلو بھی ہے۔ اور وہ ہے ان کے عقیدہ و عمل کی "بے آہنگی"!! فاضل مصنف کے مطابق ! ۔

"مگر جب اسلام کا ایک طالبِ علم امریکہ کے کالے مسلمانوں کے اسلام کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھتا ہے تو اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ امریکہ کے اس اسلام کا کیا نام رکھے۔" (ص ۴۵)

جس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کے نام تو وہی ہیں مگر صورتیں بدلی ہوئی ہیں مثلاً

نئے اڈیشن

آتشِ گل (شعری مجموعہ) (نیا اڈیشن) **جگر مرادآبادی**

رئیس المتغزلین حضرت جگر مرادآبادی کا یہ دیوان پرکیف اور بہار آفریں غزلوں کا مجموعہ ہے جس کا نام شعری ادب میں سرِفہرست آتا ہے۔ ایک ایسا مجموعۂ کلام جو اپنے اندر بے پناہ رنگینیاں اور بہاریں سمیٹے ہوئے ہے جس کی ہر غزل اور شعر خود بخود نغمہ بن کر لبوں پر آجاتا ہے اس کتاب پر جگر کو ساہتیہ اکاڈمی انعام عطا ہوا تھا۔ قیمت -/۶

حسرت کی شاعری (تحقیق و تنقید) (نیا اڈیشن) **ڈاکٹر یوسف حسین خاں**

حسرت کے شاعرانہ اوصاف اور ان کی شخصیت کی عظمتیں بہت وسیع اور حد درجہ بسیط ہیں اور ڈاکٹر یوسف حسین صاحب نے انھیں نہایت معقولیت اور جامعیت کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ ترمیم اور اور اضافے کے بعد۔ قیمت -/۲

گنجہائے گرانمایہ (تیسرا اڈیشن) **پروفیسر رشید احمد صدیقی**

یہ کتاب اُن پندرہ عظیم المرتبت شخصیتوں کی زندگی سے متعلق بیتی بسری یادوں کا عکس ہے جو اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ان شخصیتوں میں مفکر بھی ہیں اور عالم بھی، سیاست داں بھی اور مصلح قوم بھی۔ شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی۔ رشید صاحب کے مخصوص و منفرد انداز میں لکھی ہوئی اس کتاب کو جب آپ پڑھیں گے تو کبھی مسکرانے پر مجبور ہوں گے اور کبھی آہ سرد کھینچنے پر۔ قیمت -/۶

تنقید کیا ہے (نظر ثانی و اضافے کے بعد) **آل احمد سرور**

سرور صاحب کے یہاں انشا پردازی اور ادبی چاشنی کا وہ عنصر پایا جاتا ہے جو اعلیٰ تنقید کی ایک مستحسن خصوصیت ہے یہ کتاب تنقیدی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جس میں تنقید کے اصولوں پر بحث بھی ہے اور پوری کتاب اس کا جواب بھی۔ قیمت ۵/۷۵

اپنے دُکھ مجھے دے دو (افسانے) **راجندر سنگھ بیدی**

بیدی اُن افسانہ نگاروں سے ہیں جو کم لکھتے ہیں مگر جب لکھتے ہیں تو لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ زبان کی سادگی ماحول کی خوب تر منظر کشی اور کرداروں کو ان کے فطری رنگ میں پیش کرنا بیدی کا طرۂ امتیاز ہے "اپنے دکھ مجھے دے دو" بیدی کے ایسے ہی نو منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت -/۶

"امریکہ کے کالے مسلمان نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ یہ ایک معمہ ہے" (ص۵۸)

یا "ابھی تک کوئی آنکھوں دیکھی شہادت نہیں مل سکی جس سے یقین کے ساتھ کہا جا سکے کہ یہ لوگ نماز کس طرح پڑھتے ہیں" (ص۶۰)

"امریکہ کے کالے مسلمان زکوٰۃ کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ ہر مسلمان اپنی سالانہ بچت پر صرف ۲½ فی صد کی شرح سے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد فریضۂ زکوٰۃ سے بری الذمہ ہو جاتا ہے" (ص۶۶)

یا "ان کی شرح ۲½ فی صد سالانہ سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ شرح اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ عام مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔" (ص۶۷)

ان کے روزے میں بھی مصنف کو شک ہے:۔

"یہ پتہ لگانا کہ وہ روزہ کس طرح رکھتے ہیں بہت مشکل ہے" (ص۴۹)

حج میں عملاً بہت کوتاہ ہیں:

"رہ گئی حج کی بات تو جہاں تک اس کی فرضیت کا تعلق ہے اس کے وہ قائل ہیں لیکن عملاً وہ حج کرنے جاتے ہوں اس کی مثالیں نہیں کے برابر ہیں۔" (ص۶۰)

ان ارکان کی آدائیگی میں عملاً جو کوتاہیاں ان سے سرزد ہوتی ہیں وہ شاید کسی حد تک قابلِ قبول ہو بھی جائیں مگر عقیدے میں جب ان کا عالم یہ ہو کر،

"اللہ معزز ترین ہے اور ہمارا خدا ہے۔ الیجا محمد آخری اور خدائی رسول ہیں" (ص۵)

یا الیجا محمد کی مشہور کتاب عقلِ اعلیٰ (SUPREME WISDOM)

"کالے مسلمانوں کے لیے ایک طرح سے صحیفۂ رسالت کا حکم رکھتی ہے اس کتاب کے پہلے صفحے پر یہ عبارت چھپی ہوئی ہے۔ 'اللہ تین نہیں ایک ہے اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے میں اس کا رسول اور خادم ہوں۔'"

اس کے علاوہ الیجا محمد اپنی تحریروں میں اپنے دستخط الیجا محمد کرنے کے بعد دوسری سطر میں رسول اللہ بھی لکھتے ہیں۔

یہاں پہنچ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ طبعیت کو تکدر وانقباض ہوتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں تحریک اور اس کے بانی اور اس کے موجودہ لیڈر سے برگشتگی اور نفرت سی ہونے لگتی ہے۔ مگر کتاب میں دیئے گئے مختلف احوال کو جب سامنے رکھا جاتا ہے تو عقل کہتی ہے کہ تحریک کے موجودہ لیڈر کی نیت پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ بہت ممکن ہے کہ اس نے اپنی قوم کی مخصوص نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے ناموں کا الٹ پھیر کیا ہو تاکہ اس کے پیروکار محمد عربی رسولِ اکرمؐ کے بعد زمان وبعد مکانی کو اپنے راستے میں حائل پاکر واپس نہ لوٹ سکیں بلکہ وہ خود ایک پختہ سیرت و کردار کی ہستی کو درمیان میں پاکر یہ سوال ہی نہ کریں کہ یہ رسول اللہ کون ہیں۔ کتاب کی کئی عبارتوں سے اس عقل گدی کی تائید بھی ہوتی ہے۔ درآنحالیکہ ایک مسلمان کے لیے یہ جاننا اور ماننا نہ صرف ضروری بلکہ ناگزیر ہے عقل یہ بھی کہتی ہے کہ اس طریقِ تبلیغ میں کسی شیطنت یا خبث نیت دخل نہیں ہے۔ کوئی ذاتی مفاد بھی اس کے پیچھے نہیں ہے تاہم عقل کی یہ تمام تاویلیں جو شاید اس لیے ہو کر ہے

عقل عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے

محض جوڑ پیوندی ہی کر سکتی ہے۔ اسے سابت و سالم نہیں کر سکتی۔ ایک کسک چھوڑ جاتی ہے جو اس وقت اور بڑھ جاتی ہے۔ جب فاضل مصنف لکھتے ہیں۔

"مزے کی بات یہ ہے کہ پڑھے لکھے نہ ہونے کے باوجود الیجا محمد نے نہ صرف ناموں کی ہیرا پھیری سے وہ فائدہ حاصل کر لیا جس کی خاطر بے چارے مرزا غلام احمد عام مسلمانوں کی نظروں سے گر گئے۔" صہ ۳۶)

یہ "بے چارے" کی بھی خوب رہی۔ کیا الیجا محمد اور غلام احمد اس خصوص میں یکساں ہیں؟ کیا دونوں کے متبعین ایک سے سیرت و کردار کے حامل ہو گئے ہیں؟ الیجا محمد نے خود کو الوہیت میں شامل کیا؟ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا——

کھلے بندوں اپنی رسالت کا ڈھول پیٹا ؟ کیا ایسی کوئی توجیہہ ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں بھی کی جا سکتی ہے جیسی امریکی حبشیوں کے بارے میں کی گئی ہے ؟ ۔

اور یہیں سے وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے جسے ہم نے فاضل مصنف کے ذاتی تاثرات و تعصبات کا نام دیا ہے اور جس میں موصوف کی فکر امریکی پروپیگنڈے سے بُری طرح متاثر نظر آتی ہے اسی لیے تحریک کی بعض خوبیوں کو بھی وہ خرابیوں کے پلڑے میں رکھتے ہیں ۔ تحریک منظم اور مستحکم ہے تو وہ معترض ہیں :

" الیجا محمد کے ماننے والے مسلمانوں پر جماعت کی گرفت بہت سخت ہے " (ص۵۴)

ہم ہندوستانی مس[illegible]وں کی مشکل یہ ہے کہ ہم ایک طویل مدت سے شیرازہ بند نہیں ہیں گلّے اور گلّے بان دونوں سے محروم کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرح بھٹکتے ہوتے ہیں اسی لیے اپنے بھائیوں کی تنظیم کا تصوّر بھی ہمیں وبالِ جان نظر آتا ہے ۔ حالانکہ کسی عظیم نصب العین کے حصول کے لیے یہ حد درجہ ضروری ہوتا ہے کہ ایک ایسی تنظیم ہو جہاں خودی اپنی انفرادی تکمیل کے لیے بے خودی میں گم ہو جائے وہ الٹے اس تنظیم کاری سے جو نتیجے نکالتے ہیں ان میں سوائے سنسنی خیزی اور چونکا دینے کے اور کیا ہے :۔

" اسلام کے نام پر الیجا کے متبعین جس طرح ان کے آگے بے چون و چرا سر جھکاتے ہیں ، اسے دیکھ کر حسن بن صباح اور اس کے فدائیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ۔ اگرچہ ابھی تک امریکہ کے کالے مسلمانوں نے فدائیوں کی خونی تاریخ دہرانی شروع نہیں کی ہے لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے مستقبل کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا " (ص۵۵)

سب کچھ کہہ بھی دیا اور کہا بھی نہیں ۔ جب کوئی شہادت اب تک ان کے خلاف نہیں ہے ان پر ایسا سنگین الزام لگانا سخت زیادتی اور ناانصافی ہی ہے ۔

اب سے پہلے " عبادت گاہوں میں انسانی قربانیوں کی بات " صاحبِ موصوف

ہی نے نقل کی ہے - یہ الزام اس سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے -

فاضل مصنف کو الیجا کی موجودہ طرزِ رہایش پر بھی اعتراض ہے:

" الیجا محمد جتنے بڑے مکان میں اور جس انداز سے رہتے ہیں وہ امریکی لکھ پتیوں کی زندگی ہے " (ص ۳۷)

سوال یہ ہے کہ جہاں کروڑ پتی، ارب پتی اور پدم پتی رہتے ہوں وہاں لکھ پتیوں کی حیثیت ہے کیا؟ اس طرزِ رہایش میں جو مصلحت کارفرما ہے اس کا مسکت جواب خود الیجا نے دے دیا ہے -

" امریکی حبشی کسی شخص کی حیثیت کو اس کے ظاہر سے پرکھتا ہے اگر میں معمولی کار میں سفر کروں یا کار چلانے کے لیے شوفر نہ رکھوں تو وہ یہ کہے گا کہ اسلام نے اسے غریب بنا دیا ہے -" (ص ۳۷)

بات درست ہی ہے - ہر معاشرہ کو پیوند لگے کپڑے اور گلے میں چنوں کی جھولی ڈالنے سے متاثر نہیں ہوتا یوں بھی - یہاں ابوذرؓ کی بوریا نشینی اور معاویہؓ کی کج کلاہی مطلوب نہیں محمدِ عربیؐ کا متوازن اسوۂ مبارک معیارِ مطلوب ہے - مصنف کا یہ فرمانا کہ :- " مسلمانوں کے عام عقیدے کے مطابق قیامت سے قبل حضرت اسرافیل صورِ قیامت پھونکیں گے جس سے یہ دنیا تہ و بالا ہو جائیگی، سمندر خشک ہو جائیں گے - پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے وغیرہ " (ص ۵۲)

یہ مسلمانوں کا عام عقیدہ نہیں کلام پاک کا فرمودہ ہے -

یا " جنت یا جہنم بھی کالے مسلمانوں کے بقول اس دنیا سے الگ کوئی چیز نہیں -" (ص ۵۱)

اس پوری عبارت کو پڑھنے سے بات صاف ہونے کے بجائے کچھ اُلجھ ہی جاتی ہے - اس خصوص میں بھی کالے مسلمان تنہا نہیں - معتزلہ سے سرسید تک مفسرینِ کلام پاک ان خیالات کا اعادہ کرتے آئے ہیں -

اسی طرح کا یہ پیرا ہے :-

"صورِ اسرافیل تو الیجا محمد ہر روز بجا رہے ہیں اب اگر کوئی شخص
کان رکھتے ہوئے اسے نہیں سنتا ہے تو ایسے شخص کو قرآن کی زبان
میں صُمٌّ بکمٌ کہا جاتا ہے " (ص۵۳)

یہ فقرہ زبان کے چٹخارے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

رہا الیجا محمد کے حج نہ کرنے کا استدلال، ہمیں اس کتاب کے مطالعہ سے یہ نہیں پتہ چلتا کہ الیجا نے حج کا دعویٰ کبھی کیا ہے؟ ان کا دعویٰ محض اتنا ہے کہ اپنے سفرِ عرب کے دوران مکے کی زیارت کی تھی"

اس پر بلا وجہ کی لے دے تضیع اوقات ہی نظر آئی۔

آخری تجزیے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب بڑی افادیت کی حامل ہے — ہندوستان میں بیٹھ کر ایک زبردست تنظیم سے واقفیت، بہم پہچانے والی یہ کتاب محض ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے معروضی نقطۂ نظر کو اپنانے کے لیے اس بات کی ناحق کوشش کی کہ ان کی اپنی آراء اس میں شامل نہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ اپنی رائے رکھنا اور دینا کوئی بری بات نہیں۔ چھپانا بری بات ہے۔ اور پھر یہ ممکن بھی نہیں ہوتا کہ کسی موضوع پر قلم اٹھایا جائے اور اپنی طبیعت کا جھکاؤ اس میں شامل نہ ہو۔ ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ اپنی رایوں کو تحریک کے دشمنوں سے متاثر نہیں ہونے دینا چاہیے تھا۔ فاضل مصنف کا کام نہیں ختم ہو جاتا بلکہ سچ پوچھیے تو اب شروع ہوا ہے کہ وہ موصوف محنت ریز دیں اور جگر کاوی کو کام میں لا کر اس رُخ سے پردہ ہٹائیں کہ تحریک کس رفتار کے ساتھ حقیقی اسلام کی طرف آرہی ہے۔ وہ جس طرح نوبل علی۔ مارکس گریوی اور فرد محمد کے چنگل سے نکل کر الیجا محمد کی حقیقت پسندی اور مالکم ایکس کی سچی اسلامیت تک آئی ہے آیندہ آنے والے لیڈروں کے ذریعے وہ اسلام کے قریب آتی ہے یا دور ہو کر اس طرح ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ جیسے عبداللہ بن سبا سے حسن بن صبّاح کی اقتدار میں اٹھنے والی تحریکیں پادر ہوا ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ الیجا محمد کی نیک نیتی اسے صحیح اور حقیقی اسلام سے بھی روشناس کر سکتی ہے اور ان کی بدنیتی مسیلمہ کذاب سے صدیق دیندار تک ایک ہی جیسے انجام سے دوچار کر سکتی ہے۔

اس پر ہمیں جز بز ہونے یا چراغ پا ہونے یا فتویٰ داغنے کی چنداں ضرورت نہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ حضرات جو الیجا محمد کے اکل و شرب کے ساتھی بنتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں وہ ایک مثبت پروگرام کے ساتھ جائیں اور انھیں راہ حق پر لانے اور رکھنے کی کوشش کریں۔

امریکہ کے کالے مسلمان ڈاکٹر مشیر الحق مکتبہ جامعہ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ قیمت -/۳

فارم ۱۷ حسب قاعدہ ۸ بابت "کتاب نما"، نئی دہلی ۲۵

(۱) مقام اشاعت :۔ جامعہ نگر نئی دہلی

(۲) وقفہ اشاعت :۔ ماہنامہ

(۳) پرنٹر کا نام :۔ سیّد احمد ولی، قومیت۔ ہندوستانی، پتہ :۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

(۴) پبلشر کا نام : سیّد احمد ولی، قومیت۔ ہندوستانی، پتہ:۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۵) اڈیٹر کا نام :۔ ولی شاہجہان پوری، قومیت۔ ہندستانی، پتہ جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

(۶) مالکان کے نام و پتے : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی۔

چیرمین: پروفیسر محمد مجیب، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

ڈائرکٹرز: سیّد مجتبیٰ حسین زیدی جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

۲ :۔ ڈاکٹر عبد العلیم، ۳ یونیورسٹی روڈ علی گڑھ

۳ :۔ ہز ہائی نس نواب اقبال محمد خاں آف پالن پور، کف پریڈ، کولابہ بمبئی ۵

۴ :۔ کرنل بشیر حسین زیدی، جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

۵ :۔ ضیاء الحسن فاروقی، پرنسپل جامعہ کالج، جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

۶ :۔ مالک رام لوبچہ۔ سی ۳۹۶۔ ڈیفنس کالونی نئی دہلی ۳

۷ کمپنی کے سرمایہ کے ایک فی صدی سے زیادہ کے حصہ دار

جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

اسلامی جیم خانہ، کنیڈی سی فیس بمبئی ۱

میں سیّد احمد ولی تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا اطلاعات میرے علم و یقین کے مطابق درست ہیں۔

دستخط

احمد ولی (پبلشر)

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار		پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی	۶/-
خواتین کربلا، کلام انیس کے آئینے میں		صالحہ عابد حسین	۱۲/-
اسلامی عقائد و مسائلِ مذہب		مولانا جمال الدین اعظمی	۴/-
سلام کی اخلاقی تعلیمات (خلاصہ احیاء علوم الدین)	ترجمہ	رشیدی الوحیدی	۹/۵۰
تجزیے		ڈاکٹر گیان چند	۱۱/-
ردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ		ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۲/۵۰
سرت کی شاعری (نیا اڈیشن)		ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۲/-
تنہائی (ڈراما)		ساگر سرحدی	۳/-
یہاں آرا (اوپیرا)		رفعت سروش	۳/۵۰
سانی مطالعے		ڈاکٹر گیان چند	۱۲/۵۰
نقلاب ۱۸۵۷ء	مرتبہ	پی۔ سی۔ جوشی	۱۴/۷۵
تاریخ فلسفۂ سیاسیات		پروفیسر محمد مجیب	۱۸/-
چراغ کا سفر (بچوں کے لیے)		سید محمد ٹونکی	۱/۵۰
چڑیاں		سلطانہ آصف فیضی	
جدو جہد آزادی	ترجمہ	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
اپنے دکھ مجھے دیدو (نیا اڈیشن)		راجندر سنگھ بیدی	۶/-
بھراور آئینے (ناول)		ناز بریلوی	۸/-
روپا	"	مہندر ناتھ	۷/-
داستان میری ذکر تیرا افسانے		" "	۷/-
جنبل کی چنبلی ناول		کرشن چندر	۸/-
میری یادوں کے چنار " نیا اڈیشن		" "	۸/-
شبیلہ		فرزانہ یاسمین	۹/۵۰
سرودِ زندگی نیا اڈیشن شعری مجموعہ	"	اصغر ٹونڈوی	۳/-
دستِ صبا	"	فیض احمد فیض	۳/۵۰
یاسمین	ناول	اسماء اعجاز	۱۲/-
خرابہ	شعری مجموعہ	من موہن تلخ	۱۰/-
چنار کے پھول		جگدیش مہتہ درد	۵/-
مکاتیب گیلانی	مکتوبات	منت اللہ رحمانی	۱۶/-
پیکرِ غرور		یوسف ناظم	۶/-
[illegible]	[illegible]	انیس مرزا	۶/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

نئی نظم کا سفر

مرتب :- ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی

صفحات :- ۳۶۰ ۔ قیمت : ۶/۵۰

ناشر :- مکتبہ جامعہ. جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی نے ڈاکٹر منیب الرحمٰن اور ڈاکٹر وحید اختر کے مشورہ سے ۱۹۳۶ء کے بعد کی نظموں کا انتخاب پیش کیا ہے۔ اکثر انتخاب یا تو مرتب کے پسندیدہ اشعار کا مجموعہ ہوتے ہیں، یا کسی دور کے ممتاز شعراء کے منفرد کلام کا مجموعہ ہوتے ہیں یا ایک موضوع پر قدیم و جدید شعراء کے اشعار کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ ان تینوں قسموں کے انتخاب کی بنیاد عام طور پر مرتب کی پسندیدگی وناپسندیدگی کے ذاتی معیار پر ہوتی ہے۔ کوئی مرتب انتخابِ اشعار کے معاملہ میں ذوق یا ذاتی معیار سے قطعاً آزاد تو نہیں ہو سکتا لیکن محض ذاتی معیار کسی اعلیٰ شعری انتخاب کا موجب کبھی نہیں بن سکتا۔ قدیم بیاضوں اور انتخابوں کی نوعیت اسی قسم کی ہے۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور بہت سے لوگوں نے اس دور میں بھی اپنے ذوق کی روشنی میں دوسروں کے کلام کو منتخب کر کے مجموعوں کی صورت میں پیش کیا ہے۔ لیکن ذاتی پیمانوں سے بلند ہو کر ۱۹۲۲ء میں تاجور نجیب آبادی نے "تصویرِ جذبات" کے نام سے اُس دور کی شاعری کا انتخاب پیش کیا تھا اور جدید اردو شاعری کی رفتار پر اس طرح تبصرہ کیا تھا۔

> "کسی ایک خیال کو موضوعِ نظم ٹھہرا کر مسلسل مفہوم کے ساتھ قدیم مستعمل تشبیہات اور فرسودہ اندازِ بیان سے الگ جدید پیرایۂ اظہار کو اختیار کرتے ہوئے نظم کرنا جدید نظم نگاری کے لیے رسم تام بن سکتا ہے"

تاجور نے "فرسودہ اندازِ بیان" کی حامل نظموں کو نظر انداز کرتے ہوئے "جدید پیرایۂ اظہار" کی حامل نظموں کا انتخاب پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ انتخاب قدیم بیاضوں اور انتخابوں سے زیادہ معروضی اور ترقی یافتہ تھا۔

اس کے بعد عزیز احمد اور آلِ احمد سرور نے "شعرائے عصر کا انتخابِ جدید" کے نام سے ۱۹۴۳ء میں ایک انتخاب شائع کیا تھا۔ جس میں ۱۹۲۴ء سے ۱۹۴۲ء تک کی ایسی نظموں کو شامل کیا گیا ہے۔ جو اس مخصوص دور کے تمام اہم رجحانوں اور تبدیلیوں کا پتہ دیتا ہے۔ یہ انتخاب تاجور کے انتخاب سے زیادہ جامع تھا۔

خلیل الرحمٰن نے اس روایت کو اور آگے بڑھایا ہے۔ انتخابِ جدید جس منزل پر اپنا سفر ختم کرتا ہے، خلیل الرحمٰن اعظمی نے اس سے آگے کی منزلوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس طرح "نئی نظم کا سفر" معروضی انتخاب کی اس جدید روایت کی کڑی ہے جس کی ابتدا تاجور نے "تصویرِ جذبات" میں کی تھی اور جس کی توسیع آلِ احمد سرور کے "انتخابِ جدید" میں ہوئی تھی۔

"نئی نظم کا سفر" کا ابتدائیہ ۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں فاضل مرتب نے حالی تا حال اُردو نظم کی داستان بیان کی ہے۔ اس مختصر سے ابتدائیہ میں نظم کی تمام سمتوں اور جہتوں کا تعین دشوار تھا پھر بھی اکثر نمایاں خصوصیات اور تغیرات کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔ اعظمی صاحب نے انتخاب کے قدیم معیاروں کو مسترد کرتے ہوئے نئی نظم کے سفر میں اپنے اصولِ انتخاب اس طرح بیان کیے ہیں۔

> "اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں ہماری گرفت میں آ سکیں۔ یعنی ایک شاعر نے اس دور میں کچھ ایسی نظمیں لکھی ہیں۔ جو مسائل اور موضوعات کے اعتبار سے نئی اور مختلف ہیں۔ لیکن اسلوب۔ رویے۔ مزاج۔ لہجہ اور آہنگ کے اعتبار سے گزشتہ دور کے شعراء کی یاد دلاتی ہیں تو ہم نے ایسی نظموں سے قطع نظر کیا ہے۔ اگر اس شاعر نے ایک یا ایک سے زیادہ ایسی نظمیں بھی لکھی ہیں جن میں گزشتہ شعرا سے الگ ایک آواز سنائی دیتی ہے اور

اس کی یہ نظم کسی نہ کسی اعتبار سے نظم نگاری کی روایت میں تنوع یا اضافے کا سبب بنتی ہے تو وہ ہمارے لیے قابلِ ترجیح ہے۔ جن شعرا کے یہاں سَو فیصدی گزشتہ شعراء کے اسالیب اور طریقۂ کار کا اعادہ ہے انھیں ہم نے اس انتخاب میں شامل نہیں کیا ہے "

اَعظمی صاحب نے انحراف اور انقطاع کی تمام صورتوں کا تفصیل سے ذکر نہیں کیا ہے بلکہ مندرجہ ذیل دو صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(الف) ایسی نظمیں جو موضوع اور مواد کے اعتبار سے نئی لیکن اسلوب، رویّے، مزاج، لہجہ اور آہنگ کے اعتبار سے گزشتہ دَور کے شعراء کی یاد دلاتی ہیں۔

(ب) ایسی نظمیں جن میں گزشتہ شعراء سے الگ ایک آواز سنائی دیتی ہے اور نظم نگاری کی روایت میں تنوع اور اضافہ کا سبب بنی ہیں۔

میرے خیال میں 'انحراف اور انقطاع' کے الفاظ تشریح طلب ہیں۔ انحراف سے مراد روایت سے گریز۔ اور انقطاع سے مراد روایت سے قطعِ تعلق کے لیے جائیں تو یہ محدود اور منفی معانی ہوں گے۔ یہاں انحراف کے معنی روایت سے گریز اور قطعِ تعلق کے ساتھ نئی روایت کی تشکیل اور تعمیر کے بھی ہیں۔ محض روایت سے انحراف یا قطعِ تعلق کوئی مفید عمل نہیں جب تک کہ یہ انحراف اور انقطاع کسی برتر اور مفید مقصد کے لیے نہ ہو۔ ادبی روایت سے کلیتاً دامن نہیں چھڑایا جا سکتا۔ یہ میکانکی عمل نہیں کہ شاعر لمحہ بھر میں ترک و اختیار کی منزل سے گزر جائے۔ ادبی روایت کی تشکیل میں سیکڑوں محرکات کام کرتے ہیں اور نئی روایت کی تعمیر میں پرانی روایت کے زندہ عناصر شامل رہتے ہیں۔ ہر نئے تجربے میں دو قسم کے عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ ایک روایتی عناصر دوسرے انفرادی عناصر۔ روایتی عناصر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں مردہ روایتی عناصر اور زندہ روایتی عناصر۔ مردہ روایتی عناصر شاخ سے ٹوٹے ہوئے پتوں کی طرح زندگی اور ادب کے سرچشمہ سے الگ ہو کر بیکار ہو جاتے ہیں۔ مردہ عناصر روایت پرستوں کی دولت ہوتے ہیں۔ تخلیقی فنکار ان عناصر سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ زندہ عناصر تمام

یم فن پاروں کی رُوح ہوتے ہیں اور روایتی جمالیاتی، مقصدی اور لسانیاتی عناصر پر مشتمل
تے ہیں جس طرح ہر بیٹے کے چہرہ مہرہ میں اس کے باپ کے نقوش جھلکتے ہیں اور اس کی
رشت میں اس کے باپ کی بعض داخلی خصوصیات شامل ہوتی ہیں، اسی طرح ہر منفرد ممتاز
رنے ادبی و شعری تجربے میں زندہ روایتی عناصر شامل ہوتے ہیں جو ماضی کی صحت مند قدروں
لیاتی معیاروں اور زبان کی مختلف شکلوں، اسلوب کے معجزوں اور ہیئت کے لچک دار دائروں
صورت میں اپنا وجود رکھتے ہیں۔ انفرادی عناصر فرد کے مخصوص تجربوں، طرزِ فکر و احساس
رکسی واقعہ، چیز یا خیال کی بنیادی خصوصیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ تخلیقی عمل کے دوران
ونوں قسم کے عناصر ایک دوسرے سے اشتراکِ عمل کرتے ہوئے ایک عضوی وحدت
تکمیل کرتے ہیں۔ ایسی عضوی وحدت میں اچھی اور سچی شاعری کی بہت سی خصوصیات
ع ہو جاتی ہیں اور وہ خصوصیاتِ شعری زبان کی تبدیلی، تکنیک کے تغیر، اسلوب
انفرادیت اور ہیئت کے تجربوں کی شکل میں رونما ہوتی ہے۔ یہ اختراعات، جدتیں
رمحاسن مواد، موضوع اور ہیئت کی مکمل ہم آہنگی سے جنم لیتی ہیں۔ اس لیے ان نظموں
بھی شاعری کے فنی، جمالیاتی اور آفاقی معیاروں پر پرکھنا چاہیے جن میں گزشتہ شعراء
ے الگ ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ بعض معمولی قسم کے شاعر اسلوب کو معجزہ نہیں بنا
تے لیکن ہتھکنڈہ ضرور بنا لیتے ہیں اور اپنی کاریگری، کرتب اور بنوٹ سے اسلوب
، ایسی مصنوعی انفرادیت پیدا کر لیتے ہیں۔ جس میں چونکا دینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مگر
ن کی جڑیں شعری تجربے کے بطن میں پیوست نہیں ہوتیں اس طرح کے کاریگر اور
عبدہ باز شاعروں کی پہلے کمی تھی نہ آج ہے۔ بلکہ آجکل پہلے کے مقابلے میں افراط ہے۔
اکٹر خلیق الرحمٰن اعظمی نے اس انتخاب میں بڑی محنت اور تنقیدی شعور سے کام لیا
ہے۔ انتخاب کا بیشتر حصہ معیاری ہے اور اس سے ۱۹۳۶ء کے بعد کی شاعری میں
یان، اندازِ بیان، تکنیک، اسلوب اور ذہنیت کی بہت سی تبدیلیوں کا علم ہوتا ہے۔
رب کی ادبی اور غیر ادبی تحریکوں کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ خاص طور پر تحلیلِ نفسی، اجتماعی
شعور، شعور کی رو، آزاد تلازمۂ خیال کے تحت ابھرنے والے شعری رجحانوں اور
ریکوں، اشاریت، پیکریت اور دوسری خصوصیات کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔
جہاں کامیاب نظیر ملتی ہے وہاں بعض نظموں میں تقلیدی جھلک بھی ملتی ہے اور کچھ

نظموں کے بعض حصے کمزور بھی ہیں ۔ مجموعی طور پر کامیاب نظمیں زیادہ ہیں۔

جہاں تک نظم کے تصور اور اس میں بنیادی تبدیلیوں کا سوال ہے اس مجموعہ میں اس کی ہلکی پھلکی جھلکیاں بھی دیکھی جا سکتی ہیں ۔ جوش کے تکرار خیال سے لے کر فیض کے ارتقائے خیال ، اختر الایمان کی ڈرامائی علامیت اور میراجی کے آزاد تلازمۂ خیال اور بعض شاعروں کے پیکروں کے تسلسل تک بہت سے رنگ اور ان رنگوں کے ذیلی رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں کہیں بحر و وزن کے نئے شعور کے ساتھ آہنگ کے نام پر بے آہنگی کے کرتب بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ دراصل اس انتخاب کی منظومات پر اظہار خیال کرنے کے لیے ایک طویل مقالے کی ضرورت ہے ۔ فی الحال اس انتخاب کے اصول اور اس کی مجموعی قدر و قیمت پر مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی نے "نئی نظم کا سفر" میں بعض اعلیٰ درجہ کی نظموں کو اکٹھا کر دیا ہے مجموعی طور پر بھی نظموں کی بہتات ہے مگر بعض کمزور نظمیں بھی نظر آتی ہیں ۔ مگر یہ اصولِ فطرت ہے کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں ۔ اس کے باوجود اس انتخاب پر بجا طور پر اعظمی صاحب شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے نظموں کا ایسا ایک دلکش انتخاب پیش کیا ہے ۔

عنوان چشتی

تفسیرِ غالب

شارح : ڈاکٹر گیان چند، صدر شعبۂ اردو ،
جموّں یونیورسٹی

پبلشر : جموّں کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ
لینگوایجیز

صفحات : ۵۶۶

قیمت : ۱۵ روپے ۸۰ پیسے

مرزا غالب کو شعری دنیا میں ایک اہم اور ارفع مقام حاصل ہے اور اسی نسبت سے مفسرین اور شارحین غالب کو بھی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ مالک رام اور امتیاز علی خاں عرشی کو " ماہرینِ غالب " کا درجہ ملا ہے ۔ اب ڈاکٹر گیان چند جین نے " تفسیرِ غالب " پیش کر کے غالب شناسی میں اپنی جگہ پیدا کر لی ہے ۔ اس باب میں مفسر کے کام کی نوعیت دوسرے شارحین سے مختلف ہے اور اہم بھی ۔ اس لیے کہ "تفسیرِ غالب"

میں مرزا کے غیر متداول کلام کی شرح پیش کی گئی ہے۔ مفسّر کو اس امر کی بدولت اوّلیت کا مقام حاصل ہوگیا ہے۔ تفسیرِ غالبؔ کے متن کی بنیاد "نسخۂ شیرانی" ہے۔ اس کا دیباچہ معلومات افزا ہے اس سے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً۔

(۱) ۱۶۹۹، اردو اشعار ایسے ہیں جو غالبؔ نے قلم زد کر دیے" اور نسخۂ بھوپال" سمیت کسی قلمی یا مطبوعہ مجموعے میں نہیں ملتے۔

(۲) نسخۂ عرشی کا جزو "یادگارِ نالہ" ان متفرق اشعار کا مجموعہ ہے جو متداول دیوان میں موجود نہیں لیکن انھیں غالبؔ نے صریحاً قلم زد بھی نہیں کیا۔

(۳) ضمیمۂ نسخۂ عرشی میں وہ پانچ قلم زد اشعار بھی شامل ہیں جو خود نوشت دیوان کے بعد اور کسی نسخہ میں نہیں آئے۔

ڈاکٹر گیان چند نے کلامِ غالبؔ کی تقریباً تمام اہم شرحوں کا باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کرکے بعض ضروری مقامات کی نشان دہی کی ہے۔ اُن شرحوں کا حوالہ دیا ہے جن میں صرف نسخۂ بھوپال کے قلم زد کلام کے کچھ حصّے کی شرحیں ملتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) عبدالباری آسی کی "مکمل شرح کلامِ غالبؔ"۔ یہ قلم زد کلام کے ۱۶۶۲ شعروں میں سے ۱۰۶۳، اشعار کو محیط ہے۔

(۲) شیر علی خاں سرخوش کی "عنقائے معنی" کی تیسری جلد ضمیمہ ہے جو قلم زد کلام کے ۱۹۶ شعروں کی شرح ہے۔

(۳) وجاہت علی سندیلوی نے "نشاطِ غالبؔ" میں مروّجہ اشعار کے ساتھ چند قلم زد شعروں کی شرح بھی کی ہے۔

ان اشارات سے "غالبِ صدی" کے پہلے غیر متداول سرمایۂ کلامِ غالبؔ اور اس کی شرح کا حجم قاری کے سامنے آجاتا ہے اب اس موجودہ سرمایہ میں مفسّر کے ذہن و قلم کا اضافہ ملاحظہ فرمائیے:

(۱) نسخۂ عرشی کے پہلے حصّے گنجینۂ معنی سے ۱۶۶۲ شعر لیے گئے ہیں۔

(۲) نسخۂ عرشی کا تیسرا جزو، یادگار نالہ سے ۱۱۸ منتخب اشعار نقل کیے گئے ہیں۔

(۳) غالبؔ کے خود نوشت دیوان سے ۱۶۹ شعر جو دوسرے نسخوں میں نہیں آئے ان کی شمولیت ہے۔

(۴) ضمیمۂ نسخۂ عرشی سے ۹ شعر شامل کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر گیان چند نے ایک بڑے کام کا آغاز کیا ہے۔ اس کی تکمیل کا حوصلہ ملکۂ غالب شناسی کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اس کو حرفِ آخر کہنے میں تامل ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی اوّلیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ اب اس چراغ سے دوسرے چراغ روشن ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے لیکن مختلف ذہنوں سے مختلف خیال کی راہیں پیدا ہونے کے باعث اختلافِ رائے کی ہمیشہ گنجائش رہے گی ـــــ بعض مقامات پر مجھ کو بھی ذہنی آسودگی میسر نہ آسکی۔ مثلاً :

ص ۱۴۔ کشتۂ افعیِ زلفِ سیہ شیریں کو
بیستوں سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار

شرح :" افعی : کالا سانپ۔ بیستوں وہ پہاڑ ہے جسے کاٹ کر فرہاد نے جوئے شیر نکالی تھی شیریں کی زُلفِ سیہ کو افعی سے تشبیہ دی ہے۔ اس افعی کا مارا ہوا اگر بیستوں میں دفن کیا جائے تو پورا پہاڑ سبزے کی شدت سے اتنا سبز ہو جائے گا گویا عاشق کو زمرد کا مزار نصیب ہو گیا۔ زمرد ہرے رنگ کا پتھر ہوتا ہے۔ افعی اور زمرد میں یہ تلازمہ بھی ہے کہ روایت کے مطابق زمرد کے سامنے افعی اندھا ہو جاتا ہے "

یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ " جوئے شیر " کی ادبی روایت ہی مہمل ہے۔ مفسر سے توقع تھی کہ وہ اس کی صحت فرمائیں گے۔ دوسرے افعی اور زمرد میں تلازمہ (اندھا) کا یہ محل ہی نہیں ہے اس سے افعی اور زلفِ سیہ شیریں کی تشبیہ ناکارہ ہو جاتی ہے۔ مصرعہ کے شروع میں " کشتہ " نظم ہوا ہے یوں بھی یہ تلازمہ غیر متعلق ہے۔

ص ۱۷۔ اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشو و نما
بادہ پُرزور و نفس مست و مسیحا بیمار

شرح :- " چمن کی بالیدہ کرنے والی ہوا کا فیض بھی کیا خوب ہے۔ ہوا کے اثر سے شراب تیز اثر اور لوگوں کے نفس مستی بھرے ہو گئے ہیں۔ کوئی بیمار نہیں ہوتا۔ مسیحا اور معالج کو کوئی کام نہیں بچا۔ بیکاری کے غم سے صرف وُہی یعنی مسیحا بیمار پڑ گیا ہے بقیہ سب صحت مند ہیں "

اس شعر کی شرح میں بعض چیزیں محلِ نظر ہیں۔

۱۔ مسیحا کو معالج کے معنی میں استعمال کرنا۔
۲۔ بیمار کے لفظی معنی پر قناعت کرکے معالج کی بے روزگاری کے غم کا اظہار۔
ان معنوں کے استعمال سے غالبؔ کا یہ شعر ہی سطحی قرار پائے گا۔ پھر اس میں نقصِ بیان کا عیب داخل ہو جاتا ہے اس لیے کہ مسیحا کا تعلق اعجاز سے ہے۔ اس میں مردم زاری نہیں۔ وہ قائل دعا نہیں وہ "فیضِ ہوائے چمنِ نشو دنما" ہی کیا ہوا کہ بقیہ سب صحت مند ہو جائیں اور انسان کو خیر و برکت کی زندگی بخشنے والا (مسیحا) ہی عذاب میں مبتلا ہو جائے۔ اس کے بعد "اے خوشا"، کی کیفیت بھی مضحک ہو جاتی ہے۔

میرے نزدیک مسیحا اور بیمار کے لفظی معنوں سے اس شعر کے مفہوم میں التباس پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن کا استعمال کنایتہً سمجھنا چاہیئے۔ اس صورت میں ایک مفہوم تو یہ پیدا ہوگا کہ مسیحا (معشوق) فیضِ ہوا کے باعث اپنے پندار کو فراموش بیمار (عاشق) ہو گیا ہے۔ اس میں عشق کا جذبہ اُبھر آیا ہے اب وہ بھی سرشارِ محبت ہے اور مائل بہ کرم۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مسیحا کو اپنے معجزے پر فخر نہیں رہا بلکہ فیضِ ہوا سے وہ خود ہی بیمار (عاشق) ہو گیا۔ اب مسیحا اپنے معجزہ (قم باذن اللہ) کے مقابل اعجازِ بہار کا معترف ہو گیا ہے۔ چوں کہ "فیض ہوائے چمنِ نشو دنما"، میں عمومی رنگ ہے اس نے پوری انسانیت کو شاداب زندگی عطا کر دی ہے۔

ص ۷۸۔ فسونِ خواب: وہ منتر جسے پڑھنے سے حریف کو نیند آ جاتی ہے۔

ص ۷۹۔ فسونِ خواب: کے معنی اڑا دینے کا افسوں۔

ایک ہی شعر میں ان متضاد معانی کے استعمال سے شعر کے مفہوم کو سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

ظاہر ہے اتنے بڑے کام میں ہر ایک کے ذہن کی تسکین مشکل ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مفسر نے تفسیرِ غالبؔ کو مکمل کرنے میں کافی ریاض کیا ہے اور لگن کے ساتھ غیر متداول کلام کی رُوح تک پہنچنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اشعارِ غالبؔ کے سلسلے میں مفسّر نے غور و فکر سے کام لیا ہے۔ مطبوعہ نسخوں پر گہری نظر کی ہے اور ادراکِ معنی کے لیے صحت مند مطبوعہ نسخوں کے اشعار میں بھی بعض مقامات پر اپنی جانب سے نئی قراوت کا جواز پیدا کر کے مطالب مفاہم کو پیش کیا ہے۔

یہ کام ہر ایک شارح کے لیے آسان نہیں اس میں خلوص اور ژرف نگاہی درکار ہے ڈاکٹر گیان چند نے عہدِ غالبؔ کی تلمیحات، علامات اور کفایات کو خصوصاً غالؔب کی نئی ترکیبوں، اجنبی فارسی محاروں اور اُن کے مخصوص معانی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس سے عام قاری کو استفادہ ملتا ہے اور اونچی سطح کا ذہن رکھنے والوں کو غالب شناسی میں سہارا اور دعوتِ فکر ملتی ہے۔

کتاب اچھی چھپی ہے۔ پرستارانِ غالبؔ کو اس کی قدر دانی کا ثبوت دینا چاہیے

ڈاکٹر سیفی پریمی

دوسرے کنارے تک
(ناول)

مصنف : عزیز قیسی

صفحات : ۱۱۵ سائز $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$

قیمت : تین روپے پچاس پیسے

ناشر : ناولستان - جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

تقسیم کار : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵

نئی تکنیک برتنے اور نئے کردار تلاش کرنے کی کوشش اور خواہش کوئی بری بات نہیں ہے۔ مگر آج کل افسانوں اور ناولوں میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جدت پسندی اور جدت طرازیوں کی رو میں اچھا خاصا سیدھا سادا اور عام پسند انداز و اسلوب بھی بگڑ کے رہ جاتا ہے۔ نہ لکھنے والا ان کا حق ادا کر پاتا ہے اور نہ پڑھنے والے کو سوا کوفت کے اور کچھ ہاتھ آتا ہے۔

پیشِ نظر ناول "دوسرے کنارے تک" ایسی خامیوں اور نقائص سے بڑی حد تک الگ ہے، مختصر ضخامت اور پلاٹ بھی ایسا جسے پڑھ کر لگتا ہے کہ یہ اپنی دنیا کی باتیں ہیں جس میں ہم آپ رہتے بستے ہیں۔ واقعات بھی وہی جو ہمارے تصور اور مشاہدے کی حدوں سے باہر اور علاحدہ نہیں۔ یہ قول مصنف "...... یہ کہانی ہندوستان کے کسی بھی شہر کسی بھی علاقے کی ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جس کا نام شنکری ہے ...... جو ہندوستان کے کسی شہر، کسی علاقے میں آپ کو مل جائے گی۔"

ہیروئن یا مرکزی کردار کا نام تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ آیئے اب دیکھیں کن حالات اور ... ناکام و نامراد ہو کر

رہتی ہے اور قدرتی موت مرنے کی جگہ خودکشی کو ترجیح دیتی ہے۔ شنکری کا باپ ایک معمولی سا سرکاری ملازم ہے۔ بیکار اور پریشان حال۔ ایک علاقے سے دوسرے علاقے اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں تبادلے ہوتے رہتے ہیں، ترقیاں، صحت کی طرف سے اطمینان اور خوش حالی اسے کبھی اور کہیں نصیب نہیں ہوئی۔ انھیں لیل ونہار میں شنکری کا بچپن گزرتا ہے اور جوانی کی منزلوں میں قدم رکھتی ہے۔ اور اس کے ماں باپ کو اپنی دوسری فکریں بھول کر صرف اس کی شادی کی فکر لاحق ہو جاتی ہے۔ خیر سے اس کے امکانات نظر آئے، شنکری بھی خوش تھی کہ اس کو وہ زندگی اور سہارا مل رہا جس کی اسے برسوں سے طلب اور تمنا تھی۔ اتفاق دیکھیے رشتہ جس سے طے پایا وہ نہ اس کا محبوب تھا نہ مطلوب بلکہ ایک ایسا شخص جس کو وہ ایک بزرگ (جیٹھ) کی حیثیت تو بے شک دے سکتی تھی، اس کے آگے اور علاوہ اور کچھ نہیں۔ کوئی متموّل یا مغربی معاشرت کی لڑکی ہوتی تو رشتے کی نامناسبت کے خلاف آواز اٹھانے یا کھلی ہوئی بغاوت پر آمادہ ہو جاتی۔۔۔۔ مگر وہ تو شنکری تھی۔ ہندوستان کی بےشمار مجبور لڑکیوں کی طرح ایک لڑکی جس کے لیے جان دے دینا آسان ہوتا ہے۔ مگر ماں باپ کی اور سماج کے بندھنوں کو توڑنا مشکل۔۔۔۔۔ اس روداد کو قلم بند کرنے میں اُسی ترتیب اور سادگی سے کام لیا گیا ہے جس طرح واقعات، اتفاقات اور سانحات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں۔ خواہ مخواہ کی لفّاظیوں اور غیر ضروری تفصیلات کا دخل نہیں آنے پایا ہے اس لیے تسلسل اور آخر میں پڑھنے والے کو کوئی کمی نہیں محسوس ہوتی۔

کہانی کی ابتدا اور اختتام پر (PROLOGUE اور EPILOGUE) کی اصطلاحیں عام اردو والوں کے لیے نامانوس سہی مگر نامناسب بھی نہیں کہی جا سکتی ہیں۔

بہت بڑے شہروں میں زندگی گزارنے کے جو طریقے بعض لوگ اپنا لیتے ہیں ان کا بھی ذکر اور اس کی منظر کشی بھی کر دی گئی ہے۔

زبان کے معاملے میں خاصی آزادی برتی گئی ہے، صاف ستھری اردو کے ساتھ انگریزی فقرے، ہندی آمیز عبارت، پنجابی ترکیب اور الفاظ بلا تکلف استعمال کیے گئے ہیں۔

بس اگر کوئی چیز کھٹکتی ہے تو کتابت اور طباعت کا غیر متوقع معیار۔

اسلوب اور انتقاد

مصنف:۔ ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید
ناشر: نیشنل بک ڈپو۔ مچھلی کمان۔ حیدرآباد۔
قیمت:۔ ۵ روپے

اُردو ادب میں، حالیؔ سے پہلے، تنقید کی کوئی باقاعدہ روایت نہیں ملی مگر حالیؔ کے بعد سے، یہ آج تک، مختلف راہوں سے گزری ہے، مختلف رتوں اور موسموں سے آشنا ہوئی ہے اور آج بھی یہ بڑے عجیب و غریب مرحلوں سے دوچار ہے خاص کر جدید ادب اور جدیدیت کے بے مہار دھاروں نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ ترقی پسند تنقید ایک خاص اور مشروط نقطۂ نظر تھا تو آج جدید طرزِ تنقید بھی گروہ پروری اور جماعت بندی کے عیوب سے پاک نہیں۔ بہرحال اس میدان میں غیر جانب دارانہ ہوش مندانہ اور دیانت دارانہ نقد و نظر کا کال نظر آتا ہے۔ ایسے میں جو غیر جانب دارا اساسِ فکر رکھنے والے، اردو زبان و ادب کا گہرا وقوف و ادراک رکھنے والے نئے تنقید نگار سامنے آرہے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید بھی ایک ہیں۔

"اسلوب اور انتقاد" ان کے تنقیدی مضامین کا پہلا مجموعہ ہے جو کسی بھی طرح نقشِ اوّل کا تاثر نہیں چھوڑتا بلکہ بڑی حد تک ایک پختہ کار فنکار کا نتیجۂ فکر معلوم ہوتا ہے جس کی نگاہ دور رس بھی ہو اور نزدیک بین بھی۔ تنقیدی مضامین کے اس مجموعے میں ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید نے اردو ادب کے نثری اور شعری سرمایہ کو خوب پرکھا اور ٹٹولا ہے۔ اور اس کے مختلف مسائل اور اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ادبی تنقید کے بارے میں موصوف کا یہ خیال درست ہے کہ "انتقاد میرے نزدیک نہ تو سکہ بند اصولوں پر کسی ادبی تخلیق کو جانچنے کا نام ہے اور نہ محض تاثرات کا۔ بلکہ ان دونوں کے معقول، متوازن اور دلاویز و دلنواز امتزاج کا نام، تاکہ تنقید ایک میکانکی عمل، پسند یا ناپسند بن کر نہ رہ جائے" اس کتاب کے مقالات ہیں، "افاداتِ مہدی کا تنقیدی مطالعہ"، "غزل اور مسائلِ حیات"، "ملامت پسندی"، "میراں جی ایک مطالعہ"، نہ صرف حاصلِ مطالعہ ہیں بلکہ ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید کے تنقیدی شعور کا آئینہ دار بھی ہیں۔

ابوالفیض سحر

دل کا شہر از :- حمیدہ جبیں صفحات : ۳۹۷ - قیمت : ۱۵/۰

عرشی از :- عابدہ نسرین صفحات : ۵۵۹ - قیمت : ۱۲/۵۰

مشو از : زبیدہ سلطانہ صفحات : ۴۳۲ - قیمت ۱۰/۵۰

ناشر : ناز کتاب گھر شاندار کپڑا مارکیٹ چتلی قبر۔ دہلی ۶

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو ادب ہمیشہ سے زرخیز رہا ہے اور آج کے اُردو کش دور میں بھی اُردو اپنے طور پر کسی حد تک اپنی جگہ بنائے ہوئے ہے کوئی بھی صنفِ سخن ہو، کوئی بھی موضوع، اُردو میں ضرور ہی اس کے لیے مواد مل جائے گا۔ ادب برائے ادب ہو یا ادب برائے زندگی، اردو ادب آج بھی ہر طرح سے ہمہ گیر اور عالم گیر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی زبان کی تخلیق وارتقا میں شعری کاوش پیش پیش رہتی ہے۔ لیکن جتنی بے پناہ وسعت اور ترقی نثر کے لیے ہوئی ہے، اتنی شاید نظم کی نہیں۔ نذیر احمد کو اُردو کا پہلا باقاعدہ ناول نگار کہا جاتا ہے اور شاید انھوں نے اپنا پہلا ناول ۱۸۶۹ء میں تحریر کیا تھا، اس طرح آج اردو ناول کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد کا دور اُردو میں افسانوں کا دور رہا ہے اور آزادی کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں اُردو کی کتب زیادہ چھپی ہیں وہیں ناولوں کی تعداد بھی زیادہ رہی ہے۔ عفت موہانی۔ رئیس احمد جعفری، دت بھارتی۔ اے، آر، خاتون۔ عادل رشید۔ مضطر ہاشمی۔ قیسی رامپوری عبدالحلیم شرر۔ رضیہ بٹ۔ نسیم انہونوی، راشد سہسوانی، رضیہ سجاد ظہیر۔ صالحہ عابد حسین، رضیہ فصیح احمد۔ عبداللہ حسین۔ فیاض علی۔ زبیدہ خاتون، مسرور جہاں۔ سلمیٰ کنول، انتظار حسین، انتصار حسین۔ وغیرہ ایسے ناول نگار ہیں جنھیں شاید کبھی بھی فراموش نہ کیا جا سکے گا۔ لیکن کیونکہ رجحان ہمیشہ تغیر پذیر رہتا ہے اس لیے گذشتہ چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں ناول نگاری میں خواتین کی دلچسپی اور تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے بلکہ میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ گذشتہ دس سال میں اُردو میں جن ناول نگاروں کی تخلیقات شائع ہوئی ہیں، ان میں پچھتر فی صد سے زائد خواتین ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام سماجی مسائل قریبی اور تلخ تجربات اور گھریلو زندگی سے زیادہ واسطہ خواتین کو ہی پڑتا ہے اور تعلیم نسواں بھی بہت بڑھ چکی ہے۔ اس لیے خواتین نے یہ حق حاصل کرلیا ہے کہ وہ اپنے تجربات اور مشاہدات کو صفحۂ قرطاس پر پیش کردیں اور ظاہر ہے کہ سچائی جس قدر واضح ہوگی، اسی قدر زیادہ پسند کی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کے تحریر کردہ ناولوں کی مقبولیت بڑھتی ہی جارہی ہے، سابقہ ۲۰-۲۵ برسوں میں شمع، تصویر، افشاں اور عذرا جیسے ناولوں کی مقبولیت اس بات کے لیے نشانِ راہ بنی کہ خواتین سماجی ناول بہت بہتر لکھ سکتی ہیں۔ اور اب کیونکہ تعلیم محدود نہیں رہی بلکہ عام ہو چکی اس لیے ہر پڑھی لکھی لڑکی اور عورت کا یہ خوشگوار فرض ہوجاتا ہے کہ اگر اس میں لکھنے کی صلاحیت ہے تو وہ ضرور اپنے تجربات اور مشاہدات سے دوسروں کو لطف اندوز ہونے کا موقع دے۔

ناول چھپتے ہیں اور پڑھے بھی جاتے ہیں۔ لیکن اچھے ناولوں کی خوبصورت اشاعت ضرور اس کے ناشر کے ادبی ذوق کی غماز ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی دلچسپ بات ہے کہ جیسے اُردو کتابوں کی تعدادِ اشاعت محدود ہورہی ہے، ویسے ویسے اُردو کے میدان میں نئے نئے پبلشر بڑے عزم و ارادے کے ساتھ وارد ہورہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ بہتر کتابت، طباعت اور گٹ اپ سے اُردو کتب کی اشاعت کررہے ہیں۔

"نازکتاب گھر" اُردو کے ایک نئے ناشر ہیں، یہ ادارہ تو بہت پرانا ہے اور برسوں سے اردو کی کتابی دنیا میں موجود ہے۔ لیکن اشاعتی کاروبار شروع کیے ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے ہیں، اور اس مدت میں تین، تین ناولوں کے دو سٹ شائع کیے ہیں، جو خواتین کے ہی تحریر کردہ ہیں اور آئندہ کے اشاعتی پروگرام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ادارہ خواتین کے ہی لکھے ہوئے ناول شائع کرے گا۔ پہلے سٹ میں آئینہ (بیگم واجد علی خان)، لموسیہ (روبینہ نازلی) اور شمیمہ (فیروز جہاں بیگم) بڑے جاذبِ نظر طریقے پر بڑے اہتمام سے شائع کیے تھے اور اب یہ دوسرا سٹ جو پیشِ نظر ہے۔ ان میں دو ناولوں، مشو (زبیدہ سلطانہ) اور دل کا شہر (حمیدہ جبیں) کو رائٹرز سلیکشن بورڈ سے اوّل انعامات مل چکے ہیں۔

پہلے سٹ کے ناول بھی اپنی کہانی اور واقعات کے پیشِ نظر بے حد کامیاب اور

اچھا انتخاب تھے۔ لیکن زیرِ نظر ہر سہ ناول، مشو، عرشی اور دل کا شہر تو اپنی کہانیوں، کرداروں اور اندازِ نگارش کے منفرد اسلوب کی بدولت اُردو ناول میں بہت ہی عمدہ اضافہ ہیں۔

ظاہر ہے زندگی کے روپ اور زندگی کے مسائل سب جگہ یکساں ہوتے ہیں، اس لیے اگر کبھی کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ہر ناول کی کہانی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوتی ہے تو شاید مبالغہ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ یہ کسی بھی عام کہانی کا اندازِ پیش کش ہے، اسلوب ہے جو اسے انفرادیت عطا کرتا ہے۔ 'دل کا شہر' کس کا نہیں ہوتا ہے۔ لیکن حمیدہ جبیں کا دل کا شہر، اس قدر منفرد ہے کہ خصوصیت سے آپ کا اور میرا دل کا شہر نہ ہوتے ہوئے بھی دل پر براہِ راست اثر کرتا ہے۔ وہ کہانی واقعی کہانی ہوتی ہے جو اپنی نہ ہوتے ہوئے بھی اپنی معلوم ہو!

'مشو'، شمع، صاعقہ اور عذرا کی طرح ایک لڑکی کی ہی کہانی ہے جو آج کے بدلتے ہوئے مشینی دور میں بھی دل اور ذہن کے احساسات کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے یہ مصنفہ زبیدہ سلطانہ کا کمال ہے جو مشتری یعنی مشو کے احساسات میں نہ صرف خود شریک ہوتی ہے بلکہ اپنے ساتھ قارئین کو بھی شامل کرتی ہے۔ محبت اور انتقام کی یہ دلچسپ کہانی بظاہر قمر الزماں اور مشو کی داستان ہے مگر کیا صرف ان ہی کی!؟

اسی طرح تیسرا ناول 'عرشی' بھی انسان کے احساسات اور جذبوں کی کہانی ہے جذبے جو شدید ہوتے ہیں اور احساسات جو زندہ رہتے ہیں۔ عابدہ نسرین اپنی خداداد تخلیقی صلاحیتیں کام میں لا کر فنِ ناول نگاری کو بڑی چابکدستی سے برتتے ہوئے عرشی کو تخلیق کیا ہے۔ جس کی کہانی میں قاری کھو سا جاتا ہے۔

ناز کتاب گھر نے ان تینوں ناولوں کو بھی عمدہ کتابت طباعت کے ساتھ سفید کاغذ پر شائع کر کے اتنے جاذبِ نظر گٹ اپ کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اگر یہ ناول اپنے اعتبار سے کمزور بھی ہوتے تو بھی اپنی طباعتی اہمیت اور خوبصورتی کے پیشِ نظر ہی لائق پذیرائی ہوتے اور یہاں تو سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ دل کا شہر ہی نہیں بلکہ مشو اور عرشی بھی اپنی کہانی، کردار نگاری اور اسلوب نگارش میں کسی سے کم نہیں یہی وجہ ہے کہ ایسے ناولوں کی پذیرائی کرنا ہمارا خوش گوار فرض ہو جاتا ہے۔ تاکہ

ناز کتاب گھر خواتین کے ایسے ہی دلچسپ اور خوبصورت ناول اپنی طباعتی خوبیوں کے ساتھ مسلسل شایع کر کے اُردو میں اچھے اچھے اضافے کرتا رہے۔ اگر خواتین ایسے ہی خوبصورت ناول تخلیق کرتی رہیں تو جلد ہی ناول نگاری خواتین کی میراث ہو جائے گی اور ناز کتاب گھر خواتینی ناولوں کا رہبر! دل کا شہر، عرشی اور منشو کی کتابت، طباعت اور پیش کش کے ساتھ ضخامت کو دیکھتے ہوئے قیمتیں نہایت مناسب ہیں۔

انور کمال حسینی

پابہ جولاں

مصنف :- صغرا مہدی
ناشر: ناولستان - جامعہ نگر۔ نئی دِلّی
قیمت :- چھ روپے

اسد اور عالیہ سے میری ملاقات نئی نہیں ہے۔ میں ان کرداروں کو خوب پہچانتا ہوں۔ یہ اس خاندان کے افراد ہیں جو عہدِ شاہی میں مصاحبتِ خاص یا قلمدانِ وزارت کا مالک رہا تھا۔ صاحبِ سیف بھی تھا صاحبِ قلم بھی۔ اس لیے انعام میں بڑی بڑی جاگیریں ملی تھیں۔ پھر غدر ہوا اور یہ طے نہ کر سکا کہ اسے انگریز کے ساتھ جانا چاہیے یا باغیوں کے ساتھ اس نے توقف کیا دل باغیوں کے ساتھ تھا مصلحت انگریزوں کے ساتھ۔ سرسید کی تحریک چلی تو یہ آگے بڑھا اس نے دیکھا کہ انگریزوں کو اس کی تلوار کی ضرورت نہیں ہے تو اپنے دماغ لے کر پہنچ گیا۔ اس لیے اب اس خاندان کا مزاج یہ ہوا کہ جو انگریزی تعلیم میں سب سے آگے وہی سب سے بہتر۔ اگر کلکٹری نہ مل سکے تو تھانیداری ضرور رہے اور اگر تھانیداری بھی نہ میسر آئے تو وکالت کا سر رشتہ ہاتھ سے نہ جائے۔ ایسے گھرانے میں وہ لوگ جو تحصیلِ علم کی خاص صلاحیت نہ رکھتے ہوں اسد ہی بن سکتے ہیں اور اس ہونے کی قیمت حقارت اور ناقدری ہی سے مل سکتی ہے۔ جاتی بھید تو ہندوستان کا مزاج ہے ان نجیب گھرانوں میں نہ جانے کتنے اچھوت اپنی ذہنی صلاحیتوں کی کمی کی بنا پر بھی ہوئے ہیں اور ایسے اچھوتوں کو ہزار نجابت کے بنا پر بھی کون اپنی لڑکی دے سکتا ہے۔ سگے بھائی کی اولاد ابنِ عم اور بنتِ عم کی روایتی محبت اپنی جگہ پر مگر ایسے بھتیجے کو بھی جو کلکٹر بن سکے نہ تھانیدار

نہ وکالت ہی کر سکے، اپنی لڑکی بیاہنا اپنے درجے اور حیثیتِ عرفی کو کم کرنا ہے۔ دوسری خصوصیات شرافت وانسانیت کس کام کی جب وہ حیثیتِ عرفی کو بلند نہ کر سکیں۔ نتیجہ ظاہر ہے ایسے نہ جانے کتنے اسد اس نقطۂ نگاہ سے حرفِ کم نگاہی بنے اور نہ جانے کتنی عالیائیں دل کے ہنڈولے سے اتار کر سونے کا سہرا بلند ہولے کے موٹروں اور ہوائی جہازوں پر روانہ کر دی گئیں۔ صرف گاؤں کی نیم کی کڑواہٹ اور اس کی ٹھنڈی چھاؤں کی یاد سے اپنے دل کو بسائے۔ مگر دل بسانے کی نوبت کہاں؟ شوہروں کے تپاک اور بچوں کی محبت دل کے ویرانے میں چھپے ہوئے محبت کے آسیب کو اپنے بس میں کر لیتی ہیں تو صرف اسد کی موت ہی تھوڑی دیر کے لیے اسے زندہ کرتی ہے وہ بھی بیکے آکر اس فضا کو دل سے زیادہ ویران پاکر جہاں اسد اور عالیہ کی محبت پروان چڑھتی تھی یا برباد ہوئی تھی اور موت کے سنہری نقاب سے جھلکتی ہوئی اسد کی صورت کتنی پرکشش ہو جاتی ہے حقارت سے دیکھنے والوں کے لیے بھی محبت کی نظر رکھنے والوں کے لیے بھی یہ کیوں کہا جائے کہ کوئی درد آشنا بھی نہیں۔ درد آشنا بہت مگر درد کا اظہار کرے کون اور کس کے سامنے۔ صغرا مہدی کے "کوئی درد آشنا بھی نہیں" — پڑھ کر مجھے کئی اسد اور کئی عالیائیں یاد آگئیں۔ اور میں مجو چچا کی طرح ایک ٹھنڈی سانس اور دو آنسو ٹپکا کر رہ گیا۔ اُف یہ معاشرت۔ یہ بیگانہ وش یگانگت!

صغرا مہدی کے اس ناولٹ کو پڑھ کر اور اس متوسط طبقے کی حقیقی تصویر دیکھ کر اس کے اسلوبِ بیان سے متاثر ہو کر میں نے ان کا پا بہ جولاں بھی پڑھا۔ پا بہ جولاں میں خاندان ویسا ہی ہے مگر اب گاؤں یا قصبہ نہیں شہر ہے۔ ڈھیر ساری لڑکیاں ہیں۔ جن کی ماں خاندانی وقار سے گر چکی ہے۔ باپ کلکٹر یا تھانیدار نہیں بن سکا چھوٹی موٹی ملازمت ہے۔ لیکن خون صاف ہے بے داغ ہے۔ اب ان صاف خون اور بے داغ لڑکیوں کو شوہر کہاں سے فراہم کیے جائیں شہر نے کٹر مذہبی سماج سے دور کر کے مشترک تہذیب کے گورکھ دھندے میں پھنسا دیا ہے جہاں لڑکیوں کو ملنے کی آزادی تو ہے لیکن دل دینے کی آزادی نہیں ہے۔ ہنر کی قدر سے زیادہ پیسے کی قدر ہے۔ لڑکے عنقا ہیں، شریف کی لڑکی آنکھ لڑ کے تو کہیں نہیں جا سکتی اور شریف لڑکے موٹر سے نیچے قیمتی چیز سے کم کی بات نہیں کرتے۔ وعدے سونے چاندی کے چاقوؤں سے کٹ جاتے ہیں۔ ایک کی کمائی اور سارے گھر کا خرچ۔ ایک ناگوار واقعے کا ردعمل، ساری دنیا سے لعنز بجیلوں کی، ساری دنیا سے اپنوں کی ساری دنیا سے تعلقات

ختم کر دینے کے لیے کافی۔ اس کے مقابلے میں غیر گلے ملنے کے لیے تیار۔ انسان کو انسان کی جستجو۔ اگر گھر میں یگانوں کو نہ پا کر صہبا کسی بیگانے کو یگانہ بنالے تو اس کا کیا قصور؟ ملنے کا موقعہ کیوں دیا جائے اگر ملنا اتنا ہی بُرا ہو یا دائمی ملاقات اتنی ناگوار ہو۔ پھر ایسے عہد میں جب کہ نئی پود یہ محسوس کر رہی ہے کہ ماضی سے رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ خاندان کا بندھن کوئی بندھن نہیں۔ آدمی کو صرف اپنے لیے جینا اور مرنا چاہیے۔

"پابہ جولاں" کے خالد اور صہبا اس پود کے نمائندے ہیں جو ہپی اور بیٹل پیدا کر رہی ہے اور اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو ابھی تک انیسویں صدی کے اقدار کو گلے لگائے ہے۔ دونوں مظلوم ہیں دونوں ظالم۔ دونوں اپنے اپنے خیالات و اوہام کے محافظ ہیں مگر نہ ماضی پرستوں کے پاس ماضی سے چپکے رہنے کی کوئی دلیل ہے نہ نئی پود کے لادی ہوئی بیچارگی کے جواز کی کوئی صورت ہے۔ ذہن میں ایک خلا ہے اور یہ خلا زندگی پر محیط ہے۔ روایت اور بغاوت کی کڑیوں کی ایک زنجیر ہے جو متوسط طبقہ کے نوجوانوں کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہے۔ بغاوت کی کڑی ایک طرف کھینچتی ہے تو روایت کی زنجیر اپنی طرف سے جنبش نہیں کرنے دیتی اگر ایسے میں صہبا اپنے محبوب تک پہنچ نہ سکے اور گاڑی چھوٹ جائے تو کیا کرے۔

'پابہ جولاں' پڑھ کر خیال ہوتا ہے کاش کہ صغرا مہدی ہیروئن کی ماں کو بد دماغ احسان فراموش اور شکی نہ بنائیں، اسے وہ پُر خلوص عورت رہنے دیتیں جس کے کنوارے دل میں محبت کے چراغ نے روشن ہو کر اس کے سہاگ کو کچل دیا تھا۔ ایک بے ضرر محبت شک و شبہ کا کانٹا بن کر جس عورت کو شوہر بچے اور گھر بار سے محروم کر چکی تھی اگر وہ بد دماغ، شک اور احسان فراموشی میں مبتلا نہ ہوتی تو کوئی درد آشنا بھی نہیں کہ کسک 'پابہ جولاں' میں اتنی شدید ہو جاتی کہ متوسط طبقہ کے ایسے پر مشترک تہذیب کی نامراد کامیابی پر دل سے چیخ نکل جاتی۔

انعام اللہ

معجونِ نشاط

شاعر: نوّاب حیدر علی خاں حشم

پبلشر: سید مہدی حسین اختر بلگرامی، صادق منزل ۲۸، جگت نرائن روڈ، لکھنؤ۔

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۹۳

نوّاب حیدر علی خاں حشمؔ کا تعلق "شیش محل" کے نوابین سے ہے۔ تعلقہ داری اور شاعری وراثت میں ملی ہے۔ ان کے دادا نوّاب محمد باقر علی خاں عروجؔ اور والد نوّاب صادق علی خاں شانؔ اپنے دَور کے مشاہیر میں شمار ہوتے تھے۔ شاعر کے ماموں نوّاب جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی ادبی دنیا میں کسی تعارف کے مرہونِ منت نہیں۔ معجونِ نشاط، کے خالق نے شاعری میں طنز و مزاح کو اپنا کر اپنی انفرادیت کو چمکایا ہے۔

اسٹیفن لی کاک نے کہا ہے۔ مزاح کیا ہے؟ یہ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے۔ چنانچہ نواب حشمؔ کی تخلیق 'معجون نشاط' اسی نوع کی تفسیر ہے۔ جس کے تخلیقی عمل میں شاعر نے "پیروڈی" کا طریق کار اختیار کیا ہے۔ میرؔ، سوداؔ، مصحفیؔ، جراءتؔ، ظفرؔ، ذوقؔ، مومنؔ، غالبؔ، آتشؔ، ناسخؔ خواجہ وزیرؔ، رندؔ، داغؔ، امیرؔ، اقبالؔ، حسرتؔ، اصغرؔ، جگرؔ، ظریفؔ، جوشؔ ملیح آبادی کے مصرعوں پر اپنے مصرعے پہنچائے ہیں۔ کہیں کہیں مختلف شعراء کی ایک ہی بحر کی غزلوں سے اشعار منتخب کرکے اُن پر مصرعے لگا کر 'معجونِ نشاط' کی تکمیل کی ہے۔

نواب حشمؔ کے یہاں فنّی محاسن اور پسندِ خاطر کے علاوہ جو چیز اس مجموعے کو بلاغت، افادیت، تازگی اور توانائی کا جوہر عطا کرتی ہے وہ شاعر کا انسانی نفسیات کا مطالعہ، اخلاقی اقدار کا فروغ، اپنے عہد کی سماجی، سیاسی اور معاشی زندگی کی تصویر اور اس پر تنقید ہے۔ ان عناصر کی پرکھ کے لیے درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمایئے:

نیلو نیے لباس کے قربان جایئے
غراز نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

سرو قد نے فراک پہنی ہے
صدقے ہیں اس پہ سایہ دار رخت

بڑی مدّت میں لڑکا، بچّے کچّے لیکے پلٹا ہے
عزیز دیو سف گم گشتہ آیا کارواں ہو کر

تو اور آرائشِ خمِ کاکل
میں اور اندیشہ ہائے ریشِ دراز

سب کہاں گنتی کی پبلک میں نمایاں ہو گئیں
کیسی کیسی رشوتیں آفس میں پنہاں ہو گئیں

سڑکوں کے بورڈ اب تو ہیں ایسی زبان میں
ہر اک پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

اندازۂ ساقی تھا کس درجہ حکیمانہ
اک چلّو میں اُلّو تھا میخانہ کا میخانہ

دیکھ کر رال ٹپکی پڑتی ہے
گوری گوری کلائیاں توبہ

مانا سِن بلوغ کو پہنچا نہیں ہنوز تو میرا شوق دیکھ، میرا انتظار دیکھ
لیڈری میں ہوں گو سرفہرست میری ہستی حباب کی سی ہے
مسجد میں کردنا، ملے ٹھیکہ شراب کا رو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے
آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں تیری گرمی اے جوانی اور ہے
لاؤں وہ تنکے کہاں سے آشیانے کے لیے 'نان کنڈکٹر' جو ہوں بجلی بچانے کے لیے
جنت کی اِدھر طمع، اُدھر عشقِ فرنگن کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

ہم پیشہ وہم مشرب وہمراز خشم ہے
غالب کو بُرا کیوں کہو، بھیّا مرے آگے

اس مجموعے میں حافظ شیرازی کی معروف غزل۔
" الا یا ایّھا الساقی ادر کاساً و ناولہا "
کی پیروڈی اس مصرع سے شروع ہوتی ہے۔
' الا یا ایّھا الساقی لگا دل اپنا ناول سے '
یہ پوری غزل شاعر کے فنّی کمال کی داد طلب ہے۔

' معجونِ نشاط ' پر سرکاری اور ادبی رائیں بھی درج ہیں۔ سیّد مسعود حسین رضوی ادیب کی یہ رائے اہمیت رکھتی ہے۔

" جناب خشم کی مزاح کی فطری سنجیدگی نے ظرافت میں سنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے اور سنجیدہ ظرافت کے نادر کارنامے پیش کیے ہیں "

پنڈت آنند نرائن مُلّا کی مزاحیہ منظوم رائے کا ایک مصرع ہی اس کتاب کی وقعت بڑھانے کو کافی ہے:۔

" اندازِ پیروڈی کو مسلّم بنا دیا "

فرائڈ نے مزاح کی چار صورتیں بیان کی ہیں۔
۱۔ بے ضرر لطائف ۲۔ افادی لطائف ۳۔ مضحک ۴۔ خالص مزاح۔

قاری کو محسوس ہوگا کہ مجموعۂ نشاط، میں کم وبیش یہ تمام عناصر حسن معیار کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

کتاب میں شعری اسکیچ کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ طباعت عمدہ ہے۔ لیکن سرورق دیکھ کر "گزرتا ہے گماں اور" ۔ اس دلچسپ مجموعے کی پذیرائی ضروری ہے۔

ڈاکٹر سیفی پریمی

اندر سبھا

از: امانت
مرتبہ: ڈاکٹر سید مسیح الزماں
سائز: $\frac{۳۰×۲۰}{۱۶}$ صفحات: ۷۶
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے
ناشر: ۱۱۷۔ لیڈر روڈ۔ الہ آباد ۳

امانت کی "اندر سبھا" اردو ڈرامے کا نقش اوّل ہے۔ یہ اپنے دور کا ایک بڑا ادبی و شعری تجربہ ہے۔ ڈاکٹر مسیح الزماں نے بڑی محنت اور تحقیق سے مقدمہ کے ساتھ اس کا متن شائع کیا ہے۔ مقدمہ میں بہت سے بنیادی سوالوں کا جواب مختصر اور جامع انداز میں دیا ہے۔ اندر سبھا کی تصنیف، اندر سبھا کا زمانۂ تصنیف ——— اندر سبھا کا قصہ، اندر سبھا کے کردار، عمل، تشویش اور تصادم۔ اندر سبھا کے ایڈیشن، اندر سبھا سے متاثر دوسرے ڈرامے، اندر سبھا کی اہمیت۔ ان سب امور پر ڈاکٹر مسیح الزماں نے تحقیق اور تنقید کے معیاروں کے مطابق صالح مواد پیش کیا ہے ڈاکٹر مسیح الزماں نے اندر سبھا کی اہمیت اور خصوصیات پر سادہ، دلکش اور واضح انداز میں گفتگو کی ہے جس پر وہ بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کتاب کی شانِ نزول یہ ہے۔

"اندر سبھا کا ایک اڈیشن میں نے ۱۹۶۶ء میں ترتیب دے کر 'امانت کی اندر سبھا' کے نام سے شائع کرایا تھا۔ لیکن طلبہ کی شکایت ہے کہ وہ بازار میں مہیا نہیں ہوتا۔ اس لیے بعض ترمیموں اور اضافوں کے

ساتھ اسے دوسری شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔"
یہ انڈیشن طلبا کے لیے ہی نہیں اساتذہ اور شائقینِ علم کے لیے بھی مفید ہے۔ کتابت و طباعت دلکش ہے۔

عنوان چشتی

اللہ میگھ دے

مصنف: رضیہ سجاد ظہیر
ناشر: ناولستان، جامعہ نگر نئی دلی ۲۵
قیمت: ۶/۵۰

محترمہ سیدہ سجاد ظہیر اپنے نامدار رفیقِ حیات محترم سید سجاد ظہیر کی طرح کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سید صاحب ادب و سیاست کی دنیا میں نشانِ راہ رہے ہیں اور آپ کی رفیقۂ زندگی سیدہ رضیہ نے علمی ادبی دنیا میں زورِ قلم سے اپنے لیے خود مستقل مقام احترام و امتیاز پیدا کیا ہے۔ تقسیمِ ملک سے پہلے جب یہ حضرات بمبئی میں رہا کرتے تھے مجھے کئی بار ان سے ملنے کا موقع ملا تھا۔ حضرت سجاد ظہیر ملک کے جانے پہچانے ادبی و سیاسی نئی راہوں کے راہ رو بسر بلند ہستیوں میں ممتاز تھے مگر سیدہ رضیہ نے ادبی دنیا میں ابھی قدم نہیں رکھا تھا یا وہ اس میدان میں آ تو چکی تھیں مگر مجھے اس کا علم نہ تھا لیکن بمبئی سے لکھنؤ کی طرف آپ لوگوں کے منتقل ہو جانے کے بعد آہستہ آہستہ آپ کی قلم کاریاں ادبی دنیا میں رونمائی کرنے لگیں اور اب تو آپ کے تراجم اور طبع زاد افسانوں سے مسلّم طور پر دنیائے ادب کی زینت ہے۔ اس کے خلاف حضرت سید سجاد ظہیر کی تحریر کو آنکھیں ترس گئی ہیں۔

سیدہ رضیہ کی اور کتابوں سے قطع نظر کر فی الحال ان سے بحث نہیں اس وقت آپ کا مندرجہ عنوان کا ناول جو "ناولستان" دہلی کی غالباً چوتھی "پیش کش" ہے پیشِ نظر ہے۔ یہ کتاب کیا بلحاظ موضوع اور کیا بلحاظ مقصد۔ ناولستان کی مطبوعات میں گل سرسبد کا درجہ رکھتی ہے۔ پہلی کتابیں بھی بے مقصد نہیں۔ نہ ان کے بارے

میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ اُن میں کہا گیا ہے محض مبالغہ یا بے کار گھناؤنا ہے۔ نہیں ایسا نہیں۔ اس میں بھی حقیقت ہے مگر سوال یہ ہے کہ ان آنسوؤں کے سیلاب اور اُلجھنوں اور کراہتوں اور کڑھنوں اور بدبوئیوں اور شکریوں اور سنگدلیوں سے بچ نکلنے کی راہ کی طرف راہنمائی کی جھلک ناپید ہے۔ بے شک گندگی ہے۔ مجبوری ہے مگر وہ کسی نہ کسی اور مجبوری کا نتیجہ ہے۔ اسے دور کیسے کیا جائے۔ اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے تو آنسوؤں اور نفرت کی ہنسی کی لہروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ برخلاف اس کے "اللہ میگھ دے" نام کے ناول میں آج کے لکھنؤ کی قلمی تصویر ایسے رنگ میں پیش کی گئی ہے کہ مبالغہ کا شائبہ بھی کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ جا بجا قدیم و جدید خیال کے ہندو، مسلمان، عیسائی ملتے جلتے ہوئے دکھ درد میں ایک دوسرے کے کام آتے، ایک دوسرے کا احترام کرتے، دکھ میں ہاتھ بٹاتے۔ سکھ میں ہنستے مسکراتے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں کہیں کہیں خود غرضانہ سیاست بھی سامنے آتی ہے۔ وہی پانی جو زندگی کا ذریعہ ہے موت کا دیوتا بھی بن جاتا ہے۔ گومتی میں سیلاب آتا ہے۔ بند ٹوٹتا ہے شہر کا ایک حصہ زیرِ آب آ جاتا ہے۔ وقت سے پہلے جوان انجینیر ذمہ داروں کو خبر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ سرکاری شین کے حرکت میں آتے آتے سیکڑوں شہری لقمۂ اجل اور ہزاروں خانماں برباد ہو جاتے ہیں۔ ووٹ لینے والے غائب اور دینے والے ان کے نام کی دہائی دیتے ہیں۔ حمایتی کہلانے ہیں۔ مدد پہنچانے والی کیٹیوں کے رنگ۔ بڑوں سے ملنے کے چاؤ اور عملی ہمدردی سے دوری۔ اور کالا بازاری۔ فوج کی کارگزاری اور غیر سرکاری طور پر کام کرنے والے جوانوں، بوڑھوں، بچوں کا سیلاب میں اپنی جان کی بلی دے کر جانداروں کو بچانا۔ سکول کالج۔ ٹیچر۔ پروفیسر۔ طالبِ علم۔ فن کار۔ جوانوں کے دلوں میں محبت کی کسک۔ جوانوں کی پاک بازی اور روایت کا احترام۔ اپنائیت کا رنگ۔ سرکشی کے اسباب۔ کیا ہے جو اس میں نہیں۔ لکھنؤ زبان کی عربیت و فارسیت کے لیے نیک نام نہیں تھی مگر اس کتاب کو پڑھ کر بے اختیار سیدہ رضیہ کے لیے دعا نکلی کہ خیالات کی پاکیزگی و معنویت کے ساتھ ساتھ پوری کتاب میں گنتی کے چند لفظ عربی فارسی کے آئے ہوں گے۔ وہ بھی وہ جو عوام کی زبان پر جاری و ساری ہیں۔ ورنہ خالص ہندوستانی۔ پاک و پاکیزہ رسیلی۔ دلکش

ایسی حیوانی بہیمانہ زندگی کے صریح طبی ، مادی ، جسمانی نقصانات بھی واضح کردیئے جاتے (جو باب یازدہم میں واضح کر دیئے گئے ہیں)

کوئی اس کتاب کو پڑھ کر بدکاری اور حظِ نفسانی و شیطانی کی راہوں سے رُکے گا تو خیر کیا البتہ راہ کی گندگی اور گھناؤنے پن سے خوب واقف ہو کر ہی قدم اٹھائے گا۔

علامہ دریابادی نے چند لفظوں میں کتاب کی جس طرح تلخیص کردی ہے اور جتنے موثر پیرائے میں کہ اتنا اثر پوری کتاب کو پڑھ کر بھی نہیں ہوتا۔ ویسے آدمی سے زیادہ کتاب ماخود ہے فاضل دریابادی کی ان سچی باتوں سے جو صدقِ جدید میں ہفتہ وار اپنے قارئین کی بصیرت میں اضافہ کرتی ہیں۔

اکرام اللہ صاحب یعنی مؤلف یا مصنف کتاب ایم۔ اے ہیں جس کا مطلب یہہ ہے کہ تعلیمی لحاظ سے تمدن جدید ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انگریزی رسائل بھی پڑھتے ہیں یعنی مطالعہ کے اعتبار سے اپ ٹو ڈیٹ ہیں مگر ان کا روحانی رشتہ ان بزرگوں سے ہے جن کی آنکھوں کو تہذیب جدید کی برق پاشیوں نے اس حد تک خیرہ کر دیا ہے کہ اس کے اصلی خد و خال، اس کے محاسن نظر نہیں آتے صرف اس کے تاریک پہلو نمایاں معلوم ہوتے ہیں اور اسی داستان کو بڑی لذّت سے کر بیان کیا ہے جیسا کہ صدقِ جدید میں علامہ دریابادی بیان کرتے ہیں۔ یعنی مؤلف کا لبادہ تو مغربی ہے مگر اس کے اندر رُوح خالص مُلّائے مشرق کی ہے۔ ایسی رُوح جس کو مغرب کی رعنائی ایک آنکھ نہیں بھاتی اور یا تو وہ اپنے تقدس کی قصیدہ خوانی کے لیے اپنی پاکدامنی اور صفائے باطنی کے اظہار کے لیے یا پھر اپنے کو اہلیانِ عصر کی صف سے ممتاز کرنے کے لیے عیب جوئی کو پیشہ بنائے ہوئے ہے۔ غالباً اس کے نزدیک کمال "ہومنیّت" اسی میں ہے کہ عصرِ حاضر کی اخلاقی پستی اور اِثم و عُدوان کے لطائف وظرائف کو حکایتِ لذیذ کی طرح دراز سے دراز تر کر کے بیان کرے۔

تمدن و تہذیب کسی ملک اور کسی دور کی ہو، آدمی کو فرشتہ نہیں بنا سکتی۔ وہ مذاہب جنھوں نے معاشرے کی گمراہی سے بچنے کے لیے دیر و کِشت کی خلوت میں ایام زندگی گذارنے کی تعلیم دی، جنھوں نے مذہبی محتسبین کی حکومت قائم کرنے میں کامیابی حاصل

کرنے کے بعد عصیان شعار ابنِ آدم کی زندگی اجیرن کردی وہ بھی قابیل ہابیل کے اخوانِ تلاذذ پرست کو مہوائے مئے ناب، نغماتِ چنگ و رباب اور قربِ زنانِ زود یاب سے نہ بچا سکے۔ اس سلسلہ میں بات دور تک چلی جائے گی مگر اس تلخ حقیقت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہا جاتا کہ اسلام جو صالحیت و شرفِ انسانیت کا نہ صرف آخری بلکہ کامل ترین پیغام ہے وہ بھی نہ صرف کافرین و مشرکین بلکہ سابقین اولین تک کو لغزشِ مستانہ سے باز نہیں رکھ سکا۔ تو کیا کتب رجال سے افراد کی بشری لغزشوں۔ الف لیلہ و رنایات کے لطیفوں۔ گلستاں کے بابِ پنجم کی حکایتوں۔ اموی۔ عباسی فاطمی، اور عثمانی خلفاء کی تاریخ سے اخذ کی ہوئی فحاشی کی داستانوں کو ایک جگہ جمع کرکے کوئی شخص یہ کہنے کی جسارت کرے کہ اسلام نعوذ باللہ شراب نوشی۔ سیکڑوں کنیزوں سے بغیر نکاح ہم آغوشی۔ بردہ فروشی اور امرد پرستی کا پیغام دیتا ہے تو کیا یہ جائز ہوگا؟

جناب اکرام اللہ صاحب یا فاضل دریا بادی سے آج کی مغربی تہذیب کا کوئی عصیان شعار نمائندہ یہ سوال کردے کہ حضور وہ کون سا گناہ میں کر رہا ہوں جو آپ کے اہل مذہب یا آپ کے ملک میں نہیں ہوا۔ کیا قتل و غارت۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ قحبہ گری صرف آج کی مغربی تہذیب کا خاصہ ہے تو میرا خیال ہے کہ ہر دو فاضل کو سوا سکوت چارۂ کار نہیں ہوگا۔ کروڑوں انسانوں میں سے ہزاروں کی لغزشوں کو نمایاں کرنا اور ان لاکھوں باعفت۔ باعزت اخلاق پرست اور صاحبانِ کردار کے وجود سے چشم پوشی کرنا نگاہ و دل کی کون سی پاکیزگی کی علامت ہے؟ کیا اسی امریکہ میں جس کے جرائم کا دفتر فریب تمدن میں پوری آب و تاب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اخلاقی اسلوب بندی کی تحریک بھی اپنا کام نہیں کر رہی ہے۔ کیا اسی برِّ اعظم میں جہاں انسانی خون کو پانی کی طرح بہانے کے واقعات روزانہ پیش آتے ہیں۔ وہ دیر اور وہ گرجے۔ پادریوں اور ننوں کے وہ حلقے نہیں ہیں جو اپنی زندگیاں خلقِ خدا کی خدمت کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ رسالے اور وہ رپورٹیں تو پڑھی جائیں جو انسان کی خوئے گناہ کا آئینہ ہیں اور ہزار دو ہزار چھپنے والی ان کتابوں کو نظر انداز کردیا جائے جن میں فکرِ انسانی کے غلو۔ کردارِ انسانی کی تعمیر اور ایثار و قربانی

کی روداریں بکھری پڑی ہیں۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ فاضل مصنف کی نگاہوں سے وہ کتابیں کیوں نہیں گذریں جن میں شراب نوشی، کثرتِ مباشرت، تلذذ بالجنس اور طوائفیت کو نفسیاتی عوارض سمجھ کر ان حلقوں میں مبتلا ہونے والوں کے علاج کی کوشش کی گئی ہیں ان اوقاف و ادارات کی رپورٹیں کیوں نہیں پڑھی گئیں جو ان عوارض کے معالجے کے لیے قائم ہیں آخر وہ بھی تو اس تمدن کا جزو ہیں میری رائے میں "فریبِ تمدن" دورِ حاضر کے تمدن کا صرف تاریک رخ پیش کرنے کے لیے لکھی گئی ہے اور اس کے روشن رخ کو قصداً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب سے واقعی کسی کی اصلاح و ہدایت تو کیا ہوگی ہاں مغرب و مشرق کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جائے گا۔ جس کا سب سے خراب نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا وہ سادہ لوح طبقہ جسے مغرب سے مسلکِ ارتقا میں بہت کچھ رہنمائی مل سکتی ہے اپنے قدم روک لے گا اس ماضی کی طرف جانے کے لیے جس کے راستے مسدود ہیں یا اس حال پر متمکن رہنے کے لیے جس کے حدود بہت تنگ ہیں۔ اس سے ہو سکتا ہے کہ فاضل مولف اکرام اللہ صاحب اور علامۂ دریابادی کو تسکین ہو جائے۔ لیکن ملت کے عروج کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

کتاب ان لوگوں کے لیے یقیناً دلچسپ ہے جن کے لیے اکبر نے کہا ہے

شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور مجھ سے کہہ دیا : آپ بی اے پاس ہیں تو بندہ بی بی پاس ہے

محمود سروش

کتاب نما

نئی دلی نمبر ۲۵

لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں

اڈیٹر
دلی شاہجہانپوری

اپریل ۱۹۷۳ء

جلد نمبر ۱۴ شمارہ نمبر ۴

سالانہ: تین روپے

فی پرچہ: ۳۰ پیسے

اشاریہ

اس وقت اتر پردیش اکاڈمی کے خبرنامے کا چوتھا شمارہ بابتہ فروری ۱۹۷۳ء ہمارے سامنے ہے۔ اس میں پچھلے سال کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور آئندہ کا پروگرام پیش کیا گیا ہے۔

خبرنامے میں انتظامی کمیٹیوں کے اجلاسوں کی تعداد بتانے کے بعد اکاڈمی کے بجٹ کا ذکر ہے جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال ۷۳-۱۹۷۲ء میں اکاڈمی کے پاس دس لاکھ انیس ہزار روپیہ تھا۔ اخراجات کی مدوں میں کتب خانوں کو کتابیں، اخبارات اور رسائل کے لیے ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ دیا گیا۔ جن کتب خانوں کو یہ رقم دی جا چکی ہے ان کی تعداد ۱۴۷ ہے۔ امید ہے مارچ کے آخر تک ایسے کتب خانوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اس لیے کہ ۲۸ فروری ۱۹۷۳ء تک مزید درخواستیں طلب کی جا چکی ہیں۔ کتابوں پر انعامات کے لیے ایک لاکھ روپیہ محفوظ تھا۔ اس میں سے ۸۷ کتابوں پر ۸۸,۵۵۰ روپیہ تقسیم کیا گیا ہے۔ ہم تمام انعام یافتہ حضرات کو مبارکباد دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

مصنفین کو ان کی کتابوں کی اشاعت کے لیے مالی امداد کا دیا جانا بھی مستحسن ہے مگر اس سے زیادہ اچھا فیصلہ، معمر، اور مالی حیثیت سے پریشان ادیبوں اور شاعروں کی امداد کرنے کا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر مسرت ہوئی کہ دو مشہور ادیبوں کی علالت کے

باعث انھیں پچھلے سال سو، سو روپیہ ماہانہ کی امداد دی گئی۔ ہمارے خیال میں سترہ ادیبوں اور شاعروں کے لیے سات ہزار آٹھ سو کی رقم ناکافی ہے۔ گرانی کے اس دور میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اضافہ پر غور کیا جائے۔ اگر بجٹ میں گنجائش نہ نکل سکے تو ہماری رائے میں کتابوں پر دیے جانے والی رقم کو اس طرح کم کیا جائے کہ فی کس انعام کے بجائے تعداد کتب گھٹا دی جائے۔ یہ اس وقت ممکن ہو سکے گا۔ جب انعامی سب کمیٹی کوئی بلند معیار قائم کرے اور یہ ضروری نہ سمجھے کہ ہر وہ کتاب جس کی آٹھ جلدیں دفتر میں پہنچ جائیں ،، انعام کی مستحق سمجھی جائیگی۔ معیار مقرر کرتے وقت کتاب کے مواد کے ساتھ اس کی طباعت اور گٹ اپ کو بھی پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔

اکاڈمی نے اپنے اہتمام میں جن تین کتابوں کی اشاعت کا اعلان کیا ہے۔ انھیں اپنے موضوع اور مصنف (نازش پرتاب گڑھی، علی جواد زیدی اور ڈاکٹر محمد حسن) دونوں کے اعتبار سے مناسب کہا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے پچھلے شمارے میں عرض کیا تھا، اکاڈمی کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ انعام یافتہ کتابوں کی ایک متعین تعداد، جو ایک سو سے کم نہ ہو، اکاڈمی خرید کر ان کو تقسیم کیا کرے۔ جن لائبریریوں کو ایسی کتب مفت فراہم کی جائیں ان کو نقد رقم دیتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کتب کی صورت میں بھی انھیں کچھ مل گیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بہت ضروری ہے تاکہ پبلشر بھی کتابیں شائع کرنے میں زیادہ دلچسپی لیا کرے۔ اکاڈمی کے اس اقدام سے ناشرین کو بھی سہارا ملے گا اور اچھی کتابیں زیادہ تعداد میں شائع ہو سکیں گی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اونچے معیار کی کتابیں شائع کرتے ہوئے ناشر اس لیے گھبراتا ہے کہ اس کی رفتار فروخت بہت سست ہوتی ہے۔ اس کا ایک خراب اثر یہ ہوتا ہے کہ بعض مصنفین کی کاوشیں مسودوں کی صورت میں ان کی الماری کی زینت بنی رہتی ہیں۔ وہ مایوس ہو جاتا ہے اور دوسری تخلیق کے لیے اس میں جوش اور ولولہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ قدرتی امر ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ ناشروں کی بھی ہمت افزائی کی جائے تاکہ بلند پایہ کتابیں شائع کرنے میں انھیں زیادہ پس و پیش نہ ہو۔

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار — پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گرانقدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سر سید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا۔ ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور افکارِ آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قیمت: ۶/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اُردو دُنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اُردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت ۱۶/-

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبا اور اُردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ قیمت ۱۲/۵۰

خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُر سوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا — اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ملّت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا ہے گا۔

قیمت: ۱۲/

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے، کیا ہے۔ اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین کتاب نما جو کتابیں پڑھتے ہیں اور اُن کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آجائیں گی۔ جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کے حدود سے باہر ہیں، امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔

ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوع بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا، وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

ایڈیٹر

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

"بنگڑ واڑی" نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے ہندوستان کے مختلف صوبوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کے حالات و خیالات اور ریت و رواج سے واقف کرانے کے لیے مختلف صوبوں کی زبانوں یا بھاشاؤں میں لکھی ہوئی چھوٹی موٹی کہانیوں وغیرہ کے ترجمے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ ایک بہت ہی مبارک اور قومی ایکتا پیدا کرنے کے لیے ایک حکیمانہ اقدام

دلچسپ کام ہے۔ اس سلسلے کے کئی ناولوں پر پہلے بھی اپنا خیال ظاہر کر چکا ہوں۔ اب مندرجہ عنوان ناول کے متعلق چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اس کتاب میں مہاراشٹر کی دیہاتی آبادی کی سچی تصویر پیش کی گئی ہے۔ کتاب بھر میں شہری آسائشوں اور آلائشوں کا نام تک نہیں آیا۔ گاؤں بھی ایسا جس کی آبادی تھوڑی ہے۔ جہاں روزمرہ کی ضرورت کی معمولی چیزوں کا بھی کال ہے۔ وہاں دواخانہ یا ڈاکخانہ کہاں سے آتا۔ پاٹھ شالا نام کا ایک کوٹھا ضرور تھا۔ مگر پڑھنے والے ندارد۔ خالی کوٹھے میں بھوت رہے یا چوہے اور بلیاں، مچھر اور مکھیاں۔ ذریعۂ آمدنی زمین کے چھوٹے چھوٹے کھیت۔ جو کسی کے پاس ہیں اور کسی کے پاس نہیں۔ آبادی اصل میں گڈریوں کی تھی۔ جو بھیڑیں پالتے تھے۔ زیادہ بھیڑوں والا بڑا۔ کم بھیڑوں والا چھوٹا۔ بھیڑوں کے چرنے چگنے کے لیے کھلے میدان یا پہاڑی ٹیلوں کی اونچان نیچان پیدا ہونے والے جھاڑ جھنکاڑ اور ان کا مدار بارش پر۔ وقت پر بارش ہو گئی سب زندہ ہیں اور نہ ہوئی تو جانداروں کی موت اور آبادی کی بربادی یہاں کتابوں سے کیا کام۔ جہاں بچہ لنگوٹی لگانے لگا تو بھیڑوں کے پیچھے لگا دیا۔ بھیڑوں سے دودھ۔ اون اور میگنیاں ملتی تھیں خالی خولی کتابیں چاٹنے سے کیا ملتا۔ بھیڑیں بکتیں تو زیادہ گھرستی کا کام بن جاتا۔ گاؤں کے اکثر و بیشتر لوگ محنتی تو تھے ہی عورتیں بھی مردوں کا ہاتھ بٹاتیں۔ بڑائی چھوٹائی کا خیال تھا۔ بڑوں کا مان تھا جو بڑے تھے وہ چھوٹوں سے ہمدردی بھی رکھتے تھے۔ وہاں انسانی کمزوریاں بھی تھیں اور کمزور انسان بھی تھے۔ انہی کمزوروں میں ایک پتھر دل گڈریا بالا نامی بھی تھا۔ ماسٹر نے گاؤں سدھار کا جو کام شروع کیا اس میں سارے گاؤں نے خوشی سے حصہ لیا مگر بالا نے مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ گاؤں نے اس کا حقہ پانی بند کر دیا اسے بھی اس نے سہہ لیا مگر جب اسے گاؤں کے مندر میں پوجا کی اجازت نہ دی گئی تو اس کا اہنکار ٹوٹ گیا اور اسے وہ سب کچھ کرنا پڑا جو گاؤں والے اس سے کرانا چاہتے تھے۔ سچ ہے کہ مذہب یا دھرم کے نام سے جو بات انسان کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہے اس کا زور انسانی ضمیر پر سب مادی چیزوں سے زیادہ ہوا کرتا ہے۔

نئی مطبوعات

کتاب و سنت کے جواہر پارے حصہ اوّل و دوم

مولانا جمال الدین اعظمی

جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں ان کے لیے قرآن و سنت پر عمل کیے بغیر دُنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر و فسق سے نجات ناممکن ہے۔ اسی لیے اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گئے تاکہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت: ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

(خلاصہ) احیاء علوم الدین امام غزالیؒ

(ترجمہ) رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصور کریں یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالی ہی کو حاصل ہے۔ قیمت ۹/۵۰

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ

(پروفیسر طاہر محمود (انڈین لا انسٹی ٹیوٹ نئی دلّی

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی اردو داں اکثریت کا ہر فرد زیر بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت ۴/۰

اسلامی عقائد و مسائل مذہب

مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو بچوں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کریں۔ یہ کتاب بڑی حد تک اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح اور نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے۔

قیمت: ۴/۰

کام کرنے والوں کو کام سے فرصت نہ تھی۔ البتہ کچھ نکمے اور من کھٹو لوگوں میں لگائی بجھائی کرنے والے۔ اور کچھ بگڑی کو سنوارنے والے بھی تھے۔ سرکار اسی گاؤں میں کتابی روشنی پھیلانا چاہتی تھی۔ شہر سے ایک مڈل پاس برہمن دیہاتی شالہ کے لیے استاد بنا کر بھیجا گیا۔ وہ گاؤں کا حال دیکھ کر گھبرایا تو ضرور مگر پیدائشی با ہوش اور من کا اچھا تھا۔ اس نے دل میں ٹھان لیا کہ کام کرنا ہے تو اسی جگہ۔ گاؤں کا بوڑھا مکھیا پہلے دن ہی ماسٹر کا سرپرست بن گیا۔ ناممکن کام ممکن نظر آنے لگے۔ وہ گاؤں والوں میں ہل مل گیا۔ گاؤں والوں کو جو کام مشکل نظر آتے تھے اس نے ایسے کام آسانی سے کر دکھائے۔

وہاں ایک آدھا اچھائی کا دشمن اچھوں کا بدخواہ شیطان بھی تھا اور ایک من کھٹو لیا بھی تھا جو پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے چھوٹی موٹی چوری کرکے وقت گذارتا اور کچھ دنوں بعد بتا بھی دیتا کہ تمھارے کھیت سے کچھ بھٹے یا جوار کے کچھ سٹے میں نے توڑے اور بھون کر کھالیے تھے۔ کسان ہنس کر ملامت کرتا۔ من کھٹو ملامت کو ہنسی میں اڑا دیتا۔

اسی بھوک سے تنگ آکر من کھٹو نے غریب ماسٹر کی پوٹلی میں بندھی وہ روٹی جو قصبہ سے ماسٹر اپنی ماں سے لایا تھا۔ غائب کر دی اسی کے ساتھ تین سو روپے جو روٹی کی پوٹلی کے ساتھ کپڑے میں بندھے ایک تھیلے میں رکھے تھے۔ یہ روپیہ ایک گڈریے کا تھا جو ماسٹر کے پاس امانت تھا۔ بھوکا چور اُسے بھی لے اُڑا۔ لیکن دو چار دن کے بعد بھوکا چور روپیہ واپس لایا اور ماسٹر کو واپس کرتے ہوئے بولا "اس میں سے جو ڈھائی روپے میں نے کھالیے ہیں وہ نہیں ملیں گے"۔

ماسٹر روپیہ پاکر خوش ہوتا اور ساتھ ہی چور کو ڈانٹتا ہے۔ چور کا جواب یہ ہے کہ جب کسی سے مانگتا ہوں تو دیتا نہیں آخر پیٹ بھروں تو کیسے اس لیے چوری کرنے پر مجبور ہوں۔ بدقسمت نادان چور کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ چھوٹی موٹی مزدوری کرنا بھیک مانگنے اور چوری سے ہزار درجے بہتر ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ملک میں بعض بچھڑے ہوئے طبقے ایسے ہیں جن پر لوگوں کو بھروسہ نہیں اس لیے انہیں کام دینے میں لوگ ہچکچاتے ہیں۔ حالانکہ اگر ان پر بھروسہ کیا جائے تو دیانت و امانت کے احساس سے

ہ کبھی خالی نہیں ہوتے مگر کیا کیا جائے کہ کہا گیا ہے بد اچھا بدنام بُرا۔

جب اس چوری کا علم ماسٹر کے باپ کو ہوتا ہے تو بیٹے کو ڈانٹتا ہے کہ روپیہ ے لین دین کے بکھیڑے میں نہ پڑا کر مگر ماسٹر کی ماں بیٹے کو تسلی دیتی ہے کہ خیر جو ہوا سو ہوا سا کھ رکھنے کے لیے میرا وہ گھر جو میکے سے مجھے ملا ہے بیچ کر گڈریے کی امانت واپس ر دینا۔ پچھتا کیوں کرتا ہے۔

ماسٹر اس کو روہ میں اصلاح و ترقی اور تعلیم و تربیت کی کوششوں کے سلسلے میں یں کام یہ کرتا ہے کہ اس علاقہ کے زمیندار راجا کو بھی وہاں لے آتا ہے۔ دیہاتی راجہ کو یکھ کر خوش ہوتے ہیں اور راجا جس نے گاؤں کا لگان تو کھایا تھا مگر اب تک گاؤں کی طرف جھانکا بھی نہ تھا آتا ہے اور دیہاتوں کا دل بڑھاتا ہے یہ کام ہو ہی رہے ہیں کہ بارش کا وسم آتا ہے لیکن بدقسمتی سے بادل اِدھر کا رُخ نہیں کرتے۔ کوئیں خشک۔ جوہڑ خشک۔ جھرنے خشک پانی نام کو نہیں۔ اناج کا نام نہیں۔ چارہ کا نشان نہیں لوگ تنگ آکر گھر گرہستی کا سامان اور اپنے جانور بیچنے لگے۔ جانور بیمار ہو ہو کر بھوکوں مرنے لگے۔ گاؤں جڑ گیا۔ اور ماسٹر کی محنت پر پانی پھر گیا۔ جب اگلے سال پانی برسے گا۔ میدانوں میں ہریالی دکھائی دینے لگے گی تو اجڑے ہوئے لوگ ادھر کا رُخ بھی کریں گے۔

یہ کہانی تو راجا شاہی زمانے کی ہے لیکن آج کل بھی بہار راشٹر میں کال کا دور دورہ ہے۔ دیہات اجڑ رہے ہیں جانور مر رہے ہیں۔ بمبئی جیسے شہر میں ہزارہا مرد و عورت ور بچے بھوک کے مارے وطن سے بے وطن فٹ پاتھوں پر سردی کے دنوں میں کھلے سمان کے نیچے سکڑ رہے ہیں ـــ حکومت سے جو ہو سکتا ہے وہ کر رہی ہے۔ گ بھی اپنے اپنے رنگ میں ہمدردی دکھا رہے ہیں مگر اجڑی ہوئی مخلوق کی زبوں الی کے نظارے۔ ہر انسان کو انسانی بیچارگی کا احساس دلا رہے ہیں۔

یہ کتاب اُردو یا ہندوستانی میں تو اب آئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس کے ترجمے نگریزی کے علاوہ اور کئی بیرونی زبانوں میں ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ یہ ہندوستانی ترجمہ ا کے مشہور شاعر ابن شاعر جناب عرش ملسیانی سابق اڈیٹر 'آجکل' (اردو) نے انگریزی

،کیاہے۔ جیسے یہ کتاب کسی راج دربار کی زندگی اور راجاؤں کے رسم ورواج کی تصویر نہیں
یہی اس کی زبان کسی محدود حلقہ اور خطہ اور طبقہ کی پرتکلف اور بناوٹی اخلاق وزبان
قل نہیں یہ وہ ہندوستانی ہے جو ہندوستان گیر زبان ہے۔ یہ کسی ایک صوبہ کی زبان
ں بلکہ مدعی ہے کہ ہند کے سارے صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کی
وصیت یہ ہے کہ ہندوستان کے ہر صوبے کا ہندوستانی بولنے والا اپنے صوبہ کے
ای لفظوں، محاوروں، اور رسموں کو اپنے تلفظ کے ساتھ بولتا اور اپنے طریقہ سے
بتاہے۔ اگر یہ نہ ہو تو سارے دیش کی بھاشا ہو نہیں سکتی۔ چند گھرانوں کی زبان ملک کے
ب گھروں کی زبان نہیں ہو سکتی۔ اوروں کی تو کیا ہوتی اپنے گھر سے باہر کے لوگوں کے
بھی اجنبی ہوتی — اس کتاب کی زبان صاف سادہ۔ آسان۔ زود فہم اور بولنے والے
ضمیر کی آواز معلوم ہوتی ہے اس لیے پنڈت جی اس ترجمہ کے لیے مستحق مبارک باد ہیں
ان کی زبان کسی خاص طبقہ کی نہیں ملک بھر کے لوگوں کی زبان ہے۔ کیونکہ اس طریق
ے ہم مختلف طبقوں کے محاوروں ناموں۔ پیشوں۔ طور طریقوں اور لب ولہجہ سے زیادہ
، زیادہ واقف ہو جاتے ہیں۔ اور دور دور کے لوگ اڑوسی پڑوسی معلوم ہونے لگتے ہیں۔

البتہ کتنا اچھا ہوتا کہ کتاب کے آخر میں یا حواشی میں نئے لفظوں اور چیزوں کے
ں اور رسموں کی کسی قدر تفصیل دے دی جاتی۔ چیز ایک ہوتی ہے مگر مختلف صوبوں میں
ں کا نام جدا جدا ہوتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض چیزوں کے نام ایک ہی صوبہ میں جدا
ا ہوتے ہیں ایسے موقعوں پر تصریح ضروری ہو جاتی ہے۔

مجھے بک ٹرسٹ کی کتابوں میں عموماً ایک کمی یہ ہمیشہ محسوس ہوتی ہے کہ مصنف و
رجم کے حالات و کمالات سے کتاب خواں بے خبر رہتا ہے۔ حالانکہ کتاب پڑھنے والے
دل میں قدرتی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مصنف اور مترجم سے واقف ہو۔ یہ بات
لے بھی کہہ چکا ہوں کاش ادھر توجہ کی جائے۔

لرواڑی مترجم: عرش ملسیانی تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵۔ قیمت ۵.۵

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین کتابیں

جدّوجہد آزادی
بپن چندر۔ امیش تریپاٹھی برن ڈے ترجمہ: غلام ربانی تاباں

یہ جدوجہد آزادی کی ایسی اجمالی تاریخ ہے جو بڑی احتیاط، معلومات اور سلیقے سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں گہرائی کے ساتھ گیرائی بھی ہے۔ تحریک کے ہر پہلو اور ان کے مختلف عناصر کی عکاسی کرتی ہے۔ قیمت ۵/۵۰

بنگرواڈی
مصنف: وینکیٹش ماڈگولکر مترجم: عرش ملسیانی

"بنگرواڈی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی، دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے "بنگرواڈی" بے شک و شبہ ایک قابلِ فخر تخلیق ہے قیمت ۵/۲۵

آبِ حیات
مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص و ترتیب: سید احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورّخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے۔ اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اُس کے اسلوب و بیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز قیمت ۱/۷۵

شاعر
مصنف تاراشنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پریش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تاراشنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردارنگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی۔ جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنادیا۔

قیمت: ۸/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

ڈاکٹر مسز زرینہ ثانی

موجودہ زمانے میں ناول نگار خواتین کا ایک بڑا اجتماع نظر آتا ہے اور یہ اس طبقے کی خوش نصیبی ہے کہ پبلشرز ان کے ناول بڑے اہتمام سے شائع کر رہے ہیں لیکن جب معیار کا سوال اٹھتا ہے تو ایک احساس ہوتا ہے اور نظریں خوب تر کی جستجو کرتی ہیں پھر صرف چند خواتین کے نام پر یہ نظریں ٹھہر جاتی ہیں۔ یقیناً ان خواتین میں صالحہ عابد حسین کا نام امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ انھوں نے عذرا سے لے کر اپنی اپنی صلیب تک چھ ناول لکھے اور ہر ناول میں تا حدِ امکاں فنّی تقاضوں، شائستگی اور تہذیب، زبان وبیان کی رنگینی اور رعنائی کا خیال رکھا ہے۔

ان کا موجودہ ناول اپنی اپنی صلیب زمانۂ حال کے جدید ناولوں میں شمار کیا جاسکتا ہے ان کے اسلوب اور طرزِ ادا میں نیا پن ہے۔ پلاٹ میں واقعات کو پیش کرنے میں سلیقے اور توازن کے ساتھ ساتھ جدّت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے جو پلاٹ کے ارتقا میں معاون اور مددگار ہو سکیں۔ ان کا یہ ناول ان کے دوسرے ناولوں سے علیٰحدہ نظر آتا ہے اپنے منفرد انداز اور امتیازی شان کے ساتھ۔

باشعور ناول نگار اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ قاری اس کے کردار کو اپنے بہت ہی قریب محسوس کر سکے .. اسے اپنے آس پاس چلتا پھرتا دیکھے۔ اس کے دکھ درد میں شریک ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب فنکار خود اپنے کردار کا گہرا مشاہدہ کرے اپنے کردار کے ساتھ رہ کر دیکھے۔ اس کے جذبات کی تہوں کو کھول سکے اور اس کی گہرائیوں میں جھانکے اس کی نمایاں تبدیلیوں کا تجزیہ کرے۔ گویا ناول میں کردار نگاری بے حد اہم ہے۔ اسی پر ناول کی عمارت اور اس کے حسن کا انحصار ہوتا ہے۔ اپنی اپنی صلیب کا قاری بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مصنفہ نے ۔ حمرا، زہرا، اور علی کے کردار کی تخلیق کرتے وقت اپنے شعور وادراک کی گہرائیوں سے کام لیا ہے۔ ان کے نفسیاتی رجحانات، ان کے ماحول کے اثرات ان کی تہذیب اور شائستگی کے تقاضوں کو ایک منٹ

کے لیے کبھی پسِ پردہ نہیں ڈالتیں ۔ اُن کے کرداروں میں خلوص، ایثار و قربانی، مروت و مرحمت یگانگت و محبت، خودداری اور عزتِ نفس کا پاس رکھا گیا ہے ۔

مصنفہ ان کرداروں کا تجزیہ بڑے خوبصورت ڈھنگ سے کرتی ہیں ۔ حمرا سے زیادہ پرکشش اور جاذبِ توجہ علی کا کردار ہے ۔

ہماری تمامتر ہمدردی اس کردار کے ساتھ ہو جاتی ہے بعض اوقات لگتا ہے زندگی غم کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ زندگی عبارت ہے قربانی وایثار سے مگر جب ان کا مآل سامنے آتا ہے تو دل کانپ جاتا ہے ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصنفہ نے المیہ سے تزکیہ کا کام لیا ہے ۔ پڑھنے والا اسی کرب میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے علی کی ساری زندگی دوچار رہی کنوارپن کی زندگی میں محبت کی رنگ آمیزیاں تسلی بخش اور نشاط افزا ضرور رہی مگر اس کے بعد ازدواجی زندگی کی تلخیوں نے دم نہ لینے دیا ۔ اور یہ تلخیاں اس کے سیدھے پن کا نتیجہ ہی کہی جا سکتی ہیں ۔ اس نے بزرگوں کی خواہش اور احترام کے سبب ایک ایسی ہستی کے مقابلے میں جسے اس نے اپنی تمام تر آرزوؤں کے ساتھ چاہا، رضوانہ کو اپنایا، رضوانہ کو جس کی ذہنی سطح علی سے ہم آہنگ نہ تھی ۔ لیکن علی کی شریف النفسی نے اپنے فرائض سے کہیں مُنہ نہ موڑا لیکن فرائض کی انجام دہی اور بات ہے ۔ دلی مسرت چیزے دیگر ہے ۔ جو علی کو نصیب نہ ہو سکی، مرکزی کردار کے آس پاس جو کردار ہیں ان سے ناول کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔ کوئی بھی کردار محض زیبِ داستان کے لیے نہیں؛ مصنفہ کے نکتے کی وضاحت اور ناول کے ارتقاء میں معاون ہوتا ہے ۔

مصنفہ نے کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ بڑی خوبصورتی سے کیا ہے ۔ علی کے بعد جو کردار ناول کی جان کہا جا سکتا ہے ۔ وہ حمرا کا ہے ۔ اس میں اردو شاعری کی محبوبہ کا سا حسن نہ سہی مگر جاذبِ نظر ضرور ہے اس کی شریف النفسی خودداری، عظمت اور ایثار ایک دیرپا نقش چھوڑ جاتے ہیں ۔ زہرا تو علی کی بہن ہے اس کی جی جان! مگر رضوانہ اس کی شریکِ حیات بن کر بھی اس کی شریکِ درد نہ بن سکی ۔ اس کا کردار ایک تاثر کا حامل ہے عیش و نعم کے گہوارے میں پروردہ علی جیسے خوب رو کو پاکر خوش نہ

ضرور ہوئی مگر صحیح رفاقت دونوں میں سے کسی کو میسّر نہ آ سکی ۔ زندگی کا اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟

دوسرے کرداروں میں جو وقفہ کے لیے ہمارے سامنے آتے ۔ ہما ۔ نگین ۔ عمران ۔ معصوم چاچا ۔ اور ڈاکٹر مسرا اپنی اپنی جگہ خوب ہیں ...... اہم کردار ۔ علی ۔ حمرا زہرا ، رضوانہ ، سب اپنے اپنے غموں کو سینے سے لگائے زندگی کی شاہراہ پہ چلے جا رہے ہیں ۔ اس لحاظ سے ناول کے لیے اپنی اپنی صلیب نام بڑا مناسب اور موزوں ہے ۔

مصنفہ نے اس ناول میں یادوں کے چراغ روشن کیے ہیں اور فلیش بیک سے کام لیا ہے ۔ لیکن بسا اوقات معمولی سوجھ بوجھ کا قاری ان یادوں کے چراغ سے روشنی حاصل کرنے کی بجائے اندھیروں میں بھٹکنے لگتا ہے اُسے یہ معلوم کرنے میں دقت ہوتی ہے کہ کہاں یادوں کے سائے پیچھا کر رہے ہیں اور کہاں زندگی کی تلخ حقیقت سے دو چار ہے ۔ اس لیے وہ الجھنیں محسوس کرتا ہے ۔ لیکن جو لوگ اس راہ سے پیچ وخم سے آشنا ہیں وہ بخوبی قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں اور تاثر و تسلسل برقرار رہتا ہے فلیش بیک کی تکنیک کو مصنفہ نے کافی آگے بڑھایا ہے اور منفرد انداز پیدا کرنے کی کامیاب کوشش ہے ۔

ناول کی زبان کے بارے میں کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے ۔ یہ مولانا حالیؔ کے گھرانے کی زبان ہے ۔ رواں دواں سلیس عبارت ۔ تاثر کا جادو لیے ہوئے ۔ جیسے کوئی چشمہ سبک رفتاری سے بہہ رہا ہوا ور اپنے آس پاس کے باغوں اور مرغزاروں کو شاداب اور تر و تازہ کرتا جا رہا ہو ۔

الغرض ناول نگاری میں "اپنی اپنی صلیب" ایک انمول اضافہ ہے اور خدا کرے ایسے لاتعداد اضافے ہوتے رہیں ۔ تاکہ ہمارے ناول دنیاوی ادب میں بلند مقام حاصل کر سکیں ۔

اپنی اپنی صلیب (ناول) مصنفہ صالحہ عابد حسین مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی ۲۵ قیمت ۸/-

اہم شعری مجموعے

"ذوقِ سفر" (شعری مجموعہ) غلام ربانی تاباںؔ

"ذوقِ سفر" جیسے غزل کی کلاسیکی روایت و جدت کا حسین سنگم کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت: -/۵

"آتشِ سیال" شعری مجموعہ ساجدہ زیدی

"آتشِ سیال" کی شاعرہ نے صدیوں کی سوئی ہوئی آگ کو شعلوں کی زبان میں بات کرنا سکھایا ہے۔ اس صہبا کی تندی سے لفظوں کے آبگینے پگھلے بھی ہیں اور نئے آبگینے ڈھلے بھی ہیں۔

قیمت: -/۸

خالی مکان (شعری مجموعہ) محمد علوی

علویؔ دراصل آنکھ اور احساس کے شاعر ہیں۔ ان کے تجربات زیادہ تر بصری ہیں ان کی شاعری ایک تاثر پذیر، تازہ اور غیر مشروط ذہن کی شاعری ہے قیمت: ۴/۰

رمز و کنایات فراق گورکھپوری

فراقؔ کی یہ غزلیں ایک بار پڑھ کر رکھ دینے کی چیز نہیں ہیں، بلکہ ہماری جیون ساتھی ہیں۔ فراقؔ کی آواز ہمیں رلاتی بھی ہے اور ہمارے آنسو بھی پوچھتی ہے قیمت ۳/۵۰

ہما کشیدہ کاری مرتبہ: نرگس بیگم خواتین کے لیے یہ ایک بہترین تحفہ ہے قیمت: ۵/۰

رشید نعمانی

تذکرہ نگاری کا دور بیشک پرانا ہو کر ختم ہو گیا مگر اس کی ضرورت اور اہمیت ہر دور میں باقی رہے گی فارسی اور اُردو کے تذکرے اگر آج موجود نہ ہوتے تو بہت سے شاعروں اور ادیبوں کے نام اور تخلص بھی ہم کو یاد نہ رہ جاتے۔ انھیں تذکروں کی بنیاد پر بہت سے تحقیقی کام انجام دیے گئے ہیں۔ شعر و ادب کی متعدد، مختصر اور مفصّل تاریخیں لکھی گئی ہیں اور آئندہ بھی خام مواد تو ان سے حاصل کیا جاتا ہی رہے گا۔ غرض اس کام کی نوعیت، پہلے اگر اہم تھی تو آج اہم تر ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۱۹۶۷ء سے رسالہ تحریر (جس کے مدیر شہیر جناب مالک رام صاحب ہیں) میں "وفیات" کے عنوان سے اس سلسلے کا آغاز ہوا اور پانچ سال کی قلیل مدت میں ہم اپنی زبان کے ۱ ادیبوں، شاعروں، صحافیوں اور انشا پردازوں کی علمی اور ادبی کارگزاریوں سے محروم ہو گئے۔ مرنے والوں کی تعداد پر حیرت و افسوس تو ہوتا ہی ہے اسی کے ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنی حیثیت، حدود اور حوصلوں کے مطابق اُردو نظم و نثر کے سرمایہ میں کیسی کیسی نوعیت کے اضافے کیے ہیں اور اُن کے قلم اور خیالات کی بدولت یہ زبان کتنی ہمہ گیر، مقبول اور مالدار ہوئی ہے۔

تذکرہ نگار کی وسعتِ نظر اور فراخ دلی کی داد دینا چاہیے کہ انھوں نے اپنے تذکرے میں کسی تفریق یا تخصیص کا دخل نہیں آنے دیا۔ ہندوستان ہو یا پاکستان۔ ہندو یا مسلمان افسانہ نویس ہو یا تمثیل نگار، نقاد ہو یا معلّم، شاعر ہو یا ادیب، جدّت پسند ہو یا طرزِ قدیم کا پیرو، اسی طرح عقائد یا سیاست میں خواہ کسی فرقے یا گروہ سے تعلق رکھتا ہو، اگر اس نے اُردو کے نام پر کچھ کیا ہے یا لکھا ہے تو وہ تذکرۂ معاصرین کی فہرست میں شامل ہے۔ اسی فہرست میں اگر ایک طرف سربرآوردہ اور شہرت یافتہ سخن طراز اور انشا پرداز ہیں تو انھیں کے دوش بدوش وہ صحافی اور اخبار نویس نیز شعر و ادب کے ایسے بے لوث خادم بھی نظر آئیں گے جن کی نہ زندگی میں خاطر خواہ قدر ہو پائی اور نہ مرنے کے بعد۔ زمانے اور حالات نے جن کا ساتھ دیا وہ بڑے لوگ کہلائے اور ان کی یاد میں رسالوں کے

شان دار نمبر نکالے گئے، ان کی سیرت اور کارگزاریوں پر کتابیں لکھی جائیں گی لیکن اگر فیروز پوری، اسرار احمد آزاد، دریا بریلوی، قیس بنارسی، نرنیش کمار شاد، عبدالشکور، علی بہادر خاں، ماچس لکھنوی، محمد اجمل خان اور محمد عبدالباقی یہ اور اسی قبیل کے بہت سے افراد ہیں جن کی تحریروں میں نہ ابھی لونی لگنے کا وقت آیا - نہ جن کا کفن میلا ہوا ہوگا اور نہ جن کے قلم کی روشنائی خشک ہوئی ہوگی - مگر ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ یہ دُنیا میں کب آئے تھے، اور کیا کر گئے ؟؟ اسی لیے ضرورت تھی کہ کوئی اُردو نواز، کوئی محسنِ ادب کوئی ذمے دار اور باخبر قلم کار ایسا ہو جو اپنے ان مرحومین کے بارے میں اپنی معلومات سے دوسروں کو بھی فائدہ حاصل کرسکنے کا سامان فراہم کردے -

ہم کو شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہیے جناب مالک رام کا جنھوں نے اس فریضے کو انجام دیا اور پورے خلوص اور ذمے داری کے ساتھ انجام دیا -

ان میں سب نہیں تو بہت سے قلم کار ایسے ضرور ہیں جن کی آج نہیں تو کل، تاریخ و ادب کے طالب علم کو تلاش ہوگی اور اُس وقت تذکرۂ معاصرین ہی ایک ایسی مستند اور مفید کتاب ہوگی جس سے بہت سی دشواریاں آسان ہوسکیں گی -

تذکرے میں جن لوگوں کے حالات محفوظ کیے گئے ہیں ان میں سے، بہتوں سے تذکرہ نگار کے براہِ راست مراسم اور واقفیت تھی لہٰذا ان پر قلم اٹھاتے وقت ذاتی تعلقات اور تاثرات کی جھلکیاں ناگزیر تھیں بنام پڑھنے والوں کو ممکن ہے اس سے دل چسپی نہ ہو لیکن تذکروں کی یہ ایک عام روایت اور خصوصیت رہی ہے - ذاتی تعلقات اور تفصیلی معلومات کے ضمن میں بہت سی ایسی باتیں بھی معلوم ہوجاتی ہیں جو مطالعے کو زیادہ دلچسپ بھی بنا دیتی ہیں مثلاً "تاج" کی وجہ تسمیہ، مصطفٰے زیدی (تیغ الہ آبادی) کے والد اور مولانا محمد علی کی عدالت میں شاعرانہ نوک جھونک - ڈاکٹر سید عبداللطیف کے خاندانی حالات، ان کی تعلیم کے مراحل، ان کی لیاقت اور سیاسی شعور ان کے تراجم اور تالیفات کی مبسوط فہرست -غرض بیشتر صاحبانِ قلم ایسے ملیں گے جن کے بارے میں ایک نہ ایک یا کوئی نہ کوئی نئی اور خاص بات ضرور ایسی مل جاتی

ہے۔ جس پر ایک واقف کار اور صاحبِ نظر ہی کی نگاہ پڑ سکتی تھی۔ پیشِ نظر تذکرے کی ایک بہت ہی نمایاں اور قابلِ لحاظ خوبی یہ ہے کہ اس میں جن لوگوں کا نام آیا ہے ان کے بارے میں یہ ضرور لکھ دیا گیا ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے اور کب وفات پائی۔ قدیم اور بعض مشہور تذکروں میں اس کا لحاظ اور اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ کلام کے انتخاب اور کتابوں کی فہرست سے شاعر اور مصنف کا رنگ و رخ اور اسلوبِ نگارش سمجھنے اور اپنی رائے قائم کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

مختصر یہ کہ تذکروں کی بعض قدیم روایات اور دورِ حاضر کے مطالعے اور ضروریات دونوں بڑی خوش اسلوبی، بڑے خلوص اور بڑی کاوش کے ساتھ سامنے لاکر رکھ دیے گئے ہیں۔ رہ گئیں لفظی اصلاحیں۔ جزوی فروگزاشتیں، انتخاب میں صرف اپنی پسند کا لحاظ، اختصار اور تفصیل میں عدم تناسب، یہ کمیاں کہاں نہیں ہوتی ہیں اور کون ان سے مبرّا ہونے کا دعوا کر سکتا ہے۔

تذکرۂ معاصرین　　مصنف: مالک رام　　مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلّی ۲۵　　قیمت: ۱۵

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

"انتخاب مضامین سرسید"، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی کی تیسویں کڑی مندرجہ عنوان کتاب ہے جس میں حضرت ڈاکٹر سرسید احمد خاں رحمتہ اللہ علیہ کے ماہوار رسالہ تہذیب الاخلاق سے مفید، دلکش، اکثر مختصر اور بعض کسی قدر مفصل مضمون جمع کیے گئے ہیں۔ ان مضامین کا انتخاب و ترتیب جناب انور صدیقی نے فرمایا ہے۔

ابتدا میں سرسید کی شخصیت اور ان کے بعض علمی کارناموں پر ۹ صفحے کا مقدمہ ہے۔ منتخبہ مضامین ایک سے ایک مفید اور موثر۔ پرانی چیز ہوکر بھی تر و تازہ۔ اسی قدر مفید جس قدر آج سے اسّی نوّے سال پہلے لکھے گئے تھے، مفید تھی۔ زیادہ تر مضمون اخلاقیات پر ہیں۔ مثلاً عزت۔ ہمدردی۔ اپنی مدد آپ، اخلاق۔ خوشامد۔ تعصب وغیرہ۔ بعض تعلیمی

ا جیسے مہذب قوموں کی پیروی ۔ اس میں بتایا ہے کہ ترقی یافتہ قوموں کی پیروی اچھی چیزو
ں ی چاہیے نہ کہ ان کی بُری باتوں میں ۔ ایک مضمون اُردو زبان پر لکھا ہے ۔ اس میں اس
ابتدا کی بحث ہے ۔ اور یہ بھی تذکرہ ہے کہ اچھی اردو کیسی ہوتی ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

"اگرچہ اس زبان میں اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہیں اور بعضے لفظوں میں تغیر و تبدیلی کر لی ہے ۔ لیکن اس زمانے میں شہر کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اُردو زبان میں فارسی کی لغت بہت ملا دیتے ہیں اور یا فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہیں یہ دونوں باتیں اچھی نہیں ۔" (صفحہ ۱۸، ۱۹)

فارسی کے لفظ پہلے ضرور ملاتے تھے مگر اب تو سنسکرت کے لفظوں کی بھرمار ہونے
ا ہے ۔

زبان کی بات اوپر آگئی ۔ ورنہ پہلے عنوانوں میں قابلِ ذکر باتیں اس قدر ہیں
ان کو سمیٹنے کے لیے ایک مفصل مضمون کی ضرورت ہے ۔ مثلاً پہلا مضمون ہے ۔ عزت اس
ں فرماتے ہیں کہ ؛

"جب تک اُس (انسان) کی اندرونی حالت بھی عزت کے قابل نہ ہو وہ معزز نہیں ہو سکتا ۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"ہاں وہ شخص بلاشبہ معزز ہے جس کا دل اس کو معزز جانتا اور معزز سمجھتا ہو جس کو انگریزی میں " سلف ریسپکٹ کہتے ہیں "" صفحہ ۱

ایک عنوان ہے " اپنی مدد آپ " اس میں فرماتے ہیں کہ :۔

" آدمی جس قدر کہ دوسرے پر بھروسے کرتے جاتے ہیں ۔ خواہ وہ اپنی بھلائی اور اپنی ترقی کا بھروسہ گورنمنٹ ہی پر کیوں نہ کریں (یہ امر بدیہی اور لابدی ہے) وہ اسی قدر بے مدد اور بے عزت ہوتے جاتے ہیں ۔ صفحہ ۲۳ ۔

اسی سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

"قومی ترقی مجموعہ ہے شخصی محنت شخصی عزت، شخصی ایمانداری، شخصی ہمدردی کا۔ اسی طرح قومی تنزل مجموعہ ہے شخصی سستی، شخصی بے عزتی، شخصی بے ایمانی، شخصی خود غرضی کا اور شخصی برائیوں کا، ناتہذیبی و بدچلنی، جو اخلاقی و تمدنی یا باہمی معاشرت کی بدیوں میں شمار ہوتی ہیں۔ درحقیقت وہ خود اسی شخص کی آوارہ زندگی کا نتیجہ ہے" ص ۲۶

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"بڑا سچا مسئلہ اور نہایت مضبوط جس سے دنیا کی معزز قوموں نے عزت پائی ہے وہ اپنی مدد آپ کرنا ہے"، ص ۲۵

"ایک عنوان "پر بحث و تکرار" اس میں بال کی کھال اتارنے اور ہنرمندی چندی نکالنے کی برائی کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

"جب تقریر بڑھ جاتی ہے تو (دونوں فریق) کو ناراض کر دیتی ہے۔ جب دیکھو کہ تقریر لمبی ہوتی جاتی ہے اور تیزی اور زور سے تقریر ہونے لگی ہے تو جس قدر جلد ممکن ہو اس کو ختم کر دو اور آپس میں ہنسی خوشی مذاق کی باتوں سے دل ٹھنڈا کرو" ص ۴۴

اس کتاب کے سب مندرجات حقیقت پسندی پر مبنی ہیں۔ ایک مضمون ہندو مسلمانوں میں ارتباط پر بھی ہے۔ اس میں کانگریس تحریک کا بھی ذکر آیا ہے۔ کسی سیاسی تحریک میں مذہبی گروہ ہونے کے لحاظ سے شامل ہونے یا نہ ہونے کی بحث سمجھ میں نہیں آتی۔ تاہم یہ تو پرانے زمانے کا مضمون ہے۔ آج خود کانگریس نام کے دو گروہ بن گئے ہیں۔ ان کا اختلاف سیاسی ہے۔ مذہب سے کوئی تعلق نہیں ملک کے سب گروہوں کے لوگ کانگریس کی دونوں شاخوں میں شامل ہیں ان کی سیاست ان کے مذہب میں دخیل نظر نہیں آتی۔ یوں کوئی چاہے، تو جس بات کو بھی اس کا جی چاہے مذہب یا دھرم بنالے۔

جناب انور نے اچھا انتخاب کیا ہے۔ بہت اچھا دیباچہ لکھا ہے۔ تمام مضامین
ہرست مرتب کی ہے۔ مکتبہ والوں نے کتابت و طباعت اور کاغذ کا بھی بہت
ا اہتمام کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں دو صفحوں پر دو کالمی فرہنگ بھی دی ہے جو مختصر
ی ہے اور اصولِ فرہنگ کے مطابق مرتب بھی نہیں کی گئی اور بعض لفظوں کے معنوں
نظرثانی کی ضرورت ہے۔

مثلاً مستحب کے معنے بتائے گئے ہیں :۔
" ایسا عمل جس کے نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔"
اس کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ :۔ "ایسا عمل جس کا کیا جانا پسندیدہ ہے۔"
ت کے زیادہ قریب ہو گا۔
" ہوا " کے معنے بتائے گئے ہیں :۔ " ہوا و ہوس میں مبتلا لوگ "، اس کی بجائے
ر بتایا جائے کہ " ہوا " کی جمع اہوا ہے اور 'ہوا' کے معنے ہوس اور اہوا کے
ے نفس کی بے جا خواہش ۔
" ائمہ اربعہ " کی تصریح کی گئی ہے " اسلامی فقہ کے چار امام " بالکل بجا
ر ان اماموں کے نام بھی بتا دیے جاتے تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا۔

ِتاب مضامین سر سیّد تصحیح و ترتیب : انور صدیقی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ قیمت ۴/۳۰

انور خاں

ادبی انتخابات کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے قاری کو وسیع
س منظر میں فن کاروں کی تخلیقات کے مطالعہ کا موقع اور ایک مخصوص پیریڈ کے رجحانات
و سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے " نئی نظم کا سفر " کا ۱۹۳۶ء سے آج تک کی نظموں کا
نتخاب ہے، خیر مقدم کیا جائے گا۔ ادارہ کتاب نما، اس خصوصی اشاعت کے لیے قابل
مبارکباد ہے۔
چند باتیں البتہ کھٹکتی ہیں،

انتخاب میں ایسے شاعر بھی کثرت سے مل جاتے ہیں جو اپنی شاعری کی وجہ
نہیں بلکہ دوسری وجوہات سے پہچانے جاتے ہیں۔ جیسے وحید اختر، خورشید الاسلام
منیب الرحمٰن، شمس الرحمٰن فاروقی، محمود ایاز، مغنی تبسم، علی جواد زیدی، راہی
رضا وغیرہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پرچے کے مدیر، کسی نقاد، کسی سرکاری اف
اگر اسے شاعری سے ذرا بھی شغف ہے معاف نہیں کیا گیا۔ اس جنبہ داری سے مرتب
کے خلوص پر شک تو ہوتا ہی ہے۔ ادبی کاوشوں سے بھی بیزاری پیدا ہوتی ہے
مرتب سے یہ توقع بھی پوری نہیں ہوئی کہ وہ جامع اور مبسوط ابتدائیہ تحریر کری
۱۹۳۶ء کے بعد کے شعری رجحانات اور اسالیب کی وہ بالکل بھی نشان دہی نہیں کر سکے
چند سطحی جملے البتہ مل جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "نئی پابند نظم پرانی پابند نظم کے درمیا
اپنے ذائقے، اپنی خوشبو، اپنے لہجے سے پہچانی جا سکتی ہے"۔ ذائقہ اور خوشبو ج
الفاظ سے قاری کی تنقیدی بصیرت میں کیا اضافہ ہوتا ہے؟
شاعروں کا مختصر سا تعارف بھی شامل کیا جانا ضروری تھا۔ کتاب کا گٹ اپ
طباعت اچھی اور قیمت مناسب ہے۔

نئی نظم کا سفر مرتبہ: خلیل الرحمٰن اعظمی۔ ماہنامہ "کتاب نما"، جامعہ نگر، نئی دلی قیمت ۱۱/۵۰

مبشر علی صدیقی

گزشتہ تین سالوں میں ادبی شخصیتوں کے متعلق جو کتابیں شائع ہوئی ہیں "جگر بریلوی
شخصیت اور فن"، ان میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے شیام مو
لال جگر بریلوی کی جو تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے، وہ ایک خود دار و منصف مزاج
شخص اور ایک اعلیٰ پایہ کے شاعر کی ہے۔ ایک ایسے شاعر کی جو فن کی باریکیاں
جاننے کے علاوہ قادر الکلام بھی ہے۔ غزل کہنے کے ساتھ ساتھ نظم کی دوسری
اصناف کے ساتھ پورا انصاف کر سکتا ہے۔ اور نظم ہی نہیں، نثر بھی شگفتہ او
روانی کے ساتھ لکھتا ہے۔ جگر بریلوی کی متعدد تصانیف نثر و نظم میں ہیں لیکن

...رنگان ، یادگار نظر، صحت زبان اردو ، انتخاب غزلیات اور پیام ساوتری کافی
...یت رکھتی نہیں۔ مالک رام اور سیفی پریمی نے ایک ایسے ادیب و شاعر پر یہ کتاب شائع
...ے یقیناً ایک اہم ادبی فریضہ ادا کیا ہے۔

کتاب کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں۔

...میری تعلیم و تربیت (۲) میری اہلیہ (۳) حضرت جگر بریلوی کی گھریلو زندگی۔
...جگر بریلوی (۵) حضرت جگر بریلوی کا اجتہادِ فکر و فن (۶) جگر بریلوی — فن
...ر ذہن" جگر بریلوی اور ان کا تغزل (۸) جگر بریلوی کی وطنی شاعری۔
...رباعیات جگر بریلوی (۱۰) جگر بریلوی کی اصلاحیں (۱۱) پیام ساوتری۔
...جگر بریلوی کے یہاں دودن۔

ان مضامین کے لکھنے والوں میں خود جگر بریلوی ، ان کی صاحبزادی شریمتی
...کاری دیوی ورما۔ مالک رام۔ سیفی پریمی ، منوہر سہائے انور ، ناشاد کانپوری
...اسماعیل اور ویریندر پرشاد سکسینہ وغیرہ شامل ہیں۔ بہت کم ادیبوں نے اپنی
...لیہ کا ذکر اتنی تفصیل سے کیا ہے جتنا جگر بریلوی نے اپنے مضمون " میری اہلیہ"
...ں کیا ہے۔ زیادہ ادیب جن میں ٹالسٹائے بھی شامل ہے اپنی بیویوں کی سرد
...ہری اور بے رخی کے شاکی رہے ہیں۔ بہت سے ادیب و شاعر اس منزل سے
...کچھ کہے سنے گزر گئے ہیں اور خاموش رہنے ہی میں مصلحت سمجھی ہے۔ لیکن جگر
...ریلوی کے یہاں یہ بات نہیں ہے وہ اپنی اہلیہ کی کھلے دل سے اعتراف کرتے
...یں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جگر کو جگر بنانے میں شریمتی جے دیوی (اہلیہ جگر بریلوی)
...کافی ہاتھ ہے۔ بہرکیف یہ مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ سیفی پریمی نے
...گر بریلوی کے فن اور ذہن پر روشنی ڈالی ہے اور کئی اہم گوشے اجاگر کیے ہیں
...ر کی غزل کے مقطع کے متعلق لکھتے ہیں: " انسانی رشتوں میں سطحی ، جذبات ، مذہب
...ملت کے اختلافات ، نسل و رنگ کے مناقشات اور محدود وطنیت ان کے
...ہاں دیوار نہ بن سکی۔ ان کے وسیع تصورات کے کچھ پہلو مندرجہ ذیل مقطعوں

میں ملاحظہ کیجیے۔

آستانہ ہو کوئی، دوست کا یا دشمن کا — شوق ہے ہم کو جگرؔ! ناصیہ فرسائی
بندگی کرنے پہ جب آئے، تو کیا — کہیں رکھ دی جگرؔ! جبینِ نیا
یہ قہر، یہ عذاب، یہ معذوریاں، جگرؔ — بنتی نہیں، خیال خدا کا، کیے بغ
کیا کہوں زندگی کا حال، جگرؔ — جبر سہتا ہوں، ضبط کرتا ہو

سیفی پریمی نے اپنے مضمون کو نیاز فتحپوری کی اس رائے پر ختم کیا ہے
راقم الحروف کو اس سے پورا اتفاق ہے " جگرؔ بریلوی کا شمار اساتذہ میں ہو
ہے۔ وہ ان چند شاعروں میں سے ہیں، جو محض شاعر نہیں بلکہ انسان بھی ہیں اور ا
یہ خصوصیت ان کے کلام سے ہر جگہ ظاہر ہوتی ہے" خیال تھا کہ مالک رام تفصیل
سے جگرؔ بریلوی کی شاعری پر روشنی ڈالیں گے۔ لیکن ان کا مضمون اس مجموعہ میں پڑ
مایوسی ہوئی۔ انھوں نے محض اپنی ملاقات کا ذکر کر دیا ہے جو میرٹھ میں جگرؔ بریلوی ک
یہاں ان سے ہوئی تھی۔ بہر کیف مالک رام اس کمی کو اب پورا کر سکتے ہیں اور کتاب
کے دوسرے ایڈیشن میں جگرؔ بریلوی کی شاعری اور خاص طور پر ان کی مثنوی " پیام
ساوتری " پر ایک تفصیلی مقالہ لکھ سکتے ہیں۔

جگرؔ بریلوی کی وطنی شاعری، رباعیات جگرؔ بریلوی، جگرؔ بریلوی کی اصلاحیں مضامین پڑھنے کے بعد ہم " پیام ساوتری " مضمون پر آ جاتے ہیں جو محمد اسماعیل بدایونی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے میں اس مثنوی سے کافی متاثر ہوا اور میں نے اپنے تاثرات قلمبند کیے اور جب یہ ایک اخبار میں شائع ہو کر آ گئے تو میں نے جگرؔ بریلوی کو اس کے متعلق لکھا اور بعد میں اس مضمون کا تراشہ بھی بھیجا۔ جگرؔ بریلوی نے جو جوابات عنایت کیے وہ اس لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ کہ مثنوی " پیام ساوتری " کو سمجھنے میں ان سے مدد ملتی ہے۔

میرٹھ
۲۴ راگست ۱۹۷۲ء

مکرمی تسلیم

آپ کا کرمنامہ مورخہ ۱۹۔ اگست کل وصول ہوا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ پروردگار انھیں مغفرت عطا کرے۔ مسٹر ایل۔ سی۔ گپتا نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ یہ لوگ پروفیسری کے زعم میں اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔ وہ جگر بریلوی کے قیصر کدے کو کیا دریافت کرتے اور اس تک پہنچنے کی زحمت کیوں اٹھاتے۔ اس میں کسر شان نہ تھی کیا۔ میری طبیعت کیسی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ میں کیا بتاؤں "بس پیری و صد عیب" آپ تو جانتے ہی ہیں۔ خضر حیات نجیب آباد کا ۱۵ جولائی ۷۲ء کا شمارہ مجھے نہیں ملا۔ اس میں آپ کا مضمون، وہ مختصر سے مختصر سہی میں دیکھنا ضرور چاہتا ہوں۔ بندے زادے کا نام گرامی ہے۔ نامی نہیں۔ آپ کو سلام کہتا ہے۔

نیاز مند

جگر بریلوی

میرٹھ یکم ستمبر ۷۲ء

مکرمی۔ تسلیم

آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۲۸۔ اگست کل ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایڈیٹر "خضر حیات" کو دوبارہ لکھا کہ اس کے جس شمارے میں آپ کا تبصرہ "پیام ساوتری" پر ہے مجھے بھیج دیں، مگر انھوں نے نہیں بھیجا! ——

میں سمجھتا ہوں کہ مدیرانِ جرائد نے یہ اصول بنا رکھا ہے کہ مضمون نگاروں کے کہنے پر پرچہ کسی کو نہیں بھیجتے۔ مجھے بھی ایسا دو چار بار تجربہ ہو چکا ہے پھر میں نے تو یہ لکھنا ہی بند کر دیا۔

"پیام ساوتری" پر سرخیاں تو کیا اپنے منجھلے بیٹے مادھو موہن رائے "ہمامی" کی رائے علیحدہ لکھتا ہوں۔ اس کے ادبی شعور اور تنقیدی اور

تدریقی تعمق کا اندازہ آپ اس سے کرسکتے ہیں کہ بی - اے میں اس کی فارسی ادب، انگریزی اور پولیٹیکل سائنس تھی اور یونیورسٹی بھر میں پانچویں نمبر اوّل ڈویژن والوں میں تھا - اس کالرشپ پایا - پھر ایم - اے انگریزی میں کیا - اوّل ڈویژن اور اوّل نمبر - امریکہ تک میں ہندوستانیوں کا سکّہ بیٹھا آیا ہے - انگریزی دانی میں اب راجستھان یونیورسٹی (جے پور) میں انگریزی ادب کا ریڈر ہے - پہلے میرٹھ کالج میرٹھ میں تھا - دس بارہ سال کا پڑھنے پڑھانے کا تجربہ ہے یوں تو اس نے کبھی میری تصنیفات کی طرف لظاہر التفات نہیں کیا - اب کے گرمیوں کی تعطیلات میں کچھ ایسے حالات رونما ہوئے کہ جے پور ہی رہنا پڑا ورنہ یہ تعطیلات ہر سال میرٹھ میں گزرتی تھیں - بس اس فرصت میں میری جملہ مطبوعہ تصنیفات پر نہایت جامع مگر نہایت مختصر تبصرہ کر ڈالا -

" پیامِ ساوتری "، پر کم و بیش آٹھ سات تبصرے مختلف رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں - سب نے کچھ نہ کچھ نئی بات لکھی ہے - میرے علم میں آلِ احمد سرور نے کوئی مضمون اس پر نہیں لکھا - البتہ یہ لکھا تھا کہ موضوع کے اعتبار سے اردو ادب میں ایک اضافہ ہے - بعض دیگر ادیبوں نے بھی یہی لکھا ہے - علی عباس حسینی مرحوم کا مضمون سلسلہ وار " صبح نو "، پٹنہ کے ماہانہ رسالے میں نکلتا رہا تھا - اس کی دس قسطیں نکل چکی تھیں - جب میں نے مدیر جریدہ کو لکھا کہ میں اس کتاب کا مصنف ہوں، ممنون ہوں گا اگر یہ کل شمارے مجھے بھیجدیں - جواب آیا کہ ہر شمارے کی قیمت ایک روپیہ ہے - آپ دس روپیہ منی آرڈر سے بھیجدیجئے تو رسالے روانہ کیے جائیں - میں نے جواب میں لکھا آپ کی قدر دانی کا ممنون ہوں - اب زیادہ لکھا نہیں جاتا - دل و دماغ جواب دے جاتے ہیں - کل لکھوں گا - آپ کی اہلیہ محترمہ کے انتقال سے جو صدمہ آپ کے دل پر گزر رہا ہو گا اس کا اندازہ محال ہے - پروردگار آپ کو طاقت صبر عطا کرے - برخوردار گرامی سلام عرض کرتا ہے -

نیاز مند
جگر بریلوی

۲ ستمبر ۶۲ء مکرمی۔ تسلیم

سب سے پہلے ایک لفظ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ لفظ ہے "کہنہ مشق" جو آپ نے اپنے "خضرِ حیات" کے مضمون میں استعمال کیا ہے۔ یہ لفظ شاعروں کے لیے کوئی استعمال نہیں کرتا کیونکہ اس میں ان کی توہین و تحقیر کی بُو آتی ہے۔ متشاعر کے لیے استعمال کیا جائے تو وہ ضرور باعثِ فخر سمجھ سکتا ہے۔

اب بندے زادے جامی کا مختصر تبصرہ نقل ہے۔

"اسماعیل صاحب پرانی مثنویوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں[1] (سطر ۱۸-۱۶) آج "سحر البیان" گلزارِ نسیم نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں، لیکن یہ نہ لکھا کہ کیوں۔ میرے خیال میں وہ پرانی مثنویاں ایک ایسے مصنوعی تہذیب و تمدن کو پیش کرتی ہیں (اگر اس کو تہذیب و تمدن کہا بھی جا سکتا ہے) جو ہندوستان کے اصلی اور دائمی تہذیب و تمدن سے بہت دور تھا بلکہ اس پر ایک غیر قدرتی اور زبردستی ٹھپّہ۔ اس کے برخلاف پیام ساوتری وہ تصویر اور معیار پیش کرتی ہے جس نے ہمارے ملک کی تہذیب اور تمدّن کی انفرادیت کو آج تک قائم رکھا ہے۔ اور رکھے گا۔ اقبالؔ بھی اس کو نہ سمجھ سکے، صرف اتنا ہی کہہ کر رک گئے۔ کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری۔ یہ نہ سمجھے کہ "کیا بات ہے جو ہماری ہستی کو قائم رکھے ہے۔ مثنوی[2] "پیام ساوتری" میں بھارت کی روح کی ایک جھلک ملتی ہے"۔ تحریر صفحہ ۱۷۶ ساوتری کے حسن کے بیان میں ایک شعر ہے

دیکھا نہ لباس نے کبھی عریاں پُتلی میں نظر ہو جیسے پنہاں

اس سلسلہ میں فارسی کا ایک شعر یاد آیا۔ پڑھا کہیں نہیں۔ سنا تھا۔ شاید آپ کو واقعہ یاد آجائے ۱۹۴۲ء کا ذکر ہے۔ محلہ عالم گیری گنج (بریلی) میں ایک بنئے تھے۔ کافی عمر تھی۔ غالباً "کسی جرم" (شاید غبن) میں سزا یافتہ تھے۔ فارسی خوب جانتے تھے۔

---

[1] کتاب "جگر بریلوی" شخصیت اور فن میں۔ [2] خط میرا ہے۔

ایک بار شام کو آپ سے ملنے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ جب آپ نے ساوتری کے بارے میں مندرجہ بالا شعر پڑھا تو ان بزرگوار نے رامائن کے کسی فارسی ترجمہ سے سیتا جی کے حسن کے بیان کا یہ شعر پڑھا

تپش را پیرہن عریاں ندیدہ   چو جاں اندر تن و تن جاں ندیدہ

اور پڑھکر کہا کہ آپ کا شعر اس سے کہیں بالا ہے۔ آپ کا مصرع اوّل فارسی مصرع کے قریب قریب لفظاً ترجمہ ہے۔ لیکن دوسرے مصرع میں آپ کی (SIMILE) کی بات ہی اور ہے۔"

نیاز مند ـــــ جگر بریلوی

"پیام ساوتری" کے متعلق صاحبزادے جامی سلمہٗ کی رائے سے کلیتاً اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ نیز سحرالبیان اور گلزارِ نسیم کا موازنہ پیام ساوتری سے کرنا مناسب نہیں ہے۔ میرحسن، دیاشنکر نسیم اور جگر بریلوی کا زمانہ و عہد مختلف ہے۔ سحرالبیان اور گلزارِ نسیم کی بنیاد ایک فرضی قصہ پر ہے جبکہ پیام ساوتری ایک مذہبی روایت کی علمبردار ہے۔ سحرالبیان اور گلزارِ نسیم لکھنؤ کے جاگیردارانہ نظام اور نوابی عہد کی پیداوار ہیں۔ اس تہذیب و تمدن کی خصوصیات ان مثنویوں میں نمایاں ہیں۔ شمالی ہندوستان کا اور خاص طور پر گنگا و جمنا کے دوآبہ کا اس عہد میں اصل تہذیب و تمدن یہی تھا اور اس کو ہم مصنوعی یا غیر قدرتی نہیں کہہ سکتے۔ پیام ساوتری کے کرداروں کا عہد، تمدن بھی اپنے زمانہ میں اصلی تھا۔ اور یہ مثنوی اس عہد کی اچھی ترجمانی کرتی ہے۔ ہماری تاریخ متعدد تہذیبوں اور تمدنوں کا مجموعہ ہے۔ وہ ایک سبد گل ہے جس میں سے مختلف رنگ اور خوشبو کے پھول برآمد ہوتے ہیں۔ اور ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی اس بنا پر اقبال نے کہا تھا "کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری" اور وہ یہ نکتہ خوب سمجھتے تھے کہ ہندوستانی تہذیب ایک گلدستۂ صد رنگ ہے۔ بہرکیف "پیام ساوتری" اُردو کی ایک اہم مثنوی ہے اور اس کا شمار ہمیشہ معیاری مثنویوں میں کیا جائے گا۔

کتاب "جگر بریلوی شخصیت اور فن" مجموعی طور پر ایک ناقابل مطالعہ

کتاب ہے اور اس قابل ہے کہ اردو داں طبقہ اس کی ایک جلد اپنے یہاں پڑھنے کے لیے محفوظ رکھے۔

جگر بریلوی شخصیت اور فن مرتبہ مالک رام و سیفی پریمی ناشر علمی مجلس، ۱۴۲۹ چھتہ نواب صاحب، فراشخانہ دہلی ۶۔ قیمت: چھ روپے

شمع نشار

"داستان سے افسانے تک" ناول اور افسانے موجودہ مشینی دور کی ایک ادبی ضرورت بھی ہیں اور ذہنی تفریح بھی!

اُردو لٹریچر میں افسانوں اور ناولوں کا آج بھی اہم مقام ہے۔ تقریباً نوے فیصد لوگوں کی ذہنی تفریح کا ذریعہ ہیں۔ افسانے اور ناول اردو ادب میں کب پیدا ہوئے؟ کیسے آئے؟ ان کے بانی کون ہیں؟ یا پھر یہ کہ افسانے ناول کا مختصر جائزہ ہے یا ناول افسانے کا تفصیلی روپ؟ ایسے بہت سے سوالوں کا جواب ایک ایسے قاری کا ذہن بھی نہیں دے پاتا جس کو ناول اور افسانوں سے جنون کی حد تک لگاؤ ہے۔ موجودہ دور کی سب سے بڑی ادبی ضرورت یہ ہے کہ اسے اُردو ادب کے مایۂ ناز مصنفین اور ان کی تصنیفات سے بخوبی واقفیت ہو اور صحیح معنوں میں اس گلستانِ ادب کی روح سے محظوظ ہو سکیں۔

"داستان سے افسانے تک" سید وقار عظیم کی ایک ایسی کوشش ہے جس میں انھوں نے داستان اور ناول و افسانے کے بارے میں مکمل معلومات بہم کی ہیں۔ ان کے درجے قائم کیے ہیں۔ ان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ پروان کس طرح چڑھے اور وقت کے معیار کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں کس کس طرح لائی گئیں۔ یہ سب کچھ ان کی بھرپور اور کامیاب کوشش ہے۔ مثال کے طور پر وقار عظیم نے مختصر مختصر خاکے اور کہانیاں پیش کی ہیں جنھیں پڑھتے وقت قاری کا ذہن اطمینان محسوس کرتا ہے اور مرکزی نکات آسانی اسے متوجہ کر لیتے ہیں یہی سید وقار عظیم کے طرز و اسلوب کی وہ خوبی ہے جس نے

کتاب کو خصوصیت عطا کر دی ہے۔ دورانِ مطالعہ قاری کا ذہن اُردو ادب اور اردو زبان کی صلاحیت اور اُس کے پروردگان کی محبت و خدمات کا معترف ہی نہیں ہوتا بلکہ بے اختیار اس کا شعور قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔

مجموعی طور پر "داستان سے افسانے تک" ایک ادبی کتاب ہے۔ ادبی معلومات سے مکمل ہے جس کے لیے ہمارا مطالعہ ضروری ہے۔ طباعت نہایت عمدہ اور کتابت کے جملہ محاسن موجود ہیں۔ اس طرح اسے صاف ستھری اور دلنشیں کتابت کہا جا سکتا ہے۔

داستان سے افسانے تک مصنف وقار عظیم ناشر: طاہر بک ایجنسی دہلی قیمت ۱۰/۰

اطہر پرویز

"نئی نظم کا سفر" کی شاندار اشاعت پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ نے اس کو شائع کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ادبی حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک اچھی بات یہ ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں میں آج کے ادب کو بھی نصاب میں جگہ دی جا رہی ہے لیکن ایک نمائندہ انتخاب کی ضرورت باقی تھی میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اسّی شاعروں کی ایک سو اکیاسی نظموں کا یہ مجموعہ ہر لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ ہیئت و موضوع کا تنوع، اسالیب و لہجہ اور فضا کی تازگی، فنی اور جمالیاتی احساس نے اس مجموعہ کو اس سال کی اہم ترین کتاب بنا دیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ سچا ادب روح کو اپنے اندر سمو لیتا ہے تو نئی نظم کے سفر میں یہ رُوح بھی ہم سفر ہے۔ ۱۹۳۶ء سے لے کر آج تک کی نظم اپنے تمام تر حسن کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اگر کوئی "اُردو نظم" کے اس طویل سفر کا ایک جائزہ لینا چاہے تو یہ کتاب نما اس کتاب کی طرف واضح طور پر اشارہ کر دے گا۔ تصدق حسین خالد محمد دین تاثیر، فراق، شاذ عارفی، اختر انصاری سے لے کر عمیق حنفی، شہریار، ندا فاضلی۔ عادل منصوری، ریاض مجید تک۔ اُردو نظم جن راہوں سے

گذری ہے اس کا ایک اجمالی خاکہ یہاں مل جائے گا۔ میں احتیاط کے باوجود کہہ سکتا ہوں کہ نئی نظم کا اس سے بہتر انتخاب اب تک شائع نہیں ہوا۔ اس کام کے لیے آپ نے خلیل الرحمٰن اعظمی صاحب کی خدمات حاصل کر کے اپنی سوجھ بوجھ کا بھی بڑا ثبوت دیا ہے کیونکہ وہ اس نئی نسل کی ہر طرح نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کا متوازی ذہن، اُردو نظم پر اُن کی دسترس، ان کا تنقیدی شعور، کلاسیکی شاعری اور نئی شاعری کے بارے میں ان کی بصیرت افروز نظر ــــ یہ سب یقیناً آپ کے پیش نظر رہی ہوں گی۔ انھوں نے آپ کی توقعات اور ہم سب کی خواہشات کو پورا کیا۔ میں ان کو بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ "نئی نظم کے سفر" سے پہلے کی اردو نظم کا بھی ایک خوبصورت انتخاب کریں تاکہ "اُردو نظم" مکمل طور پر قارئین کے سامنے آسکے اور "کتاب نما" کے صفحات پر ایک بار پھر شعر و نغمہ کی آواز سُنائی دے۔

میں ولی صاحب کو بھی ان کے اداریہ پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے بڑے خوبصورت پیرائے میں ان ۸۰ حضرات کا خیر مقدم کیا ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ مجھے امید ہے کہ اس جنسِ گراں کے خریدار بھی ملیں گے اور اس "یوسف" کو مایوس بھی نہ ہونا پڑے گا۔ ہندوستان میں اُردو کے لیے اگر سر دینے والے ہیں تو کیا آپ کو زر دینے والے نہیں ملیں گے"؟

خدا کرے کہ آپ کے حوصلے اس سفر میں پست نہ ہوں اور آپ ایسے بہت سے کام کریں جن کو آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں۔

"نئی نظم کا سفر" مرتبہ: خلیل الرحمٰن اعظمی۔ ماہنامہ "کتاب نما"، جامعہ نگر نئی دلی ۲۵۔ قیمت: ۵۰/۶

ایم - اے نصر

اُردو زبان و ادب کی ابتدائی نشوونما سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے، جن کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے، ان میں ملا وجہی کی "قطب مشتری" بھی ہے، اس وقت جب کہ "قطب مشتری" (مرتبہ مولوی عبدالحق) بازار میں دستیاب نہیں ہے، اور شاذ و نادر ہی کسی لائبریری میں، اس کا کوئی نسخہ موجود ہو۔ ایسی حالت میں جناب وہاب اشرفی نے "قطب مشتری ـــــ ایک تنقیدی جائزہ" کی شکل میں ہمیں، ایک اچھی اور مفید کتاب دی ہے، اس کتاب کا مطالعہ، ہمیں وجہی کے فکر و فن اور "قطب مشتری" کے سلسلے میں بیش بہا، واقفیت بہم پہنچاتا ہے، بالخصوص یہ کتاب، یونیورسٹی کے طلباء کے لیے بہت مفید اور کار آمد ہے۔

یہ اُردو کی بدقسمتی ہے کہ وہ 'اپنوں' سے بھی دور ہوتی جا رہی ہے۔ آج کسی دوسری زبان کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے، ہمیں اس موضوع پر لاتعداد کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ مگر اُردو کی نایاب کتابوں پر بھی، توجہ نہیں کی جاتی۔ نہ جانے کتنے ہی لافانی شاہکار، ہماری تحقیق کی راہ تک رہے ہیں۔ اُردو کی کتابیں، نصاب میں داخل کر دی جاتی ہیں۔ مگر وہ کتابیں، ایک بار بازار سے غائب ہونے کے بعد، پھر نظر نہیں آتی ہیں۔ اس کی وجہ عام لوگوں کی اُردو کی کتابوں سے عدم دلچسپی، طلبا کا کتابیں خریدنے سے احتراز بھی ہے۔ لیکن ایسا کیوں؟

ان حالات میں جب کہ یونیورسٹی کے نصاب میں داخل، اردو کتابیں بازار میں دستیاب نہیں ہیں۔ ان نایاب کتابوں پر "تنقیدی کتابیں" لکھنا، قابل تحسین امر ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان کتابوں میں ان کی تلخیص بھی شامل کر دی جاتیں ـــــ بہر حال وہاب اشرفی صاحب کی یہ کوشش، قابلِ صد تحسین ہے، اور امید کہ وہ آئندہ بھی، اپنی سعیِ بلیغ سے اُردو ادب کو فائدہ پہنچاتے رہیں گے۔

اس کتاب کا "پیش لفظ" اردو ادب کے مشہور شاعر اور ادیب حضرت اخترؔ قادری (صدر شعبہ اردو فارسی بہار یونیورسٹی، ایل۔ ایس کالج مظفر پور) نے لکھا ہے۔ انہوں نے اپنے مختصر دیباچہ میں مثنوی اور وجہی کے فن پر کم سے کم الفاظ میں، اپنا مضبوط

خیال پیش کیا ہے۔ اور وہاب اشرفی صاحب کے متعلق، ان کی رائے قابلِ غور ہے:

"وہاب اشرفی ایم اے جواں سال اور کم عمر ہونے کے باوجود اپنی ادبی دلچسپیوں اور بالخصوص اپنے اردو افسانوں کی بدولت اُردو کے ادبی حلقوں میں متعارف ہو چکے ہیں۔ انہوں نے قطب مشتری کے مطالعہ میں گہری دلچسپی لی ہے اور وجہی کی زندگی، ماحول، ادبی خدمات اور قطب مشتری کی فنی خصوصیات کے مختلف پہلوؤں پر کافی سواد فراہم کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی کاوشیں وجہی اور قطب مشتری کے مطالعہ میں کارآمد ثابت ہوں گی" [۱]

وہاب اشرفی صاحب نے کئی مستقل عنوانات قائم کر کے، قطب مشتری سے متعلق ذہن میں ابھرنے والے سوالات کے گرد احاطہ کرنے کی سعی کی ہے۔ جیسا کہ ذیل کے عنوانات کے مطالعے سے بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے:۔ صنف مثنوی۔ وجہی کی زندگی۔ وجہی کا مذہب۔ محمد قلی قطب شاہ، بھاگ متی۔ شاعری۔ ماجرا نگاری۔ کردار نگاری، دکھنی تمدن۔ وجہی کا نظریۂ فن و نقد۔ لسانی جائزہ مطبوعہ نسخہ۔ تمۃ نثر میں۔

ہر عنوان پر تفصیل کے ساتھ۔ دلائل کی روشنی میں مبسوط بحث کی گئی ہے۔ اور کتابیات کے زیر عنوان، ان موضوع سے متعلق، کتابیں اور مقالات کی جانب نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ جن سے اشرفی صاحب نے استفادہ کیا ہے۔ لیکن بقول وہاب اشرفی

"قطب مشتری سے متعلق بعض مسئلوں پر ان کے مقالے بصیرت افروز ہیں اور ان کی بہت سی گتھیاں سلجھا دیتے ہیں۔ لیکن اب تک ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی۔ جس میں اس مثنوی کے تمام تر پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ ہو، اسی ضرورت کے تحت میں نے 'قطب مشتری کا ایک تنقیدی جائزہ لکھا.... مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں کہ میں نے متعلقہ سواد کے حصول میں محنت کی ہے۔ میرا کوئی دعویٰ بے دلیل نہیں.... نکات کی وضاحت میں ضرورت کے مطابق شرح و بسط سے کام لیا ہے" [۲]

کتاب گھر (مظفر پور) نے اس کتاب کو شائع کر کے اردو ادب پر احسان کیا ہے،

---

[۱] پیش لفظ۔ صفحہ (ح) بہ عرضِ حال صفحہ (ط۔ ی)

مگر ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ ادارہ کتاب گھر، قابل بھروسا نہیں۔ اور غالباً اس ادارے نے نئی روایت کی بنا بھی ڈالی ہے ـــ تقریباً چھ مہینے سے زیادہ ہوئے، جب میں نے اس ادارے کو "قطب مشتری ـــ ایک تنقیدی جائزہ" کا آرڈر دیا اور پھر بذریعہ منی آرڈر مطلوبہ رقم بھیج دی۔ مگر آج تک کتاب ملی اور نہ ان کا رڈوں کا جواب ہی، جو میں نے وقفہ وقفہ سے اس کے پاس لکھے۔ یہ بہت ہی شرم کی بات ہے کہ دو چار روپوں کے لیے، 'کتاب گھر' جیسا ادارہ، ایسی حرکت کر سکتا ہے ـــ؟ اس طرح دوسرے اداروں کی ساکھ پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ان پر بھروسا کرنے میں لوگ قباحت محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح دوسرے اداروں پبلشرز نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایسی اوچھی حرکتوں سے کم از کم کتب فروشوں کو بچنا چاہیے۔ الغرض 'کتاب گھر' سے متعلق حضرات کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

قطب مشتری، ایک تنقیدی جائزہ، کی کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ ۱۶۲ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت چار روپے ہے۔ جو مواد اور مولف کی محنت و کاوش کے پیش نظر کچھ بھی نہیں ہے۔ امید ہے اس کتاب کو قریبی بک اسٹال سے خرید کے لوگ استفادہ حاصل کریں گے۔ اگر 'کتاب گھر' پر بھروسا کر سکتے ہوں؟ تو وہاں سے بھی براہ راست حاصل کر سکتے ہیں۔

قطب مشتری ـــ ایک تنقیدی جائزہ　　مولف: وہاب اشرفی۔ ام اے

ملنے کا پتہ: کتاب گھر۔ اسلام پور مظفر پور (بہار)　صفحات ۱۶۵　قیمت ۴ روپے

ایم۔ اے نصر

اردو زبان کس مپرسی کی شکار ہے۔ اُردو ادب میں ہیرے، کم اور 'پتھر' کا زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ زبان و ادب کی خدمت کی چاہت، بہت کم دلوں میں ہے۔ ورنہ عام طور پر لوگ 'اس کے ذریعہ' شہرت، کی تمنا کرتے ہیں۔ گویا اس وقت ادب کی خدمت 'برائے شہرت' کے اصول پر ہو رہی ہے۔ اس میں

انہ کا قصور ہے، اُردو کی بدقسمتی کا یا ہماری خود غرضی کا، اس کا صحیح اور درست فیصلہ
ستقبل ہی کرے گا۔ جب اُردو، حیات کے تار دں کو توڑ کے موت کی آغوش میں لپٹ
سو رہی ہوگی۔

یوں تو اُردو ادبی دنیا میں اچھے رسائل عنقا ہیں۔ کچھ اگر نظر آ رہے ہیں۔ تو وہ محض
ا لیے کہ اب بھی، کچھ ایسے ادب دوست زندہ ہیں جو زبان و ادب کے لیے خون جلانے
جرأت رکھتے ہیں۔ اور ایسی ہستیاں، ہمارا ساتھ چھوڑتی جا رہی ہیں اور ان کی وجہ سے جو
خلا، ہو رہا ہے۔ اس کو پاٹنے کے لیے، ادبی جیالوں کی ضرورت ہے مگر وہ ـــــ
وجہ ہے کہ اُردو کے ادبی معیاری رسالے، مالی دشواریوں کے شکار ہیں۔ وہ چراغ سحری
طرح ٹمٹما رہے ہیں۔ نہ جانے کب، وہ بجھ جائیں۔

اس باب میں کلکتہ کا ادبی ماحول، بہت ہی بدقسمت واقع ہوا ہے۔ یہاں
سے نکلنے والے اُردو اخبارات کی تعداد تشفی بخش ہے۔ اگر ادبی ماہنامے نکلتے ہیں تو شاید
بند ہونے کے لیے۔ کچھ دنوں پہلے، یہاں سے ایک معیاری ادبی رسالہ، انشاء اللہ۔ ڈاکٹر
ظفر اوگانوی صاحب کی ادارت میں نکلا تھا۔ مگر وہی خاموش آندھیاں، اس کو بھی کھا گئیں،
ہونہ جانے کب سے اس مکروہ کام کو بلا ردِ فرض انجام دے رہی ہیں۔ اسی طرح بچوں
کے بھی کئی ماہنامے نکلے اور بند ہو گئے۔ مگر اس ناموافق فضا میں، گذشتہ کئی برسوں
سے "غنچہ"، نکل رہا ہے۔ اور بلاشبہ، یہ بچوں کے صفِ اوّل کے معیاری رسالوں کی
صف میں رکھا جا سکتا ہے۔

اس وقت میرے پیشِ نظر "غنچہ"، کا "سالنامہ" ہے۔ اس شمارہ میں شامل فنکار،
جانے پہچانے شاعر و ادیب ہیں۔ کہانی نویسوں میں جاوید نہال (شہزادی کا پھول)
زکی انور (بیگم صاحبہ) ڈاکٹر بشیشر پردیپ (ننھے چراغ) سراج انور (ہمارے
عجیب دوست) قیصر سرمست (اکبر اعظم تک بیربل کی رسائی کس طرح ہوئی)
احمد جمال پاشا (حسابی میاں نے سائیکل بنائی) انیس قیوم فیاض (دادا جان)
جمیل شیرانی (انتقام) محمد بدیع الزماں (بچوں کی عدالت) خورشید شیدائی (لڑکپن)
نے عمدہ نقش ابھارے ہیں، "ننھی کہانیاں"، کے زیرِ عنوان، امان اللہ خاں (چالاک مقرر)
سلطان احمد ساحل (مہمل معنی ـــــ علم و نمو) مسرور اکرم خاں (نادان دوست)

نے اچھی مختصر کہانیاں دی ہیں ۔

شعراء میں شمیم کرہانی (میرا اسکول) جرتم محمد آبادی (الٹا فیصلہ) بیکل اتساہی (بلاعنوان) فرحت قمر (آرام کرو) احمد وصی (واپسی) رؤف خیر (وقت پر) علقمہ شبلی (دوپٹہ واآمد پر ہی) (چھک چھک کرتی ریل چلی) شفیع تمنا حضرپوری (رنگین کھلونے والا) کے نام قابلِ ذکر ہیں ــــــ اظہر افسر کا ڈرامہ "ایک تھا قاسم ایک تھا علی بابا" دلچسپ اور پُر معنی ہے ۔ اور " قہقہے " کے زیرِ عنوان، دلچسپ اور پُر معنی ہے، اور " قہقہے " کے زیرِ عنوان، دلچسپ لطیفے شامل ہیں ۔ اے ۔ ایم ۔ عبد اللہ ۔ اشرف گیلانی جمیل اختر جلیدین ۔ محمد مبین اختر ۔ محمد شاہنواز ۔ محمد حبیب اللہ انصاری ۔ رضیہ ہاشمی ۔ محبوب پاشا ۔ محمد عرفان ہرگانوی ۔ محمد نصیر الدین ۔ سید محمد اسلم ۔ خلیق اختر صمد، راجیش ۔ شہید امام ۔ شعیب احمد خاں نے لطیفہ گویوں کی حیثیت سے حصّہ لیا ہے ۔

جناب سالک لکھنوی کی کہانی " کون بڑا ؟ " اور بیکل اتساہی صاحب کی نظم انصاری تخلیق کی حیثیت سے شامل ہیں ۔ اور اس قسم کے انعامی مقابلے دلچسپ اور بچوں کی معلومات کو وسعت بخشنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ اسی طرح اچھے لطیفہ پر بھی " انعام، مقرر ہے، اور " بتاؤ تو بھلا " کے زیرِ عنوان قیمتی سوال درج ہیں ۔ ان سوالوں کے صحیح جواب بھیجنے پر " انعام " مقرر ہیں ۔ سوالات ملاحظہ ہوں !

(۱) ہندوستان میں پہلی ریل کس سنہ میں چلی ؟

(۲) سکھوں کی مذہبی کتاب کس زبان میں لکھی گئی ؟

(۳) دنیا کی سب سے گہری جھیل کا کیا نام ہے ؟

(۴) سعودی عرب کی راجدھانی کا کیا نام ہے ؟

(۵) ہندوستان کا پہلا وزیر تعلیم کون تھا ؟

(۶) کولمبس نے کس سنہ میں امریکہ دریافت کیا ؟

(۷) ہندوستان کس سنہ میں جمہوری ملک بنا ؟

(۸) جامع مسجد دہلی کی بنیاد کس نے ڈالی ؟

(۹) انڈین شکسپیر کسے کیا جاتا ہے ؟

(۱۰) چاند کی سرزمین پر سب سے پہلے کس نے قدم رکھا ؟

" ہماری پسند " کے زیرِ عنوان، پسندیدہ اشعار شائع کیے جاتے ہیں ۔
اسی طرح کے اور بہت سے قیمتی اور دلچسپ، معلوماتی اور مفید عنوانات ہیں ۔
اس رسالہ کا مطالعہ، نہ صرف بچوں کے لیے بلکہ بڑوں کے لیے بھی۔ مفید ہے۔
کتابت اور طباعت، بہت عمدہ ہے اس کے سرپرست بیکل اتساہی بلرام پوری
اور نگراں پروفیسر اعزاز افضل ہیں ۔ مدیر خورشید شیدائی اور معاونین کی حیثیت سے
عزیز الرحمان، ناشاد سلطانپوری اور ایم۔ اے حمید لکھنوی کا نام درج ہے ۔

ی مطبوعات

ملیالم افسانے	مترجم	جلانی بانو	۸/۷۵
فاطمہ کی بکری	〃	اطہر پرویز	۵/۷۵
چار دیواری میں	〃	ظفر ادیب	۷/۷۵
گنگا چیل کا پنکھ	〃	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۷۵
تنہائی	(ڈراما)	ساگر سرحدی	۳/۷۵
جہاں آرا	اوپیرا	رفعت سروش	۴/۰
تجزیے		ڈاکٹر گیان چند	۱۱/۰
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ		ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۲/۵۰
اسلامی عقائد و مسائل		مولانا جمال الدین	۴/۰
اشخاص و افکار		پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی	۶/۰
اسلام کی اخلاقی تعلیمات	(خلاصہ احیاء العلوم)	رشید الوحیدی	۹/۵۰
خرابا	(شعری مجموعہ)	من موہن تلخ	۱۰/۰
میرا وطن ہندوستان	(وطنی نظمیں)	بدیع الزماں خاور	۴/۰
کلام اصغر	شعری مجموعہ	اصغر گونڈوی	۳/۵۰
جموں و کشمیر کلچرل اکاڈمی کی ادبی خدمات	(ادب)	انوار احمد	۶/۵۰
عصری ادب		ڈاکٹر محمد حسن	۵/۰
حضرت نظام الدین اولیاءؒ حیات و تعلیمات	(تذکرہ)	پروفیسر محمد حبیب	۴/۰
آب حیات کے لطیفے		مولانا محمد حسین آزاد	۵/۰
تاریخ مرثیہ گوئی		حامد حسن قادری	۴/۰
بہت دن ہوئے		رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی نمبر ا		میر نجابت علی	۱/۵۰
شکوہ	(ناول)	مشرف خانم اشرفی	۷/۵۰
صندل	(ناول)	سیدہ ماجدہ خاتون	۱۱/۰
ذائقہ	〃	مہرا فروز	۶/۵۰
جدید اردو لسانیات	(لسانیات)	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۵/۵۰
لغزش	〃	رضیہ بٹ	۱۲/۵۰
ثمینہ	〃	فرزانہ نصرین	۶/۰
وفا		فرزانہ یاسمین	۸/۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اُلجھی ڈور

ناول نگار: صالحہ عابد حسین
ناشر: ناولستان، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ ۔ صفحات ۱۶۰/
قیمت: چار روپے پچاس پیسے
تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

صالحہ عابد حسین کا ناول "اُلجھی ڈور" ان کے دوسرے ناولوں سے مختلف ہے۔ اس میں رومان کی لہر، بے جوڑ شادیوں کے نتائج اور اقتصادی بدحالی کے تحت کرداری گراوٹ کے نمونوں کو پیش کیا گیا ہے۔ پُرانے اور نئے ذہنوں میں انتہا پسندی پائی جاتی ہے اس لیے تصادم ناگزیر ہے۔ اسی کو ناول نگار نے اُلجھی ڈور سے تعبیر کیا ہے۔

سماج کی پرانی اقدار کے نمائندہ کردار بجو میاں اور آسیہ اُن میں رکھ رکھاؤ کی زندگی، عزیزوں اور رشتہ داروں سے محبت، ہمدردی اور مالی مدد کرنے کا چلن ملتا ہے۔ لیکن ان اوصاف کے ساتھ آسیہ میں نئی اقتصادی زندگی کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ دراصل آسیہ کا جوہر ہندوستانی عورت کی اپنے شوہر سے وفاداری اور ناسازگار حالات سے سمجھوتہ کی بھرپور کوشش ہے۔ ناول نگار نے اسی کرداری وصف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

> "وہ اُن لڑکیوں میں سے تھی جو پہلی رات شوہر کو صرف اپنا جسم ہی سپرد نہیں کرتیں بلکہ رُوح، اپنا دل، اپنی آرزوئیں، تمنائیں تک اسی پر نچھاور کر دیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اُن سے بڑھ کر کون نصیبہ ور ہوگا"

آسیہ کا شوہر احسن شکّی، توہم پرست اور غیر ذمہ دار انسان ہے۔ وہ سیلز گرل سے معاشقہ کرتا ہے۔ گھر میں بیٹے کی بجائے بیٹی کے جنم لینے پر اس کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس پر غضب یہ کہ غدود کے باعث بیٹی کی نشوونما نہیں ہو پاتی۔ کنبے کے دوسرے افراد سے بھی احسن کو پرخاش ہے۔ سعدی نے پیچھے سے آکر مذاق میں آسیہ کی آنکھیں بند کردیں۔ اس پر احسن چراغ پا ہو گیا۔ آسیہ کے پاس عزیزوں کے خطوط دیکھ کر بھی اس کو شک گزرتا ہے اور گھریلو زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

بی بی بیگم کے کردار میں سماجی گراوٹ کے عناصر ملتے ہیں۔ اس کا شوہر ہجّو میاں اپنی جائداد کو اولاد کے نام کر دیتا ہے۔ بی بی بیگم کے دل سے یہ داغ زندگی بھر دور نہیں ہوتا۔ اب پنشن کی رقم پر خاندان کی گزر بسر ہوتی ہے۔ ہجّو میاں کا بڑھاپا ہے۔ ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہے۔ بی بی بیگم اُس کی دوسری بیوی ہے۔ اس کو جنسی، آسودگی میسر ہے نہ اقتصادی اطمینان۔ اس لیے ازدواجی تعلقات میں ابتری ہے۔ چھوٹی بیٹی رابعہ کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے ماں نے اپنی خوبصورت بیٹی کے جسم کو گھریلو زندگی میں چمک لانے کے لیے ذریعہ بنا لیا۔ وہ شنّو میاں سے رقم وصول کرتی ہے آزادانہ طور پر ملنے کے مواقع فراہم کرتی ہے حتّٰی کے شنّو میاں نے بمبئی کے ایک ہوٹل میں رابعہ سے زندگی بھر کا معاوضہ وصول کر لیا اور کچھ مدت کے بعد اس کو ٹھکرا دیا۔ آخر میں اُس کی بے جوڑ شادی سعدی سے کرنی پڑی جو اس سے عمر میں تقریباً بیس برس بڑا تھا۔

اس ناول میں ایک کردار ننّو (رحمت علی) کا ہے جو باغی انقلابی سامان پوری کے نام سے مشہور ہے یہ کردار اصلاً ایسے نوجوان کا ہے جس میں کسی (COMPLEX) کے باعث بے عملی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کمی کو خیالات کے محلات بنا کر پورا کرنا چاہتا ہے۔ نئے روپ بدل کر دوسروں پر اپنی زندگی کا بوجھ ڈالتا ہے۔ اس کے ذہن میں نئی روشنی نہیں ہے اسی لیے وہ ستارا کی سول میرج پر آزردہ پایا جاتا ہے۔

"اُلجھی ڈور"، میں نئے سماج کا نمائندہ کردار صرف ستارا کو کہا جا سکتا ہے۔ و

ملیم یافتہ ہے۔ نرسنگ ہوم میں ملازمت کرتی ہے۔ اور آخر میں شادی شدہ ڈاکٹر
وپال سے سول میرج کرلیتی ہے۔ اصلاً۔ اس رومان کی تہہ میں اقتصادی کمزوری
بھی ایک فیکٹر ہے۔

آسیہ اپنی زندگی میں آخر تک نامساعد حالات سے جہاد کرتی ہے۔ اس کردار
یں بڑی جان ہے۔ وہ اپنی بیٹی تبسم کی جان بچانے کے لیے سوئٹزرلینڈ کا سفر کرتی
ہے۔ حالات کے اس موڑ پر احسن کو اپنی بے راہ روی پر تاسف ہوتا ہے۔ اس کے
دل میں بیوی کی رفاقت اور بیٹی کی محبت جاگتی ہے۔ مگر جہاز کی پرواز دلوں میں فاصلہ
پیدا کردیتی ہے۔

اس ناول میں پرانے اور نئے سماج کی آویزش کو بہتر طور پر پیش کیا گیا ہے لیکن
رومانی کرداروں کی فطری ارتقا میں تشنگی کا احساس پایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ ناول میں
پلاٹ کی خوبی۔ کردار نگاری کی چمک۔ مکالمہ کی تاثیر اور ٹریجڈی کا وصف پایا جاتا ہے۔
سرورق پسندیدہ ہے اور حسنِ طباعت نمایاں!

ڈاکٹر ہیفی پریمی

اُردو میں قصیدہ نگاری

ڈاکٹر ابو محمد سحرؔ

تیسرا ایڈیشن قیمت ۶ روپے

نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

دس بارہ سال کی مدت میں بھی اردو کی کسی کتاب کی دوسری یا تیسری اشاعت، اس
کی مقبولیت یا افادیت کی اچھی خاصی دلیل ہوتی ہے اور وہ کتاب اگر علمی یا تنقیدی ہو
تب تو یہ بات اور بھی درست سمجھنی چاہیے۔ ''اُردو میں قصیدہ نگاری'' پہلی بار ۱۹۵۸ء
میں شائع ہوئی اور اب یہ تیسری مرتبہ مناسب ترمیم واضافے کے بعد چھپی ہے۔

قصیدہ ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس سے اپنے عہد کے سماجی شعور کی بخوبی
عکاسی ہوتی ہے۔ اس کے قبول اور فضول ہونے میں معاشرے کے مزاج کا بڑا دخل
ہے۔ قصیدے کی معنویت کا صحیح ادراک اپنے عہد کے آئینے میں ہی ممکن ہے۔

ڈاکٹر سحر نے اس بات کا پورا لحاظ رکھا ہے۔ انھوں نے یہ بھی خیال رکھا ہے کہ موقع اور محل کے اعتبار سے نمونے پیش کر دیے جائیں۔ اس طور ایک طالب علم اور عام قاری کے لیے بڑی سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ اُن کا اندازِ بیان سلجھا ہوا اور مدلل ہے۔

اس کتاب کا پہلا مضمون قصیدے کی تعریف سے متعلق ہے اور دوسرے کا عنوان ہے "اردو قصیدے کا پسِ منظر" ان دو تعارفی اور تمہیدی باب کے بعد ۵ ابواب میں قصیدے کی تاریخ بیان کی گئی ہے اور مناسب انداز میں ہر دور کی اپنی اپنی خصوصیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آٹھویں مضمون کا عنوان ہے "قصیدہ نگاری دورِ جدید میں"۔ اس سلسلہ میں ان کا کہنا ہے کہ "اگرچہ آج بھی ایسا نہیں کہ قدیم طرز رنگ کے قصائد نہ لکھے جائے ہوں لیکن یہ بعض شعرا کے ذاتی شوق، انفرادی میلان یا ذہنی اُپج تک محدود ہیں۔

انفرادی حیثیت سے اُن میں کبھی کوئی خوبی بھی نظر آجاتی ہے۔ لیکن ان میں نہ تو کسی جاندار شعری روایت کے آثار ہیں اور نہ مردہ شعری روایت کو از سرِ نو زندہ کرنے کی صلاحیت۔ نویں مضمون کا عنوان ہے "اردو کا ایک طویل قصیدہ"، جو کہ اس کتاب میں اضافی حیثیت کا مالک نظر آتا ہے۔ آخری مضمون "قصیدے کی تاریخی و ادبی حیثیت"، بڑی حد تک پہلے اور دوسرے مضامین کا تتمہ سا نظر آتا ہے۔ وہ مختصر ہے اور اپنے موضوع کے ساتھ پورا انصاف نہیں کرتا۔ مجموعی طور پر یہ کتاب نہ بوجھل ہے اور نہ سطحی بلکہ متوازن، موزوں اور مناسب کہلانے کی مستحق ہے۔

امید ہے کہ وہ مزید شرفِ قبولیت حاصل کرے گی۔

عبداللہ ولی بخش قادری

مطالعۂ میر

مصنف: ایم حبیب خاں
ناشر: محمد اقبال خاں
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۲۰ قیمت ۳/۵۰
ملنے کا پتا: انڈین بک ہاؤس، علی گڑھ

ایم حبیب خاں نے اس سے پہلے کلاسیکی ادب پر کئی مفید کتابیں شائع

کی ہیں۔

"مطالعۂ میر" نئی پیش کش ہے۔ یہ کتاب مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ میر کی زندگی اور فن سے متعلق وافر معلومات اس میں یکجا کر دی گئی ہیں۔

"مطالعۂ میر" کا انتساب ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں کے نام کیا گیا ہے۔ مصنف نے اپنے "پیش لفظ" میں میر تقی میر کے بعض فنی محاسن پر گفتگو کی ہے۔

اس کتاب میں پہلا مضمون "میر اور اُن کی شاعری" ہے۔ عہدِ میر کے تاریخی، سیاسی اور سماجی حالات کی روشنی میں ان کی زندگی اور فن کو پیش کیا گیا ہے۔ اس میں تنقیدی اور تحقیقی عناصر کی جھلک بھی ہے۔

مولانا محمد حسین آزاد نے میر کے متعلق لکھا ہے:

"ستر اور دو بہتر نشتر ہیں باقی میر صاحب کا تبرک ہے"

مصنف کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میر کے چھ دیوان ہیں جن سے سیکڑوں اشعار منتخب کر کے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ میر کے بہتر (۷۲) نشتروں کا مجموعہ اب سے ۴۴ سال پہلے امرتسر سے چھپا تھا۔ یہ مجموعہ سید محمد فاضل مشہدی نے ترتیب دیا تھا۔

مصنف نے زیر نظر کتاب میں ان ۷۲ نشتروں کو درج کر کے مزید ۲۱ شعر پیش کیے ہیں۔

دوسرے مضمون "میر کی مثنوی نگاری" میں مثنویوں کی تعداد ۳۷ بتائی گئی ہے۔ میر کو شمالی ہند کا پہلا مثنوی نگار تسلیم کیا گیا ہے۔ دو مثنویوں کی تلاش کا سہرا ڈاکٹر گیان چند جین کے سر ہے۔ جوان وعروس (۲) مور نامہ —— جوان وعروس کے بارے میں مصنف کا بیان ہے کہ یہ مثنوی انجمن ترقی اردو، علی گڑھ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ مگر اس پر کوئی نام درج نہیں ہے یہ نام ڈاکٹر گیان چند کا رکھا ہوا ہے۔ مضمون میں دونوں مثنویوں کے اشعار نمونے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔

تیسرا مضمون ہے۔ "میر اہم تذکرہ نگاروں کی نظر میں"۔ اس میں فارسی اور

اُردو کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تیس (۳۰) تذکروں سے میرؔ کے متعلق اقتباسات فراہم کیے گیے ہیں نیز میرؔ کے تذکرۂ "نکات الشعراء" کو اولیت کا مقام دیا گیا ہے۔

چوتھا مضمون "تلامذۂ میرؔ" ہے۔ اس میں میرؔ کے تیس (۳۰) شاگردوں کے نہایت مختصر حالاتِ زندگی اور مختصر ترین نمونۂ کلام درج ہیں۔ اس میں میرؔ کے دو بیٹوں فیض علی فیضؔ اور میر حسن عسکری عرف میر کلّو کا تذکرہ ملتا ہے۔ عسکری نے پہلے زارؔ پھر عرشؔ تخلص اختیار کیا تھا۔ وہ عام طور پر میر کلّو عرشؔ کے نام سے مشہور ہیں۔ عرشؔ کا مطبوعہ دیوان کتب خانۂ انجمن ترقی اُردو، علی گڑھ میں محفوظ ہے۔ میر کی بیٹی "بیگم" بھی شاعر تھیں۔ اس مضمون سے پتا چلتا ہے کہ راجا جگل کشور ثروتؔ کے یہاں میر تقی میرؔ کچھ مدّت ملازم رہے تھے اور راجا ناگر مل کے یہاں انھوں نے تیرہ (۱۳) برس ملازمت میں گزارے۔

پانچواں مضمون ہے "میرؔ اپنی نظر میں" اس میں نکات الشعراء اور طبقات الشعراء سے کلامِ میرؔ کا انتخاب پیش کیا ہے۔

چھٹا مضمون "میرؔ کی تصنیفات" ہے۔ جس میں میر کی فارسی اُردو کی تمام تصانیف (نظم و نثر) کی مکمل فہرس درج ہے۔

آخری مضمون "میر کلّو عرشؔ" پر ہے۔ خواجہ محمد رؤف عشرتؔ نے "آبِ بقا" میں "اصولِ اردو" کے متعلق میرؔ کے حوالہ سے جو روایت بیان کی ہے مصنّف نے اس کو جعلی قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دخترِ میرؔ (بیگم) کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ شادی کے معاً بعد انتقال ہو جانے سے میر کو بہت صدمہ ہوا۔

میر نے یہ شعر کہا:

اب آیا دھیان اے آرامِ جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تمھیں بھولے تھے ہم اسبابِ شادی میں

اس سلسلے میں مصنّف کا بیان ہے کہ یہ شعر امیر اللغات جلد اوّل میں نادرؔ سے منسوب ہوا ہے اور صبا سے پہلے تذکرۂ شمیمِ سخن نے اسے میرؔ کا زائیدہ

لکھا ہے۔ حالانکہ تحقیقی امر یہ ہے کہ یہ شعر میر کی کلیات (مطبوعہ) میں ملتا ہے نہ کسی قلمی نسخے میں کسی معاصر تذکرہ نگار نے بھی اُسے میر کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اس لیے واقعہ اختراعی ہے۔

ایسی کتاب میں کتابت کی غلطیاں زیادہ کھٹکتی ہیں۔ کئی جگہ " اپنائیت " لکھا ملتا ہے۔ اصل لفظ " اپنایت " ہے۔

ان اشارات سے " مطالعۂ میر " کی افادیت واہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ مصنف کی محنتِ مطالعہ، تحقیقی کاوش اور اس دور میں ایسی کتاب کی اشاعت کا حوصلہ ــــ یہ تمام چیزیں داد طلب ہیں۔ کلاسیکی ادب کے قدردان حضرات اور میر کے پرستاروں کو اس کی پذیرائی ضروری ہے۔

(ڈاکٹر) سیفی پریمی

نوازش

ناول نگار: سلمیٰ کنول

ناشر: جنتا پستک بھنڈار

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۳۵ - قیمت: -/۷

مکتبہ ذوقِ سلیم، دہلی ۶

سلمیٰ کنول نے اپنے ناول " نوازش " میں ایک نوجوان صحافی اور تین حسین لڑکیوں کے رومان اور ازدواجی زندگی کی تمنا کو پیش کیا ہے۔ قصہ کا تعلق متوسط طبقہ کی زندگی سے ہے پوری کہانی لاہور اور کراچی دو شہروں تک محدود ہے اور ایک ہی شخص کے واقعات کو پیش کیا گیا ہے۔ ناول کا انجام فطری طور پر ٹریجڈی کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اس میں انسانی ہمدردی کا عنصر شامل ہے۔

اس ناول میں پُر اسرار مقامات بھی ہیں مثلاً میر صاحب اصل میں سلیم (ہیرو) کے چچا نہیں بلکہ اس کے والد مذہب کے پڑوسی اور دوست تھے لیکن تعلقات بھائیوں جیسے تھے۔ میر صاحب اپنے مرحوم دوست کی وفاداری میں اپنی بیٹی نسرین کی شادی

سلیم سے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی ضعیفی میں کاروبار کی دیکھ بھال کے لیے سلیم کو تار دے کر کراچی سے بلا لیتے ہیں۔ اس رشتہ کی پاسداری سلیم کے کردار سے بھی نمایاں ہے وہ لاہور پہنچ جاتا ہے۔

نسرین (ہیروئن) کی ماں اس شادی کی سخت مخالفت کرتی ہے۔ یہی رومان کی پہلی شکست ہے۔ کچھ مدت بعد سلیم کو معلوم ہوتا ہے کہ نسرین [redacted] والد (نذیر اور منہ بولی چچی کے ناجائز تعلقات کی پیداوار ہے۔ ہیروئن سے ایک طرح یہیں کا رشتہ نکل آتا ہے ادھر ناسازگار حالات اور بدنامی سے دل برداشتہ ہو کر نسرین خودکشی کر لیتی ہے۔

سلیم اپنے دوست اختر کی وساطت سے "روزنامہ سویرا" میں ملازمت کر لیتا ہے اور اختر کے یہاں قیام پذیر رہے وہاں اختر کی بہن صفیہ سے معاشقہ ہوتا ہے مگر منزل کے قریب پہنچ کر صفیہ کا خالہ زاد بھائی انجاز وارد ہوتا ہے۔ وہ اس کا منگیتر ہے۔ اس صفیہ کی شادی ہو جاتی ہے۔

کہانی کا سلسلہ کراچی سے بھی وابستہ ہے کراچی میں سلیم کا دوست ایک سیاسی ہنگامہ میں سزایاب ہو گیا تھا اس کی بہن شاہدہ جو زیر تعلیم تھی سلیم کے ساتھ رہتی تھی۔ ایک ہی میز پر دونوں مطالعہ کرتے تھے۔ دونوں کو خلوت میسّر شاہدہ کے دل میں محبت کی چنگاری روشن ہو چکی تھی۔ لاہور جانے سے پہلے سلیم اس کو ہاسٹل میں داخل کرا دیا تھا۔ لاہور سے خط و کتابت جاری تھی سلیم نے نسرین سے شادی ہونے اور پھر ناکامی کی داستان بھی شاہدہ کو لکھ بھیجی تھی۔ اس وقت شاہدہ نے اپنی محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔

"بہر حال آپ کی میز پر پھر پھول سجا دیے ہیں۔ انھیں انتظار کی شمعیں سمجھیے یا امیدوں کا ایک سہارا لیکن مجھے یقین سا ہو چلا ہے کہ یہ پھول اب کمھلانے نہ پائیں گے۔"

کراچی سے متعلق ناول کے باب میں غیر فطری نظر آتا ہے۔ خلوت میں ایک

دوشیزہ اور نوجوان کے شب و روز بسر ہوتا اور جنسی میلان کا فقدان محض پُرفریب اخلاقیات پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

ظفر نے جیل سے رہائی کے بعد سلیم کو شاہدہ کے ایشیائی انفلوئنزا میں مبتلا ہونے کی خبر دی اور ناکام ہیرو تیسری منزل میں رومان کو کامیاب بنانے کے لیے کراچی واپس جانے کا عزم کرتا ہے۔ وہ ٹرین میں بیٹھ چکا ہے۔ اسی دن ظفر کا تار ملتا ہے۔ جس میں شاہدہ کے انتقال کی خبر ہے۔ اختر تارے کر پلیٹ فارم پر پہنچتا ہے۔ مگر ٹرین چھوٹ جاتی ہے۔ یہاں ناول میں جھول نظر آتا ہے۔ سلیم کی کراچی کو روانگی کا علم صرف اختر کو تھا۔ وہ اسے الوداع کہنے کیوں نہیں پہنچا۔ ناول نگار نے اس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا ہے۔

ناول میں تقریباً تمام کردار مقتضائے حال کے مطابق ہیں۔ مکالمے اچھے ہیں۔ ناول میں آخر تک دلچسپی قائم رہتی ہے۔ سرورق دیدہ زیب ہے کتاب عمدہ چھپی ہے۔

ڈاکٹر اسلیفی پریمی

مصنف: اے حمید

جھیل اور کنول

ناشر: صنمکدہ پبلشنگ ہاؤس دہلی

قیمت ۱۰/-

ناول "جھیل اور کنول" پروفیسر آل احمد سرور کی اس بات کی دلیل ہے کہ کلاسیکل ادب کے لیے بنجر زمین ہی موزوں ہوتی ہے۔ اس ناول میں اے حمید نے زندگی کے تمام لوازمات کو برقرار رکھتے ہوئے کبھی حیات کی تلخیوں کو بڑے فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ ایرادتی کی رنگین مگر درد بھری داستانوں کو۔ جو زندگی کا ہر ایک گوشہ بے نقاب کرتی ہیں۔ مصنف نے نہ صرف خوبصورت اندازِ بیان میں پیش کیا ہے بلکہ یہ اسلوب بیان ان کا اپنا اچھوتا اور منفرد بھی ہے اور اسی مخصوص اور منفرد اندازِ بیان کی وجہ سے زندگی کے تلخ حقائق

۲۱

سے بھری اس داستان میں دلکشی باقی رہتی ہے۔ اگرچہ طنز کا نشتر تمام ناول میں نشتر زنی کرتا رہتا ہے۔

کردار نگاری کمال معراج تک پہنچ جاتی ہے ہارڈی کے کردار بھی ان کے کرداروں کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔ ویسے تو تمام کردار حقیقی اور زندۂ جاوید ہیں مگر ہیروئن "ساتین،، کا کردار تو برسوں تک فراموش نہ کیا جائے گا۔ اس کی سادگی، جذبات سے بھرپور جملے دل پر ایسے نقوش ثبت کرتے ہیں جو کسی طرح بھی زایل نہیں ہوتے۔ انور کا کردار بھی مکمل ہے۔ نائرا اور نمیرہ کی ٹریجڈی گو ناول سے کوئی خاص مطابقت نہیں رکھتی، پھر بھی زندگی کے بھنور میں دم توڑنے والوں کی یہ خاموش چیخیں قاری کو تڑپا دیتی ہیں۔ حسین و خوبصورت معاشرے کے بدنما داغ جنگ کی ہولناکیوں میں اور بھلا جے چندرا اور قاضی صاحب کی داستان میں نمایاں کیے گیے ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے پس منظر میں لکھی گئی اس اچھوتی کہانی کے تمام کردار ہمارے آج کے کردار ہیں۔

یوں تو اس ناول کی تعریف تبصرہ کے لیے کئی صفحات بھی کم ہوں گے مگر مختصر طور پر صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس ناول میں اے حمید احساس و مشاہدہ کی شدّت اور احساسِ بیان میں کرشن چندر کے مقابلے پر ہیں۔ اب تک یہ سوال ہوتا تھا کہ کرشن چندر کے بعد کون؟

آج یہ ناول پڑھ کر علم ہوا کہ کرشن چندر کی زندگی میں ہی ان کا ایک رقیب پیدا ہو گیا ہے جس کا نام اے حمید ہے۔

محمد سلیمان تنویر

خواتینِ کربلا
کلامِ انیس کے آئینے میں

از : صالحہ عابد حسین
سائز ۱۸×۲۲/۸ صفحات ۳۶۰
قیمت : بارہ روپے
ملنے کا پتہ : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

میر انیس کی اہمیت اور مقبولیت اُسی زمانے سے شروع ہو گئی تھی جب سے انھوں نے مرثیہ لکھنا اور پڑھنا شروع کیا تھا۔ پہلے تو اس کا رواج، اس سے لطف و کیف یا ثواب کی خاطر سننا سنانا محدود و مخصوص رہا "مجالسِ اہلِ بیت" تک۔ لیکن میر انیس اور اور اُن کے ہم عصر مرزا دبیر کے مرثیوں میں کچھ ایسی ندرت اور دل پذیری تھی کہ عشرۂ محرم کے علاوہ اور "مجلسوں" سے باہر کے لوگ بھی ان کو پڑھنے اور متاثر ہونے پر مائل اور متوجہ ہوئے۔ اس سلسلے میں مولانا شبلی کی تالیفِ لطیف "موازنۂ انیس و دبیر" کو کبھی فراموش یا نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مراثیِ انیس کا بہترین انتخاب اور اُن کے کمالاتِ شاعری کے لاجواب نمونے غالباً مولانا شبلی سے پہلے اور کسی نے شعر و سخن کا ذوق رکھنے والوں کے سامنے پیش نہیں کیے تھے۔ — یہ ۱۹۰۷ء کی بات ہے، اس وقت سے لے کر آج تک اس موضوع اور قادر الکلام شاعر پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔

میر انیس کی منظر کشی، کردار نگاری، محاربوں میں اپنے ممدوحوں کی جرأت، صداقت، باہمی اتحاد، اعتماد، سرفروشی کا جذبہ اور جاں نثاری کا عزمِ محکم غرض ان سب کے جیسے مرقعے انیس نے تیار کیے ہیں۔ اس کے علاوہ جنگ کا سماں، سامانِ جنگ کی تفصیل، گھوڑے کی تعریف، تلوار کی توصیف جس اہتمام اور وضاحت کے ساتھ انھوں نے قلم بند کر دی ہے اُس سے بہتر مثالیں نہ ان کے پہلے کے مرثیہ نگاروں کے یہاں ملیں گی اور نہ اُن کے بعد۔

کربلا کی جنگ دستور کے مطابق مردوں کے درمیان لڑی گئی۔ دادِ شجاعت دینے والوں اور جامِ شہادت پینے والوں میں بھی اسی صف کے خورد و بزرگ تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن یہ کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ جنھوں نے اپنے جسم و جان کی بازی لگائی اور کہ اس کارِ عظیم پر آمادہ اور مستعد کرنے والی ان کی مائیں، بہنیں، بیویاں اور دوسری

کتنی سادہ تھی داستانِ حیات — کتنی رنگین بنا گیا کوئی

کس کو سنائیں ایک نئی صبح کے لیے — کس کرب میں یہ وقت گزرا ہے دوستو

کیوں نہ ہم زندگی سے پیار کریں — زندگی کیا ہے اک گلِ تازہ

کل ان کی بزم میں روشن بہت سی شمعیں تھیں — بجھی بجھی سی مگر روشنی نظر آئی

دھوپ ہے جتنی تیز، اتنے ہی — گہرے ہیں دیوار کے سائے

ہے اندھیروں میں گھری رہگزرِ دوست ابھی — درد کا چاند ہی چمکاؤ تو کچھ بات بنے

یہ چھاؤں، یہ دیوار کا سایہ، یہ مسرت — اب تک مرے دل میں وہی خوابوں کی فضیلت

وقت دیتا جو ساتھ تو کچھ لوگ — خاتم دہر کے نگین ہوتے

کتنی ہے تیز دھوپ میں جیسے پگھل گئے — عالم نہ پوچھ وقت کے اس رہگزار کا

جب بھی نگہ اٹھی ہے مسافر کی پیاس میں — ایک ریگ زار وادی چمکتا دکھائی دے

ان سب اشعار میں روایتی غزل کے عناصر ہیں۔ مگر ان کی ترتیب و تہذیب میں سادگی اور دلکشی ہے۔

"حرفِ شوق میں زبان و فنِ شعر کے عیوب بھی نظر آتے ہیں۔ یہ عیوب اس لیے زیادہ نظر آتے ہیں کہ شاعر اردو زبان و ادب کے معلم ہیں۔ امید ہے کہ دوسرے اڈیشن میں ان پر نظرِ ثانی کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ چند مطلع دیکھنے میں ایطائے جلی کا عیب ہے

ساغرِ عیش چھلکتا ہے بہت رات گئے — رنگِ میخانہ بدلتا ہے بہت رات گئے

میری ہر سانس مجھ سے کہتی ہے — کوئی دم میں یہ رت بدلتی ہے

یاد اپنی دلا گیا کوئی — دل میں شمعیں جلا گیا کوئی

دور جب بھی تو رہا ہے مجھ سے — اور نزدیک ہوا ہے مجھ سے

نئے انداز سے محفل سجی ہے — مگر بس ایک تیری ہی کمی ہے

سایہ کی طرح جو مرے ہمراہ چلا ہے — وہ شخص بھی اب میرا پتہ پوچھ رہا ہے

ان مطلعوں میں بالترتیب چھلکتا اور بدلتا۔ کہتی اور بدلتی۔ رلا اور جلا۔ رہا اور ہوا۔ سجی اور کمی۔ چلا اور رہا۔ قوافی میں ایطاء جلی ہے۔ اور مندرجہ ذیل میں توقوافی بالکل غلط ہیں۔

شہر کو چھوڑ دیں، جنگل میں بسیرا کرلیں   ان کی مرضی ہو تو ہم یوں بھی گزارا کرلیں

بسیرا اور گزارا قوافی نہیں ہو سکتے۔ مندرجہ ذیل شعر کا مصرعہ اولیٰ خارج از بحر ہے۔

شب کی تنہائی میں گہری خاموشی میں   ان کی آواز آتی رہی رات بھر

خاموشی کی "ی" ساقط ہو گئی ہے۔ حسب ذیل شعر میں "اتارا کرلیں" بہت کھٹکتا ہے یہ زبان فصیح ہے نہ صحیح۔

حسن تصویر کا پابند نہیں ہو سکتا   فانی وقت بھی چاہیں تو اتارا کرلیں

پھر بھی "حرفِ شوق" میں قدیم غزل کے رسیا حضرات کے لیے دلکشی کا کافی سامان ہے۔ کتاب کا سرورق عمدہ اور کتابت وطباعت اچھی ہے۔

عنوان چشتی

مصنف: عبدالاحد معظم آبادی

چند مشاہدات   سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۱۴۰ قیمت ۲/-

ملنے کا پتا: اعجاز ہوٹل۔ جامع مسجد، اردو بازار۔ گورکھپور

یہ عبدالاحد صاحب معظم آبادی کا سفرنامہ یا سیر و سیاحت کی مختصر سی روداد ہے۔ سیر و سفر کا چسکا عبدالاحد صاحب کو بچپن سے تھا اور عمر کے ساتھ بڑھتا ہی گیا سرمایہ کی کمی بھی ان کے شوق میں رکاوٹ بن سکی اور انھوں نے ہندستان کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگا لیا۔

آگرہ، اورنگ آباد، حیدرآباد، اجنتا، سرنگا پٹم، فتح پور سیکری،

جیسے تاریخی مقامات کے علاوہ انھوں نے ان مقامات کی سیر بھی کی جو اپنے حسن منا
کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں مثلاً پرانی کھیت، نینی تال، دارجلنگ کالمپانگ
وغیرہ۔ اس سیاحت کے دوران انھیں آگرے میں ٹھہرنے کا موقع شاید کم ملا ورنہ
اکبر کا مقبرہ، اعتماد الدولہ کا مقبرہ اور آگرہ کا قلعہ بھی دیکھنے کی چیزیں تھیں۔ کتاب
کی زبان صاف اور سادہ ہے۔ اندازِ بیان دلچسپ ہے۔ اہم مقامات کی بارہ تیرہ
تصویریں بھی کتاب میں شامل ہیں۔ اس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

آج کل سیاحت کا شوق یا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ سیر و سفر کے
شوقینوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ عام پڑھے لکھوں اور طالب علموں کے لیے یہ کتاب
خاص طور پر مفید اور معلوماتی ہے۔

محمد حسین حسّان ندوی

نکاتِ غالبؔ

مرتبہ: مولوی نظام الدین حسین نظامی
(طبع سوم) صفحات ۸۰، سائز ۲۰×۲۲/۱۶
قیمت: دو روپے ۵۰ پیسے
مطبوعہ: نظامی پریس بدایوں اشاعت ۱۹۵۹

مرزا غالب بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ "غالبیات" پر جتنا وافر لٹریچر آج ہم کو میسر
ہے اس کی ابتدا کرنے والوں میں مولوی نظام الدین حسین نظامی بدایونی مرحوم کی کوششوں
کو فراموش نہیں کرنا چاہیے، ۱۹۱۵ء میں انھیں بزرگ نے اپنی نگرانی اور اہتمام میں اپنے
مطبع سے غالبؔ کا دیوان شائع کیا، جو سابقہ مطبوعہ دواوین کے مقابلے میں کہیں بہتر
و برتر تھا۔ پھر اس کے پانچ سال بعد موصوف نے "نکاتِ غالبؔ" کے نام سے
ایک اور کتاب خود ہی ترتیب دے کر قدر دانانِ غالبؔ کے سامنے پیش کی، اس کی
خصوصیت اور خوبی یہ ہے کہ اس میں مرزا کے خود نوشت مکتوب سے انھیں کے

لفظوں میں گویا ایک سوانح عمری ترتیب پا گئی ہے۔ "اردوئے معلّیٰ" اور "عودِ ہندی" غالب کے مکتوبات کے مجموعے موجود تھے اور مراسلے کو مکالمہ بنا دینے کا دعوا تسلیم کیا جا چکا تھا، نئے اور اچھوتے طرز کا بھی سب نے اعتراف کر لیا تھا۔ لیکن ان مجموعوں کے اندر شاعر نے اپنی زندگی کے اہم واقعات جو قلم بند کر دیے تھے اور اس کے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی جو تصویریں اور نقشے تھے ان کی حقیقت اور اہمیت کی طرف لوگوں نے زیادہ توجہ نہیں کی تھی ــــ مولانا نظامی کے ذوق اور حُسنِ نظر کی بدولت ایک ایسی بیش بہا چیز سامنے آگئی جس سے ہر زمانے میں فیض اور استفادہ حاصل کیا جاتا رہے گا۔

نکات غالب کو اس مرتب نے تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصّے کا عنوان ہے۔ مرزا غالب کی سرگزشت خود ان کے قلم سے۔ اس میں ان کے خاندان، نسب، ولادت، بچپن اور اس کے بعد مشاغل و مراحل اور دوسرے حالات، افتاد اور معمولات کا ذکر ہے دوسرے حصّے میں "مرزا غالب کے انمول نکتے جمع کیے گیے ہیں اس میں اُن کی علمیت۔ نکتہ دانیاں، شعری اور ادبی رجحانات، اتباع، اجتہادات اور مخصوص اندازِ فکر اور مطمحِ نظر سے متعلق بہت سے اقوال اور خیالات جمع کر دیے گئے ہیں۔ تیسرا اور آخری حصہ مشتمل ہے۔ مرزا کی خوش طبعی اور بزلہ سنجیوں پر۔

مرزا ایک بے مثل اور منفرد شاعر تھے، صاحبِ طرز مکتوب نگار تھے۔ اور بہ حیثیت آدمی کے نہایت شگفتہ مزاج۔ احباب نواز اور انسان دوست۔ حالات کی ناسازگاری کے باوجود انھوں نے اپنی ان صفتوں کو مرتے دم تک باقی اور برقرار رکھا۔ جس کا ثبوت ان کی تحریریں اور مکتوبات ہیں۔ مولانا نظامی کا اردو ادب پر فی الحقیقت یہ ایک احسان ہے کہ انھوں نے ان سب کو مرزا کے خطوط کی چھان بین کر کے فراہم اور ایک جا کر دیا ہے۔ اتنی مختصر اور ایسی جامع تالیف

قابلِ قدر ہے اور قابلِ مطالعہ ہے

تعجب ہے کہ ایک ایسی مفید، کار آمد اور با مقصد کتاب جس کا یہ تیسرا اڈیشن ہے صحیح کتابت اور خوش نما طباعت کی ضروری کوششوں اور لوازمات سے کیوں محروم رکھی گئی۔

رشید نعمانی

شوقؔ لکھنوی — مرتب: ڈاکٹر عطیہ نشاط

زہرِ عشق

سائز: $\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۴۴

قیمت: ایک روپیہ

شوقؔ لکھنوی کی مثنوی ' زہرِ عشق ' اُردو مثنویوں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عطیہ نشاط نے اس مثنوی پر ایک مفید اور معلومات افزا مقدمہ لکھ کر شائع کیا ہے۔ مقدمہ میں شوقؔ لکھنوی کے مختصر حالاتِ زندگی پیش کیے گیے ہیں اور ' زہرِ عشق ' کی زبان، اندازِ بیان، اس عہد کی معاشرت اور ماحول کا خوبصورتی سے جائزہ لیا ہے۔ اور اپنی بات کی تائید میں معتبر نقادوں کی آرا کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ جس سے مقدمہ کی افادیت بڑھ گئی ہے اور پڑھنے والے کو بیک وقت بہت سی آرا کا علم ہو جاتا ہے۔ لائق مرتب نے تحقیقی اندازِ فکر سے کام لے کر احسنؔ لکھنوی کی ایک غلط روایت کی تردید بھی کی ہے جو مثنوی کی شانِ نزول سے متعلق ہے۔ یہ مثنوی شائقینِ علم و ادب کے لیے بالعموم اور طلبا کے لیے بالخصوص مفید ہے۔ اس کی ترتیب اور افادیت کے بارے میں مرتب نے لکھا ہے کہ

" زہرِ عشق " کے ایک کم قیمت اور معقول اڈیشن کی ضرورت مجھے سب سے پہلے اس وقت محسوس ہوئی تھی جب میں ایم۔ اے میں پڑھ رہی تھی۔ خوش قسمتی سے اب ایسی صورت نکل آئی کہ میں اس کمی کو پورا کر رہی ہوں۔ اپنے استاد ڈاکٹر مسیح الزماں کے سامنے جب میں نے اس خیال کو رکھا تو انھوں نے میری ہمت افزائی کی"

کتابت و طباعت دلکش ہے۔ طلبا اس سے خاص طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔

عنوانؔ چشتی

پرنٹر پبلشر [illegible]

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہاں پوری

کتاب نما

نئی دلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

مئی ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۵
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

اعلان کے مطابق اتر پردیش کی اُردو اکاڈمی نے دوسری قسط میں مصنفین کو ان کی اُردو تخلیقات پر انعامات عطا کیے ہیں۔ اس قسم کے انعامات کی افادیت سے قطع نظر، ہمارے لیے یہ بات مسرت کی ہے کہ انعام یافتہ کتابوں میں مکتبہ جامعہ کی تین مطبوعات (تذکرہ معاصرین از مالک رام، انتخاب ناسخ مرتبہ رشید حسن خاں اور امریکہ کے کالے مسلمان از ڈاکٹر مشیر الحق) کے نام بھی اس فہرست میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ "نادلستان" کی دو کتابیں (اپنی اپنی صلیب از صالحہ عابد حسین اور پابہ جولاں از صغرا مہدی) بھی انعام کے لایق سمجھی گئیں۔

ہم، مالک رام صاحب، رشید حسن خاں صاحب، ڈاکٹر مشیر الحق، بیگم صالحہ عابد حسین اور آنسہ صغرا مہدی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ان تمام ادبا و شعرا کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جن کی کاوشوں کی داد دی گئی ہے۔ اکاڈمی کے یہ اقدامات، جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں، اپنی جگہ لایق تحسین ہیں بلاشبہ اس سے اُردو مصنفین کی ہمت افزائی ہونی چاہیے۔ اس قسم کے انعامات سے ان میں ادب کی خدمت کے جذبے کو تھوڑی بہت تقویت تو ملنی ہی چاہیے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ پذیرائی انھیں خوب سے خوب تر کی جستجو کی طرف مائل ہونے میں معاون ثابت ہو تاکہ ان کا ادبی معیار بلند ہو سکے۔ آمین۔

یہ دوسری فہرست دیکھنے کے بعد بھی ہم اپنی اس رائے کے اعادے پر اصرار کرنا چاہتے ہیں کہ انتخاب کے وقت

احتساب میں کچھ سختی برتنے کی ضرورت ہے۔ انعام دیتے وقت بلند ادبی معیار کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پست معیار کی کتابوں پر انعام کا نتیجہ بلند اور صحت مند ادب کی راہ میں رکاوٹ کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے اور اس سے زبان و ادب کا وقار گھٹ سکتا ہے۔ ہمارے ہاں ناول، افسانوی اور شعری ادب کی فراوانی ہے۔ تنقیدی ادب کو بھی فروغ ہو رہا ہے۔ دوسری اصناف یعنی فنی اور سائنسی ادب پر دوسری زبانوں کے مقابلے میں کم توجہ دی جاتی ہے۔ ادیبوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ایک اہم صنفِ ادب اور بھی ہے جو شروع سے بے توجہی اور کس مپرسی کا شکار ہے، اور وہ ہے بچوں کا ادب۔ ماہرینِ تعلیم میں مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین کی بالغ نظری نے اس صنف کی اہمیت کو محسوس کیا۔ ممدوح نے خود اس پر عملی توجہ دی۔ خود بھی بہت کچھ لکھا اور اپنے حلقۂ اثر میں بہت سے حضرات سے لکھوایا۔ ان کے علاوہ مولانا سیّد ممتاز علی (لاہور) کی ذاتی دلچسپی کی بدولت بچوں کے لیے بہت سی اچھی اچھی کتابیں شایع ہوئیں۔ لیکن عام طور پر بچوں کے ادب کی طرف ہمارے ادیبوں کی توجہ بہت کم ہے۔ ہمارے خیال میں صوبائی اکادمیوں کے لیے لازم ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔ بچوں کے ادیبوں کی ہمت افزائی بھی بہت ضروری ہے تاکہ ادیب حضرات اس اہم صنفِ ادب سے دلچسپی لیں اور اس نسل کی آبیاری کریں جس پر مستقبل کے ہندوستان کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ اگر بچوں کو اچھے اخلاقی، معلوماتی اور اصلاحی ادب سے روشناس نہ کیا گیا تو بڑے ہو کر ان میں ادبی ذوق کیوں کر پیدا ہو گا۔ اور یہ صورتِ حال زبان و ادب کے ساتھ قومی زندگی کے ہر شعبے کے لیے کس قدر مضر ہو گی۔ اس کا اندازہ مشکل نہیں۔

~~یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی کہ ہمارے بہت ہی مخلص ہمدرد و مشیر رشید حسن خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ ہمیشہ کے لیے داغِ مفارقت دے گئیں~~۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس خبر سے بھی سخت صدمہ ہوا کہ سیّد جمال الدین قادری مالک قادری بک ایجنسی احمدآباد ۱۴ اپریل کو مختصر علالت کے بعد داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ خدا مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو توفیقِ صبر۔

نئی مطبوعات

اشخاص وافکار

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، الشیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور ابو الکلام آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قیمت : ۶/۵۰

تجزیے

ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اُردو دُنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اُردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے قیمت : -/۱۱

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

قیمت : ۱۲/۵۰

خواتین کربلا

کلامِ انیس کے آئینے میں

صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتین ملّت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کیا۔ اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین 'کتاب نما' جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آجائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کے حدود سے باہر ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوع بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں، مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارہ کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔ (اڈیٹر)

سلمیٰ صدیقی

"شگوفہ زار" خواجہ عبدالغفور کی دوسری قابلِ قدر تصنیف ہے۔ جو طنز و مزاح کے باب میں لکھی گئی ہے۔ اس سے پہلے خواجہ صاحب نے "قہقہہ زار" تصنیف

ترقی اُردو بورڈ مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند
کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

لسانی مطالعے
ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے اُردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اُردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے قیمت: ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء
مرتبہ: پی سی جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ ہے۔ قیمت: ۱۴/۷۵

ترقی اُردو بورڈ کی زیرِ طبع کتابیں

(۱) تاریخ تعلیم ہند ترجمہ: مسعود الحق (۲) ہندوستانی معیشت الک گھوش
(۳) پیسے کی کہانی غلام حیدر (۴) جدید ہندوستان میں ذات پات ترجمہ: شہباز حسین

تقسیم کار
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

کرکے ہمیں باور کرادیا تھا کہ یہ کوئی ضروری کلیہ نہیں ہے کہ تحریر و تقریر صرف پیشہ ور ادیب و مقرر کا پیدائشی حق ہے۔ غفور صاحب ایک افیسر ہیں اور ایک ایسے محکمے کے حاکم ہیں جسے سیلس ٹکس کہتے ہیں۔ ٹیکس کسی طرح کا بھی ہو ٹیکس لگانے والے سے وہ لوگ ہمیشہ خائف رہتے ہیں جن پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ خواجہ عبدالغفور کی شخصیت عجیب وغریب ہے یعنی اس لحاظ سے جدت کی حامل ہے کہ وہ ٹیکس لگانے کے باوجود اُن لوگوں میں انتہائی عقیدت و محبت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں جن پہ وہ ٹیکس لگاتے ہیں۔

جب ان کی پہلی تصنیف ۔قہقہہ زار شایع ہوئی تو مجھے بہت حیرت ہوئی کہ تصنیف کے پردے میں یہ قہقہہ زار کوئی ایسی تجویز تو نہیں ہے جو قہقہہ لگانے پہ بھی ٹیکس لگادے ۔لیکن کتاب کے مطالعہ نے ثابت کیا کہ یہ کتاب تو میرے اس خدشے کے بالکل برعکس ہے۔

یعنی یہ قہقہہ لگانے والوں پہ ٹیکس نہیں لگاتی ہے بلکہ قہقہہ نہ لگانے والوں کو قہقہہ لگانے اور جی کھول کے ہنسنے کی دعوت دیتی ہے آج کے زمانے میں جب روزمرہ کی دوسری ضروریات کی چیزوں کی طرح ہنسنے ہنسانے کا بھی کال پڑ رہا ہے۔

خواجہ عبدالغفور کی قہقہہ زار کسی میٹھے جھرنے کی طرح انسانی زندگی کے بنجر ویرانے میں طنز وظرافت کے گل بوٹے کھلا رہی ہے۔ قہقہہ زار اپنی جگہ پر اس قدر مکمل سی چیز نظر آتی تھی کہ جب خواجہ صاحب نے دوسری تصنیف یعنی شگوفہ زار کی طباعت کا مژدہ سنایا تو کسی طرح یقین نہ آیا کہ ہنسنے ہنسانے کے ضمن میں ابھی اور کچھ گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ لیکن جب شگوفہ زار یعنی خواجہ

نئی مطبوعات

کتاب وسنّت کے جواہر پارے حصّہ اول و دوم

مولانا جمال الدین اعظمی

جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں ان کے لیے قرآن وسنّت پر عمل کیے بغیر دنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر و فسق سے نجات ناممکن ہے۔ اسی لیے اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصّے بچوّں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گیے تاکہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں قیمت : ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

(خلاصہ) احیا علوم الدین امام غزالی
(ترجمہ) رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصوّر کریں یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالی ہی کو حاصل ہے قیمت : ۹/۵۰

مُسلم پرسنل لا کے تحفّظ کا مسئلہ

(پروفیسر) طاہر محمود (انڈین لا انسٹی ٹیوٹ نئی دلّی)

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملّت اسلامیہ کی اُردو داں اکثریت کا ہر فرد زیر بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت ۴/-

اسلامی عقائد و مسائل مذہب

مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو بچوّں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کرے۔ یہ کتاب بڑی حد تک اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح اور نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے۔ قیمت : ۴/-

ر الغفور کی حسِّ مزاح کی دوسری تصنیف کا مطالعہ کیا تو دل و دماغ میں جیسے لطف
رافت کے بے شمار دریچے کھلنے لگے۔ قہقہہ زار میں غفور صاحب نے مختلف
رمتعدد لطائف کے استعمال سے جو ایک پرکشش اور خوشگوار فضا قائم کی تھی
را سے اپنے طرزِ تحریر سے جو جلا بخشی تھی شگوفہ زار میں اس پرکشش اندازِ تحریر
دوسری وسعتوں سے ہم کنار کیا ہے۔ قہقہہ زار اور شگوفہ زار ایک سکّے کے
مختلف رُخ نظر آتے ہیں۔ دونوں چمکیلے۔ ستھرے اور اہم نظر آتے ہیں
ی کبھی ان دونوں کتابوں کو ساتھ رکھ کے اور پڑھ کے دیکھیے تو لگتا ہے۔ جیسے
ی خوبصورت گلدستے میں لطف و ظرافت کی کلیاں چہک رہی ہیں۔ قہقہہ زار میں
ش رہنے کی معصوم مسرت اور ہنسنے ہنسانے کی پھلجھڑیاں چھوٹتی نظر آتی
ں اور شگوفہ زار میں بے ضرر ظرافت اور لطف و لطائف کے ساتھ ساتھ غور و فکر
سنجیدہ مزاح کی چاشنی ملتی ہے۔ طنز و مزاح کی مکمل تاریخ کا جائزہ لینا ہو یا مختلف
لک اور مختلف باشندوں کے حس و مزاح کا مطالعہ کرنا ہے، ادب، سیاست،
اج اور معاشرے میں مزاح کی اہمیت جاننا ہے تو شگوفہ زار کا مطالعہ ناگزیر
و جاتا ہے۔ اس قدر تفصیل سے اس قدر تلاش و جستجو اور اس قدر کدوکاوش
، بعد یہ تصنیف ہمارے سامنے آتی ہے کہ حسرت ہوتی ہے کہ اس صنف میں
لی ایسے ایسے گوہر آبدار دریافت کیے گیے ہیں۔ جہاں ہر آدمی کی نگاہ آسانی
ے پہنچنے والی نہیں تھی یہ غفور صاحب کا قابلِ قدر کارنامہ ہے۔ اُردو میں طنز و
زاح پر بہت کم کام کیا گیا ہے۔ چند اچھے مزاح نگار اور طنز نگار بھی ہمارے
نے میں زورِ بیان کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ چند کتابیں بھی اس موضوع پر لکھی گئی
یں لیکن بلا شبہ یہ کوششیں ناکافی اور ناتمام نکلیں خواجہ عبدالغفور نے حق الارکان
ی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس عمل میں انھوں نے بڑی سعی و کاوش
ے کام لیا ہے۔ اور طنز و مزاح کے باب میں بڑی تفصیل سے اس کی تاریخ سے،
روایات سے، ماضی سے اور اس کے استعمال سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ تو مطالعہ

ترقی اُردو بورڈ مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند
کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام : ٹ۔ ج۔ دو بوئر ترجمہ : ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے۔ قیمت ۵۰/۷

تاریخ تمدن ہند پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں۔ قیمت : ۔/۱۲

ہمارا قدیم سماج سید سخی حسن

سید سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر ان کے تقاضوں کے مطابق پُر وقار انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ جس میں نہ جانب داری ہے اور نہ تعصب۔ قیمت : ۔/۱۰

تقسیم کار
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

کے لطف میں اضافہ کرتی ہے۔

'شگوفہ زار' میں طنز و ظرافت کے مختلف ابواب مقرر کیے گیے ہیں۔ جس کی بنا پر اس تصنیف کو ایک قابلِ قدر تصنیف کا درجہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر اس میں مزاح۔ خالص مزاح، مزاحیہ صورت واقعہ۔ بے معنی مزاح۔ طنز۔ شگفتہ طنز۔ مذاق۔ علمی مذاق لطیفہ اور چٹکلا سب کچھ شامل کیا گیا ہے اور اسی طرح ہنسی اور قہقہے کی مختلف شکلیں پیش کی گئی ہیں یعنی گلوگیر ہنسی۔ خندۂ استہزاء۔ آ ہا ہا۔ قلقل۔ قلقاری۔ زیرِ لب تبسم۔ ہزل۔ تضحیک۔ ہجو۔ فقرہ بازی۔ چھیڑ خانی وغیرہ وغیرہ

خواجہ عبدالغفور اس بڑے اور اہم کام کے لیے قابلِ مبارکباد ہیں اور طنز و مزاح سے دلچسپی رکھنے والے لوگ بجا طور پر خواجہ عبدالغفور کی اس قابلِ قدر تصنیف میں ایسے ذوق کی تسکین پاتے ہیں اور طنز و مزاح کے میدان میں کام کرنے والے 'شگوفہ زار' سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور ان دونوں ہی صورتوں میں ہمیں خواجہ عبدالغفور کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

"شگوفہ زار"، کو شہریار عابدی صاحب نے طباعت کے پیراہن سے آراستہ کیا ہے اور اس کے لیے غفور صاحب کی طرزِ تحریر کے پرستار عابدی صاحب کے بھی مشکور ہیں۔

شگوفہ زار ۔ خواجہ عبدالغفور ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ قیمت: ۱۰/۰۰

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

زمانہ گزر گیا کہ ملا وجہی کا نام اور کام اور کلام ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم کی زبانِ قلم سے گویا سنا یعنی پڑھا تھا۔ اس کے بعد ملائے موصوف کے بارے میں کیا کیا تحقیقاتیں ہوئیں اور کس کس محقق و محققہ کو اس بارۂ خاص میں کتنی کامیابی ہوئی۔ وہ سب کچھ منصۂ شہود پر آجانے کے بعد میرے لیے پردہ خفا میں رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے جواں سال۔ شیدائے تحقیق۔ برق رفتار ڈاکٹر نور السعید اختر نے اپنے نام کے

تینوں ارکان کی کرامت دکھائی اور ملا وجہی کے متعلق اب تک جو کام ہوا ہے اس کا خلاصہ جو نہ ہوا تھا اور اس قابل تھا کہ کیا جائے اسے کر دکھایا۔ چنانچہ آپ نے اردو ادبیات قدیم و جدید کے جوہریوں کے سامنے گولکنڈہ کے علمی کوہ نور، تاج الحقائق کو پیش کر دیا۔ سطور ذیل میں ڈاکٹر اختر کی مساعی پر اچٹتی ہوئی نظر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ گہرائی سے وہ حضرات داد دیں گے جو علمی تلاش و جستجو کی مشکلوں سے آگاہ ہیں۔ ڈاکٹر اختر کی شخصیت و قابلیت وغیرہ کے متعلق ہمارے فاضل دوست مولانا عطا اللہ ایم۔اے نے جو لکھا ہے اور کتاب کے تعارف میں شامل ہے اس سے زیادہ اور کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔

اور میری گفتگو کتاب کے ان حصوں تک محدود ہوگی جو کتاب کے مرتب اور مصحح کی تلاش و جستجو، تنقید و تدقیق اور بحث و تمحیص اور حواشی اور ضمیموں پر مشتمل ہیں۔ جن میں موصوف نے دوسروں کی معلومات کے خلاصہ کے ساتھ اپنی تحقیقات کو پیش کیا ہے۔ وجہی کے بارے میں گفتگو میں مرد علما ہی نے نہیں خواتین عالمات نے بھی داد تحقیق دی ہے۔ اور اس بارۂ خاص خطۂ دکن کے علما، زبان و ادب سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی میلان طبع اور فکر و نظر کے مطابق جو نتائج پیدا کیے ہیں وہ اپنے اپنے انداز سے صفحۂ کاغذ پر منتقل کر دیے ہیں۔ مثلاً ملا وجہی کا سال ولادت و وفات۔ اس کا نام۔ اس کی علمی شخصیت۔ اس کی وطنیت۔ اس کی شاعرانہ تعلی۔ اس کا مذہب۔ اس کا کردار۔ اس کا ظاہر و باطن اس کا تصوف۔ اس کی گمنامی اس کی درباری زندگی۔ اس کا تعطل و بیکاری۔ اس کے ہمعصر دو بادشاہ اور دونوں شاہوں کے دربار میں وجہی کی مقبولیت یا نامقبولیت۔ وجہی تخلص کے اور اشخاص وجہی کا نام اور اس کے اردو فارسی کلام کا درجہ اور مقام۔ تاج الحقائق کے مصنف کون ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر اختر کا فیصلہ یہی ہے کہ کتاب تاج الحقائق ملا اسد اللہ وجہی کی ہی تصنیف ہے۔

ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر فرماتے ہیں۔

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

۱۹۵۷ء میں حکومت ہند کی وزارت تعلیم نے نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کے نام سے ایک بڑے اور خود مختار اشاعتی ادارے کی داغ بیل ڈالی۔ اس ادارے کا اوّلین مقصد ملک میں ایک ایسی ہمہ گیر تحریک چلانا تھا۔ جس کے ذریعے ہندوستان کے عوام میں کتابیں پڑھنے کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کیا جائے نیشنل بک ٹرسٹ کو اپنے اس مقصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ یہ ادارہ اب تک پانچ سو سے زیادہ کتابیں ہندوستان کی مختلف علاقائی زبانوں میں شائع کر چکا ہے۔ ان میں مندرجہ ذیل کتابیں اُردو میں شائع کی گئی ہیں۔

آبادی	مصنفہ ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ مخمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	〃 لارنس بینین	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	〃 دی آر اٹھاولے	〃 ش. قدوائی	۱/۲۵
عظیم باغی	〃 ڈینس کنکیڈ	〃 ڈاکٹر پرماتما سرن	۱/۲۵
قاضی نذر الاسلام	〃 یسودھا چکرورتی	〃 عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	〃 ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	〃 ایم، کے، درانی	۱/۵۰
کچھوا اور خرگوش	〃 ڈاکٹر ذاکر حسین بلا جلد ۱/- مجلد		۱/-
گاندھی کا ہندوستان	〃 کثرت میں وحدت	مرتبہ نیشنل گاندھی صدی سیکٹی	۱/۲۵
گرو نانک	〃 گوپال سنگھ	ترجمہ مخمور جالندھری	۲/۲۵
مٹتی بنتی تصویریں	〃 بھگوتی چرن ورما	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۱/-
تاش کے محل (ناول)	〃 میپال منگنا نیکما	〃 زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ جی پاسوم، سندرم	〃 حسرت سہروردی	۸/-
سفید خون (ناول)	مصنفہ نانک سنگھ	〃 رتن سنگھ	۷/-
گرو گوبند سنگھ	〃 ڈاکٹر گوپال سنگھ	〃 مخمور جالندھری	۲/-
ہندی افسانے	مرتبہ ڈاکٹر نامور سنگھ	〃 اگرسین نارنگ	۱/-
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنفہ پنا لال پٹیل	〃 کشور سلطانہ	۶/-
پنجابی افسانے	مرتبہ ہربھجن سنگھ	〃 مخمور جالندھری	۱۰
رنجیت سنگھ	مصنفہ ڈی - آر - سود	〃 〃 〃	۱/۷۵

"وجہی کے ذکر سے تمام تذکرے اور تاریخیں خالی ہیں"۔
(تاج الحقائق ص۲)

جب صورت حال یہ ہو تو جناب جاوید وششٹ یا کسی اور محقق کا
یہ ارشاد کہ:۔

"یقیناً اس زمانے میں جو اُن (اس) کا عہدِ شباب تھا۔ اسے
راحت اور فراغت کے تمام اسباب میسر ہوں گے۔ بادشاہ وقت کی
طرح وہ ایک رنگین مزاج اور عیش پسند شاعر تھا۔ اس زمانہ میں اس کی
زندگی تمام تر شراب. شاہد و شعر سے عبارت تھی" (تاج الحقائق ص۱۲)

جب حالات معلوم نہیں تو یہ جو کچھ ارشاد ہوا محض قیاسات ہیں۔
بنائے قیاس۔ وجہی کے فارسی اشعار معلوم ہوتے ہیں۔ محصول شعر یقیناً خود بدولت
لیکن حق یہ ہے کہ یہ بنائے استدلال بے اصل ہے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ اکثر
ثر شاعر محض ہوائی باتیں کیا کرتے ہیں۔ ان کی اصلی زندگی اور ان کی اپنے اشعار
بیان شدہ زندگی اصل و نقل یا بیداری اور خواب کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ زیادہ
جانے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر اسی صدی کے دو مشہور استاد و شاگرد شاعروں
ر و ریاض کی پارسایانہ زندگی اور شاعری کو پیش کیا جا سکتا ہے۔
حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں تسبیح۔ استغفراللہ اور سبحان اللہ کا ورد
تے ہوئے غزل میں فرماتے ہیں۔

۵ آنکھیں دکھلاتے ہو، جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

اور امیر ہی کے شاگرد حضرت ریاض خیرآبادی مرحوم خیام وقت مشہور تھے۔ اور
مان لیا گیا تھا کہ شراب کے مضامین باندھنے میں یکتائے روزگار تھے۔ فرماتے

۵ بھر کر حرم کے گوشے میں رکھ دی تھی زمزمی
پی لی چرا کے زاہدِ شب زندہ دار نے

تازہ مطبوعات

نئی دُنیا کو سلام اور جمہور
علی سردار جعفری

یہ منظوم تمثیل نہیں بلکہ تمثیلی نظم ہے۔ اس کے کردار، کردار نہیں۔ علامتیں ہیں کہانی، پلاٹ نہیں، مبہم سا خاکہ ہے۔ واقعات کی بجائے واقعات سے پیدا ہونے والے جذبات، تاثرات اور احساسات پیش کیے گئے ہیں۔ اس نظم کا موضوع بھی نیا ہے اور تکنیک بھی نئی، اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی طویل نظم جو کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے

قیمت: ۷/۰

دُنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد
(مولانا) عبدالسلام قدوائی ندوی

زیرِ نظر کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا، سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں؟ تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

قیمت: غیر مجلد ۲/۷۵
مجلد ۳/۰

امریکہ کے کالے مسلمان
ڈاکٹر مشیر الحق

امریکہ کے تقریباً ۲ کروڑ حبشی مسلمانوں میں سُنّی مسلمان، شیعہ مسلمان اور قادیانی مسلمانوں کے علاوہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منظم ہے۔ یہ اپنے ملک میں "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں رنگ و نسل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق سفید فام امریکنوں پر اسلام کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ امریکہ کی ایک ایسی سیاسی و سماجی تحریک کی داستان جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے۔

قیمت: غیر مجلد: ۲/۰

باخبر لوگوں کا بیان ہے کہ ریاضؔ اگرچہ زندگی بھر مناقب شراب نظم کرتے رہے۔ لیکن اسے دور سے دیکھا ضرور تھا۔ مگر پاس کبھی نہیں گئے۔

یہ تو بڑھاپے کی بات ہے انہی کی جوانی کا شعر ہے ؎

ہے ریاضؔ اک جوانِ مستِ خرام
نہ پیئے اور جھومتا جائے

ان کی جوانی کی تصویر تو ان کے کلام میں نظر آتی ہے اور بڑھاپے کا عکس نقش کسی رسالے میں دیکھا تھا۔ مرحوم کی سفید داڑھی خاصی لمبی تھی۔ اس تصویر کو دیکھ کر اگر کوئی شوخ بے ادب انہی کا شعر ذیل پڑھ دیتا تو خدا جانے اسے کیا کہا جاتا۔ شعر یہ ہے ؎

اپنے جوتوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار
اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت

حالانکہ ریاضؔ نے گندم نما جو فروشوں کی تصویر کشی کی ہے۔

خیر یہ تو بات میں بات نکل آئی نہ بحث وجہیؔ کی تاریخی شخصیت اور اس کے بارے میں قیاس آرائیوں کی تھی۔

وجہیؔ سے محترم قطب شاہ کی بے رخی کے بارے میں جو قیاسات ہیں۔ ان کے امکان سے انکار نہیں۔ وجہیؔ کی رعونت وغیرہ کو بھی اس میں دخل ہو سکتا ہے لیکن یہ دنیا کا دستور ہے کہ کل کے مردود مقبول اور آج کے مقبول مردود۔ یہ اُتار چڑھاؤ ہوتے آئے ہیں۔ ملّا وجہیؔ کے نام اسداللہ سے ان کے اثنا عشری (تاج الحقائق ص۱۷) ہونے پر استدلال صحیح نہیں۔ ہاں مرحوم وجہیؔ تفضیلی ہو سکتے ہیں۔ یا وہ شیعیت کی متعدد شاخوں (جن میں اثنا عشریت بھی شامل ہے) میں سے کسی سے بھی متعلق ہو سکتے ہیں۔ مگر اثنا عشریت میں حصر درست نہیں۔ اس کے لیے اور ثبوت درکار ہیں۔ پھر ہاں یہ بیان کہ وہ چشتی مشرب کے صوفی تھے جی چاہتا ہے کہ اپنی مذہبی تاریخ پر نگاہِ بازگشت ڈالی جائے تو عجب عالم نظر آتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس میں مزا

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین کتابیں

جدوجہد آزادی بپن چندر۔ امیلیش ترپاٹھی۔ برُن ڈے ترجمہ: غلام ربانی تاباں

یہ جدوجہد آزادی کی ایسی اجمالی تاریخ ہے جو بڑی احتیاط، معلومات اور سلیقے سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں گہرائی بھی ہے۔ تحریک کے ہر پہلو اور ان کے مختلف عناصر کی عکاسی کرتی ہے۔ قیمت ۵/۵۰

بنگرواڈی مصنف: وینکٹیش ماڈگولکر مترجم: عرش ملسیانی

"بنگرواڈی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے۔ جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے۔ "بنگرواڈی" بے شک وشبہ ایک قابلِ فخر تخلیق ہے۔ قیمت: ۵/۲۵

آبِ حیات مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص وترجمہ: سیّد احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر وقیمت کے متعلق ادب کے مورّخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اُس کے اسلوب وبیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز۔ قیمت ۶/۷۵

شاعر مصنف: تاراشنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پریتش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں غالباً ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تاراشنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوّت اور کردار نگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔ قیمت ۸/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵، بمبئی ۳، علی گڑھ ۲

آتا ہے کہ اپنوں کو غیر بناتے چلے جائیں اور قریب آنے والوں کو دور تک دھکیلے چلے جائیں۔ اور بعض ایسے بزرگوار رہے ہیں جنہیں مشاہیر عالم کو اپنا اور اپنے میں سے ظاہر کرنا محبوب رہا ہے۔ اسے دیکھنا ہو تو قاضی نور اللہ شوستری مرحوم کی کتاب مجالس المومنین کا ایرانی اڈیشن حیرت ناک دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

محترمہ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کا یہ ارشاد کہ

"۱۶۴۰ء کے بعد وجہی کا کہیں نام سنائی نہیں دیتا۔ طبعی طور پر وہ مرا بھی نہ ہو تو ادبی حیثیت سے وہ دنیا کے لیے مر چکا تھا۔

(تاج الحقایق ص۲۲)

محترمہ موصوفہ اسے ادبی حیثیت سے مردہ قرار دیتی ہیں۔ لیکن میں عرض کروں گا۔ یہ عارضی گمنامی اس کے مردہ ہونے کی دلیل نہیں۔ آپ اسے گوشہ نشینی یا لمبی نیند قرار دے سکتے ہیں۔ دیکھیے وہ بیدار ہوا اور کیسے کیسے اہل علم اس پر کام کر رہے ہیں اور یوں وہ اپنا ادبی مقام حاصل کر رہا ہے۔

خیر یہ باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی۔ مجھے یہ دکھانا ہے کہ ڈاکٹر اختر نے "تاج الحقایق" کے مخطوطات کی تلاش میں کن کن دروازوں کو کھٹکھٹایا۔ اور کہاں انھیں کامیابی ہوئی اور کہاں اور کیوں مایوسی ہوئی۔

بہر حال اصل کتاب میرے تبصرے سے بے نیاز ہے۔ مجھے یہ دکھانا ہے کہ ہمارے فاضل مؤلف نے اپنے نسخہ کی تکمیل کے لیے کیا زحمت اٹھائی ہے۔ اور اسے مفید سے مفید تر بنانے کے لیے کتنے اضافے کیے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) تاج الحقایق کی زبان ص۷۱ سے ۸۷ تک (۲) تاج الحقایق کی فرہنگ ص۲۴۴ تا ۲۵۲

(۳) محاورات ص۲۵۳ تا ۲۵۶ (۴) ضرب الامثال ص۲۵۷

(۵) آیات۔ احادیث۔ عربی اقوال مع ترجمہ ص۲۵۸ تا ۲۶۲

(۶) تعلیقات ص۲۶۳

(۷) کتابیات بطریق ابجد تذکرے ص۲۶۵ تا ۲۷۰

ایک نایاب مخطوطے کی اشاعت

شمالی ہند کا قدیم ترین شہادت نامہ عاشورہ نامہ" روشن علی سہارنپوری نے ۱۱۰۰ھ م ۱۸۶۶ء میں تصنیف کیا تھا، پہلی بار پروفیسر مسعود حسین خاں، صدر شعبہ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور سید سفارش حسین رضوی کی تصحیح و تحشیہ اور تحقیقی مقدمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ شمالی ہند کے قدیم ذخیرۂ ادب میں ساڑھے تین ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ایک گراں قدر اضافہ ہے جس سے اردو تاریخ شعر کے ایک دور کی تکمیل ہوتی ہے۔

قیمت: دس روپے

---

(۸) انگریزی کتب ص۲۷۱ (۹) ڈکشنریاں ص۲۷۳
(۱۰) فہرست مخطوطات ص۲۷۳
(۱۱) رسائل ص۲۷۵

کتاب کا کاغذ برا نہیں۔ کاش کتابت و طباعت اس سے اچھی ہوتی۔ دس روپے کتاب اور مولف کی محنت کے مقابلہ کم ہے۔ مگر کاغذ طباعت و کتابت کے لحاظ کم نہیں پتہ نہیں غریب مولف کو مادی طور پر کیا فاعدہ ہوگا۔

تاج الحقایق مرتبہ: ڈاکٹر نورالسعید اختر۔ علوی بکڈپو بمبئی قیمت ۱۰/-

---

ریاض پانی پتی

"دوسرے کنارے تک" ناولستان۔ دلی ۲۵ کی تیسری پیشکش ہے مصنف عزیز قیسی اور تقسیم کار مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ہیں۔ ناول انگریزی ناولوں کی طرز پر پرلوگ (PROLOGUE) سے شروع ہوتا ہے اور اپی لوگ (EPILOGUE) پر ختم ہوتا ہے۔ صدیوں پرانے طرز تحریر کو موجودہ دور میں رائج کرنے کی کوشش ہے ورنہ مشاہدہ ہے کہ tCLaNoL T.S. ELiOt کی کے بعد کسی بھی مصنف نے پرولوگ اور اپی لوگ کا استعمال نہیں کیا، پرولوگ بمعنے افتتاح اور اپی لوگ بمعنے ختم شد۔

جب بھی میں کسی کتاب کو پڑھنے کے لیے منتخب کرتا ہوں میرے ذہن میں وہ تمام صعوبتیں جو مصنف پر گذرتی ہیں گھوم جاتی ہیں۔ ہر مصنف چاہے وہ کچھ ہی لکھے اپنے دماغ میں ہزاروں خاکے مرتب کرتا ہے۔ خون پسینہ کرتا ہے۔ راتوں کی نیند حرام کرتا ہے۔ تب جا کر دماغ میں جمع شدہ خاکے سپرد قلم ہوتے ہیں اور قصے کہانیاں جنم لیتی ہیں۔ ہر مصنف کے لیے میرے یہی جذبات ہیں چاہے وہ بلندپایہ کہنہ مشق ہو یا نو مشق۔

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمٰن۔ ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیشِ نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خد و خال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔
اس انتخاب میں لگ بھگ اسّی نئے شاعروں کا کلام ہے۔

قیمت مجلد ۱۰/۵۰
نیوز پرنٹ غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل

ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جن میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہِ راست مسلمانوں سے ہے۔ یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصر جدید" کے لیے لکھے تھے۔

ملک کے مایۂ ناز مفکر، فلسفی، معلّم اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے

قیمت: ۵/۵۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ چھہتر ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالاتِ زندگی درج ہیں۔ ساتھ ہی نمونۂ کلام بھی ہے یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

قیمت: ۱۵/-

داستانِ اشک و خوں

خواجہ غلام السیدین
مقدمہ: کرنل سید بشیر حسین زیدی

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا۔ سالِ گذشتہ کی ابتدا سے بالخصوص ۲۵۔ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے، اُس سے انھیں سخت دکھ ہوا۔ خواجہ صاحب نے اپنے دلی کرب و اضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے ہی مضامین کا مجموعہ ہے

قیمت: ۱/۲۰

انھیں جذبات سے میں نے "دوسرے کنارے تک" کا مطالعہ شروع کیا اور اپیلوگ تک پہنچ کر بھی یہ نہ سمجھ سکا کہ مصنف کیا کہنا چاہتا ہے اور کس پلاٹ یا کردار کو ابھارنا چاہتا ہے۔

پرولوگ میں مصنف نے یہ لکھ دیا ہے کہ " یہ کہانی ہندوستان کے کسی بھی شہر کسی بھی علاقے کی ہو سکتی ہے " مگر جب کتاب ختم ہوئی تو مصنف کو ایسا لکھ دینا تو آیا مگر اُسے نبھا ہنا نہ آسکا۔ کیونکہ اُسے جگہ (گوا) اور پانجم (صحیح پاناجی) کا سہارا لینا پڑا۔ اب جب یہاں اختتام کا ذکر نکل آیا ہے تو پھر یہ بھی سن لیجیے کہ مرکزی کردار شنکری کی لاش سمندر میں پڑے پڑے خراب ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ پہچان میں بھی نہیں آتی مگر کاغذ کی وہ پرچی جس پر اُس نے اپنی آخری خواہش لکھ رکھی ہے جیسی کی ویسی ہی مل جاتی ہے۔ شاید مرنے یا خودکشی کرنے والی نے اس پر موم جامہ کر رکھا ہو۔ سمندر کا پانی بہت زیادہ کیمیائی اثر رکھتا ہے اور ندی کے پانی کی بہ نسبت چمڑے۔ کاغذ۔ لکڑی اور پتوں پر فوراً اثر انداز ہوتا ہے جس کے لیے مشاہدہ ضروری ہے۔

کہانی شنکری کے نام سے شروع ہوتی ہے جس کا کردار آخیر تک بالکل ٹھس ہے لڑکی وہ چاہے دیہات کی ہو یا شہر کی اسقدر گونگی بہری تو نہیں ہو سکتی جتنا کہ شنکری کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہی کردار مصنف کو ظاہر کرنا مقصود تھا تو کچھ تو اس کے گُن ابھارے جاتے کہ پڑھنے والوں کی ہمدردی کی مستحق ہوتی۔ شنکری کا کردار جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے خطوط سے ہی ہوتا ہے جو اس نے اپنے خیالوں میں بسے ہوئے دیوتا (ہرکرشن) سے منسوب کیے ہیں اور جو اُس تک کبھی نہیں پہنچتے۔ خطوط میں نہ جذبات کا اظہار ہے نہ زبان کا لحاظ۔ محض بیکار سے خطوط ہیں جن کا صحیح مصرف پھاڑنا ہی تھی۔

"مہندی" کے ساتھ بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ مہندی کا چھوٹا سا پیڑ ہوتا ہے جس کی شاخیں نرم اور لچیلی اور چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں جنکی خاصیت یہ ہے

ا پنی شاخوں کو زمین کی طرف نہیں پھیلنے دیتی مگر مصنف نے مہندی کی ڈال کو شنکری کے پاؤں سے متعدد بار
یا ہے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ مہندی کی ڈال اس کے گلے میں باہیں بن کر حائل ہوتی شاید کہانی کار نے مہندی کے پیڑ کو
ھا نہیں صرف باریک پسی ہوئی مہندی کے پیکٹوں کو دیکھا ہے اور شاید نارنگی کے
ولوں کو بھی دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ کہانی میں نارنگی کے پھولوں کو موٹے موٹے
رنگ بتلایا گیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نارنگی کے پھول چھوٹے چھوٹے سفید
ک لیے ہوتے ہیں اور پچھلی طرف ہرے۔ یعنی سفید اور ہرے رنگ کا امتزاج۔
راز ہ لگائیے کہ کتنے خوبصورت پھول ہونگے۔ اب جہاں مہندی اور نارنگی کے
پھولوں کا تذکرہ چل نکلا ہے تو ایک اور بات سنیے۔ مصنف نے "جامن کے خوشے"
ھا ہے۔ حالانکہ آپ سب ہی جانتے ہیں کہ "خوشے" صرف انگوروں کے لیے
تف ہے۔ جامنوں کے بارے میں تو پڑھا اور سُنا ہے کہ جامنیں "لدی پڑی"
یں۔ مگر "جامن کے خوشے" نہ تو پڑھنے میں کبھی آیا اور نہ سننے میں —
راصل ایک بڑے ادیب نے بھی ایسی ہی غلطی کی ہے۔ انھیں سیب اور
سیب کے درختوں سے "پیار" ہے اور اسی "پیار" میں پاگل ہو کر وہ وہاں بھی سیب
ے درخت اُگا دیں گے۔ جہاں سوائے ناریل کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ قدرتی مناظر
یکھ کر لطف اندوز ہونا سبھی کو آتا ہے۔ مگر قدرت کے پیدا کیے ہوئے پھل۔
پھول۔ پہاڑ۔ نالے۔ ندیاں ان سب کو سمجھنا آسان نہیں ہے کہ بغیر ان
ے سمجھے قدرت کے عطیات کا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا۔

شنکری کو یوں تو بڑی ٹھس قسم کی ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ہر کرشن کے لیے اپنی
ولونی میں فلیٹ ڈھونڈنے کے لیے اس قدر بے چین بتایا ہے کہ اپنے باپ
سے ذکر کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہاں تک کے چندراوتی (شنکری کی سہیلی)
س کی ناول میں کوئی جگہ نہیں ہے اور صرف "کھرتی کا نٹ"، ظاہر ہوتی ہے
اسے اور اس کے والد تک سے سفارش کرانے کے لیے تیار ہے۔ پھر یہ بھی
یا ہے کہ چندراوتی کے والد صرف چار آرٹیکل لکھ کر دو ہزار ماہانہ کما لیتے ہیں۔

صاحب ہندوستان کا بڑے سے بڑا ادیب ایڑیاں رگڑ رگڑ کا مر جاتا ہے۔ دن رات محنت کرتا ہے۔ تب بھی دو ہزار روپیہ نہیں کما سکتا۔ ہمارے یہاں بڑے بڑے موجودہ ادیبوں میں سے فرینک مورلیس (FRANK MORAES) دریا دھرگو کھلے۔ پی۔ وی۔ گاڈگل اور خوشونت سنگھ کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ انھیں ایک آرٹیکل کے ۲۵۰ روپے زندگی بھر نہیں ملے اور نہ ملنے کی امید ہے۔ اگر چندراوتی کے باپ کو بڑا آدمی ہی بتانا مقصود تھا تو کوئی بزنس دے دیا ہوتا اس کے ہاتھ میں۔ آجکل کا زمانہ ایسا نہیں کہ مصنف چاہے کچھ ہی لکھے اور پڑھنے والے اُسے صحیح سمجھ لیں۔ پھر اس مبالغہ آرائی سے کیا حاصل

مرکزی کردار شنکری کا ہے اور اس کے والدین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افیا کے انٹے کھا کر کونوں میں دبکے پڑے ہیں۔ انھیں ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں۔ لگاؤ نہیں۔ اور نہ ہی اپنی لڑکی سے۔ ایک، ایک جگہ بیٹھا کھانس رہا ہے اور دوسری اپنے لب سیئے کونے کھتروں میں پڑی ہے۔ ادھر مرکزی کردار اس گھر میں جو باورچی خانے کا بھی کام دیتی ہے۔ مگر بو گنا ولد ضرور اُس کے چہرو کے پرسا انگن ہے۔ مصنف نے اس کی وجہ یہ ظاہر کی ہے کہ شنکری کی ماں سے ماضی میں ایک غلطی سرزد ہوئی تھی جس کی سزا اس طرح بھگت رہی ہے۔ کوئی بھی ماں اس طرح منھ پھاڑ کر اپنے ماضی کے کردہ یا ناکردہ گناہوں کا بکھیڑا لڑکی کے سامنے نہیں بیٹھتی۔ مگر شنکری کی ماں نے اپنی رام کہانی سنا دی۔

شنکری اور ہرکرشن کو بار بار ملنے کا موقع دیا گیا ہے۔ مگر شنکری کی زبان کسی حال نہیں کھلتی اور جی چاہتے ہوئے بھی ایک لفظ زبان سے ادا نہیں کر سکتی پھر بھی نہ سمجھا دیا جاتا ہے کہ اب شنکری اور ہرکرشن ازدواجی بندھن سے بچ نہیں سکتے مگر پھر کسی خیال سے مصنف اپنا ارادہ ترک کر دیتا ہے۔ یہاں پر کہانی کو ایسا موڑ دیا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ کہانی میں کوئی ویلن نہیں اور بغیر ویلن کے کہانی کیسے ہو سکتی ہے اسی لیے ہرکرشن کے بڑے بھائی

کو اسٹیج پر دھکا دے کر گرا دیا گیا ہے اور بلرام بغیر کسی جد و جہد کے شنکری کو اسٹیمر میں بٹھا کر گوا لیجاتا ہے۔ چلیے کہانی ختم ہوئی۔

سیدھی سے بات ہے کہ "دوسرے کنارے تک" میں ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے کہ نیاپن ظاہر ہو۔ نہ اس میں کوئی پلاٹ ہے اور نہ طرزِ تحریر میں روانی۔ کہانی اٹک اٹک کر آگے بڑھتی ہے کوئی بھی کردار ایسا نہیں ہے۔ جس نے متاثر کیا ہو۔ اس پر بھی اگر آپ تضیعِ اوقات کے ہی قائل ہیں تو ضرور اس کا مطالعہ کریں۔

انصاف کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا۔ کہ چند جملے مصنف کے قلم سے اچھے نکل گیے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہے۔ "جب دامن جلے گا روئیں گے" اور پھر وہ کسی پیڑ کے نیچے مجھے رکھے۔ جس گلی پھرائے وہیں پھر ونگی اور جو دے گا۔ کھاؤں گی۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ملے گا۔

چلتے چلتے ایک واقعہ اور سن لیجیے۔ ہوا یوں کہ ایک صاحب کی محبوبہ نے اُن سے کہا کہ آپ اتنے بڑے اور عظیم شاعر اور ادیب ہیں مگر آج تک آپ کی ایک بھی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی عظیم ادیب نہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ رات لکھ لکھ کر گذاری۔ صبح سے کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک ہفتہ میں ہی کتاب چھپ کر منظرِ عام پر آگئی۔ اب جو کتاب پڑھی گئی تو معلوم ہوا کہ سوائے الفاظ کے ہیر پھیر کے اور کچھ نہیں ہے۔ جب محبوبہ نے شکایت کی کہ یہ کیسی کتاب ہے جس میں نہ کہانی ہے نہ روانی تو عظیم ادیب نے جواب دیا کہ "یہی تو عظیم ہونے کی نشانی ہے"

دوسرے کنارے تک عزیز قیسی۔ ناولستان۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵۔ قیمت ۳/۵۰

رشید نعمانی

پروفیسر آلِ احمد سرور کا یہ مجموعۂ مضامین پہلی بار ۱۹۴۷ء میں چھپا تھا، اس

کے بعد جنوری ۱۹۵۲ء سے لے کر اب تک مکتبہ جامعہ اس کو ساتویں بار طبع کرکے شائع کر رہا ہے۔ اُردو اور خاص کر علمی اور ادبی کتابوں کو ایسی مقبولیت مشکل ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

اس مجموعے میں جو مضامین ہیں ان میں تنقید اور توصیف کے افادی اور معنوی پہلو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے شعروادب کی بعض شخصیتوں اور ان کی قلمی کارگزاریوں پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ ان کی عظمت اور برتری برقرار رہے، اسی کے ساتھ پڑھنے والوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وقت اور زمانے کے جو مطالبے اور توقعات ہیں وہ ان کی نگارشات سے کس حد تک پوری ہو سکی ہیں۔

تنقید کا مقصد یہ ہے کہ خوبیوں کے ساتھ جو کمیاں ہیں ان کو بھی سلیقے سے اور مہذب انداز میں پیش کر دیا جائے۔ نہ اس پر جانب داری کا شبہ ہو اور نہ عیب جوئی کا الزام ــــ اسی مسلّمہ اصول کے تحت ہماری بعض بہت ہی معزز اور سربرآوردہ شاعروں اور انشا پردازوں کی تخلیقات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چناں چہ مضامین میں حالؔی اور اکبؔر جیسی مفتخر شخصیتوں نے جہاں وقت کے تقاضوں کو نظر انداز کیا ہے اور اعتدال پسندی بلکہ منصف مزاجی کی راہ سے ہٹ گیے ہیں اس کو صفائی سے بیان کرکے بتا دیا گیا ہے کہ ان کی یہ روش، قابلِ اعتراض تھی اور اسی وجہ سے ان باتوں کو نہ تو قابلِ توصیف سمجھا جا سکتا ہے اور نہ قابلِ تقلید۔

شبلی اپنے دور کے ایک مورّخ اور انشا پرداز کے علاوہ نہایت ہی بالغ نظر اور فاضلانہ جرأت پسندی کے حامل تھے۔ ان کے اس وصف کو واجب طور پر سراہا گیا ہے بعض مسائل اور معاملات میں انھوں نے وقت کی بڑی سے بڑی جماعتوں اور سر سیّد جیسی شخصیت سے براہ راست اختلاف ظاہر کرنے میں نہ مصلحت بینی سے کام لیا ہے اور نہ غیر ضروری مروّت سے۔

علامہ اقبال کی حضرت انسانی سا حرفانے علاوہ ... بات ہیں بھی نمایاں ہے۔
اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ موضوع نیا ہے - اہم ہے اور قابلِ مطالعہ مشہور انگریزی
افسانہ نگار سمرسٹ ماہم کو اردو داں طبقے سے متعارف کرانے کی کوشش ایک مستحسن
پیشکش ہے۔

کتاب کا جو نام ہے اس عنوان پر بھی خاصی واقف کاری کے بعد قلم اُٹھایا گیا
ہے۔ تنقید کا فن، اس کے اصول اور اس کی ضرورت و اہمیت پر وضاحت اور نکات
کی شکل میں بہت سی باتوں سے آگاہ اور آشنا کردیا گیا ہے، جس سے متعلم، معلّم اور
شعر و ادب سے ذوق و شغف رکھنے والے خاطر خواہ لطف اور استفادہ حاصل
کرسکتے ہیں۔

ص۱۸ پر ۱۹۵۲ء کے اڈیشن میں جو مصرع " فلک نشین و ملائک جناب .... دِلّی
درج تھا آج بھی اسی طرح موجود ہے۔ یعنی جناب کے بعد "تھی" نہ دارد۔ اسی کے
علاوہ "گلزارِ داغ" کے متعدد پُرانے اور نئے نسخوں نیز انتخابات میں "فلک نشین"
بجائے "فلک زمین" چھپا ہوا ملتا ہے۔

کاش صحتِ املا اور کتاب کے حسنِ طباعت کو بھی قابل توجہ سمجھا گیا ہوتا۔

تنقید کیا ہے؟ آلِ احمد سرور مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلّی ۲۵۔ قیمت: ۵/۷۵

مختار شمیم

اردو شاعری میں صنفِ نعت نگاری، مدحِ رسولؐ سے مملو و متصف ہے۔ اسلام
کے ابتدائی دور سے ہی عربی ادب میں نعت نگاری کی بنیاد ڈالی جا چکی تھی۔ فارسی میں سعدیؔ،
جامیؔ، قدسیؔ، وغیرہ نے اس صنف کی طرف خاص توجہ دی۔ اردو میں بھی نعت نگاری کا وافر
اور قابلِ قدر سرمایہ موجود ہے۔ اگرچہ مختلف اصنافِ سخن میں نعتیہ مضامین ملتے ہیں۔
مگر قصیدہ اور غزل کا انداز معروف و مقبول رہا ہے۔

نعت گوئی بقول شخصے مدّاحی کا پل صراط ہے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ہی شانِ رسول ہے۔ لیکن یہی وہ معیار اور کسوٹی ہے کہ شاعرانہ کمال اور قدرتِ بیان کے ساتھ ساتھ پرخلوص جذبات، راست عقیدہ صحیح اسلامی تصور اور دینی بصیرت نعت گوئی کی بنیادی شرائط ہیں چناں چہ اس مقام پر باکمال شعراء نے بھی راہ کی مشکلات کا احساس کیا ہے، اور جہاں وہ حدود سے متجاوز ہوا چاہتے ہیں اپنے عجز کا اعتراف کر لینے میں ہی اپنی سلامتی سمجھتے ہیں۔

قدیم ٹونک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں کا کوچہ کوچہ محتسب تھا۔ علماء کی ریاست میں تشریف آوری اور خود نوابین کی مذہبی روش سے ریاست میں ایک طرح سے مذہبی فضا پیدا تھی۔ آج بھی اس سرزمین پر مذہبی اثرات نمایاں ہیں غالباً اسی دینی ماحول کے تقاضے کے پیشِ نظر ٹونک کے اکثر شعراء مدحِ رسولؐ کو اپنی عین سعادت جانتے ہیں اور شاید نجاتِ اُخروی کا وسیلہ بھی۔ لیکن نعت گوئی کے لیے اگر پُرخلوص جذبات، محبت و عقیدت کی ضرورت ہے تو اسی کے ساتھ شاعرانہ کمال، علمیت اور دینی بصیرت بھی ہونا چاہیے۔ اس اعتبار سے دِلؔ ایوبی ٹونک کے نعت نگاروں میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ انھیں ذاتِ رسول سے والہانہ شیفتگی اور ایک خاص نسبت ہے۔ ان کے مجموعۂ نعت "نذرِ رسالت" میں نبیِ اکرمؐ سے اپنے جذبات و عقیدت، جوشِ محبت اور والہانہ شیفتگی کا کامیاب اظہار ہے حضورِ اکرمؐ کی عظمت و رفعت کے پیشِ نظر وہ اپنے جذباتِ عقیدت کو شرعی حدود سے متجاوز نہیں ہونے دیتے۔ خلوص و محبت کی سرشاریوں میں بھی یہاں لغزشیں انہیں سنبھالے ہیں۔ اور یہ ان کے فن کی معراج ہے کہ وہ جس مضمون کو چاہتے ہیں خلوص کے رنگ میں فنی تزئین دے کر پیش کر دیتے ہیں۔ دِلؔ ایوبی ٹونکی کے پختہ مشق شاعر ہونے اور ان کی قدرتِ بیان کی دلیل یہی ہے کہ وہ فکر کے خاکوں کو مناسب الفاظ کے رنگوں سے سجانے کا فن جانتے ہیں۔ ان کے یہاں گہری فکر اور غنائیہ رچاؤ بھی ملتا ہے اور اظہارِ بیان میں سلیقگی اور صفائی بھی اسی قدر موجود ہے۔

غالباً انھوں نے مختلف عنوانات کے تحت نظموں (نعتوں) میں مختلف ہیئتوں کو اسی لیے اپنایا ہے تاکہ اظہار [illegible]

[illegible]

ہیں، البتہ بعض مضمون آرائی کے سبب ملا حی کا مترادف تو کہی جا سکتی ہیں۔ مگر والہانہ پن اور سوز و درد کی ان میں خاصی کمی ہے۔ لیکن وہ نعتیں جن میں جذباتی پہلو نمایاں ہے ان میں روضۂ صلعم کے دیدار کا اشتیاق، اور مدینے کی گلیوں کی خاک چھاننے کی تمنا نے ان سے بڑے پر سوز اشعار کہلوائے ہیں۔ اختر شیرانی کی مشہور نظم "اے عشق کہیں لے چل"، کی زمین میں، دل صاحب نے بہت ہی کامیاب نعت کہی ہے۔ اور دل کو چھو لینے والے اشعار زبانِ قلم سے ادا ہوئے ہیں۔

اوصافِ نبیؐ، ولادت اور معراج وغیرہ کے مضامین دل صاحب نے بھی نظم کیے ہیں مگر کمزور عقیدے اور کمزور روایتوں سے انھوں نے حتی الامکان گریز کیا ہے۔

مجموعہ کے ابتدائی صفحات میں مولینا ماہر القادری اور رئیس امروہوی نے دل ایوبی ٹونکی کی نعت نگاری کا جائزہ لیا ہے۔ ان حضرات کی تحریر کا اس مجموعہ میں شامل ہونا دل ایوبی کی مقبولیت اور ان کی ہر دلعزیزی کا بین ثبوت ہے۔

اس مجموعہ کی طباعت دلاویز اور کتابت دیدہ زیب ہے۔

نذرِ رسالت — دل ایوبی ٹونکی — ناشر: پی، کے پبلیکیشنز دہلی۔ قیمت -/۳

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

انتخاب محمد قلی قطب شاہ کو بھی مکتبہ جامعہ نے اپنے معیاری ادب کے سلسلے میں شائع کیا ہے۔ اس کتاب کی تصحیح و ترتیب کا کام جناب محمد اکبر الدین صاحب صدیقی حیدر آبادی نے انجام دیا ہے اور پُر از معلومات مقدمہ اس پر لکھا ہے جو یوں شروع ہوتا ہے کہ :-

> بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد سلطان قلی قطب الملک نے جو ۹۰۱ھ / ۱۴۹۶ء میں تلنگانہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۹۱۸ھ / ۱۵۱۲ء میں خود مختاری کا اعلان کیا اور قطب شاہی سلطنت قائم کی۔

جمشید قطب شاہ اپنے باپ سلطان قلی کو قتل کروا کر خود بادشاہ بنا اور سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔"

(انتخاب محمد قلی قطب شاہ ص)

یہ جملہ پڑھتے ہی کئی ملکوں۔ قوموں اور زمانوں کے تاریخی خونی انقلابات کے نظارے عالم خیال میں نگاہ کے سامنے سے گزر گئے۔ معاً یہ بھی خیال آیا کہ کون کس کو اور کیوں ملزم ٹھہرا کر بائیں بنائے جبکہ کسی ملک۔ زمانے اور قوم کے کسی نہ کسی قابلِ ذکر شخص کا دامن باپ۔ بھائی۔ بیٹے یا کسی اور عزیز۔ قریب یا حمایتی کے خون سے داغدار نہوا ہو۔۔۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے جس کے عبرت ناک انجام پر نظر کر کے اردو کے کسی قدیم شاعر نے درد بھرے لہجہ میں کہا تھا ؎

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالم گیری
آپ کتنے روز جیا کس لئے دارا مارا؟

خیر اسی خاندان کے چشم و چراغ محمد قلی قطب شاہ تھے۔ جو ابراہیم قلی کے تیسرے فرزند اور ان کی زوجہ بھاگیرتی کے بطن سے تھے۔ باپ نے بڑے فرزند عبد القادر سے ناراض ہو کر اپنے دوسرے لڑکے حسین قلی کو ولی عہد بنایا مگر قدرت نے اس کی بجائے قطب شاہی تاج محمد قلی کے سر پر رکھا۔ اس نے تین میدانوں میں نام پیدا کیا۔

(۱) بادشاہ بنا تو راج کاج میں دلچسپی لی اور بہت سے بگڑے ہوئے کاموں کو سدھارا۔

(۲) یہ عیش و عشرت اور راگ رنگ کا شیدا تھا۔ اسی نے حیدر آباد بسایا جسے اس نے اپنی محبوبہ بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر کے نام سے آباد کیا تھا۔ جو انقلاب زمانہ سے حیدر آباد کے نام سے مشہور ہوا اور اب نئے انقلاب خدا جانے اس کے لیے کون سا نیا نام تجویز کریں گے۔

(۳) تیسری چیز علم و ادب سے دلچسپی تھی جس کا نتیجہ اس کی شاعرانہ بلند

پرداز یوں کا ... کی حیثیت ...

مضامین کی وہ رنگا رنگی ہے کہ پڑھنے والا چونک اٹھتا ہے۔ کتاب کے نصیحاہ مرتب نے بجا فرمایا ہے کہ :-

" قطب شاہ کے اس ضخیم کلیات میں (جس کا نظارہ اس انتخاب میں بھی ہوتا ہے) جدتِ خیال بھی ہے۔ معنی آفرینی بھی۔ رنگینی بھی ریختہ بھی۔ شیرینی بھی اور تیکھا پن بھی۔ سطوتِ شاعرانہ بھی ہے اور جمالیاتی ذوق کا کمال بھی مقامی رنگ بھی ہے اور سے گلرنگ بھی۔ کلیات معانیِ گنجینۂ سخن ہے۔ اور چار سو سال پہلے کی زندگی کا ایک جیتا جاگتا مرقع ہے۔ اور معاشرہ کی زندہ تاریخ "

(انتخاب قطب شاہ صہ[12])

جرات معاف۔ اور تو سب کچھ بجا مگر اس وقت کے معاشرہ کی تصویر نہیں البتہ ایک لکھ لٹ بادشاہ کی عیش کوشیوں اور فارغ بالیوں کی تصویر ضرور ہے۔ کیونکہ حضرت مصحح نے ہی فرمایا اور بجا طور پر فرمایا ہے کہ :-

" دکنی شاعری میں اس (محمد قلی قطب شاہ) نے شبابیات کے جو مضمون باندھے ہیں اس کے دور میں اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس کا سبب اس کا بادشاہ ہونا ہے۔ اس نے جو دادِ عیش دی ہے کسی اور قطب شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ اس کا محل ہمیشہ نو خیز حسیناؤں سے بھرا رہتا تھا۔ بعض محبوباؤں کو تو اس نے محل بنوا دیے۔ اس کے شعر میں تغزل کا جو رنگ جمالیاتی اور جنسی شاعری کا جو انداز ہے اس کے معاصرین میں مفقود ہے "

(انتخاب محمد قلی صہ۹)

عوام میں کیسے اس کی نظیر ملتی۔ اوروں کے ہاں سب شنیدہ۔ یا دور کا جلوہ تھا۔ یا محض خیالی انگڑائی اور لفظی اڑان۔ اور قلی کو سب قسم کے مادی سامان میسر تھے اور اسی لیے وہ اپنی مادی باغ و بہارِ زندگی میں مست تھا۔ اس کی نظیر قطب شاہوں میں

کتاب

نہ ہو تو نہ ہو مگر آخری دور میں دکن کے دربار در بار کے لیے یہ کیفیت کچھ اجنبی نہ تھی۔
اس سلسلہ میں حضرت صدیقی نے محمد قلی کی عیش کوشیوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

" غضب تو یہ ہے کہ وہ ان باتوں کو بھی نبی کا صدقہ اور علی کی مدد اور لطف و کرم سمجھتا ہے اور اپنی غزل کی ہر تان اسی پر توڑتا ہے ۔"

حالانکہ اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی۔ کسی دور کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو مطعونِ عالم انسان کے ضمیر میں کوئی نہ کوئی نرم و نازک گوشہ ایسا ضرور ہوتا ہے۔ جو اس کی بدا طواریوں کے احساس کو دور کرنے کے لیے سکون آور دوا کا کام دیتا ہے۔ جسے گو نہ بے خودی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس کا ظہور مختلف صورتوں میں ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قاتل اور ڈاکو یا اور قسما قسم کے بے درد انسان کسی "نام" یا "مقام" کے پجاری ہوتے اور کسی نہ کسی قسم کے وہم کا شکار ہوتے ہیں۔ اور کچھ لوگ قول فعل کی ناپاک ہستی کو شراب کے صبو میں ڈبو دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے جو حضرت صدیقی یہ فرماتے ہیں کہ :

" اس قدر عیاش ہو کر بھی وہ (محمد قلی قطب شاہ) حد سے زیادہ مذہبی تھا۔" (ص)

کیونکہ ہماری سمجھ سے یہ با[illegible] کہ آدمی "حد سے زیادہ" نہ سہی معمولی "مذہبی" ہو کر بھی ایسے [illegible] لیے صحت مندانہ نظر [illegible] پاک قلب و نظر کا ثبوت نہ ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی طرزِ زندگی دولت [illegible] کے غلط استعمال کا مظاہرہ ہو

اگر "مذہبیت" یہی ہے جو ایسے لوگوں نے پیش کی۔ تو اس میں

عقل و شعور۔ اور دین دنیا کے لیے کسی صالح نمونہ کی چیز نہیں بلکہ بھلا دینے کی بات ہے۔

انتخاب محمد قلی قطب شاہ مرتبہ: اکبرالدین صدیقی۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دلّی قیمت ۴/۵۰

عزیز اندوری

علمِ عروض کی اہمیت آج بھی اس حیثیت سے مسلّم ہے کہ اس کے بغیر فنِ شاعری کو اب بھی مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ عروض جس کے لغوی معنی "شعر وزن کرنے کا علم" کے ہیں اگر اس کے لغوی معنی کے تحت ہی اسے پرکھا جائے تو بھی اس کی اہمیت اب بھی کچھ کم نہیں ہے۔ اس لیے کہ اردو شاعری باوجود ہیئتی تجربوں کے اپنے وزن کو نہیں کھو سکی ہے اور اگر بعض صورتوں میں انتہاپسندی کے تحت ایسا کیا بھی گیا ہے تو اس کی ساری دلکشی اور جاذبیت ختم ہو گئی ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ شعر کو عروض قاعدوں پر پرکھنے کا رواج عام تھا۔ جس پر سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں معمولی سی لغزش اور غلطی بھی قابلِ قبول نہیں تھی۔ ہر چند بعض ذہنوں نے اس سختی سے تنگ آ کر اور ہیئتی تجربوں کے اثر سے اس سختی سے احتراز کیا۔ اور اس کی پابندی کی طرف سے توجہ ہٹا لی۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس سختی اور پابندی نے شعرا میں چابک دستی اور فنّی شعور کو جس طرح پیدا کیا اس کا نتیجہ تھا کہ شاعری کو فنّی صلاحیتوں اور ریاضت و مشقت کے بغیر اختیار کرنے کی جرأت بھی نہیں ہوتی تھی۔ ہیئتی تجربوں کی تیزی نے چاہے اس سختی اور پابندی کی گرفت کو تھوڑا بہت ڈھیلا کر دیا۔ لیکن اس سے مکمل طور پر گریز ممکن نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ اردو میں آزاد نظم کی ابتدا بھی اسی عروضی بنیاد کو پیشِ نظر رکھ کر کی گئی۔ عروضی قاعدوں کے مطابق ارکان کی ترتیب سے جس طرح بحور کی تشکیل کی گئی تھی۔ آزاد نظم کے تحت اس ترتیب میں حسبِ ضرورت معمولی سی تخفیف یا تھوڑا سا اضافہ کیا گیا۔ اس طرح

جدید تجربات کی تیزی بھی اس کی بنیادوں کو ختم نہیں کرسکی۔ اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ علم عروض کے بغیر شعری صلاحیتوں کا پیدا ہونا بھی مشکل ہے اور ان کی تکمیل بھی ناممکن ہے۔

اس خیال کی روشنی میں آج بھی ایسی کتب کی ترتیب و اشاعت بے حد ضروری ہے جو عروضی علم کو حاصل کرنے والے مبتدی ذہنوں کی تربیت انتہائی خوش اسلوبی سے کر سکیں۔ یوں تو اس سلسلے میں بعض تفصیلی کتب، کتابچے اور قاعدے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن اول تو ان میں سے بعض کی فراہمی اب ممکن نہیں ہے۔ یا پھر ان کی ترتیب کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ بغیر کسی ماہر فن کی نگرانی اور معاونت کے ان کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے وہ کتب جن میں علم عروض پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ یقینی طور پر مبتدیوں کے لیے سخت ترین اور مشکل ہیں۔ نیز ان میں اسقدر تفصیل سے بحث کی گئی ہے کہ علم عروض کے طالب علم کا ذہن ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض کتابچے البتہ ایسے ضرور ہیں جو اپنی سلاست کی وجہ سے سمجھ میں آ سکیں۔ لیکن اب وہ آسانی سے فراہم نہیں ہوتے۔ اس سلسلے کے جو قاعدے شائع کیے گیے وہ بھی علیحدہ علیحدہ ہونے کی وجہ سے مبتدیوں کو بحور وغیرہ اور ان کی تقطیع سے متعلق معلومات کو یکجا طور پر فراہم نہیں کر سکتے۔ پھر وہ نصابی اور درسی مقصد کی تکمیل بھی اتنی وضاحت سے نہیں کرتے۔

ان باتوں کے پیش نظر "ابتدائی علم عروض" کی اشاعت ایک مبارک قدم ہے۔ جس میں مصنف سبحان انجم صاحب نے علم عروض سے واقفیت حاصل کرنے والے مبتدی ذہنوں کی سوجھ بوجھ کو سامنے رکھا ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا وضاحتی انداز ہے جسے تھوڑے سے غور و فکر کے بعد آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ مصنف نے اس کی ترتیب ہی کچھ اس انداز سے کی ہے کہ پڑھنے والا اسے درسی نقطۂ نظر سے اگر پڑھے تو اس پیچیدہ علم کو آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔

ابتدا میں ان تمام اصطلاحات کے لغوی معنی بھی دے دیے گیے ہیں جن کا تعلق

اس علم سے ہے پھران کی وضاحت بھی انتہائی سلاست کے ساتھ کر دی گئی ہے۔ شعر کی تعریف اور اُس کے ارکان کی وضاحت کے لیے بڑا آسان اور سلیس طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔

اسی طرح بحور کے نام اور ان کے ارکان کی بھی وضاحت کی گئی ہے ارکان کی ترتیب اصول کی وضاحت ان کے ہم وزن الفاظ کے ساتھ پیش کی گئی ہے جس سے ان ارکان کا وزن یا ان کی ترتیب آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ انیس ۱۹ بحور کے نام اور ان کی رکنی ترتیب کی وضاحت بھی اس طرح کی گئی ہے کہ انھیں سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں آتی۔ مفرد اور مرکب بحور کی بناوٹ کے قاعدے بھی سمجھائے گیے ہیں اور پھر ان بحروں کی وضاحت مع مقالوں کے ایک نقشے کے ذریعہ کی گئی ہے تقطیع، غیر مکتوب حروف (ملفوظ) مکتوب حروف (غیر ملفوظ) اور مخلوط حروف کے استعمال پر بھی آسان طریقے سے بحث کی گئی ہے۔ ساتوں سالم بحروں کی مثالوں کو سامنے رکھ کر تقطیع کا قاعدہ بھی بتایا گیا ہے اور ہر بحر کے بعد چند اشعار مشق کے طور پر درج کر دیے گیے ہیں۔

آخر میں امتحانی اشعار کی تقطیع بھی کی گئی ہے۔

یہ کتاب عروض کے ابتدائی علم کو درسی نقطۂ نظر سے حاصل کرنے والوں کے لیے کافی حد تک مفید ہے اور اس کا مطالعہ مبتدیوں کے لیے ضروری ہے۔

کتاب کی کتابت و طباعت لائقِ اطمینان ہے۔

ابتدائی علم عروض — سبحان نجم — ملنے کا پتہ: رفیق احمد ہلال نیوز پیپر ایجنٹ کھام گاؤں ضلع بلڈانہ

قیمت: ۱/-

مبشر علی صدیقی۔

"سماج واد کی آواز" دلکش بدایونی کی سماج واد سے متعلق متفرق نظموں کا مجموعہ ہے جو خود شاعر نے بزم عشرت، محلہ سرائے نو، بدایوں سے بحیثیت اس بزم کے سکریٹری کے، شایع کیا ہے۔ کتاب کی قیمت دو روپے پچاس پیسے ہے اور مصنف کے پتہ سے مل سکتی ہے۔ کتابت اور طباعت قابل اطمینان ہے اور کاغذ جو استعمال کیا گیا ہے تسلی بخش

ہے۔ کتاب کا انتساب ... [illegible]

سیفی پریمی نے لکھا ہے اور صفحات کی تعداد ۱۰۴ ہے۔ نظموں کا یہ مجموعہ آزاد ہندوستان کی سلور جوبلی کے موقعہ پر ۱۹۷۲ء میں شایع کیا گیا ہے۔

سماج واد کا نعرہ معاشی و اقتصادی حالات کی پیداوار ہے۔ حالانکہ اب یہ ایک سیاسی نعرہ ہو کر رہ گیا ہے۔ سوسائٹی کا سماجی ڈھانچہ کس طرح بدلا جائے تاکہ امیر و غریب کا فرق کم ہو اور محنت کرنے والے کو اس کا جائز حق مل سکے۔ شہری جایداد کی حد مقرر کی جائے۔ پیداوار کے بڑے کارخانے قومیائے جائیں اور ایک ایسا نظام وجود میں لایا جائے جس سے غریب آدمی کا استحصال نہ کیا جا سکے۔ شاعر نے انہی خیالات پر اپنی نظموں کی بنیاد رکھی ہے۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔ 'سماج واد کا آدم'، 'شاہی نظام عزائم کی کرن'، 'وقت کے سرمایہ دارو'، 'خود اعتمادی'، 'سماج واد اور مساوات'، 'سرمایہ داری اور پیام مرگ'، 'سماج واد کی آواز'، 'قومی ملکیت'، 'سماج واد کی ضرورت'...

علاؤ الدین دلکش بدایوں کے ایک ابھرتے ہوئے نوجوان شاعر ہیں۔ مشق سخن جاری ہے اور بدایوں میونسپل بورڈ کی ملازمت کی مشقت بھی۔ اگر شعر و سخن سے متعلق انہوں نے فنی اور علمی اور ادبی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا تو جس قسم کی غلطیاں اس مجموعہ میں ہیں وہ جاری رہیں گی اور ان کی اصلاح نہ ہو سکے گی۔ کسی کو استاد بنانے کی بجائے وہ مطالعے کو استاد بنائیں اور پھر دیکھیں کہ ان کی شاعری کیسی چمکتی ہے۔ ڈاکٹر سیفی پریمی اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں "دلکش بدایونی کی یہ پیش کش نقش اول کا رکھتی ہے۔ میں نے اس کے مطالعہ میں ہیت سے زیادہ مواد پر توجہ مرکوز رکھا ہے۔ نکتہ چین اور اہل نظر حضرات دونوں کو زبان و بیان کے سلسلے میں مصائب نشان دہی کا حق حاصل ہے۔ غالباً مسودے پر استاد نے نظر ثانی نہیں کی ہے میرے نزدیک بعض بند قافیہ اور ردیف کی مجبوری کے تحت کہے گئے ہیں اور ان میں الجھاؤ بھی ہے"۔

ڈاکٹر سیفی نے اس کے بعد غلط تراکیب اور الفاظ کی مثالیں دی ہیں

میرے خیال میں اس کا علاج مسلسل مطالعہ کی عادت بنانا ہے اور ہمارا آجکل کا مشاعرہ کا شاعر اس سے کوسوں دور سمجھا گیا ہے۔ایک اور خاص بات ہندی کے ثقیل الفاظ کا استعمال ہے۔ انشاء اللہ خاں نے اپنی کتاب " دریائے لطافت" میں لکھا ہے " ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہوگیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی ہو یا پوربی، ازروئے اصل غلط ہو یا صحیح، وہ لفظ اردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اس کی صحت و غلطی اردو کے استعمال پر موقوف ہے، اگو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو" اس لیے ایسے الفاظ استعمال کرنا جو اُردو میں ابھی تک رائج نہیں ہو سکے ہیں مناسب نہیں ہے۔ مقدمہ میں جن الفاظ و تراکیب کی طرف ڈاکٹر سیفی نے اشارہ کیا ہے۔ ان سے قطع نظر مندرجہ ذیل الفاظ، محاورے اور تراکیب کا استعمال کھٹکتا ہے۔ امید ہے کہ کتاب کے دوسرے اڈیشن میں ان کی مناسب اصلاح کرلی جائے گی۔

سماج واد کا آدرش ہے وطن کا سدھار
یہ چاہتا ہے کہ سب آدمی ہوں اہل وقار
غریب ہو نہ کوئی اور نہ ہو کوئی زردار
وطن کے مال میں ہر آدمی کا ہے ادھیکار
سماج واد تو ہے اک سدھار اک نرمانتر
سماج واد سے ہوتا ہے دیش کا کلیان

نثر ص ۹۵

اسی قسم کے دو بند اور ملاحظہ ہوں۔ پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ میں لفظ " لتائی " غور طلب ہے " لوٹ" ہونا چاہیے تھا۔ لفظ " پرائیویٹ" اور " سمایت "، جہاں تک اُردو کا تعلق ہے غریب الفاظ سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح لفظ " کپٹیشن "۔ " کیشن " اور " کرپشن " کا شمار نامانوس اور غریب الفاظ میں ہوگا۔ ان کے بجائے اردو الفاظ " مقابلہ " " چھوٹ " اور " بددیانتی " استعمال کیے جا سکتے تھے

"ناولستان" نئی دِلّی کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے۔ گذشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب و غریب چونکا دینے والا ناول۔ قیمت -/5

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دُنیا کی اس چہل پہل میں، ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دلکش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔ قیمت -/8

دوسرے کنارے تک ناول عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں۔ لیکن۔ زبان خاموش ہے۔ بالکل خاموش۔ قیمت : 3/50

پابہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، اُن کی مشکلات، اُن کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے، کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار۔ قیمت -/6

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن اُلجھنوں کا شکار ہیں، اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کشمکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم دیا مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب برسوں بعد۔ جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا، آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔

قیمت: ۶/۵۰

منزلیں پیار کی (نفسیاتی ناول) ڈاکٹر سیفی پریمی

ہمارے سماج میں کئی جزیرے ہیں جن میں لڑکیاں پس کر پہنچ جاتی ہیں، کچھ دن بعد وہ نفسیاتی اُلجھن کا شکار بن جاتی ہیں۔ صرف سماج کا دیا ہوا سپردگی کا جبر ہی ان کی شرافت کا معیار باقی رہ جاتا ہے "عورت" فنا ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر سیفی پریمی نے اپنے ناول "منزلیں پیار کی" میں نوعمری اور دولت کے جزیروں میں دو حسین لڑکیوں کی گرفتاری اور رہائی کی نفسیاتی داستان پیش کی ہے۔ ہمیں اپنے سماج کی خامیوں کا جائزہ لینے، جذبہ اور محبت کے فرق کو محسوس کرنے نیز نفسیاتی اور جنسیاتی نقطۂ نگاہ سے ازدواجی زندگی کو سمجھنے کے لیے یہ ناول ایک معتبر ذہنی رفیق ہے۔ (زیر طبع)

زمین - بینک - ملوں اور مالداری کو
یہ تاجروں کی لٹائی کو ہوشیاری کو
پرائیویٹ تجارت کو دست کاری کو
منافع خوروں کی دلکش ستم شعاری کو
سماپت کر کے نیا اک سدھار کرتا ہے
سماج واد ہی یہ کاروبار کرتا ہے

تجارتوں کے کیشن سے کمپٹیشن میں
یہ اہلِ زر ہی فقط فائدہ اٹھاتے ہیں
وہ لوگ ہوتی ہیں جن پر نپی تلی رقمیں
مقابلے میں وہ لٹ پٹ کے بیٹھ جاتے ہیں۔
تجارتوں میں ہر اک قسم کے کرپشن کا
سماج واد مخالف ہے کمپٹیشن کا

صفحہ ۹۷ پر دوسرا بند ملاحظہ ہو۔ ان الفاظ کا استعمال نامناسب ہے۔ ان کی جگہ اردو الفاظ استعمال کرنا چاہیے تھے۔ "اشانتہ"، "شانتہ"، "شترتا"، "مترتا"، "نشٹھرتا"

ان باتوں سے قطع نظر، سماج واد سے متفق غالباً یہ پہلا شعری مجموعہ ہے جو ایک منظم منصوبہ کے تحت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا ہے۔ اور دلکشؔ بدایونی کی یہ کوشش لائقِ ستائش ہے۔ کئی بند صاف، ستھری زبان میں لکھے گئے ہیں اور ہمارے دل پر اثر کرتے ہیں۔ شاعر کا غیر سماجی عناصر پر وار بھرپور ہے۔ آپ بھی لطف اندوز ہوں۔

سماج واد سے سرمایہ دار جلتے ہیں
سماج واد کی آواز کو کچلتے ہیں

انہیں سے کہتا ہوں جو راہِ زر پہ چلتے ہیں
جو موت آتی ہے چیونٹی کے پر نکلتے ہیں
سماج واد ہے موت ایسے تاجروں کے لیے
یہ ایک قہر ہے در اصل تاجروں کے لیے

(صفحہ ۹۴)

جگر کا داغ سمجھتے تھے جو ستاروں کو
ترس گیے تھے گلستاں میں جو بہاروں کو
ہنسی نصیب نہ تھی جن ستم کے ماروں کو
کھلی فضاؤں میں اب ان کو مسکرانا ہے
سماج واد کو ہندوستاں میں لانا ہے

صفحہ ۱۰۴

وہ جن کو وقت نے ایک عمر تک رلایا ہے
وہ ایک پل کبھی جنھوں نے نہ چین پایا ہے
وہ جن پہ ظلم مسلسل جہاں نے ڈھایا ہے
میں ان کے حوصلے ہر موڑ پر بڑھاتا ہوں
سماج واد کی آواز میں اٹھاتا ہوں
میں اپنے وقت کا اے دوست انقلابی ہوں

صفحہ ۸۹

ہو نہ مزدوروں کو یہ احساس ہم مزدور ہیں
ہو نہ محنت کشوں کو یہ احساس ہم مجبور ہیں
فرقہ بندی، ظلم، جسم ملک کا ناسور ہیں

پھر نظم اور نثر دونوں کا معیار یکساں رکھنا اور بھی مشکل ہے۔ لیکن اس مشکل کام کو نیّر صاحب نے اس خوبی سے انجام دیا ہے کہ وہ اس کوشش میں کامیاب سمجھے جا سکتے ہیں۔

اُردو کی ابتدائی کلاسوں کے علاوہ اگر گھروں میں قاعدہ پڑھنے کے بعد بچّوں اور بچیّوں کے ہاتھ میں یہ کتابیں رہیں اور وہ انھیں پڑھتے رہیں تو اُردو زبان روانی کے ساتھ پڑھنے میں انھیں غیر معمولی مہارت ہو جائے گی۔ اِن کی وجہ سے اُن میں پڑھنے کا شوق بڑھے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کہانیاں اب پہلے سے بھی زیادہ مقبول ہوں گی۔ اور ہماری دعا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ کیوں کہ اس زمانے میں خاص طور پر اُردو سیکھنے سکھانے کے لیے ایسی ہی کتابوں کی ضرورت ہے۔

قیمت پہلی دو کتابوں کی ۲۵-۲۵ پیسے اور باقی ہر کتاب کی ۵۰ پیسے ہے۔ لکھائی جلی، چھپائی دیدہ زیب، کاغذ سفید اور تصاویر قابلِ اطمینان ہیں۔

اے امیرو دیش کو اب ان وباؤں سے بچاؤ
ورنہ یہ ممکن ہے ہوجائے بغاوت ہم بتائیں

سماج وادکی آواز دلکش بدایونی ملنے کا پتہ: دلکش بدایونی سکریٹری بزمِ عشرت محلہ سرائے نو، بدایوں قیمت ۲/۵۰

عزیز احمد

جناب شفیع الدین نیرؔ بچوں کے ادیب اور شاعر کی حیثیت سے اب محتاجِ تعارف نہیں آپ کی کتابیں ملک گیر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں ۔ نظم ہو یا نثر آپ کی ہر قسم کی کتاب میں کوئی نہ کوئی خصوصیت ایسی پائی جاتی ہے کہ اُسے امتیاز حاصل ہوجاتا ہے ۔ آپ کی نظم کی کتابوں میں بچوں کا تحفہ، اسلامی نظمیں، منی کا تحفہ، وغیرہ جہاں شہرت حاصل کر چکی ہیں ۔ وہیں بچوں کی کہانیوں کی تعلیمی اور اخلاقی کتابوں نے بھی اپنی جگہ بنالی ہے ۔ حال ہی میں آپ نے "غالب کی کہانی" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو ملک میں سندِ قبول حاصل کر چکی ہے ۔ خیر یہ کتابیں تو بڑی عمر کے بچوں اور بچیوں کے لیے ہیں ۔ آپ نے کہانیوں کی ایسی چھ کتابیں بھی نظم اور نثر کی ترتیب دی ہیں جو میرے خیال میں اُردو پڑھنے والے پانچ چھ برس کے بچوں کے لیے ابتدائی اُردو کی تعلیم کے لحاظ سے موزوں ہیں۔ ان کتابوں کے نام ہیں ۔ "گلگلے کی دوڑ"[1] "ڈھول کا پول"[2] "میں گھر جاؤں تو کیسے"[3] "آٹے کا پتلا"[4] "مکھن [illegible]"[5] اور "ہوشیار حسن"[6]

یہ کہانیاں بچوں میں پہلے ہی مقبول تھیں ۔ ان کا چوتھا اڈیشن شائع ہونا ہی ان کی مقبولیت کی علامت ہے ۔ مگر اس چوتھے اڈیشن میں آپ نے ایسی ترمیم کی اور ایسی سادہ، آسان اور دلچسپ نظموں کا اضافہ کیا ہے ۔ کہ یہ اب پہلے سے بھی زیادہ مفید ہوگئی ہیں۔

پانچ چھ برس کے بچوں کے لیے کچھ لکھنا واقعی مشکل کام ہے اور

ولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

کتاب اسم بامسمّیٰ ہے۔ کلام اللہ اور احادیث کے متفرق ارشادات کے علاوہ دراصل وہی جواہر پارے ہیں کتاب کا سرورق مختلف وجوہ سے اپنی سادگی کے جود اتنا دلکش ہے کہ گویا کتاب کے نام نے حسین فنی صورت اختیار کرلی ہے مولانا جمال دین صاحب کے دیباچہ سے ظاہر ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نصاب میں مسلمان بچوں کے لیے اسلامیات کی تعلیم ایک اہم اور ضروری مضمون رہا ہے۔ یہ کتاب اسی نصاب کا ایک حصہ ہے، اس میں منتخب آیاتِ قرآنی و احادیث جمع کی گئی ہیں اس کتاب کو رحوم ڈاکٹر ذاکر حسین (اپنے وقت کے شیخ الجامعہ) کے ایما سے اس وقت کے استاد ینیات مولانا سعید الدین انصاری مرحوم نے مرتب کیا تھا۔ اور وہ اس وقت سے ب تک عربی ہی میں چلی آرہی تھی۔ اس کو عربی سے اردو میں مولانا جمال الدین نے ترجمہ فرمایا ور مکتبہ جامعہ نے شائع کردیا۔ عربی سے اردو میں ترجمہ کرکے واقعی مولانا جمال الدین نے ایک بہت بڑا کام کیا۔ کہ یوں زبان کی اجنبیت دور ہوکر کتاب کے افادے کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں جامعہ کے طلبہ کی عربی دانی کا معیار بہت اونچا تھا اور اسی کے ساتھ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ابتدا کے طلبا آج کل کے بیشتر کم عمر معصوم بچوں کی طرح بھولے بھالے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ خاصے بڑے ہوتے تھے۔ کتاب کو پڑھ کر خیال آتا ہے کہ جو روش اس وقت موزوں تصور کی گئی آج کے بچوں کو کو دیکھتے ہوئے اس پر نظر ثانی ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔ آج کے طلبہ کی عمر کے پیش نظر آیات و احادیث کی درجہ بندی ہوتی اور ہر مضمون و حدیث کے مضمون کے لیے مناسب موزوں عنوان تجویز کرنا بھی تعلیمی اور نفسیاتی نقطہ نظر سے لازمی تھا۔ قرآن حکیم رب العالمین کی کتاب ہے جس میں ازلی ابدی حقائق کو اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جمع کردیا ہے۔ اور اس کی ایک ایک آیت میں جہان معنی بھر دیا گیا ہے۔

معصوم بچوں کے سامنے اس کے رکوع کے رکوع نقل کر دینے سے بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت تھی کہ بچوں کی حالت کے مطابق آیات و احادیث

کو درجہ بدرجہ مختلف موزوں و دلکش عنوان مقرر کرکے سجایا جاتا۔ ایک سو آٹھ صفحوں کی کتاب میں منتخبہ رکوعات قرآنی اور احادیث کے حوالے تو ہیں۔ مگر عنوان مضمون ایک بھی نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تک عنوان مضمون نہ ہو اور مضمونوں کی فہرست نہ ہو مجبوری کی اور بات ہے بچے یا بڑے کس طرح شوق سے اس طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ منتخب آیات کے بعض مضمون بڑوں کے لیے جاننا ضروری اور بچوں کے لیے چیستاں ہیں۔

کتاب کا ترجمہ اچھا ہے لیکن بہتر ہوتا اگر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں موجودہ علماء مثلاً حضرت علامہ مولانا قاضی زین العابدین سجاد اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی اور پیام تعلیم کے مدیر محمد حسین حسان صاحب ندوی کو بھی طباعت سے پہلے مسودہ دکھلا لیا جاتا۔ تو کتاب طلبہ ہی نہیں عام پڑھنے والوں کے لیے بھی مفید سے مفید تر ہو جاتی۔

فاضل مترجم نے قرآنی فرمودات کو عام فہم بنانے کے لیے بریکٹ میں جا بجا وضاحت کی ہے۔ وہ بعض جگہ تو بہت ہی موزوں ہے اور بعض جگہ مختلف فیہ مسائل مثلاً ناسخ و منسوخ کا ذکر نہ کرکے معصوم بچوں کو الجھن سے بچایا جاتا تو اچھا ہوتا۔ ص ۲۴ اسی طرح قرآن حکیم کے حرف مقطعات کے ترجمہ کے بارے میں جا بجا یہ لکھنا کہ "اللہ اس کی مراد خوب جانتا ہے" (ص ۱۷) بالکل حق۔ (اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے کچھ متقدمین اور متاخرین بزرگوں اور عالموں نے ان کے معانی کی وضاحت کی اپنے اپنے رنگ میں کوششیں کی ہیں۔) مگر بہتر یہی ہوتا کہ ان حروف کے بارے میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اختیار کر لیا جاتا۔ حضرت مرحوم نے اپنے ترجمہ قرآن حکیم میں مقطعات کو اپنے بین السطور ترجمہ میں شامل ہی نہیں کیا۔ البتہ قرآن حکیم کے متن میں یہ تمام حروف اپنی اپنی جگہ پورے کے پورے موجود ہیں۔

پیش نظر ترجمہ میں بعض قرآنی لفظوں کی اردو تعبیر غلط نہ بھی ہو تو بھی اگر دوسری صورت میں ہوتی تو شاید زیادہ مناسب اور موزوں ہوتا مثلاً ص ۲۲ سطر ۹ میں "لہ کا ترجمہ "مشغلہ" غلط نہیں۔ مگر اس سے زیادہ عام فہم لفظ "تماشہ" ہے جو مولانا نذیر احمد دہلوی مرحوم نے اختیار فرمایا ہے۔ ص ۲۶ سطر ۱۰ میں قرآنی آیت کے لفظ

"الظہیرہ" (دوپہر) کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا۔ صـ٣٣ سطر ١٠ میں ایک سائل کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ترجمے : "تمہاری ماں تم پر روئے" کے عربی محاورے کی مناسب وضاحت ضروری تھی۔ صـ٣٦ پر حدیث کے درس میں "طہارت" کے لفظ کی بجائے "پاکیزگی" کا لفظ زیادہ مفہوم ادا کرتا۔ صـ٥٦ سطر ١٩ میں "موسیٰ نے اس کی وجہ سے اپنے دل میں خوف کو چھپایا"، کو کون غلط کہہ سکتا ہے۔ مگر اسی مفہوم کو مولانا نذیر احمد دہلوی مرحوم نے ان لفظوں میں ادا فرمایا ہے کہ " موسیٰ جی ہی جی میں ڈرے"

صـ٦٧ سطر ١٨ میں سورہ عبس ٨٠/٣٧ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ "ان میں سے ہر شخص کو (اپنا ہی) ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا"۔ اسی آیت کا ترجمہ حضرت شیخ الہند رح نے یہ فرمایا ہے:-

" ہر مرد کو اُن میں سے اُس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اُس کے لیے کافی ہے۔"

جس مفہوم کو مولانا جمال الدین نے "مشغلہ" کے لفظ سے ادا فرمایا ہے اسی کو حضرت شیخ الہند نے " فکر" کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ اور یہی لفظ "فکر" مولانا نذیر احمد دہلوی اور مولانا فتح محمد خاں جالندھری مرحومین نے بھی اختیار کیا۔ ترجمے سب درست مگر "مشغلہ" کے مقابلہ میں "فکر" کا لفظ زیادہ معنی خیز اور موثر لگتا ہے۔ صـ٨٥ سطر آخر میں "حسد" کا مطلب بریکٹ میں بتایا ہے (" یعنی رشک" مجھے اس کی صحت میں شک ہے۔ کیونکہ حسد بہرحال ایک مذموم صفت ہے اور "رشک" کی یہ حالت نہیں۔ صـ٨٦ سطر ١١ میں "حِمیٰ" کا ترجمہ "کھیت یا باغ" اور اسی صفحہ کی سطر ١٣ میں "محفوظ جگہ" یقیناً مطلب ادا کرتے ہیں۔ لیکن اگر "سرکاری چرا یا اس کا ہم معنی ہندی لفظ لایا جاتا تو میری ناقص رائے میں مفہوم کے زیادہ قریب ہو ہم اپنے علاقہ کی پنجابی میں ایسی جگہ کو "رکھ" کہتے ہیں۔ جہاں سرکاری جانور، سرکار کی اجازت سے عوام کے جانور چرنے لگتے ہیں۔ صـ٨٨ سطر ١٧ میں "لفظ

یاں او کھاڑنا "، کی جگہ " یاں صاف کرنا "، موزوں ہوتا۔ ص۹۵ سطر آخر اور ص۹۶ سطر اول میں جہاں روزہ دار کے منہ کی بو "یا مہک "، کا ذکر ہے۔ اگر وہاں بریکٹ میں یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ حالت قدرتی ہے مگر منہ کی صفائی کے لیے پنج وقت نماز میں وضو کے وقت مسواک کا استعمال مسنون ہے۔ تو بات صاف ہو جاتی۔

دو ایک جگہ کتابت و طباعت کی غلطیاں بھی نظر آئیں مثلاً ص۵۲ سطر ۵ میں لفظ پوشیدہ کی " ہ " افتادہ ہے۔ ص۵۹ سطر ۱۵ میں لفظ مشتبہ کی " ہ " ڈبل ہو گئی ہے۔ شاید ایسی بھول چوک اور بھی ہو۔

مولانا جمال الدین نے پوری کتاب میں قرآنی حوالے اس طرح دیئے ہیں:۔ مثلاً حوالۂ اوّل (پ۴، آل عمران، ع ۲۰) ص۱ اس طرح حوالہ دینے سے مطلوبہ آیت تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں قرآن حکیم کے حاشیہ میں کوع کا ع لکھ کر سورہ کے رکوع کا نمبر اوپر اور پارہ کے رکوع کا نمبر نیچے لکھنے کا رواج ہے۔ ماضی قریب تک ہمارے ہاں قرآنی سورتوں کی آیات کا نمبر متن میں نہیں دیا جایا کرتا تھا۔ بلکہ ہر رکوع کی آیتوں کی تعداد " ع " کے شکم میں لکھ دی جایا کرتی تھی۔ اب ہر سورت کی ہر آیت کا نمبر نشان آیت کے حلقے میں لکھا جانے لگا ہے۔ اور اس کے مقابلہ مصر وغیرہ میں جو قرآن چھپتے تھے ان میں حاشیہ میں رکوع اور ان کے نمبر لکھنے کا رواج نہ تھا۔ مولانا جمال الدین کے حوالے دیکھ کر خیال آیا کہ اگر حوالے دینے میں سیپاروں اور سورتوں کے رکوعوں کے نمبروں اور ناموں کی تصریح کے ساتھ آیات کے نمبر بھی لکھ دیے جایا کریں تو ہر قسم کے مطبوعہ قرآنی نسخوں میں آیات کا تلاش کرنا اور بھی آسان ہو جائے گا۔

آخر میں گزارش ہے کہ میری عمر پڑھنے پڑھانے ہی میں گزری ہے۔ اس تجربے کے پیش نظر معروضات بالا پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔ ہمارے مولانا جمال الدین صاحب کا شکوہ ہے اور یہ شکوہ بجا ہے کہ؛

" قرآن پر عمل تو درکنار اس کا پڑھنا پڑھانا اور اس کی تعلمات

کو سمجھنا بھی بالعموم مسلمان کو گوارا نہیں " (صہ ۳)
اس لیے قرآن کے خادموں کا فرض ہے کہ وہ قرآن سے بے گانوں کو قرآن کے قریب لانے اور اس سے مانوس کرنے کے لیے اس کتاب عظیم کو دلکش تر اور جاذب دل و دماغ اور آسان سے آسان تر بنا کر پیش کرنے کی تمام معقول۔ علمی۔ صحیح جائز صورتیں اختیار کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ قدیم اصطلاحوں کی قدیم مفاہیم سر آنکھوں پر مگر انہی پر زور دینے کی بجائے حدود کتاب و سنت کے اندر اندر حق و تقویٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب ضرورت نئی تعبیرات پیش کرنا آج سب سے بڑی خدمت قرآن ہے۔

کتاب و سنت کے جواہر پارے۔ مولانا جمال الدین اعظمی۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵
قیمت : ۲/۲۵

محمود سروش

اس حقیقت کا اظہار چاہے کتنے ہی لوگوں کو صدمہ پہنچائے مگر اس سے انکار ممکن نہیں کہ آج اردو ادب میں بیساکھی لگا کر چلنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ دو چار مضامین، دو چار غزلیں، دو چار افسانے، دو چار نظمیں ادھر ادھر سے بٹور کر ایک مجموعہ مرتب کر لینا اور پھر محقق و مولف کی کلاہ اپنے سر پر رکھ کر گھومنا کچھ عام سا ہو رہا ہے۔ خیر ادھر ادھر سے بٹورنا تو پھر بھی کچھ محنت لیتا ہے۔ مگر کسی پرچہ سے وابستہ ہو کر اس کے خاص نمبر میں چھپنے والے مضامین کی کچھ کاپیاں زیادہ چھپوانا اور چند سطروں کا ایک دیباچہ اس پر بڑھا کر سرسید، اور شبلی پر اتھارٹی بننے والوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ لیکن جب اردو میں ادب عالیہ پیش کرنے والوں کا کال ہی ہو جائے تو مجھ ایسا غریب پڑھنے کے سلسلے میں جوع البقر کا مریض جو کسی کتاب کے دستیاب نہ ہونے پر جوانی کی غلط کاریوں کا ازالہ کرنے والے حکیموں کے ہینڈبل بھی راستے سے اٹھا کر پڑھ لیتا ہے، کیا کرے۔ مجبوراً جیسی کچھ بھی نئے نام کی کتابیں میسر آتی

ہیں حاصل کرتا ہے اور پڑھتا ہے۔ یقین مانیے کہ کبھی کبھی تو رسالے میں چھپے ہوئے مضامین اور بار بار چھپے ہوئے مضامین کے مجموعوں کو بھی گوارا کرلینا پڑتا ہے۔ لیکن اس طرح کی کتاب ہاتھ میں لی اور طبیعت منغض ہونے لگی۔ ظاہر ہے کہ جب آغاز ہی میں جی اچاٹ رہے گا۔ تو انجام تک پہونچتے پہونچتے دل کی کیا حالت ہوگی۔

کچھ اس قسم کے تاثرات تھے جب میں نے "فن اور تنقید" کو پڑھنے کے لیے اٹھایا۔ جی ہاں افسانوں اور نظموں کی وبا تنقید میں بھی جا پڑی ہے۔ دل نے کہا۔ مگر مقدمہ پڑھتے ہی بحالی کے آثار طاری ہونے لگے "صاحب زادے سوجھ بوجھ کے معلوم ہوتے ہیں!"

اور جب انتخابات پر نظر ڈالی۔ تقریباً تمام قابلِ ذکر نقد نگاروں کو فہرست میں موجود پایا اور ان کے مقالات میں جب ان کی صحیح ترجمانی دیکھی تو جی خوش ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انور کمال حسینی نے نہ صرف یہ کہ مضامین پڑھ کر انتخاب کیے ہیں بلکہ اس کی کوشش بھی کی ہے کہ ہر نقد نگار اپنے اصلی موضوع اور اسلوب کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے قلم نے دریا بہائے ہیں اور ان دریاؤں کو ایک کوزے میں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ اور ایسے بھی ہیں جو محقق بھی ہیں صرف نقد نگار نہیں یہ اور بات ہے کہ ان کے بعض مضامین نہ تنقیدی ہی کہے جا سکیں نہ تحقیقی۔ مثلاً عندلیب شادانی اصنافِ سخن یا قدیم نظریۂ شاعری کو پیش نظر رکھ کر اشعار پر نکتہ چینی اچھی طرح کرسکتے تھے۔ مگر وہ مختصر افسانہ یا سچی کہانیاں بھی خوب لکھتے تھے اور اپنے رجحان طبع کے مطابق انھوں نے صنفِ افسانہ پر بھی مضمون لکھا۔ اگر ان کے مضامین میں سے "ترانہ رباعی" والا مضمون انتخاب کیا جاتا ہے تو ان کی دوسری خصوصیت یعنی افسانہ نگار والی خصوصیت کی نمایندگی نہیں ہوسکتی تھی۔ انور کمال حسینی نے ان کا مضمون "مختصر افسانہ" اپنے مجموعے میں شامل کیا ہے۔

ڈاکٹر اعجاز حسین کے میدان تحقیق دو رہے ہیں۔ ایک تو ادب سے مذہب کا واسطہ دوسرے ادب کے نئے رجحانات اب اگر ان کی صحیح نمائندگی ہوسکتی

تھی تو کسی ایسے ہی مضمون سے جو ادب اور ثقافت کے رشتوں سے بحث کرتا ہو اور
میدان کے مضمون ”اردو ادب میں عناصر سے ہی سے ہی کلین تھی۔ کلیم الدین احمد
ہمارے ادب کے سب سے بڑے بڑے نقاد ہیں۔ بقول علی عباس حسینی مرحوم ان
کے نزدیک اُردو میں ان کے پدر عالی وقار مرحوم عظیم الدین سے بڑا شاعر نہیں گذرا اور
خود ان سے بڑا نقاد نہیں۔ خیر سے اب وہ بھی بائیس چوبیس نظموں کے خالق ہو چکے
ہیں جن کو (خانہ خوشامد آباد) ان کے حاشیہ نشینوں نے اُردو شاعری کی ایک
نئی روایت بنا کر پیش کیا ہے۔ ان حضرت کی نمائندہ تصنیف وہی ہو سکتی تھی جس میں
انگلستان اور ہندوستان کا مکمل اختلاط ہو سکے اس لیے فن اور تنقید میں ان کا
مضمون اقبال کے نظریۂ فن سے متعلق شائع ہوا ہے۔ خواجہ احمد فاروقی
شخصیات پر تحقیق کرنے کے لیے مشہور ہیں ان کا مضمون ”رام چندر ان کے رجحان
کا پتہ دیتا ہے۔ مجنوں گورکھپوری میں دو روحیں حلول کیے ہوئے تھیں ایک طرف فارسی
ادب کے اساتین کا سایہ تھا دوسری طرف کارل مارکس کی پرچھائیں ان پر حاوی۔ ادب
کی جدلیاتی مادیت ہی ان کا نمائندہ مقالہ ہو سکتا تھا۔

مگر غزل بغیر بھرتی کے شعروں کے غزل نہیں بنتی۔ اور یہ بھرتی اختر اورینوی کا
مقالہ ”ڈراما فنی نقطہ نگاہ سے۔ شوکت سبزواری کا غزل کی آپ بیتی۔ مسعود حسین
خاں کے غزل کا فن۔ سید وقار عظیم کے ”اکبر الہ آبادی۔ ایک غزل گو“ اور جگن ناتھ
آزاد کے اقبال کے کلام کا متصوفانہ لب و لہجہ“ کر کے کی گئی ہے۔ سید جیسے اختر
اورینوی کو ڈرامے سے واسطہ؟ شوکت سبزواری زبان کے محقق ہیں ان کو غزل کی لطافت
کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ وقار عظیم کا میدان داستان سے افسانے تک ہے۔ اکبر الہ آبادی
اور غزل گوئی سے ان کو کیا تعلق اور جگن ناتھ آزاد شاعر آدمی ہیں وہ بے چارے
تنقید کا کیا حق ادا کر سکتے ہیں؟ اگر جگن ناتھ آزاد کو ہٹا کر خط۔ انصاری یا میراجی کے
مقالات میں سے کچھ لے لیا جاتا تو فن اور تنقید کا وزن کچھ اور بڑھ جاتا۔

فن اور تنقید — مرتبہ: انور کمال حسینی — خرام پبلی کیشنز — قیمت: ۱۰/-

نئی مطبوعات

اعراف (شعری مجموعہ)	عبدالرحیم نشتر	۴/۵۰
فکر پیما (تنقید)	عصمت جاوید	۱۲/۰
فنِ جوڈو	اظہر حسین راہی	۱۰/۰
نجات کے بعد (نظموں کا انتخاب)	یوسف ندیم	۳/۰
تجزیے (ادب)	ڈاکٹر گیان چند	۱۱/۰
ادبی اقدار (مضامین)	دور آفریدی	۳/۰
عربی لٹریچر میں قدیم ہندوستان	خورشید احمد فارق	۱۱/۰
مطالعہ تاریخ ادب ہندی	کاظم علی خاں	۵/۰
پھول مسکرائے (ناول)	نیلوفر تیموری	۱۲/۰
سوزیہ (〃)	روبینہ نازلی	۱۰/۰
مونا (〃)	زرینہ ضمیر	۶/۵۰
تیری آنکھوں کے دیئے (ناول)	علیہ پروین	۶/۰
تلمیحات دوسرا اڈیشن (ادب)	محمود نیازی	۹/۰
دو بوند پانی پاکٹ بکس (ناول)	خواجہ احمد عباس	۲/۵۰
موت کے بیوپاری 〃 (〃)	کرنل رنجیت	۳/۰
یادوں کی برات 〃 (خود نوشت)	جوش ملیح آبادی	۳/۵۰
چنبل کی چنبیلی 〃 (ناول)	کرشن چندر	۳/۵۰
ہجر و وصال 〃 (شعری مجموعہ)	پرکاش پنڈت	۲/۵۰
جدید اردو لسانیات (لسانیات)	امیر اللہ خاں شاہین	۵/۵۰
یاسمین (ناول)	اسماء اعجاز	۱۲/۰
کلیات اقبال فارسی	ڈاکٹر محمد اقبال	۱۵/-
احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت	محمد تقی امینی	۹/۰
اخبار التنزیل (قرآن و حدیث کی پیشنگوئیاں)	محمد اسماعیل سنبھلی	۶/۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ

مصنف: ڈاکٹر محمود الٰہی
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵
قیمت: بارہ روپے پچاس پیسے

یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جس پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے محمود الٰہی صاحب کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی۔ لیکن یہ پندرہ سال پہلے کی بات ہے اتنے عرصے تک یہ تحقیق، شرمندۂ اشاعت نہ ہوسکی۔ اس صورتِ حال سے ہماری علمی اور ادبی دنیا کے حالات کا اندازہ ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ کس طور ہمارے نوجوان محققینِ ادب اپنی کاوشوں کا صلہ پاتے ہیں اور کیوں کر ہم ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ تاہم اتنے عرصے کے بعد یہ اشاعت اس بات کا اعلان بھی ہے کہ تحقیق کی اہمیت کو امتدادِ وقت نے کم نہیں کیا ہے۔ اگرچہ اس دوران میں موضوع سے متعلق دیگر اشاعتوں کی بنا پر اسے نہ اب تازہ کہا جا سکتا ہے اور نہ منفرد اور اس میں اس دوران کے جائزے کی کمی کی شکایت کا موقع نکل آتا ہے۔

یہ تحقیقی مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں قصیدہ کی اصلاح سے بحث کی گئی ہے۔ دوسرے میں عربی اور فارسی قصیدوں کا ذکر ہے۔ اور تیسرے میں دکنی قصیدے پر نظر ڈالی گئی ہے، چوتھا باب، شمالی ہند میں اردو قصیدہ نگاری کی ابتدا سے بحث کرتا ہے، پانچواں، سودا کی قصیدہ نگاری اور اس کے معاصرین سے متعلق ہے۔ چھٹے باب میں متوسطین کی قصیدہ نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے اور ساتویں باب کا عنوان ہے "قصیدہ نگاری کا آخری عہد" آخری باب میں ۱۸۵۷ء کے بعد ادبی [illegible] نگاری کا مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس طور اس مقالے کو اپنے موضوع سے متعلق ایک واضح اور بڑی حد تک جامع کہا جا سکتا ہے اور اس سے محقق کی کاوش اور ذوقِ جستجو کا بھی پتہ چلتا ہے قصیدے کے بارے میں انھوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے :

" لیکن اگر قصیدے کو مخصوص اور مرتب صنفِ سخن کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ظاہر ہے کہ حال اور مستقبل میں اس کی توقع کرنا زیادہ صحیح نہ ہوگا کہ یہ صنف ادبی اعتبار سے زندہ رہ سکے گا۔ یہ ممکن ہے کہ اُردو قصیدہ نگاری اپنا رنگ روپ بدلے اس کی ترتیب و تدوین نئے سرے سے ہو اور جس طرح سوداؔ سے لے کر اقبال سہیلؔ تک قصیدے نے مدح گوئی سے اخلاقی اور سیاسی نظم تک کی منازل طے کی ہیں، اُسی طرح نیا قصیدہ نفسِ مضمون اور تکنیک دونوں حیثیتوں سے نئے ادبی تقاضوں کے مطابق اپنے کو ڈھالنے کی کوشش کرے لیکن مجموعی طور پر قصیدے کے زندہ ادبی صنف بننے کے آثار روشن نہیں ہیں "

ان کی اس متوازن رائے اور صائب رائے کو قبول کرنے میں تکلف دشوار ہے بلکہ اس زمانے کے شواہد سے تائید ملتی ہے۔ قصیدے کے بارے میں ڈاکٹر الٰہی کا یہ اندازۂ قدر بھی نہایت درست نظر آتا ہے کہ :

" اس کے باوصف قصیدے ہماری ادبیات کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ وہ ماضی کے ورثے کا بڑا جاندار حصّہ ہیں اور اپنی ادبی شان و شکوہ، اندازِ بیان کی آراستگی، تخیل کی لالہ کاری اور اپنے عہد کی تہذیبی اور معاشرتی زندگی کی کامیاب عکاسی کی بنا پر اُردو قصیدہ کا مطالعہ ادب کے ہر طالب علم کے لیے ناگزیر رہے گا "

مکتبہ جامعہ کی یہ سعیٔ مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے ایک ادبی تحقیق سے ادب کے طالب علموں کو مستفید ہونے کا موقع بہم پہنچا دیا۔

عبداللہ ولی بخش قادری

اشخاص و افکار

مصنف : ضیاء الحسن فاروقی
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵
قیمت : چھ روپے پچاس پیسے

"اشخاص و افکار" میں پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے دس مضامین شامل ہیں۔ یہ سب مضامین رسالہ جامعہ دہلی میں شایع ہو چکے ہیں اور ان میں یہی ایک قدر مشترک بھی ہے۔ لیکن اس بات سے اس مجموعۂ مضامین کی وقعت کم نہیں ہوتی ہے کیوں کہ اشخاص و افکار اپنی اپنی جگہ پر وقیع ہیں اور لائق مصنف کی وسعتِ ذوق و نظر پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ مضامین مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) ترکی اٹھارویں انیسویں صدی میں نظریاتی کش مکش پر ایک نظر۔
(۲) سرسید احمد خاں (مورخ کی حیثیت سے)
(۳) علامہ شبلی (مورخ کی حیثیت سے)
(۴) جمال الدین افغانی
(۵) شیخ محمد عبدہ
(۶) رشید رضا
(۷) دورِ حاضر میں سرسید کے مذہبی فکر کی معنویت
(۸) ضیاء گوکلپ
(۹) لطف اللہ کی آٹو بیوگرافی۔
(۱۰) افکارِ آزاد اور چند قومی مسائل۔

ان مضامین میں سلجھے ہوئے اسلوب اور علمی انداز میں اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ یہاں نہ تحقیق کا کسل اور بار ملتا ہے اور نہ محض خامہ فرسائی اور سہل نگاری بلکہ صحافتی روانی اور علمی بصیرت کا امتزاج سا پایا جاتا ہے۔ یہاں اہم اور سنجیدہ موضوعات پر ذمہ دارانہ اظہارِ خیال کی مثال ملتی ہے اور علمی نثر کا نمونہ سامنے آتا ہے۔ ہمارے یہاں ایسے مباحث عموماً درخورِ اعتنا نہیں سمجھے جاتے ہیں اور اگر کوئی

عالم اتفاقاً توجہ بھی کرتا ہے تو اس کے مخاطب عموماً اہلِ علم وفضل ہی ہوا کرتے ہیں اور یہ نگارش محض خواص کی چیز بن کر رہ جاتی ہے "اشخاص و افکار" کے مضامین کا یہ وصف اپنی جگہ پر بہایت قابلِ قدر ہے کہ وہ گراں قدر بھی ہیں اور عوامی بھی۔ اس طور اردو نثر کی توسیع ہوتی ہے اور ایک اوسط درجے کے قاری کو ان اشخاص و افکار سے روشناس ہونے کا موقع نصیب ہوتا ہے جن سے عموماً اسے محروم رکھا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے "اشخاص و افکار" کی اشاعت بہر طور پذیرائی کی مستحق نظر آتی ہے

عبداللہ ولی بخش قادری

تنہائی (ڈراما)

از : ساگر سرحدی

قیمت : تین روپے پچھتر پیسے

ناشر : "نئی آواز" جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

تقسیم کار : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

اپنی زبان میں ایک تو ڈراما لکھنے والے ہی کم ہیں دوسرے بھولے بسرے کسی نے لکھا بھی تو، اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اسٹیج کے قابل بھی ہو۔ جو لوگ اسٹیج کے لوازمات سے واقف ہیں وہ اپنی تخلیقات کو اس قدر بلند معیاری بلکہ مشکل بنا دیتے ہیں کہ ان کا اسٹیج کرنا ہر ایک کے امکان میں نہیں رہ جاتا ہے۔

برسوں کے بعد ایک ایسا ڈراما سامنے آیا ہے جس میں دونوں خوبیاں نظر آتی ہیں پڑھنے میں بھی لطف آتا ہے اور اس کی نمائش کے لیے بھی وہ تکنیکی اور فنی رموز و نکات ملحوظ رکھے گئے ہیں جن سے ڈرامے کا اصل مقصد سامنے آجائے۔

ساگر سرحدی کے پیشِ نظر ڈرامے میں کل تین ایکٹ ہیں اور سات کردار (تین عورتیں اور چار مرد) پلاٹ اور کردار، بمبئی جیسے مخصوص شہر والوں کے لیے تو بہت ہی مانوس اور سبق آموز ہیں لیکن مجموعی طور پر دوسری جگہ کے قارئین اور ناظرین کے لیے بھی کچھ کم دلچسپ اور غیر موثر نہیں کہے جا سکتے۔

شہرت، اور دولت سب کچھ حاصل کیا۔ مگر عمر کی صرف اسی محدود اور مختصر مدّت میں جسے "جوانی" کہتے ہیں۔ بعد کا زمانہ جو طویل اور بے مصرف سا رہا اس وقت وہ محض ایک خوابِ پریشاں اور تصویرِ عبرت کے علاوہ اور کچھ بھی نہ رہ گئی تھی نہ اپنی نگاہوں میں اور نہ دوسرے کے نزدیک مگر گزرے ہوئے دنوں میں جو دولت اس نے جمع یا پس انداز کی تھی وہ بھی اس کی راحت اور تسکینِ خاطر کا سبب نہ بن سکی۔ حد یہ کہ اس کا اپنا بیٹا بھی تنہائیوں کے اس دور میں ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے بڑی حد تک نمک پاشی کرتا رہا۔

جو توقعات بیٹے سے پوری ہوتی ہوئی نہ دکھائی دیں ان کو ونیتا نے گوری کی معرفت حاصل کرنا چاہیں، بیٹے کے ایک نوعمر دوست کی طرف بھی اس نے نظرِ التفات ڈالی۔ مگر دونوں طرف سے اس کو ناکامیوں اور محرومیوں کے علاوہ اور کچھ نہ میسر ہوا۔ اس نے بہت کچھ کھول کھلا کر ایک آخری لذت اور سہارے کے لیے ملکانی کو تلاش کیا۔ لیکن وہ اس کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔ اور اس کی طرف سے جو زبردست مایوسی، نفرت اور انتقام کا جذبہ ونیتا کے دل میں پیدا ہوگیا تھا وہ اس کو ہمیشہ کے لیے خاموش اور ختم کر دیتا مگر خیریت گزری کہ بیٹا (کھیرت) آڑے آگیا اور بقیہ زندگی بے بسی کی موت اور تمام تر ادرکس مپرسی کی نذر ہونے سے بچ گئی۔

کہانی تو اپنی جگہ اثر انگیز اور عبرت خیز ہے ہی لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری چابک دستی سے نمایاں کیا گیا ہے۔ بعض بڑی اہم اور گہری باتوں کو چھوٹے چھوٹے مکالماتی فقروں میں ادا کر جانا دلیل ہے اس شعور اور واقف کاری کی جو ہر ڈرامہ نگار کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ بے انصافی ہوگی اگر ساگر سرحدی کو ان کے اس قلم کارانہ وصف پر داد نہ دی جائے۔ ڈرامے کی زبان بمبئی کی روزمرہ اور شستہ اردو دونوں کا ایک دلچسپ نمونہ ہے۔

مئی ۱۹۷۱ء میں انڈین ہیوپیلس تھیٹر کے زیرِ اہتمام بمبئی میں اس ڈرامے

کی نمائش بھی ہو چکی ہے۔

اسٹیج پر اور اسٹیج کے پیچھے، اداکاروں اور دوسرے کار پردازوں کی جو فہرست دی گئی ہے اس میں کئی نام ایسے ہیں جن کی صلاحیتوں اور ہنرمندیوں سے تمثیل کی جملہ خوبیاں اور زیادہ ابھر کر سامنے آئی ہوں گی۔ تنہائی، نئی آواز کی پہلی پیش کش ہے۔ امید کہ یہ ادارہ کامیابی کی منزلیں اسی خوبی سے طے کر سکے گا۔

"تنہائی" کی اشاعت سے ادارہ 'نئی آواز' جامعہ نگر نے اپنے کام کا آغاز اپنی مطبوعات میں ایک خوبصورت اضافہ کیا ہے۔

رشید نعمانی

ادراکِ معنی

مصنف: طیّب انصاری

قیمت: چھ روپے

ناشر: ولا اکیڈیمی۔ حیدرآباد

ادبی تنقید کے مختلف رنگ اور آہنگ ہیں۔ اس کے دائرہ میں تقریظ، تنقیص، تبصرہ، تجزیہ غرض تنقید کا ہر رنگ شامل کیا جاتا رہا ہے۔ مغرب کے اثر کے بعد تاثراتی، جمالیاتی، نفسیاتی، تقابلی، مارکسی، تاریخی، سماجی اور سائنٹفک تنقید کے مختلف دبستانوں کے تحت اُردو میں تخلیقات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ مگر ابھی تک اُردو تنقید پر آہ اور واہ کا اثر غالب ہے۔ اُردو کے نقادوں کی کثیر تعداد "ادبی تنقید" کے نام پر اپنی پسند اور ناپسند کے پیمانوں یا چند مفروضات سے کام لیتے ہیں اور ادبی تخلیقات پر حکم صادر کرتے ہیں اس قسم کا ایک نمایاں نظریہ "تاثراتی تنقید"، کے نام سے موسوم ہے۔ تاثراتی تنقید کے تحت نقاد ہر تخلیق کو اپنی پسند اور ناپسند کے پیمانوں سے دیکھتا ہے اور تاثرات یا تعصبات کی بازآفرینی کو تنقید کا نام دیتا ہے۔ تاثراتی تنقید اپنی جگہ ایک نئی تخلیق ضرور ہو سکتی ہے مگر وہ مواد اور ہیئت اور اُن کے داخلی و خارجی رشتوں سے بحث کر کے اس کی جمالیاتی اور ادبی حیثیت کا تعین نہیں کرتی اور ایک وسیع تر سماجی و تہذیبی پسِ منظر میں مطالعہ کر کے فن پاروں کی قدروں کو نمایاں نہیں کرتی۔ اس کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ فن پارہ کی ادبی قدر و قیمت کیا ہے؟ یا اس کی عظمت کی حیثیت کیا ہے؟ طیّب انصاری کی تنقیدوں کی یہی نوعیت ہے۔

پیش لفظ"، میں اپنے تعصبات اور تاثرات کو اپنے عقیدہ کی طرح اس طرح پیش کرتے ہیں۔

(۱) " واضح رہے کہ میں ترقی پسند تحریک کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ اور اس رجحان کو انسانیت کے لیے مضر سمجھتا ہوں" (ص ۱۲)

(۲) " ترقّی پسندی کے خلاف جو بھی آواز اٹھتی ہے میں اس کے ساتھ ہو جاتا ہوں اس لیے کہ ترقّی پسندی کو غیر فطری اور غیر اخلاقی تحریک سمجھتا ہوں۔ اس کا خاتمہ ترقی سے قبل ہی بعجلتِ ممکنہ بے حد ضروری تھا۔ آج بھی جو چند ترقی پسند رہ گیے ہیں۔ وہ بھی جاں بلب ہیں۔" (ص ۱۳)

اس طرح کے تعصبات کو ذہن میں رکھ کر ادب پاروں کو دیکھنا کس قدر گمراہ کن ہے ؟ اس کو نمایاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اردو کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ ادب کی تحریکوں میں سب سے قومی تحریک ترقی پسند تحریک رہی ہے۔ جو خاص سیاسی، سماجی۔ تہذیبی — معاشی اور ادبی حالات کا فطری نتیجہ تھی اور جس نے ادب کو صحت، تازگی اور توانائی بخشی ہے ادب کے دائرہ کو وسیع کیا ہے اور اردو زبان و ادب کو عالمگیر زبان و ادب کا جزو بنایا ہے طیّب انصاری نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار" جدیدیت" اور شمس الرحمن فاروقی کے بارے میں بھی کیا ہے۔

(۱) " جدیدیت کی وبا پھیلی تو میں اس کا ہمنوا بن گیا" (ص۔۱۲)

(۲) " جدیدیت نے اس سے بھی زیادہ (یعنی ترقی پسندی سے) خطرناک صورت اختیار کرلی ہے۔ جدیدیت کا اپنا کوئی مفہوم ہے اور نہ مقصد اس لیے یہ مہمل ہے ایکدم لغو" (ص ۱۳)

(۳) "شمس الرحمن کی رسوائی کے لیے اس کے تبصرے ہی کافی تھے انھوں نے لفظ و معنی لکھ کر مہر تصدیق ثبت کردی ہے لفظ و معنی ان کے تنقیدی شعور کے دیوالیہ پن کا دائمی ثبوت ہے" (ص ۱۳۷)

یہ برتاؤ محض ترقی پسندوں اور جدیدیوں کے ساتھ ہی روا نہیں ہے بلکہ ایک ایسے شخص کے ساتھ بھی جائز سمجھا گیا ہے جس کو انھوں نے "استاد

گرامی ڈاکٹر حفیظ قتیل " کہا ہے " معراج العاشقین کا مصنف "
نام سے لکھتے ہیں :

" ڈاکٹر صاحب نے معراج العاشقین کے مصنف کو پانے کی جتنی صبر آزما کو
فرمائی ہے اتنی ہی جلد بازی جانم کو پہلا نثر نگار قرار دینے میں دکھائی ہے "
غالب بھی ان کے ہاتھ کی صفائی سے محفوظ نہیں ہے ۔

" غالب اور اُس کے دور کی غزل کا مطالعہ انسانیت کی قدروں کو
عظمت بخشتا ہے ؟ یہ تو ہماری ذہنی بیچارگی اور بیماری کی علامت ہے ۔
ہماری زوال پسندی کا آئینہ ہے ...... اس خوبصورت اور حسین شاعری
نے زوال پسندوں کو شکست سے ہمکنار کیا ہے تھپک تھپک کر سلایا ہے " (ص ۱۳
اور اب غالب پر کام کرنے والوں کو بالخصوص اور شمس الرحمن فاروقی کو غالب کی زمین
میں غزلیں لکھنے پر بالخصوص اس طرح خطاب فرماتے ہیں ۔

" شمس کی غزل پڑھ کر غالب کی رُوح پہلی بار خوش ہوئی ہو گی کہ چلو
ایک خوش مزاج و خوش طبع نوجوان تو ایسا نکلا جو بعد میرے مرنے کے
میری زمین کا صحیح اور جائز استعمال کر رہا ہے ۔ ورنہ لوگ تو حرام کاری کرتے ہیں " (ص ۱۲۹)

کم و بیش ہر مضمون میں اسی طرح کی گل فشانیاں ہیں جن کو میں تبصرہ سے ماورا سمجھ کر
" بلا تبصرہ " چھوڑتا ہوں ۔ اور قارئین کے صبر کا مزید امتحان لینا نہیں چاہتا ۔

اس کتاب میں بارہ [12] مضامین ہیں ۔ جن میں تاثراتی یا تعصباتی رنگ ہے ۔
تنقیدی شعور اور فنی آگہی کے فقدان کے باوجود طیب انصاری کی تحریر میں روانی
ہے ۔ مضامین اگرچہ مختصر ہیں مگر رواں اور شگفتہ ہیں ۔ اگر تعصبات کی جگہ تجزیہ اور تنقید
کی جگہ دلائل سے کام لیا جاتا اور تنقید کی زبان اور آداب کا خیال رکھا جاتا تو کتاب
مفید بن سکتی تھی ۔ مگر یہ طرزِ سخن غالباً جان بوجھ کر اختیار کیا گیا ہے ۔ تاکہ ہر طبقہ اور
عقیدہ کا فن کار تڑپ کر جوابی حملے شروع کر دے اور اس گرمی بازار کی وجہ سے طیب انصاری
کو کلیم الدین احمد کی طرح شہرت مل جائے ۔ ورنہ بظاہر ادب اور ادیبوں سے بیزاری کا

کوئی اور وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

کتاب کی طباعت وکتابت عمدہ ہے۔

عنوان چشتی

جہاں آرا
(اوپرا)

از : رفعت سروش
ناشر: نئی آواز، جامعہ نگر نئی دِلّی ۲۵
قیمت: چار روپے پچاس پیسے

ہماری زبان کا شعری اور افسانوی سرمایۂ ادب جتنا وسیع اور مال دار ہے، تمثیلی ادب اسی قدر محدود اور بے مایہ۔ ڈرامے کا تھوڑا بہت ذخیرہ تو خیر سے فراہم ہوگیا ہے مگر اس کی ایک صنف اور ہے "اوپیرا"، امانت کی اندر سبھا کے بعد، ہمارے شعرا نے (ساغر صاحب کے علاوہ) اس کو اپنا موضوع سخن قرار دینے کی کوشش ہی نہیں کی۔ معلوم نہیں اس اغماض کا سبب کیا ہے؟

بڑے دیدہ ور اور خوش فکر ہیں جناب رفعت سروش کہ انھوں نے "جہاں آرا" کے عنوان سے ایک اوپرا لکھا، جس میں اس کے جملہ لوازمات موجود ہیں۔ جیتی جاگتی کہانی۔ ویسے دلکش اور اثر انگیز بنانے کے لیے مفروضات اور افسانہ طرازیوں سے بھی کام لے لیا گیا ہے) کچھ اصلی کچھ نقلی مگر جان دار کردار، تسلسل، ارتقا، کشمکش اور دل پذیر انجام۔ ان سب کے لیے جہاں جیسی ضرورت سمجھی گئی اس کے مطابق شاعرانہ صلاحیتوں، فنی تقاضوں اور تکنیکی رموز و اشارات سے بھی کام لیا گیا ہے۔ پابند اور آزاد شاعری کے کامیاب نمونے، ساز و آواز کا باموقع استعمال، تحت، ترنّم اور کورس کا مناسب اہتمام، غرض ہر ممکن کوشش اور واقف کارانہ انداز سے (اوپرا) کو خوب سے خوب تر بنایا گیا ہے۔ اس منظوم و مخصوص تمثیل کے لطف میں اضافہ کر دیا ہے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے سیر حاصل مقدمے نے۔

موصوف نے سب سے پہلے جہاں آرا کی مختصر سوانح حیات قلم بند کی ہے۔ اس کے گرد و پیش کے سیاسی اور خانگی حالات کا جائزہ لیا ہے۔ اس کے شروع سے آخر تک کے مشاغل و افکار پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی ہے، تاکہ سیرت و کردار کے جو بہت اہم پہلو ہیں وہ سب واضح اور ذہن نشین ہو جائیں۔ اس کے بعد اوپرا کی

اجمالی تاریخ و ترویج بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آج اسے کن ملکوں میں اور کس بنا پر اہمیت اور مقبولیت حاصل ہے ـــــ آخر میں "تخلیقی بازیافت" شاعر کی بابت تحسین و توصیف ہے۔

کتاب نہایت حسین اور صاف ستھری چھپی ہے، امید ہے ادارۂ نئی آواز اپنے اس بلند اور پسندیدہ معیار کو نہ صرف برقرار بلکہ بلند تر کرتا رہے گا۔

رشید نعمانی

پرنٹر پبلشر [illegible] احمد نے جمال پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دلی ۲۵ سے شائع کیا

مینیجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ ایک روپیہ

جون ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۶
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

اُردو کو فروغ دینے اور اس کو اس کا "جائز" مقام دینے سے متعلق حکمراں پارٹی اور مرکزی حکومت جو اقدامات کر رہی ہے، اس میں ایک بڑا اقدام ہے "پارلیمینٹرین اُردو کمیٹی" کا قیام جس کا افتتاح ۱۶ مئی کو وزیرِ اعظم مسز اندرا گاندھی نے فرمایا۔ یہ کمیٹی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، پارلیمنٹ کے ممبروں پر مشتمل ہے جس کی صدارت پنڈت آنند نرائن ملا کے حصے میں آئی ہے اور نظامت مولانا اسحاق سنبھلی کے۔ اس وقت اخباری رپورٹ کے مطابق اس کمیٹی میں ۱۰۵ ممبر ہیں۔ ان میں سے ۹۲ ہندو، دو عیسائی اور ایک سکھ ممبروں کی شمولیت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بہ قول شری اندر کمار گجرال، یہ زبان کسی ایک فرقے کی نہیں ہے۔

باقی دس ممبر مسلمان ہیں۔ جبکہ صرف لوک سبھا میں مسلم ممبروں کی تعداد بیس سے زیادہ ہے اور راجیہ سبھا میں اس سے کم۔ کمیٹی کا قیام رسمی افتتاح سے صرف آٹھ دن قبل عمل میں آیا تھا ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ رکنیت میں توسیع ہوگی۔

افتتاح کے موقعے پر حسبِ معمول تقریریں بڑی امید افزا ہوئیں۔ اُردو کی ترقی، اس کے فروغ اور جائز مقام کے لیے تمام مقررین نے یقین دہانیاں کیں۔ لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ "جائز مقام" ہے کیا۔

وزیرِ اعظم نے فرمایا کہ اُردو کو اس طرح فروغ ہو سکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ سوال یہ ہے کہ جو تھوڑے بہت لوگ اسے پڑھنا چاہتے

ہیں، جب ان کو پوری سہولتیں نہیں فراہم کی جا سکتیں تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ادھر ترغیب
دینے کی ترغیب کیوں کر دی جائے ؟ جب تک انھیں یہ یقین نہ ہو جائے کہ اُردو پڑھ کر
ملازمت کے حصول میں دشواری نہ ہوگی اس وقت تک وہ اُس زبان کو سیکھنے میں اپنا وقت
اور پیسہ کیوں برباد کریں جس کا مستقبل میں کوئی مادّی افادیت نہیں۔ یہ جب ہی ممکن ہے
آئینی طاقت اس کی پشت پناہی کرنے کے لیے موجود ہو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جو
چند علاقوں میں اسے سرکاری طور پر ثانوی زبان بنا دیا جائے پھر اُردو زبان کی طرف
وہ لوگ بھی متوجہ ہونے لگیں گے جو اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور وزیر اعظم کی یہ خواہش
بھی پوری ہو جائے گی۔

آزادی کے بعد کی پوری کی پوری چوتھائی صدی، ہمارے اس حیرت واستعجاب
کو نہ دور کر سکی کہ جس زبان کی تعریف و توصیف میں آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو، شری
لال بہادر شاستری اور موجودہ وزیر اعظم رطب اللسان رہے اور ہیں، اسے اس کا جائز
مقام کیوں نہ حاصل ہو سکا۔ جب کہ ان بزرگوں کو عوام میں ہر دلعزیزی حاصل
اور ایوانِ حکومت میں بھی انھیں اکثریت حاصل رہی ؟ کیا اُردو کو آئینی تحفظ دینا
کے اختیار میں نہیں تھا یا نہیں ہے ؟ اگر یہ درست ہے تو آئے دن کی یہ تقریریں
یا کمیٹیوں اور اکادمیوں کے قیام سے کیا فائدہ ؟ اگر اختیار میں ہے تو پھر اس میں ہچکچاہٹ
کی وجہ سوائے اس کے اور کیا سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اس خواہش میں خلوص کی جرأت و ہمت
کی کمی ہے۔ اس لیے اس خواہش کا اظہار جس طرح بھی کیا جائے اس کی حیثیت طفل تسلی سے
زیادہ نہیں سمجھی جائے گی۔

بہر حال، اگر پارلمنٹیرین اُردو کمیٹی کا قیام اس لیے عمل میں آیا ہے کہ ایوان
اُردو کے حق میں زیادہ سے زیادہ ارکان کی تائید حاصل کر کے اس کو ثانوی زبان
بنانے کے لیے فضا کو سازگار بنایا جائے تو ہم اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں اور
کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔

[illegible]

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار — پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ - رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور افکار آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

قیمت : ۶/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اُردو دُنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اُردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

قیمت : ۱۱/-

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

قیمت : ۱۲/۵۰

خواتینِ کربلا، کلامِ انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی اُن محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ملت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ [illegible] ہو گا۔

قیمت : ۱۲/-

کتاب و سنّت کے جواہر پارے حصّہ اول دوم

مولانا جمال الدین اعظمی

جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں اُن کے لیے قرآن و سنّت پر عمل کیے بغیر دنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر و فسق سے نجات ناممکن ہے اسی لیے اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصّے بچّوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گیے تاکہ طلبہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

قیمت: ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات خلاصہ: احیا علوم الدین امام غزالی

ترجمہ: رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصوّر کریں یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالی ہی کو حاصل ہے۔ قیمت: ۹/۵۰

مُسلم پرسنل لا کے تحفّظ کا مسئلہ طاہر محمود

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملّت اسلامیہ کی اُردو داں اکثریت کا ہر فرد زیرِ بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت -/۴

اسلامی عقائد و مسائل مذہب مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو عام مسلمانوں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کرے۔ یہ کتاب بڑی حد تک اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے

رضی عظیم آبادی

اُردو کے ذریعے تعلیم کا مسئلہ

ابھی کچھ دنوں پہلے شری اندر کمار گجرال کی قیادت میں 'پرموشن آف اُردو کمیٹی' دورے پر پٹنہ آئی ہوئی تھی۔ اُس نے اُردو کے چند ممتاز ادیبوں، صحافیوں، حامیوں وغیرہ کو تبادلہ خیالات کے لیے بلایا تھا اور بہار میں اُردو کے فروغ سے متعلق رائیں دریافت کی تھیں۔ اخباروں میں ایسے مدعوئین کے جو نام آئے، وہ یقینی صاحبِ رائے حضرات تھے اور انھوں نے بلاشبہ مفید مشورے بھی دیے ہوں گے۔ مگر یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ ان ناموں میں ایسے حضرات کے نام دکھائی نہیں دیے جن کا تعلق اسکولوں میں درس و تدریس سے ہے۔ اُردو کے ذریعہ تعلیم کے سلسلے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں اُن کا صحیح اندازہ تعلیم گاہوں سے براہِ راست متعلق افراد کو زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اپنے تجربوں کی روشنی میں زیادہ مفید مشورے دے سکتے تھے۔ پھر، میرے خیال میں، ایسے ناشروں کو بھی بلانا چاہیے تھا جو اُردو میں درسی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اُردو کتابوں کی بہم رسانی سے متعلق اپنے تجربے بتا سکتے تھے اور ان کی اشاعت سے متعلق اپنے تجاویز کمیٹی کے سامنے رکھ سکتے تھے۔ بہرحال، ایسا نہیں ہو پایا، وجہہ چاہے جو بھی رہی ہو کمیٹی یہاں سے کیا تاثرات لے کر گئی اور اس کی سفارشیں کیا ہوں گی۔ کہنا مشکل ہے۔

میرے خیال میں اُردو کی بقا اور ترقی کا دار و مدار بہت حد تک اس بات پر ہے کہ ثانوی تعلیم تک اُردو داں طلبہ کو اپنی زبان کے ذریعہ تعلیم پانے کی کتنی سہولتیں واقعی حاصل ہوتی ہیں۔ اگر اُردو گھرانوں کے بچے اردو کے ذریعہ تعلیم پانے سے محروم رہتے ہیں تو اُردو کا مستقبل کم از کم اس ریاست میں یقینی تاریک ہے۔ آج کے بچے ہی کل

کے شہری بننے والے ہیں اور اُردو سے نابلد شہری شاید اُردو کے جنازے کو کاندھا دینے کی بھی صلاحیت نہیں رکھ پائیں گے۔

ماہرینِ تعلیم اس پر متفق ہیں کہ مادری زبان ہی تعلیم کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔ کم سے کم ثانوی درجوں تک تو یقینی۔ مگر آج جو کچھ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ وہ تو یہی ہے کہ بہار میں اُردو کے ذریعہ اسکولوں میں تعلیم پانے والے طلبہ کی تعداد نسبتاً گھٹتی جا رہی ہے۔ ایسے علاقوں کے اسکولوں میں بھی، جہاں اُردو داں آبادی کافی ہے، اُردو کے ذریعہ بھی تعلیم دینے والے اسکول شاذ و نادر ہیں۔ ایسی حالت میں بعض جگہوں پر خالص اُردو میڈیم کے چند اسکول یقینی کھولے گئے ہیں، مگر اُن کی تعداد بہت کم ہے اور یہ بھی ایسے ہی علاقوں میں کسی طرح چل رہے ہیں جہاں اُردو داں آبادی کسی قدر گنجان ہے۔ ایسے تمام اسکول قدرتی طور پر غیر سرکاری ہیں، ہاں حکومت انھیں کچھ مالی امداد ضرور دیتی ہے۔ لیکن ایسے علاقے جہاں اردو داں آبادی کافی نہیں ہے وہاں اردو داں طلبہ کو سرکاری یا غیر سرکاری عام اسکولوں میں ہی پڑھنا پڑتا ہے۔

اس جگہ میں ضمنی طور پر ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ خالص اُردو ذریعۂ تعلیم کے اسکولوں میں مٹھی بھر طلبہ کو ہی اپنی مادری زبان میں تعلیم مل پاتی ہے، جو دال میں نمک کے مصداق ہے۔ دوسرے، میری رائے میں، ایسے اسکولوں کا قیام بہت حد تک مجبوراً عمل میں آتا ہے جو بلا شبہ قومی یکجہتی اور سالمیت کے حسب حال نہیں ہے اس سے علیحدگی کے جذبے کو بڑھاوا ملتا ہے۔ قومی سالمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے حالات پیدا کیے جائیں جن میں اس قسم کے ایک زبانی [illegible] کی حاجت ہی باقی نہ رہے، اس کا واحد طریقہ ہے، ہر جگہ کثیر زبانی اسکولوں کا بڑے پیمانے پر قیام، جہاں مختلف زبانوں کے ذریعہ تعلیم دی جائے [illegible] سے کاغذی طور پر اقلیتی زبانوں کے طلبہ کو [illegible] ثانوی معیار تک تعلیم پانے کا اصول تسلیم کیا گیا ہے، [illegible] اصول

[illegible]

عمل درآمد سے گریز کے لیے کئی چور دروازے کھلے پڑے ہیں۔ عملی طور پر خود بھی سرکاری اسکولوں میں بھی ایمانداری سے اس فارمولے پر عمل نہیں ہوتا، غیر سرکاری اسکولوں کی بات تو دور رہی۔

موجودہ سرکاری فارمولے کے تحت اگر کسی درجے میں کسی اقلیتی زبان کے کم سے کم دس طلبہ ہوں یا کسی اسکول میں ایسے طلبہ کی تعداد کم سے کم چالیس ہو، تو وہاں ان طلبہ کو اُن کی اپنی زبان میں تعلیم دینے کا انتظام ہونا چاہیے دس اور چالیس کا یہ فارمولا بظاہر معقول نظر آتا ہے۔ مگر عمل میں ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی اسکول میں کسی خاص اقلیتی زبان میں پڑھانے کا پہلے سے انتظام نہیں ہوتا، تو وہاں داخلہ لینے والوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہاں اس کا نظم نہیں ہے، کیوں کہ طلبہ کی مقررہ تعداد اسکول میں نہیں ہے۔ ایسی حالت میں لڑکا یا تو اُس اسکول میں داخلہ نہیں لیتا یا پھر مجبوراً اسے وہیں کے میڈیم کو اپنانا پڑتا ہے۔ اس طرح دس اور چالیس کیا، بیسیوں اور اَسّی لڑکے انفرادی طور پر جاکر بھی اپنی زبان میں تعلیم پانے کے لیے داخلہ نہیں لے پاتے۔ عملاً یہ ممکن ہوتا کہ لڑکے مقررہ تعداد میں اجتماعی طور پر جاکر داخلہ لیں۔ اس طرح اُس اسکول کے لیے فارمولے کی زد سے بچ نکلنے کا چور دروازہ کھلا کا کھلا رہتا ہے نہ نو من تیل ہو پاتا ہے، نہ رادھا ناچتی ہے اور طلبہ کے سامنے 'پہلے مرغی یا پہلے انڈا' کا پرانا لاینحل سوال حل طلب باقی رہتا ہے۔ جو طلبہ جھک مار کر غیر مادری زبان میں ہی پڑھنے کی غرض سے مجبوراً داخلہ لے لیتے ہیں، اُن کی مادری زبان اسکول میں رائج زبان ہی بڑی صفائی سے رجسٹر میں لکھ دی جاتی ہے۔ دوسرا چور دروازہ اب چوپٹ کھل جائے تو کیسے

حکومت اگر واقعی چاہتی ہے کہ لسانی اقلیتوں کے طلبہ اپنی زبان میں ہی کم از کم ثانوی معیار تک تعلیم پائیں، تو سب سے پہلے اُسے دس اور چالیس کے اس مغالطہ آمیز فارمولے کو بدل لینا ہوگا۔ اور اس کی جگہ کوئی ایسا اصول بنانا ہوگا جس میں چور دروازے نہ ہوں۔ اس سلسلے میں میرے کچھ سجھاؤ یہ ہیں:۔

(۱) دیہاتی علاقوں میں جس پنچایت میں اور شہری علاقوں میں جس وارڈ میں کم سے کم تین یا چار گھرانے بھی کسی لسانی اقلیت کے ہوں، اُس حلقے کے

اسکولوں میں اُس اقلیتی زبان کے ذریعہ بھی مختلف مضامین پڑھانے کا انتظام لازمی طور پر ہو، ایسے اسکول سرکاری ہوں یا غیر سرکاری۔ اگر اُس حلقے میں ایک سے زیادہ لسانی اقلیتوں کے مقررہ گھرانے ہوں تو ان سبھی زبانوں میں پڑھانے کا ایسا ہی انتظام ہونا چاہیے۔

(۲) جس حلقے میں کم سے کم ایک گھرانا بھی لسانی اقلیت کا ہو اس حلقے کے کسی ایک اسکول میں اُس اقلیتی زبان میں بھی تعلیم دینے کا انتظام لازمی ہونا چاہیے۔

(۳) اقلیتی زبانوں میں تعلیم دینے والے اسکولوں میں بھی اس کا انتظام یقینی ہونا چاہیے کہ اگر اکثریتی زبان کے طلبہ اُن میں پڑھنا چاہیں تو انھیں ان کی زبان میں تعلیم دی جائے۔

(۴) ایسے انتظامات کے لیے اسکولوں کو جو بھی فاضل اخراجات برداشت کرنے پڑیں، انھیں حکومت خصوصی گرانٹ کے ذریعہ پورا کرے۔

(۵) اس اصول کے تحت اسکولوں میں معلموں کی تعداد کم کرنے کے خیال سے موجودہ مدرسین کو اُن کی اپنی زبان کے علاوہ دوسری متعلقہ زبان یا زبانوں میں پڑھانے کی خصوصی تربیت دی جائے۔ تاکہ وہ ایک سے زیادہ زبانوں کے ذریعہ پڑھانے کے اہل ہو سکیں۔ ایسے تربیت یافتہ اساتذہ کو بڑھاوا دینے کے خیال سے حکومت انھیں اپنی جانب سے ہر فاضل زبان دانی کے لیے خصوصی ماہانہ بھتا دے۔

(۶) ایسے اسکولوں میں جہاں ایک سے زیادہ زبانوں میں تعلیم کا انتظام ہو۔ وہاں مختلف مضامین کی صرف ایسی ہی کتابیں درس میں رکھی جائیں جو اُن سبھی متعلقہ زبانوں میں بھی دستیاب ہوں، تاکہ سبھی ایک کتاب سے اپنی اپنی زبانوں میں پڑھ سکیں۔ اقلیتی زبانوں میں ایسی کتابوں کی اشاعت پر حکومت اُن کے ناشروں کو خاص امدادی رقم دے، تاکہ یہ کم داموں پر کتابیں طلبہ کو دے سکیں۔ چونکہ اقلیتی زبانوں میں کتابیں کم تعداد میں چھپتی ہیں اس لیے ان پر لاگت زیادہ آتی ہے اور قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شایع کیں

لسانی مطالعے — ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اُردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں، مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔ قیمت: ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء — مرتبہ: پی. سی. جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ ہے: قیمت: ۱۴/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات — پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات اُن علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشوونما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصّہ ہے۔ قیمت: ۱۸/-

چراغ کا سفر (بچّوں کے لیے) — سیّد محمد ٹونکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سُنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا ہر حصّہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا، گھر گھر کیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اُس نے کیسے کیسے رُوپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔ قیمت: ۱/۵۰

تقسیم عام

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵، بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکم محمد بشیر مترجمہ: اطہر پرویز

ویکم محمد بشیر ایک ناول نویس ہیں جنھوں نے فکری وسعت پیدا کر کے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دنیا کے بھیدوں کو ڈھونڈ نکالنے والے بشیر کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کی ساتھی"، لوک گیتوں کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔

قیمت: ۵/۷۵

چار دیواروں میں (ناول) ایم، ٹی، واسو دیون نائر ترجمہ: ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ سیدھا مقابلہ کم ہے اسی لیے اس کی یاسیت مندی گہری مگر تسکین آثار ہیں۔

قیمت: ۷/۷۵

گنگا چیل کے پنکھ (ناول) لکشمی نندن بورا ترجمہ: رضیہ سجاد ظہیر

آسامی ناول میں پیدائش سے لے کر اب تک عورتوں سے متعلق ایک خاص قسم کے جوش اور جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقۂ عکاسی اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے لیکن اعتبار سے کامیاب ترین ناول۔

قیمت: ۹/۷۵

برہمن لڑکی (ناول) شری دھر وینکٹیش کیتکر ترجمہ: اگر سین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور ہیجان انگیز ہیں۔ آپ نے متعدد معاشرے کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظر ثانی کر کے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا۔

قیمت ۷/۷۵

ملیالم افسانے مرتبہ: اوم چیری، این، این پلے۔ ترجمہ: جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔ یہ ملیالم افسانوں کا بہترین انتخاب ہے۔

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کیا، اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین 'کتاب نما'، جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آ جائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کے حدود سے باہر ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوعِ بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں۔ مگر متضاد لیکن سنجیدہ خیالوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارہ کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

(اڈیٹر)

رئیس قمر نعمانی

ماہنامہ "رگِ سنگ"، کانپور سے شایع ہونے والا ایک معیاری علمی جریدہ ہے۔ اس مختصر عرصے میں اس پرچے کی ملک کے نامور ادیبوں نے جس طرح معاونت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پرچہ علم و ادب کے میدان میں جا

ہی اپنی حیثیت بنالے گا۔ حال ہی میں اس جریدے نے اپنا ضخیم سیرت نمبر شایع کیا ہے۔ اس میں جہاں حرمت الکرام، ڈاکٹر حمید اللہ، نازش پرتاب گڑھی، محوی صدیقی، ندیم الواجدی، یونس قنوجی، نصر قریشی، عمر انصاری، اختر بستوی، واحد پریمی، بدیع الزماں خاور، راحت کوٹی، توفیق الحکیم مصری، جیسے معروف اہلِ قلم حضرات کی نگارشات شریکِ اشاعت ہیں وہاں نئے لکھنے والوں میں ودود قمر، صغیر عزت، اقبال رفیق، شاہد سرور، واحد فیاضی، حسین احمد صدیقی، انجم عثمانی وغیرہ کی تحریریں بھی نمبر میں شریک کی گئیں سیرت کے موضوع پر تفصیلی اور تحقیقی مضمون۔ جناب ندیم الواجدی کا "سیرت کے چند پہلو" ہے۔ مضمون اگرچہ مکمل شایع نہیں کیا گیا ہے۔ پہلی قسط ہی پیشِ نظر شمارے میں شامل ہے۔ مضمون اپنے موضوع اور اس پر خالص علمی انداز سے محققانہ گفتگو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بڑی محنت سے سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ اس میں ندیم صاحب نے سیرت کی تعریف، حدیث و سیرت کا فرق، سیرت و تاریخ کا فرق، سیرت کی ابتدا جیسے اہم موضوعات پر تفصیل سے لکھا ہے۔ اگلی قسط میں غالباً اس قسط کے ۶۹ حوالے بھی شایع کیے جائیں گے۔ شاہد سرور کا نام اگرچہ ادب کے میدان میں حال ہی میں سنا گیا ہے۔ تاہم ان کا مضمون "پیمبرانہ انقلاب" ایک اچھے مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون "طاقت کے وقت نرمی، کمزوری کے وقت محبت و ایثار" بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک مختصر اور عمدہ مضمون ہے، واحد فیاضی نے آنحضور کی ایک نہایت مختصر قلمی تصویر کھینچی ہے۔

جناب محمد بدیع الزماں صاحب نے ایک عمدہ مضمون "اردو شعراء سرور کائنات کے حضور میں" کے عنوان سے لکھا ہے۔

جشن عید میلاد النبی پر اظہر ہاشمی اور انجم عثمانی کے مضامین ہیں نہایت سرسری طور سے لکھے گئے ہیں۔ اگر یہ دونوں کسی اچھے موضوع پر قلم اٹھاتے تو "رگِ سنگ" کے سیرت نمبر کے لیے مفید ہوتا۔

دار العلوم دیوبند کے طالب علم احمد علی خاں کرسنی کا ایک واعظانہ مضمون بھی

"پیکرِ عفو و کرم کے دو واقعے" اشتیاق احمد ندوی کا مضمون "سرکارِ دو عالم کے مشاہدات" اقبال رفیق کا مضمون۔ "مساواتِ اسلام میں" حسن احمد صدیقی "آنحضور ایک شوہر کی حیثیت سے" عابدہ تسنیم وارثی کا مضمون " جام وحدت" یہ سب مضامین بھی لایق مطالعہ ہیں۔

وہ مضامین جو سیرت سے متعلق نہیں ہیں ان میں "تدوینِ حدیث" یونس قنوجی "اپنی فکر کے آئینے میں" توفیق الحکیم مصری کا مضمون " انصاف پسند قاضی" وغیرہ اچھے مضامین ہیں۔ منظومات میں حرمت الاکرام کی نظم "سجدۂ نیاز" نازش پرتاپ گڑھی کی "تلاش" نصر قریشی کی پانچ نظمیں، اختر بستوی کی " احمد مرسل کا پیغام" واحد بریلی کی " احسانِ رسول" سیرت نمبر کی جان ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ منظومات میں۔ قمر الغفاری، حباب ہاشمی، صغیر عزت، ودود قمر، محوی صدیقی۔ شمیم فتحپوری، راحت کوٹی، امین جعفری وغیرہ کی نگارشات شامل ہیں۔ مستقل عنوانات "بستی بستی" " کہ لوگ کہتے ہیں" "دیکھیے جواب حاضر ہے" اور " شہ رگ" کے تحت ادارے کی طرف سے تحریریں بھی موجود ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سیرت نمبر مجموعی اعتبار سے اس قابل ہے اس کا مطالعہ کیا جائے اس میں ہر حلقۂ فکر سے متعلق مضامین مل جاتے ہیں، ایک طرف "سیرت کے چند پہلو" اور " تدوینِ حدیث" خالص علمی ہیں تو دوسری طرف عید میلاد النبی جیسے عام مضامین بھی شایع کیے گیے ہیں بہتر ہوتا رگ سنگ کے فاضل مدیر اچھے مضامین شایع کرتے ہیں۔

کتابت وطباعت اچھی ہے۔ لیکن مضامین میں کتابت کی غلطیاں بے حد ملتی ہیں

ماہنامہ "رگِ سنگ" سیرت نمبر	پتہ مکھنیا بازار، کانپور، یوپی۔ قیمت ۲/۵۰

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی۔

صاحبِ "زہرِ عشق" مرزا شوق لکھنوی کو خدا جنت نصیب کرے۔ کیا سچی بات کہہ گیے ہیں ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے		آج وہ کل ہماری باری ہے

دُنیا میں کون آئے گا معلوم نہیں۔ لیکن جو آگیا۔ اُسے اِس جہان سے جانا ضروری ہے۔ پھر آنے والے مادی و معنوی لحاظ سے ایک شان اور قد و قامت کے نہیں ہوتے اگرچہ نباض انسانیت سعدی نے جو فرمایا ہے وہ بھی بہت بلند حقیقت ہے۔ یعنی ؎

چو آہنگ رفتن کند جان پاک		چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک

مگر انسانی زندگی اور موت کی یہ آنکھ مچولی کچھ ایسی سمجھ میں آتی ہے کہ افراد و اقوام کی زندگی ایک رنگ کی نہیں ہوتی۔ اور ان کی موت بھی ایک ڈھنگ کی نہیں ہوتی۔ کسی کا ہونا نہ ہونا برابر۔ کسی کی زندگی دوسرے کے لیے موت۔ کسی کی موت دوسروں کے لیے زندگی یا عزت اور ایسے بھی خدا کے بندے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی کی بہار اور عنبر شباب اور اُن کی موت اُن کا عزن اور دوسروں کے لیے اپنی یتیمی اور بے دست پائی؛ ور نقصان عظیم کا احساس غرض یہ کارخانہ یونہی چل رہا ہے۔

جس نے کہا ہے بجا اور درست کہا ہے ؎

نوشتہ بماند سیہ بر سفید

ساری دنیا کے ادبی سرمایہ کا ذکر نہیں اپنے گرد و پیش ہی نظر ڈال لیجیے۔ کتاب سامنے ہے مگر صاحبِ کتاب کی تاریخ گوشۂ گمنامی میں گم ہے۔ آپ نے قلمی نہیں مطبوعہ ایسی کتابیں یقیناً دیکھی ہوں گی کہ ان کے سرورق پر مصنف کا نام اس شان سے چھپا ہوا موجود ہے کہ گویا وہ اپنے زمانے کے ماہتاب نہیں آفتاب تھے۔ لیکن کتاب کو چھپے کم و بیش ایک صدی نہیں گذری کہ کتاب تو موجود ہے اور صاحبِ کتاب کو جاننے پہچاننے والے ناپید۔ بعد میں آنے والے کتاب سامنے دھرے بیٹھے ہیں اور صاحبِ کتاب کا سراغ نہیں ملا۔ اس لیے کہ معاصرین نے کسی وجہ سے ان کے متعلق لب کشائی کی بجائے سکوت کو ترجیح دی تھی۔ بعد میں آنے والے کتاب خوان حیران ہیں کہ اپنے عہدِ گذشتہ کے سقراط و بقراط کو کیا کہیں اور کیا سمجھیں۔ کیونکہ متقدمین اور معاصرین نے ان کے متعلق کچھ بتایا ہی نہیں۔

میں نے ایسے دو بزرگ دیکھے ہیں جو زندگی بھر اپنے اپنے حلقوں میں بڑی منزلت رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ فوت ہوئے تو زندگی میں ان کے مداح پڑوس میں

سناٹا رہا۔ نتیجہ یہ کہ آج کی ذریت کے سامنے ان کا نام لینا ایک چیستان اور بجھاوت ہے۔

اس صدی کے ربع اوّل میں پنجاب میں خان بہادر مرزا سلطان احمد مرحوم جن کے فلسفیانہ علمی مضامین اردو رسالوں کی آبرو ہوا کرتے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو بجز کا پرسیں خاموش رہا۔ حالانکہ مرحوم کا ایک سیاسی کارنامہ بھی تھا۔ پنجاب کے پہلے مارشل لا میں وہ گوجرانوالہ کے قائم مقام کمشنر یا ڈپٹی کمشنر تھے۔ جب شہر میں غدر مچا ہوا تھا یہ ڈیوٹی پر تھے۔ انگریزی فوجی افسر نے کہا مجمع پر گولی چلانے کا حکم دیجیے (مفہوم) آپ نے انکار کر دیا کہ یہ بچے ہیں فسادی کہاں ہیں۔ اس واقعہ کا چرچا لندن کی پارلیمنٹ میں بھی ہوا تھا۔ مرحوم نے خود مجھے کہا تھا کہ جو ہونا ہے ہو۔ میں نے جو کیا اپنے منصب کے مطابق کیا۔

ایسا ہی حال بمبئی کے متوطن عرب فاضل خان بہادر سلطان احمد الشبیلی کا ہوا۔ مرحوم عربی کے علاوہ متعدد مشرقی زبانوں کے فاضل تھے۔ آپ کا وجود بمبئی کی علمی و ادبی دنیا کی جان تھا۔ مگر جب فوت ہو گئے۔ جہاں تک میرا علم ہے ان کو بھولے سے بھی کسی نے نہیں یاد کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ نوخیزوں سے ان کا حال پوچھیے۔ تو اظہار بے خبری سے زیادہ کوئی خبر نہیں ملے گی۔ اگر کسی نے کچھ لکھا بھی ہو تو میری رسائی سے باہر رہا۔ انہی فراموش شدگان کی بزم میں مرحوم مولوی محمود الحسن محمود اسرائیلی بھی آئے تھے۔ یو پی کے باشندے اور بمبئی کے تعلیمی و علمی حلقوں میں کامیاب استاد اور شاعری میں باکمال۔ مولانا رضا علی وحشت کلکتوی کے ممتاز شاگرد تھے۔ پنشن لے کر چلے گئے اور وفات پا گئے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوا

اِنّا لِلّٰہِ و اِنّا الیہ راجعون۔

خدا جزائے خیر دے فاضل محترم مالک رام صاحب کو انھوں نے معاصرین کے حالات فراہم کرنے کا انتظام کیا۔ یہ تو نہیں کہ یہ خیال اچھوتا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے معارف اعظم گڑھ میں مخصوص معاصر مشاہیر کی وفات پر علامہ مولانا سید سلیمان مرحوم مغفور نے ان کے حالات لکھے تھے۔ حالات لکھنے کا یہ التزام محدود تھا اور وسعت نہ تھی جو مالک رام نے اس عنوان کو دی ہے۔ معاصرت کا حلقہ وطن و زبان تک محدود نہیں۔ انگلستان

اس کے ادیب بھی ۔ اس حلقہ میں نظر آرہے ہیں ۔

ہوا یہ کہ دِلّی میں ۱۹۶۶ء میں ایک علمی مجلس بنی ۶۷ء سے اس مجلس کا ایک ماہی رسالہ شایع ہونا شروع ہوا جس کی ادارت مالک رام کو سونپی گئی۔ اِدھر حضرت مرزا جعفر علی خاں صاحب اثر لکھنوی کا انتقال ہوگیا ۔ مالک رام صاحب نے مرحوم اثر کے حالات جو غالباً پہلے سے ان کے پاس موجود تھے رسالہ میں شایع کر دیے پھر ایسا ہوا کہ خدا کی قدرت سے کسی نہ کسی ادیب کو بلاوا آتا رہا اور وہ رخصت ہوتے رہے اور رسالہ تماہی میں رخصت ہونے والوں کے حالات چھپتے رہے ۔ گویا یہ ایک مستقبل باب بن گیا ۔ اس طرح ۱۹۶۶ء سے ۷۲ء تک ۷۳ ادیب ۔ شاعر اور اہلِ قلم رخصت ہوگئے انہی رفتگانِ عالمِ باقی کے یکجائی حالات کا نام "تذکرۂ معاصرین" ہے جس پر گفتگو اس وقت ہورہی ہے ۔ ان ۷۳ مرحوموں میں سے ۳۱ ایسے عزیز موجود ہیں ۔ جن کو میں نے دیکھا تھا اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان سے کم و بیش کچھ شناسائی بھی تھی ۔ اچھے لوگ تھے خدا ان کی مغفرت فرمائے ۔ کچھ ایسے بھی تھے کہ ان کو جسمانی طور پر دیکھا تو نہ تھا مگر ان کے علمی فیوض سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی ۔ جیسے پروفیسر آربری مرحوم جن کی اور تحریروں کے علاوہ خصوصاً مولانا روم کے ملفوظات "فیہ ما فیہ" اور قرآنِ حکیم کے ترجمے ۔ ان کے ترجمۂ قرآنِ حکیم کے دیباچہ سے ظاہر ہے کہ اس کتابِ آسمانی کی مرحوم کے دل میں کیا عظمت و وقعت تھی ۔

غرض "تذکرۂ معاصرین" ایک کارنامہ ہے ۔ اس کی کمیوں اور فروگزاشتوں کے باوجود ہمارے تاریخی ادب میں اس کا ایک مقام خاص ہے ۔ اور اسی نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے ۔ اس میں آنے والی نسلوں کو وہ کچھ ملے گا جس کے لیے متاخرین متقدمین کی تحریروں میں تلاش کیا کرتے تھے اور نہ پاتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ لوگ خواہ معاصر ہی ہوں مگر ہر شخص سے نہ ذاتی واقفیت اور خصوصاً اتنی واقفیت کہ اس کے حالات پوست کندہ معلوم ہوں ۔ ہوں بھی تو ان کا بیان کرنا مفید نہ اس سے پڑھنے والوں کو فائدہ ۔ بس آتے رہے جو بن پڑا بُرا بھلا کیا اور مر گئے ان کو خدا کے سپرد کروان

کی لاشوں کو پرندوں درندوں سے نچوانے سے کیا حاصل۔

ذاتی واقفیت کی بنا پر بعض باتوں کی طرف توجہ دلانا کچھ غیب کی بات نہیں۔

مثلاً ص۱۰۵ پر عبدالباقی صاحب کے والد صاحب کا نام عبدالسلام لکھا گیا ہے۔ اسی نام کے ایک بہاری بزرگ بہار بنگال سے ہوتے ہوئے بمبئی کے بیگ محمد ہائی سکول میں مدرس ہوگیے تھے۔ پروفیسر سید نجیب اشرف مرحوم خود کو ان کا شاگرد اور وہ خود کو عبدالباقی صاحب کا بھائی بتاتے تھے۔

ص۱۰۹ پر مولوی مقتدا خاں شروانی کا ذکر آیا ہے۔ بمبئی میں ان سے نیاز حاصل ہوا۔ مجھے تو درویش صفت آدمی معلوم ہوتے تھے۔ ان کے علمی کارناموں کے متعلق جو لکھا گیا ہے مجھے اس کے صحیح ماننے میں تکلف نہیں۔ ہاں ان کی سنسکرت دانی اور پنڈت اندرمن مرادآبادی مرحوم کی عربی دانی میں بھی شک کی ضرورت نہیں لیکن پنڈت جی موصوف فارسی کے جید عالم اور اہلِ قلم بزرگوار تھے۔

ص۱۳۴ پر عندلیب شادانی کا ذکر آیا ہے آغا طاہر نبیرہ آزاد کے مکان پر لاہور میں ملاقات ہوئی تھی۔ عندلیب شادانی سے زیادہ پروفیسر اولاد حسین شاداں بلگرامی عالم دلچسپ انسان تھے۔ کاش ان کے شاگردوں میں سے ان پر کوئی قلم اٹھاتا۔ لاہور میں کچھ عرصہ میں ان کا ہمسایہ رہا تھا۔

مفتی انتظام اللہ مرحوم سے قیامِ آگرہ کے دوران میں ملاقات ہوئی تھی۔ بہت ہی مختصر سے آدمی تھے۔ مگر فرماتے تھے کہ شتیر اور ہاتھی کے تاجر ہیں ان کی علمی پیوند کاریوں کے بیان میں مبالغہ کا امکان نہیں۔

بمبئی میں مرحوم رئیس احمد ندوی سے ملاقاتیں رہا کرتی تھیں جب وہ روزنامہ خلافت بمبئی کے ایڈیٹر تھے۔ مولانا عبدالسلام قدوائی (استاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) ان کے رفیقِ کار تھے۔ انہوں نے امیر شکیب ارسلان کے سفرنامہ سے ایک واقعہ ترجمہ کرکے خلافت میں شایع کیا تھا۔ میں نے دیکھا تو ایک مقالہ اسی کی بنا پر لکھ کر دیا جو اوّل خلافت میں شایع ہوا اور پھر اسے مرحوم شاہد احمد دہلوی نے اپنے پندرہ روزہ

رسالہ شاہ جہاں میں نقل کیا تھا۔ عنوان تھا "عظمت رفتہ کی تمنائے بازگشت"، یہ تو ضمنی بات ہے۔ کہنا یہ ہے کہ رئیس مرحوم نے ہفتہ وار اخبار شایع کیا ہوگا۔ مجھے یاد نہیں لیکن میں نے "جوہر" نام سے مصور تعلیمی علمی ادبی مصور ہفتہ وار شایع کرنا شروع کیا تھا جس کے صرف آٹھ نمبر شایع ہوئے تھے۔ مرحوم رئیس احمد نے "ناظر" کے نام افسانہ نویسی کا آغاز اسی اخبار سے کیا تھا۔

امتیاز علی تاج کو میں نے پہلی بار سنہ ۱۵ء میں دیکھا پھر سنہ ۲۵، ۲۶ء میں ان کے مکان پر ملاقات ہوئی۔ مشاہیر ادب یعنی سالک پطرس۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وغیرہ کا مجمع تھا انہوں نے اپنا ڈرامہ انارکلی جو ابھی چھپا نہ تھا سنایا تھا۔ پھر مرحوم نے اسی انارکلی کے موضوع کے فلم میں اکبر کا پارٹ ادا کیا تھا۔ میں نے اس پر کچھ لکھا تھا جو لاہور و آگرہ کے رسالوں میں شایع ہوا تھا۔ انہوں نے پرانے ڈرامے شایع کیے ہوں گے۔ لیکن اردو ڈراموں کے بارے میں جتنا کام تنہا ڈاکٹر عبدالعلیم نامی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سلیگ مقیم بمبئی نے کیا ہے۔ وہ بھی لاجواب ہے۔

ان کے پاس ابتدا سے اب تک لکھے گیے ناٹکوں کا جتنا ذخیرہ ہے شاید کسی اور کے پاس ہو۔ میں نے اکثر ان سے کہا ہے ڈاکٹر صاحب ڈرامے کے نام سے ایک ماہوار رسالہ شایع کیجیے۔ جس میں ضروری نوٹوں کے ساتھ مسلسل ڈرامے شایع کر دیجیے کہ محفوظ ہو جائیں۔ ورنہ آپ کے بعد خدا جانے اس علمی ادبی خزانہ کا کیا حشر ہوگا۔

ص ۲۰۷ پر ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے ساتھ جن میں کانپوری مولانا کا ذکر آیا ہے ان کا نام ثنا ء اللہ نہیں نثار احمد تھا۔ میری آگرے میں ان سے ملاقات بھی ہوئی۔ بڑے باپ کے (شارح مثنوی) بیٹے اور اچھے انسان تھے۔ خدا جنت نصیب کرے۔

خواجہ غلام الثقلین مرحوم ص ۲۰۸ میرٹھ میں وکالت شروع کرنے سے پہلے۔ ریاست مالیر کوٹلہ میں کچھ عرصے کے لیے جج رہے تھے۔ یہ میرے طالب علمانہ بچپن کا زمانہ تھا وہیں میں نے مرحوم کو دیکھا تھا۔ تقریباً خشخاشی ڈاڑھی گورا رنگ حسین

نقش و نگار، نازک اندام، لطیف المزاج، فرشتہ خصلت۔ اس زمانہ میں مالیر کوٹلہ میں اہلِ علم کا جو مختصر سا حلقہ تھا۔ خواجہ صاحب اس کے معزز رکن تھے اس کے ایک رکن میرے ماموں مولانا محمد نواب خاں ثاقب مالیر کوٹلوی مرحوم بھی تھے۔ کسی تقریب سے مجھے خواجہ صاحب کے مکان پر حاضری کا موقع ملا تھا۔ علاوہ ازیں ہمارے خاندان کی تقریبات شادی وغیرہ میں بھی ان کو دیکھا تھا۔

ایسے ہی اس کتاب میں مذکورہ بعض اور حضرات ہیں جن کے متعلق کچھ عرض کیا جا سکتا ہے۔ آخر میں یہ گزارش ضروری ہے کہ یہ شکوہ درست نہ ہوگا کہ اس میں کیا نہیں۔ داد اس کی دینی چاہیے کہ اس میں کیا کیا ہے اور کتنا۔ غلطیاں ہونا معمولی بات ہے۔ دانستہ غلطی گناہ ہے۔ نادانستہ بھول آدم کا ورثہ ہے۔ اس کی اصلاح ہو سکتی ہے مگر یہ کہ فلاں شاعر کا کلام زیادہ کیوں نقل کیا جب کہ اس کی کتاب ملتی ہے۔ یا پوری غزل کیوں نہ شایع کی یا بعض لفظوں پر سنسر شپ مجادلانہ بات ہے۔ ہاں یہ ضرور محسوس ہوتا ہے کہ مصنف، علاّمہ مطبوعہ مضامین کو کاتب کے سپرد کرنے سے پہلے بغور ملاحظہ فرما لیتے تو غالباً کتاب میں وہ کمیاں نہ نظر آتیں جن کی طرف اب انگلی اُٹھتی ہے۔

تذکرۂ معاصرین — مالک رام — مکتبہ جامعہ لمٹڈ نئی دہلی ۲۵ — قیمت ۱۵/

مبشر علی صدیقی

"نسیم مغرب" امیر چند بہار کی پچیس ۲۵ نظموں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے براہِ راست مشہور انگریزی شعرا کی مستند نظموں سے ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا پہلا اڈیشن ۱۹۶۳ء میں ایک ہزار کی تعداد میں انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ نے شایع کیا تھا۔ اور دوسرے اڈیشن کی نوبت ابھی تک نہیں آئی ہے۔ یہ ہے ہمارے یہاں کا علمی و ادبی مذاق جس کا ایک بڑی حد تک موجودہ طریقۂ تعلیم ذمہ دار ہے۔ انگریزی نظم کا اُردو نظم میں اس طرح ترجمہ کرنا کہ اصل کی اسپرٹ قائم رہے اور اُردو ترجمہ

طبع زاد معلوم ہو بہت مشکل کام ہے۔ بہار صاحب، اس دشوار گزار منزل سے بحسن و خوبی گذر گئے ہیں اور یہ ان کی کامیابی کی بین دلیل ہے۔ اس سلسلہ میں وہ کتاب کی ابتدا میں لکھتے ہیں۔ " میرے ترجموں میں فنی باریکیوں کا کھوج اور رموز و نکات کی چھان بین تو دوستوں کے ماہر نکتہ دانوں کا کام ہے لیکن میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میں نے نظموں کے حسن کو دوبالا کرنے کی کوشش میں اصل کا قلع قمع نہیں کیا اور جہاں تک ہو سکا میں نے محنت اور دیانت داری سے کام لیا ہے۔ محنت سے کام لینے کا یہ مطلب نہیں کہ اصل نظم کو سامنے رکھ کر میں سطراً سطراً اسے اردو نظم کے سانچے میں ڈھالتا گیا اور دیانت داری سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ میں نے انگریزی نظموں کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کر دیا ہے۔ لفظی ترجمہ نہ صرف معیوب ہے بلکہ مترجم کی تخلیقی قوت کے فقدان کی دلیل بھی۔ کامیاب اور پرتاثیر ترجمہ کرنے کے لیے اصل نظم کی سپرٹ کو بھی اپنے اندر جذب کر لینا مترجم کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ دونوں زبانوں پر قدرت ہونا۔ اصل نظم کی سپرٹ کو اپنی رُوح کا جزو بنائے بغیر منظوم ترجمہ تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اس میں تاثر مفقود ہوگا۔" بہار کی منظومات میں سے " اندھا ہو جانے پر" (ملٹن) "گورِ غریباں" (گرے) " یادِ عمر سے خطاب" (شیلے) " بلبل سے خطاب" (کیٹس) " محبت " (شیکسپیر) " ہم سفر" (براؤننگ) اور " دنیا" (ورڈس ورتھ) قابلِ ذکر ہیں ان کی یہ نظمیں خود ان کے مقرر کیے ہوئے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ لفظی ترجمے سے گریز کر کے انھوں نے انگریزی نظم کی اسپرٹ تک پہونچنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے ترجموں کے متعلق احتشام حسین لکھتے ہیں " شاعری کا ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ جہاں لفظوں کی صوتی خوبی، جملوں اور فقروں کے ترنم اور آہنگ کا سوال پیدا ہوتا ہے، وہاں ہر زبان کا مزاج مختلف نظر آتا ہے۔ پھر بھی جن حضرات کو دونوں زبانوں سے گہری واقفیت اور صحیح شاعرانہ بصیرت حاصل ہوتی ہے،

وہ ایک زبان کی رُوح دوسری زبان میں پیدا کر لیتے ہیں۔ بہار صاحب نے انگریزی نظموں کی رُوح اپنے اندر جذب کر کے انھیں اُردو نظم کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اسی وجہ سے ان میں تخلیقی شان پیدا ہوگئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موصوف کی یہ کوشش مشکور ہوگی۔ "تخلیقی شان پیدا کرنے کی کوشش میں بہار صاحب کو کہیں کہیں اصل مفہوم سے قدرے ہٹ جانا پڑا ہے اور ایسے مقامات پر ان کی نظموں پر آزاد ترجمہ کا لیبل چسپاں ہو جاتا ہے۔ "گور غریباں" کا ایک حصہ مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سے ان کے ترجموں کی قدر و منزلت کم نہیں ہوتی۔ بہار صاحب نے ان میں سے بعض انگریزی نظموں کے پرانے ترجموں پر یقیناً اضافہ کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ داہنے صفحہ پر انگریزی نظم کا متن شائع کراتے اور بائیں صفحہ پر اُردو ترجمہ تاکہ قاری کو دونوں کا موازنہ کرنے میں آسانی ہوتی۔ اُمید ہے کہ آئندہ اڈیشن میں اس کا خیال رکھا جائے گا۔

نسیم مغرب مصنفہ: امیر حسین بہار۔ مطبوعہ: انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ۔ قیمت ۲/۵۰

مولانا عبدالسلام قدوائی

مدرسہ ثانوی (جامعہ ملیہ اسلامیہ) کے نصاب میں اسلامیات ایک لازمی مضمون ہے۔ اس میں سیرتِ نبوی، سیر الصحابہ اور قرآن مجید و احادیث پاک کے منتخبات کے علاوہ مسائلِ مذہب بھی شامل ہیں۔

اُردو میں مسائل کی کتابیں بہت ہیں۔ لیکن مدرسہ ثانوی کے ذہن و فہم کے مطابق کوئی کتاب نہیں تھی اور طلبہ کو امتحان کی تیاری اور ممتحن کو پرچہ بنانے میں دشواری ہوتی تھی۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے مولانا جمال الدین نے یہ کتاب لکھی ہے۔ وہ تقریباً تیس سال سے ان طلبہ کو پڑھا رہے ہیں۔ اپنے اس طویل تجربہ کی روشنی میں انھوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔

فقہ کے بہت سے مسائل نوخیز لڑکوں کو سمجھانے میں بڑی پریشانی ہوتی ہے

جب لڑکیاں درجہ میں موجود ہوں تو استاد کی طاقتِ گویائی جواب دینے لگتی ہے لیکن مولانا اپنے دیرینہ تجربہ کی بنا پر ان مشکل مراحل سے دبے پاؤں گزر گیے ہیں۔ اور اشاروں میں بات سمجھانے کی کوشش کی ہے

امید ہے کہ کتاب طلبہ کے حلقہ کے علاوہ عام ناظرین کے لیے بھی مفید ہوگی اور اس سے ان کی روزمرہ کی دینی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔

اسلامی عقائد و مسائلِ مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی — مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ — قیمت ۴/-

---

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

ملک الشعراء خاقانیٔ ہند شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ مرحوم و مغفور کے کلام کے دو مجموعے ملتے ہیں سب سے پہلے ذوقؔ کے شاگرد رشید حافظ غلام رسول ویرانؔ نے ایک نسخہ شائع کیا اور دوسرا مجموعۂ کلام ذوقؔ کے وفادار اور فریفتہ شاگرد شمس العلما مولانا محمد حسین دہلوی مرحوم نے حضرتِ ذوق کے حالات و کمالات پر مشتمل مفصل مقدمے کے ساتھ شایع کیا۔ اسی آخری مجموعۂ کلام کا انتخاب جامعہ ملیہ کے استاد محترم جناب تنویر احمد علوی صاحب کی تصحیح و ترتیب اور مختصر مقدمہ کے ساتھ معیاری ادب کے سلسلہ میں شایع ہوا ہے۔ ذوقؔ کے دونوں دیوانوں کی ضخامت کوئی بڑی نہ تھی کہ اس کا بھی انتخاب کیا جاتا۔ مگر جب کہ آج ہر چیز کا جوہر نکال لینے کی رسم عام ہے۔ تو ذوقؔ کے مختصر دیوانچے کو اس نقطۂ نظر سے کیوں نہ دیکھا جاتا۔ چنانچہ اس کا بھی جوہر یا خلاصہ یا انتخاب حاضر ہے۔

ساٹھ پینسٹھ برس پہلے ہماری طالب علمی کے زمانہ میں غالبؔ و ذوقؔ اور پھر دونوں کے شاگرد حالیؔ و ذوقؔ کے تقابلی مطالعے کا زور تھا۔ اس زمانہ میں شعر و شاعر کو پرکھنے کے معیار اور تھے اور آج کے اور۔ اگرچہ پسند و ناپسند کی نظر اور باتیں پہلے سی ہی ہیں مگر تنقید کی اصطلاحیں اندازِ بیان۔ لب و لہجہ اور کہنے سننے کے انداز بدل گیے ہیں۔ یہ سب صحیح مگر پھر بھی جب تک آزادیٔ فکر و نظر ہے۔

اختلاف آرا کا سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں چلتا ہی رہے گا۔

حضرتِ ذوقؔ کو شاعری کا شوق تو بعد میں ہوا جس میں انہوں نے وہ مقام پیدا کیا کہ آج بھی نگاہیں ان کی طرف اٹھتی ہیں مگر ابتداءً ان کو موسیقی سیکھنے کا شوق ہوا تھا۔ لیکن جب انہیں فنِ موسیقی کے استادوں نے بتایا کہ سو سال سنو۔ سو سال سیکھو اور سو سال ریاض کرو تو کسی قابل ہو گے۔ ذوقؔ نے یہ سوچ کر کہ اگر موسیقی میں صدیوں کے ریاض کے بعد کمال پیدا بھی کیا تو گوییے ہی کہلاؤ گے۔ لہذا موسیقی کا خیال چھوڑ کر شاعری کی طرف مائل ہوئے۔ اور محنتِ ذاتی سے دلّی کے آخری نام نہاد بادشاہ سے نام نہاد ملک الشعراء اور خاقانی ہند کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ جیسے بادشاہ کی شاہی نام کی تھی ویسے ہی ملک الشعراء کی ملک الشعرائی بھی بس نام ہی کی تھی۔

ان کے قصائد۔ مبالغہ کا ہمالیہ۔ خیالاتِ بلند کا انبار، ناممکنات کی تصویر اور مخاطب کے لیے سببِ حیرت و حسرت، مختلف علوم متعارفہ سے باخبری کی شہادت ہیں۔ البتہ غزل بول چال اور محاوروں کی سند اور کہیں کہیں صاف و سادہ لفظوں میں حکمت و موعظت کا پیام۔ پیش نظر انتخاب کے مقدمہ نگار کا ارشاد ہے۔

> وہ (ذوقؔ) دہلی کے دبستانِ شاعری کی ممتاز خصوصیات کے نمایندہ شاعر نہیں ہیں۔ تاہم دہلوی لب ولہجہ یا دوسرے الفاظ میں محاورہ۔ اہلِ دہلی اور جامع مسجد کی سیڑھیوں کے ساتھ دہلوی شاعری اور دہلوی نثر کی جو خصوصیات وابستہ ہیں، ذوقؔ کی شاعری کا ایک بہت بڑا حصّہ اس کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ زبان اور محاورہ کے لیے سند ہیں۔ شاہ نصیرؔ (استادِ ذوقؔ) سے لے کر داغؔ (شاگردِ ذوقؔ) تک دہلی کی اپنی شاعری کی جو امتیازی خصوصیات ملی ہیں۔ ذوقؔ ان کے لیے اپنی ذات سے ایک انجمن کا درجہ رکھتے ہیں۔ (انتخابِ ذوقؔ ص ۱۴)

شمس العلماء مولانا آزاد دہلوی کے ارشادات کی روشنی میں ذوقؔ ایک صوفی مشرب بزرگ نظر آتے ہیں ۔ دل کی باتیں غلا ہی جانے زبان ان کی شاعرانہ مبالغہ کو چھوڑ کر اور کسی طرح آلائشوں سے آلودہ نہیں ہوئی اور یہ بڑی مبارک بات ہے ۔

اس کتاب کے مصحح اور مرتب نے انتخاب کرتے وقت یقیناً نہایت گہرائی سے کلام ذوقؔ کا مطالعہ کیا ہے ۔ اس کی گواہ وہ فرہنگ ہے جو کتاب کے دو کالمی اکیس صفحوں پر پھیلی ہوئی ہے ۔ جو بڑی محنت اور تلاش سے مرتب کی گئی ہے جو نہ صرف پیش نظر کتاب کے مطالعہ میں بلکہ یوں بھی طالب علم کے لیے مفید اور کارآمد ہے ۔ اس کے لیے حضرت تنویر احمد علوی اور مکتبہ جامعہ دونوں مستحق مبارک باد ہیں ۔

معمولی باتیں گرفت کے قابل نہیں ہوتیں ۔ اصل چیز افادی نظر سے مجموعی طور پر کام کو دیکھنا ضروری ہوتا ہے

انتخابِ ذوقؔ مرتبہ تنویر احمد علوی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ قیمت ۲۵/۴

مولانا مہر محمد خاں شہابؔ مالیر کوٹلوی

مکتبہ جامعہ دہلی کی مطبوعات کی ایک چھوٹی سی کتاب چنار کا پتا بھی ہے جو اگرچہ ۱۹۶۸ء میں شایع ہوئی تھی اور میں آج دسمبر ۱۹۷۲ء کے آخری عشرہ میں اس پر اظہار خیال کرنے بیٹھا ہوں ۔ سبب ظاہر ہے کہ میں نے اسے ابھی پڑھا ہے ۔

اس کتاب کی مصنفہ محترمہ سلطانہ آصف فیضی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں جو آج سے قریباً نصف صدی پہلے کے مشہور و معروف بیرسٹر حضرت قاضی کبیر الدین احمد مرحوم کی بڑی صاحبزادی ہیں ۔ قاضی صاحب اپنے زمانے کے نامی بیرسٹر اور بمبئی کی پبلک لائف کی ممتاز ہستیوں میں شمار ہوتے تھے راقم الحروف کو موصوف کا نیاز اس وقت حاصل ہوا تھا ۔ جب وہ خانہ نشین ہو چکے تھے ۔ اور دوسری طرف محترمہ سلطانہ ہماری بمبئی کے مشہور فاضل اور بین الاقوامی شہرت کے استادِ قانون پروفیسر آصف اصغر علی فیضی ۔ ایم ۔ اے کینٹب بار ایٹ لا کی رفیقِ حیات ہیں ۔ محترمہ

موصوفہ نے اگرچہ (میرے علم کے مطابق) صرف دو کتابیں ہی لکھی ہیں ایک "غردس نیل" اور دوسری یہی "چنار کا پتا" اپنے رنگ میں خاص اور مدعائے اصلاح میں کامیاب ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں جس طرح موجودہ مصر و کشمیر کی زندہ، متحرک اور حقیقی تصویر ہیں۔ اسی طرح اس حقیقت کا بھی ثبوت ہیں کہ اگر ایک اہل دل۔ اہل نظر۔ یا ذوق اور با سلیقہ انسان کسی نئے ماحول میں جاتا ہے اور اس ملک کے جزو کل حسن و قبح کمزوریوں اور توانائیوں کا کوئی پہلو نہیں ہوتا جو نظار۔ بصار۔ نقاد کی نظر سے پوشیدہ رہ جائے۔ جیسا کہ اوپر عرض ہوا۔ ہماری محترمہ سلطانہ سلمہا نے اگرچہ یہی دو کتابیں لکھی ہیں اور یہ دونوں ان کی قوت مشاہدہ اور قدرت نظر اور انسانی ہمدردی کی بہترین گواہ ہیں۔ مصر و کشمیر دونوں ملک ایسے ہیں جہاں موصوفہ کو اپنی رفیق حیات حضرت آصف فیضی کے ساتھ ایک زمانہ تک قیام کرنے کا موقع ملا تھا۔

"چنار کا پتا" چھوٹا سا ناول ہے اس میں کشمیریوں کی زبوں حالی۔ معاشی پستی۔ تعلیمی پس ماندگی۔ بے روزگاری۔ مذہب کے نام کی روایتوں اور رسموں کی اندھا دھند پیروی۔ عورتوں کی وفاداری۔ جاں سپاری۔ بچوں کی نیم برہنہ حالی اور بے چارگی۔ پس ماندگی۔ ان کے گھروندے۔ ان کی خوراک۔ یا دوباراں اور برف باری اور برف کے پگھلنے سے آنے والے سیلابوں کی تباہ کاری۔ ان کا لباس ان کی خوش اعتقادیاں۔ ان کے تعصبات۔ ان کا لب و لہجہ۔ ان کی بول چال۔ لین دین۔ ان کی رشتہ داریاں۔ کشمیریوں اور ہانجیوں کا سمی و رسمی اختلاف دونوں طبقوں کی عورتوں میں امتیاز۔ دونوں طرف کے نوجوانوں کی محدود خسارتیں اور تحتا طرہ شیں غرض کہ کشمیر کی قدیم تاریخ اور دور قدیم کے نیک دل اور ہمدرد اور قابل بادشاہ سے لے کر بعد کے حالات کی جھلکیاں وغیرہ نہایت قابلیت سے صاف و سادہ زبان میں نہایت ہمدردانہ لب و لہجہ میں سنائی اور بتائی گئی ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اب ورق الٹ رہا ہے۔

مجھے اس کتاب کے پڑھتے وقت کشمیر کے مرقع میں حیدرآباد کے عروج کا سفر یاد آیا۔ جہاں ایک طبقہ دولت و حشمت اور عیش و عشرت میں سرمست تھا

اور اسی حیدرآباد کے اکثر حصّوں میں افلاس و مصیبت زدگی کی متحرک تصویریں بھی نظر آتی تھیں۔ خوش حالوں کو ملک کی بدحالی نظر نہیں آتی تھی اور عوام خدا کی زمین پر خود کو کیڑے مکوڑوں سے بھی کمتر پاتے تھے۔ جانوروں کے بھٹ اور بل ہوتے تھے۔ مگر آدم زادوں کو سر چھپانے کی جگہ نہ تھی۔ اب بھی گرد و پیش نظر ڈال کر دیکھیے ——— کہ کیا کیا اور کیسے کیسے منظر سامنے آتے ہیں

خدا کی کس ان گنت مخلوق کی بے مایگی نے گنے چنے چند کو سرمایہ دار بنا رکھا ہے۔

اقبال کا شعر جو اس نے باغی مرید کی زبان سے کہلوایا تھا۔ آج بھی اس طرح ایک سچائی ہے جیسے آج سے پہلے تھا۔

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
اور مجھ کو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

کل کے "پیر" کو "لیڈر" کا قائم مقام سمجھیے مطلب واضح ہو جائے گا۔

چنار کا پتّا سلطانہ آصف فیضی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ قیمت ۲/۲۵

مبشر علی صدیقی

شیام موہن لال جگر بریلوی ایک خوشگو شاعر ہی نہیں ایک کامیاب نثر نگار بھی ہیں۔ اور نثر نگار ہی نہیں ایک محقق بھی۔ آپ کی کتاب "صحتِ زبان" اس کا ایک بین ثبوت ہے۔ یہ کتاب ۱۹۵۵ء میں بدایوں سے شایع ہوئی تھی۔ اس میں اردو زبان کے اجزائے ترکیبی پر مدلل بحث ہے۔ شروع میں جگر بریلوی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو کو فارسی کے قریب لانے کے لیے ہندی کے بہت سے الفاظ کو متروک قرار دے دیا گیا۔ لیکن کچھ ایسے ہندی کے الفاظ پھر بھی شعرا اور ادیب استعمال کرتے رہے۔ وہ لکھتے ہیں "ہندی الفاظ کو زبان سے خارج کر کے اردو والوں نے اسے ایرانی قالب میں تو ضرور ڈھال دیا۔ لیکن ان الفاظ

سے کلیتاً اپنا دامن نہ چھڑا سکے۔ بہت سے متروکات ایسے ہیں جو اپنے ترک کے دن سے آج تک شعرا اور انشا پردازوں کی تحریروں اور تقریروں سے خارج نہ ہو سکے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ اور ان کے لکھنے اور بولنے والے دونوں اسی سرزمین کی مخلوق ہیں۔ ان میں اتحادِ باہمی ناگزیر ہے۔ اس لیے کہ زبان کے ان کھرے سکوں نے اپنی خاص نوعیت اور اہمیت پیدا کر لی ہے جس کا نام معرفِ ہے۔ جس کا نام زبان کا خاص پہلو ہے۔ جس کا نام معنی کی جگمگاہٹ ہے۔ طرزِ ادا کی گوناگونی ہے۔ شعور زبان کے مدارج ان سے قائم ہیں۔" ہمارے خیال میں متروکات کا عمل بھی فطری ہوتا ہے جبر یہ نہیں۔ اور کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں۔ جو زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتے، اس لیے متروک قرار دیے جاتے ہیں۔ ہندی، فارسی اور عربی کے الفاظ کا سوال نہیں جو لفظ جس معنی میں اُردو میں رائج ہو گیا اُردو کا لفظ ہے۔ انشاء اللہ خان نے "دریائے لطافت" میں لکھا ہے۔" واضح رہے کہ ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روئے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے مطابق ہو تو بھی صحیح ہے اور اگر اصل کے خلاف مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اِس کی صحت اور غلطی اُردو میں اس کے استعمال پر منحصر ہے کیونکہ جو اُردو کے خلاف ہے غلط ہے خواہ وہ اصل زبان میں صحیح ہو اور جو اُردو کے موافق ہے صحیح ہے۔ خواہ وہ اصل میں صحیح نہ ہو۔" (دریائے لطافت۔ صفحہ ۱۴۲)

جگر بریلوی نے تین عنوانات کے تحت اس قسم کے الفاظ و تراکیب کی مثالیں پیش کی ہیں جو متروک اور غلط قرار دینے پر بھی رائج ہیں۔ یہ عنوانات ہیں (۱) متروکات (۲) متفرقات (۳) تذکیر و تانیث الفاظ فارسی۔ الفاظ کے استعمال کے جواز میں مستند شعرا کے اشعار پیش کیے گیے ہیں اور محاوروں کے لیے اشعار اور نثر کے جملے منتخب کیے گیے ہیں۔ مصنف نے عرق ریزی سے کام لے کر مثالیں ایسے اشعار اور جملے پیش کیے ہیں جو صفِ اوّل کے شعرا و ادیبوں کے ہیں اور صحتِ زبان کے لیے

خواص و عوام کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی کوشش کی ہے
اور اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ متروکات کے سلسلہ میں مصنف نے
جو نتائج اخذ کیے ہیں اُن سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اُن کی ہمہ دانی اور فنی باریک بینی
نیز ژرف نگاہی میں شبہ نہیں۔ ایسے زمانہ میں جب صحتِ زبان کا خیال لوگوں کے دماغ سے
نکلتا جا رہا ہے، یہ کتاب مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔

اپنے ایک خط مورخہ ۲۴۔ نومبر ۷۲ء میں مجھے لکھتے ہیں۔

مکرمی۔ تسلیم۔ میں نے اپنے پبلشر کو ہدایت کر دی ہے کہ ایک جلد "رس" کی جو میری تین سو سے زائد رباعیات کا مجموعہ ہے۔ آپ کو بھیج دے۔ امید ہے ہفتے عشرے میں پہنچ جائے گی۔ اس پر مولانا نیاز فتحپوری مرحوم کے تبصرے کی نقل بھی منسلک ہے۔ اس مجموعہ کے مطالعے سے آپ محظوظ ہوں گے۔ صحت زبان پر بہت سے ریویو ہوئے ہیں۔ دو سو فہرریویو کی نقلیں شامل ہیں۔

نیاز مند
جگر بریلوی

"رس" پر نیاز فتحپوری مرحوم کا تبصرہ آپ میرے مضمون میں جو "حاصل مطالعہ" کے تحت "کتاب نما" کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب صحتِ زبان پر یہ دونوں ریویو ملاحظہ فرمائیے۔

صحتِ زبان : شیام موہن لال جگر بریلوی

موجودہ کتاب جس میں اردو زبان کے اجزائے ترکیبی پر مدلل بحث ہے ان کے غور و فکر کا نتیجہ ہے اس میں موصوف نے بتایا ہے کہ رائج شدہ اچھے بھلے الفاظ کو متروک کر دینا زبان کا دائرہ تنگ کرنا ہے۔ نیز جیسا کہ انشا نے "دریائے لطافت" میں بیان کیا ہے۔ غیر زبانوں کے

الفاظ جو اُردو میں اپنی شکل یا معنی بدل چکے ہیں۔ وہ خواہ اصولاً غلط ہوں۔ لیکن اُردو میں اُن کو صحیح ماننا چاہیے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ایک طویل فہرست دی ہے جس میں اس نوع کے الفاظ کی کیفیت اور اساتذہ کے کلام سے ان کی سند پیش کی گئی ہے۔ نیز زبان کے بہت سے مفید نکات بیان کیے ہیں۔ اُردو زبان کی ساخت، تراکیب اور اُن کے محلِ استعمال سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ مختصر کتاب ایک بیش بہا گنجینہ ہے۔

"ہماری زبان" علی گڑھ یکم ستمبر ۱۹۵۱ء

مولانا نیاز فتحپوری مرحوم لکھتے ہیں۔

"جناب جگر بریلوی نے اسی کتاب میں اُردو زبان کے ایک بہت بڑے متنازعہ فیہ مسئلے پر گفتگو کی ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ اُردو زبان کے مرکب الفاظ میں ہندی فارسی کا پیوند درست ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے بعض متروک الاستعمال الفاظ کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں ان سے اس باب میں بالکل متفق ہوں کہ اُردو کے بعض الفاظ جو عہد ناسخ میں متروک قرار دیے گئے قطعاً قابلِ ترک نہ تھے کیوں کہ بلحاظ مفہوم ان کا بدل کوئی دوسرا لفظ ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح اُردو کے ان بہت سے الفاظ کو جو ہندی فارسی یا عربی فارسی الفاظ سے ترکیب کا نتیجہ ہیں غلط نہیں ٹھہرایا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ فیصلہ بالکل درست ہے۔ کیوں کہ زبان کی وسعت کا تقاضا یہی ہے کہ بول چال کے مقابلے میں اصولِ گرامر کو ترجیح دینا کبھی اہلِ زبان نے پسند نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں البتہ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ کسی لفظ کا استعمال ذوق پر گراں تو نہیں اور یہ وہ بات ہے جس کا کوئی اصول مرتب نہیں ہو سکتا، اس کا تعلق وجدان سے ہے۔"

(نگار، بابت اگست ۱۹۵۹ء)

غرضیکہ اس کتاب کا پڑھنا عوام، خواص اور طلباء تینوں کے لیے ضروری ہے ا
یہ ایک اچھے رفیق کا کام یقیناً دے سکتی ہے۔
آخر میں چار صفحات کا غلط نامہ منسلک ہے۔ کاش کتابت کی یہ غلطیاں
نہ ہوتیں۔

صحتِ زبان — مصنف: شیام موہن لال جگر بریلوی۔ صفحات: ۵۶
مطبوعہ: نظامی بک ایجنسی۔ بدایوں (یوپی)۔ قیمت: درج نہیں

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

مکتبہ جامعہ کے سلسلۂ معیاری ادب کی تیسویں کڑی "انتخاب مضامین سرسید" ہے جسے جناب انور صدیقی کی تصحیح و ترتیب کے ساتھ شایع کیا گیا ہے۔
بے تکلف اور بلا مبالغہ جناب انور صدیقی کو اس انتخاب اور مکتبہ جامعہ کو —— اس کتاب کی پاکیزہ خوبصورت دیدہ زیب کتابت و طباعت پر مبارکباد دینا اپنا فرض خیال کرتا ہوں۔ اللہ اللہ انگریزوں کے دور کے آخری دنوں میں تو "سروں" کی وہ بھرمار ہوئی تھی کہ خدا کی پناہ لیکن سیّد احمد خاں غفرلہٗ کے لیے "سر" کا خطاب ایسا موزوں و مشہور و مقبول ہوا تھا کہ "سرسید" کے لفظ نے گویا علم کی صورت اختیار کر لی تھی۔ بعد میں بہت سے "سید" کہلانے والے بزرگوں کو بھی سر کا خطاب ملا۔ عموماً وہ ان حضرات کے لیے صرف ایک خطاب ہی رہا۔ جب تک ان مخاطب بزرگوار کا نام پورا نہ لیا جاتا تھا صرف خطاب اور اس کے ساتھ شیخ۔ سید۔ خان۔ مرزا وغیرہ ملا دینے سے کچھ بھی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ مگر برخلاف اس کے جب سرسیّد کا لفظ بولا جاتا تھا۔ او بولا جاتا ہے۔ مخاطب بلا دقت سمجھ لیتا ہے کہ "سرسید احمد خاں دہلوی بانی علی گڑھ تحریک و ترویج تعلیم جدید ہی کی ذات والا صفات ہے" پچھلے سوسوا سو برس میں مسلمانا

میں بہت سے خدا کے اچھے بندے مختلف حیثیات سے نمایاں ہوئے ہیں۔ راقم کا یقین ہے کہ ان سب میں نمایاں۔ بلند قامت۔ بے خوف۔ بے نفس۔ ہر جہتی اصلاح کا علم بردار سرسید احمد خاں کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا —— اس لیے کوئی مانے یا نہ مانے میں مرحوم مغفور سرسید احمد کو اپنے عہد کا اپنے رنگ میں مجدد اسلام یقین کرتا ہوں۔ خیر یہ بات تو اپنی جگہ رہی۔ یہاں تذکرہ صرف آپ کے مضامین کے پیش نظر انتخاب کا ہے۔ جس میں بیس عنوان ہیں۔ عزت۔ ہمدردی۔ اپنی مدد آپ، بحث و تکرار۔ عید کا دن۔ آزادی رائے۔ انسان کے خیالات۔ گذرا ہوا زمانہ۔ اخلاق۔ خوشامد۔ تعصب۔ مہذب قوموں کی پیروی۔ ترقی علوم اردو زبان کی عہد بہ عہد ترقی۔ امید کی خوشی۔ دنیا بہ امید قائم۔ سراب حیات۔ ہندو مسلمانوں میں ارتباط۔ ہمارے بعد ہمارا نام رہے گا۔ آخری مضمون ہے نیچر —— دیکھا جائے کوئی عنوان بے معنی نہیں۔ جس عنوان کے نیچے جو خیالات ظاہر کیے ہیں۔ ایک صدی گذر جانے کے بعد بھی اپنے اندر وہی صداقت۔ وہی اصلیت۔ وہی اہمیت اور وہی دلکشی رکھتے ہیں۔ جو اس وقت تھی۔ سرسید نے بعض تحریکات سے اپنے وقت میں اختلاف بھی کیا۔ لیکن کیا وہ اختلاف صرف اختلاف کے لیے تھا یا اس میں کچھ جان بھی تھی۔ ملک کو آزاد ہوئے پاؤ صدی گذر گئی۔ کیا آج مختلف پارٹیوں میں اختلاف نہیں۔ کیا ایک ہی نام کی پارٹی میں سیہارٹی اور رمائی نارٹی گروہ نہیں۔ اگر آج کی مشہور پارٹیاں ملک کی بدخواہ نہیں سمجھی جاتیں تو سرسید کی کسی تحریک سیاسی کی مخالفت کو برا نام کیوں دیا جائے۔ سرسید کی مخالفت حقیقت رکھتی تھی۔ آج جو پارٹیوں یا پارٹیوں کے ممتاز ممبروں میں مخالفت ہوتی اور صبح و شام وفاداریوں میں ادلا بدلی ہوتی رہتی ہے۔ کیا حقیقت پرستی یا خلوص کا گمان پیدا کرسکتی ہے یا اس میں لازماً کوئی نہ کوئی صداقت ہوتی ہے۔

بہرحال یہ تو صاحب مضامین کا تذکرہ تھا۔ منتخب مضامین آج بھی وہی حقیقت اصلیت اور اہمیت رکھتے ہیں جو صدی بیشتر ان کے لکھے جانے کے وقت تھی۔ اس

لیے میرا خلوص اور یقین کے ساتھ بحیثیت مدرس ہونے کے مشورہ ہے کہ یہ کتاب ا
تمام سکولوں اور کالجوں میں جہاں سے اُردو کو دیس بدر نہیں کیا گیا اور قدیم مدرسوں م
کسی نہ کسی عنوان سے داخل کیا جائے۔ اسے مدرس پڑھیں۔ طلبہ پڑھیں۔ واعظ پڑھیں
سیاسی کارکن پڑھیں گھروں میں پڑھی اور پڑھائی، سنی اور سنائی جائے۔

حضرت انور صدیقی سلہٗ نے انتخاب حضرت سرسید کے ان مضامین کے مجموعے
کیا ہے۔ جو مولانا شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے مرتب کیا اور جسے کئی جلدوں میں لاہو
کی مجلس ترقی ادب نے شایع کیا۔ حضرت انور کو ان مجلدات میں صرف ایک خامی نظر آ
جو یہ ہے کہ :

"ترقی ادب لاہور کے مجموعوں میں نہ جانے کس طرح یہ خامی راہ
پاگئی ہے کہ اس (ان) میں بہت سے ایسے مضامین شامل کرلیے گئے ہیں
جو سرسید نے دوسروں سے فرمایش کرکے لکھوائے تھے۔ ظاہر ہے ایسے
تمام مضامین کو سرسید کے مقالات کے مجموعوں میں شامل کرنا درست نہ تھا
میں نے کوشش کی ہے کہ موجودہ انتخاب میں کوئی ایسا مضمون شامل نہ کروں
جو سرسید کا نہ ہو۔ (انتخاب مضامین سرسید ۱۳)

اس عبارت سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(اوّل) مجلس ترقی ادب سے شایع ہونے والے سرسید کے مجموعہ مضامین میں
وہ مضامین شامل کرلیے گیے ہیں جو موصوف نے فرمایش کرکے دوسروں سے
لکھوائے تھے۔

(دوم) حضرت انور نے کوشش کی ہے کہ اپنے انتخاب میں کسی ایسے مضمون کو شامل نہ
کریں جو حضرت سرسید کا لکھا ہوا نہ ہو۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ میرے سامنے حضرت سرسید کے مضامین کا کوئی مجموعہ

نہیں ہے اور حضرت انور کے بیانات پر گفتگو کرنے کے لیے اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیوں کہ آپ کا بیان صائب اور کسی سند کا محتاج نہیں ۔ کہنا صرف یہ ہے کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ انتخاب میں اسی مضمون کو لیا جو سو فیصدی حضرت سرسید کا لکھا ہوا ہے ۔

رہا آپ کی طرف منسوب مضامین کے مجموعوں میں ایسے مضامین کو شامل کر لینا جو گو سرسید کے قلم سے تو نہ نکلے تھے ۔ مگر آپ کی تحریک پر لکھے گئے اور مرحوم نے ان کو پسند کیا تھا ۔ میرے خیال میں بہتر یہی ہوتا کہ وہ ان مجموعوں میں شامل نہ کیے جاتے تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ سرسید کے پیشِ نظر اصلاح قوم تھی اور اسی لیے ایسے مضامین آپ نے لکھوائے بھی تھے ۔ اسی لیے اصلاح ہی کے خیال سے جامع نے ان کو اپنے مجموعوں میں شامل کر لیا ۔ اگر یہ مضامین اس تصریح کے ساتھ شایع ہوئے ہیں کہ فلاں فلاں مضمون سرسید نے فلاں فلاں اصحاب سے لکھوائے ہیں تو ان کو شامل کر لینے میں چنداں نقصان نہیں جب کہ آجکل تو یہ ستم ہو رہا ہے کہ مطبوعہ مشہور کتابوں کو دوبارہ شایع کرنے والے دست اندازی کرتے ہیں اور اکثر بتاتے بھی نہیں کہ کہاں کیا تبدیلی کی ہے ۔ اور یہ رواج تو عام ہے کہ کچھ ذمے دار لوگ دوسروں سے لکھواتے اور تقریبوں میں آپ پڑھ کر سنا دیتے ہیں ۔ کہ لکھنے والا روپوش (محروم) اور پڑھنے والے داد پاتے یا بیداد کے مستوجب ٹھہرائے جاتے ہیں ۔

انتخابِ مضامین سرسیّد مرتبہ : انور صدیقی مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلّی قیمت ۱۳/۸۰

بقیہ ۵

(۷) اکثریتی زبانی ہیں امتحانوں کی کاپیاں جانچ کے لیے ایسے ہی لوگوں کو دی جائیں جو ان زبانوں اور مضمونوں سے پوری طرح واقف ہوں ۔

اگر حکومتِ مندرجہ بالا اصولوں کو تسلیم کرے اور ان پر سختی سے عمل کرائے تو شاید یہ مسئلہ بہت حد تک حل ہو سکتا ہے ۔ کیا حکومت اس جانب توجہ دے گی ؟

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام: ٹ۔ ج۔ دو بور ترجمہ: ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے۔ قیمت: ۵/۵۰

تاریخ تمدن ہند پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں۔ قیمت: ۱۲/-

ہمارا قدیم سماج سید سخی حسن

سید سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر اُن کے تقاضوں کے مطابق پُر وقار انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ جس میں نہ جانب داری ہے اور نہ تعصب۔ قیمت ۱۰/-

چڑیاں (بچوں کے لیے) سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں کسے کہتے ہیں، ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں، ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں۔ اور اُن کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب پڑھیے۔ قیمت:

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۱

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

آبادی	مصنفہ : ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ : مخمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	" : لارنس بینس	" : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	" : دی آر اٹھاولے	" : ش. قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" : ڈینس کنکیڈ	" : ڈاکٹر پریماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذر الاسلام	" : بیسودھا چکرورتی	" : عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	" : ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	" : ایم، کے، ذرانی	۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	" : ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد ۱/- مجلد	۲/-
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت		مرتبہ : نیشنل گاندھی سب کمیٹی	۲/۲۵
گرونانک	" : گوپال سنگھ	ترجمہ : مخمور جالندھری	۳/۲۵
مٹتی بنتی تصویریں	" : بھگوتی چرن ورما	" : رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	" : سپال رنگنایکما	" : زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے (مرتبہ)	: می پا سوم، سندرم	" : حسرت سہروردی	۸/-
سفید خون (ناول)	مصنفہ : نانک سنگھ	" : رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	" : ڈاکٹر گوپال سنگھ	" : مخمور جالندھری	۳/-
ہندی افسانے	مرتبہ : ڈاکٹر نامور سنگھ	" : اگر سین نارنگ	۹/-
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنفہ : پنالال پٹیل	" : کشور سلطانہ	۱۰/-
پنجابی افسانے	مرتبہ : ہربھجن سنگھ	" : مخمور جالندھری	۷/-
رنجیت سنگھ	مصنفہ : ڈی۔ آر۔ سود	" : " "	۲/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵، دہلی ۶، بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی

بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو (حصہ اوّل دوم)	مصنف: ایف سی، فریڈاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	
کشمیر	" : مالا سنگھ تصاویر: پرمانند	" : خدیجہ عظیم	
پرندوں کی دنیا	" : جمال آرا	" : محمد شفیع الدین نیر	
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" : بریگیڈیر گیان سنگھ	" : محمد ذاکر	
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اوّل)	" : لیلا مجمدار	" : رضیہ سجاد ظہیر	
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" : لیلا وتی بھاگوت	" : " "	
رسیلی کہانیاں	" : منوج داس	" : صغرا مہدی	
آزادی کی کہانی (اوّل دوم)	" : وشنو پربھاکر	" : انور کمال حسینی	
ہماری ریلیں	" : جگجیت سنگھ	" : عرش ملسیانی	.
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" : کے۔ سی۔ کھنّہ	تصاویر: کرشن کھنّہ	.
آؤ ناٹک کھیلیں	" : اوما نند	مترجم: رفیعہ منظور الامین	.
بہت دن ہوئے (اوّل)	" : ایم، چہ کسی نبی، ایم، جوشی	" : رضیہ سجاد ظہیر	.
بہادروں کی کہانیاں	" : راجندر اوستھی	" : انور کمال حسینی	.
روہنت و نندیہ	" : کرشن چیتنیہ	" : " " " "	.
سدا بہار کہانیاں	" : شانتا رنگا چاری	" : " " " "	.
ابو خاں کی بکری	" : ڈاکٹر ذاکر حسین		
انوکھی دکان	" : قدسیہ زیدی		۵۰
گلابو چوہیا اور سبز پری	" : " "		-
دنیا کے جانور	" : " "		۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اوّل دوم)	" : میر نجابت علی	ترجمہ: سید احسان	.
ٹیرا پانی	" : لیلا مجمدار	" : صالحہ عابد حسین	۵۰
سویرا	" : ملک راج آنند	" : انور کمال حسینی	۵۰
ہاکی کے کھیل	" : منوہر داس چترویدی	" : " " "	۵۰
[illegible]	" : " "	" "	-

نئی مطبوعات

باہی کی ایک بوند	شعری مجموعہ	آنند نرائن مُلّا	۱۲/-
لگتے پھول ڈھلکتے آنسو	" "	ڈاکٹر مایا کھنہ راجے بریلوی	۱۰/-
امانت	ناول	سلمیٰ کنول	۷/۵۰
امن دامن	"	" "	۱۲/-
ہنگ آزادی	ڈرامہ	مصطفٰے احسین نیرّ	۳/۵۰
A History of the Marone Power in India	(انگلش)	John Biggs	۲۶/-
Promotion of Learning in India	(انگلش)	Narender Nath M.A B L	۴۰/-
فسانۂ عجائب کا بنیادی متن	ادب	ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۱/-
میو قوم اور میوات	تاریخ	چودھری محمد اشرف خاں	۵/-
غالب حقیقت کے آئینے	تنقید	ہنس راج رہبر	۱۴/-
چوپٹ راجہ	مزاحیہ	فکر تونسوی	۶/-
کاشفہ	ناول	راشدہ قمر	۱۲/-
لخت باغ	"	مسز عبدالقادر ادیبہ	۸/-
شیبو	"	ثریا بانو	۶/-
ارمانوں کی بستی	"	رضیہ بٹ	۸/-
دریافت	شعری مجموعہ	کرشن کمار طور	۵/-

بقیہ اشاریہ ص۲

جو کچھ فوائد عارضی ہی سہی۔ ان اقدامات سے حاصل ہوتے ہیں انھیں قبول کرکے اپنا تعاون پیش کرتے رہیے لیکن ان پر بھروسہ کرکے اپنی جد وجہد میں ڈھیل نہ آنے دیجئے اور اپنے طور پر اُردو کی توسیع اور ترقی میں زیادہ انہماک کے ساتھ لگے رہیے۔ اگر ہم نے خود ڈھیل دی تو حکومت کی کوشش بھی بیکار ہی ثابت ہوگی۔ اور اس کے الزام سے ہم اور آپ بری نہیں ہو سکیں گے۔ اور اُردو کو فنا ہونے سے کوئی بچا نہیں سکے گا۔

حکومت کے اقدامات مرض کا علاج تو کر سکتے ہیں، مردہ کو زندہ کرنے کی طاقت ان میں نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ بہی خواہان اُردو، خلوص کے ساتھ اس زبان کو اپنائیں۔ اور جو بھی ممکن طریقہ ہو اسے ترقی دیتے رہیں۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

جد و جہد آزادی بپن چندر۔ امیلش ترپاٹھی۔ برن ڈے ترجمہ: غلام ربانی تاباں

یہ جد و جہد آزادی کی ایسی اجمالی تاریخ ہے جو بڑی احتیاط، معلومات اور سلیقے سے مرتب کی گئی ہے اس میں گہرائی بھی ہے۔ تحریک کے ہر پہلو اور ان کے مختلف عناصر کی عکاسی کرتی ہے۔
قیمت: ۵/۵۰

بنگر واڈی مصنف: وینکٹیش ماڈگولکر مترجم: عرش ملسیانی

"بنگر واڈی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے۔ جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی۔ دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے "بنگر واڈی" بے شک و شبہ ایک قابل فخر تخلیق ہے۔
قیمت: ۵/۲۵

آب حیات مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص ترجمہ: پرملش کامٹے

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ ایک تاریخی دستاویز۔
قیمت: ۶/۷۵

شاعر مصنف: تارا شنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پروفیسر احتشام حسین

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شایع ہوا تھا اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تارا شنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریک بینی صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔
قیمت: ۸/۷۵

تقسیم کار
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

حدیثِ عشق

از : خضؔر برنی
پبلشر: مکتبہ نئی منزل، ۴۰۶۹ اجمیری گیٹ دہلی
قیمت : ایک روپیہ پچیس پیسے

زیرِ نظر کتاب اُردو کے کہنہ مشق شاعر جناب خضؔر برنی کا دوسرا نعتیہ مجموعۂ کلام ہے۔ اِس سے پہلے موصوف کا ایک اور مجموعہ "عکسِ جمال" کے نام سے شائع ہو چکا ہے جو کافی مقبول ہوا۔

اردو ادب کی مختلف اصنافِ سخن میں نعت گوئی ایک مشکل صنف سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ بہت کم شعرا نے اس میدان میں قدم رکھنے کی جسارت کی ہے۔ نعت گو شاعر کو ایک طرف جہاں اسلامی تاریخ سے کما حقہٗ واقف ہونا ضروری ہے تو دوسری طرف اس پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ اس صنف میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے وقت نبیؐ آخر الزماں اور صحابۂ کرام کی ذات بابرکات کے آداب و تکریمات کا بھی پورا لحاظ رکھے۔ انھیں احکامات اور پابندیوں کی وجہ سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اُردو ادب میں نعت گو شعرا کا فقدان رہا ہے اور انھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

اس میدان میں امیؔر مینائی، بیدؔم وارثی، دردؔ کاکوروی، حفیظ جالندھری، حمید لکھنوی اور بہزاد لکھنوی کے نام خصوصیت سے ذکر کے قابل ہیں۔ ادھر خضؔر برنی کے مجموعہ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے اُردو ادب کی اس اچھوتی صنف میں طبع آزمائی کر کے ایک معتبر مقام حاصل کرنے کا استحقاق پیدا کر لیا ہے۔

جناب خضؔر برنی کے اِس مجموعۂ کلام کی بیشتر نظموں میں حضورِ اکرم کی نورانی شخصیت، کعبہ کی عظمت اور فریضۂ حج کے واقعات ہیں اور ساتھ ہی ملّت اسلامیہ کی زبوں حالی پر ماتم

بھی کیا گیا ہے۔ خضر صاحب کی نعتیہ شاعری میں کبھی عصری مسائل کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ موصوف نے پند و نصائح اور تبلیغ و تلقین کے لیے بھی اس صنف کا استعمال کیا ہے۔

نظم "عہد و پیمان" میں فرماتے ہیں۔

انسان بن کے عظمتِ انسان سیکھیے
لطف و کرم کے سائے میں احسان کیجیے
حسنِ عمل کو چاہیے اک صورتِ بلال
خود کو خلوصِ دل سے مسلمان کیجیے

"دعوتِ فکر" میں اخلاقیات کے بعض رموز کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

حیاتِ چند روزہ کا حقیقی مدعا کیا ہے
بشر کو چاہیے سوچے کہ فرمانِ خدا کیا ہے
ہوس کاری نے کھویا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا
سکندر کیا بتا سکتا خضر آبِ بقا کیا ہے

اسی طرح "تقاضائے بشریت" کو ملاحظہ فرمائیے:

وہ کچھ نہیں جو فراست سے اپنی کام نہ لے
وہ بے ادب ہے جو دشمن کا بھی سلام نہ لے
بُروں کے ساتھ بُرائی بھلے نہیں کرتے
بھلا وہی ہے جو دشمن سے انتقام نہ لے
اسے کبھی آنکھ کھونگے جو ظلم دیکھ سکے
وہ کوتاہ ہاتھ ہیں گرتے ہوؤں کو تھام نہ لے

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مسلمانوں کے لیے پیغام خیر و سلامتی لائے تھے بلکہ وہ تو "رحمت اللعالمین" بن کر تشریف لائے تھے۔ آپؐ نے بلا تفریق مذہب و ملت اقوام عالم کو فیض پہونچایا۔ یہ آپؐ کا خلقِ عظیم ہی تھا کہ آپؐ نے غلاموں کو آزاد کیا اور انھیں مساوات کا درجہ دیا۔ یہ آپؐ کی ذاتِ بابرکات تھی جس کی بدولت عرب قوم کی بعض قدیم اور راسخ برائیاں صفحۂ ہستی سے مفقود ہو گئیں۔ آپ نے ہمیشہ

صبر و قناعت کی تلقین فرمائی۔ حضرت رنی "کملی والا" میں فرماتے ہیں۔

خدا کے فضل سے وہ عزم پایا کملی والے نے
ہمیں توقیر دی، انساں بنایا کملی والے نے
شہنشاہِ دو عالم کی یہ شانِ دلبری دیکھو
غلاموں کو بھی سینے سے لگایا کملی والے نے
جو اپنی نسل کو اپنے ہی ہاتھوں دفن کرتے تھے
محبت کا چلن ان کو سکھایا کملی والے نے
گنہ گاروں کی صف سے کھینچ کر منزل پہ پہونچایا
خضر بن کر ہمیں رستہ دکھایا کملی والے نے

عشرت حسین صدیقی

نیا دیش بنگلہ دیش

مصنف: اندر جیت گاندھی
ناشر: مکتبہ مہک۔ ۲۶۳۴ بستی پنجابیان،
سبزی منڈی، دہلی
قیمت: ساڑھے تین روپے

اندر جیت گاندھی نے دہلی کے نوجوان شعرا میں اپنی صلاحیتوں اور ادبی سرگرمیوں کی وجہ سے بہت جلد ممتاز مقام حاصل کر لیا ہے۔ زیرِ نظر تصنیف سے پہلے ان کی کئی اور مطبوعات نظر سے گذر چکی ہیں جن میں "ذکرِ نانک"، "نوائے عشق" اور "خان غازی کابلی" قابلِ ذکر ہیں۔

بنگلہ دیش کے قیام میں مشرقی بنگال (سابقہ) کے بیشمار مجاہدوں کی قربانیاں، مکتی باہنی کے نڈر سپوتوں کا عزم و ولولہ اور بنگ بندھو شیخ مجیب الرحمان کی سیاسی سوجھ بوجھ شامل ہے۔ پاکستان کے جابر حکام اور فوجی آمروں نے برِصغیر ہند پاک کے اس مقدس خطے کے عوام کا جس طرح استحصال کیا اور وحشیانہ مظالم ڈھائے انھیں تاریخ فراموش نہیں کر سکتی۔ اندر جیت گاندھی نے "نیا دیش بنگلہ دیش"

میں اپنی قومی و وطنی نظموں کا مجموعہ مرتب کیا ہے جس میں بیشتر منظومات بنگلہ دیش کی تحریک آزادی کے موضوعات پر ہیں۔

نظموں کے حصہ سے پہلے گاندھی صاحب نے "بنگلہ دیش کی کہانی، تاریخوں کی زبانی" کے عنوان سے ۲۵۔ مارچ ۱۹۶۹ء سے ۴۔ اپریل ۱۹۷۲ء تک کے اہم سیاسی حالات کی ببلوگرافی تیار کی ہے جو بنگلہ دیش کی آزادی پر کام کرنے والے، اسکالروں کے لیے بے حد مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔

بنگلہ دیش اور ہندوستان کے متعلق جو منظومات اس مجموعہ کی زینت ہیں وہ مجموعی طور پر بہت اچھی، ولولہ انگیز اور قابل داد ہیں۔ تاہم بعض نقائص کی طرف اشارہ نہ کیا جائے تو یہ بھی شاعر کے ساتھ زیادتی ہوگی۔

"بنگلہ دیش۔ ایک گیت" کا دوسرا مصرعہ

ع جس کی خاطر آج ہیں دیکھو مرے کئی گمنام

اس مصرعہ کی ساخت ناقص نظر آتی ہے کیونکہ فعل کا اس طرح استعمال ہندی شاعری میں تو جائز ہے اُردو میں نہیں۔ اسی نظم کے دوسرے مصرعہ۔

ع امن و امان کا دیش وہ حامی میں "وہ حامی"

اور ع ظلم کا ہو جائے انجام میں "انجام ہو جانے" کی

ترکیب محل نظر معلوم ہوتی ہیں۔

نظم بعنوان "قاتل بنگال کے نام" میں مصرعہ

ع عیش و عشرت میرے آگے کچھ نہیں بیکار محض" میں کیا "محض" کا "ح" گر نہیں گیا ہے؟ اور "اہل بنگلہ دیش" میں "موت کو ہرنے والے" میں "ہرنے" کا استعمال بھی اُردو شاعری کے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔

نظم "چلے جاؤ وطن کے سپاہی" میں "چلے جا" نظروں کو اور کانوں کو بُرا معلوم دیتا ہے۔ اور مندرجہ ذیل شعر تو سرے سے توارد ہے ؎

وطن کے لیے تو جوانی لٹا دے جوانی ہی کیا زندگانی لٹا دے

" بڑھے چلو بہادرو" میں " سیف ران" کا استعمال قطعاً غریب استعمال ہے۔ اگر اس سے احتراز کیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔" جرار" لفظ میں تشدید نادرد ہے اور " میدان کار زار ہو" کا " ی" زاید ہو گیا ہے " بڑھے چلو" میں غ بڑھے چلو ہر ایک این و آں تمہارے ساتھ ہے، سے کیا مراد ہے مفہوم سمجھ میں نہیں آیا۔

" وطن کے سپاہی "

نشاں ظلمتوں کا مٹاتے ہوئے
عدو کو ٹھکانے لگاتے ہوئے
وطن کے ترانے سناتے ہوئے

وطن کے سپاہی چلے جا رہے ہیں
یہ آگے ہی آگے بڑھے جا رہے ہیں

دونوں کی بحریں علیحدہ ہیں۔ ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

سیّد نظر برنی

شیرازہ

مرتّبین: مخمور سعیدی، پریم گوپال متل
ناشر: پی۔ کے پبلیکیشنز، ۲۰۷۲ پرتاپ اسٹریٹ، گولا مارکیٹ، دریا گنج، دہلی
قیمت: بارہ روپے۔

رسالہ " تحریک" اردو کے ان چند رسالوں میں ہے جو پچھلے بیس برس سے استقلال کے ساتھ، پریم گوپال صاحب کی ادارت میں دہلی سے شائع ہو رہا ہے۔
اس مدت میں من جملہ ادبی و لسانی موضوعات کے شعری سرمایہ بھی اتنی وافر مقدار میں فراہم ہو گیا کہ اب اس کو ایک خوش نما انتخاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔
۲۲۹ شعرا کی فہرست میں قدیم و جدید ہر طرز فکر کے ممتاز، منفرد، پختہ کار اور نو آموز سب ہی قسم کے نام نظر آئیں گے۔

زیادہ تر وہی لوگ ہیں جو شاعر کی حیثیت سے مشہور معروف ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنھیں ابھی مشق اور مطالعے کی ضرورت ہے۔ بہر حال مرتبین نے کسی تحریک نواز، کو غالباً نظر انداز نہیں کیا ہے۔

"سوانحی اشارے، بھی شیرازے کا ایک اہم اور قابل لحاظ حصہ ہے۔ بہت سے لوگ واقعی ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں اگر کچھ نہ لکھا جاتا تو ان کا پہچاننا اور یاد رکھنا مشکل تھا۔

ادیبوں اور شاعروں کے حالات، خاص کر ان کے دنیا میں آنے جانے کی تاریخیں اور سن معلوم کرنا خاصا دقّت طلب کام ہے۔ لیکن حتی المقدور اس کو انجام دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس میں چند فرد گزاشتیں اور مجبوریاں بھی واقع ہو گئی ہیں مثلاً علی جوّاد زیدی کا سنِ ولادت، ماہر القادری کی پیدایش صرف سنِ ہجری میں، حالاں کہ سنِ عیسوی میں اس کو لکھ دینا دشوار نہ تھا۔ اسی طرح سعید اللہ خاں رزمی، سہیل واسطی، ارشد بجنوری، جابر، حسن فرخ، رؤف خلش، اطہر عزیز اور صفحہ ۲۱۶، ۲۱۸ پر جن شاعروں کا ذکر ہے ان میں سے کسی کا سنِ ولادت درج نہیں۔

'حرفے چند' میں جن اختلافی مسائل اور بحث طلب امور کی طرف اشارے کیے گیے ہیں ان کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گئی تھی۔

جوشؔ، فیضؔ، مخدومؔ، مجازؔ، سردارؔ، تاباںؔ، ساحرؔ، مجروحؔ، کیفیؔ، اور جذبی وغیرہ کے نام نہ دیکھ کر سمجھنے والے سمجھ ہی لیتے کہ کوئی وجہ تو ہوگی کہ عصرِ حاضر کے یہ ناقابلِ فراموش اور نام ور شعرا 'بزمِ تحریک' میں آخر کیوں شریک اور شامل نہ ہو سکے۔

رہ گئے جگرؔ، اثرؔ، وحشتؔ، امجدؔ اور فراقؔ وغیرہ تو ان کو کسی جتھے یا گروہ میں شامل کرنا اور یہ سمجھنا کہ ان کو صرف تحریک کی پالیسی سے اتفاق تھا، باقی تحریکوں سے اختلاف یا بے تعلقی، یہ ایک بنیادی غلطی کہلائے گی، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے 'تحریک' کو بھی نوازا اور ترقی پسندوں کی خدمات کو بھی سراہا

یہ فن اور جذبے کو دیکھتے تھے نہ کہ فرد اور مسلک کو۔

تحریک کے لیے فخر و شرف کی بات یہ ہے کہ اس نے مستقل مزاجی کے ساتھ اُردو شعر و ادب کی خدمت کی اور آج بھی کر رہا ہے۔ اس میں اُن "..... وسائل" کا بھی دخل ہے جو اکثر رسالوں کو میسر نہیں ہوتے یا ان کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔

'شیرازہ' اپنی ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے بھی دیدہ زیب ہے اور کارآمد۔ اس محنت، سلیقے اور حسن طباعت پر ادارہ اور مرتبین، داد و مبارکباد کے مستحق ہیں۔

رشید نعمانی

پہلے آسمان کا زوال

مصنف: کمار پاشی

قیمت: چار روپے

ناشر: شالیمار پبلیکیشنز حیدرآباد

اُردو میں کہانی، قصّہ اور افسانہ ایک دوسرے کے مترادف کی حیثیت سے مستعمل ہیں۔ مگر ان کے مفہوم میں نازک امتیازات ہیں۔ مشرق میں کہانی اور قصّہ کی روایت بہت پُرانی ہے۔ مگر افسانہ کا تصوّر مغرب کی دین ہے۔ کمار پاشی نے اپنی تحریروں کو "کہانی" کہا ہے اس لیے انھیں افسانہ کے فن کی روشنی میں پرکھنا مناسب نہیں۔ انھیں "کہانی" سمجھنے کے خیال کو تقویت ان کی تکنیک سے بھی ملتی ہے۔ ان کی تکنیک داستانوں سے ماخوذ ہے جن میں دلچسپی اور حیرت کے عنصر کی فراوانی ہوتی ہے۔ ان کہانیوں میں بھی ایک ایسی پُراسرار فضا کی تخلیق کی کوشش کی گئی ہے۔ جس میں کسی قدر مافوق الفطرت عناصر کی جھلک بھی ملتی ہے کہانیوں کی یہ تکنیک محض داستانوں سے ماخوذ ہی نہیں بلکہ ماضی کی طرف مراجعت بھی ہے۔

کمار پاشی نے اپنی کہانیوں کا تانا بانا ماضی کے سرمایہ سے تیّار کیا ہے۔ انھیں قدیم تہذیب بالخصوص دراوڑ تہذیب سے جذباتی لگاؤ ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دراوڑ تہذیب ان کے جذبہ کا جز ہوگئی ہے۔ انھوں نے سرنامہ میں خود لکھا ہے۔

"ایک تہذیب جو موہن جودڑو میں دفن ہو گئی۔ ایک جیتا
جاگتا شہر جو پنا ور کی منوں مٹی تلے اتر گیا۔ ایک معاشرہ جو تاریخ
کے پنّوں میں اسیر ہو گیا۔ ایک کتاب جس کا لفظ لفظ کافور بن کر اڑ گیا۔ اور
ایک آدمی جو صدیوں کے غبار میں معدوم ہو گیا —— یہ سب کچھ
میری اسی شخصیت (داخلی شخصیت) کے خون میں شامل ہے"

ماضی سے یہ جذباتی لگاؤ ماضی پرستی کی طرف لیجاتا ہے اور ماضی کی روشنی میں حال کو سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے۔ پھر بھی کمار پاشی کبھی کبھی جذبہ کی گرفت سے آزاد ہو کر شعور کی روشنی میں نکل آتے ہیں اور حال کے مسائل کو ماضی کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے خیال میں۔

"گم شدہ تہذیبی رویّوں کی تلاش کا عمل، عصرِ موجودہ کے انسانی
مسائل کو جاننے اور سمجھے بغیر ممکن نہیں"

انسانی مسائل کی آگہی اور تہذیبی رویّوں کی تلاش کا عمل ایک مثبت عمل ہے 'کمار پاشی' کی کہانیوں میں عصری مسائل کی آگہی اور ماضی پرستی کا جذباتی رویہ ایک دوسرے پر فتح پانے کے لیے مصروفِ جنگ ہیں جس کے نتیجہ میں ایک کہر، دھندلکے، ابہام اور بے یقینی کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں ہر چیز کا چہرہ دھندلا ہے۔ اور ہر آواز نامانوس۔ امید کہ کمار پاشی جلد ہی بے یقینی سے یقین۔ اور دھندلکے سے روشنی میں آجائیں گے جہاں سے ان کی کہانیوں میں ایک نئی توانائی پیدا ہو گی۔

کمار پاشی کی کہانیوں کی تکنیک کی ایک اور خوبی یا خرابی یہ ہے کہ ان میں علامتی رنگ ہے۔ ابھی ان کی علامتوں کے تلازمی معنی کا تعین نہیں ہوا ہے۔ اس لیے ایک کہانی کی علامتوں کو متضاد معانی غلط لیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح کی کہانیوں میں "صدسطری حکم نامہ" سرِفہرست ہے۔ اس میں پہاڑ سے اترنے والے اور سرخ لنگوٹی لگائے ہاتھ میں صدسطری حکم نامے کر آنے والے اجنبی شخص کو ایک سے زیادہ مگر متضاد مفاہیم کی علامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایسے موقعوں پر ضروری ہے کہ کہانی میں ایسے

قرینے موجود ہوں کہ اس کے علامتی کردار کو متعین کردیں جس سے ترسیل کا المیہ پیدا نہ ہو۔۔۔ بہرحال ان کی کہانیوں کی دو خصوصیات ہیں ایک پراسرار فضا اور دوسرے علامتی رنگ :۔

امید کہ آئندہ وہ اور اچھی کہانیاں لکھ سکیں گے۔ پہلے آسمان کی کہانیوں کی ہیئت دعوتِ فکر دیتی ہے۔ کہ نقاد فیصلہ کریں کہ وہ کہانی بھی ہیں یا نہیں؟

عنوان چشتی

پدماوت کی مختصر فرہنگ

مرتب: ڈاکٹر انصار اللہ نظر
قیمت: پانچ روپے
ناشر: ادارۂ المخدوم۔ ڈاکخانہ ننار پور ضلع کریم نگر (اندھرا)

ڈاکٹر انصار اللہ نظر محقق کی حیثیت سے ابھرے۔ اور اپنی محنت کی بدولت تحقیق کے میدان میں اپنا مقام بنا چکے ہیں انھوں نے تحقیق کے اصولوں پر لکھا ہے اور ان اصولوں کی روشنی میں تحقیق بھی کی ہے۔ تحقیق میں حرفِ آخر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ثبوت اور دلیلوں سے جو بات آج معتبر ٹھہری ہے کل اس کے خلاف شہادت فراہم ہوجانے سے نامعتبر ہوجاتی ہے مگر اس نامعتبر حقیقت کی اہمیت اس لیے ہوتی ہے کہ اسی کے بطن سے نئی حقیقت نے جنم لیا ہے اور صداقت کی نئی شکل سامنے آتی ہے۔ اس لیے تحقیق میں متانت، ریاضت اور دلائل کے ساتھ اعتبار اور استناد کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ انصار اللہ نظر اس نکتہ سے بخوبی واقف ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں "غرض حال" کے پیشِ نظر فاضل مرتب نے اردو زبان کی ابتدا کے متعلق نظریوں کا جائزہ لیا ہے۔ اس سلسلہ میں محمد حسین آزاد، حافظ محمود شیرانی اور پروفیسر مسعود حسین خاں کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لے کر اردو کا مولد "اودھی" کو قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اُن کی دلیل یہ ہے کہ جس دور میں اودھی زبان میں تصنیف و تالیف ملتی ہیں اس دور میں کھڑی بولی اور اس کے علاقے میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ ایک تو شمالی ہند کی قدیم بولیوں کا سارا ادب ہمارے سامنے نہیں ہے دوسرے محض کسی بولی

یں ادبی کتب کی اوّلیت پر ایک زبان کو اس سے ماخوذ قرار نہیں دیا جا سکتا۔
اس سلسلہ میں زبان کی ساخت، صوتیات، قواعد اور دیگر خصوصیات پیشِ نظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ انصار اللہ نظر لسانیات کے اصولوں کی روشنی اگر یہ ثابت کر سکیں کہ اُردو اودھی سے ماخوذ ہے تو علم و ادب کی خدمت ہو انھیں کے الفاظ ہیں۔

"جو بات بغیر سند کے کہی جائیگی کم از کم تحقیق میں اس کی اہمیت صفر سے زیادہ نہیں۔"

زیرِ نظر "کتاب کے مقدمہ" میں انھوں نے بڑی تلاش اور تحقیق کے ل ملک محمدؐ جائسی کے وطن، عمر، شکل و صورت، جسمانی ساخت اور ان کی کتب کی تد کے سلسلہ میں مواد فراہم کیا ہے "عرضِ حال" کی طرح "مقدمہ" بھی خیال انگیز بلیغ نکات کا حامل ہے۔ انھوں نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ "پدماوت" و فارسی الفاظ سے پاک ہے۔ انھوں نے پدماوت میں عربی و فارسی الفاظ تلاش کر کے ہے کہ اس دور میں عربی و فارسی الفاظ اودھی میں جس تلفظ کے ساتھ مستعمل تھے جائسی نے اُسی طرح نظم کیا ہے۔

کتاب کا بیشتر حصّہ فرہنگ پر مشتمل ہے جو صفحہ ۵۳ سے صفحہ ۲۰۴ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس فرہنگ کے بارے میں مرتب کا خیال ہے کہ:

"اودھی کی تصانیف ملک کے طول و عرض میں مقبول رہی ہیں اس لیے اس "بھاکھا" کے لفظوں کا دہلی اور دکن میں بھی مل جانا بہت زیادہ قرینِ حقیقت ہے۔ یوں اصولاً پدماوت میں مستعمل ہر لفظ کو اودھی بھاکھا سے متعلق ہی خیال کرنا چاہیے البتہ اگر کوئی قدیم تر سند اس کے برخلاف ملے تو اس حقیقت کو بلا تامّل تسلیم کیا جائے گا۔"

یہ دلیل بہت وزنی ہے اور لسانیات کے محققوں کو دعوتِ فکر دیتی ہے چونکہ "پدماوت" میں ایسے بہت سے الفاظ ملتے ہیں جو دہلی اور مضافاتِ دہلی کی

بولیوں میں ملتے ہیں اس نے اودھی کے قرار پاتے ہیں۔ انھیں کھڑی بولی یا کسی دوسری بولی کا ثابت کرنے کے لیے " پدماوت " سے زیادہ قدیم سند فراہم کرنی ہوگی۔ ضرورت ہے کہ اس چیلنج کو قبول کیا جائے اور اس رُخ سے لسانیاتی مطالعے شروع کیے جائیں۔

کتاب جتنی مفید اور اہم ہے۔ کتابت و طباعت اتنی خراب اور خستہ۔ اُردو کی بدنصیبی یہ ہے کہ اچھی کتابیں اچھی طرح شائع نہیں ہوتیں۔ یہ کتاب زبان کی ابتدا کے بارے میں نظریات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بالعموم اور پدماوت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بالخصوص مفید ہے۔

عنوان چشتی

زیرِ غور

یوسف ناظم

پانچ روپے

"بنتِ حوّا" پبلیکیشنز۔ بمبئی ۳۲

'مزاح نگاری' ایک فن ہے۔ اس کے ڈانڈے ایک طرف خوش مذاقی اور دوسری طرف بدمذاقی سے ملتے ہیں۔ مزاح نگار کی ذراسی بے احتیاطی سے مزاح، پھکڑپن، بیہودگی اور بدمذاقی کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور دلدہی کی جگہ دل شکنی کا موجب بن جاتا ہے۔ یوسف ناظم اس راز سے آگاہ ہیں اس لیے "زیرِغور" کے ۱۸ مختصر مضامین میں انھوں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس لیے ان کے مزاحیہ مضامین میں ابتذال اور سوقیانہ اندازِ بیان نہیں ہے

ہر ذہین فنکار فن کا مواد اپنے گردوپیش سے حاصل کرتا ہے۔ محض خیالی طوطا مینا نہیں بناتا۔ یوسف ناظم نے بھی نہ صرف یہ کہ اپنے عہد سے مواد حاصل کیا ہے بلکہ اپنے عہد کے ان پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے جو کسی نہ کسی طرح ہر شخص کی زندگی کا جز ہیں۔ انھوں نے ایک طرف واقعیت نگاری کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں ماحول کی عکاسی، حقیقت کو براہِ راست اور اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کی کوشش شامل ہے اور دوسری طرف اس

کے متضاد، مضر اور مضحکہ خیز پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ حقیقت کی مزاحیہ پیشکش سے ا
کے فن کا آغاز ہوا ہے اور اسی پر اختتام ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ان کے یہاں
ایک مخصوص قسم کا توازن اور مقصدیت پیدا ہو گئی ہے۔ "ہوسٹل اس قدر مہذّب"
میں ہوسٹل کے بارے میں طلبا، طالبات کے ذہنی رویوں پر اس طرح اظہارِ خیال
کرتے ہیں۔

"یہ طے ہے کہ لڑکوں کے ہوسٹل لڑکیوں کے ہوسٹل سے زیادہ
فاصلے پر نہ ہوں۔ فاصلہ طویل ہوتا ہے تو ابلاغ میں دقت ہوتی ہے۔"

'ابلاغ' کو معنی کی ایک نئی دھار عطا کی گئی ہے۔ اسی طرح 'ہوسٹل' کے کھانو
بھی دلچسپ انداز میں تبصرہ کیا ہے۔

یوسف ناظم محض روزانہ کی زندگی سے ہی اخذِ مواد نہیں کرتے بلکہ بعض اہم عالمگیر مسا
کو بھی اپنی قلم کی جولان گاہ بناتے ہیں ایسے موقعوں پر ان کے مزاحیہ مضامین کی افادیہ
بڑھ جاتی ہے "زیرِ غور" میں رنگ و نسل کے سلسلے میں کس قدر طنزیہ اندازِ بیا
اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ پورا مضمون پڑھنے سے ہوگا۔

اس طرح یوسف ناظم کے مزاحیہ مضامین محض مزاحیہ نہیں بلکہ اپنے مقصدیت
اور طنز کی افادیت کے حامل بھی ہیں۔

پھر بھی دو باتیں ان کے مضامین میں کھٹکتی ہیں ایک تو یہ کہیں کہیں احتیاط ا
سنجیدگی ضرورت سے زیادہ نظر آتی ہے۔ جس سے مضمون کا بعض حصہ بے کیف او
بے روح محسوس ہوتا ہے۔ اور مضمون کی یکساں سطح باقی نہیں رہتی۔ دوسرے ایک
ہی مضمون میں مختلف باتوں۔ چیزوں یا واقعوں پر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ جس سے
کبھی بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے مجموعی طور پر زیرِ غور ایک دلچسپ کتاب ہے۔ یہ ان
مزاحیہ مضامین کا چوتھا مجموعہ ہے۔ کتابت اور طباعت غنیمت ہے۔ مگر ٹائٹل بہت بھدّ
ہے۔

عنوان چشتی

پرنٹر پبلشر سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع

چند اہم کتابیں

اُردو کا المیہ
پروفیسر مسعود حسین خاں

اُردو جس طرح روز بروز ہمارے گھروں اور تعلیم گاہوں کو خیرباد کہہ رہی ہے اور ہماری نسلیں جس طرح اس سے محروم کردی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس لسانی المیے کی مختصر داستان ہے۔ اس کا پیش لفظ پروفیسر رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے۔ اور خلیل احمد بیگ نے اسے مرتب کیا ہے۔

قیمت: 9/-

خاکم بدہن
مشتاق احمد یوسفی

ظرافت وبصیرت، تفکّر و تفنّن، مشاہدے اور مطالعے کا جو حسین امتزاج مشتاق احمد یوسفی کے یہاں ملتا ہے۔ وہ اُردو مزاح نگاری میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ اس کتاب کو کہیں سے کھولیے۔ ہر صفحے کو بادِ بہار پائیں گے۔

قیمت: 7/50

پطرس کے مضامین
پطرس بخاری

اردو کے بلند پایہ مزاح نگار پطرس بخاری کے طنزیہ، مزاحیہ مضامین کا مجموعہ جو کئی یونیورسٹیوں میں کورس میں شامل ہے۔

قیمت 2/50

لکھنؤ کا دبستانِ شاعری
ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

اس مقالے میں دوسو سال کی مدت میں جن شعرا نے لکھنؤ کی خاص فضا میں شاعری کی ان کے ماحول اور کلام کا باضابطہ جائزہ لیا گیا ہے۔

قیمت: 20/-

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلی ۲۵۔ دلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

نئی مطبوعات

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمٰن۔ ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیش نظر یہ بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف وانقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ نتیجۃً طور پر گرفت میں آسکیں یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خدوخال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔ اس انتخاب میں لگ بھگ اسّی نئے شاعروں کا کلام ہے۔

قیمت: مجلد ۱۰/۵۰
نیوز پرنٹ غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل

ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جس میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہِ راست مسلمانوں سے ہے یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصر جدید" کے لیے لکھے تھے۔ ملک کے مایۂ ناز مفکر، فلسفی، معلّم اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ قیمت ۵/۵۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ پچھتر ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالات زندگی درج ہیں۔ ساتھ ہی نمونہ کلام بھی ہے۔ یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ قیمت: ۱۵/-

داستانِ اشک وخوں

خواجہ غلام السیدین
مقدمہ: کرنل سید بشیر حسین زیدی

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا۔ ۲۵ مارچ ۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے۔ اس سے انھیں سخت دکھ ہوا۔ خواجہ صاحب نے اپنے دلی کرب واضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے ہی مضامین

چند اہم کتابیں

جدید اُردو لسانیات ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین

یہ کتاب لسانیات کے طلبہ اور اُن اساتذہ کے لیے بے حد مفید ہے جنھوں نے لسانیات کا باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا مگر انھیں اُردو کے طلبہ کو ایم۔ اے میں لسانیات کا ایک پرچہ پڑھانا پڑتا ہے۔ قیمت : ۵/۵۰

بابا فرید الدین گنج شکر (حالاتِ زندگی اور تعلیمات) گوربخش سنگھ طالب

اس کتاب میں شیخ فرید کے حالاتِ زندگی، ان کا کلام یا "بانی" جو گرو گرنتھ صاحب میں درج ہے، اس کا کچھ حصہ مع اصل اور اُردو ترجمے کے دیا گیا ہے۔ اس سے پڑھنے والوں کو بابا فرید کی روحانی اور اخلاقی عظمت اور اُن کے جذبات کی ہمہ گیری کا احساس ہو جائے گا۔

قیمت : ۲/-

رُوپ اور رس (شعری مجموعہ) ٹی، این، سہنا، کنول

شاعری علم کے سہارے چل تو سکتی ہے مگر اس میں وہ والہانہ کیف اور رچاؤ نہیں پیدا ہو سکتی جو جذبہ کا فیضان ہوا کرتی ہے۔ کنول صاحب کے وہ اشعار جن میں علم و آگہی کی نیام کے اندر تیغِ جگر بھی موجود ہے، پڑھنے والے کی توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں۔

قیمت : ۳/-

شش جہت (انتخابِ کلام) مرتبہ سلمان عباسی

شش جہت میں چھ مختلف ذہنوں کی نمائندگی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ چھے شاعر علاحدہ علاحدہ طرزِ فکر اور اندازِ بیان کے شاعر ہیں لیکن ان سب میں ایک قدر مشترک ہے۔ دراصل اسی لئے نام "شش جہت" رکھا گیا ہے۔ قیمت : ۳/-

سوندھی مٹی، بھینی خوشبو خورشید افسر بسوانی

'افسر کی زبان میں کوثر کی روانی، بیان میں شیشہ و ساغر کی کھنک اور فکر میں کبھی نہ بجھنے والی ایسی

چند اہم کتابیں

انتخاب کلامِ مومن
مرتبہ : عبدالودود خاں

مومن کی شاعری روایتی نہیں بلکہ آپ بیتی ہے اس لحاظ سے ان کا کلام تمام تر صدقِ جذبات کا آئینہ دار ہے۔ مومن کے کلام کا بہترین انتخاب۔ قیمت : ۲/۲۵

فانی
پروفیسر عبدالشکور

اس کتاب میں فانی بدایونی پر آٹھ بلند پایہ ادیبوں کے لکھے ہوئے مضامین شامل کیے گیے ہیں جن کے پڑھنے سے فانی کی شاعری اور شخصیت کے تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ قیمت : ۲/۰

فہمی
(ناول)   رئیس احمد جعفری

رئیس احمد جعفری ناول نگار کی حیثیت سے اپنا بلند مقام رکھتے تھے "فہمی" آپ کے ان چند ناولوں میں سے ہے جو آپ کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ قیمت : ۱۲/-

کامیاب استانیاں
ترجمہ : رضیہ فرحت

ان کہانیوں میں ان غیر معمولی خواتین کی زندگی کی جھلکتی ہے جنھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمت اور حوصلے کی بلندی سے ایک معمولی اسکول ٹیچر غیر معمولی کارنامے انجام دے سکتی ہے۔
قیمت : ۲/۵۰

کھوکھلے انبار
(افسانے)   م.م راجندر

راجندر کے زیادہ تر افسانے متوسط طبقے کے افراد کی زندگی کے متعلق ہیں انھوں نے اگرچہ ان افراد کی زندگی کو ایک ہمدردانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں اس طبقے کے افراد کی زندگی کے کھوکھلے پن سے بھی پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ قیمت : ۲/-

کلام لق لق
(شعری مجموعہ)   حاجی لق لق

حاجی لق لق کے طنزیہ، مزاحیہ نظموں کا بہترین مجموعہ جس کو پڑھنے کے بعد آپ

"ناولستان" نئی دِلّی کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے۔ گذشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب و غریب چونکا دینے والا ناول۔

قیمت :- ۵/-

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دُنیا کی اِس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے کندھوں پر اُٹھائے چلا جا رہا ہے ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے۔ اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دلکش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے

قیمت : ۸/۰

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مِل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں لیکن۔ زبان خاموش ہے۔ بالکل خاموش۔

قیمت : ۳/۵۰

پا بہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، ان کی مشکلات، اُن کی ذہنی کیفیت [illegible] شاہکار۔ قیمت ۶/۰

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن اُلجھنوں کا شکار ہیں، اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کش مکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت : ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے انھوں نے مجھے جنم نہیں دیا مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب (برسوں بعد۔ جب۔ یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا) آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔ قیمت : ۶/۵۰

"نئی آواز" نئی دِلّی ۲۵ کی تازہ ترین مطبوعات

تنہائی (ڈراما) ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے اپنی جگہ اثر انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔ لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری چابک دستی سے مزید نمایاں کیا گیا ہے۔ قیمت، ۳/۷۵

جہاں آرا (تین ایکٹ کا اوپیرا) رفعت سروش

جیتی جاگتی کہانی، کچھ اصلی کچھ نقلی مگر جاندار کردار، تسلسل، ارتقا، کشمکش اور دل پذیر انجام، ضرورت کے مطابق شاعرانہ صلاحیتوں، فنی تقاضوں اور تکنیکی رموز و اشارات کا استعمال، پابند اور آزاد شاعری کے کامیاب نمونے، ساز و آواز کا باموقع استعمال، تحت، ترنم اور رس کا مناسب اہتمام، غرضیکہ ہر ممکن کوشش سے اوپیرا کو خوب سے خوب تر بنایا گیا ہے قیمت : ۴/۵۰

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

اشخاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی — ۶/۵۰
تجزیے — ڈاکٹر گیان چند — ۱۱/-
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۷/۵۰
خواتینِ کربلا کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین — ۱۲/-
حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۶/-
کاروانِ فکر — " " — ۳/۷۵
اردو اسپیرز — سید ظہیر الدین مدنی — ۳/۵۰
اردو مرثیہ — سید سفارش حسین — ۶/-
بکھرے ورق — سونیتی کمار چٹرجی — ۲/-
پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵
تنقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور — ۵/۷۵
غزل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری — ۶/-
نقدِ اقبال — میکش اکبرآبادی — ۴/۲۵
فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ — سید ضمیر حسن دہلوی — ۴/-

تذکرہ، سیرت و شخصیت۔

تذکرۂ معاصرین — مالک رام — ۱۵/-
پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۶/۵۰
تذکرۂ جگر — محمود علی خاں — ۳/-
قلم کا مزدور — مدن گوپال — ۴/-
گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی — ۶/-
خنداں — رشید احمد صدیقی — ۶/-
ڈاکٹر ذاکر حسین — عبد اللطیف اعظمی — ۵/۵۰
داستانِ اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۲۰
شرابِ کہنہ — رشید نعمانی — ۳/۲۵
شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد — ۷/۲۵

تاریخ، سیاسیات و روداد

اسلام کی اخلاقی تعلیمات — امام غزالی — ۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۲/-
دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — مولانا عبد السلام قدوائی — ۳/۲۵
اسلامی عقائد / وسائل مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی — ۴/-
مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین — ۵/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے — ترجمہ مولانا جمال الدین اعظمی — ۲/۲۵
آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۴/-
امن کا راستہ — عبد الغفار مدہولی — ۳/-
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود — ۴/-
کتاب کی کہانی — سید احسن نقوی — ۱/۵۰
پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش — ۷/-
تاریخ الامت (اول) — مولانا اسلم جیراجپوری

تاریخ الامت دوم مولانا اسلم جیراجپوری ۴/-
" " سوم " " ۲/۷۵
" " چہارم " " ۳/۲۵
" " پنجم " " ۳/۲۵
" " ششم " " ۳/۲۵
" " ہفتم " " ۲/-
" " ہشتم " " ۳/۲۵
کچھ پرانے خط دوم پنڈت جواہر لال نہرو ۸/-
یادگار شخصیتیں " " ۵/۵۰

سفرنامے

گاندھی جی بادشاہ خان کے دیس میں شری پیارے لال ۵/-
عروسِ نیل سلطانہ آصف فیضی ۳/۲۵

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے ڈاکٹر سلامت اللہ ۴/۲۵
جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدھولی ۴/۵۰
تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/۵۰
چند پروجیکٹ عبدالغفار مدھولی ۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ ۲/۵۰

ناول

کالا شہر گورے لوگ احسان الحق ۵/-
اللہ میگھ دے رضیہ سجاد ظہیر ۶/۵۰
اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین ۸/-

اُلجھی ڈور صالحہ عابد حسین ۴/۵۰
پایہ جولاں صغرا مہدی ۶/-
دوسرے کنارے تک عزیز قیسی ۳/۵۰
زندگی کی لہر ساولنگ ۳/-
آدمی کا مقدر ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/-
آلپس کے گیت " " " ۲/۷۵
ایک تھی انیتا امریتا پریتم ۳/۲۵
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۵/-
باغ و بہار میرامن مرتب رشید حسن خاں ۳/-
بیوہ منشی پریم چند ۷/۷۵
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۳/۵۰
چنار کا پتا سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵
خیالی پلاؤ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵
دلدل " رضیہ سجاد ظہیر ۴/۵۰
دلی کی شام " بلقیس جہاں ۷/۵۰
ڈنگو " قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہِ عمل صالحہ عابد حسین ۷/۵۰
سات سال ترجمہ رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکستِ ناتمام " زہرہ سیتارین ۲/-
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۳/۷۵
گئودان منشی پریم چند ۱۱/-
میدانِ عمل " " " ۸/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/-
اپنے دُکھ مجھے دیدو راجندر سنگھ بیدی ۴/-
بوردکیہ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/۷۵

افسانے اور خاکے

اپنے دکھ مجھے دیدو — راجندر سنگھ بیدی ۴/-
بڑی حویلی — مرزا محمود بیگ ۲/-
پت جھڑ کی آواز — قرۃ العین حیدر ۶/-
چراغوں کا سفر — رام لعل ۴/-
خیالستان — سجاد حیدر یلدرم ۳/۷۵
کالے صاحب — اوپندر ناتھ اشک ۲/۵۰
کیمیاگر — پروفیسر محمد مجیب ۲/-
نروان — جیلانی بانو ۴/۷۵
نئی بیماری — مہندر ناتھ ۲/۵۰
واردات — منشی پریم چند ۴/-

ڈرامے

آزمائش — پروفیسر محمد مجیب ۱/۷۵
انجام — ″ ″ ۱/۲۵
اوپر کی منزل — کرتار سنگھ دگل ۴/-
آئینۂ ایام — ترجمہ خلیق احمد ۳/۵۰
پردۂ غفلت — ڈاکٹر عابد حسین ۱/۵۰
دروازے کھول دو — کرشن چندر ۲/۵۰
سراج الدولہ — ترجمہ اشفاق حسین ۱/۵۰
کھیتی — پروفیسر محمد مجیب ۱/۲۵
سوت پر فتح — جیالال سانر ۱/۲۵
نقش آخر — اشتیاق حسین قریشی ۱/۲۵

نظم

نئی نظم کا سفر — مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی ۱/۵۰
آتش گار [illegible] ۶/-

پچھلی رات — فراق گورکھپوری ۷/-
نئی دنیا کو سلام — سردار جعفری ۷/-
غالب اور ان کا کلام کا انتخاب — پروفیسر محمد مجیب ۴/۵۰
مثنوی سحر البیان — مرتب رشید حسن خاں ۱/۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری -/۵۰
آں حضرت — الیاس احمد مجیبی (اردو) -/۶۵
″ ″ ″ (ہندی) -/۶۰
پاک کہانیاں (دو حصوں میں) — مقبول احمد سیوہاروی ۲/۷۵
چار یار — الیاس احمد مجیبی ۲/۵۰
خلفائے اربعہ — خواجہ عبدالحئی فاروقی ۲/۲۵
رسولِ پاک — عبدالواحد سندھی ۱/۸۰
عقائدِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری -/۵۰
مسلمان بیبیاں — اعجاز الحق قدوسی -/۷۵
نبیوں کے قصے — خواجہ عبدالحئی فاروقی ۱/۲۵
ہمارے رسول — ″ ″ ″ ۱/۶۵
ہمارے نبی — سید نواب علی رضوی (اردو) -/۷۵
″ ″ ″ (ہندی) -/۸۰

معلومات

آدمی کی کہانی — مشتاق احمد اعظمی ۱/۷۵
انوکھا عجائب خانہ — محمد حسین حسان (۲ حصّے) ۱/۸۱
بجلی کی کہانی — علی احمد خاں -/۵۰
بڑ دادا کی کہانی — محمد عبدالغفار -/۵۶

تاریخ ہند کی کہانیاں (اوّل) خجستہ سلطان ۸۰/-
" " " (دوم) ضیاء الرحمن ۱/-
" " " (سوم) مشتاق احمد اعظمی ۸۰/-
" " " (چہارم) " " ۸۰/-
خبر رسانی کے طریقے رضیہ منظور الامین ۸۵/-
دُنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/-
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اوّل) احمد شبلی غلام ابرار ۵۱/-
" " (دوم) " " ۸۰/-
" " (سوم) " " ۸۱/-
" " (چہارم) " " ۸۱/-
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۳۰
" " نیچے " " ۲/-
قدرت کے کرشمے ادارہ ۶۲/-
سیرانیس محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں ناول اور ڈرامے

بیتی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی ۵۰/-
بہادر سیاح " " ۶۵/-
چچا غالب مرتبہ " " ۱/۷۵
بھیڑیئے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۵۰/-
ہرن کے بچے " " " ۵۰/-
میاں ڈھینچو کے بچے " " " ۵۰/-
شیر خاں " " " ۵۰/-

لومڑی کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۵۰/-
بہادر " " " ۷۵/-
سونے کا پنجرہ احسان الحق ۶۵/-
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/-
عقل کا سودا " " ۷۰/-
جن حسن عبدالرحمن (دو حصے) ایل لاگن ۴/-
خربوزہ شہزادے کا سر بن گیا۔ کوثر بانو ۳۰/-
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی ۵۰/-
چٹانوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن ۹۰/-
بندر کا گھر خضر برنی ۶۵/-
دلّی دور ہے مجیب احمد خاں ۵۰/-
حبیب اور ایب آصفہ مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
اس نے کیا کرنا جانا آصفہ مجیب ۳۷/-
پریم کی جیت اسداللہ کاظمی ۳۷/-
تابیل خاں محمد حسین حسان ۳۰/-
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۵۵/-
تیس مار خاں کے کارنامے م۔ ندیم ۱/۵۰
چھوٹی لالٹین مشتاق احمد ۳۱/-
جنگل کا راجا ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق ۴۰/-
چمپاوت کا آدم خور شیر محمد معین ۳۵/-
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۷۵

نوے دادا — ترجمہ مجیب احمد خاں 1/75

لال مرغی — عبدالواحد سندھی 0/50

مزہ چکھائیں گے — مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ 1/25

مزیدار پہیلیاں — محمود علی خاں 1/65

ننھا ٹٹو — خورشید سلطان -/30

چنبیلی — محمد حسین حسان -/50

شیدا — پروفیسر محمد مجیب -/50

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

ابتدائی کتاب

دس سبق — مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ 0/50

پیشے

بڑھئی — مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/31

احمد خاں دکان دار " " " -/31

بہشتی " " " -/31

پیارے جان درزی " " " -/31

تانگے والا " " " -/31

حفیظ خانساماں " " " -/31

کلو حلوائی " " " -/31

عبدالرحمن راج " " " -/31

مرغی پالیے " " " -/50

نصیب خاں حجام " " " -/31

تمدن و معاشیات

چاندی کے بھید " " " -/31

سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " -/31

ضلع کی سرکار " " " -/31

کارخانوں کے قانون " " " -/31

جھلکیاں

احمد ندیم — مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/31

اکبر الہ آبادی " " " -/31

حیات اللہ انصاری " " " -/31

سہیل عظیم آبادی مرتبہ " " " -/31

عبدالحق " " " -/31

میر امن " " " -/31

نذیر احمد " " " -/31

حفظان صحت " " "

دق اور اس کا علاج " " " -/31

زچہ بچہ " " " -/31

طاعون اور چیچک " " " -/31

فوری علاج (دم گھٹنا) " " " -/31

فوری علاج (ہڈی ٹوٹنا) " " " -/31

" " (حادثے) " " " -/31

نزلہ زکام " " " -/31

ڈراما

استری دھن " " " -/31

ٹھیک بات چیت کی جے " " " -/31

سوانح حیات

امیر خسروؒ مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
سوامی دیانند " " " ۳۱/-
غوث پاکؒ " " " ۳۱/-
کرشن کنہیا " " " ۳۱/-
گاندھی جی (حصہ اول) " " ۳۱/-
" " (حصہ دوم) " " ۳۱/
گرونانک " " " ۳۱/-
مصطفےٰ کمال (دوم) " " " ۳۱/-
نظام الدین اولیاؒ " " " ۳۱/-

کہانیاں

کہانیاں (حصہ اول) " " " ۳۱/-
" (" دوم) " " " ۳۱/-
پنچ تنتر (حصہ دوم) " " " ۳۱/-
" " (" سوم) " " " ۳۱/-

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " " ۳۱/-
آم کے باغ لگائیے " " " ۳۰/-
پپیتے کے باغ لگائیے " " " ۳۱/-
پھلوں کی کھیتی " " " ۳۱/-
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " ۳۱/-
جانور کھلا چنگا رہے " " " ۳۱/-
ساگ سبزی اگائیے " " " ۳۱/-
کو اپریٹو فارمنگ " " " ۳۱/-
کھاد بنائیے کھاد لیجیے " " " ۳۱/-
لیمو، انار، بیر " " " ۳۱/-

مقدمے کی مار مرتبہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
نتھو دھواں ہوگیا " " " " ۳۱/-

مذہب

ابوداؤد شریف " " " " ۳۱/-
ابن ماجہ شریف " " " " ۳۱/-
کفن دفن " " " " ۳۱/-
نسائی شریف " " " " ۳۱/-

معلومات

چاند تارے " " " " ۳۱/-
دن رات (اول) " " " " ۳۱/-
دن رات (دوم) " " " " ۳۱/-
ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " " " ۳۱/-
فٹ بال " " " " ۳۱/-
ہلکے پھلکے کھیل " " " " ۳۱/-

متفرق

پنجابی لوک گیت " " " " ۳۱/-

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان -/۵۰
الٹی دوا " " -/۵۰
برف کا گھر " " -/۵۰

بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ -/۵۰
بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا -/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " -/۵۰

بے گناہ مجرم	شفیق الرحمٰن ندوائی	-/۵۰	پیچک	مشتاق احمد	-/۶۲
ناؤ کے اُپدیش	محمد حسین حسّان	-/۵۰	دیمک	محمد حسین حسان	-/۸۲
تین سوال	عبدالطیف اعظمی	-/۵۰	کتنی زمین	" "	-/۶۲
چاند	محمد حسین حسّان	-/۵۰	موسم کے بارے میں سو سوال	محمد امین	-/۸۷
چیونٹی کی چوٹ	معین الدین	-/۷۵			

ہماری درسی کتابیں

اُردو

اُردو قاعدہ	-/۳۵	اُردو کی چوتھی کتاب	۱/۵۰
اُردو قاعدہ رنگین	-/۴۰	اُردو کی پانچویں کتاب	۱/۶۷
اُردو کی پہلی کتاب	-/۵۰	اُردو کی چھٹی کتاب	۱/۷۶
اُردو کی دوسری کتاب	-/۹۰	اُردو کی ساتویں کتاب	۱/۸۲
اُردو کی تیسری کتاب	۱/۳۵	اُردو کی آٹھویں کتاب	۱/۸۲

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے)	ترجمہ	یاور حسین	۱/۶۵
" " (تیسرے " ")	"	محمد یونس	۱/۸۰
" " (چوتھے " ")	"	ملکہ بیگم قزلباش	۲/۳۵
" " (پانچویں " ")	"	محمد یونس	۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے)	ترجمہ	محمود سروش	۲/۲۵
" " (چوتھی " " ")	"	"	۲/۴۵
" " (پانچویں " " ")	"	دیناناتھ گردھر	۱/۹۵

ہندی

سرل ہندی پرائمر	-/۲۵	بال پریم سوم	۱/۲۵
ہندی پرائمر اوّل	-/۲۵	بال پریم چہارم	۱/۲۵
ہندی پرائمر دوم	-/۲۵	نو پربھات	۱/۶۴
بال پریم اوّل ۔ دوم	-/۱		

خطِ کتابت اُردو کورس { پہلی کتاب ۱/ ، دوسری کتاب ۱/۵۰ ، تیسری کتاب ۱/۷۵

قاعدہ یسّرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسّرنا القرآن کو نئی ترتیب، آسان و عام فہم ہدایتوں کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس قاعدہ کو بحمد للّٰہ والدین اور معلمین دونوں نے بہت پسند کیا۔ اظہارِ پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ کو اور بہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گراں قدر تجویزوں سے بھی نوازا۔ ان تجویزوں کی روشنی میں قاعدہ یسّرنا القرآن کا دوسرا اڈیشن شائع ہو کر آ گیا ہے۔

سائز ۲۰×۲۹/۸ سفید گلیز کاغذ۔ قیمت کی چھپائی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی درسی کتابیں

بورڈ آف اسٹڈیز اِن اُردو (بمبئی یونیورسٹی) سے منظور شدہ

آئینہ ادب (حصہ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے: ڈاکٹر سید یحییٰ رضا۔ ڈاکٹر آدم شیخ

فرسٹ ایر آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے (ہائر لیول) قیمت -/۶

انوارِ ادب (حصہ نثر و نظم)

ترتیب دینے والے: پروفیسر فصیح الدین احمد۔ ڈاکٹر مجاہد حسین حسینی

انٹرمیڈیٹ آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے۔ قیمت -/۷

کتاب نما

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

جولائی ۱۹۷۲ء
جلد ۱۲ شمارہ نمبر ۷
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

کتاب نما ہر ماہ کئی ہزار کی تعداد میں چھپتا ہے۔ سب سے پہلے خریداروں اور بک کلب کے ممبروں کو بھیجا جاتا ہے۔ اس کے بعد تبصرہ نگاروں اور "حاصل مطالعہ" لکھنے والوں کو۔ پھر ان کتابوں کے ناشروں اور مصنفوں کو جن پر تبصرے ہوتے ہیں یا جن پر "حاصل مطالعہ" کے تحت کچھ لکھا گیا ہو۔ پھر تبادلے میں متعدد اخبارات و رسائل کو بھیجا جاتا ہے۔

بعض بزرگ ادبا و شعرا کی خدمت میں بھی اعزازی طور پر بھیجا جاتا ہے اس ذیل میں مشتہرین بھی آ جاتے ہیں۔

اس کے بعد مختصر سی تعداد بچ جاتی ہے جو مہینہ بھر تک نمونہ طلب کرنے والوں یا نئے خریدار بننے والوں کے لیے وقف رہتی ہے۔ اخباری کاغذ کا کوٹہ دس فیصدی سے زیادہ اعزازی پرچے بھیجنے کی اجازت نہیں دیتا۔ چونکہ ہر ماہ کچھ نئی مطبوعات کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اس لیے ہم ایسے تاجران کتب کو رسالہ بھیجنا اپنے تجارتی مفاد کے لیے ضروری سمجھتے ہیں جو زیادہ تعداد میں نئی مطبوعات مستقلاً منگاتے ہیں۔

یہ سب عرض کرنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ ہر روز کسی نہ کسی اردو دوست کا خط ضرور آ جاتا ہے کہ "کتاب نما" بڑا کارآمد پرچہ ہے۔ اس سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے میرا نام بھی اعزازی فہرست میں درج کر لیا جائے

اور پرچہ پابندی سے بھیج کر شکریہ کا موقع دیا جائے۔" ایسی درخواست یا مطالبہ کرنے والوں میں بہت سی لائبریریاں بھی ہیں جو کسی نہ کسی علاقہ میں "اردو کی خدمت اور عوام میں اُردو کا شوق پیدا کرنے کے لیے قائم کی گئی ہیں۔"

اس قسم کے خطوط ہمارے لیے پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں۔ افسوس ہوتا ہے ان حضرات کی اردو دوستی پر جنھیں پرچہ "بڑا کارآمد" نظر آتا ہے مگر اس کے خریدار بننے سے اجتناب ہے۔ پھر وہ لائبریریاں ہیں جن کے لیے حالات کے پیش نظر پہلے ہی ہم نے شرح چندہ صرف ایک روپیہ رکھا ہے۔ لیکن وہ بھی اسی عام مرض کا شکار ہیں کہ کتاب یا رسالہ "اعزازی" طور پر ملے تو پڑھیں گے کیوں؟ اس لیے کہ اُردو کی خدمت کر رہے ہیں۔

ہمیں معاف کیا جائے اگر ہم یہ عرض کریں کہ اُردو کی خدمت کرنے کے مدعی ہم بھی ہیں اور ہمارے سارے معاصر ناشرین بھی۔ لیکن ہم مسجد سے پہلے گھر میں چراغ جلانے کے قائل ہیں۔ کیسے یقین دلایا جائے کہ ہم پر کیا بیتتی ہے۔ یہ سمجھیے کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی ایسے خادمانِ اُردو اپنی دکان بڑھانے پر مجبور ہو گئے۔ کیا کرتے؟ روپیہ صرف کر کے کتاب چھاپی یا اخبار و رسالہ نکالا۔ کتابیں اسٹاک میں پڑی پڑی دیمکوں کے مطالعے میں آئیں اور اخبار رسالے اعزازی ناظرین کی نذر ہو گئے۔ قارون کا خزانہ بھی اس طرح کفیل نہیں ہو سکتا۔

حاصل مقصد یہ کہ اُردو کے بہی خواہوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اخبار، رسالہ یا کتاب خریدنے کا خود کو عادی بنائیں تاکہ ان کی اشاعت میں ترقی ہو۔ اور ناشر کو زیادہ کتابیں شائع کرنے کی ترغیب۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ سطور پڑھ کر بہت سے ماتھوں پر شکنیں پڑ جائیں گی۔ لیکن کیا کریں کہ ہم بھی حالات سے مجبور ہیں۔ اور حالات پر ہمارا قابو نہیں۔

حاصل مطالعہ

"کتاب نما"، کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کیا، اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہے کہ قارئین 'کتاب نما' جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں، اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آ جائیں گی، جو اشتہارات اور تبصرہ نگاروں کی حدود سے باہر ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوع بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں۔ مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

اڈیٹر

احمد جمال پاشا

"بیسویں صدی میں مغربی بنگال کے اردو شعراء" اردو ادب کا تازہ ترین، بھرپور اور وقیع تذکرہ ہے۔ اردو کے اولین تذکرے سے اس نو آمدہ تذکرے تک کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات بہ آسانی واضح ہو جائے گی کہ فن تذکرہ نگاری نے عہد بہ عہد ارتقار کی جو منزلیں طے کی ہیں، ان کا یہ تذکرہ ایک اچھی

نمائندگی کرتا ہے۔

تذکرہ نویسی کی بنیاد پر ہماری تاریخ اور تنقید کی ادھوری عمارتیں استوار ہیں۔ رام بابو سکسینہ، حامد حسن قادری، اعجاز حسین، نسیم قریشی اور شجاعت علی سندیلوی وغیرہ کی تواریخ اور خود علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ ادب اردو (جلد اول) میں کسی کو بھی ہم اردو ادب کی جامع تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ دراصل ہماری ادبی تاریخ کے یہ ایسے خاکے ہیں جن میں رنگ آمیزی کے لیے کسی مورّخِ وقت کا ہنوز انتظار ہے۔ لیکن یہ جو کچھ بھی ہیں، وہ اس حال میں بھی تذکروں کی مرہونِ منت ہیں اور آئندہ بھی انھیں کی گہری بنیادوں پر تاریخ کے بام و در استوار ہو سکیں گے۔ خود تنقید بھی بلا تذکروں کی انگلی پکڑے نہیں چل سکتی۔

کہا جاتا ہے کہ تذکروں سے بڑھ کر ہمارا ادب اب تنقید کے میدان میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں۔ تنقید تذکروں کی مدد سے وجود میں آئی ہے اور نہ صرف کلاسیکی بلکہ عصری تنقید بھی تذکروں کے سہارے ہی آگے بڑھ رہی ہے۔ حال جو ہر لحظہ ماضی اور پھر ماضی بعید میں تبدیل ہوتا رہتا ہے، اسے بار بار کھنگالنے کے لیے ہم کو تذکروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کسی زمانے میں آبِ حیات کو آخری تذکرہ اور پہلی تاریخی یا تنقیدی دستاویز ہمارے مصنفین نے قرار دیا تھا۔ پھر شعر الہند کے بارے میں کہا گیا کہ یہ آخری تذکرہ ہے۔ لیکن ان تمام بیانات اور دعووں کے باوجود تذکروں کا سلسلہ جاری رہا۔ بلا نے تذکروں کی تدوین کا سلسلہ تو پہلے سے کہیں تیز ہو گیا۔

پنجاب میں اردو، بہار میں اردو، دکن میں اردو، گلشن بہار، کشمیر، بنگال میں اردو، تذکرہ شعرائے گیا، سخنورانِ سارن اور اس قسم کے نہ جانے کتنے تذکرے وقتاً فوقتاً لکھے گئے ہیں۔ جن میں کسی علاقے یا منطقے کے شعراء، ان کے تلامذہ یا ادیبوں اور شاعروں کے حالات اور انتخاب کلام اور بہت سی ایسی کام کی باتیں مل جاتی ہیں جن کی بنیاد پر تحقیق کے جوہر جلا دی جاتی ہے۔ تذکروں

کی اس طویل تاریخ کا ایک جزء بیسویں صدی میں ـــــ مغربی بنگال کے اردو شعراء"
بھی ہے جس میں موجودہ صدی کے ان شعراء کے حالات و کلام کو یکجا کیا گیا ہے جنھوں
نے باغِ اردو کی آبیاری مغربی بنگال میں کی ہے۔

اس تذکرے کے مصنف مشتاق احمد نے تذکرہ نویسی کے فن کو نہ صرف
دیانت داری کے ساتھ برتا ہے۔ بلکہ ایک تذکرہ نگار کو جس تاریخی بصیرت اور
تنقیدی پرکھ کی ضرورت ہوتی ہے، اس کسوٹی پر تذکرہ نگار نے پورا اترنے کی
کامیاب کوشش کی ہے۔

تذکرہ نویس کے لیے ضروری ہے کہ وہ واقعات اور حقائق کی چھان پھٹک
میں رُو رعایت سے کام نہ لے۔ یہاں اس کا منصب ایک منصف کا ہوتا ہے۔
" بیسویں صدی میں مغربی بنگال کے اردو شعراء" میں ہمیں واقعات کے سلسلے
میں افراط و تفریط یا عدم توازن کا احساس نہیں ہوتا۔ ایسا کہیں بھی محسوس نہیں ہوتا
کہ تذکرہ نویس داستان سرائی سے کام لے رہا ہے۔ علامہ رضا علی وحشت کے
بارے میں بیان ہو یا سالک لکھنوی کے بارے میں۔ پرویز شاہدی ہوں، عبدالرؤف
یا قیصر شمیم ہر مقام پر بات اتنی ہی لکھی گئی ہے جتنی کہ تھی۔ افسانہ و افسوں سے
کام لینے یا انشا کے جادو جگانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے

تذکرہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس پر قلم اٹھائے اس کے بارے
میں انتہائی ضروری معلومات اپنے قارئین تک پہنچا دے اور اس سے بھی زیادہ
ضروری نکتہ یہ ہے کہ اگر اس کا منتخب کوئی یکتائے روزگار ہے تو پھر وہ اس کا
مرقع پیش کر دے۔

اس قابلِ قدر تذکرے کو آپ شروع سے آخر تک دیکھ جائیے۔ آپ
کو شاعر کی شخصیت، اس کے اپنے رنگ و آہنگ میں پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہو
شاعر نئے ہوں یا پرانے، استاد ہوں یا شاگرد، عالی مقام ہوں یا منزل کے متلاشی
بتانے کی ضرورت نہ پڑے گی اسی طرح جہاں علامہ وحشت، جمیل مظہری۔ حرم محمد آ

بیخود، پرویز، سالک اور دوسرے اہم اساتذہ یا ہستیوں کا ذکر آتا ہے، جو شمع محفل یا جانِ محفل ہیں یا تھے، وہاں تذکرہ نگار نے اپنی تلاش و تحقیق کے جوہر دکھائے ہیں۔ معلومات کا سب سے بیش بہا حصہ اس تذکرے کا سلسلہ تلامذہ کا بیان ہے۔ مشاہیر کی تفصیلات اور جوہر کلام ہے۔ نہ جانے کتنے اساتذہ پر تحقیق و کتنے اہم شعراء کے شاگردوں کے حالات اور چشم دید واقعات و بیانات سے آنے والے زمانوں میں اس تذکرے سے مدد لی جاتی رہے گی۔

کسی بھی تذکرے کی اہمیت کا مدار اس پر ہے کہ آئندہ وہ اپنے مواد کے اعتبار سے تنقید و تحقیق کے میدانوں میں کس حد تک معاون ہو سکے گا۔ اس تذکرے میں جو توانائی ہے وہ اس کی ضامن ہے کہ آئندہ تحقیق کے لیے مددگار ثابت ہوتا رہے گا۔

اس تذکرے کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ قابل مصنف نے اتنی تحقیق و تلاش سے کام لیا ہے کہ اس پر کوئی بھی یونیورسٹی بہت خوشی سے اسے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دے سکتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ بلا ادب، تاریخ، تنقید اور خود فنِ تذکرہ نویسی کے گہرے شعور کے کسی ایسے تذکرہ کی ابتداء کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ کہ مصنف نے اسے سستی شہرت کا ذریعہ نہیں بننے دیا۔ اور شروع سے آخر تک تذکرہ نویسی کے فنی کے آداب کو برقرار رکھا۔

اس تذکرہ کے ہونہار نوجوان مصنف قابلِ رشک ہیں کہ انھوں نے اس کم عمری میں ایسی بالغ نظری اور دقت پسندی کا ثبوت دیا جس سے یہ امید بندھ جاتی ہے کہ مستقبل میں یہ ہمارے ادب کے لیے فال نیک ثابت ہوں گے۔

جہاں تذکرہ نگار نے صاحبِ تذکرہ کی تصویر، حالات اور کلام کو ایک دستاویزی شکل دینے کی کامیاب کوشش کی ہے، وہاں یہ پہلو بیحد اہم ہے کہ اس نے ہر اس گوشے تک خود رسائی میں کامیابی حاصل کی ہے جہاں کہ اُسے دوسرے ذرائع پر تکیہ نہ کرنا پڑے۔ اس لیے وہ خود ہی گواہ بھی ہے اور شہادت بھی۔ جس نے اس کے بیانات کو زیادہ مسلم اور مستحکم کر دیا ہے۔

ہر تذکرہ کی طرح اس تذکرے میں بھی بہتر و کمتر سب ہی شامل ہیں جو کہ ناگزیر ہے۔ اس طرح بہت سی گمنام دا اہم شخصیتیں بھی اس دربار میں جگہ نہ پاسکی ہیں جو عین فطری ہے۔ کیونکہ کوئی بھی تذکرہ اس اعتبار سے مکمل ہونا کبھی بھی ممکن نہیں اور خاص طور پر اگر وہ شعراء کے باب میں ہوں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ فاضل تذکرہ نگار آیندہ اڈیشن میں ممکن حد تک اس خلاء کو پُر کرے۔

جہاں تک کہ تذکرے کی صوری اور معنوی حیثیت کا تعلق ہے، تو اس تذکرے کی لکھائی، چھپائی، گٹ اپ، حسنِ ترتیب، سلیقہ و تہذیب میں بڑی نفاست و اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی لاگت اور محنت دیکھتے ہوئے اس کی قیمت بھی بہت مناسب ہے اور ہر ستھرے ذوق رکھنے والے شعر و ادب کے شیدائی سے اس کے خریدنے کی سفارش بلا کسی جھجک یا شرمندگی کے کی جاسکتی ہے۔ لائبریری عوام کی ہو یا نجی اس کی زینت ایسی ہی کتابوں سے ہوا کرتی ہے جو زندہ و جاوید ہوں۔ بلاشبہ " بیسویں صدی میں مغربی بنگال کے اُردو شعراء " کا شمار انھیں کتب میں ہے جس پر میں فاضل محقق کو مبارکباد دیتا ہوں اور ادبی صفوں میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

"بیسویں صدی میں مغربی بنگال کے اردو شعراء" از: مشتاق احمد
ناشر: اقبال احمد اینڈ برادرس کلکتہ ۲　　قیمت: ۲۰ روپے

مولانا مہر محمد خاں صاحب شہاب مالیر کوٹلوی

" شاعر " " کوی " نام کے ایک بنگالی زبان کے ناول کا " بھارتی " یا " ہندوستانی " یا " اردو ترجمہ ہے۔ اس کے مصنف تاراشنکر بند و پادھیائے اور مترجم شری پریش کمار ڈے ہیں۔ کتاب کے تعارف (ص ک) سے جو شری سنیل گنگو پادھیائے نے لکھا ہے کتاب کے مصنف کو تو ہم نے پہچان لیا۔ مگر مترجم کے بارے

میں تعارف نگار اور چھاپنے والے دونوں خاموش ہیں۔ خدا جانے نیشنل بک ٹرسٹ کے کرتا دھرتاؤں تک ان کی کتابوں کے پڑھنے والوں کی یہ آواز پہونچتی ہے یا نہیں کہ جس طرح وہ ملک کی مختلف بھاشاؤں میں کتابیں چھاپ کر سارے بھارتیوں کے خیالات و جذبات و رسم و رواج سے واقف کر کے سب کو ایک بنانا چاہتے ہیں اور اسی سلسلہ میں مصنف کا کسی قدر حال احوال بتا کر کتاب اور کتاب نگار کے خلوص کا پڑھنے والوں پر اثر ڈالنا چاہتے ہیں، اسی طرح ایک کتاب کے دوسری بھاشا میں ترجمہ کرنے والے کے مختصر حال سے واقفیت بھی ان کے اس بڑے اہم مقصد میں مددگار ہو سکتی ہے۔ اس لئے مترجم کے حال کو بھی ہر کتاب میں جگہ ملنا ہی چاہیے۔

خیر یہ تو طالب علمانہ معروضہ تھا۔ اب اصل کتاب پر آئیے۔ ہندوستانی زبان کے نمائندہ ناولوں کے ترجموں میں سے یہ پانچواں ناول ہے جسے میں نے پڑھا ہے۔ یہ پانچوں ناول نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نئی دہلی کی مفید۔ حسین۔ قابل قدر مطبوعات میں سے ہیں جن کے انتخاب پر بک ٹرسٹ کے ذمہ داروں کو مبارک دینا ہر ہی خواہ ملک اور بھارتی ادب کے طالب علم کا فرض ہے۔

ان پانچ کتابوں میں سے پہلا ناول شری بھگوتی چرن ورما کا ہندی ناول "مٹتی بنتی تصویریں" ہے جسے محترمہ سیدہ رضیہ سجاد ظہیر نے ترجمہ کیا تھا۔ دوسرا ناول "سفید خون" ہے۔ جو سردار نانک سنگھ کے ایک پنجابی ناول کا ترجمہ ہے۔ جسے سردار رتن سنگھ جی نے اردو کا لباس پہنایا۔ تیسرا ایک گجراتی ناول کا ترجمہ ہے جس کا نام "زندگی ایک ناٹک" ہے۔ اس کے لکھنے والے شری پنالال پٹیل ہیں اسے محترمہ کشور سلطانہ نے اردو میں منتقل کیا۔

چوتھا ناول "تاش کے محل" ہے جسے شری مستی میاں رنگنا یکما نے تامل بھاشا میں لکھا اور اسے محترمہ زینت ساجدہ نے اردو بولی میں بیان کر دیا۔

پانچواں ناول یہی پیشِ نظر بنگالی ناول "کوی" کا ترجمہ "شاعر" ہے جسے ایک
بنگالی ودوان نے بنگالی میں لکھا ہے اور ایک فاضل بنگالی ؟ ادیب ہی نے شستہ
و رفتہ خوبصورت اُردو میں منتقل کیا ہے ۔

ان پانچ ناولوں میں سے تین ناول ایسے ہیں جو اس زبان سے جس میں اصلاً
لکھے گئے تھے اردو میں ترجمہ کیے گیے ہیں۔ ہندی ناول پنجابی ناول اور بنگالی
ناول ۔ چوتھا ناول "تاش کے محل" اس کے لیے دعویٰ مشکل ہے کہ براہِ راست
تامل سے اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ تاہم مقدم الذکر تین ناولوں کا اپنی اصلی
صوبائی زبان سے اُردو میں ایسے لوگوں کا ترجمہ کرنا جو اپنی صوبائی زبان کے ساتھ
اردو کے بھی ادیب، عالم اور پنڈت ہیں کیا اس طرف توجہ نہیں دلاتا کہ بھارت کے
۱۴ صوبوں میں اپنی اپنی صوبائی زبان کے بعد جس دیسی زبان کو عموماً لوگ جانتے
ہیں۔ وہ اُردو ہے۔ (یہ مفروضہ ایک حسن ظن پر مبنی ہے۔ شہاب)

خیر یہ تو زبان کی بات تھی اب آئیے ان پانچوں ناولوں کے موضوع
سخن پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں۔

ناول پہلا "مٹی بنی تصویریں" انگریزی راج کے یو پی کی سرکاری عدالتوں میں
چھوٹے موٹے کام کرنے والوں کی اخلاقی، سماجی اور کاروباری حالت و ذہنیت کی تصویر
پیش کرتا ہے۔ دوسرے ناول "سفید خون" میں پنجاب کی دیہاتی و قصباتی سماج کی کمزوریوں،
خوبیوں اور مذہبی لوگوں کی حالت اور اصلاحی کوششوں کا بیان ہے۔

جہاں بیوہ معتوب ہے اور وہی مردود مقہور بیوہ جب نام کا لفافہ بدل کر
نئے رنگ میں سامنے آتی ہے تو اسے دھتکارنے والے ہی اس کے دیوانے ہو جاتے
ہیں۔ تیسرا ناول "زندگی ایک ناٹک" گجرات کی کسان برادری کی سماجی، معاشی
خاندانی الجھنوں، سیٹھ ساہوکاروں اور سرکاری کارندوں کے لین دین اور کار
کردگی کا بیان ہے۔ چوتھا ناول "تاش کے محل" تامل زبان سے آیا ہے۔
عورت نے لکھا ہے اور موثر ترین لب و لہجہ اور سادگی بیان کے ساتھ ایک بیاہتا عورت

کی بیتا کا نقشہ کھینچا ہے ۔ ایک قابل ترین وفادار ترین عورت کی ساری خوبیاں ، پتھر دل خود غرض مرد کے دل پر پتھر پر جونک کی طرح بے اثر ثابت ہوتی ہیں ۔ جہاں یہ حال ہے وہیں یہ بھی ذکر ہے کہ دولتمند گھر کی تعلیم یافتہ عورت تعلیم یافتہ غریب خاوند کی ماں کو کس بُری طرح بے توقیر کر کے گھر سے نکال دیتی ہے اور جورو کا غلام بیٹا ماں سے بیگانہ ہو کر ماں کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتا ۔ پانچواں ناول "شاعر" بنگال کے ارذل ترین طبقہ اور وہاں کی دیہاتی سماج کی خوشیوں، ناخوشیوں، وہموں ۔ یقینوں اور زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام قسم عنوانوں کے زیر اثر لٹے ۔ پٹے ۔ اور برباد شدہ طبقہ کی جذباتی ترجمانی ہے ۔ بظاہر یہ لوگ ہنستے گاتے بجاتے نظر آتے ہیں ۔ مگر دل میں رو رہے ہیں ۔ جان و تن کے بندھن کو باقی رکھنے کے لیے جان و تن دونوں کو کچل ڈالتے ہیں ۔ موت کی دارو پی کر زندگی کا ناٹک کھیلتے ہیں ۔ دل ان کے پہلو میں بھی ہے ؟ مگر کیسا دل ۔ زخمی ۔ بیمار ۔ مرجھایا ہوا ۔ حالات سے مجبور ، عورت خون تھوکتے ہوئے ہونٹوں' بناوٹی لالی چپڑتی اور مردہ چہرہ پر جھوٹا غازہ مل کر مسلسل وحشی درندہ نما، انسانوں کی ہوس کی چکی کے نیچے پستی چلی جاتی ہے ۔ یہ طبقہ دنیا کی سب اچھی چیزوں سے محروم ہے مگر ان کے دل میں اچھی چیزوں کی آرزو ہے لیکن طلب اور تلاش کا رستہ اور ذریعہ غلط ہے ۔ اسی آرزو میں اس طبقے کے لوگوں کی زندگی کی گھڑیاں پوری ہو جاتی ہے ۔

یہ حالت تو سماج کے دھتکارے ہوئے طبقے کی ہے ۔ مگر اُن سے اونچے طبقوں کے ایسے فن کاروں کے لیے کیا سمجھا جائے جو اپنی زندگی کے ہر حسن و کمال کو دوسروں کی ہوس یا اپنی ہوس اور زیادہ طلبی کے لیے نیلام کر رہے ہیں ۔ جنہیں دولت کا چھلاوا جھلک دکھاتا ہے اور بدنامیوں کے غار میں بُری طرح دھکیل دیتا ہے ۔ جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا، کتاب بنگالی کے ادنیٰ طبقے کی کمزوریوں مجبوریوں میں خوبیوں کے بیان پر مبنی ہے ۔ کتاب کے مصنف کو اس طبقے سے بھی خراب سے خراب جو انسان نظر آیا وہ قاصد شیخ "کا بیٹا عین اللہ" ہے (ص ۱۸-۱۰۲-۱۰۴)

جو غنڈوں کے ٹولے کا سرغنہ ہے اور پیشہ ور "لیبو" کو اغوا کرنے کے درپے ہے۔ بڑے سب میں ہوتے ہیں اس سلسلہ میں "شیخ اللہ" کو لانے کی کیا ضرورت تھی جب کہ جھومر پارٹی یا تماشائیوں میں ایسے لوگ موجود تھے مسلم بنگالیوں کو عموماً دوسرے بنگالی کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ اس کی طرف اشارہ ایک محترم خاتون کے ان مضامین میں ہوا تھا جو بنگلہ دیش سے علیحدگی سے پہلے مشرقی بنگالیوں کے ہندوستان کی طرف آنے والوں کے ریلوں کے اسباب پر لکھے گیے اور اسٹریٹڈ ویکلی میں باقساط شایع ہوئے تھے کہ مشرقی بنگال کے اچھوتوں کے اچھوت بھی وہاں کے مسلمانوں کو اس سے کمتر خیال کرتے تھے۔ یہی بات یہاں بھی موجود ہے۔ میلا جھومر منڈلی کی سردارنی نے جھومر کے نشاعر ثنائی کے بارے میں کہا۔

"میرا بیٹا بھگت ہے۔ نیک ہے"

جھومر منڈلی میں کی ایک عورت للتا طنز سے مسکراتے ہوئے بولی "آدمی نیک ضرور ہے مگر اٹھنا بیٹھنا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ کھانا پینا بھی ..." شاعر ۱۲۹

میں مانتا ہوں بڑے لوگ سب میں ہوتے ہیں۔ مگر سدھار چاہنے والوں کو بڑے بھی انہی میں تلاش کرنا چاہیے جن کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان کا ذکر چھوڑ کر برائی کے لیے ایسے لوگوں کی نشان دہی کرنا جن کو کتاب بھر میں کہیں اچھائی یا معمولی کاروباری زندگی بسر کرتے نہ دکھایا گیا ہو۔ اصول اصلاح طلبی کے خلاف ہے۔ میرا یقین ہے کہ ملک کی بھلائی اسی میں ہے کہ باہم حسن ظن اور خیر اندیشی کے جذبات و خیالات کو عام کیا جائے۔ نہ اس میں کسی خاص طبقہ کو نکو بنایا جائے۔ نہ دوسروں کو گرا کر کسی کو اٹھایا جائے۔

مجھے اس کتاب کے مضمون اور ترجمہ کی زبان سے خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب پڑھ کر ہم بنگال کے ایک خاص طبقہ کی نفسیات سے واقف ہوئے ہیں اور کتاب کی زبان ایسی ہے جسے پڑھ کر آزاد بھارت کی بھارت گیر بھاشا کا احساس ہوتا ہے شاعر کی زبان کئی لحاظ سے ہمارے سرمایۂ زبان میں اضافہ ہے۔ اس کی شاعری

جدید شاعری ہے۔ پُرانے پیمانوں سے اسے ناپا نہیں جا سکتا "نقشِ تسخیر" کوئی نادر ترکیب نہیں۔ گو اچھا ہوتا کہ مترجم یہاں بنگالی کا اصل لفظ لکھ کر قوسین میں اسے "نقشِ تسخیر" بھی لکھ دیتے۔ "نقشِ تسخیر" بھاری اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے صحت تلفظ کے ساتھ لکھا ہے۔ اگر عوام کے تلفظ میں لکھا جاتا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

ہاں آجکل پرانے قاعدوں سے نئے لفظ گھڑنا ٹھیک نہیں۔ مگر قاعدہ ذہن میں رہے تو غلط لفظ بن ہی نہیں سکتا۔ عربی میں قاعدہ ہے کہ

اسم مذکر کے آخر میں ہائے ہوز (ہائے تانیث) لگا دی جائے تو مونث بن جاتا ہے مثلاً ملک (راجا) سے ملکہ (رانی) یا سلیم مذکر سے سلیمہ مونث حسین مذکر (خوبصورت مرد) سے حسینہ (خوبصورت عورت) وغیرہ۔ مگر آج اہلِ قلم "فن کار" سے "فن کارہ" اور "اداکار" سے "اداکارہ" عام طور پر لکھنے لگے ہیں "کار" لفظ فارسی ہے جو اسم کو فاعل بنانے کے لیے لاحقہ کا کام دیتا ہے۔ اور فارسی میں اس قسم کے مذکر و مونث میں ہائے ہوز لگانا درست نہیں۔ کیوں کہ فارسی میں ہائے تانیث ہے ہی نہیں۔ کار کے آگے "ہ" اگر لگائی جائے گی تو یہ لفظ عربی لفظ "کارہ" بن جائے گا اور اس کے معنی ہوں گے۔ کراہت کرنے والا مرد اسی عام رواج کے مطابق فاضل مترجم نے فارسی لفظ "پیام بر" کی تانیث "پیامبرہ" (ص ۱۲۵) لکھی ہے جو رواج کے مطابق چالو ہے اور قاعدہ کے مطابق نا درست کیوں کہ "پیامبر" لفظ فارسی ہے۔ اور فارسی میں تذکیر و تانیث کے لیے ہائے تانیث مستعمل نہیں ہے اور فارسی میں لفظ پیامبر مرد اور عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔

اس کتاب کے ہیرو اور ہیروئن نتائی اور بسنت ہی نہیں ایک بیاہتا لڑکی بھی ہے جو نتائی کے بارے میں غلط روش اختیار کر کے اپنی آگ میں آپ ہی جل جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسی آگ نہ لگائے لگتی ہے نہ بجھائے بجھتی ہے۔ اور جہاں لگتی ہے وہاں راکھ ہو جانے کے سوا حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا۔

رہے اصل ہیرو اور ہیروئن ان کی زندگی کا آخری سین خصوصاً بسنت کا عبرت آموز انجام غور طلب ہے۔ حالات کا شکار وقت کی کچلی ہوئی عورت بسو یا بسنت آخری وقت خیال کرکے نتائی بسنت کو کہتا ہے۔

"بسنت گوبند جی (ایشور) کا نام جپو۔"

بسنت نتائی کے چہرے کو دھیان سے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

"کیا میں مر رہی ہوں۔"

نتائی پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی پیشانی سہلاتے ہوئے بولا۔
"بھگوان کا نام — گوبند کا نام لینے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ بسو (بسنت) !!"

"نہیں" جیسے ٹوٹی کمان کی طرح بستر پر دراز ہوتی ہوئی بسنت بولی "نہیں! بھگوان نے مجھے کیا دیا؟ شوہر۔ بیٹا۔ گھر بار۔ اس نے مجھے کیا دیا ہے؟ نہیں؟"

نتائی ایک مجرم کی طرح خاموش ہو رہا۔ بسنت نے بھگوان کے خلاف جو شکایت کی تھی۔ نتائی کو لگا جیسے اس کے لیے وہ (نتائی خود) تنہا ذمہ دار ہے۔

بسنت اس (نتائی) کی طرف کروٹ لے کر اسے دیکھتے ہوئے بولی "گوبند — رادھے۔ مجھ پر کرم کرو۔ اگلے جنم میں مجھ پر کرم کرنا۔"

بسو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ نتائی محبت سے اپنی دھوتی کے سرے سے انھیں خشک کرتے ہوئے جھک کر بولا "بسو۔ بسو۔"

"نہیں! مجھے پیار و نہیں" اس نے بے قرار ہو کر خلا میں کسی چیز کو پکڑنے کو ہاتھ پھیلائے۔ شدید تکلیف سے تڑپ اٹھی پھر دوسرے لمحے وہ نتائی کی آغوش میں لڑھک گئی (شاعر خلاصہ صفحہ ۱۲۸) بسو کی آواز فطرت کی آواز تھی۔ بھگوان کا نام یاد دلایا جانے پر وہ اپنے مادی ماحول کو دیکھ کر اپنی اس حالت خستگی میں بھی بغاوت پر آمادہ ہو گئی اور اسی حال میں صحیح فطرت نے اسے ہلایا اور بتایا کہ بھگوان نے تجھے سب کچھ دیا تھا تو نے خود ہی اسے بُری طرح لٹا دیا۔ تب خدا کا خیال سامنے آیا۔ اور اس کا انجام شنرھا پر ہوا۔ خدا کی فطرت صحیح ہے۔ وہ دل کی آواز کو زبانی اعلان پر ترجیح دیتا ہے۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکم محمد بشیر ترجمہ: اطہر پرویز

ویکم محمد بشیر ایک ناول نویس ہیں جنھوں نے فکر کی وسعت پیدا کر کے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دنیا کے بعید دن کو ڈھونڈ نکالنے والے بشیر کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کی ساتھی" لوک گیتوں کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔ قیمت ۵/۷۵

چار دیواروں میں (ناول) ایم، ٹی، واسودیون نائر ترجمہ: ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ سیدھا مقابلہ کم ہے اسی لیے اس کی یاسیت مندی گہری مگر تسکین آثار ہے قیمت ۷/۷۵

گنگا چیل کے پنکھ (ناول) لکشمی نندن بورا ترجمہ: رضیہ سجاد ظہیر

آسامی ناول میں پیدائش سے لے کر اب تک، عورتوں سے متعلق ایک خاص قسم کے جوش اور جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقۂ عکاسی اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے فنی اعتبار سے کامیاب ترین ناول قیمت: ۶/۷۵

برہمن لڑکی (ناول)، شری دھر وینکٹیش کیتکر ترجمہ: آگر سین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور خیال انگیز ہوتے ہیں آپ نے متعصب معاشرہ کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظرثانی کر کے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا۔
قیمت: ۷/۷۵

ملیالم افسانے مرتبہ: اڈم جیبری، این، این پلے۔ ترجمہ: جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اسے

نئی مطبوعات

لفظوں کا سفر	(شعری مجموعہ)	جمیل کلیمی	۱/-
سفینۂ زرگل	(" ")	فضا ابن فیضی	۱۳/-
بیاض	(" ")	بدیع الزماں خاور	۲/-
میں گواہی دیتا ہوں		اناتولی مارچینکو	۲/-
سوز و ساز	(شعری مجموعہ)	بشیر احمد طاہر	۲/۲۵
افسانہ اور افسانے	مرتب:	ڈاکٹر وہاب اشرفی	۳/-
آوارہ جبیں	(" ")	معصوم کلکتوی	/-
گمنام گوشے	(" ")	دلکش ساگری	۲/-
جادۂ اعتدال	(تنقیدی)	عبدالمغنی	۱۰/-
دیواریں	(شعری مجموعہ)	ہریش چندر نقش	۵/-
روحِ توحید	(مذہبی) ترجمہ:	سلیمان ندوی	/۹۰
جنت کا سودا	(افسانہ)	سید علی شاکر	/۵۰
پھول مسکرائے	(ناول)	نیلوفر تیموری	۲/-
سوزیہ	(")	روبینہ نازلی	۲/-
مونا	(")	زرینہ ضمیر	/۵۰
کینسر وارڈ	(حصہ دوم)	ترجمہ گوپال متل	/۰
شہر خوشبو	(شعری مجموعہ)	نور تقی نور	/-
شاد عارفی کی غزل	(" ")	مظفر حنفی	/۰
غالبیات کے چند مباحث	(تحقیقی مضامین)	ابو محمد سحر	/۰
اوراقِ مصور		نظام خطبات دہلی یونیورسٹی	/۰
دہلی اردو اخبار		خواجہ احمد فاروقی	/۰
فن سوانح نگاری	(ادب)	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	/۷۵
آؤ کوئی خواب بنیں	(ترمیم و اضافہ کے ساتھ)	ساحر لدھیانوی	/-

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار — پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سر سید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، نیکار، آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

قیمت: ۶/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اُردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو اپنے اعتبار سے اردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

قیمت: ۱۱/-

اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو علی گڑھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو ادب کے حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

قیمت: ۱۲/۵۰

خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے زورِ قلم سے خدائے سخن میر انیس کی زبانی اُن محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ رہنا پڑا اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتین کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔

قیمت: ۱۲/-

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارت تعلیم، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

لسانی مطالعے
ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں بمضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔ قیمت۔ ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء
مرتبہ: پی۔ سی۔ جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یکجہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ۔ قیمت: ۱۲/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات
پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات اُن علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور ... کے نشوونما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصہ ہے۔ قیمت: ۱۸/۰

چراغ کا سفر
بچوں کے لیے
سید محمد نوتکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا ہر حصہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا گھر گیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اس نے کیسے کیسے روپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔ قیمت: ۱/۵۰

تقسیم عام

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

جدوجہد آزادی بپن چندر۔ امیلش ترپاٹھی، برن ڈے ترجمہ: غلام ربانی تاباں

یہ جدوجہد آزادی کی ایسی اجمالی تاریخ ہے جو بڑی احتیاط، معلومات اور سلیقے سے مرتب کی گئی ہے۔ اس میں گہرائی بھی ہے۔ تحریک کے ہر پہلو اور ان کے مختلف عناصر کی عکاسی کرتی ہے۔ قیمت ۵/۵۰

بنگر واڑی مصنف: وینکٹیش ماڈگولکر مترجم: عرش ملسیانی

"بنگر واڑی" ماڈگولکر کا سب سے پہلا ناول ہے جس نے انھیں سب سے زیادہ شہرت عطا کی۔ دیہاتی زندگی کی تصویر کشی کرنے والے ناول کی حیثیت سے "بنگر واڑی" بلا شک وشبہ ایک قابلِ فخر تخلیق ہے۔ قیمت: ۱/۵۰

آبِ حیات مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص وترتیب: پروفیسر احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر وقیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی الجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے۔ یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز۔
قیمت: ۱/۷۵

شاعر مصنف: تاراشنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پرمیش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شایع ہوا تھا اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تاراشنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔ قیمت: ۱/۷۵

تقسیم کار
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ دلی ۶ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

تجزیے

مصنف : ڈاکٹر گیان چند جین
قیمت : ۱۱ روپے
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر، نئی دلی ۲۵

"تجزیے" ڈاکٹر گیان چند جین کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ مضامین دو حصّوں میں منقسم ہیں۔ پہلے حصّے میں "تحقیقی مضامین" ہیں اور دوسرے حصّے میں "ادبی و تنقیدی مضامین"۔ ان مضامین کی "گروہ بندی" کے بارے میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال ہے کہ :-

"پیش نظر مضامین کو ان کے غالب رنگ کی بنا پر وحدتِ تاثر پیدا کرنے کے لیے "گروہ بندی" کیا گیا ہے۔"

غالب رنگ کی بنا پر یہ مضامین دو گروہوں سے زیادہ میں منقسم کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً تحقیقی۔ عروضی۔ تنقیدی۔ علمی اور ذاتی مضامین۔ کسی مجموعے کے مضامین کو ان کے غالب رنگ کی بنیاد پر "گروہ بند" کرنا دلچسپ عمل سہی۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ غزل کے اشعار کی طرح ایک مضمون کا دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ہر مضمون اپنی جگہ مکمل اور منفرد ہوتا ہے۔ اگر مضامین میں خارجی اور داخلی ربط اور منطقی تسلسل پیدا ہو جائے تو وہ مجموعہ مضامین نہیں بلکہ اپنے موضوع پر مکمل کتاب بن جاتی ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین صفحات کو "پر کرنے" کے لیے مضامین نہیں لکھتے۔ بلکہ وہ ہر مضمون میں کوئی نہ کوئی اہم بات کہتے ہیں۔ "یہ اہم بات" جتنے الفاظ میں ادا ہوتی

چاہیے اتنے ہی الفاظ استعمال کرتے ہیں جاتشبیہ آرائی، مضمون آفرینی اور طوالت سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر ایجاز اور بلاغت کی دھن میں نثر کی بنیادی خصوصیت ترسیل اور وضاحت، کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے ایک طرف وہ الفاظ کی کفایت کے اصول سے کام لیتے ہیں اور دوسری طرف اپنی بات کی مکمل ترسیل کا ہنر جانتے ہیں۔ یہی دونوں خوبیاں ان کے بیشتر مضامین میں نظر آتی ہیں۔

تجزیے کے مضامین میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ تحقیق اور تنقید کی زبان ہے۔ اس میں جذباتیت، تخیلیت اور مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ رچرڈز نے زبان کے دو محلِ استعمال کا ذکر کیا ہے۔ ایک "جذباتی استعمال"، جو محض شاعری سے مخصوص ہے اور دوسرا "سائنسی استعمال"، جو نثر کا طرۂ امتیاز ہے۔ مگر "شاعرانہ نثر" سے لے کر سائنسی نثر تک نثری زبان کے بہت سے رنگ ہیں۔ تحقیق اور تنقید کی زبان سائنسی نثر سے قریب تر ہوتی ہے۔ اس میں حقائق کی پیشکش واضح، متعین اور غیر جذباتی انداز میں کی جاتی ہے اور نتائج کو بے کم و کاست پیش کیا جاتا ہے۔ تجزیے کی نثر تحقیقی اور تنقیدی نثر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ مگر بعض مقامات پر ثقہ اندازِ بیان کا دامن چھوٹ گیا ہے۔ مثلاً :-

"ادب میں حالی نے اس بغاوت کا غلغلہ بلند کیا کہ آج انھیں ترقی پسندوں کا باوا آدم کہا جا سکتا ہے" (ص ۲۰۱) "ترقی پسندوں کا باوا آدم" ان کے اندازِ تحریر میں اجنبی معلوم ہوتا ہے اور تنقید و تحقیق کی ثقہ زبان کے خلاف بھی ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین کی تحریروں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ان کے یہاں تحقیق و تنقید کا خوبصورت امتزاج ہوتا ہے۔ انھوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ :-

" یہ گمان ہو سکتا ہے کہ میں تحقیق اور تنقید کو الگ الگ حجروں میں رکھتا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری بہت سی تحریروں

میں یہ دونوں رنگ لب و دنداں نظر آتے ہیں۔" (دیباچہ)

دراصل تحقیق "حقایق کے اثبات" کا نام ہے اور تنقید حقایق کے تجزیے کا۔ تحقیق کے عمل میں اثباتِ حقایق کے لیے تجزیے سے کام لینا ضروری ہے۔ تنقید کے عمل میں تجزیۂ حقایق کے لیے حقایق کا اثبات ضروری ہے۔ اس لیے تحقیق تنقید سے اور تنقید تحقیق سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ تجزیے کے مضامین میں یہ دونوں رنگ ایک دوسرے میں تحلیل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر بعض مضامین میں تحقیق کا رنگ غالب اور تنقید کا رنگ مغلوب ہے۔ ایسا ہونا فطری امر ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین بنیادی طور پر محقق ہیں ان کی تحقیقی کاوشوں سے اُردو تحقیق کا معیار بلند ہوا یوں تو تحقیق کی بہت سی ذیلی قسمیں کی جا سکتی ہیں۔ مگر "تنقید" اور مقالہ نگاری دو اہم قسمیں ہیں "تجزیے" کے مضامین میں "تحقیق کے مسائل"، "ہندوستان میں اردو تحقیق کی رفتار"، "کلاسیکی فن کی ترتیب" اور "اساتذۂ اردو کے مسائل" دونوں قسموں کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان مضامین میں موضوع سے متعلق بہت اہم اور مفید سوالات اٹھائے گئے ہیں اور بعض بنیادی حقایق پیش کیے گیے ہیں۔ ان مضامین سے ایک طرف اردو تحقیق کی نظریاتی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ دوسری طرف اردو تحقیق کی رنگ و رفتار کا اندازہ ہوتا ہے۔

"تجزیے" میں دو مضامین "عظمت اللہ خاں کے عروضی اجتہادات" اور "اُردو عروض کی تشکیلِ جدید" خالص عروضی مضامین ہیں۔ یہ مضامین اتنے اہم اور مفید ہیں کہ ان موضوعات پر کام کرنے والا ان سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔ اردو شاعری اور عروض کی دُنیا میں عظمت اللہ خاں ایک ایسی طلسمی شخصیت ہے جس نے اُردو کے بہت سے نقادوں اور عالموں کی "نظر بندی" کی ہے اور اپنے عروضی نقطۂ نظر نیز اپنی شاعری کے مصنوعی آہنگ سے بڑے بڑوں کو متاثر کر لیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ڈاکٹر گیان چند جین نے ایک طرف ان غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے جو عظمت اللہ خاں کے بارے میں اُردو کے نقادوں نے عام کی ہیں اور دوسری طرف

عظمت اللہ خاں کی شاعری کا عروضی جائزہ لے کر ثابت کیا گیا ہے کہ:۔

"عظمت اللہ خاں کی عروضی تجاویز کے اصولی اور عملی پہلوؤں کا جائزہ لینے پر نا امیدی ہی نا امیدی اور افسوس ہی افسوس ہوتا ہے۔ لیکن میں عظمت کو نیم عروضی نہیں کہہ سکتا۔" ص ۱۵۳

اسی طرح "اردو عروض کی تشکیل جدید" ایک اہم اور خیال انگیز مضمون ہے جس میں عروض کے تضادات۔ اور ناقابل عمل پہلوؤں کو اجاگر کر کے قابلِ عمل، اصولی اور افادی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

تنقیدی مضامین میں "خاتم کی مثنوی حسن و دل" "جوش ملیح آبادی اور یادوں کی برات" "فضلی کی کربل کتھا" پر تحقیق کا رنگ غالب ہے۔ ان مضامین کی تنقیدی اہمیت تحقیق کی تابع ہے۔ لیکن "اردو شاعری کے مجدد حالی" "مولانا ابوالکلام آزاد۔ بحیثیت ادیب" "شاد عارفی۔ ایک نقاد شاعر" اور "اردو ادب میں جدیدیت کے رجحان" خالص تنقیدی مضامین ہیں جن میں حقائق کی روشنی میں بعض نتائج نکالے گئے ہیں۔ "اردو ادب میں جدیدیت کا رجحان" کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے۔

"اگر مجھے رابنسن کروسو کے جزیرے میں تنہا چھوڑ دیا جائے اور پرانی یا نئی غزل میں سے کسی ایک کا انتخاب ساتھ لے جانے کی اجازت ہو تو میں ۱۹۴۷ء سے پہلے کی غزل پر ۱۹۴۷ء کے بعد کی غزل کو ترجیح دوں گا۔ اس میں بھی مجھے ۱۹۶۰ء کے بعد کی غزل سب سے زیادہ راس آئے گی۔ کیونکہ اس میں مجھے اپنی ذات کی پرچھائیاں دکھائی دیتی ہیں۔"

یہ اندازِ تنقید اگرچہ ذوقی اور تاثراتی ہے۔ مگر بے دلیل نہیں۔ پسندیدگی کی وجہ محض ذوقی نہیں بلکہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک ۱۹۶۰ء کے بعد کی غزلوں میں آج کی زندگی کی سب سے زیادہ ترجمانی نظر آتی ہے۔

تجزیے کے بعض مضامین ذاتی نوعیت کے ہیں مثلاً "اعجاز صاحب میرے

ستاد "، مرقع بھوپال ۔ اور" واقعات و شخصیات جنھوں نے مجھے متاثر کیا" ان
مضامین پر تاثراتی رنگ چھایا ہوا ہے ۔ مگر یہ مضامین حقائق اور معلومات سے
خالی نہیں ہیں ۔ دراصل یہ تینوں مضامین دوسرے مضامین سے مختلف ہیں ۔
اس لیے اس میں ڈاکٹر گیان چند جین محقق کی حیثیت سے نہیں بلکہ انشا پرداز کی
حیثیت سے ابھرتے ہیں ۔ ان سطور کو پڑھ کر کہ

"حسن وہ ہے جو عام نہ ہو ۔ جمیل وہ شے ہے جو کمیاب ہو ۔
ہم میدانیوں کے لیے وہ دھرتی حسن موہک ہے جو کاواک اور
ناہموار ہو ۔ بھوپال بھی پست و بلند اور نشیب و فراز کا نام
ہے ۔ نشیب و فراز سے زندگی میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں
لیکن جی لگنے کا سامان ہو جاتا ہے " ص ۳۰۹

محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر گیان چند جین کی تاثراتی تحریروں میں جمالیاتی
فضا بھی ہوتی ہے ۔ اور یہی جمالیاتی فضا ان کو انشا پردازوں سے قریب کرتی
ہے ۔ اس حقیقت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ڈاکٹر گیان چند جین موضوع
کے مطابق زبان استعمال کرتے ہیں ۔

"تجزیے" اُردو کے علمی تحقیقی اور تنقیدی سرمائے میں ایک بیش بہا
اضافہ ہے ۔ کتابت و طباعت اچھی ہے ۔ مگر یہ کتاب اس سے بہتر حسن ظاہری
کی مستحق تھی ۔

عنوان چشتی

چمبل کی چمبیلی

از: کرشن چندر
قیمت: آٹھ روپے
ناشر: ایشیا پبلشرز، بھارگو لین، اتیس ہزاری
دہلی

"اونچی اونچی چٹانیں، پہاڑیاں، رتیلے ٹیلے، کانٹے دار جھاڑیوں

کے جنگل ..... ڈاکوؤں کے پناہ لینے کے لیے آئیڈیل جگہ ہے ..... چند منٹ میں آدمی غائب ہو سکتا ہے .... ایک ہی جگہ سے فرار کے اتنے راستے نکلتے ہیں کہ پولیس کی سیکڑوں نفری بھی مجرموں کی تلاش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے آج تک چمبل سے ڈاکوؤں کا قلع قمع نہیں ہو سکا۔"

یہ ہے اس علاقے کا ایک خاکہ جہاں لوٹ مار کرنے والے اور مال و دولت کے شکاری خود بھی ایک لحاظ سے شکار ہوتے رہے۔ جس نے ان کو شکار کیا وہ کون تھی، کیا تھی اور کیسی تھی ؟ ؟ ؟

مصنف نے اس کا تعارف ان لفظوں میں کرایا ہے ـــــ "چتلی، سانولی چھریری اٹھارہ برس کی، اپنے جوان جسم کے اندر بڑی دلکش ادائیں رکھتی تھی۔ اس کے جسم میں لوچ تھا، گلے کی بھرت، ناچ کی سنگت یوں کرتی تھی کہ پتا نہ چلتا تھا کہ گلے میں گھنگھرو بندھے ہیں یا ٹخنوں سے سنگیت کی لو پھوٹ رہی ہے۔ ماں نے آٹھ سال کی عمر سے ریاض کرایا تھا، اب دس سال کے بعد سانولی کا جوبن پگھلتے لاوے کی طرح بھر رہا تھا۔ چتلی کی آنکھیں بڑی نڈر اور وحشی تھیں، جس پر نگاہ ڈالتی موم ہو جاتا۔"

پہلے تو وہ آس پاس کے رئیسوں، مہاجنوں اور شوقین مزاجوں کی نظر التفات اور ان کی شادی بیاہ کی محفلوں کی رونق بنی اور اپنی ماں کا گھر سونے چاندی سے بھرتی رہی۔ پھر اس کا حسن، ناچ اور گانا بہتوں کے لیے بلائے جان بنتا گیا۔ اس کی ادائیں اور جفائیں کسی کے لیے زندہ رہنے کا ذریعہ اور کسی کے لیے موت کا بہانا بن گئیں۔

چتلی بائی کے خواستگاروں اور خریداروں میں اچھے برے دونوں قسم کے لوگ تھے، سب کی عجیب و غریب فطرت اور عادتوں کی بڑی کامیاب مصوری کی گئی ہے۔ ہر طبقے اور ہر فرد کے کچھ مخصوص رجحانات اور انداز و اطوار ہوا کرتے ہیں، کرشن چندر نے ان سب کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا ہے۔ جائزہ لیا ہے اور جا بجا

ایک دوسرے کا موازنہ بھی کیا ہے، جس سے سماج کے نام نہاد اور بدنام افراد واشخاص کے مصنوعی اور حقیقی چہرے بے نقاب ہوتے چلے گئے ہیں۔

اسی بھیڑ اور وحشت خیز خطے میں ایک جگہ محفلِ شعر و سخن بھی آراستہ کردی گئی ہے جس سے شاعروں کی سہل انگاری اور خستہ حالی کے علاوہ پتلی بائی کے جذبۂ سخن سنجی و سخن پروری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

وادیِ چمبل کی اس مغنیہ و رقاصہ کی زندگی کا ہر دور خاصا رومان انگیز اور ہنگامہ خیز رہا۔ ڈاکوؤں کی یہ منظورِ نظر، بالآخر خود بھی اسی سانچے میں ڈھل گئی، بڑے بڑے معرکے سر کیے، جرأت، دل سوزی اور دل داری کے مظاہرے کیے ایک جتھے کی سرغنہ بنی، مجادلوں اور محاربوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور انجام کار، اپنے ایک عاشق، فرض شناس پولیس آفیسر کی گولی کا نشانہ بن گئی۔

جرائم کے انکشافات پر قتل و غارت کے واقعات سے دل چسپی رکھنے والوں کو اس ناول میں لطف آئے گا۔ یہ بھی غلط نہیں کہ مذاقِ عام کے تقاضوں اور مطالبوں کا سامان ضرور بہم پہنچایا گیا ہے۔ لیکن کرشن چندر کی حیثیت اور بلندیوں میں "چمبل کی چمیلی" کوئی اضافہ نہ کرسکے گی۔

کتابت و طباعت کی معمولی خوبیوں سے بھی جی بھر کے بے اعتنائی برتی گئی ہے۔ قیمت کا تعین کرتے وقت یہ نہیں سوچا گیا کہ آج کل اردو پڑھنے والے کتنے ہیں اور ان کی مالی حالت کیسی ہے؟؟

انعام الحق

فکرِ پیما

مصنف: عصمت جاوید
ناشر: منور جہاں ایم۔ اے
قیمت: بارہ روپے

فکرِ پیما ـــــ عصمت جاوید کے ۸ مضامین کا مجموعہ ہے، جو زبان، شعر و ادب اور تنقید کے ذیل میں آتے ہیں۔ بقول مصنف " زبان کے تحت جتنے مضامین

یک جا کیے گیے ہیں ان کا تعلق لسانیات سے ہے۔ شعر و ادب میں چند اہم نظریاتی بحثیں ہیں۔ تنقید کے زیر عنوان غالب اور مومن کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔"

عصمت جاوید کے مضامین کی خصوصیت اس کا فکری عنصر ہے۔ انھوں نے اپنا قلم اہم اور دقیق موضوعات کی طرف موڑا ہے۔ ہمارے یہاں عام طور پر موضوع کو عام فہم بنانے کے خیال سے اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا۔ علمی و فلسفیانہ موضوعات کو عام فہم بنایا بھی نہیں جا سکتا۔ مثلاً لسّانیات کے تحت جو مضامین (۱ اردو زبان کے ذیلی صوتیے، بین لسّانی ارتقا اور ساقطا لوقت نظریہ، وضع اصطلاحات کی چند نادرست لسّانی اصطلاحیں، اردو کے دو پیشرو ماہرین زبان — انشا اور محمد حسین آزاد) ہیں وہ خاصے دقیق ہیں اور یہ لسّانیات کے طلبا کے لیے مفید اور کارآمد ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جاوید صاحب نے اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے اور اس دشوار راستے سے گذرے ہیں۔

شعر و ادب کے تحت دو مضامین ہیں "تشبیہ سے علامت تک" اور "لفظ و معنی کا رشتہ اور ابلاغ"۔ یہ دونوں مضامین بڑی محنت سے لکھے گیے ہیں۔ ہمارے یہاں شعر و ادب پر نظریاتی مضامین بہت کم ملتے ہیں۔ عصمت جاوید صاحب نے مختلف زبانوں کے تقابلی مطالعے کی روشنی میں اپنے مقالات کو پیش کیا ہے۔ اس سے قاری نہ صرف ان کا نقطۂ نظر سمجھ لیتا ہے۔ بلکہ وہ ان مسائل سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔ یہ مضامین اردو تنقید میں اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تنقید کے تحت بھی دو مضامین ہیں "غالب کی عملی سوجھ بوجھ فن کے نہاں خانے میں" اور "مومن کی شخصیت غزل کے آئینے میں"۔

یہ دونوں مضامین دلچسپ بھی ہیں اور فکر انگیز بھی۔ غالب اور مومن ہم عصر تھے اور اس لحاظ سے اس مجموعے میں ان مضامین کو یکجا رہنا ایک طرح کے ذہنی تسلسل کو قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

ادبی نظریات میں اختلاف کی گنجائش رہتی ہے۔ اس کا عمل سائنسی علوم کی طرح میکانکی نہیں ہوتا۔ اس لیے ادب میں عملی تنقید کسی ایک فارمولے کے تحت نہیں کی جاتی — یہاں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ نقاد نے اپنے موضوع کو کس طرح سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسی کے پیش نظر وہ اپنے اصول بنا کر عملی تنقید کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ یہاں نماویۂ نگاہ کو بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

مجھے اس مجموعے میں ایک خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ مضمون نگار نے عدالتی انداز سے فیصلے نہیں کیے ہیں۔ اس نے تاریک گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔

یہ مضامین طلبا اور اساتذہ کے لیے خاص طور پر بے حد مفید ہیں البتہ کہیں کہیں تشنگی کا احساس ہوتا ہے (شاید اس میں میری کم علمی کو بھی دخل ہو) تاہم جی چاہتا ہے کہ کاش مصنف نے اور وضاحت سے کام لیا ہوتا ان میں سے ہر مضمون مصنف کی طرف حسرت سے دیکھتا ہے کہ کاش اس کو کتاب کی شکل دی جاتی۔ خاص طور پر مجھے لسانیات اور شعر و ادب کے مضامین میں اختصار کا شدّت سے احساس ہوتا ہے۔

یہ اچھی بات ہے کہ ان مضامین میں نہ حالی کی احتیاط ہے اور کلیم الدین کی بد احتیاطی۔ دونوں راستوں سے بچ نکلنا اور اپنا راستہ بنانا اُردو میں خاصا مشکل ہے۔

مصنف نے تو اپنا کام اچھا کیا ہے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش بھی ہوئے ہیں۔ لیکن ناشر نے قدم قدم پر اپنا ناتجربہ کاری کا ثبوت دیا ہے۔

اُردو کی بدنصیبی یہ ہے کہ پیشہ ور ناشروں نے اپنی دکانیں بڑھالی ہیں اور زیادہ تر کتابیں وہ لوگ چھاپ رہے ہیں جو طباعت کی ابجد سے بھی ناواقف نہیں ہیں۔ زیر نظر کتاب کی کتابت اور طباعت تو خراب ہے ہی لیکن جلدساز نے بھی ناشر کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ۲۲ جزو کی ضخیم کتاب

کو جز بندی کے بجائے ٹیس کی سلائی میں جکڑ دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب کا پڑھنا مشکل ہو گیا (مجھے اس کی دوبارہ جلد بنوانی پڑی)۔

رسالوں میں تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی مضمون میں چند سطریں بچ جائیں تو ان کو آخیر کے صفحوں میں دے دیا جاتا ہے لیکن کسی علمی کتاب میں ایسا نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں کاتب نے ناشر سے مذاق کیا ہے کہ صفحہ ۱۶۴ کا حاشیہ صفحہ ۲۵ پر دیا ہے۔

کتابت و طباعت میں یکسانیت کا فقدان ہے۔ یہ تمام باتیں میں نے اس لیے لکھ دیں۔ کیونکہ کتاب کے آخر میں چند اوراق کتابوں کا اعلان ہے جو طباعت کی منزلوں سے گزر رہی ہے۔

کتاب کی قیمت اگر علمی مسائل کی روشنی میں دیکھی جائے تو بہت کم ہے۔ لیکن بازار کے نرخ کو دیکھتے ہوئے ۲۵۲ صفحے کی کتاب کے دام -/۱۲ روپے خاصے زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ بھی کاتب صاحب کی "ستم ظریفی" ہو۔

لیکن ان تمام "ستم ظریفیوں" کے" باوصف" یہ کتاب اس لائق ہے کہ خرید کر پڑھی جائے اور ناشر کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ہم مصنف کی نئی کتاب "لوح و قلم" کے منتظر ہیں۔ اطہر پرویز

لفظوں کا سفر

جمیل کلیمی

جمیل کلیمی کے مزاج میں جو سادگی اور سچائی ہے اس کا عکس ان کے کلام میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے کامیاب شعروں کو جو چیز پُراثر بناتی ہے اسے مشاہدے کی سچائی، خیال کی سادگی اور اظہار کی بے تکلفی ہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جمیل کلیمی کا پہلا شعری مجموعہ۔

قیمت -/۶

حضرت نظام الدین اولیا
حیات اور تعلیمات

از: پروفیسر محمدؒ حبیب مرحوم
شایع کردہ: شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی ۷
قیمت: ۴ روپے

قریباً پچاس برس سے پروفیسر محمد حبیب مرحوم و مغفور کا نام کسی نہ کسی عنوان سننے اور پڑھنے میں آرہا ہے۔ پہلے موصوف کا ذکر خیر اس وقت سنا تھا جب مرحوم نے سلطان محمود غزنوی پر اپنی تحقیقات کتابی شکل میں شایع کی (سال یاد نہیں) پھر حالات ایسے رہے کہ آج تک نہ وہ کتاب پڑھی نہ دیکھی اور نہ کبھی کوشش کی کہ اسے حاصل کرکے پڑھوں حالانکہ زندگی بھر حالت یہ رہی کہ موافق و مخالف ہر قسم کی مذہبی و تاریخی قابل توجہ کتاب کا نام سامنے آتے ہی لپکتا، اس سے استفادہ زندگی کا شغل رہا ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف کی نہ صرف مذکورہ کتاب بلکہ (پیش نظر کتاب سے قطع نظر) کوئی اور کتاب نظر سے نہیں گذری تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ کچھ دن پہلے حسب معمول۔ مکتبہ جامعہ میں جانا ہوا اور مندرجہ عنوان کتاب سامنے پڑی دکھائی دی۔ اور پہلی فرصت میں نے اسے بالاستیعاب پڑھ ڈالا۔ باور کیجیے۔ اپنے اوپر افسوس ہوا کہ آج تک مرحوم کی کتابوں کے مطالعہ سے کیوں محروم رہا۔ اردو میں اور مرحوم کی تصانیف ہیں صرف یہی ایک تصنیف اردو میں ہے جو ۱۹۷۰ء میں دہلی یونیورسٹی میں نظام اردو خطبات کے سلسلہ میں پڑھی گئی اور ۱۹۷۱ء میں پہلی بار موجودہ صورت میں شایع ہوئی۔

یہ کتاب ہندوستان میں چشتی سلسلہ کے چوتھے ستون حضرت نظام الدین اولیاؒ کی زندگی اور تعلیمات کے بارے میں حضرت موصوف کے روحانی اور اخلاقی کارناموں کا ایک دانشور۔ عقلیت پسند، انسانیت دوست مورخ و نقاد کی عمر بھر کی علمی تلاش اور غور و فکر کا قابل غور و تدبر اور لائق اعتماد حاصل مطالعہ ہے۔ اگرچہ کتاب میں یہاں وہاں ایسے مواقع آتے ہیں جو ہماری قدیم معلومات سے مختلف ہیں۔ بعض باتوں کو صاف لفظوں میں عوام کی جذباتیت پسندی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مگر ہر بات کے لیے دلیل اور ہر بیان کی سند۔ مناسب حد ادب پر قائم رہتے ہوئے پیش کی گئی ہے کہ قاری بے پروایانہ وہاں سے

مختصر یہ کہ کتاب نہایت قابلِ قدر اور علمی ادبی تاریخی اور اخلاقی ادب میں ایک
اضافہ ہے۔
اگرچہ کتابت و طباعت وغیرہ سب کچھ اچھی ہے۔ مگر بعض مقامات پر نظر بازگشت
رت ہے۔ مثلاً۔
کتاب کے ص۹۱ سطر۶ پر لکھا ہے :۔
" یہ مصرع پڑھا :۔
ناچنے کے یہ معنے نہیں ہوتے ہیں کہ ہر وقت اُچکو "
حوالہ خیر المجالس مجلس شست و ہفتم ص ۲۲۵ کا دیا گیا ہے۔ جہاں عبارت ذیل
ہے:
" ایں مصرع فرمودند :۔ رقص آن نبود کہ ہر زمان برخیزی "
اس کے ترجمہ کی مصلحت سمجھ میں نہیں آتی جبکہ کتاب میں بہت سے فارسی اشعار
ے توں نقل کر دیے گئے ہیں۔
کتاب کے ص۵۳ سطر میں کتاب کے جس ضمیمہ کا ذکر ہے وہ میرے پیشِ نظر نسخے میں
نہیں۔
کتاب کے ص۱۰۵ سطر ۱۱ و ص۱۲۷ پر خسرو خاں کے قبیلہ کا نام " برادو " بتایا
اور ص۱۲۷ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ : " امیر خسرو کے تغلق نامے کے مطابق
و " ایک قبیلہ تھا۔
" جس کا موروثی پیشہ ہندو راجاؤں کی نوکری تھی تاکہ ان
کی جان کی حفاظت کرے "
ایسا ہی ہوگا جیسا ارشاد ہوا۔ مگر چونکہ " تغلق نامہ " میرے پیشِ نظر نہیں اس
ں کے بارے کچھ کہنا ٹھیک نہیں۔ اس کے باوجود میری ناقص معلومات کے مطابق
سرو خاں " سوراشٹر گجرات کے " بھرواڑ " قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ اور
ں میں " بھرواڑ " گڈریہ کو کہتے ہیں۔ اس کی اصل نسل خدا جانے یا ہندی

ی چندی نکالنے والے تاریخ دان وہ نوابوں راجاؤں کے رکھوالے قبیلے سے تعلق رکھنے والا ہو یا بھیڑ بکریوں کے رکھوالوں کے قبیلے سے یا محض عصری تعصبات کی وجہ سے عناً اس کے خاندان و نسب پر طعن کیا گیا ہو۔ اگر ایرانی نادر قلی نادر شاہ ہو سکتا ہے تو ایک ہندوستانی گڈریہ کی شانِ خسروی میں شک کیوں کیا جائے۔ وہ نا جو اور جیسا تھا اس کی نادری شان اس کے کارناموں سے ظاہر ہے۔

علاوہ ازیں دو چار اور مقام قابل نظر ثانی ہیں۔ مثلاً

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
جھوٹا	جھوٹا[۱] (غالباً)	۴۴	۳
نیچ	نیچے	۶۰	۲
سلطان	سلطانہ	۶۵	۴
سالمی	سلمی	۷۶	۱۰
باریک	باریب	۱۰۳	۱۳
خطیرہ	حظیرہ	۱۳۳	۱۷
پاٹلی	پائلی	۱۳۵	۱۰

۱ اصل سامنے نہیں محض اندازہ ہے۔

(مولانا) مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

ھما اُردو ڈائجسٹ
(اُردو نمبر)

مدیر: عبدالوحید صدیقی
پبلشر: ہما پبلی کیشنز، جے ۱۷۔ جنگ پورہ ایکسٹینشن، نئی دہلی ۱۴
قیمت: پانچ روپے

ڈائجسٹ کا اجرا اُردو دنیا کے لیے ایک نیک شگون ہے۔ اس سے حُسنِ طباعت کو فروغ ملا ہے۔ اُردو قارئین کا دائرہ وسیع ہوا ہے اور ڈائجسٹ کے

خریدکر پڑھنے کی عادت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

مولانا عبدالوحید صدیقی نے اُردو روزنامہ کے بعد اب "ہما ڈائجسٹ" کے ذریعہ اُردو زبان و ادب کی خدمت شروع کی ہے۔ اس کے "غالب نمبر"، اور "مسلم یونیورسٹی نمبر" آب و تاب کے ساتھ شایع ہوئے۔ اپریل ۱۹۷۳ء میں "اُردو نمبر" منظرِ عام پر آیا ہے۔ اس میں موضوعات کی وسعت اور مواد کی فراوانی ہے۔ اتنے بڑے کام کے لیے مرتبین میں ایسے افراد کی شمولیت ضروری تھی جن کا مطالعہ وسیع اور ذہن میں تحقیق و تنقید کی روشنی ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ دینے والوں نے ([illegible]) میں نوادر کی فہرست مرتب کرانے میں معاونت کی اور بس!

اسی باعث پورے ڈائجسٹ میں اور تقریباً اس کے ہر باب میں کوئی اصول ترتیب پیشِ نظر نہیں رہا۔

"۸۱ ویں منزل" کے تحت لکھا گیا ہے:

"ہمیں گوارا نہ تھا کہ اُردو نمبر میں کوئی ایسی خامی رہ جائے جو اس شہرت و نیک نامی کے دامن پر خفیف سا دھبّا بھی بن سکے۔"

ہمیں افسوس ہے کہ یہ خواب حسین شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ تبصرہ میں تفصیل کی گنجایش ہے نہ کسی کو اتنی فرصت! عقل مند را اشارہ کافی است۔

ص ۴۰۔ "ولی دکنی نے ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء میں احمد آباد (گجرات) میں وفات پائی۔"

یہ شاعر دراصل ولی گجراتی ہے۔ اس کا انتقال ۱۱۱۹ھ ہجری (۱۷۰۹) عیسوی یہ تاریخ ۴ شعبان بوقت عصر ہوا۔ وہیں قبرستان نیلی گنبد کے قریب دفن کیا گیا۔ اس کی قبر پر چینی کے ٹکڑے جڑے ہوئے تھے اس لیے یہ چینی پیر کے نام سے مشہور ہے۔

ص ۱۱۱۔ ایک تصویر کے نیچے "رتن لال سرشار" لکھا ہے۔ ظاہر ہے یہ پنڈت رتن ناتھ سرشار کی تصویر ہے۔

ص ۱۵۴۔ "محمد اسماعیل صدیقی ۱۸۸۴ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مدرس کا پیشہ اختیار کیا۔ پھر نارمل اسکول کے صدر مدرس بنے پھر سہارنپور میں

ہیڈ مولوی ہوئے پھر چند دن بعد اردو مدارس کے انسپکٹر مقرر ہوئے"۔

یہاں نہ صرف تاریخ ولادت غلط درج کی گئی ہے۔ بلکہ تمام باتیں پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) نارمل اسکول کے صدر مدرس بنے۔

یہ نارمل اسکول کہاں تھا اور وہ کب صدر مدرس بنے؟

(۲) پھر سہارنپور میں ہیڈ مولوی ہوئے۔

سہارنپور کے کس اسکول میں ہیڈ مولوی ہوئے اور کب؟

(۳) پھر چند دن بعد اُردو مدارس کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔

کس ضلع یا صوبہ میں اُردو مدارس کے انسپکٹر مقرر ہوئے اور کب؟

غرض یہ تمام معلومات تشنہ اور مبہم ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل میرٹھی اُردو مدارس کے انسپکٹر کبھی مقرر ہی نہیں ہوئے۔ ان کی تاریخ ولادت ۱۲۔ نومبر ۱۸۴۴ء ہے۔

اس طرح کی فروگزاشت سے قطع نظر "اردو نمبر" کو دوسری خوبیوں کی بنا پر سراہا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس میں اُردو کے متعلق ایک سو بیس (۱۲۰) حضرات کی رائیں یا بیانات شامل ہیں اہلِ قلم کا تذکرہ، تصنیفات کا انتخاب، نادر تصاویر، قدیم اخبارات و رسائل کے عکسی نمونے، بعض شعراء کے دستخطوں کا عکس، ذوق کی تحریر کا عکس، اُردو کے یورپین شعراء، اُردو کی اینگلو انڈین شاعرات، میر ناصر علی، مرزا حیاتی، زہرہ مشتری لکھنوی، حیدرآباد اور لکھنؤ کے مختلف اُردو ادارا اور اہم شخصیت کا تذکرہ، دائرۃ الکہلا وغیرہ ــــــ ایسے موضوعات ہیں جن کی بنا پر "ھما" کے اردو نمبر کو "گنجینۂ معلومات" کہا جا سکتا ہے۔

۴ اتنا مواد یکجا کر دینا بھی تلاش اور محنت کے بغیر ممکن نہ تھا۔ اس کام کے لیے احمد مصطفٰی صدیقی کو داد ملنی چاہیے۔ اس نمبر کو حسین اور توجہ طلب بنانے میں تزئین کار ای روزہ بہزاد راہی کا بڑا حصہ ہے۔ سرورق پر بہادر شاہ ظفر کی بڑی دیدہ زیب تصویر ہے۔ ۳۸۸ صفحات کا یہ ضخیم نمبر پانچ روپے میں دستیاب ہوتا قوتِ خرید پہ ہرگز بار نہیں۔

یوسف ندیم

بابا شیخ فریدالدین گنج شکر

حالاتِ زندگی اور تعلیمات

از : گوربچن سنگھ طالب
ترجمہ : ڈاکٹر جیت سنگھ سیتل
ناشر : بابا فرید میموریل سوسائٹی
پنجابی یونیورسٹی، پٹیالہ
قیمت : دو روپے

اِس کتابچے کے ابتدائیہ کی پہلی چند سطور یہ ہیں :۔

"پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ کے شعبۂ الہٰیات نے مختلف مذاہب کی ممتاز و معزز ہستیوں پر مقالات تیار کروانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ بابا شیخ فرید کے بارے میں ایسا مقالہ لکھوانے کی ضرورت اس لیے محسوس کی گئی کہ ۱۹۷۳ء میں آپ کی آٹھ سو سالہ سالگرہ منائی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں بابا فرید پنجاب کے ایک مایۂ ناز صوفی بزرگ ہو گزرے ہیں۔ جن کے کلام ربانی کا احترام اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کو گرو گرنتھ صاحب میں شامل کیے جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔"

یوں تو حضرت بابا صاحب کے بارے میں اس کتابچے کی معلومات نہایت مختصر ہے۔ تاہم یہ امر لائقِ ستائش ہے کہ پنجابی یونیورسٹی نے یہ کام اور اس زمانے میں انجام دیا ہے۔ حضرت بابا صاحب جیسے بزرگانِ دین بلا امتیازِ مذہب و ملّت ساری خلق اللہ کے لیے تھے۔ وہ انسانیت کے علمبردار تھے یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کے صاحبانِ دل نے ہمیشہ اِن درویشانِ والا صفات سے عقیدت رکھی ہے۔ امن کا پیغام صلحِ کل اور خدمتِ خلق آج بھی ہمارے سامنے ہے اور شمعِ ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف مذاہب کے بزرگوں سے واقفیت آپس میں میل محبّت کی ضامن ہوگی اور اس سے قومی یک جہتی کو فروغ حاصل ہوگا۔

حضرت بابا صاحب کا وصال محرم کی پانچ تاریخ کو ہوا۔ ان کے تبرکات کو متعدد افراد کے پاس مختلف مقامات پر محفوظ بتایا جاتا ہے۔ اِن مقامات میں سے ایک بڈالیوں بھی ہے۔ جہاں آج بھی بڑی عقیدت کے ساتھ ان سے منسوب تبرکات کی زیارت کا اہتمام

پانچ محرم کو کیا جاتا ہے۔ اِس موقع پر نیاز نذر میں "شکر کی پڑیا" بھی شامل ہوتی ہے جس کا تعلق حضرت کے "گنج شکر" کہلانے سے ہے جس سے متعلق کئی روایات ہیں جن کا ذکر اس کتابچے میں بھی کیا گیا ہے۔

اصل کتاب انگریزی میں ہے۔ تارسے رد و بدل کے بعد اُسے اُردو میں پیش کیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ اپنے موضوع کے مطابق پیرایۂ بیان اور زبان رکھتا ہے۔ آخر میں پنجابی زبان میں ارشاداتِ حضرت کا نمونہ مع اُردو ترجمہ بھی درج ہے۔ یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ ترجمے میں اصل تصنیف کا رنگ پیدا ہوگیا ہے۔ بہرحال لائق مصنف اور فاضل مترجم اور پنجابی یونیورسٹی سب ہی اس اشاعت اور اُس سے بڑھ کر اس کے محرک جذبے کے لیے ہماری دِلی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

عبداللہ ولی بخش قادری

رگِ گُل

شاعرہ: عظمت عبدالقیوم خاں
ناشر: شالیمار پبلیکیشنز ۲۸۷/۸ نیا ملک پیٹھ
حیدر آباد ۳۶
قیمت: ۶ روپے

ہندوستانی خواتین میں عظمت عبدالقیوم خاں نے تخلیق و اشاعت کا سلسلہ توجہ کے ساتھ جاری رکھا ہے۔ نعتیہ کلام کا مجموعہ "سفرِ سحر" شائع ہونے کے بعد ۱۹۶۴ء میں "زرِ گل" منظرِ عام پر آیا اور آٹھ برس بعد "رگِ گل" کی اشاعت ہوئی۔

زرِ گل پر تلوک چند محروم، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر ذاکر حسین عرش ملسیانی، پروفیسر عبدالقادر سروری، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی اور ڈاکٹر وزیر آغا نے بہتر خیالات کا اظہار کیا تھا۔

جگن ناتھ آزاد نے "رگِ گل" کے دیباچہ میں کہا ہے۔

ص ۱۹ - "عظمت کی غزل میں عصری تقاضوں کے شعور کا اظہار انتہائی فنکارانہ صورت میں نظر آتا ہے۔

اس مجموعے میں نظمیں اور غزلیں شامل ہیں۔ نظموں کے موضوعات کا دائرہ ۔ وطن دوستی، شخصیت پرستی، امن، اتحاد اور گھریلو رسومات تک پھیلا ہوا ہے۔ زنداں، اتحاد، امیر کارواں نہرو، آہ آصف سفتم ہمارے نزدیک بہتر نظمیں ہیں " آہ آصف سفتم" میر عثمان علی خاں کی وفات سے متاثر ہو کر کہی گئی ہے اس میں جذبہ کی گرمی ہے، اور تاجدار دکن کی ان خوبیوں کو پیش کیا گیا ہے جن کا تعلق بہبود عوام سے ہے مثلاً تالاب، مسجد، مندر کی تعمیر، کتب خانہ، جامعہ عثمانیہ، عدالت، دواخانہ وغیرہ کا قیام۔

عظمت کی نظم " زنداں" میں سیاسی خواب مچل رہا ہے اور ایک نئے بہتر نظام کی بشارت ملتی ہے۔ ایک بند ملاحظہ فرمائیے۔

ان فصیلوں کے اس طرف شاید		نکہت و نور کا سماں ہوگا
لالہ و گل کی بستیاں ہوں گی		وقت مسرور و مہرباں ہوگا
کوئی سورج نئے خیالوں کا		دل کی راہوں سے زرفشاں ہوگا

غزلوں میں پختگی ہے لہجے میں نرمی اور آہنگ میں نئے پن کا احساس ملتا ہے قاری کو سیاسی اشاروں اور جذبات و محسوسات کی پیش کش میں تاثیر کی آنچ محسوس ہوگی۔

چند اشعار سنیئے:

یوں دل کے پاس آکے رکی تھی کوئی نظر		جیسے کوئی چراغ جلا تھا ابھی ابھی
اک پھول بھی تو شام سحر کو نہ دے سکی		اے اعتبار موسم گل تیری مفلسی!
جائے نہیں آج دیر و حرم میں		کہاں جائیں ہم میکدے سے نکل کے
انگو کسی خیال سے پھولوں کے بانکپن		دل کے قریب کوئی نظر ڈھونڈتے رہو
آ گئے تو جیسے نگاہوں کے سامنے		ہر خواب ہو گیا ہے مجسّم کبھی کبھی

آخری شعر نہایت پاکیزہ، بلند اور نفسیاتی ہے۔

کتاب کا سرورق دلکش، کتابت، طباعت، کاغذ عمدہ اور آرٹ پیپر پر عظمت کی تصویر چھپی ہے۔

ودّیا ساگر دویدی

خطّۂ گلاب

مرتبین: نصیر پرواز، صدیق نظر
ناشر: حلقۂ بزم ادب، للت پور
ملنے کا پتہ: معتمد حلقۂ بزم ادب، "مندی محلہ" للت پور (یو۔پی)
قیمت: تین روپے

"تذکرہ نگاری" کی ایک تاریخی اور فنّی حیثیت ہے۔ ادبی تنقید، سوانح اور تاریخ
[تی]نوں عناصر مل کر تذکرہ نگاری کے فن کو اہم بناتے ہیں۔ زبان و ادب کی ارتقائی داستان
[جا]ننے کے لیے غالباً اس سے بہتر ماخذ اور کوئی نہیں چنانچہ کلاسیکی لٹریچر اور قدما کے
[ب]ارے میں ہماری معلومات تذکروں کی رہینِ منّت ہیں۔

افسوس کہ اکابرینِ اردو اور اہلِ ثروت نے اس مفید روایت کو نظر انداز کر دیا
[البتہ] علاقائی شعرا کے تذکرے شایع کرنے کا رواج باقی ہے۔ "خطّۂ گلاب" اسی ضمن میں
[آ]تا ہے۔ اس کو نصیر پرواز اور صدیق نظر نے مرتب کیا ہے۔ اس کی اشاعت ماضی کے
[م]حرکات و عوامل کا نتیجہ ہے یعنی ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء کو لطافت علی ہما۔ ابراہیم رزمی
[...]سی سیمابی، شمیم ماتھر، ظفر اللہ نے سخاوت منزل کے احاطے میں بزمِ ادب کی بنیاد
[ڈا]لی تھی۔ للت پور میں اس کے زیرِ اہتمام ادبی سرگرمیاں جاری رہیں۔ لیکن ملک کے
[ا]دعام سیاسی انتشار کے دور میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ۲۵۔ جولائی ۱۹۵۴ء کو
[م]ولانا عبد الحفیظ اور اسحاق ناشاد نے بزمِ ادب کی از سرِ نو تشکیل کی۔ دوسرے
ساتھیوں کی ہم نوائی نے کام کو آگے بڑھایا۔ کام کی رفتار اور معیار نے دلوں کی حوصلہ
بخشا حتیٰ کہ ۱۹۷۰ء میں نئے سیاسی حالات اور نئے ادبی مسائل کے پیشِ نظر بزمِ ادب
کے مقاصد کا تعین ہوا۔ منجملہ دیگر مقاصد قرار پایا۔ "خطّ گلاب" اشاعتی سلسلہ کی پہلی
کڑی ہے۔

"خطّۂ گلاب" میں چوبیس (۲۴) شاعروں کے مختصر حالات زندگی شامل ہیں۔
نمونۂ کلام کے طور پر مختلف دور کی سو (۱۰۰) غزلیں شایع ہوئی ہیں اس طرح قاری کو

للت پور ضلع جھانسی (بندیل کھنڈ) سے متعلق تیس (۳۰) برس کے سفرِ غزل کا سراغ مل جاتا ہے یہ کام اس لیے بھی وقیع ہے کہ یہ ہندی علاقہ ہے جہاں کی بولی بندیل کھنڈی ہے۔ ایسی سنگلاخ زمین میں اُردو شعرگوئی کا شوق زندہ رکھنا، ادبی سرگرمیاں کو جاری رکھنا اور اشاعتی سلسلے کو پھیلانا یقیناً خلوص اور ادبی ایمان کی علامت ہے۔

"خطِ گلاب" کے سرورق پر محوی صدیقی لکھنوی کا دعائیہ بطور تبرک شامل ہے۔ ارشد صدیقی نے پیش لفظ لکھا ہے۔ اور نصیر پرواز نے ابتدائیہ کے تحت للت پور کے قدیم وجدید اہلِ قلم کی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔ تبصرے میں نمونۂ کلام پیش کرنا مشکل ہے۔ اس لیے اس پر کسی رائے کا اظہار بھی ممکن نہیں۔ سوانح کے سلسلے میں یہ عجیب سا معلوم ہوتا ہے کہ ارشد اور رزمی کی ولدیت ضبط تحریر میں نہ آسکی۔ حالانکہ ارشد کو اردو ہندی دونوں زبانوں میں شعر کہنے کی قدرت حاصل ہے۔ رزمی کا مجموعۂ کلام "فتوحاتِ رزمی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ خوشی ہے کہ اس علاقے میں اردو ادب کی خدمت ہوتی رہی ہے۔ قدیر نے "پارل" کے نام سے ہندی کی کہانیاں لکھی ہیں۔

ہما کا مجموعۂ کلام "رازِ حیات" شایع ہو چکا ہے۔

اِس اشاعت سے نہ صرف صاحبانِ للت پور بلکہ ملک کے دوسرے اہلِ قلم کو اردو کے بعض موضوعات پہ کام کرنے میں سہارا ملے گا۔ کتاب سلیقے سے چھپی ہے۔

(ڈاکٹر) طاسیفی پریمی

فنِ جوڈو

مصنف: اظہر حسین راہی
ناشر: کتاب والا پبلیکیشنز دہلی ۶
قیمت: دس روپے

"جوڈو کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ " وہ جاپانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے لچک، نرمی یا عدم مزاحمت کا طریقہ" ۱۸۸۲ء ...

کو ذاتی تحفظ، صبر و تحمل اور مختلف مصائب کا مقابلہ کرنا سکھاتا ہے۔ یہ ایک ایسا فن ہے جس میں مہارت حاصل کر لینے کے بعد ایک شخص ایسے کمالات دکھانے لگتا ہے جو عام نظروں میں حیرت انگیز ہوتے ہیں۔" اس کتاب کے مصنف کا کہنا ہے کہ آج جو جوڈو رائج ہے اس کا آغاز ۱۸۸۲ء میں ہوا ہے۔ اور اب یہ بہت سے ملکوں میں بطور کھیل سکھایا جاتا ہے۔ ویسے اس فن کی ابتدا مصنف کے بقول سولھویں صدی میں جاپان کے جاگیرداری نظام کے عروج کے زمانے میں ہوئی۔

تبصرہ نگار کی اپنی واقفیت محض اس کتاب کے مطالعہ تک ہی محدود ہے۔ ممکن ہے کہ کتاب نما کے بعض قارئین بھی اس فن سے بے خبر ہوں۔ لیکن اس کتاب کا مطالعہ دلچسپ بھی ہے اور معلومات میں اضافے کا باعث بھی۔ ایسا لگتا ہے کہ جوڈو کا فن ایک حد تک ہمارے بنوٹ کے فن کی روح اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اس کو برتنے کے لیے چابک دستی کے علاوہ ہوشیاری بھی درکار ہے۔ وہ صرف جسمانی ہی نہیں بلکہ ایک نفسیاتی عمل بھی ہے۔

راہی صاحب نے اس فن کے آداب کو سلیقے کے ساتھ آسان زبان میں پیش کیا ہے۔ مختلف داؤ پیچ سمجھانے کے لیے تصاویر کی بھی مدد لی گئی ہے۔ لیکن یہ تصاویر ویسی ہیں جیسی عموماً لیتھو کی دین ہوا کرتی ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں مصنف کا کہنا ہے کہ "اردو میں پہلی کتاب ہے" تبصرہ نگار کے لیے تو واقعی یہ پہلی ہی کتاب ہے۔ غالباً بیشتر قارئین کتاب نما کو بھی اس بات سے اتفاق ہوگا۔

جس طرح فن تیراکی پر کتاب پڑھ لینے سے تیرنا نہیں آجاتا اسی طرح اس کتاب کے مطالعہ سے جوڈو میں دست رسی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ لیکن مطالعہ اپنی جگہ دلچسپ اور معلوماتی ہے اور دعوتِ عمل دیتا ہے ممکن ہے کہ تجسس سے شوق اور شوق سے مشق اور مشق سے مہارت یہ سب منازل طے ہو جائیں اور آپ تبصرہ نگار کی طرح محض تجسس کی منزل پہ ہی اٹک کر نہ رہیں۔ اگر پہلی ہی منزل پر آپ رک بھی گئے تب بھی

پوری امید ہے کہ "فنِ جوڈو" کا مطالعہ باعثِ دلچسپی ہوگا اور مصنف کو اس بات کی داد آپ یقیناً دیں گے کہ انھوں نے نہ صرف اردو ادب میں ایک نئی کتاب کا اضافہ کیا ہے بلکہ اسے ایک نیا موضوع بھی عطا کیا ہے اور وہ اپنی اس ادبی خدمت کے لیے ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔

عبداللہ ولی بخش قادری

چنار کے پھول

شاعر: جگدیش مہتہ درد
ناشر: حقیقت بیانی پبلشرز تلک نگر، نئی دہلی
ملنے کا پتا: مکتبہ جامعہ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی
قیمت: پانچ روپے

جگدیش مہتہ درد کی زندگی سیاست اور ادب دونوں دائروں میں متحرک نظر آتی ہے۔ "چنار کے پھول" شاعر کا پانچواں شعری مجموعہ ہے جو ہندی اردو میں یکجا شایع کیا گیا ہے۔ مگر دونوں میں مختلف کلام شامل ہے۔ شاعر نے کتاب کا پیش لفظ خود لکھا ہے۔ اس کے ایک اقتباس سے شاعر کا ذہن واضح ہے۔

"سچے سوشلزم کی لہر ملک کو عظیم سے عظیم تر بناتی رہے اور تقریباً ساٹھ کروڑ عوام سکھ چین سے خوشحالی کی طرف قدم بڑھا سکیں۔"

مہتہ درد کی شاعری میں غمِ سیاست اور غمِ محبوب دونوں کی آمیزش ہے۔ کلام میں سادگی، بیساختگی اور بیباکی ہے مگر زبان و بیان کے سلسلے میں احتیاط نظر نہیں آتی۔ مثلاً

ص ۲۰: رکھّی کبھی تو ٹوٹی ہوئی مینا مرے آگے

"مینا" مونث نہیں اس کو تمام مستند اساتذہ نے مذکر لکھا ہے۔

اب شاعر کی غزل کے چند اچھے اشعار پڑھیے اور داد دیجیے۔

جن کے ہاتھوں میں سبُو ہے جام ہے
دور اُن سے گردشِ ایام ہے

کلی کلی پہ ہیں تحریر میرے افسانے
یہ بات اور کہ اہلِ نظر نہ پہچانے

تھوڑا سا کرم اور کبھی اسے تلخیِ ایام
یاروں کی عنایت کو پرکھنا ہے ابھی اور

مہذب لوگ رندِ نکتہ داں سے		سلیقہ سیکھتے ہیں گفتگو کا
خدا کرے کہ ترا دل بھی خوبصورت ہو		ترا بدن تو ہے شفاف چاندنی کی طرح

شاعر کو مختلف اصنافِ سخن پر قدرت حاصل ہے ۔ چنانچہ اس مجموعے میں قطعے، رباعیاں اور نظمیں بھی شامل ہیں ۔ نظموں میں جواہر لال نہرو، نغمہ، اندرا گاندھی میرے محبوب، نوحۂ مادر قاری کو متاثر کرتی ہیں۔ شاعر کی شخصیت اور فن پر ضیا فتح آبادی، طوفان دہلوی، ساغر نظامی، عرش صہبائی، اندر جیت گاندھی، ساحر سیالکوٹی وغیرہ نے اظہار خیال کیا ہے۔

چنار کے مجموعوں میں مہتہ درد کی غزلیں اور نظمیں ہندی رسم الخط میں چھپی ہیں ۔ نظموں میں " میرے دیش کے ویر جوانو، قدم ملا کے چلو، وطن کے سپاہی کے نام شکتی باہنی کے جوان سے، نعرۂ مردِ مومن (بنگلہ دیش) گورو گوبند سنگھ جی مہاراج، علی حیدر، کشمیر کی جنگ سے متاثر ہو کر" لائق تحسین ہیں ۔ ان نظموں سے شاعر کی وطن پرستی، حالات حاضرہ سے باخبری بہتر تاریخی کرداروں کے اوصاف سے ذہنی وابستگی، صاف شفاف ذہن اور شاداب زندگی کے رجحان کا سراغ ملتا ہے

سرورق آرٹ پیپر پر چھپا ہے ۔ شاعر کی تصویر شامل اشاعت ہے کتاب اچھی چھپی ہے ۔		وِدّیا ساگر دویدی

گونگی چاہت

ناول نگار: انیس مرزا
ناشر: ایشیا پبلشرز ۵ بھارگو لین تیس ہزاری دہلی
قیمت: چھ (۶) روپے

انیس مرزا کے نئے ناول کے لیے قارئین کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑتا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار نے کسی منصوبہ کے تحت اپنے موڈ کو مظاہرۂ فن سے ہم آہنگ کر لیا ہے ۔ چنانچہ "گونگی چاہت" اسی عالم کی پیداوار ہے ۔

اس ناول کا آغاز نہایت معمولی بات سے کیا گیا ہے۔ ساگر اپنی بڑی بہن دیکھا کر ٹرین میں بٹھا دیتا ہے ٹرین چلی جاتی ہے۔ دوسری ٹرین میں اُس کو شپنا ایک حسین اور پُراسرار لڑکی نظر آتی ہے۔ پلیٹ فارم سے ہی ناول میں (SUSPENSE) پیدا ہو جاتا ہے۔ ساگر اور شپنا کی نگاہیں بار بار ملتی ہیں۔ ٹرین روانہ ہوتے ہی وہ اپنی انگوٹھی گرا دیتی ہے۔ ساگر اپنی کار سے ٹرین کا تعاقب کرتا ہے۔ مادھوپور میں وہ اُس کے کمپارٹمنٹ میں داخل ہو جاتا ہے۔ دانیال بدمعاش اور اس کے ساتھی ساگر پر حملہ کرتے ہیں۔ مگر شپنا کی محبت کا جوش ساگر کو فتحمندی عطا کرتا ہے۔

وہ شپنا کو اپنے گھر لے جاتا ہے۔ یہاں آکر ساگر اور شپنا میں امیری اور غریبی کا فاصلہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ آشرم سے اغوا کی ہوئی لڑکی ہے لیکن ساگر نے شپنا کو اپنانے کے لیے سماج کے پیدا کیے ہوئے تمام وسوسوں کو اس کے ذہن سے دور کر دیا۔

اسی گھر میں ناول کا نیا موڑ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے کہانی آگے بڑھتی ہے اور اس میں پھر (SUSPENSE) کی کیفیت داخل ہو جاتی ہے۔ عشق کی نفسیات کو ناول نگار نے عمدگی سے پیش کیا ہے۔ ساگر کے بڑے بھائی سورج کی چہیتی بیوی رتنا کی وفات پر اس کے ذہن میں قنوطیت پیدا ہو گئی تھی اس کی زندگی جہنم تھی لیکن شپنا کے حسن، قربت اور سلیقہ شعاری نے سورج کے دل میں محبت کی کرن پیدا کر دی اب ہیروئن کے سامنے محبت اور انسانی ہمدردی دو جذبوں کا طوفان تھا۔

ناول میں ساگر اور شپنا کے مکالمے دلچسپ اور نفسیاتی ہیں۔ ناول کے ورق پلٹتے جاتے ہیں اور راز کھلتے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ شپنا دراصل رتنا کی سگی بہن ہے جس کو سماج کے گندے عناصر نے بچپن میں جدا کر دیا تھا۔ اس ناول میں ایک مقام پر خامی نظر آتی ہے۔

رتنا کو کینسر ہو گیا تھا۔ اُس نے سورج اور خاندان سے مرض کو چھپا کر ڈاکٹر سے علاج کرایا۔ ڈاکٹر کے یہاں بغیر اطلاع متواتر جانے سے سورج کو شک ہو گیا اور اس نے

۔ رات کو رتنا پر گولی چلادی —— ظاہر ہے کہ کینسر کا مرض ایسا ہرگز نہیں جس کو لمحہ بھی پوشیدہ رکھا جا سکے۔ ناول میں یہی جھول ہے۔

کرداروں اور واقعات میں تسلسل ملتا ہے ایک رات کو دانیال اچانک شپنا کے ے میں داخل ہوجاتا ہے یہ ناول کا اہم کردار ہے وہ شپنا کے کانوں سے سونے کے ے اتار لیتا ہے اور پانچ دس ہزار روپیہ ماہانہ ادائگی پر سمجھوتہ ہوجاتا ہے۔

شپنا نے یہ رقم بھی سورج سے حاصل کی لیکن جب دانیال دوبارہ آیا تو پنا کا ذہن۔ اس میں عورت کا وجود جاگا اس نے رقم دینے سے انکار کردیا۔ دانیال سکو گھسیٹ کر باہر لے گیا اور جیب میں ڈال کر چلایا سورج نے دیکھ لیا اس نے موٹر سائیکل سے اس کا پیچھا کیا۔ ساگر بھی کار لے کر پہنچ گیا۔ ایک پہاڑی پر ساگر اور دانیال میں خوں ریز جھڑپ ہوئی سورج نے ایک مقام سے یہ منظر دیکھا اس کو پہلی مرتبہ ساگر اور شپنا کی سچی محبت کا یقین ہوا۔ اس نے ساگر کو مار آستین اور شپنا کو ڈائن سمجھا۔ ور خاموش تماشائی بنا رہا۔

عام قاری کے نزدیک سورج کا یہ احساس اور ردِ عمل غیر فطری سمجھا جائے گا لیکن ناول نگار نے عشق کا نفسیاتی نکتہ اس مقام پر زیادہ خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ س منظر نے ناول کے اختتام کو بامعنی اور بہتر بنا دیا ہے۔

چند لمحے بعد سورج کی ذہنی کیفیت بدلتی ہے۔ بھائی کی محبت ابھرتی ہے۔ سورج اور دانیال جنگ کرتے ہوئے پہاڑی سے کھائی میں گر کر مر جاتے ہیں۔

اس المیہ کے بعد ساگر اور شپنا کو ازدواجی محبت کی زندگی ملتی ہے۔

ناول دلچسپ ہے اور اس میں موجودہ سماجی زندگی کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ اور سرورق زیادہ عمدہ۔ (ڈاکٹر سیفی پریمی)

سفینۂ زرِ گل

فضا ابن فیضی

فضا کی غزلیں صرف دل کے مرثیے سے نہیں دورِ حاضر کے درد و داغ جستجو و آرزو کی پوری داستان سے عبارت ہے جو خلوص، آگہی اور بانکپن کے ساتھ نظم ہوئی ہے۔

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم ، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شایع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام: ٹ ۔ ج ۔ دو بوئر ترجمہ : ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے ۔ جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے

قیمت ۱۵۰/-

تاریخ تمدنِ ہند پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ۔ ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں ۔ قیمت : ۱۲/-

ہمارا قدیم سماج سید سخی حسن

سید سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے ۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر اُن کے تقاضوں کے مطابق پر وقار انداز میں قلم اٹھایا ہے جس میں نہ جانب داری ہے اور نہ تعصب ۔ قیمت : ۱۰/-

چڑیاں (بچوں کے لیے) سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں کسے کہتے ہیں، ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں ۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں ۔ ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں ۔ اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں ؟ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب پڑھیے ۔ قیمت ۳/-

تقسیم کار

[illegible]

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی

بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

...بو (حصہ اول دوم)	مصنف: ایف، سی، فرنیاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	۳/۰
...شمیر	" : مالا سنگھ تصاویر: پرکانند	" : خدیجہ عظیم	۱/۵۰
...ندروں کی دنیا	" : جہاں آرا	" : محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
...لیہ کی چوٹیوں پر	" : بریگیڈیر گیان سنگھ	" : محمد ذاکر	۱/۵۰
...ری مدر توں کی کہانی (حصہ اول)	" : لیلا مجمدار	" : رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
...ت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" : لیلاوتی بھاگوت	" : " " "	۱/۵۰
...بلی کہانیاں	" : منوج داس	" : صغرا مہدی	۱/۵۰
...ادی کی کہانی (اول دوم)	" : وشنو پربھاکر	" : انور کمال حسینی	۳/۰
...ری ریلیں	" : جگجیت سنگھ	" : عرش ملسیانی	۱/۵۰
...وستان میں غیر ملکی سیاح	" : کے۔ سی۔ کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ	۱/۵۰
...انگ کھیلیں	" : اوما نند	مترجم: رفیعہ منظور الامین	۱/۵۰
...دن ہوئے (اول)	" : ایم، چوکسی دبی الکم، جوشی	" : رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
...روں کی کہانیاں	" : راجندر اوستھی	" : انوار کمال حسینی	۱/۵۰
...ہنت و نتاریہ	" : کرشن چیتنیہ	" : " " "	۱/۵۰
...ابہار کہانیاں	" : شانتا رنگا چاری	" : " " "	۱/۵۰
...نان کی بکری	" : ڈاکٹر ذاکر حسین		۳/۰
...ھی دکان	" : قدسیہ زیدی		۲/۵۰
...نو ہاسیا اور پریزاد	" : " "		۲/۰
...کے جانور	" : " "		۲/۵۰
...ڈیں جنھوں نے دنیا ...، قوالی (اول دوم)	" : میر نجابت علی	ترجمہ: سید احسان	۳/۰
...پانی	" : لیلا مجمدار	" : صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
	" : ملک راج آنند	" : انور کمال حسینی	۱/۵۰
...کر کے سیکھیں	: منوہر داس چترویدی	" : " " "	۱/۵۰

چند اہم کتابیں

دیواریں (شعری مجموعہ) مہیش چندر نقش

مہیش چندر نقش اردو کے مقبول و معروف شاعر ہیں "دیواریں" آپ کا تازہ ترین شعری مجموعہ جسے یقیناً ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔ قیمت ۵/-

خاکم بدہن (طنزیہ مضامین) مشتاق احمد یوسفی

ظرافت و بصیرت، تفکر و تغنن، مشاہدے اور مطالعے کا جو حسین امتزاج مشتاق احمد یوسفی کے یہاں ملتا ہے۔ وہ اردو مزاح نگاری میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ اس کتاب کو کہیں سے کھولیے۔ ہر صفحے کو بادِ بہار پائیں گے۔ قیمت ۵/۵۰

جدید اُردو لسانیات ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین

یہ کتاب لسانیات کے طلبہ اور اُن کے اساتذہ کے لیے بے حد مفید ہے۔ جنھوں نے لسانیات کا باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا۔ مگر انھیں اُردو کے طلبا کو ایم۔ اے میں لسانیات کا ایک پرچہ پڑھانا پڑتا ہے۔

قیمت : ۵/۵۰

بابا فریدالدین گنج شکر (حالاتِ زندگی اور تعلیمات) گورکچن سنگھ طالب

اس کتاب میں شیخ فرید کے حالاتِ زندگی، ان کا کلام یا "بانی" جو گرنتھ صاحب میں درج ہے، اس کا کچھ حصہ مع اصل اور اردو ترجمے کے دیا گیا ہے۔ اس سے پڑھنے والوں کو بابا فرید کی روحانی اور اخلاقی عظمت اور ان کے جذبات کی ہمہ گیری کا احساس ہو جائے گا۔

قیمت :- ۲/-

نئی مطبوعات

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی　　صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمن۔ ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیشِ نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خد و خال کو پہچاننے میں مدد دے گا

قیمت: مجلد ۱۰/۵۰
نیوز پرنٹ غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل

ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جس میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہِ راست مسلمانوں سے ہے یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصرِ جدید" کے لیے لکھے تھے۔ ملک کے مایۂ ناز مفکر، فلسفی، معلّمِ اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

قیمت: ۵/۵۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ چھہتر ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالاتِ زندگی درج ہیں۔ ساتھ ہی نمونۂ کلام بھی ہے۔ یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے

قیمت: ۱۵/۰

داستانِ اشک و خوں

خواجہ غلام السیّدین　　کرنل سید بشیر حسین زیدی

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا۔ ۲۵۔ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے۔ اس سے انھیں سخت دکھ ہوا۔ خواجہ صاحب نے اپنے اس کرب و اضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے ہی مضامین کا

"ناولستان" نئی دلی ۲۵ کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ"، ایک بین اقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے۔ گذشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب و غریب چونکا دینے والا ناول۔

قیمت : ۵/-

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے، یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دلکش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے

قیمت ۸/-

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں لیکن۔ زبان خاموش ہے بالکل خاموش۔

قیمت: ۳/۵۰

پابہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، ان کی مشکلات، ان کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار۔

قیمت : ۶/-

اُلجھی ڈور　(ناول)　صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن الجھنوں کا شکار ہیں۔ اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کش مکش کو پیش کرتا ہے۔　قیمت: ۴/۵۰

اللہ میگھ دے　(ناول)　رفیعہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے۔ تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم نہیں دیا۔ مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب (برسوں بعد۔ جب۔ یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا) آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔　قیمت: ۶/۵۰

"نئی آواز" نئی دہلی ۲۵ کی تازہ ترین مطبوعات

تنہائی　(ڈراما)　ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے اپنی جگہ اثر انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری چابک دستی سے مزید نمایاں کیا گیا ہے۔　قیمت: ۳/۷۵

جہاں آرا　(تین ایکٹ کا اوپیرا)　رفعت سروش

جیتی جاگتی کہانی، کچھ اصلی کچھ نقلی مگر جان دار کردار، تسلسل، ارتقا، کشمکش اور دل پذیر انجام، ضرورت کے مطابق شاعرانہ صلاحیتوں۔ فنی تقاضوں اور تکنیکی رموز و اشارات کا استعمال، پابند اور آزاد شاعری کے کامیاب نمونے، ساز و آواز کا باموقع استعمال، تحت، ترنم اور اس کا مناسب اہتمام، غرضیکہ ہر ممکن کوشش سے اوپیرا کو خوب سے خوب تر بنایا گیا ہے۔　قیمت: ۴/۵۰

مکتبہ جامعہ بک کلب

کا ممبر بن کر اردو کی ادبی اور معیاری کتابیں رعایتی قیمت پر
حاصل کیجیے

ہمیں یقین ہے کہ اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس نئی اسکیم سے استفادہ کریں گے اور ہمیں موقع دیں گے کہ ہم کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ اچھی کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

قواعد وضوابط

(۱) بک کلب کی فیس رکنیت پانچ روپے ہوگی۔

(۲) بک کلب کے ہر ممبر کے نام ماہنامہ "کتاب نما" (جس کا سالانہ چندہ تین روپے) بے قیمت جاری کیا جائے گا۔

(۳) ہر ممبر کو مطبوعات مکتبہ جامعہ (غیر درسی پر) ۲۵٪ اور ہندوستان میں چھپی ہوئی تمام اردو کتابوں کی خریداری پر ۶¼ فی صدی کمیشن دیا جائے گا۔

(۴) ممبری کے دوران ممبر حضرات جتنی بار چاہیں کتابیں خرید سکتے ہیں۔

(۵) کتابیں بذریعہ وی پی روانہ کی جائیں گی اور اخراجات روانگی کتب ممبر کے ذمے ہوں گے۔

(۶) ہر فرمائش پر کلب کی ممبری نمبر کا حوالہ دینا لازمی ہوگا۔

(۷) گیارہ مہینے گزرنے کے بعد ہر ممبر کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ فیس رکنیت کی کتابیں خرید کر پچھلا حساب صاف کرے اور آئندہ کے لیے پھر سے رکنیت کی فیس بذریعہ منی آرڈر روانہ کرے۔

(۸) ممبر حضرات اپنی پسند کی کتابیں مکتبہ جامعہ لمیٹڈ یا اس کی کسی بھی شاخ سے حاصل کر سکتے ہیں

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
پرنس بلڈنگ بمبئی ۳	اردو بازار دہلی ۶	شمشاد مارکیٹ علی گڑھ

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشا

اشخاص و افکار	ضیاء الحسن فاروقی	۶/۵۰
تجزیے	ڈاکٹر گیان چند	۱۱/-
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۲/۵۰
خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں	صالحہ عابد حسین	۱۲/-
حسرت کی شاعری	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۲/-
کاروانِ فکر	" "	۳/۵۰
اردو ایسیز	سید ظہیر الدین مدنی	۳/۵۰
اردو مرثیہ	سید سفارش حسین	۶/-
بکھرے ورق	سونیتی کمار چٹرجی	۲/-
پردیسی کے خطوط	مجنوں گورکھپوری	۳/۵۰
تنقید کیا ہے؟	آل احمد سرور	۵/۵۰
غزل سرا (اردو)	مجنوں گورکھپوری	۶/-
نقد اقبال	میکش اکبرآبادی	۴/۲۵
فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ	سید ضمیر حسن دہلوی	۴/-
خنداں	رشید احمد صدیقی	۶/-
ڈاکٹر ذاکر حسین	عبداللطیف اعظمی	۵/۵۰
داستانِ اشک و خوں	خواجہ غلام السیدین	۱/۲۰
شرابِ کہنہ	رشید نعمانی	۳/۲۵
شہر آشوب	ڈاکٹر نعیم احمد	۷/۲۵

تذکرہ، سیرت و شخصیت

تذکرۂ معاصرین	مالک رام	۱۵/-
پریم چند کے خطوط	مدن گوپال	۶/۵۰
تذکرۂ جگر	محمود علی خاں	۳/-
قلم کا مزدور	مدن گوپال	۴/-
گنجہائے گرانمایہ	رشید احمد صدیقی	۶/-

تاریخ، سیاسیات و روداد

اسلام کی اخلاقی تعلیمات	امام غزالی	۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان	ڈاکٹر مشیر الحق	۲/-
دنیا اسلام سے پہلے، اسلام کے بعد	عبدالسلام قدوائی	۳/۲۵
اسلامی عقائد و مسائل مذہب	مولانا جمال الدین اعظمی	۴/-
مسلمان اور عصری مسائل	ڈاکٹر عابد حسین	۵/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے (ترجمہ)	مولانا جمال الدین اعظمی	۲/۲۵
آشفتہ بیانی میری	رشید احمد صدیقی	۴/-
امن کا راستہ	عبدالغفار مدہولی	۳/-
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ	طاہر محمود	۴/-
کتاب کی کہانی	سید احسن نقوی	۱/۵۰
پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات	سری پرکاش	۴/-
تاریخ الامت (اول)	مولانا اسلم جیراجپوری	۲/۵۰

تاریخ الامت دوم مولانا اسلم جیراجپوری -/۴
" " سوم " " ۲/۷۵
" " چہارم " " ۳/۲۵
" " پنجم " " ۳/۲۵
" " ششم " " ۳/۲۵
" " ہفتم " " -/۲
" " ہشتم " " ۳/۲۵
کچھ پرانے خط دوم پنڈت جواہر لال نہرو -/۸
یادگار شخصیتیں " " ۵/۵۰

سفر نامے

گاندھی جی بادشاہ خاں کے دیس میں شری پیارے لال -/۵
اروس نیل سلطانہ آصف فیضی ۳/۲۵

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے ڈاکٹر سلامت اللہ ۴/۲۵
جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدہولی ۲/۵۰
تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/۵۰
چند پروجیکٹ عبدالغفار مدہولی ۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ ۲/۵۰

ناول

کالا شہر گورے لوگ احسان الحق -/۵
اللہ میگھ دے رضیہ سجاد ظہیر ۶/۵۰
اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین -/۸

آلجھی ڈور صالحہ عابد حسین ۴/۵۰
پا بہ جولاں صغرا مہدی -/۶
دوسرے کنارے تک عزیز قیسی ۳/۵۰
زندگی کی لہر ساولنگ -/۳
آدمی کا مقدر ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۱
آپس کے گیت " " ۲/۷۵
ایک تھی انیتا امرتا پریتم ۳/۲۵
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم -/۵
باغ و بہار میر امن مرتب رشید حسن خاں -/۳
بیوہ منشی پریم چند ۲/۷۵
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۳/۵۰
چنار کا پتا سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵
خیالی پلاؤ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵
دلدل " رضیہ سجاد ظہیر ۴/۵۰
دلی کی شام " بلقیس جہاں ۴/۵۰
ڈنگو " قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہ عمل صالحہ عابد حسین ۷/۵۰
سات سال ترجمہ رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکست ناتمام " زہرہ سیدین -/۲
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۳/۷۵
گئودان منشی پریم چند -/۱۱
میدان عمل " " ۸/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۲
اپنے دکھ مجھے دے دو راجندر سنگھ بیدی -/۶
یودکیہ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵

افسانے اور خاکے

اپنے دُکھ مجھے دیدو — راجندر سنگھ بیدی ۴/-
بڑی حویلی — مرزا محمود بیگ ۲/-
پت جھڑ کی آواز — قرۃ العین حیدر ۴/-
چراغوں کا سفر — رام لعل ۴/-
خیالستان — سجاد حیدر یلدرم ۳/۷۵
کالے صاحب — اوپیندر ناتھ اشک ۲/۵۰
کیمیاگر — پروفیسر محمد مجیب ۲/-
نروان — جیلانی بانو ۴/۷۵
نئی بیماری — مہندر ناتھ ۲/۵۰
واردات — منشی پریم چند ۴/-

ڈرامے

آزمائش — پروفیسر محمد مجیب ۱/۷۵
انجام — " " " ۱/۲۵
اوپر کی منزل — کرتار سنگھ دُگل ۴/-
آئینۂ ایام — ترجمہ خلیق احمد ۳/۵۰
پردۂ غفلت — ڈاکٹر عابد حسین ۱/۵۰
دروازے کھول دو — کرشن چندر ۲/۵۰
سراج الدولہ — ترجمہ اشفاق حسین ۱/۵۰
کھیتی — پروفیسر محمد مجیب ۱/۲۵
موت پر فتح — جیالال ساز ۱/۲۵
نقشِ آخر — اشتیاق حسین قریشی ۱/۲۵

نظم

نئی نظم کا سفر — مرتبہ: خلیل الرحمٰن اعظمی ۱۰/۵۰
آتشِ گل — جگر مرادآبادی ۴/-
پچھلی رات — فراق گورکھپوری ۱۰/-
نئی دنیا کو سلام — سردار جعفری ۱۰/-
غالب اُردو کلام کا انتخاب — پروفیسر محمد مجیب ۵/-
مثنوی سحرالبیان — مرتب رشید حسن خاں ۵/-

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری ۵۰
آنحضرت — الیاس احمد مجیبی (اردو) ۱۵
" " " (سندھی) ۴۰
پاک کہانیاں (دو حصوں میں) — مقبول احمد سیوہاروی ۱/۵
چار یار — الیاس احمد مجیبی -/۵۰
خلفائے اربعہ — خواجہ عبدالحی فاروقی ۲/۲۵
رسولِ پاک — عبدالواحد سندھی ۱/۸۰
عقائدِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری ۱/۵۰
مسلمان بیبیاں — اعجاز الحق قدوسی ۷۵
نبیوں کے قصے — خواجہ عبدالحی فاروقی
ہمارے رسول — " " " ۱/۶۵
ہمارے نبی — سید نواب علی رضوی (اردو) ۵۰
" " " " (ہندی) ۴۰

معلومات

آدمی کی کہانی — مشتاق احمد اعظمی ۷۵
انوکھا عجائب خانہ — محمد حسین حسان (دو حصے) ۱/۸
بجلی کی کہانی — علی احمد خاں ۵۰
شہزادوں کی کہانی — محمد عبدالغفار ۱۲

تاریخ ہند کی کہانیاں (اوّل) خجستہ سلطانہ ۴۰/-
" " " (دوم) ضیاء الرحمٰن ۱/۰
" " " (سوم) مشتاق احمد اعظمی ۸۰/-
" " " (چہارم) " " ۹۵/-
خبر رسانی کے طریقے رفیعہ منظور الامین ۸۵/-
دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/-
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اوّل) احمد جلیل غلام ابرار ۱/-
" " (دوم) " " " ۱/۲۵
" " (سوم) " " " ۸۱/-
" " (چہارم) " " " ۸۱/-
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۳۰
" " نیچے " " " ۲/۰
قدرت کے کرشمے ادارہ ۹۲/-
میر انیس محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں ناول اور ڈرامے

چینی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی ۵۰/-
بہادر سیاح " " " ۶۵/-
چچا غالب مرتبہ " " ۱/۷۵
بھیڑیے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۵۰/-
ہرن کے بچے " " " ۵۰/-
میاں ڈھینچو کے بچے " " " ۵۰/-
شیر خاں " " " ۵۰/-
لومڑی کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۵۰/-
بہادر " " " ۷۵/-
سونے کا پنجرہ احسان الحق ۲۵/-
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/۰
عقل کا سودا " " ۷۰/-
جن حسن عبدالرحمٰن (دو حصے) ایل لاگن ۲/-
خربوزہ شہزادے کا سر بن گیا۔ کوثر بانو ۳۰/-
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی ۵۰/-
چٹانوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن ۹۰/-
بندر کا گھر خضر برنی ۱/۱۵
دلّی دور ہے مجیب احمد خاں ۵۰/-
جب اور اب آصفہ مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
اس نے کیا کرنہ جانا آصفہ مجیب ۳۷/-
پریم کی جیت اسد اللہ کاظمی ۳۷/-
تانبیل خاں محمد حسین حسان ۳۰/-
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۵۵/-
تیس مار خاں کے کارنامے م۔ ندیم ۱/۵۰
جھوٹی لالٹین مشتاق احمد ۳۱/-
جنگل کا راجا ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق ۴۰/-
چمپاوت کا آدم خور شیر محمد حسین ۲۵/-
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۷۵

کوے دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۷۵/۱
لال مرغی عبدالواحد سندھی ۵۰/-
مزہ چکھائیں گے مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۲۵/-
مزیدار پہیلیاں محمود علی خاں ۴۵/-

ننھا منّا ٹٹو خورشید سلطان ۳۰/-
چنبیلی محمد حسین حسان ۵۰/-
شیدا پروفیسر محمد مجیب ۵۰/-

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

ابتدائی کتاب

دس سبق مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۵۰/-

پیشے

بڑھئی مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
احمد خاں دکان دار " " " ۳۱/-
بھشتی " " " ۳۱/-
پیارے جان درزی " " " ۳۱/-
تانگے والا " " " ۳۱/-
حفیظ خانساماں " " " ۳۱/-
کلو حلوائی " " " ۳۱/-
عبدالرحمن راج " " " ۳۱/-
مرغی پالیے " " " ۵۰/-
نصیب خاں حجام " " " ۳۹/-

تمدن و معاشیات

چناؤ کے بھید " " " ۳۱/-
سرکاری ٹیکسوں کا راز " " ۳۱/-
ضلع کی سرکار " " " ۳۱/-
کارخانوں کے قانون " " ۳۱/-

جھلکیاں

احمد علی " " " ۳۱/-
احمد ندیم مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
اکبر الہ آبادی " " " " ۳۱/-
حیات اللہ انصاری " " " ۳۱/-
سہیل عظیم آبادی مرتبہ " " " ۳۱/-
عبدالحق " " " " ۳۱/-
میر امن " " " " ۳۱/-
نذیر احمد " " " " ۳۱/-

حفظان صحت

دق اور اس کا علاج " " " ۲۱/-
زچہ بچہ " " " ۳۱/-
طاعون اور چیچک " " " ۳۱/-
فوری علاج (دم گھٹنا) " " " ۳۱/-
" " (حادثہ) " " " ۳۱/-
" " (ہڈی ٹوٹنا) " " " ۳۱/-
" " (حادثہ) " " " ۳۱/-

ڈراما

استری دھن " " " " ۳۱/-
ٹھیک بات چیت کیجیے " " " ۳۱/-

سوانح حیات

اجمیری خواجہ " " " " ۳۱/-

امیر خسروؒ مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۱/۳۱
سوامی دیانند " " " " ۱/۳۱
غوث پاکؒ " " " " " ۱/۳۱
کرشن کنہیا " " " " " ۱/۳۱
گاندھی جی (حصہ اوّل) " " " " ۱/۳۱
" " (حصہ دوم) " " " " ۱/۳۱
گرو نانک " " " " ۱/۳۱
مصطفےٰ کمال (دوم) " " " " ۱/۳۱
نظام الدین اولیاؒ " " " " ۱/۳۱

کہانیاں

کہانیاں (حصہ اوّل) " " " " ۱/۳۱
" (" دوم) " " " " ۱/۳۱
پنچ تنتر (" دوم) " " " " ۱/۳۱
" " (" سوم) " " " " ۱/۳۱

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " " ۱/۳۱
آم کے باغ لگایئے " " " " ۱/۳۷
پپیتے کے باغ لگایئے " " " ۱/۳۱
پھلوں کی کھیتی " " " ۱/۳۱
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " ۱/۳۱
جانور کھلا چنگا رہے " " " ۱/۳۱
ساگ سبزی اگایئے " " " ۱/۳۱
کوآپریٹو فارمنگ " " " ۱/۳۱
کھاد بنایئے کھاد ڈالیے " " " ۱/۳۱

مقدمے کی مار مرتبہ تعلیم و ترقی جامعہ ۱/۳۱
نتھو دھوان ہوگیا " " " ۱/۳۱

مذہب

ابوداؤد شریف " " " ۱/۳۱
ابن ماجہ شریف " " " ۱/۳۱
کفن دفن " " " ۱/۳۱
نسائی شریف " " " ۱/۳۱

معلومات

چاند تارے " " " ۱/۳۱
دن رات (اوّل) " " " ۱/۳۱
دن رات (دوم) " " " ۱/۳۱
ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " " ۱/۳۱
فٹ بال " " " ۱/۳۱
ہلکے پھلکے کھیل " " " ۱/۳۱

متفرق

پنجابی لوک گیت " " " ۱/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان ۱/۵۰
الٹی دوا " " ۱/۵۰
برف کا گھر " " ۱/۵۰
بادشاہ کے کپڑے بشیر فاطمہ ۱/۵۰
بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا ۱/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " ۱/۵۰

ناؤ کے اُپدیش	محمد حسین حسان	۵۰/-	چیچک	مشتاق احمد	۶۲/-
تین سوال	عبداللطیف اعظمی	۵۰/-	ٹیک	محمد حسین حسان	۸۲/-
چاند	محمد حسین حسان	۵۰/-	کتنی زمین	" " "	۶۲/-
چوٹی کی چوٹ	معین الدین	۷۵/-	موسم کے بارے میں سو سوال	محمد امین	۸۷/-

ہماری درسی کتابیں

اُردو

اُردو قاعدہ	۳۵/-	اُردو کی چوتھی کتاب	۱/۵۰
اُردو قاعدہ رنگین	۴۰/-	اُردو کی پانچویں کتاب	۱/۶۷
اُردو کی پہلی کتاب	۵۰/-	اُردو کی چھٹی کتاب	۱/۷۲
اُردو کی دوسری کتاب	۹۰/-	اُردو کی ساتویں کتاب	۱/۸۲
اُردو کی تیسری کتاب	۱/۳۵	اُردو کی آٹھویں کتاب	۱/۸۲

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے) ترجمہ:	یاور حسین	۱/۶۵
" " (تیسرے " ") "	محمد یونس	۱/۸۰
" " (چوتھے " ") "	ملکہ بیگم قزلباش	۲/۳۵
" " (پانچویں " ") "	محمد یونس	۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے) ترجمہ:	محمود سروش	۲/۲۵
" " (چوتھی " " ") "	"	۲/۴۵
" " (پانچویں " " ") :	دینا ناتھ گردھر	۲/۹۵

...ندی پرائمر	-/۲۵	بال پریم (سوم)	1/25
پرائمر (اوّل)	-/۲۵	بال پریم (چہارم)	1/25
" (دوم)	-/۲۵	نو بہ بھات	1/62
...م (اوّل، دوم)	1/-		

خطِ کتابت اُردو کورس

پہلی کتاب	1/-
دوسری کتاب	1/50
تیسری کتاب	1/75

قاعدہ یسّرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسرنا القرآن کو نئی ترتیب، ...وعام فہم ہدایتوں کے ساتھ شایع کیا تھا۔ اس قاعدہ کو محمد للہ والدین، ورمعلمین ... نے بہت پسند کیا۔ اظہار پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ ...ہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گراں قدر تجویزوں سے بھی نوازا۔ ان تجویزوں کی روشنی ...رہ یسّرنا القرآن: دوسرا اڈیشن شایع ہوکر آگیا ہے۔

سائز ۲۲×۲۹/۸ سفید گلیز کاغذ آفسیٹ کی چھپائی

بورڈ آف اسٹڈیز ان اُردو، بمبئی یونیورسٹی سے منظور شدہ

...ادب (حصہ نثر و نظم) مرتبین۔ ڈاکٹر سید محی رضا۔ ڈاکٹر آدم شیخ

فرسٹ ایر آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے (پائریوں) قیمت: ۵/۵۰

...ادب (حصہ نثر و نظم) مرتبین۔ پروفیسر فصیح الدین احمد۔ ڈاکٹر مجاہد حسین حسینی

انٹرمیڈیٹ آرٹس، سائنس اور کامرس کے لیے) قیمت: ...

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
دلی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دلّی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

اگست ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ ۸
سالانہ تین روپے
فی پرچہ تیس پیسے

اشاریہ

جون کی ۲۴۔ تاریخ کو حیدر آباد میں ڈاکٹر جعفر حسن نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ مرحوم کو اُردو ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ اگرچہ آپ نے سماجیات میں جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی تھی۔ کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے جن میں "عمرانیات اور مسئلۂ تعلیم"، "زرعی افلاسِ ہند"، "اطلاقی سماجیات" کے علاوہ "منتخبات ہندی کلام" خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم کو ہندی زبان پر بھی خاصا عبور تھا اور آپ ہندی اور اُردو کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوشش کی برابر تلقین کرتے رہے۔ اُردو زبان کے تلفظ اور املا کی اصلاح کو آپ نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ اور اس میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ خود اپنے نام کا املا "جافر ہسن" قرار دے لیا۔

جولائی کی ۸۔ تاریخ کو علم و ادب کا ایک اور چراغ گل ہو گیا۔ یہ تھے اردو، فارسی اور عربی کے مشہور عالم، پروفیسر ضیا احمد بدایونی۔ مرحوم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی کی صدارت سے ۱۹۶۵ء میں سبکدوش ہونے کے بعد تحقیق و تصنیف کے کاموں میں مصروف رہے۔ آپ کی ایک کتاب مکتبہ جامعہ شائع کر رہا ہے کچھ ہی دن ہوئے کہ آپ نے کتابت شدہ کاپیاں خود ہی پڑھ کر مکتبہ کو واپس کی تھیں۔ کتاب کا نام ہے "منازل و مسالک"۔

مشہور افسانہ نگار ممتاز شیریں بھی اسی زمانے میں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

تقسیم سے قبل بنگلور کے قیام میں اپنے شوہر صمد شاہین کے ساتھ "نیا دور" نام کا رسالہ نکالتی تھیں۔ اس کا شمار اس دور کے بلند اور معیاری رسالوں میں ہوتا تھا۔

۱۸۔ جون کو گورکھپور کے ممتاز شاعر ایشوری پرشاد گہرؔ کا انتقال ہوگیا۔ گہرؔ مرحوم، فراقؔ گورکھپوری کے قریبی عزیزوں میں تھے۔ اُردو کے فروغ کی ہر تحریک میں حصّہ لینے کو ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ ان کی موت سے گورکھپور کی ادبی محفل سونی ہوگئی۔

یہ تمام اموات اُردو دُنیا کا عظیم نقصان تصوّر کی جائیں گی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رُوحوں کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکتبہ جامعہ سے ایک اور نئی کتاب "مسلمان اور سیکولر ہندوستان" شایع ہوگئی ہے۔ اس کے مصنف ڈاکٹر مشیر الحق ہیں۔ جن کی کتاب "امریکہ کے کالے مسلمان" مکتبہ جامعہ نے شایع کی تھی اور جس کی خاطر خواہ پذیرائی ہوئی تھی۔ یہ کتاب بھی موضوع کے اعتبار سے نئی سی ہے اور پڑھنے کے لایق

اس ماہ، "واردات" (منشی پریم چند)، "پردۂ غفلت" (ڈاکٹر سید عابد حسین) "نقشِ آخر" (اشتیاق حسین قریشی) کے نئے اڈیشن شایع کرنے کے ساتھ بچّوں کے لیے "سرکارِ دوعالم" (حسین حسان ندوی) اور سماجی زندگی کے چار میں سے تین حصّوں کے تازہ اڈیشن بھی چھاپے گئے۔ 'ناولستان' نے ساتواں ناول "جلیس" شایع کیا ہے۔ یہ انور کمال حسینی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔

قارئین کتاب نما، کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ مراٹھواڑہ یونیورسٹی، اورنگ آباد کے صدر شعبۂ اردو، پروفیسر شمیم احمد کے تنقیدی مضامین کے مجموعے "ادراک" کی اشاعت کے لیے یونیورسٹی مذکور نے ایک ہزار روپے کی گرانٹ منظور کی ہے۔ یہ گرانٹ نتیجہ ہے وہاں کے اربابِ اقتدار خصوصاً وائس چانسلر شری آر پی ناتھ کی اردو نوازی کا جس کے لیے یہ حضرات مستحق مبارکباد ہیں۔

'ناولستان' نئی دِلّی، کی ساتویں پیش کش

جلیس

(ناول)

انور کمال حسینی

زمانہ بدل گیا ہے۔ زندگی کی قدروں میں تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن آج بھی انسان بہت سے معاملات میں روایتوں کا شکار اور رسموں کا غلام ہے۔

آہوں، کراہوں اور تلخیوں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان صرف جلیس نامی طوائف ہی کی نہیں بلکہ ایک پورے معاشرے کا آپریشن ہے انسانی تہذیب کی عکاسی ہے۔

قیمت : ۴/۵۰

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جاسکتا ہے کیا، اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین 'کتاب نما' جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں، اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آجائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کی حدود سے باہر ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوعِ بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں۔ مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شایع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

(اڈیٹر)

ڈاکٹر زرینہ ثانی

صغرا مہدی کا نام ادبی دنیا میں نیا نہیں۔ تین چار سال قبل ان کا ایک مختصر ناول "کوئی درد آشنا بھی نہیں" شایع ہو چکا ہے۔ ان کے افسانے نیا دور، آج کتاب وغیرہ میں چھپتے رہے ہیں سدید یوسے افسانے اور فیچرز براڈ کاسٹ ہو

ہیں۔ حال ہی میں ان کا ایک نیا ناول "پابہ جولاں" ناولستان جامعہ نگر نئی دہلی سے شایع ہو چکا ہے۔

مذکورہ ناول میں ایک چونکا دینے والی بات کہی گئی ہے۔ جو دورِ جدید کے اہم مسائل سے تعلق ضرور رکھتی ہے۔ تاہم جس انداز سے اُسے پیش کیا گیا ہے وہ صحت مند ذہن کو اس سے دھکا سا لگتا ہے۔

ناول نگار نے سماجی اور نجی زندگی کا تصادم بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ اس میں فنکارانہ حسن اور تخلیقی اقدار پائی جاتی ہیں۔ ناول نگاری کے لیے جس سنجیدہ انہماک کی ضرورت ہے وہ بھی نظر آتا ہے۔ تاہم بصیرت افروز نظریے کی کمی کھٹکتی ہے۔ صہبا کے کردار کا تجزیہ کیجیے، آپ اس بات سے متفق ہو جائیں گے ..... ناول کا مرکزی کردار صہبا کا کردار ہے، مصنف نے نسوانی سوز سے اس میں خوبصورت رنگ بھرا ہے۔ ابتدا ہی سے ہماری تمام تر ہمدردی اور توجہ اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ چار سال کی ننھی صہبا ماں کی ممتا، شفقت سے محروم ہے۔ اپنی سہیلی مدھو کو ممتا کی دولت سے سرشار دیکھ کر ممتا کی چاہت کا جذبہ اس کے سینے میں شدّت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا دل کسک اور تڑپ سے آشنا ہو جاتا ہے۔ یہ کسک اس وقت اور شدید ہو جاتی ہے جب وہ مدھو اور مہن (بہن بھائی) کی آپسی محبت اور چھیڑ خانی دیکھتی ہے۔ خالد اس کا سگا بھائی ہے۔ مگر الگ تھلگ رہتا ہے .... سچ پوچھیے تو خالد خود ایک المیہ کردار ہے، ماں کے ہوتے ہوئے وہ ممتا سے محروم ہو جاتا ہے اور پھوپھی کی محرومی کو ختم کرنے کا وسیلہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ حساس بچہ گھربار ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے سہارے بڑھتا پلتا ہے۔ ساتھیوں کے طعن وتشنیع اس کے دل کو زخمی کرتے ہیں۔ وہ خود بیزاری کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسا بھائی بہن کو کیا مطمئن کر سکتا ہے ..... آمدم برسرِ مطلب۔

صہبا کا کردار آگے بڑھتا ہے۔ جب اس کی بہن ممّی اور ننّدو ماں سے ملنے، سے چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ تو حساس صہبا کے آبگینۂ دل پر ضرب پڑتی ہے۔ وہ

بہنوں سے اُلجھتی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ماں کی محبت کے لیے بے چین ہے۔ آر بی اس کے زخموں پر مرہم و شبنم رکھتی ہیں۔ دوسری طرف وہ خالد کی محبت کا نعم البدل پانے کے لیے مہن کی طرف بڑھتی ہے۔ اس طرح آر بی کی محبت، مدھو اور مہن کی دوستی و رفاقت، اس کے والدین کی دلداری اور خود اس کے اپنے والد کی شفقت اسے سکون بخشتے ہیں۔ تاہم ماں کے لیے اس کے دل کی خلش برقرار رہتی ہے۔ جب آر بی اس کے والد کو سمجھا بجھا کر اس کی والدہ کو گھر بلواتی ہیں تو اس کے تصورات کے بت ٹوٹ جاتے ہیں۔ ماں کا رویّہ اس کے لیے بڑا کرب انگیز ہوتا ہے۔ وہ اجنبیت کی دیواروں کو گرانا چاہتی ہے۔ مگر یہ دیواریں اونچی ہوتی جاتی ہیں۔ بہن کی شادی میں جب عورتیں اس کی ماں کو بُرا بھلا کہتی ہیں تو اس کے دل پر نشتر سا لگتا ہے، کبھی ماں سے ہمدردی ہوتی ہے۔ کبھی ماں کی کج فطرتی پر غصہ آتا ہے۔ خصوصاً جب اس کی ماں آر بی کو معتوب کرتی ہیں۔ اور ان کی نیت پر شک۔

اس طرح یہ کردار معصومانہ انداز میں، زندگی کی آویزشوں سے دوچار ہوتا ہوا ارتقا پذیر ہے۔ حساس اخلاقی اقدار کی پابند، دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کرنے والی صہبا کے رُوپ میں یہاں تک تو ہمیں سب کچھ فطری نظر آتا ہے۔ مگر جب مہن کے لیے جسے وہ ابتدا میں ایک بھائی کی طرح چاہتی ہے دوسرا جذبہ محسوس کرتی ہے تو اُلجھن ہونے لگتی ہے۔ لگتا ہے فرائیڈ کا نظریہ ضرورت سے زیادہ حاوی ہوگیا ہے۔ اور کردار غیر فطری نہیں تو غیر اخلاقی ضرور ہوگیا ہے۔ اگر واقعی بہن بھائی کی محبت پر جنسیت غالب آنے لگی تو رفتہ رفتہ اس رشتہ کا وجود ہی عنقا ہو جائے گا۔ ہماری صدیوں کی بنی بنائی مستحکم و مضبوط عمارت ڈھ جائے گی۔ سچ پوچھیے تو صہبا کے کردار کا یہ موڑ اس کے حسن کو ختم نہیں کرتا تو مدھم ضرور کر دیتا ہے۔ غیر ممالک کی بات اور ہے، وہاں فرس ٹریشن کی انتہا ہے۔ اگر ہم اس فرس ٹریشن کو بطور فیشن اپنالیں تو دوسری بات ہے ورنہ ہمارے اور ان کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہاں کے بچوں میں فرس ٹریشن پیدا ہونے کے

مختلف اسباب میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ وہ تیز رو زندگی (PAST LIFE) کی وجہ سے ماں باپ کی محبت سے محروم ہوتے ہیں ——— اور خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے ہمارے والدین کا سایہ سایۂ رحمت بنا ہوا ہے۔ اس لیے فرس ٹریشن وغیرہ بے معنی سا لگتا ہے، صہبا کے یہاں جس محرومی سے فرس ٹریشن پیدا ہو سکتا تھا۔ وہ یہی تھی۔ لیکن آر بی کی محبت، والد کی شفقت بہنوں کا پیار، مدھو کی رفاقت اور دوستی، اس کے والدین کی دلداری، اس کا نعم البدل بن سکتی تھی۔ دوسری بات، ہمارا معاشرہ ابھی مذہب سے اتنا بیگانہ نہیں ہوا ہے ہماری جمہوریت نے بھی مذہب پر کوئی پابندی عائد نہیں کی، ساتھ ہی ساتھ ہر مذہب کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ جن کی پابندی لازمۂ حیات ہوتی ہے۔ اس کے خلاف کیجیے معاشرے میں ہنگامہ خیزی پیدا ہو جائے گی ——— تیسری بات مہن اسے اپنی بہن سمجھتا رہا۔ جب وہ اس کی بٹن ٹانکتی ہے تو کہتا ہے:۔

"میں اس کا بڑا بھائی ہوں یا مذاق؟" مہن کی آمد پر وہ خوش ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اسے اس کا بھی احساس ہے کہ اس کے آتے ہی ہمارے سروں پر شادی کی مصیبت نازل ہوگی۔

مدھو مہن سے کہتی ہے۔ صہبا کے لیے دو تین پیغام آئے ہیں صہبا کو راضی کر لو ——— پھر دونوں مہن سے اس بات کو بھی اگلوا لیتے ہیں کہ وہ رتنا کو پسند کرتا ہے، ان نکات کو مصنفہ نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ ویسے وہ دلیل پیش کر سکتی ہیں۔ کہ ادب کا مقصد زندگی کی عکاسی ہے اور زندگی جس دھارے پر بہہ رہی ہے۔ میں نے اسے صفحۂ قرطاس پر اتار دیا۔ لیکن ادب زندگی کا عکاس ہی نہیں بلکہ نقاد بھی ہے۔ اور نقاد کا فرض ہوتا ہے کہ خوبیوں اور خامیوں کا محاسبہ کرکے، خوبیوں کو جلا دے۔ ابتدا میں صہبا کا کردار بڑا ہی پیارا اور معصوم سا لگتا ہے۔ لیکن مہن کے لیے اس کے دل میں جو جذبہ دکھایا گیا ہے وہ اس کی شکل بگاڑ دیتا ہے۔ اگر اس قسم کے واقعات اپنے ملک کا [illegible]

ہونے لگیں تو ہمارے بزرگ میل جول کی راہوں کو مسدود کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔ اور ایسے تعلقات کو بھی شک و شبہ کی نظروں سے دیکھیں گے۔ جب میل جول نہ ہو سکے گا تو اتفاق و اتحاد، جو ہماری قومی زندگی کی بنا اور سالمیت کے لیے ضروری ہے۔ دور ہی کی بات ہوگی۔ بس ناول کی یہی خامی ہے کہ مصنفہ نے جو کلائمکس بتایا ہے وہ ہمارے مقصد کے حصول میں رکاوٹ ثابت ہوگا اور ہماری راہیں دھندلا جائیں گی۔ یہ قدامت پرستی کے استحصال کے لیے شدید ردِ عمل ہے۔ لیکن اس میں اعتدال کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

بحیثیتِ مجموعی مصنفہ نے کرداروں کو بڑے سلیقے سے پیش کیا ہے طرزِ ادا جدید ہے وہ کبھی بیانیہ انداز اختیار کرتی ہیں تو کبھی کردار خود کلامی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور دونوں ہی طریقوں سے پلاٹ آگے بڑھتا ہے۔ بعض کردار اچھوتے اور دل کو موہ لینے والے ہیں۔ جیسے خالد۔ آلہ بی اور خود ماسٹر صاحب کا کردار۔ یہ ہمارے معاشرے کے چلتے پھرتے کردار ہیں جو زندگی کے تصادم اور آویزش سے دوچار ہوتے ہیں۔

مصنفہ کے بعض نظریے قابلِ قدر ہیں۔ وہ فرقہ وارانہ ذہنیت کے خلاف ہیں اور "ازہارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر" پہ یقین رکھتی ہیں۔ اُن کی نظر وسیع ہے۔ ملکی حالات پر بھی خامہ تبصرہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو ان کے فرائض سے آگاہی دیتی ہیں۔ ان کا انداز ناصحانہ نہیں بلکہ دوستانہ اور ہمدردانہ ہے۔ وہ ذہانت و شعور رکھتی ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر عابد حسین اور محترمہ صالحہ عابد حسین کے زیرِ سایہ علمی و ادبی کاموں میں مصروف رہنا ہی زبان کے مستند ہونے کی ضمانت ہے۔ ناول کی زبان شگفتہ رواں دواں اور خوبصورت ہے۔

پا بہ جولاں صغرا مہدی ناولستان نئی دِلّی قیمت -/۶

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

آبِ حیات اپنے رنگ میں اُردو ادب میں اس شان کی کتاب ہے کہ اس کی ہم پایہ کتاب ملنا آسان نہیں۔ وہ اگرچہ نقشِ اوّل ہے۔ مگر اس کا نقشِ ثانی کوئی دوسرا آزاد ہی پیدا ہو تو مہیا کرے۔ مختصر یہ کہ جس پایہ کی یہ کتاب اور جس پایہ کا اس کا مصنف ہے اسی شانِ تبحر کا وہ فاضل تھا جس نے اس کتاب کا خلاصہ کیا ہے۔ اس خلاصہ کے متعلق بے تکلف کہا جا سکتا ہے کہ پوری کتاب کی جوہری روح ایک سو ستاون صفحوں میں بحسن و خوبی کھنچ کر آگئی ہے۔ وہ بھی اس خوبی سے کہ اس خلاصہ سے کوئی قابلِ ذکر بات باہر نہیں رہی اور کسی ایسی ویسی بات کو جس پر معقولیت سے انگلیاں اٹھیں اس خلاصہ میں جگہ نہیں دی گئی۔

فاضل تلخیص نگار نے اپنے مقدمہ میں پانچ اصول مدِّ نظر رکھے ہیں اور انصاف یہ ہے کہ ان اصول کی سختی سے پابندی کی ہے۔ البتہ اصل کتاب میں جہاں ہجری سنہ دیا گیا تھا آپ نے اسے انگریزی یا مسیحی سال میں بدل دیا ہے کہ آج کے قاری ("پڑھاکو" پنجابی) سال کے یقین میں کسی قسم کی مشکل محسوس نہ کرے۔ اسی اصول کے پیشِ نظر غالب مرحوم کے سفرِ کلکتہ کا سال متن میں سنہ ۱۸۳۰ء تھا۔ آپ نے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ سنہ ۱۸۲۷ء ہونا چاہیے۔ مقدمۂ کتاب کے صفحۂ اوّل ص ۱۳ آزادی کی پہلی جنگ شروع ہونے کا سال بجائے ۱۸۵۷ء کے سنہ ۱۸۰۲ء چھپ گیا ہے۔ سنہ ۱۸۵۷ء ہی وہ سال تھا جس میں مولانا آزاد کے والد ماجد مولانا محمد باقر انگریز کی گولی سے شہید ہوئے تھے۔

کسی کتاب کے خلاصہ یا انتخاب کے بارے میں اگرچہ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں اصل مصنف سے زیادہ خلاصہ نگار یا انتخاب کرنے والے حضرات کے مذاق کا اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ کسی مصنف کو پورے طور پر سمجھنے کے لیے اس کی پوری تحریر کو پڑھنا لازمی ہوتا ہے اور خلاصہ اور انتخاب کی صورت میں ہم اصل مصنف کی بجائے خلاصہ نگار کی بنائی ہوئی تصویر کو دیکھتے ہیں۔ انتخاب یا خلاصہ میں الفاظ

مصنف ہی کے ہوتے ہیں۔ مگر الفاظ و فقرات کی پیوند کاری بہت حد تک اصل کو کچھ سے کچھ بنا سکتی ہے

اگرچہ یہ بات اس خلاصہ کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس طرح کے مصنف کی تیار کردہ تصویر کے خط و خال میں ادل بدل یا کمی بیشی کر کے اسے اپنا لیا گیا ہو۔ نہیں ایسا نہیں۔ جو لوگ آزاد کی زبان اور پیرایہ بیان سے آشنا ہیں وہ تسلیم کریں گے کہ ہمارے محترم فاضل پروفیسر سید احتشام حسین صاحب نے آب حیات، کے اپنے خلاصہ میں دوسرے خلاصہ نگاروں کے لیے ایک معیاری نمونہ پیش کر دیا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی کتاب "سوانح مولانا روم" پہلی بار ۱۹۰۶ء میں نامی پریس کانپور سے شایع ہوئی تھی۔ پھر ہندوستان میں مختلف مطبعوں سے برے بھلے طور پر شایع ہوتی رہی۔ پھر اسے ۱۹۶۱ء میں لاہور کی مجلس ترقی ادب نے اپنے سلسلۂ مطبوعات کی گیارھویں کڑی بنایا اور پروفیسر سید عابد علی عابد مرحوم لاہوری نے اسے مرتب کیا (مجھے سید صاحب مرحوم کی خدمت میں نیاز حاصل تھا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے) مولانا شبلی مرحوم نے مولانا رومی کی تصانیف کے تذکرے میں آپ کی پہلی کتاب فیہ ما فیہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا تھا کہ:

"(فیہ ما فیہ) یہ ان خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا (روم) نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے یہ کتاب بالکل نایاب ہے"

وغیرہ (سوانح مولانا روم ص۴۱)

ظاہر ہے کہ مولانا شبلی مرحوم کے سامنے کتاب "فیہ ما فیہ" کا کوئی مخطوطہ نہیں تھا۔ ۱۳۰۹ھ میں امرتسر سے شایع ہونے والے انتخاب دیوان مولانا روم کے خاتمہ کی عبارت سے مولانا نے جو سمجھا وہ لکھ دیا (میرے سامنے اس انتخاب کا نسخہ بھی نہیں ہے۔ شہاب) سید عابد علی مرحوم مولانا شبلی کے بیان پر ان لفظوں میں اظہار خیال شروع کرتے ہیں کہ:۔

"یہ غلط صریح ہے۔ فیہ ما فیہ مولانا روم کے ملفوظات کا مجموعہ ہے"

یہ حقیقت ۱۹۲۸ء میں مولانا عبدالماجد دریابادی کی اشاعت فیہ ما فیہ سے واضح ہوئی اور اس کی مزید تصدیق ۱۹۵۰ء میں تہران سے پروفیسر بدیع الزماں فروزان فر مرحوم کی مرتبہ فیہ ما فیہ کی اشاعت سے ہوئی۔ اس تفصیل سے مقصود صرف اس قدر ہے۔ کہ کسی بعد کی دریافت پر کسی متقدم کے بیان کی اس شدت سے تغلیط محض بے ضرورت اور خواہ مخواہ کی خودنمائی تھی۔ دیکھیے ایسے ہی مواقع کتاب آبِ حیات کی تلخیص میں فاضل پروفیسر سید احتشام حسین کو بھی پیش آئے ہیں۔ آپ بھی شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد دہلوی مرحوم کے قدیم بیان کی تصدیق فرماتے ہیں کہ قدیم بیان کی تصحیح بھی ہو جاتی ہے اور متقدم الذکر مصنف کی شانِ بزرگی بھی قائم رہتی ہے۔ بعد میں آنے والے فاضل کی معلومات تازہ کا خوبصورتی سے اظہار بھی ہو جاتا ہے۔ اس روشِ نگارش سے موخر الذکر فاضل کا بڑپن بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ اور تکلف اور بناوٹ کا کہیں شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

مثلاً تلخیص آبِ حیات کے صفحہ ۱۵ پر مولانا آزاد کا بیان درج ہے کہ:

"(ولی) ولی کی تصنیفات میں سے ایک غزل میں کہتے ہیں ؎

؎ دل ولی کا لے لیا دلی نے چھین
جا کہو کوئی محمد شاہ سوں

اس پر فاضل احتشام حسین حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ شعر ولی کے نام سے مشہور ہے، مگر مضمون دہلوی کا ہے"

مولانا آزاد مرحوم میر انیسؔ کے پردادا میر ضاحک کے دیوان کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"اب تک نظر سے نہیں گذرا۔ جس پر رائے ظاہر کی جائے"
(تلخیص آبِ حیات ص۴۲)

حضرت احتشام حسین حاشیہ میں اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"اب یہ دیوان بہار دلکش کے ایک کتاب خانے میں مل گیا ہے"

برانیس اعلی اللہ مقامہٗ کے دادا میر حسن مرحوم صاحب مثنوی سحر البیان کے تذکرے میں
لانا آزاد فرماتے ہیں کہ :۔

" دیوان نہیں ملتا " (تلخیص آب حیات صفحہ ۹)

پروفیسر احتشام حسین فرماتے ہیں کہ :

" دیوان کے بہت سے نسخے ملتے ہیں اور کچھ چھپ بھی چکے ہیں ۔"

دیکھیے کہیں متقدم کی تجہیل اور اپنی ہمہ دانی کا دعا نہیں ۔ اس کے برخلاف
.... بس خوبصورتی سے ایک پرانی کمی کو بعد کی معلومات کی بنا پر پورا
ردیا گیا ہے۔ ہاں یہ حقیقت ذہن میں مستحضر رہنا چاہیے کہ :" آب حیات "کی اشاعت
وّل (۱۸۸۰ء) اور تلخیص آب حیات کی اشاعت اوّل (۱۹۷۲ء) میں بانوے سال کا
نترہے ۔ جو کل نا معلوم تھا وہ آج معلوم ہے اور جو آج نا معلوم ہے وہ انشاء اللہ
کل ضرور معلوم ہو جائے گا۔

خلاصۂ آب حیات میں حاشیے بہت کم لکھے گئے ہیں اور جو چند لکھے گئے وہ
سب کام کے ہیں ۔ اگرچہ اثنار مطالعۂ کتاب میں بعض نام ایسے بزرگوں کے سامنے
آئے ہیں جو مولانا آزاد کے دوست تھے وہ بزرگوار اپنے وقت میں فضلاء عصر میں شمار ہوتے
ہوں گے ۔ مگر اب ان کی وہ شہرت نہیں ۔ ضرورت تھی کہ ایسے ناموں پر بھی مختصر سا نوٹ
دیدیا جاتا مثلاً صفحہ ۱۰۹ سطر ۶ پر حسن مولانا رتمی کا نام آیا ہے ۔ میری طرح خدا جانے اور کتنوں
کے دل میں ان بزرگ کا حال جاننے کی خواہش پیدا ہوئی ہوگی۔

تلخیص کے صفحہ ۱۱۲ کے حاشیہ میں ہے کہ :۔

" صائب ، بیدل اور ناصر علی سترھویں صدی اور شروع اٹھارویں صدی
کے فارسی شاعر ہیں "

بالکل بجا اور درست لیکن اگر صائب کے آگے "ایرانی " اور بیدل و ناصر علی کے
آگے "ہندوستانی " کے لفظ بھی ہوتے تو آج کے اردو دانوں اور فارسی سے بیگانوں
کی معلومات میں مناسب اضافہ ہو جاتا ۔

تلخیص کے صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ مرزا دبیر مرحوم نے "ایک مرثیہ بے لفظ لکھا ہے" "بے نقط" کی تصریح فاضل خلاصہ نگار حاشیہ میں یوں فرماتے ہیں کہ :۔

"ایسی کویتا جس میں بندی والا کوئی اکشر استعمال نہ کیا گیا ہو"

اس حاشیہ سے محسوس ہوتا ہے کہ ہماری نئی نسلیں اُردو کی علمی اصطلاحوں سے کتنی دُور ہوتی جارہی ہیں۔ اسی کے پیش نظر میرا خیال ہے کہ اگر حضرت سید صاحب حاشیہ میں یہ بھی اضافہ فرما دیتے کہ اُردو ابجد کے اٹھائیس حرفوں میں کتنے حرف یا اکشر بندی والے اور کتنے بے بندی ہیں اور بندی کے ہونے نہ ہونے یا کم وزیادہ یا نیچے اوپر ہونے سے حرفوں کے نام اور آواز پر کیا اثر پڑتا ہے۔ یا یہی خیال اور مختصر صورت میں آجاتا تو اچھا ہوتا۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے قاتل کو معاف کردیا (تلخیص آب حیات صفحہ ۸۰)

یہی اللہ والوں کی شان ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ مگر ان کی طرف منسوب شعر پڑھ کر خیال آیا کہ حق یہی ہے کہ "ہر سنی" سیدنا علیؓ سے عقیدہ رکھتا ہے بلکہ ان میں ایسے بھی ہیں جو سیدنا علیؓ کو پہلے تین راشد خلفا سے افضل سمجھتے ہیں البتہ ان تینوں کی شان میں باادب ہیں ظاہر ہے کہ محبت علی سنیت کے خلاف نہیں۔

خواجہ حیدر علی آتش مرحوم کے بیان میں ہے کہ خواجہ صاحب نے شیعہ سنی کی نماز میں اختلاف سن کر فرمایا کہ :۔

مجھے کیا خبر کہ ایک خدا کی دو دو نمازیں ہیں (تلخیص آب حیات صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳)

کاش ہماری سمجھ میں آجائے کہ نماز نہ سنّی کی غلط ہے نہ شیعہ کی انسان کا اپنا یقین و بصیرت کے موافق اس خالق کائنات رب العالمین کے حضور جسماً و قلباً و عملاً سر بسجود ہونے کا نام نماز ہے اور یہی نماز کائنات کا ذرہ ذرہ دانستہ و نادانستہ بجالا رہا ہے۔ اگر انسان شعور و حضور قلب سے بجالائے تو بیڑا پار ہے۔ اس نقطۂ نظر سے شیعہ و سنّی کی ہی دو نمازیں نہیں کائنات کا ذرہ ذرہ جس رنگ میں قانون حق کی عبادت بجا آوری کر رہا ہے وہ اس کی نماز ہے۔ اس طرح جتنے ذرّات کائنات ہیں۔ اتنی ہی ان کی

مختلف النوع نمازیں ہیں ۔

مولانا محمد حسین آزاد دہلوی مرحوم کے متعلق فاضل پروفیسر احتشام حسین نے ایک بڑی قابل غور بات کہی ہے کہ : ۔

"سرسید حالی ۔ نذیر احمد ۔ شبلی کے مقابلہ میں اُن (مولانا آزاد) کے سوچنے کا ڈھنگ سب سے زیادہ غیر مذہبی تھا ۔

(تلخیص آب حیات صہ)

یہاں قدرتی طور پر جو سوال سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ آخر "مذہب" ہے کیا ؟ اور کہاں تک اُن فردوس نشینوں کے ذکر و فکر میں مذہبیت یا غیر مذہبیت کا احساس ہوتا تھا ۔

قطع نظر اس سے مولانا محمد حسین آزاد مرحوم و مغفور ہماری زبان کے ایسے سرشار رنگل و گلزار قسم کے مفکر و مصنف تھے ۔ آپ مشاہیر کے متعلق مشہور عوام دلچسپ روایات بغیر مورخانہ تنقید کے قبول کرکے نہایت خوبصورتی سے بیان کر دیتے تھے جہاں کسی روایت میں کوئی ناخوشگوار پہلو ہوتا تھا تو اس کو دہراتے ہوئے خود کو منکسرانہ طور پر برا کہنے لگتے تھے ۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے امیر و وزیر استاد شاگرد ۔ مرشد و مرید، شاعر و غیر شاعر کے بارے میں روایۃً جو کبھی دلچسپ بات سنی اسے اپنا لیا اور اس دور کے ہر قسم کے واقعات یا افواہوں کی عکاسی میں آپ نے ہچکچاہٹ سے کام نہیں لیا ۔ لیکن اپنے تحریر کے لفظوں میں کانٹے اور نشتر مستور کرکے متعلقہ شخص یا اشخاص کو بے حال یا بدحال بنانے کی کوشش نہیں کی ۔ یہ آپ کا خلوص تھا اور یہی آپ کا کمال تھا ۔ اسے دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا طریق کار اپنے اپنے عہد کی مشہور روایات کو کم و بیش کیے بغیر آنے والی نسلوں تک پہنچانا تھا ۔ اور آپ یہ فرض ادا کر گئے ۔ انہیں دل شکنی کسی کی منظور نہ تھی ۔

اور اس بات کو آپ نے اوّل سے آخر تک ملحوظ رکھا ہے ۔ خدا مولانا آزاد کو جنت فردوس میں اپنی محبوبوں کو معیت عطا فرمائے اور تلخیص نگار کو بھی ۔ مفید اور

مبارک زندگی سے سرفراز کرے کہ ایسے وجود علم وادب کی دنیا میں شمعِ روشن کا درجہ رکھتے ہیں۔

وکیل احمد صدیقی

"بزمِ لوح و قلم" بنگال کی ایک متحرک علمی و ادبی انجمن ہے۔ جس کو مشاہیر اہلِ قلم حضرات کا تعاون حاصل ہے۔ حال میں اس نے "یومِ پرؔویز" منایا اور اس موقع پر "پرؔویز شاہدی ایوارڈ" کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ امسال پرویز ایوارڈ، ملک کے نامور ادیب حضرت ل۔ احمد اکبر آبادی کو دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی "لوح و قلم ایوارڈ" کا بھی، اس نے اعلان کیا ہے۔ جو کسی نئی ادبی تصنیف پر دیا جائے گا۔ یومِ پرؔویز کے موقعہ پر اس بزم نے "نذرِ پرویز" بھی شایع کیا ہے، جس میں حضرت پرؔویز شاہدی مرحوم کی زندگی اور فن پر سیر حاصل مضامین شامل ہیں۔ سیمینہ پرؔویز کے مضمون (PARVEZ SHAHIDI AS A FATHER) کا ترجمہ "یادوں کا دھند" کے زیرِ عنوان، اس میں شامل ہے، اس مضمون کا ترجمہ، پرویز مرحوم کی اہلیہ، محترمہ فضیلت پرؔویز نے کیا ہے، یہ مضمون، پرویز کی نجی زندگی کے لیے، آئینہ کے مثل ہے، جس میں ان کی ذاتی زندگی کے بہت سے نقوش، ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جناب سالکؔ لکھنوی، پرؔویز مرحوم کے ساتھیوں میں تھے، انھوں نے اپنے مضمون "پرویز!" میں، مرحوم کو بحیثیت سماجی انسان اور ایک دوست کے پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "وہ ایک شریف انسان باقی رہ گیا تھا۔! اُسے کسی نے طیش و غصہّ میں نہیں دیکھا۔ اس کی ایک زیرِ لب مسکراہٹ نے دوستوں کی ملامت، دشمنوں کا طعن و تشنیع کا مقابلہ کیا ہے!"

پروفیسر جاوید نہال، اُردو ادبی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں، ان کا مضمون

بعنوان " پرویز شاہدی کی شاعری" اس میں شامل ہے ۔موصوف نے اپنے مضمون میں ان کی شاعرانہ حیثیت پر گہری نظر ڈالی ہے ، اور ناقدانہ محاسبہ کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ۔ " وسیع مطالعہ ، بالغ نظری اور قوتِ فکر نے پرویز کی شاعری کو نیا اسلوب عطا کیا تھا " پرویز مرحوم کے سلسلے میں ، پروفیسر عبدالرؤف صاحب کا مضمون قابلِ قدر ہے ۔موصوف ، پرویز صاحب سے بہت قریب تھے ، یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ، برسوں بحیثیت استاد کے کام کرتے رہے ۔ پروفیسر رؤف صاحب کی رائے ، مختصر لیکن جامع اور جچی تلی ہوتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں " انسانیت اور فن کی خدمت میں پرویز صاحب اپنے عہد کے تمام ممتاز فنکاروں اور شاعروں کے دوش بدوش رہے "

جناب غضنفر علی خاں نے " کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا .... " کے عنوان سے پرویز مرحوم کے متعلق مشاہیر اہلِ قلم حضرت کی آرا کو ترتیب دیا ہے ، جن حضرت کی رائیں شامل ہیں ، ان میں ل ۔ احمد اکبر آبادی ۔ اعجاز صدیقی ۔ اختر اورینوی ، خلیل الرحمٰن اعظمی ، شمس الرحمٰن فاروقی ، سعید احمد اکبر آبادی ، عبدالمغنی ، عباس علی خاں بیخود ، سید حسن ، مظہر امام ، حرمت الاکرام شامل ہیں ۔

بزمِ لوح و قلم (کلکتہ) کے صدر اور اردو کے مشہور جواں سال ناقد ، جناب ایم اے نصر کا مضمون " منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی ....." بھی شامل ہے ، پرویز مرحوم کے متعلق ، انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی صداقت سے انکار ممکن نہیں ۔ وہ لکھتے ہیں " ہم پرویز کو دنیا کا عظیم شاعر نہیں سمجھتے ۔لیکن پرویز ، اپنی شاعری کے حدود میں ، عظیم ، ہیں ۔ ان کے اشہبِ قلم نے جس طرف " رخ " کیا خیالات اور جدت کے نئے اور دلکش پھول کھلائے ۔ جہاں کہیں انھوں نے اپنی فنکارانہ شخصیت کو سیاست کے " دائرہ " سے الگ رکھا ہے وہ اردو ادب کے " قیمتی اثاثہ " ہیں " پھر نصر صاحب کا لہجہ تلخ ہو گیا ہے ۔ اور اردو ناقدوں کی نقاب کشائی ، ان الفاظ میں کرتے ہیں " پرویز " نے " ترقی پسندی " کی وجہ سے ، بہتوں کی " مخالفت " مول لی ، لیکن ان کے وہ ہمنوا بھی ، جن

کی آواز میں، آج بھی ان کی "گونج" سنائی دیتی ہے، ان کی موت کو دائمی موت سمجھ کر "طوطا چشمی" کا ثبوت دے رہے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ فنکار کی "عظمت" کی صحیح پرکھ "مستقبل" کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب غالب کو ذوق اور مومن کے بعد ترتیب میں رکھنے والے نقادوں کی طرح، ہمارے ناقدانِ فن بھی، مستقبل میں کسی پھٹے آنچل کے معمولی ٹکڑوں میں منہ چھپانے پر خود کو مجبور پائیں گے۔ اس میں مطلق شک نہیں کہ پرویز کیا ہیں؟ اس کا صحیح فیصلہ مستقبل کرے گا۔ مگر "مستقبل" کی جھلک "حال" میں بھی نظر آنے لگتی ہے۔ اس کلیہ کے مصداق ہم یہ ضرور کہیں گے کہ مستقبل، پرویز کا ہے اور وہ لوگ، جو اپنی "کم مائیگی" سے خوفزدہ ہو کر پرویز کے "ادبی فنکار" کو بھی "قبر" کی تاریکی میں ڈبو دینا چاہتے ہیں۔ وہ آپ اپنی موت مر جائیں گے۔"

اس طویل اقتباس میں بہت سی تلخ حقیقتیں چھپی ہوئی ہیں، ہمارے ناقدوں اور دیانتدار ادیبوں کو چاہیے کہ جناب ایم۔ اے۔ نصر کی صدا پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں، اور ایک بار، صرف ایک بار اپنے کردار کا جائزہ لیں۔ محترم پروفیسر اختر قادری (صدر شعبہ اردو و فارسی بہار یونیورسٹی) کی نظم "یادِ پرویز" کے متعلق کسی کا یہ شعر دہرا دینا ہی کافی خیال کرتا ہوں کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

قیصر شمیم صاحب کی غزل "بیادِ پرویز شاہدی مرحوم" اچھی اور مرصع ہے۔ شمیم صاحب پرویز کے متعلق، اس شعر میں بھرپور رائے دیتے ہیں ؎

زمانہ آج اُسے جو بھی کہہ لے اے قیصر
حریف اس کا نہ کل تک کوئی بھی فن میں تھا!

"نذرِ پرویز" پرویز مرحوم کی شخصیت اور شاعری کے گرد محاسبہ کرتا ہے اور اس کا مطالعہ، پرویز مرحوم کو سمجھنے اور ان کی شاعرانہ اہمیت سے واقف

ہونے کے لیے از حد ضروری ہے۔ اس بات میں، بزم کے جنرل سکریٹری ایم۔ اے حمید لکھنوی کی اس رائے سے میں متفق ہوں کہ "نذر پرویز میں پرویز شاہدی مرحوم کے فن اور شخصیت پر چند اہم مضامین شامل ہیں۔ جن کی افادیت سے آپ ضرور متاثر ہوں گے۔" لہ

لہ حرف آغاز

نذر پرویز مصنف: بزم لوح و قلم، ۲۹۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

مستنصر بھائی شاکر

'ھما' کا اردو نمبر نظر نواز ہوا۔ سرورق پر بہادر شاہ ظفر کی رنگین تصویر مظلوم بادشاہ کی طرح اردو کی مظلومیت کی ترجمانی کرتی ہے۔ 'ہما' کے یال و پر میں صرف ناموں کی فہرست ہے اور مضامین کی فہرست نہیں ہے۔ حالانکہ اس سلسلہ میں معذرت چاہی گئی ہے۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ فہرست مضامین کے بغیر بڑی الجھن ہوتی ہے اور پسندیدہ مضامین کی تلاش میں وقت ضایع ہوتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ جو مدیر صاحب صرف مضامین ہی کی فہرست دے دیتے۔

بہر حال مضامین میں چند مضامین قابل ذکر ہیں۔ جن کی تعریف نہ کرنا ان کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی ہے جیسے "اردو کی کہانی اردو کی زبانی"، "جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے شاعروں اور ادیبوں کے تخلیقی کارنامے"، "لکھنؤ کی دو طوائفیں زہرہ اور مشتری"، "اردو زبان کی ترقی میں ہندوؤں کا حصہ" وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام بہت عمدہ اور معلوماتی ہیں علاوہ اس کے بیشتر تصاویر نایاب ہیں غرض کہ اس نمبر میں جو کچھ بھی شامل کیا گیا ہے۔ وہ اس سے پہلے کسی کتاب میں ایک ساتھ نہیں دیکھا گیا۔ اس کی قیمت پانچ روپے مناسب ہے۔ جسے ہر خاص و عام خرید سکتا ہے۔

ر وحید صاحب ایسا ہی اُردو نمبر ہندی میں بھی نکالیں ۔ تو ہندی داں بھی
ان سے متاثر ہوں گے ۔ اور انہیں بھی تاریخ اردو ادب کی معلومات ہو گی
چاہتا ہوں کہ یہ صرف یونیورسٹی اور کالج کی لائبریری کی زینت نہ بنے بلکہ ہر گھر
ری کی زینت بنے یہ ایسی دستاویز ہے جو آنکھوں سے لگا لینے کے قابل ہے۔

و نمبر	مدیر۔ عبدالوحید صدیقی	قیمت	۵/-

، نصر۔

ج کا انسان ، سماجی ، معاشی اور علمی و ادبی اعتبار سے ٹوٹ چکا ہے ۔ محبت
ور بھائی چارگی کی جگہ نفرت ، بغض و عناد اور جلاپے نے لے لی ہے ، انسان
ر سماجی دائرہ سے ، خارج ہو کر ، نت نئے دکھو کھلے نعروں ، کو جنم دے رہا ہے ۔
ہیں ، ایسی کتابوں کی ، شدید ضرورت ہے ، جو اخلاق و کردار کو بنانے اور دل
ور ذہن کو سنوارنے کے کام آئیں ۔ اس سلسلہ میں ، کئی ادارے میدانِ عمل میں ،
تے ہیں ، جن میں مکتبہ اسلامی بھی ہے ۔ کم قیمت پر اچھی کتاب ، سپلائی کرنا ، اس
نمونہ ہے ۔ اس وقت میرے پیشِ نظر ، "آدابِ زندگی" ، محمد یوسف اصلاحی
پنج ابواب پر مشتمل ہے ، ہر باب میں ، مختلف عنوانات کے تحت ، انسان اور بہل
، ہر چیز کے آداب ، کے متعلق ، بتایا گیا ہے ، ہر باب کے اوپر ، ایک خاص
لیا ہے ، مثلاً سلیقہ و تہذیب ۔ حسنِ بندگی ، تزئینِ معاشرت ، دعوت دین ۔
ہدیت ۔

صلاحی صاحب نے ، یہ کتاب بہت ہی سوجھ بوجھ اور محنت سے عالمانہ انداز میں
۔ اس کتاب میں ، زندگی کے کم و بیش سبھی خاص پہلو آ گئے ہیں ۔ اور ان کے
روشنی ڈالی گئی ہے ، ۳۷۶ صفحات پر مشتمل ، اس کتاب کی کتابت و طباعت
ہے ، کاغذ بھی سفید اور چکنا استعمال کیا گیا ہے ہر وہ شخص ، جو سماج میں
ور اصول و آداب کے تحت زندگی گزارنے کا مستحق ہے اس کے لیے ، اس

کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد زندگی کے تاریک سا
دور ہوتے نظر آتے ہیں۔ اور زندگی، روشن آماجگاہ ـــــ بڑی ہی پرکشش او
جاذبِ نظر، معلوم ہوتی ہے۔ یہ کتاب ہر قوم و نسل اور فرقہ کے لوگوں کے لیے یکو
مفید اور کارآمد ہے ـــــ امید ہے کہ علما و ادبی حلقہ، اس مفید کتاب
کی پذیرائی کر کے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی سعی کرے گا۔ کیونکہ ا
کتاب کی افادیت سے فائدہ اٹھا کر ہی۔ ہم اس کی قدر دانی کر سکتے ہیں۔

آدابِ زندگی محمد یوسف صلاحی مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی قیمت۔۵

مبشر علی صدیقی

"فکر و نظر"، جناب جسونت سنگھ اثر بھارتی کے ۹۵ قطعات اور دو وطنو
غزلوں کا مجموعہ ہے جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۱ء میں اردو اکاڈمی۔ پریم نگر، گورداسپور
شائع کیا تھا۔ صفحات کی تعداد ۱۰۵ ہے اور قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ ہے۔
جناب جسونت سنگھ نابینا ہیں اور اپنے آپ کو "اندھا شاعر" (LINO POET)
کہتے ہیں۔ وہ اس وقت سنٹرل اردو لائبریری (اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) ملدیو نگر
انبالہ (ہریانہ) میں ملازم ہیں۔ آپ نے اندھا ہونے کے ثبوت میں ضلع اسپتال
انبالہ کے ایک ڈاکٹر کا سارٹیفکٹ میرے پاس بھیجا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ موتیا
بند ہونے کی وجہ سے ایک آنکھ کی بینائی تقریباً بالکل ختم ہو چکی ہے اور دوسری آنکھ
کی بھی بینائی ۳/۴ سے بھی زیادہ سلب ہو گئی ہے۔ لیکن قدرت نے یہ کمی شاعرانہ اہلیت
ودیعت کر کے ایک حد تک پوری کر دی ہے۔ آپ ایک خوش گو شاعر ہیں کئی مجمو
اشاعت کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اردو زبان کی کس مپرسی کی وجہ سے ان کے شائع
ہونے کی نوبت نہیں آئی ہے۔ آپ کو ابنائے وطن سے اس کی شکایت بھی ہے۔ بہرکیف
اگر ہندوستان میں اردو کا ستارہ چمکا تو اثر بھارتی کا کلام بھی کوئی نہ کوئی ناشر

ضرور شایع کرے گا۔

قطعات اور وہ بھی صرف دو اشعار پر مشتمل قطعات کہنے کے لیے بڑی بصیرت درکار ہے۔ شاعر کو مرکزی خیال قطعہ میں اچھی طرح واضح کر دینا ہوتا ہے۔ شاعرانہ پیرایۂ بیان خاص چیز ہے۔ اُردو میں اقبالؔ، اکبرؔ الہ آبادی، جوشؔ ملیح آبادی، اخترؔ انصاری اور رنرلسنبی کار شادؔ کے قطعات مشہور ہیں۔ بعض نقادوں کا خیال ہے کہ اقبالؔ نے "بالِ جبریل" میں رباعیات نہیں بلکہ قطعات لکھے ہیں۔ وہ رباعیات ہوں یا قطعات اُردو شاعری میں گرانقدر اضافہ ہیں۔ اخترؔ بھارتی کے قطعات ان شعراء کے معیار کے نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان کا مطالعہ دل و دماغ کو فرحت بخشتا ہے اور فکر و نظر کے لیے نئی راہیں روشن کرتا ہے۔ ابھی اُن میں قدرے گہرائی و گیرائی کی کمی ہے جو مشقِ سخن کے ساتھ ضرور آ جائے گی۔ کتاب پاکٹ سائز کی ہے اور مجلد ہے۔ ناظرین سے اس کے خریدنے کی پر زور سفارش کی جاتی ہے۔ نمونہ کے طور پر چند قطعات ملاحظہ ہوں۔ اخترؔ بھارتی اقبالؔ سے کافی متاثر ہیں۔

سکونِ دل، قیامت!

تو سمجھتا ہے "سکونِ دل" کو بنیادِ حیات\
میں سمجھتا ہوں اسے عکسِ "فنائے" کائنات\
خامشی دریا کی ہے تیرے لیے وجد آفریں\
اور ہے میری نظر میں اک یہ اندیشے کی بات

انسان

اس شعلۂ ہستی میں کیا حسن سمایا ہے\
"سوزِ غمِ الفت" کا اک سوز رچایا ہے\
تصویر کے خاکہ میں یہ رنگ بھرا کس نے\
اے حسنِ ازل! تو نے کیا نور دکھایا ہے

خونِ دل - شانِ حیات

مشتمل ہے خونِ دل پر داستانِ زندگی
رنگ پر آتا ہے اس سے گلستانِ زندگی
ہمتِ انساں اسی کے جوش سے ہے آسماں
اور بنا دے "یاس و بربادی"، کو شانِ زندگی

کام - معظّم دیوتا

کام کے اعجاز سے بڑھتا ہے دل کا حوصلہ
ٹوٹ جاتا ہے مری ناکامیوں کا سلسلہ
آجھکائیں "کام"، کے مندر میں اپنا سر اثرؔ
کام ہے میری نظر میں اک "معظّم دیوتا"

...ونظر، مصنف : جسونت سنگھ اثرؔ بھارتی - ناشر- اُردو اکادمی ...نگر- گورداسپور- ملنے کا پتہ : سنٹرل اُردو لائبریری - بلدیو نگر انبالہ سٹی
قیمت مجلد ۵۰/-

...رکمال حسینی

اُردو میں لسانیات کے موضوع پر ابھی بہت کم مواد فراہم ہے - ماہرینِ لسانیات ...گنے چنے ہیں - ان میں بھی اُردو کے ارتقاء کے سلسلے میں اختلاف رائے ہے - کتنا ...ا ہوتا کہ امیر اللہ خان شاہینؔ صاحب - ڈاکٹر مسعود حسین خاں - ڈاکٹر شوکت ...رواری، اور محمود شیرانی صاحبان وغیرہم کے نظریات کا تجزیہ کر کے ان کا تنقیدی ...لعہ پیش کرتے - یہ ... سے متعلق مختلف موضوعات پر ...

پر مشتمل ہے۔ جس میں زبان کی تعریف زبان کی ابتداء کے نظریوں سے لے کر اُردو ہندی کا رشتہ، اردو کا رسم خط، اصطلاحات سازی اور اُردو، صوتیات، مصمتے اور مصوتے وغیرہم پر بھی مضامین شامل ہیں، مضامین چونکا دینے والے نہیں ہیں اور پڑھ کر صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مضامین دراصل وہ نوٹس ہیں جو امتحانی ضرورتوں کے پیش نظر تیار کیے گئے ہوں گے اور اسی وجہ سے فلولوجی (PHILOLOGY) کے طالب علموں کے لیے یہ بہت کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں!

لسانیات بہت وسیع موضوع ہے لیکن ہم لوگ عموماً (PHILOLOGY) اور (LINGUISTIC) کو ایک ہی معنی میں لے لیتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ فلولوجی سے متعلق مضامین کے اس مجموعے کو "جدید اردو لسانیات" کا نام دیا گیا ہے بہرحال یہ کتاب اس بات کا اظہار ہے کہ زبان سے متعلق مصنف کا مطالعہ کافی وسیع ہے اور اور اس کتاب سے لسانیات کے تئیں مصنف کی خاص دلچسپی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

وہ طلبا جن کے پاس ایم۔اے میں فلولوجی ہے، ان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت کافی رہے گا۔ کیونکہ اس میں ان تمام موضوعات کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ نصاب میں شامل ہو سکتے ہیں۔

کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی اہم ہے لیکن کتابت و طباعت کی طرف توجہ برائے نام ہی رہی ہے۔ سفید کاغذ پر شائع کی گئی ۱۶۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت ساڑھے پانچ روپے کچھ زیادہ ہی ہے۔ کیونکہ شاہین کی دوسری کتاب "فن سوانح نگاری" جس میں ۱۷۰ صفحات ہیں اور عمدہ بہتر کتابت و طباعت کا مرقع ہے، کی قیمت صرف ۴/۷۵ روپے ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اس کتاب کی قیمت چار روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔

جدید اردو لسانیات ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین

ناشر: چغتائی پبلشرز، میرٹھ قیمت ۵/۵۰

نئی مطبوعات

غزل مطالعہ غزل		ڈاکٹر عبادت بریلوی	۱۷/۵۰
اُردو میں ڈرامہ نگاری		سید بادشاہ حسین	۸/۰
تحریک رسالہ	بیس سالہ نمبر ۲۵ صفحات	گوپال متل	۷/۰
رہ گذر	(شعری مجموعہ)	دل ایوبی	۴/۵۰
صریر خامہ	(" ")	مظفر حنفی	۶/۰
شہپر	(" ")	حرمت الاکرام	۸/۰
فن سوانح نگاری	(ادب)	امیر اللہ خاں شاہین	۴/۷۵
ہند آریائی اور ہندی	(")	ایس کے چیٹر جی	۴/۰
تاریخ عرب	(تاریخ)	سر سید احمد خاں	۷/۵۰
تاریخ زبانِ اُردو	(ادب)	ڈاکٹر شمس اللہ قادری	۷/۵۰
صبوحی	(ناول)	طاہر بخاری	۸/۰
یادوں کی برات	(پاکٹ سائز)	جوش ملیح آبادی	۳/۵۰
دو بوند پانی		خواجہ احمد عباس	۲/۵۰
ہجر و وصال	(منتخب کلام)	پرکاش پنڈت	۲/۵۰
جلتی چٹان	(نیا اڈیشن)	گلشن نندہ	۶/۰
الدین الحنیف	(حنفی مسلک)	مؤلف مولانا حماد احمد صدیقی	۱۵/۰
تنقیدی زاویے	(ادب)	ڈاکٹر عبادت بریلوی	۱۰/۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

مصنف: امام غزالیؒ
مترجم: رشید الوحیدی ایم۔ اے
ناشر: ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز۔ نئی دلی ۲۵
قیمت: نو روپے پچاس پیسے

یعنی حضرت امام غزالیؒ کی مشہور زمانہ ضخیم و حجیم کتاب احیاء العلوم تقریباً
ن ہزار صفحوں کی چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ پیش نظر کتاب اسی کا خلاصہ ہے۔ جسے فاضل
ترم جناب رشید الواحدی ایم۔ اے نے عربی سے صاف و سادہ اُردو میں مجلہ جامعہ ہلی
سائنز کے جلی قلم کے ایک سو تیرہ صفحوں میں رقم فرمایا۔ اور اسے "ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ
ف اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر نئی دلی ۲۵ نے اپنی دوسری علمی پیش کش
طور پر اہلِ ذوق و دانش کی ضیافتِ علمی کے طور پر شایع فرمایا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب کا تین صفحوں کا پیشِ لفظ ہے۔ جو بکرم و محترم پروفیسر محمد مجیب صاحب
ئس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ نے رقم فرمایا، اور سینتیس صفحوں میں مقدمہ ہے۔ جو
اضل محترم پروفیسر ضیاء الحسن صاحب فاروقی مدیر مجلہ جامعہ و پرنسپل جامعہ ملیہ
الج کی تلاش و فکر کا ہے۔ اس مقدمہ میں غزالی اور غزالیات پر مشرق و مغرب کے
مشاہیر کے خیالات کو اپنی رائے کے ساتھ دلکش اور مفید انداز میں ترتیب دے کر
کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

حضرت امام غزالی اپنے دور کے نہایت بلند و بالا اہلِ درس۔ اہلِ دانش۔ا اہلِ دل اور اہلِ حال جویائے حق۔ استادِ مستند اور روشن ضمیر انسان تھے۔ غزالی ا لوگوں میں سے نہ تھے جو جمود و تقلید کی کٹھیا میں پیدا ہوئے۔

اور اسی تنگ و تاریک ماحول میں اپنی ساری عمرِ عزیز دوسروں کی نقالی یا ہمہ میں یا "پیچھے اس امام" کا ورد کرتے کرتے گزار دیا کرتے ہیں۔ بلکہ ان عہد آفریں انقلابی ہستیوں میں سے تھے جو بیدار پیدا ہوئے۔ زندگی بھر بیدار رہتے اور ہوشمندانہ پروازِ خیال کی منازل طے کرتے ہوئے منزلِ مقصود کو پالینے کی سعی و کوشش میں زندگی نثار کر دینے میں مسرت و شادمانی اور اپنے لیے فوزِ عظیم اور طمانیتِ قلب محسوس کیا کرتے ہیں۔ اور جن کا پُرعزم بڑھتا ہوا ہر قدم زبانِ حال سے اعلان کرتا دکھائی اور سنائی دیا کرتا ہے کہ ع

یا تن رود بہ جاناں یا جاں زتن برآید

غرض غزالی ایسوں میں سے نہ تھے جن کے متعلق اقبالؔ نے کہا ہے ؎

واعظا اندر مسجد و فرزندا در مدرسہ　　او بہ پیری کودک و این پیر در عہدِ شباب

انہوں نے اپنے زمانہ کے متعارف علوم حاصل کیے۔ اور ان میں امتیاز حاصل کیا۔ اور اپنے زمانہ کی مشہور ترین اسلامی یونیورسٹی نظامیہ بغداد کی مسندِ درس کو زینت بخشی۔ اسی درس و تدریس کے دوران یہ حالت بھی گزری کہ طلبا کو حکمت و منطق کے زور سے جن باتوں یا اصول کا یقین دلاتے تھے۔ خود اپنے سینہ کے اندر والی اپنی شاندار آواز کو کھوکھلا بتاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسندِ درس اور منبرِ وعظ و تلقین سے الگ ہوئے اور روحانی و علمی و بدنی مسافرت اختیار کی۔ صاحب مثنوی "بدرِ منیر" میر حسن دہلوی مرحوم نے اگرچہ کسی اور سلسلہ میں کہا ہے۔ مگر ان کے شعرِ ذیل کو غزالی کی اس وقت کی حالت پر منطبق کرکے یا گویا انہی ـــــ کی زبان سے دہرایا جا سکتا ہے۔

گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل　　[illegible]

چنانچہ مجھے یاد ہے کہ آج سے تیس پینتیس سال پہلے انجمن اسلام بمبئی کے ہال میں
غؒ کا ہزار سالہ جشن دن منایا گیا تھا۔ بڑی بڑی تقریریں ہوئیں۔ سننے والوں میں
تھا۔ مقرروں نے اپنی بساط کے مطابق حضرت امام والا مقام کی زندگی اور
ں پر اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اظہارِ خیال فرمایا۔ انھیں مقرروں میں میرے
ایت عالم فاضل دوست جو نہ صرف عربی کے جید عالم تھے بلکہ کیمرج یونیورسٹی
ا ایچ۔ ڈی بھی تھے۔ نہایت مخلص صاف و سادہ دل اچھے مسلمان تھے۔
قریر میں گویا ہوئے۔ جس کا مطلب میرے لفظوں میں یہ تھا کہ "غزالی کے
میں عالم اسلام پر آفت آئی ہوئی تھی اور غزالی خلوت نشینی میں مصروف تھے"
جلسہ ختم ہو چکا تو ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب آج بھی
سلام پر آفتوں کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہو کہ ہم کیا خدمتِ اسلام
دے رہے ہیں۔ نہیں تو۔ غزالی بھی ہماری طرح کے انسان تھے۔ وہ اپنے دل کی
دنیا کو دیکھتے یا باہر کی حقیقی یا خیالی آفتوں پر نظر ڈالتے۔ دل کے شک وشبہ
ج ڈھونڈتے یا باہر کے شور وغل اور ہنگاموں، آندھی کے جھکڑ میں بے
مارے مارے پھرتے۔ بھلا جس شخص کے خیال میں "اصل" ہی معرض خطر میں
وہ اگر کسی کہنہ شاخ کی طرف سے بے التفاتی برتے تو کون اس پر گرفت کر سکتا ہے۔
اس وقت بھی میں نے یہ شعر پڑھا تھا۔

عجیب بات ہے کہ ہمیشہ عوام تو عوام "خواص" اپنی بے خبریوں اور تنگ
ں کے پیمانوں سے نوابغ عالم کی علمی بلندیوں اور روحانی گہرائیوں کو ناپنے میں اپنے
سے کم تر ٹھہراتے چلے آئے ہیں۔ اور اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ
ہر کا نابغہ جس عالم میں ہے اور جس بلندی سے عالمِ وجود کو مخاطب کر رہا ہے لوگ
کے انکار و تکفیر کی بجائے اس کے قریب جا کر اس کی آواز کو سمجھنے کا ذریعہ نکالیں۔
س کی آواز کی معنویت اور حیات بخشی کی طرف متوجہ ہوں۔

اس مقام پر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ سب لوگ بدنیت نہیں ہوا

کرتے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ کسی علمی یا معنوی یا نفسیاتی الجھن کی وجہ سے لوگ اپنے "مردِ خبر" (جیسا کہ غزالی تھے) کے مقام کے عرفان سے حجاب میں رہتے آئے ہیں۔

غرض امام غزالیؒ نے جب معنوی اور روحانی سرگردانیوں کے بعد حقیقت شناسی کے مقام پر فائز ہو کر احیاء العلوم تصنیف فرمائی اور عالمِ اسلام میں اس کے نسخے پہنچے تو مختلف طبقوں اور ملکوں میں مختلف آوازیں بلند ہوئیں حتیٰ کہ جب یہ کتاب ہسپانیہ جو اس وقت عرب و مستعرب حکومت کے زیرِ نگین تھا۔ جب وہاں ایک ذی اثر مسند نشین افتاء نے غزالی کو کافر اور غزالی کی احیاء علوم دین کو سوختنی قرار دیا اور اسی فتوی کے مطابق شاہی اشارے سے کتب ... برسرِ عام جلائی گئی۔ تو عالمِ تحقیق میں زلزلہ آگیا (اگر خود غزالی بھی اس وقت اندلس میں ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ منصور و سرمد وغیرہ کی طرح ان کو بھی دار و رسن اور تیغ و تبر سے سرفراز کیا جاتا)

چنانچہ روایت ہے کہ احیاء کے جلائے جانے کے سانحہ سے متاثر ہو کر غزالیؒ کے دل سے بھی آہ نکلی اور آپ نے اپنے ہسپانوی مخالفوں کے لیے پیشگوئی کی جو تھوڑے عرصہ میں انقلابِ حکومت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

غزالیؒ وغیرہ نوابغ و عمائدِ اسلام کے کارناموں کو دیکھتے ہوئے ان کے مکفروں کے فتوؤں پر جب غور کیا جاتا ہے تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پر بحیرت نظر تھم کر رہ جاتی ہے۔ جہاں انھوں نے فرمایا ہے کہ :- "یہ جو کہا گیا ہے کہ۔

"صدیق اس وقت تک صدیق نہیں بن سکتا جب تک کہ ایک ہزار صدیق اسے زندیق نہ کہیں"۔ تمھیں چاہیے کہ اس چیز سے بچو اور اس کے ساتھ تمھارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فروعات میں اپنی قوم کی ہرگز مخالفت نہ کرو۔"

(مشاہدات و معارف ص۲۲ ترجمۂ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہؒ ترجمہ پروفیسر محمد سرور جامعی ازہری) اس کے مقابلہ میں کسی کا یہ شعر بھی اپنی حقیقت بیانی سے قابلِ غور نظر آتا ہے ؎

کس بچشمِ یار صدیقے نہ شد تا بچشمِ غیر زندیقے نہ شد

غرض حضرت امام کے کچھ ہم عصروں کی تنگ نظریوں یا پندار ہستیوں کی وجہ سے امام کی مخالفت کو ایک طرف رکھیے اور اس کے مقابلہ میں امام کے کارنامے کو رکھیے۔ آپ پر خود بخود واضح ہو جائے گا کہ جوں جوں وقت گزر رہا ہے۔ حضرت امام کے کمالات کا سونا نکھرتا چلا جا رہا ہے اور آپ کے مخالفوں کے ملمع کی چمک دمک بے رنگ ہوتی جا رہی ہے اور زمانہ شاہد ہے کہ غزالی کے مخالفوں کو شاذو نادر ہی لوگ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ مگر غزالی کے سرچشمۂ علوم و ایمان و یقین سے عالم سیراب ہو رہا ہے۔

اگر حضرت امام کی تمام کتابوں سے صرف نظر بھی کر لیا جائے۔ اور موصوف کی صرف دو کتابوں ہی کو سامنے رکھ لیا جائے یعنی "احیاء علوم دین" جو عربی میں ہے اور "کیمیائے سعادت" جو فارسی میں ہے تو یہ دونوں کتابیں ان کی بزرگی ان کی مسیحائی ان کی مجددیت اور ان کی روحانی قوت شفا بخشی کی کھلی کھلی آیات ثابت ہوں گی۔

اگرچہ ان دونوں کتابوں کے ہماری وطنی زبان اُردو میں معمولی ترجمے نہیں بلکہ اچھے ترجمے ہو چکے ہیں۔ مگر اس وقت احیاء علوم کا وہ خلاصہ ہدیہ پیش نظر ہے جو "اسلام کی اخلاقی تعلیمات" کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔

یہ کتاب بحیثیت مجموعی تین سو گیارہ صفحات کو اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہے محترم پروفیسر محمد مجیب کا پیش لفظ تین صفحوں میں آیا ہے۔ ۷۳ صفحوں میں فاضل پروفیسر محمد ضیاء الحسن فاروقی کا مفصل مقدمہ ہے۔ پیش لفظ سے بھی پہلے قریب قریباً ساڑھے پانچ صفحوں میں مندرجات کی سرخیوں کی فہرست ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ایک سو سات مسئلوں پر بحث کی گئی ہے۔ اصل کتاب چار حصوں میں منقسم ہے اس خلاصہ میں بھی چاروں جلدوں کا خلاصہ جلد وار الگ الگ ترتیب دیا گیا ہے۔ مثلاً جلد اوّل سے سترہ مضمون لیے گئے ہیں۔ جلد دوم سے ۱۴ قسم کے مسائل زندگی کو اپنایا گیا ہے۔ جلد سوم میں سے ۴۰ نکتوں کو حل کیا گیا ہے اور جلد چہارم میں ۲۷ جواہرات

معانی کو سلکِ انتخاب میں پرو دیا گیا ہے۔ جی تو چاہتا تھا کہ بانگی کے طور پر کم سے کم کچھ عنوانوں کا تو ذکر کروں۔ مگر مناسب یہی معلوم ہوا کہ مختصراً اتنا ہی کہہ دیا جائے کہ آج کے عوام و خواص طلبا اور علما۔ زن و مرد۔ حاکم اور محکوم وغیرہ وغیرہ کے حقوق و فرائض کو جاننے اور پہچاننے۔ سمجھنے سمجھانے اور عمل میں لانے کے لیے جو سوالات دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔ ان کے سادہ۔ آسان۔ دلچسپ۔ پتھر کی لکیر کیمیا اثر جوابات اس کتاب میں امام غزالیؒ کے مجربات میں سے آج کی زبان اور سہل ترین پیرایۂ بیان کے ساتھ ایک دلکش ترتیب کے ساتھ مرتب کر دیے گئے ہیں۔ دل گواہی دیتا ہے کہ مشرق و مغرب۔ جنوب و شمال کی طرف مڑ مڑ کر دیکھنے یا ٹکٹکی لگا کر بیٹھے رہنے والے آئیں اور اس نسخہ کو بھی آزما دیکھیں۔ اور پھر انصاف کے ساتھ گواہی دینے میں نہ ہچکچائیں۔ کہ اپنے گھر کی طرف سے بے نیاز ہو کر دنیا جہاں میں ڈھنڈھورا پیٹتے پھرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ ورنہ ہم پر یہی کہاوت صادق آئے گی کہ بچہ گود میں اور ڈھنڈھورا شہر میں۔

کتاب کی تقریب میں فاضلِ محترم جناب پروفیسر محمد مجیب صاحب کا ارشاد ہے کہ:

"حال ہی میں ایک تحقیق ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ اور اولاد کے درمیان سب سے زیادہ تصادم مذہبی خیالات اور رسموں کے بارے میں اختلاف رائے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تحقیق اگرچہ ہندو خاندانوں میں کی گئی ہے۔ لیکن یہ بات مسلمان گھرانوں کے بارے میں بھی صحیح ہو گی۔ اس تصادم کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد سے نئے ذہنی رجحانات کا لحاظ رکھ کر گفتگو نہیں کرتے اور یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ ان سے جو سوالات کیے جاتے ہیں ان کی بنیاد کیا ہے۔" (اسلام کی اخلاقی تعلیمات ص)

تصریح بالا کو پڑھنے کے بعد اقبال کی 'زبورِ عجم' کے شعر ذیل کی نقل کرنے میں تکلف سے کیوں کام لیا جائے ؎

واعظ اندر مسجد و فرزند او در مدرسہ [illegible]

اسی سلسلہ میں اگر اقبال ہی کا شعر ذیل بھی مدِ نظر رہے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا

نو جوانے را چو بینم بے ادب روز من تاریک می گردد زشب

ہاں تو اسی تحقیقات کے سلسلہ میں حضرت مجیب مزید فرماتے ہیں کہ:۔

" ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے دہلی کی تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مسلمان عورتوں کے خیالات معلوم کرنے کے لیے تحقیق کی گئی ہے۔ اس تحقیق کے دوران پتہ چلا کہ شریعت کی مداح اور اس پر عمل کرنے کی حوصلہ مند بہت سی عورتیں ہیں۔ جن سے یہ پوچھا جائے کہ شریعت سے مطلب کیا ہے تو وہ نہیں بتا سکیں گی۔ میرا (یعنی پروفیسر مجیب کا) اپنا تجربہ یہ ہے کہ بیشتر طالب علم بھی شریعت کا مطلب نہیں سمجھتے۔ ایسی صورت میں وہ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شریعت کے مطابق کیا ہے اور اس کے خلاف کیا ہے۔ اور ذہنی طور پر ان تمام لوگوں کا شکار ہوتے ہیں جو وثوق سے کہہ دیتے ہیں کہ شریعت کے مطابق یہ صحیح ہے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ یا سرے سے شریعت کو علم اور عقل کے خلاف ٹھہراتے ہیں (اسلام کی اخلاقی تعلیمات ص۸)

نیاز مند شہاب عرض کرتا ہے کہ عوام مرد عورت یا غریب طلبا تو ایک طرف رہے۔ عموماً شریعت کے بلند بانگ علم بردار مدعیوں کے بیانات کو پڑھ اور سن لیجیے "شریعت" کا نام تو باربار دوہرایا جائے گا مگر یہ بتانے اور سمجھانے کی کوشش نہ کی جائے گی کہ وہ جس چیز کی حمایت کر رہے ہیں اس کی حدود کیا ہیں اور جس چیز کی مخالفت کر رہے ہیں وہ کیا اور کونسی ہے۔ بس ایک ہنگامہ ہے کہ برپا ہے۔ اور کسی کو معلوم نہیں کہ اتفاق کیوں اور کہاں کہاں ہے۔ اور اختلاف کہاں کہاں اور کس حد تک۔ خیر آگے بڑھیے اور حضرت مجیب ہی کی زبانِ قلم سے پیش نظر کتاب کے مطالب و مقاصد کی تصریحات کو ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد ہے کہ:۔

"اب ضرورت اس کی ہے کہ شرع اسلام کی ممتاز تشریح ں

سامنے رکھ کر ان کے مطالب کو نئی زبان میں اور نئے حالات کا خیال
ر بیان کیا جائے۔ اس طرح بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی اور
دی اصولوں کو ان باتوں سے الگ کرنے کی صورت نکل آئے گی۔
زمانہ کے لحاظ سے مناسب یا صحیح تھیں۔ لیکن اب حالات میں انقلاب
نے کی وجہ سے خاص معنویت نہیں رکھتیں۔ مثلاً آج ہندوستان
مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ پچھلے کسی زمانے میں کہیں بھی نہ تھی۔
لیے یہاں کے مسلمانوں کو جو طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بارے
ان کتابوں میں جو یہاں یا دوسرے ملکوں میں اس وقت لکھی گئیں
۔ جب مسلمان حکراں تھے۔ کوئی موزوں ہدایت نہیں ملے گی لیکن
سان اور مسلمان ہونے کی بنا پر جو اخلاق برتنا چاہیے ان کا ان کتابوں
ذکر ہے اور "احیاء العلوم" کا یہ خلاصہ اسے ثابت کرتا ہے کہ
ی کتابوں سے ہدایت اور رہنمائی کے لیے بہت کچھ مل سکتا ہے"

(اسلام کی اخلاقی تعلیمات صٓ)

یا کر عرض کیا گیا۔

ضل مترجم محترم نے خود کوئی دیباچہ اپنی کتاب کا نہیں لکھا۔ حضرت مجیب محترم
فظ میں جو کہہ دیا گیا اور فاضل فاروقی کے مقدمہ مفصل کے بعد ضرورت بھی
جم اپنی کتاب کے بارے میں کچھ فرماتے۔ ہم بھی درازنفسی کی بجائے اس
نگو ختم کرتے ہیں کہ۔ قوم۔ جماعت۔ خاندان اور فرد کا آج کیا فرض ہے
کے مطالعہ سے روشن ہو جائے گا۔ کیونکہ۔ مسائل حیات کا اصلی مرکز۔
یا "انسان" ہے یہ سنور گیا تو سب کچھ سنور گیا۔

رائن سے ظاہر ہے کہ فاضل مترجم حضرت رشید الوحیدی پر عربیت کا اثر

سی چند معمولی کتابتی غلطیوں سے قطع نظر ص ۱۹۱ سطر ۲ میں کاتب نے لفظ "فصید" کو "فصادی" کر کے "فسد" بنا دیا ہے۔

خدا ہمیں اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق دے کہ پیام قرآنِ عظیم اور حدیث نبی کریم کے سمجھنے کے لیے یہ کتاب اچھی تمہید کا کام دے سکتی ہے۔

مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی بمبئی

فن سوانح نگاری

مصنف: ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین
ناشر: طاہر بک ایجنسی، دہلی
قیمت: چار روپے پچہتر پیسے

کئی سال پہلے ایک مقامی ماہنامے میں شاہین صاحب کی اس کتاب کا اشتہار دیکھا تھا اور اسی وقت سے اس میں دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ وجہ ظاہر ہے کہ اُردو میں "فن سوانح نگاری" پر مواد بہت محدود ہے اس لیے اس موضوع پر ایک جامع کتاب کی اشاعت یقیناً پذیرائی کی مستحق تھی۔

لیکن اب کتاب جو نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ کتاب صرف فنِ سوانح نگاری پر ایک جامع اور بسیط مقالہ نہیں۔ بلکہ دراصل کتاب "فن سوانح نگاری اور دیگر مضامین" ہے جس میں فن سوانح نگاری کو جلی کر کے دیگر مضامین کو خفی کر دیا گیا ہے۔ جب کہ کتاب میں زور 'دیگر مضامین' کا ہے اور کتاب کے نام کے لیے 'فن سوانح نگاری' پر پورا زور ڈال دیا گیا ہے۔

کتاب میں مصنف کے پیش لفظ حرف آشنا سمیت پندرہ مضامین ہیں اور یقیناً اُردو کے طالب علموں کی ضرورت کے عین مطابق ہیں۔ مصنف کا کہنا ہے کہ یہ مضامین "ادبی نقطۂ نظر سے تدریسی ضرورتوں کی خاطر لکھے گئے ہیں" اور میرا خیال ہے کہ مصنف کے زمانۂ طالب علمی کی امتحانی ضرورتوں کا نتیجہ ہیں۔

بہرحال وجہ کچھ بھی ہو، کتاب میں شامل اکثر مضامین تدریسی تقاضوں کو پورا

کر سکتے ہیں اس لیے ہمارے آج کے اُردو طلباء کے لیے کارآمد بھی رہیں گے!
فن سوانح نگاری پر دو مضامین ہیں۔ ایک فن سوانح نگاری اور دوسرا "فنِ سوانح نگاری میں مواد کی اہمیت"
اس میں دوسرا مضمون کافی معلوماتی ہے، جس میں اگرچہ کوئی نئی بات تو نہیں کہی گئی ہے۔ مگر پھر بھی موضوع پر بکھرے ہوئے مواد کو کافی حد تک یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"قومی اور وطنی شاعری کی جمالیاتی قدر و قیمت" دراصل مصنف کا کوئی ذاتی مضمون نہیں۔ بلکہ شعبہ اُردو، جامعہ شبینہ دلی یونیورسٹی میں ہونے والے ایک سمپوزیم کا رپورتاژ ہے، جسے شاہین صاحب نے بڑی چابکدستی سے مرتب کیا۔ کتاب میں اس کی شمولیت ایک اچھا اضافہ ہے۔ لیکن بہتر ہوتا کہ مصنف کی طرف سے "حرفِ آشنا" میں اس کی وضاحت کر دی جاتی!

کتاب میں فنِ خوشنویسی اور خطاطی پر بھی دو مضمون شامل ہیں۔ کتاب کے دو مضمون "خانہ جنگی پر ایک نظر" اور "ایک چادر میلی سی" (تبصرہ) مجھے بہت پسند آئے۔ خانہ جنگی پر واقعی کوئی تنقیدی مواد ہمیں نہیں ملتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ امتحانی نوٹس بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ "ایک چادر میلی سی" کا تبصرہ اگرچہ تنقید کم اور تعریف زیادہ ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ راجندر سنگھ بیدی اور ان کا فن ہماری اسی عقیدت کا مستحق ہے۔

کتاب کے مضامین کیونکہ تدریسی ضرورتوں یا یوں کہیے کہ امتحانوں کی ضرورتوں کے لیے تیار کیے گئے تھے۔ اس لیے ان میں کوئی چونکا دینے والی بات کہی نہیں۔ تمام مضامین رواں دواں اظہار خیال ہیں اور موجودہ روش کے عکاس!

کتاب سفید کاغذ پر مناسب کتابت طباعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ جس کا مطالعہ ہمارے طلباء کے لیے یقیناً سود مند رہے گا۔ مستقبل میں ہم یقیناً بہتر ادبی تخلیقات کی شاہین صاحب سے توقع کر سکتے ہیں۔ کیونکہ زیرِ نظر کتاب اُن کی امنگوں کی آئینہ دار ہے۔

احمد کمال حسینی

شاعر: عبدالرحیم نشتر

اعراف ناشر: بی، کے، پبلیکیشنز، ۲۰۷، پرتاپ سٹریٹ، دریاگنج، دہلی

قیمت: چار روپے پچاس پیسے

"اعراف" کے شاعر عبدالرحیم نشتر کی عمر تقریباً چھبیس (۲۶) برس ہے اور شاعری کی زندگی چھ سات برس کی ہے۔ خوشی کا مقام ہے کہ اتنی کم مدت میں مجموعۂ کلام بھی منظرِ عام پر آگیا ہے۔

شاعر نے اپنی ا۔ ب۔ ت میں یہ بھی واضح کر دیا ہے۔

"میں نے کوئی مستند سرٹیفکٹ نہیں لیا۔ اور یوں بھی بوگس استاد سے کسی کی شاعری اپنی سطح سے بلند نہیں ہو سکتی"

تعجب ہے کہ شاعر کو اپنے علاقے میں بوگس استاد ہی نظر آئے اگر نظروں باہر کی وسیع دنیا ہوتی تو "اعراف" میں یہ لغزشیں نہ ملتیں! مثلاً

(۱) ہوگی برسات بھیگ جاؤں گا — اب کے میں بھی لہو نہاؤں گا

(۲) لے اڑے گی یہ تیز و تند ہوا — چاروں اطراف پھیل جاؤں گا

(۳) نقطے نقطے کی آنکھ ہوتی ہے — صورتوں پر کوئی نقاب کرو

لہو نہانا، اطراف پھیل جانا۔ صورت پر نقاب کرنا۔ یہ سب کچھ اردو محاورات کا غلط استعمال ہی نہیں بلکہ اردو زبان کو جدیدیت اور ہمہ دانی کے نام پر تباہ کرنا ہے۔

"اعراف" میں ہندی اور انگریزی الفاظ کا استعمال آزادی سے کیا گیا ہے اس سے فرہنگ میں اضافہ نظر آتا ہے اور بعض مقامات پر حسن بھی پایا جاتا ہے۔ ریت سمندر سے لے کر اندھیرے پہاڑ تک جدیدیوں کی عام اور یکساں فرہنگ کے علاوہ شاعر کے یہاں سرسر، چوزہ، سانپ، ذائقہ، پتنگ، کبوتر اور چوڑیاں بھی ملتی ہیں۔ اعراف کی سطح کا تعلق (FORM) سے نہیں بلکہ (CONTENT) سے ہے اس لحاظ سے اس شاعری میں فرش پر کانچ کے برتن کو گرانے کی تمنا اور اندر کے آدمی کو رسوا کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ خالص جدیدیت کے عمدہ نمونے ملاحظہ فرمائیے۔

وہ زد پہ آگیا تھا نہتا بھی تھا مگر ۔ میں نے ہی کوئی تیر نہ چھوڑا کمان سے
مری ساری پتنگیں کٹ چکی ہیں ۔ میں خالی ڈور اب کیسے نچاؤں

" اعراف " میں ایک اور رنگ ملتا ہے وہ ہے نوجوانی کی معصومیت کا رنگ۔ یہاں شاعر اپنے دائرۂ شعریت سے قطعی باہر نظر آتا ہے۔

چند اشعار :-

دبا دیتا ہوں بائیں آنکھ چپکے سے کبھی یعنی ۔ میں اُس سنجیدہ لڑکی کو ہنسا کر دیکھ لیتا ہوں
وہ میرے سامنے کی برتھ پر ہے سوئی جاگی سی ۔ کوئی احساس ہی اُس کو دلا کر دیکھ لیتا ہوں
بہانہ ہو یہی اک آدھ ہلکے لمس کا شاید ۔ میں اُس کی گود سے بچّہ اٹھا کر دیکھ لیتا ہوں

اپنے ہونے کا پتا دیتی ہے ۔ چوڑیاں اپنی بجا دیتی ہے
مجھ کو پیالی نہیں چھونے دیتی ۔ ویسے چائے تو پلا دیتی ہے

اغلاط سے قطع نظر قارئین نے محسوس کیا ہو گا کہ پتنگ کٹنے اور گود سے بچّہ اٹھانے کے رنگ نہایت ناقص رنگ ہیں۔ ایسی شاعری ضرور سال سطحی شاعری ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عبدالرحیم نشتر میں شاعرانہ صلاحیت نہیں بلکہ صلاحیت کو "مدا" تباہ کرنے کا ادبی شوق تہ بہادرکار فرما ہے۔

" اعراف " کا اصلی اور زندہ شاعر خس و خاشاک میں بھی قارئین کو صاف نظر آتا ہے۔ ان اشعار میں اس کی آواز سنیے :

میرے پیروں میں رہی خالی سڑک ۔ نور کے ٹکڑے دکانوں میں گرے
چل کے آتی ہے کہاں سے یہ صبا ۔ میرے آنگن میں ٹھہرتی ہی نہیں
رات کیا جانے کیسے بیتے گی ۔ جا چکی اب تو آخری بس بھی

اس شعر میں انتظارِ نوبہار کے آخری لمحوں کی کیفیت اور صنعتی زندگی کا تجربہ دونوں مفہوم شامل ہیں۔

میرے ہاتھوں میں چاند اور سورج کے دو ٹکڑے ہیں
مجھ کو بہکانے آئے ہو، میں پیغمبر ہوں

دشتِ افکار میں سوکھے ہوئے پھولوں سے ملے

کل تری یاد کے معتوب رسولوں سے ملے

ان اشعار کی فضا، شاعر کا لہجہ، خیال و فکر کی رسائی اور مفہوم کی سا
وضاحت ایسی خوبیاں ہیں جن کی بنا پر اعتراف کو لینا۔یدہ نظر سے دیکھا جائے گا۔
مجموعہ عمدہ چھپا ہے۔ سرورق پر شاعر کی تصویر شامل اشاعت ہے۔

ودّیا ساگر دویدی

آتشِ سیّال

شاعر: ساجدہ زیدی
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ، جامعہ نگر، نئی دہلی
قیمت: عام اڈیشن : آٹھ روپے
لائبریری ایڈیشن : دس روپے

ساجدہ زیدی کی شاعرانہ زندگی کا چودھواں برس ہے۔ ۱۹۶۲ء میں "جوئے نغمہ" اور جنوری ۱۹۷۲ء میں "آتشِ سیّال" کی اشاعت ہوئی۔ پاکستان میں افکار، فنکار، نقوش، نیا دور، صحیفہ وغیرہ میں کلام شایع ہوتا رہا ہے۔ ہندوستان میں کتاب، شب خون، گفتگو، شعر و حکمت، سوغات، آیات، آجکل، آہنگ، عصری ادب وغیرہ میں اشاعتِ کلام ہوئی۔

"آتشِ سیال میں بعض مغربی فلسفی، ماہرینِ نفسیات اور ادیبوں کے خیالات کا عکس ملتا ہے۔ کہیں واضح اور کہیں غیر واضح طور پر مارکسزم، ہیومنزم، اور وجودی فلسفہ کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ ان عناصر کی آمیزش نے ساجدہ زیدی کی نظموں میں گہرائی او اور وزن پیدا کر دیا ہے۔ میرے نزدیک وجدان، شام، دردِ غم، کھڑکی، زہر سورج۔ خلا کے دامن میں، سامانِ خود بینی، نئے زاویے، عندلیبِ گلشن ناآفریدہ تلاش، یہ سب کیا ہے، قلبِ ماہیت، رقصِ ناتمام، ایک نظم (ص ۱۰۲)، مشرق مغرب کا نقطۂ اتصال، ایک نظم (ص ۱۵۰) ایک نظم (ص ۱۵۷) کا شمار قابلِ قدر نظمو

وہ زد پہ آگیا تھا نہتا بھی تھا مگر ۔ میں نے ہی کوئی تیر نہ چھوڑا کمان سے
مری ساری پتنگیں کٹ چکی ہیں ۔ میں خالی ڈور اب کیسے نچاؤں

"اعتراف" میں ایک اور رنگ ملتا ہے وہ ہے نوجوانی کی معصومیت کا رنگ۔ یہاں شاعر اپنے دائرۂ شعریت سے قطعی باہر نظر آتا ہے۔

چند اشعار :-

دبا دیتا ہوں بائیں آنکھ چپکے سے کبھی یعنی ۔ میں اُس سنجیدہ لڑکی کو ہنسا کر دیکھ لیتا ہوں
وہ میرے سامنے کی برتھ پر ہے سوئی جاگی سی ۔ کوئی احساس ہی اُس کو دلا کر دیکھ لیتا ہوں
بہانہ ہو بھی اک آدھ ہلکے لمس کا شاید ۔ میں اُس کی گود سے بچہ اٹھا کر دیکھ لیتا ہوں

اپنے ہونے کا پتا دیتی ہے ۔ چوڑیاں اپنی بجا دیتی ہے
مجھ کو پیالی نہیں چھونے دیتی ۔ ویسے چائے تو پلا دیتی ہے

اغلاط سے قطع نظر قارئین نے محسوس کیا ہوگا کہ پتنگ کٹنے اور گود سے بچہ اٹھانے کے رنگ نہایت ناقص رنگ ہیں۔ ایسی شاعری ضرر رساں سطحی شاعری ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عبدالرحیم نشتر میں شاعرانہ صلاحیت نہیں بلکہ صلاحیت کو عمداً تباہ کرنے کا ادبی شوق جہاد کار فرما ہے۔

"اعتراف" کا اصلی اور زندہ شاعر خس و خاشاک میں بھی قارئین کو صاف نظر آتا آتا ہے۔ ان اشعار میں اس کی آواز سنیے :

میرے پیروں میں رہی خالی سڑک ۔ نور کے ٹکڑے دکانوں میں گرے
چل کے آتی ہے کہاں سے یہ صبا ۔ میرے آنگن میں ٹھہرتی ہی نہیں
رات کیا جانے کیسے بیتے گی ۔ جا چکی اب تو آخری بس بھی

اس شعر میں انتظارِ نوبہار کے آخری لمحوں کی کیفیت اور صنعتی زندگی کا تجربہ دونوں مفہوم شامل ہیں۔

میرے ہاتھوں میں چاند اور سورج کے دو ٹکڑے ہیں
مجھ کو بہکانے آئے ہو، میں پیغمبر ہوں

دشتِ افکار میں سوکھے ہوئے پھولوں سے ملے

کل تری یاد کے معتوب رسولوں سے ملے

ان اشعار کی فضا، شاعر کا لہجہ، خیال و فکر کی رسائی اور مفہوم کی سادگی و صفائی ایسی خوبیاں ہیں جن کی بنا پر اعتراف کرلینا چاہیے کہ یہ مجموعہ قدر کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ مجموعہ عمدہ چھپا ہے۔ سرورق پر شاعر کی تصویر شامل اشاعت ہے۔

ودّیا ساگر دویدی

آتشِ سیّال

شاعر: ساجدہ زیدی

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ، جامعہ نگر، نئی دہلی

قیمت: عام اڈیشن : آٹھ روپے
لائبریری اڈیشن : دس روپے

ساجدہ زیدی کی شاعرانہ زندگی کا چودہواں برس ہے۔ ۱۹۶۲ء میں "جوئے نغمہ" اور جنوری ۱۹۷۲ء میں "آتشِ سیّال" کی اشاعت ہوئی۔ پاکستان میں افکار، فنکار، نقوش، نیا دور، صحیفہ وغیرہ میں کلام شایع ہوتا رہا ہے۔ ہندوستان میں کتاب، شب خون، گفتگو، شعر و حکمت، سوغات، آیات، آجکل، آہنگ، عصری ادب وغیرہ میں اشاعت کلام ہوئی۔

"آتشِ سیّال میں بعض مغربی فلسفی، ماہرین نفسیات اور ادیبوں کے خیالات کا عکس ملتا ہے۔ کہیں واضح اور کہیں غیر واضح طور پر مارکسزم، ہیومنزم، اور وجودی فلسفہ کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ ان عناصر کی آمیزش نے ساجدہ زیدی کی نظموں میں گہرائی اور وزن پیدا کردیا ہے۔ میرے نزدیک وجدان، شام، درِ غم، کھڑکی، زہریلی سوچ۔ خلا کے دامن میں، سامانِ خود بینی، نئے زاویے، عندلیب گلشن ناآفرید، تلاش، یہ سب کیا ہیں، قلب ماہیت، رقصِ ناتمام، ایک نظم (ص ۱۰۲)، مشرق و مغرب کا نقطۂ اتصال، ایک نظم (ص ۱۵۰) ایک نظم (ص ۱۵۷) کا شمار قابل قدر نظموں

ہونا چاہیے۔
"وجدان" میں عورت کے وجود کو پیش کیا گیا ہے جو دھرتی کے مترادف بھی ہے
وذات کے نام سے بھی منسوب کیا جا سکتا ہے یا اس کو داخلی سطح کے کرب سے تعبیر
سکتے ہیں اسی کو ینگ نے اجتماعی لاشعور کہا ہے۔ اس میں تشخص کا کائنات سے کے
امل ہونے کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ (ص ۱۰۲) کی نظم میں بھی اسی تاثر کی حامل ہے۔
ری نظموں میں روشنی اور تاریکی تعبیر، عقیدے اور آرزو کی ترجمانی، عشق کی سطح اور اس
نزل، زہرِ غم کی رفاقت، قطرہ اور دریا کی جدائی، مادی وجود کے مقابل روحانی،
نت کی تابناکی، ہستی و نیستی کا فرق اور اس کی الجھنیں، شاہراہِ حیات کی آخری منزل،
ن و جستجو، زندگی کی بھرپور اور حسین تمنا، شدتِ احساس، مشرقی اقدار مغربی صنعتی
رگی، روحوں کی پیاس اور زندگی کے گوناگوں مسائل کی تفسیریں ملتی ہیں۔ ایک نظم (ص ۵)
حوصلہ مندی ہے اور "تنہائی" کے نئے تلازمہ کی نشان دہی۔

"نئے زاویے، گلشنِ ناآفریدہ، تلاش" ان نظموں کا لفظی پیرہن آتشِ سیال
دوسری نظموں سے مختلف ہے۔ "یہ سب کیا ہیں" مختصر ترین نظم ہے جس میں ایجاز
اصل خوبی پائی جاتی ہے۔ "مشرق و مغرب کا نقطۂ اتصال" طویل تر نظم ہے اور اتنی ہی بہتر
ی۔ "رقصِ ناتمام" میں اچھوتا پن، تازگی اور توانائی پائی جاتی ہے۔ عموماً نظموں
، آہنگ اور لہجے میں انفرادیت کی مہک ہے۔

آتشِ سیال میں بعض تاثراتی نظمیں بھی شامل ہیں۔ مثلاً

"ہستی کا المیہ" جس میں صابرہ زیدی کی متاعِ حیات گم ہونے کا تاثر پیش کیا گیا
ہے۔ اس میں جذبہ کی برانگیختگی نے لطیف و ارفع شکل اختیار کر لی ہے جس کے باعث
ری حصے میں تخیل کی چمک دمک پیدا ہو گئی ہے۔ جن لوگوں نے "سمراج" علی گڑھ میں
ابرہ زیدی کی دل آویزہ فعّال، ناقابلِ شکست اور پُر وقار شخصیت کو دیکھا ہے وہی اس

قدر کر سکتے ہیں۔

ساجدہ زیدی کے ذہن اور فن کی پہچان کے لیے ایک نظم ملاحظہ فرمائیے

افق سے ابھرا تو ہے۔
خون میں نہا کر چاند
یہ روشنی ہے کہ دہکی ہوئی لہو کی بوند
ہتھیلیوں پہ اگائے ہیں آرزو کے کنول
چراغ زخم جلائے ہیں شب کے سینے میں
رگوں میں زہر کو دوڑا دیا لہو کی طرح
مژہ پہ قطرۂ شبنم نے آگ دہکائی
ہر ایک لمحے کو اک عمر کا خراج دیا
ہر ایک خار کو سو آبلوں کی رعنائی
مہیب بھی نہیں کچھ ایسا دشتِ تنہائی

آتشِ سیال میں تحریک، انفرادیت اور شعورِ ذات کے اوصاف جگمگاتے ہیں۔
ایک نئی آواز ہے اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔
اشاعت کے تمام مراحل میں نفاست کی کار فرمائی ہے۔ (ڈاکٹر) سیفی پریمی

شاعر: بدیع الزماں خاور

میرا وطن۔ ہندوستان ناشر: پی۔ کے پبلیکیشنز، ۲۷۰۳
پرتاپ اسٹریٹ، گولا مارکیٹ، دریا گنج دہلی

بدیع الزماں خاور نے وطنی نظموں کا مجموعہ "میرا وطن۔ ہندوستان" کے نام شائع کیا ہے اس میں دو غزلیں بھی شامل ہیں۔ شاعر نے مشق و مہارت کے ذریعہ

۔بلوں کے مواد اور کتاب کے متعلقہ موضوع میں مناسبت پیدا کر لی ہے۔

ایک نظم "رہنما کے بعد" میں جدت پائی جاتی ہے۔ اس کو منظوم ڈرامے کی صورت پیش کیا گیا ہے۔ اس مجموعے کی بہتر نظمیں "ہمیں وطن عزیز ہے"، مہاراشٹر، پندرہ اگست، ۱۹۴۷ء محل، ہندی بنجارہ، ایک دعا ہیں۔ تاج محل کے دو بند ملاحظہ فرمائیے:

تمھیں کبھی یاد وہ فردوسِ گمشدہ ہوگی
جہاں یہ جذبۂ انساں گناہ کہلایا
مزاجِ آدم و حوّا کو جس نے ٹھکرایا

اسی کی شاہجہاں نے ہنسی اڑائی ہے
اتر کے ساحلِ کوثر سے ارضِ جمنا پر
خود اپنی جنّتِ قلب و نظر سجائی ہے

"ہمیں وطن عزیز ہے" اس کا پہلا مصرع یہ ہے۔
"اسی چمن کے پھول ہیں، یہی چمن عزیز ہے"
تعجب ہے کہ اس نظم میں درج ذیل مصرع بھی شامل ہے
ص ۱۵۔ "ہمیں خرام گنگ و دستی چمن عزیز ہے"
ہمیں تو یہ مصرع ساقط الوزن نظر آتا ہے۔ ممکن ہے شاعر کے نزدیک یہ جائز ہو۔

ص ۵۰۔ "ہندوستان ہمارا"۔ شاعر کی یہ پوری نظم اقبال کی مشہور نظم "ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا" کا اردو منظوم ترجمہ معلوم ہوتی ہے۔

ص ۹۹۔ "اے وطن میرے وطن" اس نظم کا ایک مصرع ہے۔
"چومتا ہے جھک کے تیرے پربتوں کو آسماں"

اقبال نے کہا تھا۔

"چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں"

"نئی سحر کے ترانے سنا رہے ہیں ہم" یہ نظم دوسری نظموں سے مختلف ہے۔ اس لیے کہ اس میں شاعر نے آزاد ہندوستان کی امن و آشتی کی پالیسی، آزادی کی برکت، جنگ بازوں کی مذمت، صنعتی زندگی کی رفتار، عزم و عمل کی تصویر کو فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس مجموعے کی آخری نظم "ہیں دیس پر فدا ہم" نہایت مایوس کن ہے۔ یہ جذبہ سے قطعاً عاری ہے۔ اس میں شاعرانہ تخیل بھی نہیں ہے۔ دراصل وقت اور الفاظ دونوں پر جبر کا مظاہرہ ہے۔

"درخت بول رہا ہے" ہیئت کے اعتبار سے دوسری نظموں سے الگ ہے۔ اس کے آہنگ میں حسن ہے۔ شاعر نے اپنے مشاہدے میں تخیل کا رنگ شامل کر کے اس نظم کو اس خوبی سے پیش کیا ہے کہ قاری کو احساس کی تازگی میسر آتی ہے۔ اس نظم کا اختتامیہ بھی حسین اور امید افزا ہے۔

پریم گوپال متل نے کتاب کا پیش لفظ لکھا ہے۔

سرورق دیدہ زیب ہے۔ کتاب سلیقہ سے چھپی ہے۔ آرٹ پیپر پر شاعر کی تصویر شامل اشاعت ہے۔

ودیا رتنی ساگر

نظر ثانی و اضافے کے بعد

تنقید کیا ہے؟

پروفیسر آل احمد سرور

(نیا ایڈیشن)

سرور صاحب کے یہاں آپ کو اشعار کی کثرت یا اقتباسات کی بھرمار ملے گی۔ لیکن اشعار کے حوالوں، کتابوں کے نام ادبی شخصیتوں کے تذکرے ادبی تحریکوں کے متعلق اشاروں سے آپ کو تنقید کے وزن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ [illegible] میں نثر پردازی اور ادبی چاشنی کا وہ عنصر پایا جاتا ہے جو اعلا تنقید [illegible]

[illegible]

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شایع کیں

لسانی مطالعے — ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اُردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اُردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو نمایاں حد تک پورا کرتی ہے۔ قیمت ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء — مرتبہ : پی، سی، جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ۔ قیمت ۱۴/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات — پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات اُن علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشو و نما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصّہ ہے۔ قیمت ۱۸/-

چراغ کا سفر — بچّوں کے لیے — سیّد محمد ٹونکی

آپ نے سند باد جہازی کا نام تو سُنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا ہر حصّہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا، گھر گھر کیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اُس نے کیسے کیسے رُوپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔ قیمت : ۱/۵۰

تقسیم کار

[illegible]

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکیم محمد بشیر ترجمہ: اطہر پرویز

ویکیم محمد بشیر ایک ایسے ناول نویس ہیں جنھوں نے فکری وسعت پیدا کرکے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دُنیا کے بھیدوں کو ڈھونڈ نکالنے والے بشیر کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کی ساتھی" لوک گیتوں کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔ قیمت: ۵/۷۵

چار دیواروں میں (ناول) ایم، ٹی، واسودیون نائر ترجمہ: ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ سیدھا مقابلہ کم ہے۔ اسی لیے اس کی یاسیت مندی گہری اور تسکین آمیز ہے۔ قیمت: ۷/۷۵

گنگا چیل کے پنکھ (ناول) لکشمی نندن بورا ترجمہ: رضیہ سجاد ظہیر

آسامی ناول میں پیدائش سے لے کر اب تک، عورتوں سے متعلق ایک خاص قسم کے جوش اور جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقۂ عکاسی اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ فنی اعتبار سے کامیاب ترین ناول۔ قیمت ۶/۷۵

برہمن لڑکی (ناول) شری دھر وینکٹیش کیتکر ترجمہ: اگرسین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور خیال انگیز ہوتے ہیں۔ آپ نے متعصب معاشرہ کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظر ثانی کرکے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا قیمت ۷/۰

ملیالم افسانے مرتبہ: اوم چیری، این این پلے ترجمہ: جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	" : لارنس بینین	" : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	" : دی آر اٹھاولے	" : ش۔ قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" : ڈینس کنکیڈ	" : ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذر الاسلام	" : بیسودھا چکرورتی	" : عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	" : ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	" : ایم کے درانی	۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	" : ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد ۱/- مجلد	۲/-
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت	مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی		۲/۲۵
گرو نانک	مصنف: گوپال سنگھ	ترجمہ: مخمور جالندھری	۳/۲۵
مٹتی بنتی تصویریں	" : بھگوتی چرن ورما	" : رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	" : میاں رنگتا یکا	" : زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ: می پا سوم، ستررم	" : حسرت سہروردی	۸/-
سفید خون (ناول)	مصنف: نانک سنگھ	" : رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	" : ڈاکٹر گوپال سنگھ	" : مخمور جالندھری	۳/-
ہندی افسانے	مرتبہ: ڈاکٹر نامور سنگھ	" : اگر سین نارنگ	۹/-
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنف: پنا لال پٹیل	" : کشور سلطانہ	۱۰/-
پنجابی افسانے	مرتبہ: ہر بھجن سنگھ	" : مخمور جالندھری	۷/-
رنجیت سنگھ	مصنف: ڈی۔ آر۔ سود	" " " " "	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	" : بپن چندر	" : غلام ربانی تاباں	۹/۵۰
بنگرواڑی	" : ونکٹیش ماڈگولکر	" : عرش ملسیانی	۵/۲۵

دلّی کو بہتر اور خوب صورت بنانے کے لیے

آیئے

عہد کریں

★ بجلی کی موجودہ کمی کے پیشِ نظر میں انفرادی طور پر اپنے بس بھر بجلی کے خرچ میں کفایت کروں گا اور اس بات کی مقدور بھر کوشش کروں گا کہ جن تنظیموں سے میں منسلک ہوں وہ بھی بجلی کے استعمال میں کفایت کریں گی۔

★ میں انفرادی طور پر اور جن تنظیموں سے متعلق ہوں ان کے ذریعے اناج کی بربادی اور پارٹیوں اور سماجی تقریبات میں اشیائے خوراک کو برباد ہونے سے بچانے کی کوشش کروں گا۔

★ میں خود اور مجھ سے منسلکہ اداروں و تنظیموں کے ذریعے بلاوجہ بڑھتی ہوئی قیمتوں اور تجارت میں ذخیرہ اندوزی، مہنگائی اور بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے کارگر قدم اٹھاؤں گا۔

★ میں حتی الامکان تشدد، فرقہ واریت اور سماج کے ناپسندیدہ عناصر کے ذریعہ پبلک املاک کو تباہی سے نجات دلانے کی کوشش کروں گا۔

★ مجھ سے منسلک اداروں و تنظیموں کے ذریعہ غریبی مٹانے، ذات پات کے فرق کو مٹانے سماجی، اقتصادی نابرابری دور کرنے کی اسکیموں کے تئیں جذبہ پیدا کرنے اور انھیں عملی جامہ پہنانے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔

★ میں دلّی شہر کو سماجی، اقتصادی اور خوشگوار ماحول کے پیشِ نظر اسے بہتر بنانے کی کوششوں میں اپنا بھرپور تعاون دوں گا۔

★ صنعت، تجارت، سوشل ورک تعلیم اور محنت اور دیگر اہم شعبوں سے متعلق سبھی اشخاص اور تنظیموں اور انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ اپنے مادرِ وطن کی راجدھانی کی عظمت و شوکت، صحت مند سماجی فلاح اور خوشگوار ماحول پیدا کرنے کے لیے مندرجہ بالا حلف اٹھائیں۔

مثالی اور نمونہ کی راجدھانی بنانے میں آپ ہماری مدد فرمایئے

دلّی انتظامیہ۔ دلّی

...ملفوظات

...ی دنیا کو سلام اور جمہور

علی سردار جعفری

یہ منظوم تمثیل نہیں بلکہ تمثیلی نظم ہے۔ اس کے کردار، کردار نہیں - علامتیں ہیں - کہانی، ...ات نہیں، مبہم سا خاکہ ہے - واقعات کی بجائے واقعات سے پیدا ہونے والے جذبات، ...ثرات اور احساسات پیش کیے گئے ہیں - اس نظم کا موضوع بھی نیا ہے اور تکنیک بھی ...ی ۔ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی طویل نظم جو کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ...ہے۔

قیمت : -/۴

...نیا — اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد

(مولانا) عبدالسلام قدوائی ندوی

زیر نظر کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد ...قبل دنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا، سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں؟ تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

قیمت : غیر مجلد ۲/۷۵
مجلد -/۳

...مریکہ کے کالے مسلمان

ڈاکٹر مشیر الحق

امریکہ کے تقریباً ۲ کروڑ حبشی مسلمانوں میں سنی مسلمان، شیعہ مسلمان، قادیانی مسلمانوں کے علاوہ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منظم ہے۔ یہ اپنے ملک میں "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ امریکہ کی ایک ایسی سیاسی و سماجی تحریک کی داستان جس سے ہر مسلمان کا ...ف ہونا ضروری ہے۔

قیمت : غیر مجلد -/۲
مجلد ۲/۷۵

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار — پروفیسر ضیا الحسن فاروقی

پروفیسر ضیا الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ، رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، افکار آزاد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قیمت -/۶/۵

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار اردو ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت -/۱۱

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو علی گڑھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ قیمت: -/۱۲/۵

خواتین کربلا، کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُر سوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی اُن محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتین ملت کے دل میں حق پرستی اور اصول اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔

قیمت -/۱۲

"ناولستان" نئی دلی ۲۵ کے دلچسپ ناول

احسان الحق

کالا شہر گورے لوگ (ناول)

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین اقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے کہیں آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے گزشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب وغریب چونکا دینے والا ناول۔

قیمت ۵/-

صالحہ عابد حسین

اپنی اپنی صلیب (ناول)

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دل کش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔

قیمت: ۸/-

عزیز قیسی

دوسرے کنارے تک (ناول)

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں۔ لیکن زبان خاموش ہے بالکل خاموش۔

قیمت ۵۰/

صغرا مہدی

پابہ جولاں (ناول)

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل۔ اُن کی مشکلات ان کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین ش

قیمت ۔/

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن اُلجھنوں کا شکار ہیں۔ اُن کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پارہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کشمکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے۔ تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم نہیں دیا۔ مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹے کی کہانی ہے۔ جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب ۔ ۔ ۔ برسوں بعد۔ جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا) آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔ قیمت ۴/۵۰

"نئی آواز" نئی دلی ۲۵ کی تازہ ترین مطبوعات

تنہائی (ڈراما) ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے بھی جگر اثر انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری چابک دستی سے مزید نمایاں کیا گیا ہے۔ قیمت ۳/۷۵

جہاں آرا (تین ایکٹ کا اوپیرا) رفعت سروش

جیتی جاگتی کہانی، کچھ اصلی کچھ نقلی مگر جاندار کردار، تسلسل، ارتقا، کشمکش اور دل پذیر انجام، ضرورت کے مطابق شاعرانہ صلاحیتوں، فنی تقاضوں اور تکنیکی رموز و اشارات کا استعمال، پابند اور آزاد شاعری کے کامیاب نمونے، ساز و آواز کا با موقع استعمال، تحت، ترنّم اور اس کا مناسب اہتمام، غرضیکہ ہر ممکن کوشش سے اوپیرا کو خوب سے خوب تر بنایا گیا ہے۔

قیمت: ۴/۵۰

انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڑھ کی مطبوعات

انگریزی ادب کی مختصر تاریخ	ڈاکٹر محمد یٰسین	۱/۵۵
اُردو صرف و نحو	مولوی عبدالحق	۱/۲۵
اُردو ہندی ڈکشنری	مرتبہ انجمن ترقی اُردو	۲۰/-
لسانی سماجیات	ڈاکٹر جعفر حسین	۴/۵۰
اسلامی فنِ تعمیر	مبارز الدین رفعت	۶/-
ادبی و قومی تذکرے دوم	پنڈت کشن پرشاد کول	۱/۵۰
اُردو ساہتیہ کا اتہاس (ہندی)	سید احتشام حسین	۴/۲۵
اُردو میں ترقی پسند ادبی تحریک	خلیل الرحمن اعظمی	۱۲/-
اُردو مثنوی شمالی ہند میں	ڈاکٹر گیان چند	۱۴/-
ایک مشرقی کتب	مبارز الدین رفعت	۳/-
اسلام کے علاوہ مذاہب میں اُردو کا حصّہ	محمد عزیز	۵/۵۰
انواعِ فلسفہ	ظفر حسین خاں	۵/۵۰
انتخاب کلامِ میر	مولوی عبدالحق	۳/-
آئینۂ حقیقت	پنڈت حبیب الرحمن شاستری	۲/-
انتخاب شرح دیوان مومن	حامد حسین قادری	۳/۵۰
الالہام	ڈاکٹر طٰہٰ حسین	۴/-
انجم کدہ	عزیز لکھنوی	۲/۵۰
باپو کے قدموں میں	ڈاکٹر راجندر پرشاد	۱۵/-
بازدید	ڈاکٹر مجیب الرحمٰن	۳/۵۰
بچوں کے ادب کی خصوصیت	مشیر فاطمہ	۱/-
بھگوت گیتا	محمد اجمل خاں	۲/۵۰
پرچھائیں	آصف علی	۴/-
تلمیحات و اشاراتِ اقبال	ڈاکٹر ذاکر حسین قریشی	۱۲/۵۰
تذکرۂ گلشنِ سخن	مسعود حسین رضوی	۶/-
تاریخ جمالیات	مجنوں گورکھپوری	۷/-
تین مغربی ڈرامے	،، ،،	۷/-
تنقیدیں	ڈاکٹر خورشید الاسلام	۶/-
چند ہم عصر	مولوی عبدالحق	۲/-
حالی کی ایک جھلک	صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
خواجہ میر درد تصوف اور شاعری	ڈاکٹر وحید اختر	۵/-
خوابِ شیریں	جے کرشن چودھری	۲/-
خطوطِ غالب	مالک رام	۴/۵۰
دھمپد	منور لکھنوی	۳/-
دیمک کی کہانی	عبدالبصیر خاں	/-
روزگار شرح سود و زر	ابو سالم	۱/۵۰
زنداں نامہ	فیض احمد فیض	/۲۵
زبان زندگی اور تعلیم	خواجہ غلام السیدین	/-
سیاسیات کے اصول	ہارون خاں شیروانی	
سن ستاون	پنڈت سندر لال	/-
سخنِ مختصر	جذبی	/-
سوگوار یاد	مترجم جم علی الہاشمی	۵
سیلِ رنگ	حکیم احمد	/۰
شاد کی کہانی شاد کی زبانی	محمد مسلم	/۰
شو بہار	مجنوں گورکھپوری	۵۰
شکنتلا (اُردو)	قدسیہ زیدی	

صوبۂ شمالی مغربی کے اخبارات	محمد عتیق احمد صدیقی	۔/۹
ظاہر و باطن	محمد فضل الرحمٰن	۱/۲۵
غزل اور درسِ غزل	اختر انصاری	۔/۲
فرانسیسی ادب	ڈاکٹر یوسف حسن خاں	۔/۱۳
فائز دہلوی اور دیوانِ فائز	مسعود حسین ادیب	۵/۵۰
کلیاتِ شاہی	سید مبارز الدین رفعت	۔/۳
کلامِ سودا	خورشید الاسلام	۔/۶
کاروانِ رُو منیت	نجم الدین شکیب	۶/۵۰
کچھ زر کی بابت	ایوب عالم	۴/۵۰
کچھ ذرے کچھ تارے	آنند نرائن مُلّا	۳/۵۰
گاندھی اور نہرو کی راہ	ڈاکٹر سید عابد حسین	۔/۵
گلکرسٹ اور اس کا عہد	محمد عتیق صدیقی	۔/۷
مذہب اور دھرم	مہاتما گاندھی	۔/۴
محاسن کلامِ غالب	عبدالرحمٰن بجنوری	۔/۱
مرقع افغان	ابرار حسین فاروقی	۳/۲۵
مطالعۂ حضرت غمگین	محمد یونس خالدی	۔/۳
مضامینِ رشید	رشید احمد صدیقی	۔/۶
مرزا محمد رفیع سودا	خلیق انجم	۱۰/۵۰
مقالاتِ حالی	اوّل حالی	۳/۲۵
مدرا راکشش	منوّر لکھنوی	۳/۵۰
مشترکہ زبانیں	مہاتما گاندھی	۴/۵۰
مختصر تاریخ بنگلہ	شانتی رنجن بھٹا چاریہ	۔/۳
فنِ تحریر کی تاریخ	محمد اسحٰق صدیقی	۴/۵۰
نسیم مغرب	اے سی بہار	۔/۵۰
تسلیمات علامہ منیبی انتخاب	محشر عابدی	۔/۴

نئے ڈرامے	مرتبہ	ڈاکٹر محمد حسین
نئی روشنی	(ڈراما)	فضل الرحمٰن
نفسیاتِ افواہ		ولی الرحمٰن
ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی اصول		ڈاکٹر ایشور ٹوپا
یادگارِ حالی		صالحہ عابد حسین
یادگارِ نظر	مرتب	جگر بریلوی

اُردو شعرا کا انتخابی سلسلہ

فی کتاب ایک روپیہ

اختر الایمان	احمد ندیم قاسمی
آنند نرائن مُلّا	سلام مچھلی شہری
اصغر گونڈوی	شاد عارفی
الم مظفر نگری	شمیم کرہانی
اختر انصاری	شفیق جونپوری
اثر لکھنوی	شاد عظیم آبادی
اسرار الحق مجاز	عرش ملسیانی
اختر شیرانی	غلام ربانی تاباں
بلراج کومل	سکندر علی وجد
تلوک چند محروم	عمیق حنفی
جگر بریلوی	کمال احمد صدیقی
جاں نثار اختر	مخدوم محی الدین
حبیب احمد صدیقی	نشور واحدی
ریاض خیرآبادی	سکندر علی وجد

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

دب، تنقید، انشاء

شناس و افکار — ضیاء الحسن فاروقی ۶/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند ۱۱/-

ردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی ۱۲/۵۰

خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین ۱۲/-

سرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں ۲/-

اردوانِ فکر — " " " ۳/۷۵

ند و البیرز — سید ظہیر الدین مدنی ۳/۵۰

دمرثیہ — سید سفارش حسین ۶/-

نمرے ورق — سنیتی کمار چٹرجی ۳/-

دیبی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری ۲/۷۵

نقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور ۵/۷۵

زل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری ۶/-

قدِ اقبال — میکش اکبرآبادی ۴/۲۵

سانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ — سید ضمیر حسن دہلوی ۳/-

خنداں — رشید احمد صدیقی ۵/۲۵

ڈاکٹر ذاکر حسین — عبد اللطیف اعظمی ۵/۵۰

داستان اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین ۱۲/-

شراب کہنہ — رشید نعمانی ۳/۲۵

شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد -/۲۵

تذکرہ، سیرت و شخصیت

تذکرۂ معاصرین — مالک رام ۱۵/-

پریم چند کے خطوط — مدن گوپال ۶/۵۰

تذکرۂ جگر — محمود علی خاں ۳/-

قلم کا مزدور — مدن گوپال ۴/-

گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی ۶/-

تاریخ، سیاسیات و روداد

اسلام کی اخلاقی تعلیمات — امام غزالی ۹/۵۰

امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر بشیر الحق ۲/-

دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — عبد السلام قدوائی — مجلد ۳/۲۵ غیر مجلد ۲/۷۵

اسلامی عقائد و مسائل مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی ۴/-

مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین ۵/۵۰

کتاب و سنت کے جواہر پارے (ترجمہ) — مولانا جمال الدین اعظمی ۲/۲۵

آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی ۴/-

امن کا راستہ — عبد الغفار مدہولی ۳/-

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود ۴/-

کتاب کی کہانی — سید احمد حسن نقوی ۱/۵۰

پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش ۴/-

تاریخ الامت اوّل — مولانا اسلم جیراجپوری ۲/۵۰

یخ الامت دوم مولانا اسلم جیراجپوری ۴/-
〃 سوم 〃 〃 ۲/۷۵
〃 چہارم 〃 〃 ۳/۲۵
〃 پنجم 〃 〃 ۳/۲۵
〃 ششم 〃 〃 ۳/۲۵
〃 ہفتم ۲/-
〃 ہشتم ۳/۲۵
نے خط دوم پنڈت جواہر لال نہرو ۸/-
شخصیتیں 〃 〃 〃 ۵/۵۰

مرنامے

ی جی بادشاہ / کے دیس میں — شری پیارے لال ۵/-
نیل سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵

م و تربیت

ی استاد کے لیے ڈاکٹر سلامت اللہ ۲/۲۵
کا طریقہ عبدالغفار مدہولی ۲/۵۰
خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/۵۰
رد جیکٹ عبدالغفار مدہولی ۲/۵۰
دہ تعلیمی / سائل — عبداللہ ولی بخش قادری ۲/۵۰
یسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ ۳/۵۰

ل

ہر گورے لوگ احسان الحق ۵/-
سیگھ دے رضیہ سجاد ظہیر ۶/۵۰

اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین ۸/-
الجھی ڈور 〃 〃 ۴/۵۰
پا بہ جولاں صغرا مہدی ۶/-
دوسرے کنارے تک عزیز قیسی ۳/۵۰
زندگی کی لہر ساولنگ ۳/-
آدمی کا مقدر ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/-
آپس کے گیت 〃 〃 〃 ۲/۷۵
ایک ننھی انیتا امرتا پریتم ۳/۲۵
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۵/-
باغ و بہار میر امن مرتب رشید حسن خاں ۲/۷۵
بیوہ منشی پریم چند ۲/۷۵
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۳/۵۰
چنار کا پتّا سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵
خیالی پلاؤ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵
دلدل 〃 رضیہ سجاد ظہیر ۴/۵۰
دلّی کی شام 〃 بلقیس جہاں ۷/۵۰
ڈنگو 〃 قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہِ عمل صالحہ عابد حسین ۷/۵۰
سات سال ترجمہ رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکستِ ناتمام 〃 زہرہ سیّدین ۲/-
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۲/۷۵
گئودان منشی پریم چند ۱۱/-
میدانِ عمل 〃 〃 ۸/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/-
اپنے دکھ / مجھے دیدو — راجندر سنگھ بیدی ۶/-
یودوکیہ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵

افسانے اور خاکے

بڑی حویلی	مرزا محمود بیگ	-/۲
پت جھڑ کی آواز	قرۃ العین حیدر	-/۴
چراغوں کا سفر	رام لعل	-/۴
خیالستان	سجاد حیدر یلدرم	۳/۷۵
کالے صاحب	اوپیندر ناتھ اشک	۲/۵۰
کیمیاگر	پروفیسر محمد مجیب	-/۲
نروان	جیلانی بانو	۴/۷۵
نئی بیماری	مہندر ناتھ	۲/۵۰
واردات	منشی پریم چند	-/۴

ڈرامے

آزمائش	پروفیسر محمد مجیب	۱/۷۵
انجام	" "	۱/۲۵
اوپر کی منزل	کرتار سنگھ دُگل	-/۴
آئینہ ایام	ترجمہ خلیق احمد	۳/۵۰
پردۂ غفلت	ڈاکٹر عابد حسین	۱/۷۵
دروازے کھول دو	کرشن چندر	۲/۵۰
سراج الدولہ	ترجمہ اشفاق حسین	۱/۵۰
کھیتی	پروفیسر محمد مجیب	۱/۲۵
موت پر فتح	جیالال ساز	۱/۲۵
نقش آخر	اشتیاق حسین قریشی	۱/۲۵

نظم

نئی نظم کا سفر	مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی	۱۰/۵۰
آتشِ گل	جگر مراد آبادی	-/۶
پچھلی رات	فراق گورکھپوری	-/۱
نئی دنیا کو سلام	سردار جعفری	-/۱
غالب اردو کلام کا انتخاب	پروفیسر محمد مجیب	۵۰
مثنوی سحر البیان	مرتب رشید حسن خاں	۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام	مولانا اسلم جیراجپوری	۱۰
آں حضرت	الیاس احمد مجیبی (اردو)	۱۵
"	" " (ہندی)	۶۰
پاک کہانیاں دو حصوں میں	مقبول احمد سیوہاروی	۷۵
چار یار	الیاس احمد مجیبی	۵۰
خلفاء اربعہ	خواجہ عبدالحی فاروقی	۲۵
رسولِ پاک	عبدالواحد سندھی	۸۰
عقائدِ اسلام	مولانا اسلم جیراجپوری	۵۰
مسلمان بیبیاں	اعجاز الحق قدوسی	۱۵
نبیوں کے قصے	خواجہ عبدالحی فاروقی	۵
ہمارے رسول	" "	۱۵
ہمارے نبی	سید نواب علی رضوی (اردو)	
"	" " " (ہندی)	

معلومات

آدمی کی کہانی	مشتاق احمد اعظمی	۷۵
الوکھا عجائب خانہ	محمد حسین حسان (تین حصے)	
بجلی کی کہانی	علی احمد خاں	۱۰
بڑے دادا کی کہانی	محمد عبدالغفار	۶

تاریخ ہند کی کہانیاں (اوّل) محبتہ سلطان ۱/۸۰
" " " (دوم) ضیاء الرحمٰن ۱/۰
" " " (سوم) مشتاق احمد اعظمی ۱/۸۰
" " " (چہارم) " " -/۹۵
خبر رسانی کے طریقے رفیعہ منظور الامین ۱/۸۵
دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/-
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اوّل) احمد جمیل و غلام ابرار ۱/-
" " (دوم) " " ۱/۲۵
" " (سوم) " " -/۸۱
" " (چہارم) " " -/۸۱
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۳۰
" " نیچے " " ۳/-
قدرت کے کرشمے ادارہ -/۶۲
میرا نیس محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں ناول اور ڈرامے

چینی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی -/۵۰
بہادر سیاح " " " -/۹۵
چچا غالب مرتبہ " " " ۱/۷۵
بھیڑیے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۵۰
ہرن کے بچے " " " -/۵۰
میاں ڈھینچو کے بچے " " " -/۵۰
شیر خاں " " " -/۵۰

لومڑی کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۵۰
بہادر " " -/۴۵
سونے کا پنجرہ احسان الحق ۱/۴۵
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/۰
عقل کا سودا " " ۱/۷۰
جن حسن عبدالرحمٰن (دو حصّے) ایل لاگن ۱/۰
خربوزہ شہزادے کا سر بن گیا کوثر بانو ۱/۴۰
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی ۱/۵۰
چٹانوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن -/۹۰
بندر کا گھر خضر برنی ۱/۴۵
دلّی دور ہے مجیب احمد خاں -/۵۰
جیب اور اب آصفیہ مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
اس نے کیا کرنہ ئے نا آصفیہ مجیب -/۳۷
پریم کی جیت اسداللہ کاظمی -/۳۷
تابیل خاں محمد حسین حسان -/۳۰
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۱/۵۵
تیس مار خاں کے کارنامے م۔ ندیم ۱/۵۰
چھوٹی لالٹین مشتاق احمد -/۳۶
جنگل کا راجا ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق -/۴۰
چمپاوت کا آدم خور شیر محمد معین -/۳۵
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۷۵

انما
دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۱/۷۵
نی عبدالواحد سندھی -/۵۰
بھائیں گے مرتبہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۲۵
ر پہیلیاں محمود علی خاں -/۶۵

ننھا ٹٹو خورشید سلطان -/۳۰
چنبیلی محمد حسین حسان -/۵۰
شیدا پروفیسر محمد مجیب -/۵۰

تعلیم بالغانؒ کے سلسلے کی کتابیں

پیشے

سی مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
ر خاں دکاندار " " " -/۳۱
ہشتی " " " -/۳۱
رے جان درزی " " " " -/۳۱
نگے والا " " " -/۳۱
نیظ خانساماں " " " " -/۳۱
و حلوائی " " " " -/۳۱
بدالرحمن راج " " " " -/۳۱
رغی پالیے " " " -/۵۰
سیب خاں حجام " " " " -/۳۱

تمدن و معاشیات

چناؤ کے بھید " " " " -/۳۱
سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " ۱۳۱
ضلع کی سرکار " " " -/۳۱
کارخانوں کے قانون " " -/۳۱

جھلکیاں

احمد علی " " " -/۳۱
سید سلیمان " " " " -/۳۱

احمد ندیم مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
اکبر الہ آبادی " " " " " -/۳۱
حیات اللہ انصاری " " " " " -/۳۱
سہیل عظیم آبادی " " " " " -/۳۱
عبدالحق " " " " " -/۳۱
سیر امن " " " " " -/۳۱
نذیر احمد " " " " " -/۳۱

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج " " " -/۳۱
زچہ بچہ " " " " -/۳۱
طاعون اور چیچک " " " " -/۳۱
فوری علاج (دم گھٹنا) " " " " -/۳۱
" " (حادثہ) " " " " -/۳۱
" " (ہڈی ٹوٹنا) " " " " -/۳۱

ڈراما

استری دھن " " " " " -/۳۱
ٹھیک بات جیت کی ہے " " " " -/۳۱

سوانح حیات

اجمیری خواجہؒ " " " " -/۳۱

امیر خسروؒ	مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ	-/۳۱
سوامی دیانند	" " " "	-/۳۱
غوث پاکؒ	" " " "	-/۳۱
کرشن کنہیا	" " " "	-/۳۱
گاندھی جی (حصہ اول)	" " " "	-/۳۱
" " (" دوم)	" " " "	-/۳۱
گرو نانک	" " " "	-/۳۱
مصطفےٰ کمال (دوم)	" " " "	-/۳۱
نظام الدین اولیاؒ	" " " "	-/۳۱

کہانیاں

کہانیاں (حصہ اول)	" " " "	-/۳۱
" (" دوم)	" " " "	-/۳۱
پنچ تنتر (" دوم)	" " " "	-/۳۱
" " (" سوم)	" " " "	-/۳۱

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو	" " " "	-/۳۱
آم کے باغ لگائیے	" " " "	-/۳۷
پپیتے کے باغ لگائیے	" " " "	-/۳۱
پھلوں کی کھیتی	" " " "	-/۳۱
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ	" " "	-/۳۱
جانور کھیلا چنگا رہے	" " "	-/۳۱
ساگ سبزی اگائیے	" " " "	-/۳۷
کوآپریٹو فارمنگ	" " "	-/۳۱
کھاد بنائیے کھاد ڈالیے	" " "	-/۳۱
لیمو، انار، بیر	" " "	-/۳۱

مقدمے کی مار	مرتبہ، تعلیم و ترقی جامعہ	۳۱
نتھو دھواں ہوگیا	" " "	۳۱

مذہب

ابو داؤد شریف	" " "	۳۱
ابنِ ماجہ شریف	" " "	۳۱
کفن دفن	" " "	۳۱
نسائی شریف	" " "	۳۱

معلومات

چاند تارے	" " "	۳۱/
دن رات (اوّل)	" " "	۳۱
" " (دوم)	" " "	۳۱
ہوائی جہاز (حصہ دوم)	" " "	۳۱
فٹ بال	" " "	۳۱/
ہلکے پھلکے کھیل	" " "	۳۱/

متفرق

پنجابی لوک گیت	" " "	۳۱/

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ	محمد حسین حسّان	۵۰/
الٹی دوا	" " "	۵۰/
برف کا گھر	" " "	۵۰/
بادشاہ کے کپڑے	مشیر فاطمہ	۵۰/
بچّے کی بری عادتیں	ڈاکٹر پی راج موگا	۵۰/
بچّوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں	" "	۵۰/
بے گناہ مجرم	شفیق الرحمٰن قدوائی	۵۰/

سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس دلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دلی ۲۵ سے شایع کیا

بھارت ایک مرقع ہے
مذہبوں کا،
تہذیبوں کا،
زبانوں اور پہناووں کا،

رسموں اور رواجوں کا،
روایتوں اور جدتوں کا،
آدرشوں اور اُمنگوں کا،
کاوشوں اور کامیابیوں کا۔



بھارت ایک گلدستہ ہے
جس میں آراستہ
بھانت بھانت کے پھول
آنکھوں کو بھاتے ہیں،
دلوں کو لبھاتے ہیں،
دماغوں کو معطر بناتے ہیں۔

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما
نئی دلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپیہ

ستمبر ۱۹۷۳ء
جلد ۱۳ شمارہ نمبر ۹
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اِشاریہ

مئی میں جب پارلیمانی اردو کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی تھی، اس میں وزیراعظم سے ملاقات کرنے کے علاوہ یہ بھی طے ہوا تھا کہ کمیٹی مختلف ریاستوں کا دورہ کرکے وہاں کے حالات سے براہِ راست واقفیت حاصل کرے اور بہ شرطِ ضرورت ریاستی حکومتوں سے مذاکرات اور تبادلۂ خیالات کرے۔

چنانچہ سب سے پہلے اتر پردیش کا انتخاب کیا گیا، جو ہر اعتبار سے مناسب وموزوں تھا۔ اس لیے کہ دہلی کے ساتھ ساتھ یہی ریاست اردو کا اصل وطن ہے۔ اردو پر سب سے زیادہ مصائب کے پہاڑ یہیں توڑے گئے ہیں کمیٹی کے سکریٹری مولانا اسحاق سنبھلی نے دورانِ تقریر بالکل ٹھیک کہا کہ جب تک اردو کو سرکاری حیثیت سے تسلیم نہیں کیا جاتا، اس کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ آپ نے بتایا کہ گجرال کمیٹی پر بھی یہ بات واضح کر دی گئی ہے اور اس پر مسرت کا اظہار کیا کہ ان کی کمیٹی کی مساعی کامیاب ہو رہی ہیں۔ اس کامیابی کی بشارت عزیز امام صاحب کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ ہم سرکار سے یہ جلد منوالیں گے کہ یوپی کی دوسری سرکاری زبان اردو ہو" خدا کرے

کمیٹی نے اتر پردیش کے گورنر جناب اکبر علی خاں کی خدمت میں ایک یادداشت پیش کی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس میمورنڈم میں اس شکایت کی طرف بھی ضرور توجہ دلائی ہوگی جو موجودہ چار ہزار اردو ٹیچروں کے تقرر کے سلسلے میں مختلف اضلاع کے حوالوں اخباروں میں شایع ہوتی رہتی ہیں۔

بمبئی کا "سرسنگار سمسد" اور ادب و فنون لطیفہ کی اس کی سرپرستی، اب تعارف سے بے نیاز ہوگئی ہے۔ اس کے شعبۂ اُردو کے صدر خواجہ عبدالغفور بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ طنز و مزاح کی دنیا میں ان کا اپنا مقام ہے۔ پچھلے دنوں سلطان نتھانی صاحب کے قائم کردہ "نتھانی ٹرسٹ" نے اردو اور ہندی کے شعرا کو ان کی سب سے اچھی نظموں پر ایک ایک ہزار روپے کے دو انعام دیے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ہندی انعام کا نام "غالب اوارڈ" ہے اور اُردو کا "تلسی انعام"۔ ۷۲ء میں پہلا تلسی ایوارڈ سردار جعفری کو اور دوسرا اعجاز صدیقی کو اور غالب انعام اوّل ڈاکٹر رام دھاری سنگھ دنکر کو ملا تھا اور دوم بھوانی پرشاد مصرا کو (دوسرا انعام پانچ پانچ سو کا ہے)

امسال نومبر میں جو مشاعرہ اور کوی سمیلن منعقد ہوگا اس میں پڑھی جانے والی نظموں میں سے انعام کے لیے انتخاب کیا جائے گا۔ جو شعرا مشاعرہ میں شرکت نہ کر سکیں، وہ بھی اپنی ایسی نظموں کی جو ۱۹۷۲ء اور ۷۳ء میں شایع ہوئی ہوں، تین کاپیاں معہ ان رسائل یا جرائد کی تین کاپیوں کے جن میں یہ شایع ہوئی ہوں۔ نتھانی ٹرسٹ، متصل ودیا بہار ریلوے اسٹیشن بمبئی ۸۶-۴۰۰۰ کے پتہ پر ۲۰ ستمبر سے قبل بھیج دیں۔ یہ خیال رہے کہ یہ نظمیں عالمگیر برادری، مذہبی رواداری، لسانی یا علاقائی اتحاد و یکجہتی جیسے موضوعات پر ہونی چاہئیں اور فرقہ پروری، چھوت چھات اور تعصب جیسی برائیوں کی مذمت کا مقصد پورا کرتی ہوں۔

حکومت ہند کی وزارتِ تعلیم نے بھی کم پڑھے بالغوں کے لیے کتابوں کے سترھویں مقابلے کے لیے کتابیں یا مسودے طلب کئے ہیں۔ یہ مسودے ۳۱ جنوری ۷۴ء تک وزارت تعلیم کے دفتر واقع [illegible] شاستری بھون نئی دہلی میں پہنچنا چاہیے۔ جو صاحب اس میں [illegible] مذکورہ

ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں

ڈاکٹر سالم قدوائی

یہ ڈاکٹر سالم قدوائی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف
علی گڑھ یونی ورسٹی سے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی۔

قیمت : ۱۴/-

مسلمان اور سیکولر ہندوستان

ڈاکٹر مشیر الحق

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے
جس میں مسلمان کی موجودہ مذہبی تعلیم، مذہبی
رہنمائی، عائلی قانون اور سیکولر نظریۂ حیات
جیسے موضوعات کا پوری علمی دیانت داری
کے ساتھ غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش
کیا گیا ہے۔

قیمت
۶/۵۰

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما" کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کیا، اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین 'کتاب نما'، جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں، اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آجائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کی حدود سے باہر ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوعِ بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں۔ مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رایوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شایع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔ (اڈیٹر)

ابوالوقار علیم صدیقی

صانع عالم نے پیکرِ انسانی میں زبان بھی کیا خوب بنائی - بظاہر گوشت کا ایک مختصر سا ٹکڑا، لیکن اپنی ہر جنبش اور ہر ادا میں ایک نیا رنگ لیے بے تکان چلے تو صاحبِ زباں، زباں دراز اور گنگ ہو جائے تو جیتا جاگتا انسان بے زبان۔ یہی زبان نہ جانے کتنے فتنہ ہائے عالم کا سبب اور اسی زبان کی ایک ذرا سی جنبش سے شیریں بیاں اور شیریں سخن جیسے الفاظ معرضِ وجود میں آئے۔

اہلِ زبان کو ہمیشہ اپنی زبان دانی پر ناز رہا ــــ ان کی تمام عمر اسی
دوکاوش میں گذری کہ زبان پر حرف نہ آنے پائے ــــ ہر لفظ نپا تلا، ہر لحظہ
موقعہ و مناسبت کا خیال ــــ اس معاملہ میں دستور فطرت بھی کیا خوب
اہل زبان کی اکثریت کو نسبت، قصبات ہی سے رہی۔ شہر والوں میں خال خال
اہلِ زبان نظر آئیں گے ــــ بات اُردو کی ہے تو دورِ حاضر کے چند نام آپ بھی
سنتے چلیے۔

پروفیسر مسعود حسین ادیب (ریوتنی) جناب احتشام حسین مرحوم (ماہل) جناب
امیر حسن نورانی (امیٹھی) غلام احمد فرقت مرحوم (کاکوری) اور مولانا عبدالماجد
دریابادی، یہ چند نام میں نے اشارۃً پیش کیے ہیں ورنہ ایسے حضرات کی فہرست
تو بے حد طویل ہے۔ غرضیکہ جسے صاحبِ زبان پایا، اس کا ناتا قصبات ہی سے پایا۔
لکھنؤ سے آٹھ نو میل کے فاصلے پر کاکوری وہ مردم خیز قصبہ ہے جس نے
نامور اہلِ قلم اور صاحبانِ ادب پیدا کیے۔

سمت کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل ــــ کی لپک بھی اسی کاکوری سے
اٹھی تھی اور وہ مشہور و معروف صاحبِ طرز شاعر تھے جناب محسن کاکوری ــــ
یہی کاکوری وطن تھا جناب نورالحسن نیّر کا جو مؤلف ہیں، مشہورِ زمانہ "نوراللغات"
کے اسی چھوٹی سی بستی کے فرقت کاکوری نے طنز و مزاح کی ایک نئی دنیا ہی بسا ڈالی۔

یہ خطہ اپنی مردم خیزی پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔ لیکن یہ سب باتیں تو اب گویا خواب
و خیال ہو کر رہ گئیں۔ اب تو بقول طاہر محسن کاکوری صاحب "یہاں اُلّو بستے ہیں"
جو بستی کبھی مسکن تھی، صاحبانِ علم و ادب کا وہی اب گہوارہ ہے ان حضرات
کا جو ادب کے نام پر بے ادبی کرتے ہیں اور وہ بھی شرمندہ و پشیمان ہو کر نہیں بلکہ
چوری اور سینہ زوری والے انداز میں ــــ چنانچہ اس کج روی اور بے راہ روی
کی روک تھام کے لیے، جناب نورالحسن نیّر کاکوری کے صاحبزادے جناب طاہر محسن
علوی کاکوروی نے پہلا قدم اٹھایا ہے۔

طاہر محسن صاحب کا نام نامی، ادبی حلقوں میں خاصا جانا پہچانا ہے
"فروق" ان کا پہلا کتابی کارنامہ ہے۔ جس سے ان کی زبان دانی کا اندازہ
بخوبی ہو سکتا ہے۔ فاضل مولف نے غالباً کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے اپنے
بارے میں یہ جملے سپرد قلم کیے ہیں۔

"سکھایا پڑھایا سب کچھ گیا۔ لیکن آیا گیا کچھ نہیں۔ کولھو کا بیل جہاں
سے چلایا گیا وہیں آکر رک گیا"

ہر زبان میں آپ کو بے شمار ایسے الفاظ ملیں گے جن کے معنی و مطالب بظاہر ایک
سے ہوں گے لیکن حقیقتاً ان کا جائے استعمال جدا جدا ہوتا ہے اور اس نازک فرق
کو صحیح طور پر سمجھ لینا گویا اہلِ زبان ہونے کی دلیل ہے ـــ طاہر محسن صاحب کو اتنے
ادب اور زبان سے جو لگاؤ اور نسبت رہی اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ وہ اسی قسم کا کوئی
قدم اٹھاتے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں۔

"اس ناچیز کو نیّر کی رفاقت میں اردو زبان کا "لپکا" تو پڑ ہی چکا تھا
غالباً یہ وہی "لپکا" ہے جو اب "فروق" کی شکل میں منظر عام پر آیا ہے۔

طاہر صاحب نے حروف ہجے کے اعتبار سے مختلف الفاظ کے استعمال کو
سمجھانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور سند کے طور پر نیّر کاکوروی اور محسن کاکوروی
کے اشعار جابجا پیش کیے ہیں تاکہ حق ادا ہو سکے ـــ وہ خود لکھتے ہیں۔

"جو الفاظ زبان میں ایسے دکھائی دیئے جن میں فرق کرنا، ہر باشعور اور تمیز دار
پڑھے لکھے کا کام ہے ان کی سند کے ساتھ پیش کر دیا ہے"

بعض الفاظ کا موازانہ تو بہت خوب ہے۔ مثلاً

تیرنا اور پیرنا ـــ بظاہر یہ دونوں الفاظ ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ لیکن فاضل
مؤلف نے اس ضمن میں جو مواد اکٹھا کیا ہے۔ اس سے حقیقت اس طرح عیاں ہوتی
ہے کہ تیرنا بے جان کے لیے اور پیرنا، جاندار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

چمک اور دمک ان دونوں الفاظ کی وضاحت یوں کی کہ چمک میں نور کا

پیدا ہونا ضروری ہے اور نور سے سفیدی پیدا ہوتی ہے برعکس اس کے رنگ میں سرخ روشنی کی نمود ہوتی ہے اور اس کے لیے نور اور سفیدی کی ضرورت نہیں۔

خط طغریٰ، خطِ رنگیں اور خط شفیعا کے فروق کو بھی خوب سمجھایا ہے۔

طاہر محسن صاحب نے حتی الامکان ان الفاظ کا احاطہ کر لیا ہے جو روزمرہ ہیں، خواہ وہ شبیز ہو یا غرارہ، جمپر ہو یا کرتا ان کی گہری نظر تہ تک پہنچ کر حقیقت کا پتہ لگا ہی لیتی ہے ___ طاہر صاحب نے صرف الفاظ کے فروق کی وضاحت نہیں کی ہے بلکہ موجودہ معاشرہ کی بے راہ روی پر بھی گاہے بگاہے نکتہ چینی کی ہے۔

مثلاً صفحہ ۱۸۴ پر "جمپر" کی وضاحت کرتے کرتے یوں لکھنا شروع کر دیا۔

"لیکن کالج کی لڑکیاں عموماً کرتے سے بھی نیچا ___ گریباں نہ ہونے کے برابر چوڑان میں اس قدر تنگ کہ الا ماشاء اللہ ___ ان بیچاریوں کو اس کے لیے چال بھی نستعلیق چلنا پڑتی ہے اور رکشا، سائیکل وغیرہ پر سوار ہونے کے لیے یا تو کوئی گود میں لے کر سوار کر دے یا خود وہ تکلیف کر کے اس کو نیچے سے سمیٹ کر اوپر کمر تک لے آئیں تب سواری کریں گے"

اس سے یہ خوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہیں ہر طرح کی بے ادبی ناگوار خاطر ___ خواہ وہ زبان کی ہو یا پیکر میں کی ___

کتاب کی طباعت بہت اچھی ہے۔ لیکن کتابت کی غلطیاں جا بجا ملتی ہیں جس سے فاضل مولف کی تمام محنت اکارت سی ہوتی نظر آنے لگتی ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں تاکہ نئے ایڈیشن میں انہیں دور کیا جا سکے۔

صفحہ ۲۰۰ پر عید الاضحیٰ کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

"یہ حضرت ابراہیم علیہ نے اپنے "اکلوتے" بیٹے حضرت اسماعیل کو اللہ کی راہ میں اپنا عہد پورا کرنے کے لیے قربان کرنے کی ٹھانی تھی۔"

یہ لفظ "اکلوتے" غالباً کاتب کے قلم کی موشگافی ہے ورنہ حقیقت

ح ہے۔

" تمامی حمد، خدا کے لیے، جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق (بیٹے) عطا فرمائے۔ حقیقت میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔"

(قرآن اعظم — سورۂ ابراہیم۔ آیت نمبر ۳۹)

صفحہ ۳۶ پر "اخبار" کے لیے ایک جملہ یوں تحریر ہے۔

"" اُردو میں " واحد" ہی بول چال میں ہے۔ جیسے آج کا اخبار کہاں ہے۔"

یہ لفظ " واحد " بھی غالباً " جمع " کی جگہ لکھ دیا گیا ہے کیونکہ فاضل مولف

یہ جبک تو ممکن نہیں کہ وہ "" اخبارات " کو نظر انداز کر جائیں۔

صفحہ ۴۵ پر لفظ " الہٰ " کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا۔

" اُردو والوں نے اسی " الا " سے " الہٰی " بنالیا "

اس جملہ کو بھی میں کاتب ہی کی اختراع کہوں گا کیوں کہ یہ تو میں مان ہی نہیں

کہ طریقت و شریعت والا و شیدا جناب طاہر محسن صاحب کی نظر سے ذیل کی

ٹی نہ گذری ہو — اور یہ تو صرف آپ کے پیش خدمت ہے۔

الہٰی تو بگردانی بلا را   ز آفت با نگہداری تو مارا

بحقِ ہر دو گیسوئے محمدؐ   نہ یوں گرداں زیر دستاں تو مارا

غرضیکہ کاتب کے قلم کی تیزی و طراری اور طاہر صاحب کی چشم پوشی نے

وبر کا وہ رُخ پیش کر دیا کہ اہلِ ادب مؤلف پر نکتہ چینی ہونے لگے۔ جبکہ حقیقت

نہیں جو ہم اور آپ سمجھ رہے ہیں۔

طاہر محسن صاحب نے اس کتاب کی ترتیب میں بے حد محنت کی ہوگی، اس

ے میری ان سے گذارش ہے کہ وہ اس کام کو بڑے پیمانے پر کریں تاکہ اُردو ادب

ں ایک اور نادر کتاب کا اضافہ ہو سکے —— رہی بات نکتہ چینی کی تو وہ غالبؔ و میرؔ

بھی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے کہاں تک دامن بچے گا۔

مرتق   جناب طاہر محسن علوی کاکوروی   دانش محل لکھنؤ قیمت ۵/-

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

"مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ" مصنفہ فاضل محترم پروفیسر طاہر محمود۔ انڈین لا انسٹی ٹیوشن نئی دہلی۔ جسے ڈاکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵ نے شائع کیا۔

جاننے والوں اور نہ جاننے والوں میں آج یہ مسئلہ مرکزِ بحث بنا ہوا ہے۔ سچ پوچھیے تو جاننے والوں میں کم اور نہ جاننے والوں میں زیادہ ایک ہنگامہ ہے۔ مسئلہ کی نوعیت اور موجودہ صورتِ حال سے زندگی پر جو اثرات پڑ رہے ہیں ان سے بحث کم ہوتی ہے۔ مگر جذبات کے طوفان ہیں جو بے طرح اٹھ رہے ہیں۔ کیونکہ شہرت یہ ہے کہ پرسنل لا کے تبدیلی میں گویا کتاب اللہ قرآنِ حکیم کو بدل دینے کی طرح ڈالی جا رہی ہے۔ حال آں کہ ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کے ما لہٗ اور ما علیہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاتا۔ اور اپنے اندگرد نظر ڈالی جاتی اور سماج کی واقعی حالت کا بغور مطالعہ کیا جاتا کہ کیا مسلم سماج کی اہلی زندگی میں ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن کے سدِ باب یا ان میں کسی قدر کم و بیش اصلاح کی ضرورت ہے۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مسلم سماج میں بہت ہی بڑی اکثریت ایسی ہے جس میں کثرتِ ازدواج کا نام و نشان نہیں تو واقعی موجودہ عملی صورت ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی سچ ہے کہ مسلمان مذہباً ایک وقت میں حسبِ ضرورت و حالات ایک سے چار تک شرعی قانونی بیویاں اختیار کر لینے کو جائز سمجھتے ہیں اور یہ دیکھی بھالی بات ہے کہ عموماً مسلم گھروں میں امن و امان رہتا ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ نادراً ایسی مثالیں بھی مل جاتی ہیں جہاں ایک شخص کے ہاں دوسری بیوی یا بیویاں بھی ہوتی ہیں۔ جن میں گزارے کے لائق اتفاق بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ نااتفاقی بھی۔ پھر ایسے لوگوں کے وجود سے بھی انکار مشکل ہوگا کہ جن کے ہاں عورت کی زندگی خوش گواری سے بسر نہیں ہوتی۔ اس کے معنے یہ نہیں کہ یہ حالت مسلمانوں ہی سے خاص ہے کیونکہ

ری جماعتوں میں بھی ایسی مثالیں مفقود نہیں۔

قانونی یا شرعی اسلامی شادی مرد وعورت کا قانونی شریفانہ معروف تعلق ہے۔
رعورتوں تک محدود ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ مسلمانوں میں مرد وعورت کے
نونی تعلق کی نظیر ہی نہیں ملتی۔ یہی حال دوسری مذہبی جماعتوں یا آزاد افراد کا ہے۔
یہ ہے کہ قانونی تعلق چھپانے کی چیز نہیں غیر قانونی رشتہ بتانے اور دکھانے کی چیز
۔ بلکہ چھپانے اور شرمانے کی بات مانا جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمان
سے زیادہ چار تک بیویاں بیک وقت رکھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ مگر آزاد دنیا کے
رقی پسند شاید ایک قانونی بیوی پر زور دینے والے مرد عورت کے آزادانہ دوستانہ
سہن کے بارے خدا جانے کس خیال میں ہیں

بہر حال شیوہ یہ ہے کہ قانونی طور پر ایک سے زیادہ بیوی یا بیویاں رکھنے پر بندش
ی جائے۔ اسی ضمن میں طلاق۔ زن معلقہ وغیرہ قسم کے سوال آجاتے ہیں۔ لیکن سوال
ہے کہ کیا محض قانونی بندشوں سے انسانی فطرت بدل جائے گی۔ نہیں اس کے لیے
ررت مرد وعورت کو ان کے حقوق و فرائض بتانے سکھانے اور سمجھانے کی ہے نہ کہ
نونی زنجیر پہنانے کی۔ جسے توڑنے کی ہزار راہیں ہیں۔

اس بحث میں محجوب الارثا کا مسئلہ بھی آجاتا ہے۔ یعنی وہ بچے جن کا باپ

ہ ہے۔ دادا کی وفات پر اس کی دولت پاکر نہال اور سرشار ہیں۔ اور دوسری طرف
ب الارثا یعنی وہ معصوم بچے جن کا باپ ان کے دادا یعنی اپنے باپ کی زندگی میں
ت ہوگیا۔ اپنے چچیرے بھائی بہنوں کے مقابلہ میں کس مپرسی اور عسرت میں مبتلا پائے
تے ہیں۔ بے مہرہ چچا کو ان کا خیال نہیں۔ بیگانی چچی اپنے لالوں کے مقابلہ میں ان
حالوں کی طرف کیوں دیکھتی۔ ایسی صورت میں دادا کی وصیت کا نام لینا بے معنی ہے۔ کیونکہ
ماً وصیت کا خیال لوگوں کو کم ہی آتا ہے۔ پس جو چیز وصیت سے دلوائی جاتی ہے اگر وصیت
ی ہو۔ وہی چیز اگر قانوناً بچوں کی مان لی جائے۔ مطلب یہ کہ محجوب الارثا بچوں کو ان

کے باپ کو ملنے والا حصہ بہر حال دیا جائے تو ایک بہت بڑی بے انصافی کا جو عملاً ہو رہی ہے ازالہ ہو جائے۔

شور برپا ہے کہ موجودہ مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا حق ہے۔ اس میں کسی قسم کی دخل اندازی گویا ان کے دین میں دخل اندازی ہے۔ پیش نظر کتاب میں جامعیت مگر اختصار کے ساتھ اسی مسئلہ پر قانون۔ فقہ ۔ حدیث اور قرآن کے نام سے خوبصورتی سے بحث کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ ہندوستان میں پرسنل لانے کیا کیا روپ بدلے تھے۔ آج اس میں کہاں کہاں کس کس طرح کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسلامی ملکوں میں ہی نہیں۔ بلکہ ان تمام ملکوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی کافی جمعیت آباد ہے۔ نام لے لے کر بتایا ہے کہ پرسنل لانے کیا کیا صورتیں اختیار کی ہیں۔ بندش کس بات پر ہے اور کس طرح کی ہے اور کہاں تک ہے وغیرہ وغیرہ۔

کسی قسم کی تبدیلی کے خلاف آواز اٹھانے والے عزیزوں کا یہ نعرہ کہ ساری دنیا کے مسلمان اگر اپنا اہلی قانون بدلتے ہیں تو بدلا کریں مگر ہندی مسلمانوں کے اہلی رواج میں دخل اندازی کی نہ ضرورت ہے نہ کسی کو حق ہے۔ گویا یہاں کے مسلمان دنیا جہان سے نرالے ہیں۔ حالاں کہ یہاں کے مسلمان بیرونی ملکوں کے مسلمانوں کے ہر دکھ درد میں وہاں کے دردمند سے ہمدردی کا اظہار کرنے اور اپنی حمایت کا یقین دلاتے ہیں مگر ان کی اصلاح حال کی کوششوں سے سبق لینے کو اپنی مذہبی وقار کی ہتک خیال کرتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہمارے عوام اور خواص تمام عوام کو معلوم ہوگا کہ علمی طور عالم اسلام سے ہم لوگ کس قدر پچھڑے ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں ہر خیال کے مسلمان پائے جاتے ہیں جن میں مرد عورت کے تعلق کے بارے میں چھوٹے موٹے اختلاف بھی دکھائی دیتے ہیں۔ فقہی نقطۂ نظر سے سنی حنفی مسلمانوں کے علاوہ شیعوں کے مختلف فرقے آباد ہیں جن میں امامت علیؓ پر تو اتفاق۔ مگر فرزندانِ علی اور ان کی شاخ در شاخ نسلوں میں مسئلہ امامت معرض اختلاف ہے اور فقہی مسائل میں بھی اختلاف کی صدا ئیں پائی جاتی ہیں۔ یہی حال اباضیوں کا ہے عفر

ام کلمہ گوگروں کے فقہی دفاتر کو سامنے رکھ کر ایسا قانون بنایا جائے جو بلا اختلاف و
سب کے لیے قابل قبول اور واجب التعمیل ہو ۔ ابھی تو ذرا ذرا سے اختلاف پر
ری سے بچنے کے لیے آسانی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم فلاں جماعت میں داخل ہیں
سے فلاں الگ ۔

اس نقطۂ نظر سے جب ان مسائل کو دیکھا جائے گا ۔ یا ہم مسلمانوں ہی میں نہیں
ی مذہبی جماعتوں سے بھی اتفاق و اتحاد کی صورتیں نظر آنے لگیں گی ۔

مجھے حضرت پروفیسر طاہر محمود سے ایک مسئلہ میں کسی قدر اختلاف ہے ۔
رت محجوب الارث کے دادا کے وارث بنائے جانے میں مشکلات دیکھ رہے ہیں ۔
ہے ان کا بیان سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہو رہی ہو جب کہ مجھے اس میں
مشکل نظر نہیں آتی ۔ اصول یہ ہے کہ مرنے والے بیٹے کی اولاد کو اپنے مرحوم باپ
ونا قائم مقام تسلیم کر لیا جائے اور جو چیز کہ ان کے باپ کو زندگی میں ان کے دادا
ا سے ترکہ میں سے ملتی وہی ان محجوب الارث پوتوں کی طرف (بغیر وصیت وغیرہ کا سوال
ے) منتقل کر دی جائے ۔ موجودہ حالات میں محجوب الارث بچوں کی عموماً جو درد شاہوتی
وہ اس سے محفوظ ہو جائیں گے ۔

اگر پاکستان کا حل منظور نہ ہو نہ سہی ۔ دوسرے ملکوں نے اس مسئلہ کا جو حل
ہے اسے مناسب کمی بیشی کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے ۔

بہر حال یتیم بچوں کی مایوسیوں اور بدحالیوں کا مناسب و معقول ہو جانا
ی ہے ۔

فاضل مصنف نے جا بجا مسلمان فرقوں کے فقہی اختلاف کا ذکر کیا ہے ۔ کیا
ہوتا اگر ہر اختلاف کی باختصار مثالیں دی جاتیں تو پڑھنے والوں کو اختلاف
ست یا اختلاف کی اہمیت پر غور کرنے کا موقع ملتا ۔

نئی مطبوعات

طنزیات و مضحکات		رشید احمد صدیقی	9/-
نظر اور نظریے		آل احمد سرور	10/50
ہمارے ذاکر صاحب		رشید احمد صدیقی	8/-
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں		ڈاکٹر سالم قدوائی	14/-
اردو ادب آزادی کے بعد	(ادب)	مرتبہ: ڈاکٹر خورشید الاسلام	7/50
خاکِ دل	(شعری مجموعہ)	جاں نثار اختر	15/-
جوش ملسیانی شخصیت اور فن		مرتبہ: مالک رام	6/-
فرنانہ	(ناول)	رابعہ خاتون	12/-
شہپر	(")	عطا قیاں	15/-
شاخ بریدہ	(")	حمیدہ جبیں	9/-
مذہب عشق		نہال چند لاہوری	6/-
صحیفہ بشارت	(مضامین کا انتخاب)	مبشر علی صدیقی ایم۔ اے	4/-
تخت یا غ	(ناول)	مسز عبدالقادر	8/-
کاشفہ	(")	راشدہ قمر	12/-
حریر خامہ	(شعری مجموعہ)		6/-
مقدس نیکلس	(ناول)	(رائیڈر ہیگرڈ) مترجم کاظم علیخاں)	9/-
شگاف	(")	مسرور جہاں	6/-
خواب نئے	(شعری مجموعہ)	ظفر ادیب	6/-
تنہا چاند	(شعری مجموعہ)	مینا کماری ناز	10/-
نیا افسانہ	(ادب)	وقار عظیم	6/-
جدید طریقہ تنظیم و تجارت	(تجارت)	ڈاکٹر محمد عارف خاں	15/50
[illegible]	(سوانح حضرت امیر خسرو دہلوی)	خواجہ حسن ثانی نظامی	1/50

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

منتخب قومی نظمیں　　مرتبہ ۔ علی سردار جعفری

پیشِ نظر انتخاب میں دو طرح کے شاعر شامل ہیں۔ ایک تو وہ جنھوں نے آزادی سے پہلے نام پیدا کیا، دوسرے وہ جو آزادی کے بعد شعری افق پر طلوع ہوئے۔ اس انتخاب سے ان شاعروں کی افتادِ طبع اور شاعرانہ صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ انتخاب ۴۲ شاعروں کی نمائندگی نظموں کا بہترین مجموعہ ہے　　قیمت　۴/-

آبِ حیات　مصنف　محمد حسین آزاد　　تلخیص و ترتیب۔　پروفیسر احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس ہی میں الجھتے اور بحث کرتے ہیں مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے۔ اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ۔ ایک تاریخی دستاویز　　قیمت　۶/۷۵

شاعر　مصنف　تارا شنکر بندوپادھیائے　　ترجمہ　　پرمیش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تارا شنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریک بین صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔

قیمت　۸/۷۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵ ـ دہلی ۶ بمبئی ۳ اور علیگڈھ ۲

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

چراغِ حرم

مصنف: جناب کشفی شاہ صاحب لکھنوی

ملنے کا پتہ: اردو سماج پبلی کیشنز ۵۷ ڈاکٹر میا لال بوس روڈ۔ لکھنؤ۔۱

قیمت: مجلد دو روپیہ

حمد اور نعت ہماری زبان میں مخصوص اصنافِ سخن خیال کی جاتی ہیں۔ حمد میں خدائے تعالیٰ کی ذات اور صفات کی حمد و ثنا بیان کی جاتی ہے اور نعت میں سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ صنفِ سخن بھی دوسری اکثر اصناف کی طرح فارسی زبان سے اردو زبان میں آئی ہے۔ اور نہایت بلند پایہ نظمیں ہماری زبان میں ملتی ہیں۔ بعض شاعر تو ایسے ہیں جنھوں نے اپنی تمام عمر صرف اسی صنفِ سخن سے واسطہ رکھا اور اس بحر کے ایسے موتی نکالے جن کی آب و تاب قیامت تک ماند نہ ہوگی۔

زیرِ نظر کتاب "چراغِ حرم" حضرت کشفی لکھنوی کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ اس میں وہ سب خوبیاں ہیں جو محفلِ میلاد شریف میں پڑھی جانے والی اس نوع کی نظموں میں بالعموم ہوا کرتی ہیں۔

ڈاکٹر انوار الحسن صاحب نے "تجزیہ" کے عنوان سے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرتِ شاعر نابینا ہیں۔ اس لیے موصوف کے کلام کی قدر اور بڑھ جاتی ہے اور موصوف کی اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے عقیدت اور شیفتگی کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ ان کی آنکھیں نورِ بصارت سے محروم لیکن نورِ بصیرت سے معمور ہیں۔ اور یہ نورِ بصیرت سرکارِ دو عالم کی پاک محبت سے حاصل ہوا ہے۔

امید ہے کہ یہ مجموعہ بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوگا اور اہلِ نظر بھی ذوق وشوق سے اس کا خیر مقدم کریں گے۔

کتابت، طباعت، ٹائیٹل، اور جلد وغیرہ سے اُردو سماج پبلی کیشنز لکھنو کا سلیقہ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کو اس کتاب کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

محمد شفیع الدین نیّر

رموزِ کتابت

مصنف: جناب احید الدین نظامی۔ ایف۔ آر۔ ایس

ملنے کا پتہ: نظامی پریس بدایوں (یو۔ پی)

قیمت: ایک روپیہ

اس چھوٹی سی کتاب یا کتابچے میں احید الدین نظامی صاحب نے رسائل، اخبارات کی کتابت کرنے والے کاتبوں کے لیے "ضروری ہدایتیں درج فرمائی ہیں۔ عرضِ مصنف کے بعد نستعلیق کی لکھائی کی مختصر مگر معلوماتی تاریخ نستعلیق اور خطِ شکست کے مشہور مشہور استادوں کا اور چند مشہور مطابع کا ذکر بھی آ گیا ہے۔

اور پھر کاتبوں کے لیے ضروری ہدایات ہیں۔ مثلاً کتابت کے لیے کیا کیا ضروری سامان ہونا چاہیے۔ کاپیاں لکھنے کا کاغذ کیسا ہو۔ لیتھو کی چھپائی میں کس کس سامان کی ضرورت پڑتی ہے۔ غرض کاتبوں کے مطلب کی تمام ضروری معلومات نظامی صاحب نے اس کتابچے میں جمع کر دی ہیں۔ نظامی پریس خاصا پرانا پریس ہے پچھلے زمانے میں اس پریس نے بہت شاندار کتابیں شایع کی ہیں۔ یہ کتابیں کیا کتابت کیا طباعت ہر لحاظ سے معیاری تھیں۔ مگر اس کتابچے کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ اس کی قیمت بھی کچھ زیادہ ہے۔

ذاکر امروہوی

مختصر حیات حمید

مرتبہ: مولانا عبیدالرحمٰن ناصر اصلاحی جامعی
ملنے کا پتہ: دائرہ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ
قیمت: ایک روپیہ ۵۰ پیسے

یہ مختصر حیات حمید حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی کے دو مضمونوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان نے حضرت مولانا فراہی مرحوم کے انتقال کے بعد (۱۹۳۰ء) معارف کے دو نمبروں میں حضرت مولانا پر سیر حاصل مضمون لکھا تھا دوسرا مضمون مولانا فراہی پر ان کے شاگرد رشید مولانا امین احسن اصلاحی کا ہے۔ یہ مجموعہ تفاسیر فراہی سے لیا گیا ہے۔

یہ مضمون یوں تو مختصر ہیں لیکن ان سے حضرت مولانا فراہی کے علمی کارناموں اور ذاتی حالات پر اچھی خاصی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا فراہی کا شمار ان چند منتخب علما میں ہے جن پر ہندوستان کو بجا طور پر فخر ہے۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی تینوں زبانوں کے ماہر تھے سرسید مرحوم کے زمانے میں علی گڑھ سے بی اے کیا۔ خود سرسید مرحوم ان کی عربی اور فارسی قابلیت کے معترف تھے حضرت مولانا کی پوری زندگی کے آخری لمحے تک یہی شغل رہا قرآن کی تفسیر کے علم میں آن کی حیثیت ایک مجتہد کی ہے۔

ادارہ حمیدیہ کی اسکیم یہ تھی کہ مولانا کا پورا علمی کارنامہ جو اس وقت مسودوں کی صورت میں صندوقوں میں بند ہے شائع ہو جائے تو اسے سامنے رکھ کر ایک مفصل سوانح عمری شائع کی جائے لیکن مولانا فراہی کے معتقدین کا تقاضا بہت شدید تھا۔ مجبوراً ان دونوں مضمونوں کو یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کرنا پڑا۔ یہ مضمون مختصر ہیں لیکن ان سے مولانا کے علمی کارناموں اور ذاتی حالات پر خاصی معلومات حاصل ہیں۔ کتاب مطبع دارالمصنفین میں چھپی ہے اور اچھی چھپی ہے۔

عبدالوحید خاں

میں گواہی دیتا ہوں

مصنف: اناتولی مارچینکو
مترجم: عابد جلیس
ناشر: پی کے پبلیکیشنز۔ دریا گنج۔ دہلی ۲
قیمت: چار روپے

زیر نظر کتاب اناتولی مارچینکو کی کتاب مائی ٹیسٹی منی (My Testimony)
کا اردو ترجمہ ہے۔ مارچینکو ایک روسی مفرور ہے جس کو ۱۹۶۰ء میں روسی حکومت نے
بلوہ کے الزام میں قید کر لیا تھا۔ جیل سے بھاگ جانے اور پھر پکڑے جانے پر دوبارہ قید
کر لیا تھا۔ چینکو نے اپنی یادداشتوں کی بنا پر روس کے حالات پر زیر نظر کتاب ترتیب دی
ہے۔ جس میں روس کے ہر شعبۂ زندگی کی خرابیوں کا ذکر ہے۔ مگر بھولے سے بھی کہیں
روس کی کسی خوبی اور خوبصورتی کا ذکر نہیں ہے۔ دراصل یہ کتاب اس تحریک کا ایک حصہ
ہے جو روس اور کمیونزم کو بدنام کرنے کے لیے عالمگیر پیمانے پر جاری ہے اور اردو
میں اس مہم کو ایک سرکردہ صحافی چلا رہے ہیں۔ یہ کتاب امریکن مدد سے شایع ہوئی
اگر ایسا نہ ہوتا تو ۵۲۰ صفحات کی یہ کتاب ہرگز چار روپے میں نہ ملتی۔ سنا ہے فٹ
پر اس طرح کا لٹریچر جو تہائی داموں میں مل جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی مفت بھی مل جاتا ہے
بہر حال روس کے دشمنوں کے لیے یہ کتاب باعثِ خوشی اور روس اور روس کے
دوستوں کے لیے باعثِ الم ہے۔

عام قاری کو اس کتاب کا مطالعہ اس نظر سے کرنا چاہیے کہ کیا ایک روس میں
وہ ساری خرابیاں ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں ہے؟ یا یہ باتیں محض زیبِ داستان
کے لیے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں، جیلوں سے اسپتالوں تک اور بازاروں سے بھی ا
سیکس لائف تک ہر شعبۂ زندگی کی تلقین کا فرض ادا کیا گیا ہے۔ ترجمہ کہیں واضح
کہیں اکھڑا اکھڑا ہے۔

محمد فاضل

دیواریں

شاعر: مہیش چندر نقش
ناشر: سنگم کتاب گھر۔ اردو بازار دہلی ۶
قیمت: پانچ روپے

مہیش چندر نقش ایک خوش گو اور پر گو شاعر ہیں ،، دیواریں ،، سے قبل ان کے شعری مجموعے چھپ کر منظر عام پر آچکے ہیں ،، دیواریں ،، ان کے نئے کلام پر مشتمل ہے۔ ن کی ذہنی تربیت کلاسیکی نہج پر ہوئی ہے۔ انھیں شاعری کی مصدقہ روایتوں سے ت ہے اور اپنی شاعری کے ذریعہ وہ انھیں باقی رکھنے پر مصر معلوم ہوتے ہیں۔ یہ جذبہ نہیں بشرطیکہ مردہ اور زندہ روایات میں امتیاز برتا جائے، ،، دیواریں ،، میں غزل قدیم زندہ روایات اپنی پوری توانائی اور حسن کے ساتھ مچلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ الفاظ در دبست سے لے کر طریقۂ پیشکش تک اور تاثر پذیری کے لمحۂ اوّل سے لے کر موضوع مانی کی آخری حد تک وہی کلاسیکی نظم و ضبط، صالح روایات کی پاسداری اور فنی اؤ نظر آتا ہے۔ ان کے کلام میں روایات کے شعور اور فنی رچاؤ نے کئی خوبیاں یدا کردی ہیں جن میں سب سے پہلی خوبی ان کے کلام کی سلاست، روانی اور ایسی سہولت ندی ہے جو شعر کہنے سے لے کر شعر کے مطالعہ تک یکساں نظر آتی ہے۔ اس میں پانی سا بہاؤ ہے زبان اور ذہن دونوں کو ہچکولے کھانے نہیں پڑتے بلکہ بڑی سرعت اور انی سے زبان و ذہن مطالعہ کے دوران لفظ و معنی سے سرشار ہوتے ہیں۔ دوسری ی ان کی غزلوں کی رعنائیت ہے جو یقیناً حروف و الفاظ کے صوتی ترنم ہلکے پھلکے جذبوں کے رنم اور بحروں کے انتخاب سے پیدا ہوتی ہے۔ تیسری خوبی جو ان کے کلام میں ہے ان کے کلام کی ہمواری اور یک رنگی ہے۔ ان کی کسی غزل کو اٹھا لیجیے اور پڑھ لیجیے۔ لہجہ ہمواری اور دھیما پن، جذبہ کی ہلکی سی لہر، غنائیت کا احساس اور غزل کی فنی روایتوں ان کی غزلوں میں ضرور ملے گا۔ انھوں نے غزل کی لفظیات سے آگے جانے کی کوشش کی۔ نہ اس لفظیات میں اضافہ کیا ہے نئے تجربے بھی نہیں کیے ہیں پھر بھی ان کی غزلوں نوس فضا گھلاوٹ اور نغمگی دامن دل کو چھو لیتی ہے۔ ان کی غزلوں کا مطالعہ قدیم

یکی روایات کی روشنی میں ہمدردی سے کیا جانا چاہیے

شبنم سے جو گل مائل گفتار ہوئے ہیں — دنیا پہ عیاں عشق کے اسرار ہوئے ہیں
مجبور ہو کے آج دل بیقرار سے — گزرے ہیں بار بار تری رہگزار سے
ہم یہ نہیں کہتے کہ وفاؤں کا صلا دے — اے دوست غم عشق کی تو عمر بڑھا دے
کہتے ہیں سفینوں سے انداز سہاروں کے — موجوں کے تبسم میں آنسو ہیں کناروں کے
جادو تھی وہ ادا نگہ شرمسار کی — نبضیں رکی تھیں گردش لیل و نہار کی

عنوان چشتی

دو بوند پانی

ناولٹ : خواجہ احمد عباس
پبلشر: ہند پاکٹ بکس، پرائیویٹ لمیٹڈ جی، جی ٹی روڈ شاہدرہ، دہلی ۳۲
قیمت: ڈھائی روپے

خواجہ احمد عباس کی شخصیت میں کئی رنگوں کی آمیزش ہے اور ہر رنگ میں مانوسیت، اودیزی، تابناکی، کامرانی اور عوامی شعور کی لپک مہک ملتی ہے۔

" دو بوند پانی " اسی شاداب عوامی ذہن اور موشرنم کا حاصل ہے۔ قومی یکجہتی ان فلمی کہانی کو سرکاری انعام واعزاز سے بھی نوازا جاچکا ہے۔ اور اب اس کو ہند پاکٹ نے ناول کے روپ میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جمہوریہ ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہرلال نہرو نے خواجہ احمد عباس سے راجستھان پر فلم بنانے کی فرمائش کی تھی۔

اس ناول میں سولہ (۱۶) ہندو مسلم ہیں جن میں محنت کش، معمولی ملازم، عہدے دار، ٹھیکیدار، ڈاکو، شرابی، عورت، مرد، بچے شامل ہیں۔ گنگا سنگھ (ہیرو) اور ... ی (ہیروئن) کے کردار متحرک اور جاندار ہیں ان میں راجپوتی اوصاف کی نمایانی ... شعوری شعور کی رو سے ... راجستھانی حسن اور راجپوت کیریکٹر کی پاکیزگی

ملتی ہے۔

ہری سنگھ کو اپنی دھرتی سے ماں کی طرح پیار ہے۔ رحمان چاچا، یوسف، سکینہ میں مذہبی عصبیت کا عنصر نہیں بلکہ وہ بھارتیہ گاؤں کے باشندوں کو اپنا کنبہ سمجھتے ہیں۔ موہن کا ذِل میں طبقاتی برتری کا احساس نہیں۔ اس میں فرض شناسی ہے وہ مردم شناس ہے اور انسانی مساوات کا عملی نمونہ۔ بھیکو شرابی کا کردار دلچسپ ہے۔ جنگل سنگھ میں ڈاکو کے اوصاف نمایاں نہیں بلکہ وہ بدکرداری کا نمایندہ ہے اس کا رول بھی کم ہے۔

ناول میں تمام سرگرمیوں کا مرکز چھتر گڑھ اور بھارتیہ گاؤں ہے۔ راجستھان میں پانی کی قلت کے باعث کھیتی کی تباہی، باشندوں کی زبوں حالی اور ہر برس ترکِ وطن کی مجبوری نیز اقتصادی بدحالی سے بعض انسانی کرداروں میں گراوٹ کی آمیزش وغیرہ اس ناول کا موضوع ہے۔ مگر اسی سے پیوستہ اور اہم یہ موضوع ہے کہ سرکار نے راجستھانی زندگی کو نیا روپ دینے کے لیے نہر نکالنے کا اہتمام کیا ہے۔ وہ ہندوستان کے نئے نقشہ کی نقارت ہے

ناول میں راجستھانی رسم و رواج کے اشارات ملتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر نفسیاتی نکات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً گوری کا شوہر گنگا سنگھ نہر کی کھدائی میں کام کرنے کو چھتر گڑھ چلا گیا۔ تب بچہ کو کھانا کھلانے کے وقت وہ پتی کا کھانا بھی رکھتی ہے

ص ۵۴ "ایک تھالی نے اپنے پتی کے لیے پروس کر رکھدی تھی کیونکہ جب راجپوت وطن کو جاتا ہے تو اس کی یاد اسی طرح رکھی جاتی ہے"

گنگا سنگھ کو چھتر گڑھ کے راستہ میں دھرم پتنی کی یاد آئی اور گھر واپس آگیا اس کے باپ ہری سنگھ نے سخت لعنت ملامت اور بیوی نے اسے طعنہ دے کر پھر جانے پر آمادہ کر دیا۔

ص ۵۰ "تلک تو لگواتے جاؤ۔ یہ کہہ کر اس نے تنگی تلوار

کو ملنذ کیا اور اس کی تیز دھار پر اپنا انگوٹھا کاٹ کر اس خون سے گنگا کی پیشانی پر تلک لگا دیا۔ "یاد رکھنا یہ میرا خون ہے اور تمھاری عزت ہے"

بھارتیہ گاؤں کی عورتیں کئی کوس سے پانی تلاش کر کے لاتی ہیں ان کا انداز ملاحظہ کیجیئے۔

ص ۱۷" اُن کی آنکھوں میں پانی ملنے کی آشا تھی مگر ان کے ہونٹوں پر ایک لوک گیت محض تفریح نہیں بلکہ نفسیاتی نکتہ ہے۔

ناول نگار نے موہن کاؤل کے کردار میں عظمت بھر دی ہے۔ وہ چیف انجینیر ہے۔ اس نے گنگا سنگھ مزدور کی ہمت افزائی کر کے اس کو ٹریکٹر ڈرائیور بنا دیا اور گنگا کی بہن سونکی جس کی عصمت کو منگل سنگھ ڈاکو نے پارہ پارہ کر دیا تھا اور سماج نے جس کو مردود و مطرود قرار دے دیا تھا۔ موہن کاؤل نے چیف انجنیر اور کشمیری برہمن ہونے کے باوجود سونکی سے شادی کر لی۔

" موہن کاؤل کے کردار میں تمام عظمت کے باوجود یہ عجیب سا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رشتہ اپنے خاندان، اپنے وطن سے کالعدم نظر آتا ہے۔ سونکی سے شادی ہونے پر کاؤل کی ماں کشمیر سے دلہن کو ایک شال بھیج دیتی ہے اور بس!

کہیں کہیں گوری (ہیروئن) کی زبان بھی راجستھانی نہیں رہتی بلکہ عمدہ اُردو کا نمونہ بن جاتی ہے۔

اس ناول کے بعض مکالمے سنسر کے حکم سے فلم میں سے حذف کر دیئے گئے تھے۔ مثلاً۔

ص ۵۴۔ " واہ رے ہماری سرکار جس کے کام میں دیر بھی ہے اور اندھیر بھی ہے"

اس سے ناول نگار کی تنقیدی بصیرت اور صداقت و جرأت کا پتا چلتا ہے

ناول نگار کے ذہن رسا کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس نے اُردو ادب کی ایک تلمیح (فرہاد و شیریں) کو بنیاد بنا کر ایک حقانی نہر جاری کرنے کی (THEME) کو پھیلایا ہے نیز ہیرو اور ہیروئن کی زندگی میں اس تلمیح کا خلوص، لگن، پیار اور حسن عمل سمو دیا ہے ۔ سچ پوچھیے تو اس عنصر نے ناول کو دلچسپی، معنوی حقیقت اور معیار عطا کر دیا ہے ۔ خواجہ احمد عباس اور پبلشر دونوں "دو بوند پانی" کی تخلیق و اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں ۔

سرورق دل آویز ہے ۔ اتنی کم قیمت میں اتنی اچھی کتاب پرستارانِ اُردو کے لیے ایک تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ (ڈاکٹر) سیفی پریمی

لاریب

شاعر: غلام مرتضیٰ راہی

ناشر: دلنواز پبلی کیشنز ۱۱ - مرزا علی اسٹریٹ، بمبئی ۹

قیمت: چار روپے

علی مرتضیٰ راہی کا "لامکاں" چھپنے کے بعد اب "لاریب" منظر عام پر آیا ہے پروفیسر آلِ احمد سرور، ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی، ڈاکٹر وحید اختر نے اپنی عصر شناس اور فرد پیمائیوں سے اس مجموعے کو قابل توجہ بنا دیا ہے ۔ چند اشعار ملاحظہ فرمایئے ۔

ڈاکٹر وحید اختر: "راہی نے جدید غزل کے بدلتے ہوئے لہجہ و محاورہ تک جس طرح رسائی کی ہے وہ ان کی غزل شناسی اور عہد شناسی کی دلیل ہے ۔"

ظاہر ہے "لاریب" میں بدلتے ہوئے لہجے و محاورہ کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں ۔

چند اشعار نذرِ قارئین ہیں ۔

تجھ کو معلوم نہیں ہے شاید کون رہتا ہے برابر یہ ترے
ایک سمندر ما ہی بے آب سا کھا رہا ہے کب سے پیچ و تاب سا

ہا ہوں بادلوں کی گھن گرج　　　لگ رہا ہے ہر طرف شاداب سا
بنھال نہ پائے گی بوجھ کو تیرے　　　مگر جو تجھ سے اب اٹھتا نہیں تو دھر بھی دے
ملنے کا مطلب ہے کہ دشمن　　　گھوم کے اک وار کرنا چاہتا ہے
ستینیں ٹٹولنے میں لگے ہوئے تھے　　　کھلی جو سانپوں کی اک پٹاری تو میں نے دیکھا
اِ ضرور تھا میں آسماں سے　　　لیکن کسی کھجور سے اٹکا نہیں ہوں میں

لیل الرحمٰن اعظمی : راہی کی غزل میں ایک تہ داری اور فکری دبازت ملتی ہے۔"
چناں چہ لاریب میں تہ داری اور فکری دبازت کے عناصر ملاحظہ فرمالیجیے ۔

ے وہ مرے پھیر میں رہتا ہے یہاں　　　دیکھنا حشر تو دام مرا کیا ہو گا
اؤں میں کیسا کیل تھا جیب　　　میرے کاندھے پہ میرا ہل تھا جیب
سر سے گزرتا جا رہا ہے　　　خدا کا نام پانی پر لکھا ہے
ر آؤں منھ کا نوالہ نہیں ہوں میں　　　یوں ہی تمھارے واسطے رکھا نہیں ہوں میں

سر آل احمد سرور : " یہ غزلیں پرانے سرمائے سے یکسر انحراف نہیں کرتیں
ان میں پر خلوص تجربے کی رو صرف بغاوت پر مائل نہیں ہے "
غزلوں میں اس سچائی کی کرنیں بھی ملتی ہیں ۔ چند اشعار پیش ہیں :

ہ رہے ہیں حاضر و ناظر تجھے تو پھر　　　دنیا میں تیرے سامنے کیا کیا نہیں ہوا
ں قید میں انصاف کو لائے گا کوئی　　　بجتی رہتی ہے مرے پاؤں کی زنجیر یہاں
کون رکھے گا .ترا اتنا خیال　　　میرے خوابوں میں نہ آ، میر ا کیا

میرے خیال میں اس مجموعے کی بہترین غزل ص ۳۸ پر درج ہے جس کو
ورہ ، خیال ، احساس اور اسلوب ادا کے لحاظ سے قابل قدر سمجھا جا سکتا
دو شعر ملاحظہ فرمایئے :

نہیں ہے کہ ہم اس اندھے سفر میں　　　سر کو کہاں رکھ دیں، کہاں تلوار اٹھالیں
ے تیار کھڑے ہیں کہ کسی دن　　　سمتوں کا تعین ہو تو ہم راہ نکالیں

یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ راہی کی بہتر تخلیق ۔ " لاریب " نہیں

بلکہ "لامکاں" ہی ہے۔ "لاریب" میں عناصرِ ہستی پر چار غزلیں درج ہیں۔ اس اپج کو فلسفہ اور فن کے اعتبار سے محض شوقِ خامہ فرسائی سمجھا جائے گا۔

لاریب کہ "لاریب" غزل کے سرمایہ میں ایک اضافہ ہے۔ سرورق میں محنت اور مناسبتِ فن کی جھلک ہے۔ کتاب اچھی چھپی ہے۔

ودّیا ساگر دویدی

سفینۂ زرگل

شاعر: فضا ابنِ فیضی
ناشر: دانش کدہ پبلیکیشنز، منوناتھ بھنجن۔ یوپی
قیمت: بارہ روپے

فضا ابنِ فیضی اردو کے ان شاعروں میں ہیں جن کے کلام پر نظر ٹھہرتی ہے "سفینۂ زرگل" ان کی غزلوں اور رباعیوں پر مشتمل ہے اس میں غزلیں زیادہ اور رباعیاں کم ہیں۔ کتاب میں ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، ڈاکٹر محمد حسن، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی اور شمس الرحمٰن فاروقی کی رائیں شامل ہیں۔ ناقدین کی رایوں کو آئینہ در آئینہ غزلوں کو لوے پیرہن اور رباعیو کو تارِ پیرہن کے عنوانات کے تحت درج کیا گیا ہے۔

اردو غزل کو شعوری طور پر رومانیت سے بچانے کی پہلی اور بھرپور کوشش یاس یگانہ نے کی تھی، اگرچہ غزل کا (ANTI ROMANTIC) انداز و اسلوب یگانہ سے پہلے بھی ملتا ہے اور بعد میں بھی مگر اس دائرے میں وہ تنہا شاعر ہے جس نے صدیوں کی چھائی ہوئی روایتوں سے گریز کیا تھا۔ فضا ابن فیضی کی غزلوں میں یاس یگانہ کی غزلوں کا سا کس بل، بانکپن اور گریز پائی تو نہیں ہے۔ البتہ رومان شکنی کی وہی فضا پائی جاتی ہے جو یگانہ کی غزلوں میں ملتی ہے اس اعتبار سے دورِ جدید میں یہ اردو کا پہلا شعری مجموعہ ہے جس کے ہر شعر میں زندگی کی تلخ حقیقتیں پوشیدہ ہیں اور ان کا اظہار جمالیاتی اور فنی انداز میں ہوا ہے۔

فضا ابنِ فیضی کی شاعری ایک ایسے شاعر کے ذہنی سفر کی داستان ہے جو زندگی کی دشوار گزار راہوں میں سرگرم خرام ہے۔ راہ کی اذیتوں اور سفر کی صعوبتوں کو

دراہ نہیں سر بہ بصیرت سمجھتا ہے، کانٹوں سے الجھتا اور پھولوں سے کھیلتا ہے، مگر ے سفر پر رواں ہے۔ ان کی شاعری کا یہی حرکی انداز اس کو توانائی، زندگی کی سرخوشی ر آگہی کی ساحری عطا کرتا ہے۔ جہاں کہیں تھکان کا احساس ہوتا ہے وہ احساس بھی ں شکست خوردہ ذہنیت سے بالکل الگ ہے جو زندگی کا بوجھ نہ اٹھا سکنے اور ہمت ر جانے سے پیدا ہوتا ہے، یہیں سے ان کے غم اور درد و داغ کی نوعیت سمجھ میں آتی ہے۔ ان کا غم اور ان کی شاعری کی المیہ زیریں لہر مانگے کا اجالا نہیں۔ ذہنی تخلیق بھی ہیں، رجحان طبع بھی نہیں۔ فرار اور شکست کا نتیجہ بھی نہیں بلکہ ایک ایسے باشعور ور باعمل انسان کا غم ہے جو طویل مسافت کے بعد تلخ حقائق کا سامنے کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس غم کی جڑیں ذاتی تجربے کی راہ سے اجتماعی آہنگ تک چلی گئی ہیں۔ اس لیے اس غم میں صداقت ہے مگر حوصلہ شکنی، رلبودگی اور قنوطیت نہیں۔

ایک اور وصف جو فضا ابن فیضی کی غزلوں میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ زندگی کے نقاد ہیں، نقاد کا کام تجزیہ اور محاکمہ ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعہ ان دونوں فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ انھیں اپنے گرد و پیش کی دنیا کا احساس ہے وہ سیاسی، سماجی اقتصادی اور تہذیبی بحران سے آگاہ ہی نہیں دوچار بھی ہیں۔ اس لیے اپنے عہد کے مجموعی آہنگ کا اثر ان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ ان کے یہاں قدروں کے زوال، روح کے زیاں، جسم کے ٹوٹ کر بکھرنے، پریشان نظری، خوابوں کی شکست۔ بے چہرگی، انسانی فضیلتوں کی بربادی، دلوں کے رشتوں کے ٹوٹنے کی بے کیفی اور اسی طرح کی سیکڑوں باتیں محض منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت کے طور پر ہیں مگر وہ محض حقیقت کا اظہار ہی کر کے نہیں رہ جاتے بلکہ اس پر جمالیاتی انداز میں تنقید کرتے ہیں اسی رویہ نے ان کی غزلوں کی رگ و پے میں طنز کی ایسی بجلیاں بھر دیں جو خارجی سطح پر تو کہیں نظر نہیں آتیں البتہ رگوں میں نوکِ نشتر کے ٹوٹنے کی سی کسک پیدا کر دیتا ہے۔ یہی حسیاتی بیداری آگہی کی لہر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

فضا ابن فیضی کی غزلوں میں ابہام اور دھندلکا نہیں، البتہ صناعی اور چابکدستی

کا اثر منور ہے۔ انھوں نے اردو غزل کے اسالیب اور لغفیات سے استفادہ کیا ہے مگر ان کا آہنگ اور تنقیدی لب ولہجہ، جس میں ایک مانوس خودداری، سنجیدگی اور مدھم مگر غم انگیز فضا ملتی ہے۔ ان کا اپنا لب ولہجہ ہے۔ چند شعر دیکھیے۔

خود اپنا سرخ لہو چاٹتی پھریں صدیاں — بکھرتے ٹوٹتے لمحوں کا وار ایسا تھا
دکھا سکیں نہ مرے تجربوں کو آئینہ — روایتوں کے دلوں میں غبار ایسا تھا
میں اپنے دور کے ہر تجربے میں زندہ ہوں — مرے شعور کا ماضی ہے حال میں گم سا
زندگی خود کو نہ اس روپ میں پہچان سکی — آدمی لپٹا ہے خوابوں کے کفن میں ایسا
میں اپنے آپ کو آخر سمیٹتا کیسے — مرے وجود کے اندر بکھر گیا ہے کوئی
میں اپنے عہد کی یہ تازگی کہاں لے جاؤں — ایک ایک لفظ قلم سے لہو لہاں گرا
دھوپ ہم سایوں کے آنگن ہی کی میراث نہیں — کوئی سورج تو مرے گھر کی بھی چھت پر اترے
لا دُ بدل کے دیکھو لو حالات کی قبا — میں اس لباس میں تو بہت بے لباس تھا
ہم تشنہ لب یہ حوصلہ کیوں کر نکال لیتے — خود کو نچوڑتے تو سمندر نکال لیتے
ہر ایک شخص ہے اپنے وجود کا سایا — نقاب وقت کی بے چہرگی پہ ڈالے کون
خود کو نچوڑ لوں جو برس کر گھٹا کھلے — میں بھیگ کر سلگتی نواؤں میں رہ گیا
اندر کی دھوپ چھاؤں کا منظر بھی دیکھ لو — دیوارِ جسم میں کوئی روزن ذرا کھلے
مرا وجود ہے محور ہزاروں صدیوں کا — مجھے گماں کہ میں اک بے قرار لمحہ ہوں
میں چپ رہوں تو نیند سے جاگے نہ کائنات — محرابِ زندگی میں لہو کی اذان ہوں
چہروں پہ مجھکو گرد بنا کر بکھیر دو — صدیوں سے ایک دیدۂ بینا میں قید ہوں

مگر فضا ابن فیضی کے "سفینۂ زرگل" کے بعض اشعار میں عروضی اور فنی خامیاں بھی نظر آتی ہیں مثلاً

(۱) یہ الگ بات خفا دن میں رہا ہے مجھ سے — چاندنی بن کے وہ راتوں کو ملا ہے مجھ سے

اس مطلع میں ایطا ہے

(۲) اس شہر میں تو آگہی رسوا کبھی نہ تھی۔ آگہی کی ی ساقط ہے۔

ں نئی معنویت سے تو عجیب کیا   معنویت کا تلفظ محلِ نظر ہے۔
یہ نام حسن و جوانی میں خود اپنا پجاری ہوں - یعنی کی ی ساقط ہے۔
کے تلخی غم سر خوشی میں ڈوب گئے   ہم اپنے خشک لبوں کی ہنسی میں ڈوب گئے
ہنسی اور خوشی میں ایطا ہے
یوعی طور پر کتاب بہت اچھی ہے اس کے صوری و معنوی حسن کا تقاضا ہے کہ کتاب
ئے۔
عنوان چشتی

روحِ توحید

تالیف: الشیخ حسن البنا شہید ترجمہ سلمان ندوی
ملنے کا پتہ: فاران پبلشنگ ہاؤس ۲۸۵۱ اشوک اسٹریٹ
موری گیٹ دہلی ۶
قیمت: نوّے پیسے

پ سے کچھ عرصہ پہلے عرب دنیا میں "اسلام کی نشاۃِ جدید" کی تحریک شروع ہوئی تھی
شہید اس کے روحِ رواں تھے لیکن یہ تحریک عربی اور مصری سیاست کا شکار
خود حسن البناؒ بھی اس کی زد میں آگئے۔ شہید کر دیے گئے۔
سن البناؒ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے انھوں نے ہفت روزہ اخبار اخوان المسلمون
ر پر مضامین کا اک سلسلہ شروع کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں توحید کا
ر کیا جائے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کیا گیا کہ جو بات کہی جائے کتاب و
بنیاد پر کہی جائے۔ ایسے سادہ اور فطری اسلوب میں کہی جائے کہ عام پڑھے
ں کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔

: مقالے یا مضامین عرب دنیا میں مقبول ہوئے اور ایک بزرگ جناب
محمد رضوان نے انھیں کتابی شکل میں شایع کر دیا۔ اس کتاب کے بیشتر حصے
ندوی صاحب نے بہت سلیقے سے اُردو میں کیا ہے اور روحِ توحید نام رکھا
یہ بہت شستہ، رواں دواں ہے زبان بھی سادہ اور سہل ہے۔ نام پڑھے
بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

لکھائی چھپائی اور کاغذ کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی ہے۔ اور غالباً عام افادے کی نیت سے قیمت بھی کم رکھی گئی ہے۔

محمد حسین حسّان ندوی

ہجر و وصال
(پاکٹ ایڈیشن)

مرتبہ: جناب پرکاش پنڈت صاحب
ناشر: ہند پاکٹ بکس۔ پرائیویٹ لمیٹڈ۔ جی۔ ٹی۔ روڈ۔ شاہدرہ دلی ۳۲
قیمت: دو روپیہ آٹھ آنے۔

ہند پاکٹ بکس پرائیویٹ لمیٹڈ نے چھوٹے سائز پر اُردو زبان میں بے شمار کتابیں مختلف موضوعات پر شائع کی ہیں۔ اور کوشش کی ہے کہ یہ کتابیں اچھی اور دیدہ زیب کتابت وطباعت اور خیرہ بندی کے ساتھ پیش کی جائیں۔ تاکہ حصول معلومات کے ساتھ ذوق کی تربیت بھی ہوتی رہی۔

پرکاش پنڈت صاحب ایک صاحبِ ذوق ادیب ہیں۔ اور ذوق بھی اعلیٰ درجے کا رکھتے ہیں۔ اس نوع کی کتابیں ترتیب دینے کا اُن میں خاص سلیقہ ہے آپ کی ایک درجن کے قریب اس قسم کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ مجموعہ بھی موصوف کی کاوش اور جستجو کا نتیجہ ہے۔ اس مجموعے سے بھی ان کی مذکورہ خوبیوں کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے "ہجر و وصال" میں سترہ مختلف عنوانات کے تحت منتخب اشعار ترتیب دے گئے ہیں۔ مثلاً انتظار، شکوہ، آرزو، ہجر و وصال وغیرہ۔

ہر قاری ہر شعر کو پسند کرے گا۔ یہ بات کہنی تو مشکل ہے۔ ہر شخص کا اپنا ذوق ہوتا ہے۔ البتہ ہر شعر اگر موقع پر پڑھا جائے تو لطف ضرور دے جاتا ہے یہ مجموعہ اس لحاظ سے قابلِ قدر ہے۔ اس کے اکثر اشعار مستند شعراء کے کلام سے ماخوذ ہیں۔ اور کہیں کہیں غیر مشہور شاعر یا شاعرہ کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے تو وہ بھی اپنی جگہ موزوں ہے۔ البتہ ترتیب عنوانات اور انتخاب اشعار پر مناسب توجہ نہیں دی۔ مثلاً شبِ ہجر، ہجر، جدائی، ہجر و وصال کے تحت ... آ سکتے تھے۔ اور اسی نوع ...

ے عنوانوں کے لیے جگہ نکالی جا سکتی تھی ۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی ایک عنوان کے بہت سے اشعار منتخب کیے جائیں ۔ چند اچھے اشعار سے بھی یہ مقصد حاصل کتا ہے ۔ بشرطیکہ خواہ مخواہ ضخامت بڑھانا مقصود نہ ہو۔

دو چار جگہ کتابت کی غلطیاں بھی کھٹکتی ہیں لیکن مجموعی طور پر یہ کتاب بڑے سے مرتب کی گئی ہے اور ہر صاحبِ ذوق کے ذاتی کتب خانے میں رکھے جانے قابل ہے ۔

ناظرین کی تفریحِ طبع کے لیے بعض موضوعات پر چند اشعار اپنی پسند کے رنمونہ پیش کرتا ہوں ۔

انتظار ؎ آنے کے وقت تم تو کہیں کے کہیں رہے
اب آئے تم تو فائدہ ، ہم ہی نہیں رہے (میر)

؎ وہ آ رہے ہیں، وہ آتے ہیں، آ رہے ہوں گے
شبِ فراق یہ کہہ کر گزار دی ہم نے (فیض)

؎ یہ کہہ کہہ کے ہم دل کو بہلا رہے ہیں
وہ اب چل چکے ہیں وہ اب آ رہے ہیں (جگر)

شبِ ہجر ؎ ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھ کو نیند
جس کو پکارتا ہوں وہ کہتا ہے مر کہیں (سودا)

؎ وہ جوشِ تنہائیِ شبِ غم، وہ ہر طرف بیکسی کا عالم
کٹی ہے آنکھوں میں رات ساری تڑپ تڑپ کر سحر ہوئی ہے
(صفی لکھنوی)

؎ دیتے کیا کیا ہیں دلاسے شبِ فرقت میں بہم
دلِ بیمار کو میں اور دلِ بیمار مجھے (محمد حسین آزاد)

؎ شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری ۔ (داغ)

ہجر ۔ کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے، ہجر یار میں غالب
کہ بیتابی سے ہر اک تارِ بستر خارِ بستر ہے (غالب)

ستارے طنز کرتے ہیں، شگوفے مسکراتے ہیں
سبھی رہتے ہیں مجھ پہ خندہ زن جب تم نہیں ہوتے (شمیم کرمانی)

تم پاس نہیں ہو تو عجیب حال ہے دل کا
یوں جیسے میں کچھ رکھ کے کہیں بھول گئی ہوں (ادا جعفری)

دن رات کی یہ بے چینی ہے، یہ آٹھ پہر کا رونا ہے
آثار بُرے ہیں فرقت کے، معلوم نہیں کیا ہونا ہے (اکبر الہ آبادی)

امیدِ وصال۔ امیدِ وصل نے دھوکے دیے ہیں اس قدر حسرت
کہ اس کافر کی ہاں بھی اب نہیں معلوم ہوتی ہے
(چراغ حسن حسرت)

حسرت شب کو مری چشم حسرت کا، سب دردِ دل ان سے کہہ جانا
دانتوں میں دبا کر ہونٹ اپنے، کچھ سوچ کے ان کا رہ جانا
شاد عظیم آبادی

شب وصل ۔ تھی وصل میں بھی فکرِ جدائی تمام رات
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام رات (مومن)

یاد ۔ زندگی وہ حسین لمحہ ہے
جو تری یاد میں گزر جائے (ظفر بانو)

ہجر و وصال ۔ جس کو نہ تابِ وصل ہو، بارِ وفا اٹھائے کیوں
وصل میں انتظار کیا، ہجر میں ہائے ہائے کیوں
(سیماب اکبر آبادی)

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو، ہجر میں لذتِ طلب (اقبال)

کہاں تک انتخاب کیا جائے۔ کتاب "ہجر و وصال" اچھے شعروں کا ایک زانہ اور اچھے شعرا کے ذاتی جذبات کا آئینہ ہے۔

امید ہے کہ اہلِ ذوق پرکاش پنڈت صاحب کی اس جستجو اور کاوش سے ائدہ اٹھائیں گے اور ہند پاکٹ بکس ادارہ کی یہ کتاب خرید کر، اس کی شاعت پر داد دیں گے۔

محمد شفیع الدین نیّر

انتخاب چکبست

مرتبہ: ڈاکٹر عطیہ نشاط

ناشر: ناشرین، لیڈر روڈ۔ الہ آباد

قیمت: ایک روپیہ پچیس پیسے

چکبست ہمارے اہم شاعروں میں سے ایک ہے۔ اور بہت سی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔ ڈاکٹر عطیہ نشاط نے نصابی ضرورتوں کے پیشِ نظر مختصر مگر اہم انتخاب پیش کیا ہے۔ ابتدائی صفحات میں ایک خیال انگیز مقدمہ شامل کیا گیا ہے جس میں چکبست کے دور، زندگی شخصیت اور فن پر خیال انگیز اشارے ہیں۔ اس میں ان کی شاعری پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے پروفیسر سیّد احتشام حسین اور ڈاکٹر سیّد مسیح الزماں کے چکبست کے مضامین کے اقتباس شامل کر کے کتاب کو اور مفید بنا دیا ہے۔ زیرِ نظر انتخاب میں ہمارا وطن۔ خاکِ ہند۔ وطن کا راگ۔ آوازۂ قوم۔ مرثیہ گوپال کرشن گوکھلے۔ مرثیہ بال گنگا دھر تلک۔ حالتِ قوم۔ کرشن کنھیا۔ رامائن کا ایک سین۔ بھول آلا آصف الدولہ کا امام باڑہ شامل ہیں ان نظموں کے علاوہ ۵ غزلیں شامل ہیں۔ اگر انتخاب میں مزید نظمیں اور غزلیں شامل کر لی جائیں تو اور بہتر تھا۔

سیّدہ عنوان

سوز و ساز

شاعر: بشیر احمد طاہر

پبلشر: بزم اکیڈمی ۲۳ قیمت: ۲/۲۵

ملنے کا پتہ: ادبی ٹرسٹ بک اسٹال۔ کنار ابنک ،مدر روڈ

"سوز و ساز" بشیر احمد کا تیسرا مجموعہ کلام ہے۔ اس سے پہلے "افکار پریشاں" اور "نئے باقی" کی اشاعت ہو چکی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں نظمیں، رباعیاں، قطعے اور غزلیں شامل ہیں۔ نظموں کے مواد اور پیرہنِ لفظی میں اقبالیت کے اثر کی کارفرمائی ہے۔ شاعر کے ذہن میں بیباکی ہے اور معاشرے کی خامیوں پر نظر ہے۔ اس کے اظہارِ بیان میں جرات کی نمود بھی۔ شاعر نے اسلامی تاریخ کے ساتھ پنج تنتر سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ پیرِ رومی اور دوسرے بزرگوں کے اقوال سے استفادہ کیا ہے۔

غزلوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کا ذہن نظم سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ غزلوں کی فضا میں نظم کا رنگ غالب ہے۔ نظموں پر یکسر اقبالیت چھائی ہوئی ہے۔ مواد میں بھی اور اظہارِ بیان میں بھی —— بعض نظموں میں (——) کے ذریعہ مکالمہ کی صورت پیدا کی ہے۔

شمع و پروانہ، صحرا کی گھٹا، شیطان کی شکایت، آوازِ جبرئیل، پستیِ مشرق قابلِ مطالعہ نظمیں ہیں۔

شاعر کا یہ تیسرا مجموعہ ہے مگر حشو و زوائد سے کلام مبرا نہیں۔ اور بڑی حیرت کی بات ہے کہ سحر (صبح) کا تلفظ ایک ہی نظم میں دو طرح ادا کیا گیا ہے۔

(۱) بروزن نظر، جگر، اثر وغیرہ جو قطعی درست ہے۔

(۲) بروزن مہر، دہر، نہر وغیرہ جو قطعاً غلط ہے۔ یہ لغزش ص ۲۸ "کہر آلود صبح" میں کئی جگہ ملتی ہے۔

(۱) کہر میں سحر نمودار ہوئی ہے چھپ کر۔

(۲) خانۂ سحر کا منظر بھی بنا ہے کیا خوب

(۳) جس تجلّی سے ہوا صاف ہے یہ سینۂ سحر
مجھ کو مل جائے کبھی اسے کاش وہ گنجینۂ مہر

ص ۱۲۲ —— عجب ہے دید کے قابل نکھار پھولوں کی "نکھار"

مونث نہیں مذکر کے طور پر مشتمل ہے۔ بہرحال عروض و بیان پر ذرا سی توجہ سے یہ مجموعہ نقائص سے پاک ہو سکتا تھا۔

عام طور پر شاعر کے خیالات صحت مندی اور زندگی کی بہبود کی طرف مائل ہیں اس لیے قارئین کو اس سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکتا ہے نمونۂ کلام یہ ہے:

شمع و پروانہ

پروانہ نے یہ بات کہی کیسی دلگداز
اے شمع! تیرے ساتھ ہے میرا بھی سوز و ساز
میرا کمال عشق ہے تیرا کمال نور
ننھا سا میں کلیم ہوں اور تو ہے میرا طور
بجلی گرے جو مجھ پہ تجلّی طور کی
لذّت اٹھاؤں میں بھی کسی کے ظہور کی

اب غزل کا رنگ ملاحظہ کیجیے:

کچھ تے کی بات سننے کے لیے　　چھیڑتے ہیں دوست محفل میں مجھے
اب نصیبوں میں ہے فراغ کہاں　　دل کے کاموں کو اب دماغ کہاں
تھا اس کا انتظار ہمیں فرطِ شوق میں　　آیا نظر یہ ہم کو کہ دیوار و در چلے

کتاب اچھی چھپی ہے۔　　و دیا ساگر دویدی

شہرِ خوشبو

شاعر: نور تقی نور
ناشر: پی کے پبلیکیشنز۔ دریا گنج۔ دہلی ۶
قیمت: ۵ روپے

"شہرِ خوشبو" نور تقی نور کا تیسرا مجموعۂ کلام ہے جس کا پیش لفظ محمود سعیدی نے لکھا ہے۔ جس میں انھوں نے بڑی جامعیت اور خوبصورتی کے ساتھ نور تقی نور کی شاعری پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں نظمیں، غزلیں، رباعیاں اور قطعات شامل ہیں نظموں میں پابند اور آزاد دونوں قسم کی نظمیں شامل ہیں۔ ان کی نظموں کے عنوانات نئے پا

ہستی ، ٹی بی ، بیچارہ ، پورٹریٹ گیان ، ٹوٹا ہوا آدمی ، اشتراکی ، نئی شاعری معلومات وغیرہ عصری زندگی سے ماخوذ ہیں۔ اگرچہ بنیادی طور پر تو وہ غزل کے شاعر ہیں لیکن انھوں نے اپنی بعض جدید نظموں میں بھی تخلیقی صلاحیت کا ثبوت دیا ہے۔ اور عصر جدید کی ان بے نام بے رنگیوں اور ان سے پیدا شدہ پریشاں نظری کو پیش کیا ہے جن سے نئے انسان کا ذہن و ضمیر دوچار ہے مگر ان کے قطعات محض سطحی رومانیت کے حامل ہیں۔ رباعیوں میں بھی فکر عنصر کم ہے۔

ان کی غزلیں ایک ایسے شاعر کے تجربوں کا اظہار ہیں۔ جو بارشِ سنگ سے لہولہان ہے مگر زخموں کو چمن بنانے اور فریاد کو نے میں تبدیل کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ ان کی شاعری میں رنگ افشاں جذبات، مجروح احساسات، خوں گشتہ تمنائیں اور ناکام آرزو کا کرب و کیف ہے۔ زندگی کے جلال و جمال کی ہلکی سی تازہ کاری اور لالہ کاری نے ان کی غزلوں میں تازگی اور دلکشی کا عنصر پیدا کر دیا ہے۔

ایک اور بات حیوان کی غزلوں میں نظر آتی ہے۔ وہ عصری آگہی اور حقیقت کا عنصر ہے اگرچہ ان کی شاعری میں وہ فکری حجم نہیں جو فن کو عظمت عطا کرتا ہے۔ مگر عصری آگہی کے ہلکے سے پرتو نے ان کی غزلوں کو محض رومانیت، روایت پرستی اور فیشن زدگی سے بچا لیا ہے۔

آج تو جنگل کی آندھی بھی سوئی ہے — پردیسی کو کون کفن پہنائے گا
روشنی بھی ہوئی تو کیا یا ر د — جیسے کوئی چتا جلا دے ہے
وقت تو ایک پرندہ ہے ذرا دھیان میں رکھ — اس کے پر ہیں کہیں گورے کہیں کالے بابا
سونے کے لب چاندی کے چہرے میں جڑے ہیں — ان سے بات نہ کرنا تم یہ لوگ بڑے ہیں
گاؤں گاؤں پڑھتی ہیں ذات پات کی بیلیں — پنگھٹوں کے پانی میں تشنگی بھٹکتی ہے
گھرا ہوا ہوں ابھی دلنواز اندھیروں میں — جو ہوش آئے تو اندازۂ گناہ کروں
ہم سوکھے پتے ہیں لوگو آج تمہاری راہوں کے — ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن تیری یوں لہراتے ہیں
خوشبو کا چودھری ہونا آسان نہ تھا — یوں منزل تک لے کر تیرا پیار گئے

نور تقی نور کلاسیکی روایات سے آگاہ ہیں، امیر حسن اسے برتنے کا سلیقہ جانتے ہیں، ان کی شعری زبان کے بیشتر عناصر روایتی ہیں۔ مگر انہوں نے اپنے جذبے کے اظہار کے لیے کچھ اس انداز سے برتا ہے کہ ان میں سلامت اور ہلکی سی نغمگی پیدا ہو گئی ہے۔ ان کے بعض اشعار عروضی اور فنی اعتبار سے محل نظر ہیں۔ مثلاً

(۱) آرزو۔ نغمہ۔ حسن۔ جوانی پھول محبت۔ رنگِ شراب ہم نے کتاب دل لکھی ہے کن ظالم عنوانوں سے۔ "آرزو"، کا واو ساقط ہے۔

(۲) جب قہقہہ زن ہوتی ہے تاریکی میں رات۔ تاریکی کی ی ساقط ہے

(۳) بھیک ہے باقی زندگی تھی وہی۔ باقی کی ی ساقط ہے

لیکن اس طرح کے مقامات کم ہیں۔ کتابت و طباعت معیاری ہے۔ فرصت کے لمحات میں کتاب کا مطالعہ سرور انگیز ہو سکتا ہے۔

عنوان چشتی

تلخیٔ حیات

شاعر: جے چند پریم
پبلشر: لالہ بالا رام ودھوا منیجر ملتان گئوشالا برولا ضلع حصار (ہریانہ)
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے
ملنے کا پتا: میسرز جمنا داس رام کشن ۲۷/ ۳۷ کلکٹر گنج، کانپور (یوپی)

جے چند پریم کی نظموں کا مجموعہ "تلخیٔ حیات" کے نام سے چھپا ہے۔ شاعر نے مختلف اساتذۂ فن سے استفادہ کیا ہے مثلاً مہاشہ رام رکھا بل برق بٹالوی، پنڈت وِستہ پرشاد فدا لاہوری، پیرزادہ کشفی ملتانی۔

کتاب کا تعارف پنڈت وستہ پرشاد فدا لاہوری نے رقم کیا ہے اور دیباچہ ماسٹر دیوراج شیب ما شعل کے قلم کا نتیجہ ہے۔

شاعر کے ذہن میں تین عناصر کی آمیزش ہے۔

(۱) روحِ مذہب (۲) وطن پرستی (۳) انسان دوستی۔

چنانچہ یہی عناصر جذبہ اور خیال کی وسعت کے ساتھ منظوم شکل میں نظر آتے ہیں۔ شاعر کے دل میں قدیم ہندوستانی تہذیب اور مشرقی اقدار کا احترام ملتا ہے اس لیے قدیم دیوان وکلیات کی روایت کے مطابق تلخیٔ حیات کا آغاز حمد و ثنا سے ہوتا ہے اس کے بعد نبی اوتار اور مصلحین پر کہی ہوئی نظمیں ہیں۔ مثلاً رام چندر جی، کرشن جی۔ گورو نانک جی، مہرشی دیا نند سرسوتی وغیرہ۔

آزادیٔ وطن کے سلسلہ میں ایک نظم "کانگریس" پر ملتی ہے اس میں مخصوص سیاسی رہنماؤں کا ذکر بھی ہے۔ فطری مناظر پر بھی اظہارِ خیال کیا گیا ہے اور ہندوستان کے سماجی اور مذہبی تیوہاروں پر نظمیں درج ہیں۔ اس دائرہ میں بہار، برسات، ہولی، دیوالی۔ بسنت اور عید وغیرہ موضوعات شامل ہیں اس کے علاوہ اتحاد، پیغام رفاقت۔ صنعت و حرفت۔ جنت نشاں کشمیر، انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا، قابلِ توجہ نظمیں ہیں بعض مقامات پر فنی خامیاں نظر آتی ہیں۔ مگر جذبہ، خلوص اور وطن میں شاداب زندگی کی تمنا ایسے عناصر ہیں۔ جو تلخیٔ حیات کو قابلِ قدر بنا دیتے ہیں۔

رنگِ کلام کا اندازہ درج ذیل اشعار سے ہو سکتا ہے۔

پھر بہار آئی صبا بے اختیار آنے لگی
کوہساروں سے صدائے آبشار آنے لگی

پھر بہار آئی چمن میں عندلیبِ خوش نوا
شوق سے گاتی ہوئی بے اختیار آنے لگی

چل پڑا دل میں تلاشِ یار کو رکھے ہوئے
ہر قدم پر بوئے زلفِ مشکبار آنے لگی

اللہ اللہ حسنِ دلکش کی کرم فرمائیاں
پریم وہ آئے ہوائے خوشگوار آنے لگی

قیمت کے لحاظ سے طباعت کا کام اہتمام سے کیا گیا ہے۔ سرورق پر شاعر کی تصویر چھپی ہے۔

(ودیا ساگر دویدی)

میرے مہربان

افسانہ نگار : احمد انجم
طباعت : اجمل پریس۔ بمبئی ۳
قیمت : ایک روپیہ

"میرے مہربان" میں احمد انجم کی ایک ہی کہانی درج ہے۔ کاغذ کی نایابی اور اشیا کی گرانی کے دور میں یہ راہ نکالنا بھی مناسب ہی ہے۔

اس کہانی کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ افسانہ نگار کا شوق اس کے تجربے کی کمی پر غالب آگیا ہے اور اس کو اشاعت کے لیے مجبور کردیا ہے۔

کہانی میں سماج کے دو موضوع زیر غور رہے ہیں۔ ۱۔ غریبی ۲۔ یتیم بچوں پر رشتہ داروں کی نامہربانی۔

یہ ظاہر ہے کہ یتیم کرداروں کی زندگی سے عام انسانوں کو ہمدردی پیدا ہوجاتی ہے مگر افسانہ نگار نے ان کی حقیقی زندگی کو پیش کرنے کی بجائے ان کے بچپن کا مختصر حال بیان کردیا ہے۔

شوبھا کی عمر ۵ برس کی ہے اور رمیش ۸ برس کا ہے۔ شوبھا سڑک پر گزرتی ہے اس کے چوٹ لگتی ہے اور گڑیا ٹوٹ جاتی ہے۔ رمیش اس کو دیکھ کر ہمدردی کرتا ہے اس کو نئی گڑیا خرید کر دیتا ہے اور اس کے گھر پہنچا دیتا ہے اس وقت رمیش اپنے چچا کے یہاں رہتا تھا اس کو پیٹ بھر کھانا بھی نہیں ملتا تھا۔ اس کی چچی اس کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرتی تھی۔ اس صورت میں زبانی ہمدردی کے علاوہ وہ پیسہ کہاں سے خرچ کرسکتا تھا۔ رمیش نے تنگ آکر چھوڑ دیا اور ایک سیٹھ کے یہاں رہ کر اچھا میکنک بن گیا۔ رمیش کے کردار کا یہ عنصر کہانی کو بامقصد بناتا ہے۔

رمیش اب ۱۹، ۲۰ برس کا ہوگیا۔ موٹر سائیکل پر سوار ہوکر شوبھا کے مکان کی طرف سے گزرا شوبھا بھی یتیم لڑکی تھی اور اپنے غریب بھائی بہنوئی کے پاس رہتی تھی وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اس نے ایک لڑکی کو گڑیا لیے ہوئے سڑک پر دیکھا اور بچپن کی یاد کے سہارے رمیش کو پہچان لیا رمیش ادھر سے پھر گزرا تو شوبھا نے ایک

ایک خط اس کی طرف پھینک دیا اور اس کے بعد پیپل کے درخت کے نیچے ملاقاتیں جاری رہتی ہیں۔

کہانی کا یہ حصہ رومانی حقیقت سے قطعی دور ہے۔

شوبھا اور رمیش دونوں خواب میں اپنی شادی کی ناکامی کا بھیانک منظر دیکھتے ہیں ان خوابوں کی نفسیاتی بنیاد "غریبی" ہے۔ شوبھا اپنی غریبی کو چھپانے کے لیے پہاڑی پر جاکر ایک ندی میں گر جاتی ہے۔ ایک ملاح اس کو اسپتال میں داخل کرا دیتا ہے اور رمیش اب شوبھا کی جدائی میں حواس کھوکر ایک حادثہ میں زخمی ہوجاتا ہے اور اسی اسپتال میں داخل کیا جاتا ہے وہاں ڈاکٹر چڑجی بے اولاد ہونے کے باعث شوبھا کو اپنی بیٹی بنا لیتا ہے اور رومان کی داستان معلوم ہونے پر رمیش اور شوبھا کو ملانا چاہتا ہے۔ اسی بیچ میں رمیش کے چچا زاد بھائی سریندر نے شوبھا کو اغوا کرا دیا رمیش اپنے ساتھی راجو کی اطلاع پر وہاں پہنچتا ہے۔ سریندر کو مغلوب کرتا ہے۔ پولیس آجاتی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر چڑجی نے شوبھا کے بہن بہنوئی کو بلا کر شوبھا اور رمیش کا بیاہ کر دیا۔

کہانی کا انجام طربیہ ہے مگر زیادہ مواد اخلاقی ہے اور افسانہ نگار کے قلم کا نتیجہ۔ کرداروں اور بدتر معاشی ماحول کی آویزش کے ذریعہ کہانی کا ارتقا نہیں ہو سکا۔ شوبھا کا کردار بے جان سا ہے۔ رمیش کے کرداروں میں زندگی کی رمق ہے۔

کتاب کا سرورق اچھا ہے۔ پشت پر افسانہ نگار کی تصویر چھپی ہے۔ میرے خیال میں سرورق پر آرٹسٹ نے پھولوں اور بندکیوں کے ذریعہ ہیروئن کی تصویر بنائی ہے ایک روپیہ اس کو دیکھ کر ہی وصول ہوجاتا ہے۔

ودیا ساگر دویدی

جلیس

ناول نگار: انور کمال حسینی

پبلشر: ناولستان، جامعہ نگر، نئی دلی ۵

قیمت: چار روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتا: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی

"ناولستان"، جامعہ نگر کی ساتویں پیش کش انور کمال حسینی کا ناول "جلیس" ہے۔ نام خوبصورت ہے مگر وضاحتی نہیں۔ امراؤ جان ادا، لیلیٰ کے خطوط کی طرح اس ناول میں معاشرے کے ایک طبقہ کی ایک تصویر پیش کی گئی ہے۔ چوں کہ ناول کا مواد، زندگی سے ملتا ہے اس لیے ہر ناول نگار کے انتخاب مواد میں فرق پیدا ہو جاتا ہے پھر ہر ناولسٹ کا ذہن اپنے خیالات اپنے احساسات اور گوناگوں نتائج سے معمور ہوتا ہے۔ اسی لیے ناول کی پیش کش میں وہ دوسروں سے مختلف ہو جاتا ہے اور قاری کے لیے ہر ناول کی اشاعت ایک نئی چیز بن کر سامنے آتی ہے۔ یہی بات "جلیس" کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ انور کمال حسینی نے ایک طوائف کی زندگی اور اس کے ذہنی تضاد کو اپنے نقطۂ نظر سے پرکھا ہے جس میں ایک جہانِ نو کی پرچھائیں ہے۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے ناول کا پیش لفظ رقم فرمایا ہے۔ دو اشاروں سے ناول اور ناولسٹ کے متعلق ان کی صائب اور خیر سگالی رائے کا اندازہ ہو سکتا ہے:

(۱) "زیر نظر ناول جلیس میں سماجی جبر کے تعلق سے انھوں نے اس بنیادی سوال کو اٹھایا ہے کہ حال کا کیا اثر مستقبل پر پڑتا ہے۔"

(۲) انور کمال حسینی صاحب اگر اپنے ذہنی سفر کو جاری رکھیں گے تو انسانی فطرت اور سماج کی نیرنگیوں سے پردہ اٹھا کر اپنے پڑھنے والوں کو اسی طرح سوچنے کی دعوت دیتے رہیں گے۔"

یہ ظاہر ہے کہ ہمارا سماج طبقاتی سماج ہے اس میں کئی سیکشن ہیں جن میں سے کچھ ایک ہی طرح زندہ ہیں اور کچھ بنوع دگر۔ زندگی کی گزر بسر کا یہ چلن افراد کے اعتبار سے نہیں بلکہ طبقاتی لحاظ سے قائم ہے۔ چنانچہ سماج کے مختلف طبقات اپنی روزی ایک ہی طرح کماتے ہیں۔ انہی کی ایک شق طوائف کا گھرانا ہے۔ اس

رج کے گھرانے اور ادارے محض سماجی گندگی کی علامت نہیں بلکہ اس پرانے ناسور کی
ام کو باقی رکھنے کی ضمانت ہیں جو سماج میں ایسے مہلک جراثیم کو پیدا کرتا ہے ۔
انور کمال نے جلیس کے ذریعہ طوائفی انسٹی ٹیوشن سے نہ صرف ایک لڑکی
باہر نکال کر آبرو کی بستی میں داخل کرنا چاہا ہے بلکہ پرانے نظام کی ان بدقوارہ مضبوط
ادوں کو اکھاڑنے کی طرف توجہ دلائی ہے جن کے باعث سماج میں خوش پوش
س کار، ہیبتناک غنڈے ۔ عصمت فروش اور استحصال پسند افراد پرورش پاتے ہیں ۔
اس ناول میں بلقیس، جلیس، بانکے، نواب، شیرازی قابل ذکر کردار
ب ۔ ان کرداروں کے معاملات میں دلچسپ اور حیرت زا گتھیاں پڑتی ہیں ۔
ن کو بلقیس کا تجزیہ اپنے طور پر سلجھاتا ہے ۔ ناول نگار نے شیرازی کا کردار جس
مقصد سے تخلیق کیا تھا وہ شکست خوردہ نظر آتا ہے ۔ جلیس میں شعر و سخن سے
اؤ کے ساتھ مصوری کا والہانہ شوق جو ناول نگار کے ذہن کی عمدہ تخئیل ہے
ور جس کے باعث کہانی میں ربط و تسلسل ہے اور کہانی کے ارتقا میں معاون کار
خر میں یہ شوق بھی حرفِ فضول بن جاتا ہے ۔ اسی منزل پر ناول میں رومانی اور
سی حد تک تاریخی صداقت نظر آتی ہے ۔ اسی مقام پر فرسودہ سماجی عنصر اور نئے
ہن کا تصادم ہوتا ہے جلیس کو نئی اور آبرو کی زندگی میں قدم رکھنے سے طاغوتی
وتیں باز رکھتی ہیں اور یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ :

"مزاجِ عشق کی خاطر ابھی دنیا نہیں بدلی"

جلیس نے ہیکتے کوٹھے سے باہر آنے کے لیے شیرازی کا سہارا لیا تھا وہ کامیاب
ور نامور مصور تھا وہ اپنے ترقی پسند ذہن کا اعلان کرتا تھا ۔ مگر جلیس نے اسے سمجھنے
یں دھوکا کھایا ۔ شیرازی دراصل میں نام نہاد ترقی پسند تھا ۔ اس میں سماج کی بدتر
ا قتوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی ۔ جلیس نے دلہن بننے کی زندگی سے مایوس ہو کر
نتھ اتارنے کی رسم " کے تحت نواب صاحب کو قبول کر لیا ۔ یہی اس کی ماں بلقیس کا سودا

ناول کے ماحول میں پانمار، کبابی، پھول والا، کوٹھوں کی جھنکار سب کچھ داخل ہے اور کوٹھے کے مخصوص اخلاق و رسوم بھی۔ مکالموں میں بلقیس اور جلیس کی گفتگو نیز بانکے پہلوان کا سماج پر اظہار خیال دلچسپ اور صداقت آمیز ہیں۔ ناول نگار نے ڈرامائی انداز میں تضاد پیدا کیے ہیں اور ان کو دور کرنے کے لیے نواب، بانکے پہلوان اور شیرازی کو پیش کیا ہے۔ یہ سب متحرک کردار ہیں مگر مختلف خصوصیات کا حامل اور پسندیدہ کردار بانکے پہلوان کا ہے اس کے حرکات و سکنات سے ایک بھیانک غنڈے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ مگر اس کی اصل تصویر دوسری ہے وہ ہمدرد ہے، سماجی شعور رکھتا ہے۔ عورت کو برابر کی عزت دینے والا اور پیار کرنے والا ہے اس کا اصل روپ جلیس کے سامنے آتا ہے۔ دونوں میں نیکی اور خوشی کی زندگی بسر کرنے کا جذبہ ہے اور دونوں کو اپنا وجود سماج کے لیے ایک بے آبرو کھلونا نظر آتا ہے۔ مگر جلیس کی کمزوری یہی ہے کہ اس نے محبت کی بجائے بانکے کی سماجی حیثیت پر شیرازی کی (SOCIALSTATUS) کو ترجیح دی

اس ناول میں نیک کرداروں کی شکست اور بدکرداری کی فتح ہی ناول کا (CLIMAX) ہے اس منزل پر ناول نگار کی چابکدستی اور شدید کرداری ردعمل ایک ہی جنبش میں نظر آجاتا ہے۔

ص ۱۵۸۔ "شام کو جب جلیس، نواب صاحب کی گاڑی میں سجی بنی جا رہی تھی تو بانکے، کالے کبابی کے پاس کھڑا تھا اس نے دھوں کے بادلوں میں غائب ہوتی ہوئی گاڑی کو نفرت سے دیکھا اور زور سے زمین پر تھوک دیا۔"

اس منظر سے بانکے میں جوش انتقام ابھرنا چاہیے تھا۔ مگر جلیس کی محبت اور اس کی مجبوری کا احساس اس پر غالب آگیا۔ اس مجبوری کی تہہ میں طبقاتی سماج کی گندگی نے تعفن پیدا کیا اور اس نے زمین پر تھوک دیا۔ بانکے کا زمین پر تھوکنا نہ صرف نواب صاحب بلکہ پورے جاگیرداری نظام اور سرمایہ داری سماج کی لعنت پر تحقیر کا موثر اظہار بن گیا ہے اور یہ ناول نگار کی کامیابی ہے۔

ناول کی طباعت و اشاعت میں عمدگی کارفرما ہے۔ سرورق ۱۲، آرٹ ...

نئی مطبوعات

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی ڈاکٹر منیب الرحمن - ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے ...... پیش نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خدو خال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔

قیمت مجلد ۱۰/۵۰ نیوز پرنٹ غیر مجلد ۵۰/

مسلمان اور عصری مسائل

ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ ہے جس میں آج ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہ راست مسلمانوں سے ہے یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سہ ماہی رسالے "اسلام اور عصر جدید" کے لیے لکھے تھے - ملک کے مایۂ ناز مفکر، فلسفی، معلم اخلاق کے زریں خیالات کا مجموعہ جس کا پڑھنا ہر سنجیدہ مسلمان کے لیے ضروری ہے -

قیمت ۱۰

تذکرۂ معاصرین

مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالات زندگی ہیں۔ ساتھ ہی نمونہ کلام بھی ہے - یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوشش کا نتیجہ ہے -

قیمت

داستانِ اشک و خون

خواجہ غلام السیدین

کرنل سید بشیر حسین

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے لیکن ان کے پہلو میں حساس دل تھا۔ ۲۵۔ مارچ کے بعد سے بنگلہ دیش میں جو دردناک واقعات رونما ہوئے اس سے انھیں سخت دکھ ہوا۔ انھوں نے اپنے دلی کرب و اضطراب کو چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا ہے یہ کتاب ایسے ہی ...

مجموعہ

قیمت

ا میر لا ۰۰ اور

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنفہ: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری	۵/۲۵
اکبر	" : لارنس بینین	" : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	" : وی آر اٹھاولے	" : ش ر قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" : ڈمینس کنکیڈ	" : ڈاکٹر پریما تماسین	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	" : بسودھا چکرورتی	" : عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	" : ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	" : ایم کے درانی	۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	" : ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد ۱/- مجلد	۲/-
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت	مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی		۲/۲۵
گرونانک	مصنفہ: گوپال سنگھ	ترجمہ: مخمور جالندھری	۲/۲۵
ملتی جلتی تصویریں	" : بھگوتی چرن ورما	" : رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	" : میاں رنگنایکما	" : زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ: می پال سوم، سندرم	" : حسرت سہروردی	۸/-
سفید خون (ناول)	مصنفہ: نانک سنگھ	" : رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	" : ڈاکٹر گوپال سنگھ	" : مخمور جالندھری	۳/-
ہندی افسانے	مرتبہ: ڈاکٹر نامور سنگھ	" : اگرسین نارنگ	۹/-
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنفہ: پنالال پٹیل	" : کشور سلطانہ	۴/-
پنجابی افسانے	مرتبہ: ہربھجن سنگھ	" : مخمور جالندھری	۷/-
رنجیت سنگھ	مصنفہ: ڈی آر سود	" : " "	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	" : بپن چندر	" : غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگرواڑی	" : وینکٹیش ماڈگولکر	" : عرش ملسیانی	۵/۲۵

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لئے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو (حصہ اول دوم)	مصنف: الیف سی، فریٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	" مالا سنگھ تصاویر: پریانند	" خدیجہ عظیم	۱/۵۰
پرندوں کی دنیا	" جہاں آرا	" محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر	۱/۵۰
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	" لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" لیلا دتی بھاگوت	" " " "	۱/۵۰
رسیلی کہانیاں	" منوج داس	" صغرا مہدی	۱/۵۰
آزادی کی کہانی (اول دوم)	" وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	" جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی	۱/۵۰
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" کے بی کھنہ	تصاویر: کرشن کھنہ	۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	" اوما آنند	مترجم: رضیہ منظور الامین	۱/۵۰
بہت دن ہوئے (اول)	" ایم چوکسی و بی ایم جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
بہادروں کی کہانیاں	" راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	۱/۵۰
روہنت و نندیہ	" کرشن چیتنیہ	" " "	۱/۵۰
سدا بہار کہانیاں	" شانتا رنگا چاری	" " "	۱/۵۰
ابو خاں کی بکری	" ڈاکٹر ذاکر حسین	" " "	۳/-
انوکھی دوکان	" قدسیہ زیدی		۲/۵۰
گلالو چوہیا اور پریزاد	" " "		۲/-
دنیا کے جانور	" " "		۲/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول، دوم)	" میر نجابت علی	ترجمہ: ستیا احسان	۳/-
بڑا پانی	" لیلا مجمدار	" صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
مورا	" ملک راج آنند	" انور کمال حسینی	۱/۵۰
ہاکی کے کھیل	" سرویندر سنیال	پریتم لال	۱/۵۰
خالہ بلی کا خاندان	منموہن چودہری	محمد شفیع الدین نیر	۳/-

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومتِ ہند کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شایع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام

ٹ ۔ ج ۔ دو بوئر ترجمہ : ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے

قیمت ۔ ۵۰/۔

تاریخ تمدنِ ہند

پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گئے ہیں، ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں

قیمت ۔ ۱۲/۔

ہمارا قدیم سماج

سید سخی حسن

سید سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر ان کے تقاضوں کے مطابق پُر وقار انداز میں قلم اٹھایا ہے جس میں نہ جانب داری ہے نہ تعصب۔

قیمت ۔ ۱۰/۔

چڑیاں (بچوں کے لئے)

سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں کیسے کہتے ہیں۔ ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں۔ ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں۔ اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ ایسی تمام باتوں کو جاننے کے لیے یہ کتاب پڑھیے۔

قیمت ۳/۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵، دہلی ۶، بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

[redacted]

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومت ہند کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شایع کیں

لسانی مطالعہ
ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید ترین شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔ قیمت ۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء
مرتبہ: پی، سی، جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ۔ قیمت ۱۴/۰۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات

سیاسیات ان علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشو نما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصہ ہے۔ قیمت ۱۶/-

چراغ کا سفر
سید محمد ٹونکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں۔ جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا۔ گھر گھر کیا اسے استعارہ چمک اٹھا۔ پھر اس نے کیسے کیسے روپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔ قیمت ۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵، ۱، ممبئی ۳ اور علی گڑھ۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

"ناولستان" نئی دِلّی ۲۵ کے دلچسپ ناول

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے جس کا میدانِ عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے گزشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ ایک عجیب و غریب چونکا دینے والا ناول قیمت -/۵

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب، اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیف اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کراہتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی دلکش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنی جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے قیمت -/۸

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیروں میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں لیکن زبان خاموش ہے بالکل خاموش قیمت -/۷.۵۰

پابہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل۔ اُن کی مشکلات ان کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار۔

قیمت -/۶

ٹیڑھی ڈور (ناول) **صالحہ عابد حسین**

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن الجھنوں کا شکار ہیں۔ ان کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کش مکش کو پیش کرتا ہے

قیمت ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) **رضیہ سجاد ظہیر**

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انہوں نے مجھے جنم نہیں دیا۔ مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے جن کی قربانیاں مثالی ہیں اس ناول کا آخری باب دیرسوں بعد جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا

قیمت ۴/۵۰

جلیس (ناول) **انور کمال حسینی**

زمانہ بدل گیا ہے۔ زندگی کی قدروں میں تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن آج بھی انسان بہت سے معاملات میں روایتوں کا شکار اور رسموں کا غلام ہے۔

آہوں، کراہوں اور تلخیوں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان صرف جلیس نامی طوائف ہی کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کا آپریشن ہے۔ انسانی تہذیب کی عکاسی ہے قیمت ۴/۵۰

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی ۲۵ کی اہم کتاب

اکابرِ تعلیم

سعید انصاری۔

اس کتاب میں ان اکابرِ تعلیم کے حالات درج ہیں جنہوں نے جدید تعلیم سے متعلق افکار و خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یا تعلیم کے عملی پہلوؤں سے بحث کی ہے اور انھیں تجربہ کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح تعلیمِ جدید کی عمارت کھڑی کرنے اور اسے پروان چڑھانے میں مدد ملی ہے۔ اردو میں اپنی نوعیت کی اہم کتاب۔ قیمت ۱۲/-

دیگر اداروں کی مطبوعات

ایک معمولی لڑکی	بلونت سنگھ	۴/-
ایشیائی بیداری اور اردو شعر	اسلام بیگ	۶/-
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	۳/-
افادات ابن عربی	شاہ محب اللہ الہ آبادی	۲/-
اندازے	فراق گورکھپوری	۵/۷۵
ادب اور ادیب	ڈاکٹر اعجاز حسین	۴/-
بھرتری ہری	جے کرشن چودھری	۲/-
تحقیق و تنقید جدید	اختر اورینوی	۵/-
تنقید و تجزیہ	ابو محمد سحر	۴/۵۰
جائزے	ناظر کاکوروی	۳/-
چتر لیکھا	بھگوتی چرن ورما	۳/۵۰
چاندنی اور انگارے	اسلام روفی	۲/-
زندگی	چودھری افضل حق	۳/-
شاعر آتش نوا (نذر الاسلام)	اجمل اجملی	۳/۵۰
فیض مشرق	ڈاکٹر محمد احمد	۳/۵۰
قصیدۂ عطار	سراج الحق	۱/۵۰
گل پارے	کاظم علی خاں	۴/-
لوک گیت	اظہر علی فاروقی	۱/۵۰
میراں کے گیت	جے سکر چودھری	۲/-
ن	فاروق جنوں	۲/-

نو نگے	صالحہ عابد حسین	۵/۵۰
نوائے راز	راز چاندپوری	۶/-
نوائے پریشاں	جگن ناتھ آزاد	۲/۵۰
ہندوستانی موسیقی	مفتی فخر الاسلام	۶/-

تین تذکرے	عطا کاکوی	۲/-
تذکرہ طبقات الشعرائے ہند	" "	۳/-
تذکرہ ریختہ روشن	" "	۱/۷۵
تذکرہ انیس الاحباب	" "	۱/۵۰
تذکرہ گلشن ہند	" "	۴/-
تذکرہ مجموعہ نغز	" "	۲/-
تذکرۂ بے نظیر	" "	/۵۰
تذکرہ گلشن و گلزار	" "	۲/-
تذکرہ عقد ثریا	" "	۱/-
تذکرہ سخن شعرا	" "	۱/۵۰
تذکرہ بزم سخن طور کلیم	" "	۱/-
تذکرۂ صبح گلشن	" "	۱/۵۰
سلسلہ انتخاب کلام شعرائے بہار	" "	۱/۵۰
کمال غزل	" "	۱/-
گلہائے رنگ رنگ	" "	۱/-
تذکرہ شعرا	" "	۱/-
نذر غالب	" "	۱/-
یاد ایام	ضیاء الحسن علوی	۵۰

اردو انشا پردازی — امیر حسن نورانی — ۵۰/-
اُردو کے قومی شاعر — انوار الحسن — ۲/-
اسرار کائنات و اشرف المخلوقات — اختر احمد — ۳/۷۰
ادبی مضامین — ایس غلام حسین اریبی — ۵/-
انتخابات نثر — سید ظہیر الدین — ۳/-
اردو ادب — ۷۵/-
اسلامی خطوط — رفیع الدین رحمانی سالک — ۱/۷۵
آئینہ اسلام — جوش ملسیانی — ۵/-
اُردو شاعری — منشی امیر احمد — ۱/۵۰
انتخاب کلام اقبال اردو — ۵۰/۰
اُردو کے پانچ ستون — ڈاکٹر انوار الحسن — ۲/-
اسلوب اور انتقاد — سلیمان اطہر جاوید — ۵/-
اسلام اور آزادی — مولانا ابوالکلام آزاد — ۴/-
اُردو نثر کا تاریخی سفر — محمد زبیر — ۳۷/۰
ابرِ کرم — ۵۰/-
آئینہ اخلاق — خواجہ دل محمد — ۳/-
ادبی مقالات — مبشر علی صدیقی — ۲/-
امام الکتاب — مولانا ابوالکلام آزاد — ۸/-
امریکہ کا سیاسی نظام اور اس کا طریقۂ عمل — ڈیوڈ کشمین کائل — ۱/۲۵
ارمغانِ وارث — الحاج شاد قمر ملتانی — ۲/-
اعلیٰ تعلیم (امریکہ میں) — فرانس ایم راجرس — ۱/-
انتخابِ جدید — خواجہ لطیف احمد — ۱/۵۶
ادب نقد — سیّد علی حیدر — ۳/-
اُردو ہندی ہندوستانی — سجاد ظہیر — ۷۵/-
اردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام — ۱/-

ب

باپ کے خط بیٹی کے نام — عتیق صدیقی — ۴/-
بیرم خاں — کوثر چاندپوری — ۲/-
بہادر شاہ کا مقدمہ — خواجہ حسن نظامی — ۲/۵۰
بنیادی اسالیبِ بیان — عزیز احمد قاسمی — ۱/۵۰
بچّوں کی تربیت — ڈاکٹر عبدالرؤف — ۱/-

پ

پرانے قصّے نئے انداز — امرت لال ناگر — ۲/-
پالٹری فارمنگ — کالی چرن گپتا — ۴/۵۰
پریم سنگم — خواجہ حسن نظامی — ۱/-

ت

ترقی زبان — پروفیسر بی گھوشال — ۲۵/-
تحقیقی مطالعے — ڈاکٹر نذیر احمد — ۲/-
تعلیم کی کھوج — جلیس عابدی — ۷۵/۰
تاریخ عرب — سر سید احمد خاں — ۷/۵۰
تنقیدی شہ پارے — شمسی بریلوی — ۷۵/-
تحقیق و تنقید — فرمان فتح پوری — ۵/۵۰
تاریخ و زبانِ اُردو — ڈاکٹر شمس اللہ قادری — ۶/۵۰
تذکرۂ میر — میر تقی میر — ۴/-
تائیں — مولانا عنایت اللہ دہلوی — ۲/۵۰
تشریح معالجین (حصّہ اوّل) — ۵/-

ٹ

ٹیکنیکل کورس — حیدر رضا دی اجمیری — ۲/۵۰

ح

حکایۂ لیلے مجنوں — سید سجاد حید — ۱/۲۵

خ

خبر و نظر — سید علی حیدر — ۱/۵۰

خلاصہ موازنۂ انیس و دبیر — اختر حسن صاحب — ۱/-

خلاصہ روح تنقید — مرزا محمد غوث بیگ — ۱/-

د

دیہاتی معالج حصہ اول — ۳/۰

دیوتا کی یادیں — زبیر — -/۲۵

ر

رقص و سرود — عظیم بیگ چغتائی — ۰/۲۵

رضیہ کا شاہی دسترخوان — رضیہ سلطان — ۳/۵۰

روح حیات — اختر قریشی صاحب — ۱/-

رقعات ابوالفضل — مولوی حافظ جلال الدین — ۲/۵۰

ز

زعفرانِ زار — سید ابوظفر آخطائی صاحب — ۱/۵۰

زربینک کاری اور مالیات عامہ — عبدالمعز منظر — ۶/-

س

سیاحت نذیر — فہمی ترمذی — ۱/-

سیاحت ملیحا — فہمی علیگ — ۲/-

۱۸۵۷ء کے مجاہد شعرا — امداد صابری — ۶/۹۶

سائیکل ریپرنگ گائڈ — چندر بھان مہگل

سعیدہ کے خطوط — ظفر حسین خان

ش

شرح انتخاب سخن — ایس۔ ایل۔ گوہر

شمیم بلاغت — علامہ اخلاق دہلوی

عصمتی دسترخوان — محترمہ آمنہ نازلی

ع

علم الامراض — سید ظل الرحمن

غ

غالب نما — سید مرتضیٰ حسن بلگرامی

غالبیات نو — عابد رضا بیدار

فکر غالب — پرتھوی چندر — ۵۰

فراق گورکھپوری — ڈاکٹر فضل حق کامل

فن اور تنقید — انور کمال حسینی — ۵۰

فروق الامراض — نذیر الدین احمد

کہانی میری زبانی میری — حفیظ عباسی

کتابوں کی جنگ — حامد اللہ افسر

کلمۃ الحقائق — ڈاکٹر رفیعہ سلطان

گفت و شنید — ظفر ادیب — ۱/-

گنجینۂ معنی — جعفر رضا — ۵۰

لمحہ فکر — جان کنتھ گالبرتھ

لعل و جواہر — ساجد صدیقی دالوی — ۲/۵۰

مکاتیب جگر — ۵/۴۰

مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط — خلیق انجم

متحدہ ہندوستانی قومیت	ڈاکٹر سید محمود	۱/۵۰
مودودی جماعت کے عقائد	مظہر حسین	۱/۵۰
مقدمۂ آبِ حیات	مولانا محمد حسین آزاد	۱/۹۴
مہاتما گاندھی	ضیا عظیم آبادی	۳/-
مکتوبات	ضیا احمد بدایونی	۲/۵۰
مومن	احسان دانش عبدالرحمٰن جامی	۳/۵۰
نقد نامہ	حامد اللہ افسر	۳/-
نیا طوفان اور اس کا مقابلہ	سید ابوالحسن علی ندوی	۲/۵۰
نگارِ اردو	مخمور اکبر آبادی	-/۵۰
نئے اجالے	انجار خورشید کاشمیری	۱/۷۵
نقاب اٹھ جانے کے بعد	نیاز فتحپوری	۱/-
نظامِ نو	محمد مظہر الدین صدیقی	-/۷۵
نگارشاتِ جگر	محمد اسلام	۲/-
نیرنگِ خیال (اوّل)	مولوی محمد حسین	۱/۱۳
نقد الادب	حامد اللہ افسر	۳/-
نورس	" " "	۱/-
ولی دکنی	محمد خان اشرف	۳/-
ہندوستان آج اور کل	جواہر لال نہرو	۱/-
ہندوستانی مسلمان اور ریفارم	ظفر امام	-/۷۵
ہمارا جھنڈا		۱/-
ہندوستانی مسلم سیاست	ڈاکٹر محمد اشرف	۲/۵۰
ہندوستان کی مسجدیں	ضیاء الدین سیائی	۲/۵۰
ہمارے نہرو	صفدر حسین	۳/۵۰

ادبی

اردو ادب		۲/-
دب اور تنقید	اسلوب احمد	۸/-
وازیں		۳/-
اردو غزل دلی تک	ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی	۲/۲۵
اردوئے معلّی (قائم نمبر)	خواجہ احمد فاروقی	۵/-
اردوئے معلّی (قدیم اردو نمبر)	خواجہ " "	۵/-
" " (غالب نمبر)	" " "	۷/-
انشائے اردو	" " "	۵/-
انتخابِ غالب	ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم	۳/-
اردو میں وہابی ادب	خواجہ احمد فاروقی	۲/-
ارمغانِ آصف	آصف علی مرحوم	۵/۵۰
اشفاق اللہ خاں	سوا رام گپت سنوریا	۲/-
افکارِ محرّم	مالک رام	۵/-
اناجوں کا بادشاہ گیہوں	اندرجیت لال	۳/-

قبال کے ابتدائی افکار	عبدالحق	۱۰/-
احتشر و سوزنی	قاضی عبدالودود	۵/-
ردو تنقید کے معمار	ایم حبیب خاں	۵/-
آرٹ	سید محمد عبداللہ	۳/-
جنتا	جگن ناتھ آزاد	۵/۷۵
دبی تبصرے	عبدالحق	۱/۵۰
اردو کے اہم ادبی رسالے اور اخبار	عابد رضا بیدار	۱۰/-
افکار میر	ایم حبیب خاں	۹/-
بمبئی میں اردو	ڈاکٹر میمونہ دلوی	۱۲/۵۰
نگار بے خزاں (مجلد)	احمد حسین	۵/-
بزم خیال	مظفر	۲/-
ببر شیر کی کہانی	اندرجیت لال	۴/-
نازیافت	ڈاکٹر محمود الٰہی	۴/-
بنگال کا اردو ادب	پروفیسر جاوید نہال	۱۵/-
جامعہ	سید محمد ٹونکی	۱/-
پیغمبرانِ سخن میر غالب	سردار جعفری	۵/-
تاریخ اردو ادب	رام بابو سکسینہ	۱۶/-
تحریک ترقی مملکت	خواجہ حمید احمد	۳/-
تحفۃ المجاہدین	شیخ زین الدین	۳/۵۰
پریم کشن	بھارت چند کھنہ	۵/-
تذکرۂ شعرائے حجاز	امداد صابری	۱۴/-
تاریخ ادب اردو کی تدوین	علی جواد زیدی	۳/-
تاریخ آصفی	مرزا ابوطالب خاں لندنی	۵/-
تذکرہ حضرت دیوان شاہ صاحب	ڈاکٹر مومن محی الدین	۴/-
تذکرۂ بہارِ بے خزاں	حفیظ عباسی	۴/-
تاثرات	عبدالرزاق قریشی	۳/۵۰
تعارف اساتذۂ اردو	امیر حسن نورانی	۳/-
تاریخ ہند کے چند تہذیبی خاکے	ڈاکٹر محمد رئیس	۴/۵۰
تذکرۂ نکات الشعرا	ڈاکٹر محمود الٰہی	۴/-
جواہر لال نہرو	خراجِ عقیدت	۲/۵۰
جہاتِ تمثیل	پروفیسر فصیح احمد صدیقی	۵/-
جستجو	حسین مجاہد حسینی	۳/-
جگر بریلوی شخصیت و فن	مالک رام، بقی برکی	۶/-
حمد نانک	فیض سرحدی	۱۵/-
حضرت نظام الدین اولیاء (حیات اور تعلیمات)	محمد حبیب مرحوم	۴/-
دہلی کی یادگار ہستیاں	امداد صابری	۲۵/-
دکھنی لغات	سید ابوطراب خطائی	۶/-
دکن میں مرثیہ اور عزاداری	ڈاکٹر رشید موسوی	۱۰/-
دیوانِ بیان	ثاقب رضوی	۵/-
دکھنی کلچر	پروفیسر ہارون خاں شروانی	۴/-
دیوانِ بقا اکبرآبادی	پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	۷/-
دلّی کی جان کنی	حضرت خواجہ حسن نظامی	۱/۷۵
دلّی کی جامع مسجد	جگن ناتھ آزاد	۱/۲۵
رسالۂ تذکرات	منشی ذکاء اللہ دہلوی	۶/-

روح غالب — ڈاکٹر محی الدین قادری — ۳/-
رفیع صاحب کے مزار پر — جگن ناتھ آزاد
زندگی کا رخ — سعید انصاری
سیر الطیبات — مولانا مقصود احمد بھوپالی — ۷/
سرسید احمد خاں اور موجودہ دور میں معنویت — عبد اللطیف اعظمی — ۵/-
۱۸۵۷ اخبار اور دستاویز — عتیق صدیقی — ۲۰/-
سیاسی نظریے افلاطون اور ارسطو — ضیاء الحسن فاروقی — ۴/
شرح دیوان غالب — ابو الحسن ناطق گلاؤٹھوی — ۱۲/۵۰
شہید انسانیت — سید علی نقی النقوی — ۱۲/-
شاعر کی آواز — جگن ناتھ آزاد — ۳۵/-
صحیح مولانا ابوالکلام آزاد نمبر — عبد اللطیف اعظمی — ۳/-
عظیم اور لازوال — عابد رضا بیدار — ۱۰/-
" " " " — ۵/-
عیار غالب — مالک رام — ۷/۵۰
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا مسئلہ — عابد رضا بیدار — ۵/-
غالب اور مطالعہ غالب — ڈاکٹر عبادت بریلوی — ۳۰/-
غالب اپنے آئینہ میں — اختر صدیقی — ۶/-
فارسی ادب بعہد اورنگ زیب — نور الحسن انصاری — ۱۶/-
فکر پیما — عصمت جاوید — ۱۲/-
فرنگیوں کا جال — امداد صابری — ۲۰/-

فارسی شیریں — محمد یونس — ۲/۵۰
فرقہ پرستی نہرو کی نظر میں — سندر لال گپتا — ۹/-
فکر انسانی کا سفر ارتقا — خواجہ غلام السیدین — ۳/
قانون النساء — ۲/-
گہرے کا چاند — ڈاکٹر محمد حسن — ۳/-
کشمیر کے دو ادیب دو بھائی — عبد القادر سروری — ۴/-
کبیر اور انسانیت — پنڈت سندر لعل — ۵۰/
کلمۃ الحقائق — ڈاکٹر رفیعہ سلطان — ۵۰/
گاندھی جی اور ان کے خیالات — ۵/-
گلشن ہند — سید حیدر بخش — ۱/-
لیلیٰ مجنوں — عاجز — ۱/-
ہمارا ادب ۱۹۵۹ء — حامد کاشمیری — ۱/-
کتاب النحو — حافظ عبد الرحمٰن — ۵
سیلر اور منبر یات — صفدر آہ — ۱/-
منتخب ادب — سید احتشام حسین، غلام ربانی تاباں
مآثر محمود شاہی — ڈاکٹر نور الحسن انصاری
مولانا ابوالکلام آزاد کے نام ادبی خطوط و جوابات آزاد — محمد اجمل خاں
مباحث و مسائل — ضیاء احمد بدایونی
محمد علی جناح — کانجی دوارکا داس
مسلم پرسنل لا اور اسلام کا عائلی نظام — شمس تبریز خاں

...تیب مولانا مظہر الحق ۳/۵۰
...دیات تحقیق عبدالرزاق قریشی ۴/۵۰
...سٹر امچند صدیق الرحمن قدوائی ۸/۵۰
...وبیات حالی (حصہ دوم) خواجہ سجاد حسین ۶/-
...العہ ولی ڈاکٹر شارب ردولوی ۱۰/-
...الات برکلے عبدالماجد (بی اے) ۲/-
...من شخصیت اور فن ظہیر احمد صدیقی ۲۳/-
...ی تنقید خلیق انجم ۴/۵۰
...وی سحر البیان رضیہ سلطان ۵/-
...زم دلی کی ایک جھلک شمیم احمد ۲/۵۰
...ثنوی محض اعجاز ۷/-
...خلات نفسی ل احمد ۲/۵۰
...لاقاتیں ندا فاضلی ۳/۹۵
...ش ہائے رنگ رنگ ڈاکٹر ظہیر احمد ۴/-

نذر ذاکر ۴۰/-
نذر مقبول خیر بھوردی ۳۵/-
نقش پارسی بر احجار ہند حکمت علی اصغر ۸/-
نمرود کی خدائی عزیز فردوسی ۶/-
وقت ہے عابد رضا بیدار ۱۰/-
وقائع عالمگیر چودھری نبی احمد سندیلوی ۱۰/-
ہندوستانی کلچر ادب ارتقا ڈاکٹر تارا چند ۲/۵۰
ہندوستانی زبان عبدالستار دلوی ۳/-
ہندوستان میں تعلیم کی از سر نو تنظیم ذاکر حسین ۱/۲۵
ہمعصروں پر غالب کا اثر ظفر ادیب ۱۰/-
یوم غالب بزم ادب سے جنید ۱/-

انگلش کی کتابیں

۴۰/- Tara Chand — Dr. Zakir Hussai... presentation Volu... 1968
۲۵/- Siddiq-ur-Rehman Qidwai — Gilchrist and the Language of Hindusta...
۴/۵۰ Inderjit Lal — Candle's Smoke
۲۰/- Abid Raza Bedar — Catalogue of Persi... and Arabic Manusc... pts of Saulat public Library

15/- M. Atiqur Siddiqi — Origin of Modern Hindustani Literature

۳/۵۰ Inaizil'lal — A short Biography of Mirza Ghalib

۱/۵۰ Ravinder Kumar Chowdhari — Selections from Ghazals of Bashir Badr

۵/- J. G. M. Mujeeb — Ghazaliate Ghalib Ghalib's Selected Ghazals in Roman

نئی مطبوعات

کتاب وسنت کے جواہر پارے (حصہ اول، دوم)

مولانا جمال الدین اعظمی

اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصے بچوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گئے تاکہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات خلاصہ: احیاء علوم الدین امام غزالی

ترجمہ: رشید الوحیدی

کسی عالم دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے فرمودات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصور کریں یہ مقبولیت اور اہمیت صرف امام غزالی ہی کو حاصل ہے۔ قیمت ۱/۵۰

اردو ادب

ادب اور سماج — راجیندر ناتھ شیدا — ۱۲/-

ادب کا مطالعہ — اطہر پرویز — ۶/-

اردو کا المیہ — مسعود حسین خاں — ۶/-

اردو شاعری کے ارتقا میں ہندو شعرا کا حصہ — گنپت سہائے سریواستو — ۱۰/-

اردو ادب کی ایک صدی — ڈاکٹر سید عبدالستار — ۷/-

اردو زبان کا ارتقا — ڈاکٹر شوکت سبزواری — ۴/۵۰

اردو کی تین مثنویاں — خان رشید — ۴/-

افکار سودا — ڈاکٹر شارب ردولوی — ۶/-

اردو غزل کے پچاس سال — عبدالاحد خاں خلیل — ۷/۵۰

ادبی قدریں اور نفسیات — ڈاکٹر شکیل الرحمٰن — ۱۲/۵۰

اردو کے اسالیب بیان — ڈاکٹر سید محی الدین قادری — ۳/-

اردو کے ادبی معرکے — امیر حسن نورانی — ۲/۵۰

آب حیات کا تنقیدی مطالعہ — سید مسعود حسن رضوی — ۳/-

آب حیات کے لطیفے — شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد — ۵/-

ادبی اقدار — دیدار آفریدی — ۲/-

اقبال کا فلسفہ حیات و شاعری — قاضی محمد عدیل عباسی — ۶/-

انتخاب قصائد اردو — ڈاکٹر ابو محمد سحر — ۸/-

اردو کے چاند تارے — امیر حسن نورانی — ۵/-

اردو شاعری میں منظر نگاری — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۱۰/-

ادب کا تنقیدی مطالعہ — " " " — ۱۲/-

اندازِ غالب — نریش کمار شاد — ۲/۵۰

انشائیہ — ڈاکٹر آدم شیخ — ۲/۵۰

اقبال امام ادب — رئیس احمد جعفری — ۱/۷۵

اصحابِ اقبال — ناصر الدین انصار خاں — مرتب خشتر فراز ایسوی — ۲/-

اصناف ادب کا ارتقا — سید صفی مرتضیٰ — ۱/۷۵

انیس کی مرثیہ نگاری — اثر لکھنوی — ۳/-

اقبال فن — ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ — ۱/۲۵

اردو کی تین مثنویاں — خان رشید — ۴/۵۰

اردو شاعری کی ہندوستانی روح — زرینہ ثانی — ۱/۵۰

اردو صرف و نحو — مولوی عبدالحق — ۱/۷۵

انداز بیاں اور — بشیر فنکوری — ۴/-

اردو ادب کی ایک صدی — ڈاکٹر سید عبداللہ — ۷/-

انسانیت موت کے دروازے پر — ابوالکلام آزاد — ۴/-

الکلام — شبلی نعمانی — ۵/-

افکار نو — فیض الرحمٰن — ۳/۵۰

ابوالکلام کے افسانے — عبدالغفار شکیل — ۲/-

اثر کے تنقیدی مضامین — اثر لکھنوی — ۲/۵۰

اعتبار نظر — سید احتشام حسین — ۴/۵۰

۱۰۵ بڑے آدمی — میموریل فنسن و ریعم، اے، ڈی وٹ — ۷/۵۰

ب

بیانِ غالب — باقر — ۱۰/۵۰

بچوں کی ترتیب — عبدالرؤف — ۱/۵۰

باقیات غالب	وجاہت علی سندیلوی	۳/-
بھوپال اور غالب	عبدالقوی	۲/۵۰
بابائے اردو عبدالحق	عبداللطیف اعظمی	۵/۵۰
بہادر شاہ ظفر	خواجہ محمود حسین	۵/۷۵
برزخ کا شاعر	سید محمد حسین	۱/۷۵

پ

۲۵ نظمیں ایک نظریہ ایک تجزیہ	سید محمد صدرالدین	۳/۵۰
پردیسی کے خطوط	مجنوں گورکھپوری	۳/۵۰

ت

تلمیحات	محمود نیاز	۹/-
تبسم و قہقہے	ایم۔ اے۔ خاں	۳/-
تاریخ مرثیہ گوئی	حامد حسن	۴/۵۰
تعلیمی نفسیات	رالف گیری	۱/۵۰
تصویر خیال	اسرار الرحمن قدوائی	۲/-
تلگو ادب کی تاریخ		۵/-
ترقی پسند ادب	عزیز احمد	۴/-
تنقیدی مضامین	مظفر اقبال	۳/-
تنقیدی سرمایہ	عبدالشکور	۲/۵۰
تنقیدی مطالعے	عطا کاکوی	۲/۲۵
تنقید اور انداز نظر	سید جعفر	۴/-
تنقیدی اشارے	آل احمد سرور	۳/۵۰
تحقیق و تنقید	فرمان فتح پوری	۵/۵۰
تنقیدی شعور	اختر تلہری	۳/-
تصوف اسلام	عبدالماجد دریابادی	۳/۵۰

تعلیم	سعید انصاری	۲/-
تذکرۂ شعرا	ابن امین اللہ طوفان	۲/۷۵
تاریخ و تنقید	حامد حسن قادری	۴/-
تاریخ ادب اردو	رام بابو سکسینہ	۱۲/-

ج

جدید تعلیمی نفسیات	ڈاکٹر عبدالروف	۸/-
جدید شاعری کے نئے چراغ	ڈاکٹر شکیل الرحمن	۳/-
جنوبی ہند میں دو ہفتے	جگن ناتھ آزاد	۱/-
جگن ناتھ آزاد اور اس کی شاعری	حمیدہ سلطان	۴/
جادۂ اعتدال	عبدالغنی	۱۰/-
جواہرات انیس (جلد اول)	مرزا امیر علی جونپوری	۹/-
جلوۂ احسن	رفیق مارہروی	۱/۵۰

چ

چند ممتاز شعرا	سید صفی مرتضیٰ (ایم اے)	۴
چند تصویر بتاں	سید مبارز الدین رفعت / محمد عبدالقادر	۵۰

ح

حسرت موہانی	عبدالشکور	۱/۵۰
حیات سرمد		۵۰

د

دو ادبی اسکول	علی جواد زیدی	
داستان سے افسانے تک	وقار عظیم	

تانِ دبیر ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی -/۱۰
یں اُردو نصیر الدین ہاشمی -/۱۵
ی ادب کی تاریخ ۳/۵۰
یں ریختی کا ارتقا بدیع حسین -/۶

ذ

ر فکر برہم ناتھ دت ۳/۷۵

ر

رہ و محاورۂ غالب پریم پال اشک -/۶
ر اقبال ڈاکٹر سیّد عبداللہ ۲/۰
م دہلی سیّد احمد دہلوی -/۳
ب رس جاوید وششٹ -/۵
ے شاعری (حصّہ دوم) اقتر موہانی وارثی ۷۵/
ح صحافت امداد صابری -/۷
م نامۂ دبیر نیّر لکھنوی ۴/۵۰
ھی شجاعت علی سندیلوی -/۲۷

س

یّر تاریخی و سیاسی آئینے میں ڈاکٹر شان محمد ۴/۵۰
ر جہاں آبادی حکم چند نیّر -/۷
ہائے گفتنی کلیم الدین احمد -/۸
سیّد احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء ڈاکٹر سیّد عبداللہ -/۱۰
ب رس ایک نظر ڈاکٹر سہیل بخاری -/۴
ب رس مُلّا وجہی -/۹

سفرِ حجاز عبدالماجد دریابادی -/۶
سودا شیخ چاند -/۸
سنگ گہر سیّد احتشام حسین -/۳

ش

شرح دیوانِ غالب حسرت موہانی ۴۰
〃 〃 غالب طبا طبائی ۴/۵۰
شعرائے اردو کے تذکرے ڈاکٹر سیّد عبداللہ -/۴
شخصیتیں دور آفریدی -/۳
شرح سنگ گہر عبدالقوی دریابادی ۲/۵
شرح بانگ درا

ط

طرز غالب محمد عرفان -/۶

(ع)

عکسِ شخص عنوان چشتی -/۵
علی و عائشہ عجز ابوالنصر ۳/۵۰
علم قافیہ ممتاز الرشید منہاس -/۳۰
عکس اور آئینے احتشام حسین ۴/۵۰
علم مجلسی یا شعروں کی ڈکشنری چہارم، پنجم 〃 〃 ۱/۵۰
ششم ہفتم ۱/۵۰

غ

غبارِ خاطر کا تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد -/۴
غالب خستہ کے بغیر غلام احمد فرقت -/۷
غالب وحدت الوجود حبیب النساء بیگم ۱/۵۰

غالب سرائی — سید لطیف الرحمٰن — ۷۵/-

غالب نامہ — محمد اکرام — ۶/-

غالب کی شاعری کا نفسیاتی مطالعہ — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۱۰/-

غالبیات — عبدالقوی دسنوی — ۶/-

غزلیات میر کا تنقیدی جائزہ — کاظم علی خاں — ۱/۵۰

ف

فیض میر — سید مسعود حسن رضوی — ۱/۵۰

فردوس میں غارت گری — ریسرچ اینڈ اسٹڈی گروپ — ۴/-

فن افسانہ نگاری — وقار عظیم — ۷/-

فکری زاویے — ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی — ۴/-

فانی کی نادر تحریریں — حنفی تبسم — ۴/-

فانی کی شاعری — ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی — ۲/۵۰

فانی — پروفیسر عبدالشکور — ۲/-

فن شاعری — ارسطو — ۲/۷۵

فن داستان گوئی — کلیم الدین احمد — ۵/-

ق

قطعات دلدار — دلدار بیگ دلدار — ۱/۵۰

قواعد اردو — ڈاکٹر عبدالحق — ۷/-

قصۂ حسن و دل — مُلّا وجہی — ۶/-

ک

کربل کتھا کا لسانی مطالعہ — خلیق انجم اور نارنگ — ۴/-

کفِ گل فروش — غلام احمد — ۳/-

ل

لکھنؤ کی زبان — محمد باقر شمس لکھنوی — ۵/-

لاہور کا جو ذکر کیا — گوپال متل — ۶/-

م

ملا وجہی کے انشائیے — جاوید وششٹ — ۸/-

مجاز — منظر سلیم — ۴/۵۰

میزانِ سخن — علامہ اخلاق دہلوی — ۱/۷۵

مکتوبات — ضیا احمد بدایونی — ۲/۵۰

مضمون نگاری — علامہ اخلاق دہلوی — ۳/۵۰

مزاحیہ شرح دیوان غالب — فرقت کاکوروی — ۴/-

مثنوی دریائے عشق — میر محمد تقی میر — ۷۵/

مطالعہ — ذکی کاکوروی — ۷/-

مطالعہ غالب — اثر لکھنوی — -/

مغربی ادب کے معمار — اے۔ محمد ابراہیم

مولانا ابوالکلام آزاد — ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد

مختصر تاریخ ادب اردو — پروفیسر ڈاکٹر سید اعجاز حسین

مقامات اقبال — سید عبداللہ — ۵۰

مطالعہ امیر — ابو محمد سحر — -

مغرب کی بیداری کا اسلامی پس منظر — محمد سفیان علوی

منور لکھنوی شخصیت اور شاعری — راج نرائن راز

مقالات محمود — میر محمود حسن

[redacted]

مولانا ابوالکلام آزاد الہلال کے آئینہ میں	ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد	۴/-
مراثی انیس میں جذباتی تاویل	ڈاکٹر سلام سندیلوی	۴/-
مشکلات غالب	نیاز فتحپوری	۲/۵۰
مضامین سرسید		۳/-
محمد قاسم سے حملہ بابر تک		۱/-
مضامین عابد		۲/-
مطایبات شبلی	ایس جالب مظاہری	۲/۵۰
مناظر قدرت کی عکاسی	ڈاکٹر عزیز احمد	۵/۵۰
محاسن کلام غالب	عبدالرحمن بجنوری	۱/-

ن

نگارستان	نیاز فتحپوری	۵/-

ناشاد کانپوری	ڈاکٹر سید لطیف حسین
نوطرز مرصع	میر محمد حسین عطا
نگارشات ادیب	سید محمد حسن رضوی
ہجویات میر	احمد جمال پاشا
ہندوستانی لسانیات کا خاکہ	سید احتشام حسین
ہندوستانی لسانیات	ڈاکٹر سید محی الدین
ہماری تہذیبی میراث	سفارش حسین
ہمارے نثر نگار	سید صفی مرتضیٰ
ہمارے محاورے	ڈاکٹر سیفی
ہمعصر شعراء کے خطوط	ضیاء السلام

ی

یاران میکدہ	محمود علی خاں
یاس یگانہ چنگیزی	راہی معصوم

شعری مجموعے

ایک خواب اور	سردار جعفری	۷/-
آؤ کہ کوئی خواب بنیں	ساحر لدھیانوی	۸/-
ایک سو غزلیں	عتیق اللہ	۸/-
اوراق مصور	سکندر علی وجد	۷/-
اکائی	بشیر بدر	۵/-
اذکار محسن	مہذب لکھنوی	۲/-
انگاروں کے گیت	حسن شہیر	۲/۵۰
افکار تعشق (جلد دوم)	مہذب لکھنوی	۲/-

انوار سحر	انوار الحسن
آرزوئے زیست	سرجیت سنگھ
اوراق زندگی	لیمل سعید
آتش تر	خمار بارہ
آواز کا جسم	مخمور سعیدی
آئینہ در آئینہ	عزیز قیسی
آہنگ حجاز	پنڈت بال
انتخاب کلام چکبست	عبدالستار

انتخاب چکبست	عطیہ نشاط	1/25
آہنگ نو	منظور احمد منظور	۶۲/-
اردو شاعری میں تاج محل	شجاع خاور	1/75
آوازیں	پورن کمار ہوش	۳/-
آتش دم	نشور واحدی	۳/۵۰
ادائے کفر	منور لکھنوی	۲/-
آب و گل	حسن جعفری	1/25
آئینہ حیرت	حیرت شملوی	۲/-
آغوش خیال	آزاد گلاٹی	۳/-
الہام و افکار	جوش ملیح آبادی	۹/-
اکبر الہ آبادی اور ان کا کلام	نور الرحمن	۲/-
انتخاب غزلیات حافظ	محمد عتیق	۷۵/.
آثار	سعادت نظیر	۵/-
بیات مصحفی	مہذب لکھنوی	۲/-
انتخاب کلام مصحفی	عبدالستار دلوی	۱/۵۰
اشعار مومن	عبدالمنان صاحب بیدل	1/25
اشعار نظیر	شمس الدین احمد	۲/-
اشعار غالب	عبدالمنان بیدل	۱/-
انتخاب فتنہ	ناوک سیتاپوری	۳/۵۰
انتخاب کلام آتش	ڈاکٹر اعجاز حسین	۲/۵۰
آتش سیال	ساجدہ زیدی	۸/-
بانگ درا	اقبال	۶/-
بال جبریل	اقبال	۸/۵۰

بچوں کی دنیا	تلوک چند محروم	-/
بازار سخن	مہذب لکھنوی	۰/
بادۂ جام	شارق میرٹھی	۱/۵۰
بوئے گل	اکمل جالندھری	۱/۵۰
بوئے گل	سید نظیر برنی	-/
بزم خیال	سیدہ فرحت	۱/
بہار انگلستان	محمد عباس کاظمی نیشاپوری	
بہار نغمہ	دیپک پوری	۱/
بادۂ عرفان	شاد عظیم آبادی	۱/۵۰
باقیات فانی	فانی بدایونی	۱/
بیکراں	جگن ناتھ آزاد	۵/
بڑھے چلو	ڈاکٹر سروپ سنگھ	
بزم فردوس	پروفیسر واقف	
بھوپال میں غزل	دلکش ساگری	

(پ)

پائل	سلام مچھلی شہری	۷۵
پیراہن شرر	سردار جعفری	۱/
پر طاؤس	اختر انصاری دہلوی	
پیکر خیال	اختر بستوی	۱/
پریم سنگم	حسن نظامی دہلوی	
پل دو پل	صابر دت	
پاس گریباں	ادیب	
پھول کلیاں	سعادت نظیر	
پھول کا ہار	نسیم امروہوی	

(ت، ٹ)

تبرکاتِ اقبال — محمد بشیر الحق دیسنوی — ٢/٥٠
تثلیث حیات — پرویز شاہدی — ٦/٥٠
تجدید جنوں (نظمیں) جلیس عابدی محمود سعید — ٥/-
تانیں — منصور معجز — ١/٧٥
تیسرے گیت — عشرت رحمانی — ١/-
تلخیاں — ساحر لدھیانوی — ٣/٥٠
تیکھی غزلیں — مظفر حنفی — ٤/-
ترنگین — رانا پرتاپ سنگھ راتا — ٢/-
ترنگے نغمے — جعفر ملیح آبادی — ١/٥٠
ٹوٹے شیشے کی آخری نظمیں — باقر مہدی — ١٤/-

(ث)

ثریٰ و ثریا — نواز جعفری — ٤/-

(ج)

جام جم — مظفر حیدری — ٢/٥٠
جام جم — محمد ذوالنورین — ٣/-
جرس کارواں — نجم انصاری — ١/٥٠
جذب و آواز — من موہن تلخ — ٤/٥٠
جسموں کا بن باس — آزاد گلاٹی — ٨/-
جام صد رنگ — ن۔ت۔ نجمی — ٤/-
جام سہ آتشہ — پروفیسر رحیم رنگپوری — ٣/-
جب جی صاحب و شکھ منی صاحب — خواجہ دل محمد صاحب — ٤/٥٠

(چ)

چند نظمیں — کیفی — ١/-
چاروں اور — شاہد کبیر مدحت الاختر — ٤/-
چنار کے پھول — جگدیش مہتہ درد — ٨/-

(ح)

حیات و کائنات — عبدالمجید — ٣/٥٠
حکمتِ کلیمی — ظفر احمد صدیقی — ٣/٢٥
حدیثِ معرفت — عزیز وارثی — ٥/-
حدیث دل — غلام ربانی تاباں — ٢/٧٥
حریم سخن — ساحر سیالکوٹی — ٢/٥٠
حدیثیں — خلش دہلوی — ٥/-
حرف نیم شب — شمیم کرہانی — ٦/-

(خ)

خرابہ — منموہن تلخ — ١٠/-
خالی مکان — محمد علوی — ٤/-
خشتِ دیوار — زبیر رضوی — ٤/-
خونِ جگر — ناقل لاہوری — ٤/٥٠
خوابِ زلیخا — حکیم یوسف خاں — ٢/٥
خلش — سیفی پریمی — ٢/-
خوابِ تماشا — کمار پاشی — ٤/-

(د)

دل مگر اکیلا ہے — وشوناتھ — ٤/-
دلِ ناداں — کرشن موہن — ٦/-
دہانِ زخم — اختر انصاری — ١٥/-

[illegible] ١٢/٥٠

دو قدم ۔ ایک منزل	شاہان قدوائی	۵/-
دو نیم	ڈاکٹر مسعود حسین	۲/-
درد دل	مہتہ درد دہلوی	۳/۲۵
دیار سحر	علی جواد زیدی	۳/-
دور تعشق	حضرت مہذب	۱/۵۰
دار کی دعوت	احمد علی خاں	۳/-
دست تہ سنگ	فیض احمد فیض	۲/۵۰
درد تنہائی	مظفر احمد لاری	۲/۵۰
دیوان نامی	ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری	۸/-
دیوان حالی	خواجہ الطاف حسین	۲/۵۰
دیوان غالب	اسداللہ خاں غالب دہلوی	۴/-
دیوان غوث الاعظم	ناشر راجہ رام کمار	۱۲/-
دیوان ریختی	بالیٰ محمد محسن خاں متخلص محسن	۱/-
دیوان شاکر ناجی	ڈاکٹر فضل الحق	۷/-
دھڑکنیں	ذکی کاکوروی	۲/۵۰
دامن	کبیر کوثر	۲/۲۵
درد منظوم	ڈاکٹر زبید احمد	۲/-
دل کی گیتا	خواجہ دل محمد	۴/-

(ذ)

ذوق جمال	عنوان چشتی	۳/-
ذوق سفر	غلام ربانی تاباں	۵/-

(ر)

[illegible]	روی بھار دواج	۶/-
رباعیات محروم	محروم	۹/-
راز	عابد رضا بیدار	۱/۵۰
رمز و کنایات	فراق گورکھپوری	۴/۵۰
رس	جگر بریلوی	۲/-
رعنائیاں	شکیل بدایونی	۴/۵۰
رگ جاں	خورشید الاسلام	۲/۵۰
رخصتی کے پھول	ایم۔ اے۔ خاں	۳/-
رنگ و روشنی	رضا امروہوی	۲/-
رنگین النشاط	نظامی بدایونی	۳/-
روزن	قتیل شفائی	۳/-
رائیگاں	بشر نواز	۴/-
رقص شبنم	سردار انجم	۴/-
رنگ و بو	محمد اعظم چشتی	۴/-

(ز)

زخموں کے گلاب	صلاح الدین نیر	۵/-
زندگی سے زندگی کی طرف		۱/-

(س)

سموم و صبا	جوش ملیح آبادی	۸/-
سرود و خروش	" "	۶/-
سحر و نغمہ	ساحر ہوشیارپوری	۴/۵۰
ساز حیات	فرحت	۸/-
سفینۂ آرزو گل	فیضا ابن فیضی	۲/-
سرقہ اور توارد	نریش کمار شاد	۳/۲۵
سیر چشمہ	چندن بھارتی	۶/-

نگم	نریش کمار شاد	۳/-
سازِ دل	ذکی کاکوروی	۱/۵۰
سماج وادی کی آواز	دلکش بدایونی	۲/۵۰
سرِ وادیٔ سینا	فیض احمد فیض	۲/-
۱۹۶۸ء کی منتخب شاعری	راج نرائن راز، کمار پاشی	۳/-
۱۹۶۹ء کی منتخب شاعری	کمار پاشی، پریم گوپال متل	۳/-
سرخ حاشیے	نریش کمار شاد	۲/۷۵
سوادِ منزل	نشور واحدی	۴/۵۰
سازِ جنوں	کنہیا لعل آزاد	۴/-
سنگ و شیشہ	سید صدیق حسن کرٹوی	۵/-
سیہ بر سفید	مخمور سعیدی	۴/۵۰
سفینہ	شفیق جونپوری	۲/-
سرودِ زندگی	اصغر گونڈوی	۳/-
ساحر اور اس کی شاعری	پرکاش پنڈت	۳/-
سرورِ سرمدی	ناشاد کانپوری	۴/۵۰
سنگ و شمن	خالد شفائی	۳/-
ساگر سنگیت	منور لکھنوی	۱/۵۰
سرنگی پتنگ	ملدیو چند	-/۷۵

(ش)

شعاعوں کی صلیب	کرامت علی کرامت	۶/-
شامِ بہاراں	نرائن داس سنڈن بریلوی	۳/۵۰
شکوہ جوابِ شکوہ	اقبال	-/۲۵
شبستان	شکیل بدایونی	۳/۵۰
شارہ	شفیق جونپوری	۲/-
شبِ غریباں	تخت سنگھ	۳/-
شبنم شبنم	کرشن موہن	۵/-
شکیل کی رومانی شاعری	شکیل	۳/-
شاد عظیم آبادی کی مثنویاں	نقی احمد ارشاد	۴/۵۰
شعلۂ طور	جگر مرادآبادی	۵/-
شعلۂ آواز	سراج لکھنوی	۳/۵۰
شانِ وطن	لبھ الدین راز فیروزآبادی	۱/۵۰
شہرِ سخن	ملک زادہ منظور احمد	۴/-
شوخیٔ تحریر	مظفر حنفی	۳/-
شعلۂ نوا	تلوک چند محروم	۶/۵۰
شعلہ زار	دوارکا داس	۶/-
شعرِ انقلاب	سیماب	۳/-
شہرِ آرزو	باقر مہدی	۳/-
شیرازۂ مژگاں	کرشن موہن	۱۰/-
شبستان	فراق گورکھپوری	۶/۵۰
شیرازہ	مخمور سعیدی	۱۲/-
شرارِ سنگ	عرش ملسیانی	۸/-
شردھانجلی	کاوش بدری	۱/۲۵
شمع خاموش	منجھو بیگم لکھنوی	-/۷۵
شاد	شاد	-/۵۰
شعرستان	فراق گورکھپوری	۶/-
شاہکارِ سخن	مہذب	۲/-
شمشیر و سنان	ساحر لکھنوی	۲/-
شعلۂ افکار	یونس قنوجی	۲/-

[redacted]

صحرا میں اذاں — گوپال متل — ۶/-
صدر کی گیتا — لچھمن پرشاد صدر — ۲/-
صحرا صحرا — صبا جائسی — ۲/۷۰
صبوحی — مہر چند کوثر — ۳/۵۰
صدا کے دل — ساحر بھوپالی — ۳/-
صنم و حرم — شکیل بدایونی — ۳/۵۰
صبح حیات — ناز مرادآبادی — ۵/۵۰
صبح غزل — شعری بھوپالی — ۶/-

(ط)

طلوعِ فکر — جوش ملیح آبادی — ۲/۵۰

(ع)

عبدالاحد نادم — میر غلام رسول — ۱/۵۰
عشق و محبت — تصدق حسن تاج — ۲/۵۰
عروج آدم — رفعت سروش — ۵/-
عزم و عمل — پیارے لال رتن — ۳/-
عرفانِ عزیز — ولایت علی خاں عارف — ۱/۵۰
عرفانِ مخمور — فضل الٰہی مخمور دہلوی — ۳/۵۰
عرش کا جلوہ — بیکل اتساہی — ۷۵/-
عالم خیال — احمد علی صبا شوق — ۱/-
عروسِ فطرت — اثر لکھنوی — ۳/-
عالم آشوب — سیماب اکبرآبادی — ۳/-

(غ)

غزلستان — فراق گورکھپوری — ۶/۵۰
غزالم — کامل چاندپوری — ۵/-
غزلیں مجروح — مجروح سلطانپوری — ۵/-
غبار رنگ — اندر سروپ دت — ۳/-
غزلیں — شاہد علی خاں — ۲/۵۰

غم جاوداں — حسین علی جعفر — ۵/-

(ف)

فردوس گوش — جوش ملسیانی — ۶/-
فردوسِ جمال — عابد مینائی شاہجہاں پوری — ۲/-

(ق)

قطرہ قطرہ — بلبیر راٹھی — ۲/۵۰
قدرِ سخن (دوم) — ابوزاہد سید یحییٰ حسینی — ۱/-
" (سوم) — " " " — ۲/-
قائم — عابد رضا بیدار — ۱/-
قدم قدم — ناز پرتاب گڑھی — ۲/-
قاشیں — نریش کمار شاد — ۴/-
کفر سیلاب — وقار واثقی — ۴/-
کار امروز — سیماب — ۴/۵۰
کلیم عجم — سیماب — ۴/۵۰
کلیاتِ فانی — فانی بدایونی — ۷/-
کلیات نسیم میسوری — میر محمود حسین — ۳/۵۰
کلیات شائق — شائق الہ آبادی — ۲/۵۰
کلام لق لق — حاجی لق لق — ۲/۵۰
کائنات دل — منور لکھنوی — ۱/۵۰
کاکل صبح — عشرت کرتپوری — ۲/۵۰
کنول — کپور چند پوری — ۵/-
کاروانِ منزل — گوپی ناتھ امن — ۲/۵۰
کلیات جگر مرادآبادی — جگر مرادآبادی — ۸/-
کلام بے نیام — ناشاد — ۵/-
کیف الم — بسمل سعیدی — ۴/۵۰

کعبہ میں صنم خانہ — سلام سندیلوی — ۴/-
کلام مشیر — احمد بشیر قدوائی — ۲/-
کوثر رحمت — روف امروہوی — ۲/-
کیف سرمدی — ناشاد کانپوری — ۲/-
کلام اصغر — اصغر — ۳/۵۰

(گ)

گنج سوختہ — شمس الرحمٰن فاروقی — ۴/-
گرد کا درد — کیف احمد صدیقی — ۳/-
گوہر نایاب — کشن دت طوفان — ۱/۵۰
گلشن گلشن — پریم پال اشک — ۲/۲۵
گلبن — سفیر آہ — ۱/۵۰
گلرنگ تخیل — روف امروہوی — ۵/۵۰
گرد راہ — صبا فتح آبادی — ۳/۵۰
گجر — قتیل شفائی — ۱/-
گھونگرو کے کلٹے — علی صاحب میاں — ۱/۵۰
گلکدہ — عزیز لکھنوی — ۳/-
گلبانگ — فہمی ترمذی — ۱/۳۷
گوہر نایاب — کشن دت طوفان — ۱/۵۰
گلزار خلیل — خلیل ہمدانی — ۳/-
گلبانگِ آزادی — نہال سیوہاروی — ۱/۱۲

(ل)

لالہ زار — پیکاں چاندپوری — ۲/۵۰
لالۂ صحرائی — عزرا مشتاق — ۳/-
لامکاں — غلام مرتضیٰ راہی — ۳/-
لاریب — " " " — ۴/-
للکار — گوپال داس مسرور — ۱/۲۵
لغزشیں — اکرم جونپوری — ۷۵
لفظوں کا پل — ندا فاضلی — ۳/۵۰
لخت لخت حجابا — روف امروہوی — ۱/-

(م)

مثنوی محشر اعجاز (رادھوے کلام انداز فارسی) — ڈاکٹر لوک — ۵/-
مقبول اسلام — ساجد صدیقی — ۲/۲۵
مجموعۂ کلام بے نظیر — مولوی بشیر الدین — ۵/-
مومن دہلوی — نیر حسن نورانی — ۱/۵۰
میر تقی میر — " " — ۱/۶۲
میری نظمیں — لبرچ کول — ۵/۵۰
مطاع کلیم — کلیم ... آبادی — ۶/-
ماں کا دل — ڈاکٹر کامل قریشی — ۴/-
منزل منزل — شہاب دانش — ۲/-
منزل نور — دانش مینگورکی — ۲/۵۰
متاع تسکین — تسکین قریشی — ۲/-
متاع نظر — نظر برنی — ۲/-
متاع حرم — زیب عثمانی — ۱/-
ماہ تمام — قمر فریدآبادی — ۲/-
مانجھی دھیرے چل — منصور سبزواری — ۱/-
مثنوی قبلہ نما — کاوش بدری — ۱/۸۰
مثنوی امید و بیم — مرزا احمد ہادی — ۵۰
ماہ کمل — حضرت محبوب لکھنوی — ۶
مرگ پروانہ — زہرہ بخش شیدہ قمر

...ۃ الغیب (دیوان اوّل)	امیر مینائی	۴/۵۰
...ندوم	مخدوم محی الدین	۱/۵۰
جدید مفکر	جوش ملیح آبادی	۲/-
...وی زہر عشق	امیر حسن نورانی	۲/۵۰
...ب اور تو	مظہر احمد لاری	۲/۵۰
...یری غزلیں	علی جواد زیدی	۲/۵۰
...یکدۂ درد	جگدیش مہتہ درد	۵/-

(ن)

نسیم بہار	اے بی بہار	۴/۵۰
نور فردا	عتیق احمد عتیق	۲/-
نوائے عصر	یحییٰ اعظمی	۳/-
نکہت گل	شمیم اختر	۳/-
نقش فریادی	فیض	۳/-
نقوش	پیرواز بی اے	۱/۵۰
نشاط نظر	ہدایت چشتی	۲/۲۵
نظر گاہ	وقار برہانی	۲/۴۰
نشان منزل	احسن رضوی داناپوری	۲/-
نیم باز	عنوان چشتی	۲/-
نقش قدم	علی احمد جلیلی	۲/۵۰
نقش ثانی	ثانی عباسی	۴/-
نشاط غم	بسمل سعیدی	۴/-
ناقوس	راج بلدیو راج	۲/-
نقش آواز	راشد آذر	۲
نسرین و نسترن	ذکی کاکوروی	۵/-

نوائے کفر	منور لکھنوی	۲/۵۰
نئے ترانے	اظہار ملیح آبادی	۲/۵۰
نغمۂ روح	صادق دہلوی	۳/-
نذر وطن	دور آفریدی	۱/۷۵
نوید گل	سعادت نظیر	-/۶۰
نقد سخن	عزیز یار جنگ	۲/-
نشاط عمل	عبدالرزاق	۲/۵۰
نامۂ مشیر	مشیر حسن قدوائی	۱/۵۰
نظم پروین	عزیز یار جنگ	۱/-
نظم پچاس خیابان میر	علامہ اقبال	۱/-

(و)

وقت کی حدیاں	داؤد غازی	۴/-
وطن میں اجنبی	جگن ناتھ آزاد	۳/۵۰
وطن کے راگ	مظفر شاہ	-/۳۰
واردات دل	آر۔ ایس کوثر	۳/-
ویرانیاں	دور آفریدی	۳/-
وہ جنھیں کوئی نہیں جانتا	انور صابری	۵/-
وجدان	نریش کمار شاد	۳/-

(ہ)

ہند نامہ	بلدیو راج سود	۲/۵۰
ہمسفر	چندن بھارتی	۲/۲۵
ہفت رنگ	عرش ملسیانی	۳/-

(ی)

یادیں	اختر الایمان	۶/-

مین	گوہر سلطانی	۶/-
بینا	ساحر بھوپالی	۳/-
کی خوشبو	خورشید احمد جامی	۳/-
چمن گل	اختر اورینوی	۴/-
(م)		
منتخب طنزیہ نظمیں	بشرہ ناہید	۲/۵۰
(گ)		
لوب	سعید احمد شمیم شمس فریدی	۵/-
گل تر	مخدوم	۱/۵۰
گل نغمہ	فراق گورکھپوری	۸/۵۰
گل صد رنگ	شارب ردولوی	۶/۵۰
گلنار	عدم	۲/۲۵
گنج رواں	عتیق وغیرہ	۶/-
گلبانگ حرم	حمید صدیقی	۵/-
گلزار احمد کی یا دربار احمدی	صوفی محمد اسمعیل	۱/-

افسانے

نراز	نادرہ خاتون	۵/-
نکھ مچولی	مشرف خانم عرشی	۶/۵۰
میرا اندلس	علی اصغر چودھری	۴/-
آئینہ	بیگم دائی علی خاں	۴/-
ایک عورت ایک انگارہ	شیام نارنگ	۴/۵۰
آرسین لوپن جاسوس	مارس لبلانک	۴/-
اشعرہ	زرینہ ضمیر	۴/-
اندھا پیار	ایچ۔ اے۔ رہبر	۲/۵۰
اندھیرے راستے	مسافر لائلپوری	۲/۵۰
آخری رات	ایم۔ اسلم	۴/-
ایک خواب ایک آرزو	اشونی والیہ	۴/-
امیر خسرو	علی عباس حسینی	۳/۷۵
انشاء اللہ	شوکت تھانوی	۴/-
افق کے سائے	مس سفیہ یوسفی	۷/۵۰
اندھیرے	رضیہ بٹ	۸/-
انارکلی	امتیاز علی تاج	۳/-
ایک عورت ہزار دیوانے	کرشن چندر	۳/۵۰
آج کا مارکسزم	رابرٹ کنلوسٹ	-/۷۵
آسمانی دولہا	مسز تجمل حسین	-/۷۵
ادھورے خواب	کلارمیپ رانتا	۶/-
ایک محبت کی کہانی	غازی صلاح الدین	۳/۵۰
آشیانہ	سرور جہاں	۹/-
آخری تحفہ	نکہت موہانی	۸/-
اندرانی	ایچ کے لال	۱/-
اکیلی	شرت چندر	۶/-
ایک خواب دو تعبیریں (مجلد)	نوشابہ سعید ناز	۲/-

اور پر شیروانی / انار پر پریشانی } ابراہیم جلیس ۴/-

آدم خور (مجلد) منظہر الحق علوی ۶/۵۰

ایام عرب عبدالحلیم شرر ۹/-

اللہ کے نام پر انتصار حسین ۱/-

ایک ناؤ کاغذ کی وجے شوری ۳/۵۰

آنکھوں آنکھ والیاں ضیا فتح آبادی ۲/-

اگلی بہاریں نریندر ناتھ ۲/۵۰

آدھی رات کا شہر اے حمید ۴/-

اسیر حرص آغا حشر کاشمیری ۱/۵۰

ادھ کھلا پھول سومناتھ اکیلا ۲/-

آج کا چین ایس چندر شیکھر ۱/-

آخری سودا وجے شوری ۲/۵۰

ایک گرجا ایک صندوق کرشن چندر ۴/-

اندلس کا چاند (حصہ دوم) } مولانا صادق سردھنوی (مرحوم) ۶/-

اپنا کون راجندر پال ۱/۵۰

الزہراؓ حضرت علامہ راشد الخیری ۲/-

اضطراب جی۔ ایس۔ عالم ۳/۲۵

اچھی صورت بھی کیا بری شے ہے } خان محبوب طرزی ۳/-

اور خون بہتا رہا اختر صدیقی ۵/-

آرزوؤں کا محل حسرت ملیح آبادی ۲/-

اس کا نام دنیا ہے رئیس احمد جعفری ۹/-

اطلس وحشی محمود آبادی ۲/-

آسمان روشن ہے کرشن چندر ۳/-

آواز لق لق حاجی لق لق ۱/۷۵

اندھیرے اجالے لیشکر ناتھ ۳/-

اس نے کہا قاضی عبدالغفار ۲/۲۵

انقلاب راحت آرا بیگم ۱/۷۵

آغا صاحب کی شادی مولوی عبدالحلیم صاحب ۱/۵۰

ایپیکیو کی آپ کہانیاں ہنس راج رہبر ۱/۲۵

افسانچے غلام کیفی ۲/۷۵

اس دیوانگی میں سلمیٰ کنول ۸/-

ادھورے سپنے احمد شریف ۱/۲۵

اپنے بیگانے عارف مارہروی ۲/-

اررو سے آیر وینگ نادرہ خاتون ۴/-

ایک پیارا ایک دھوکا رام سرن ۲/۵۰

اماوس کے بعد عارف مارہروی ۲/۷۵

آنگن خدیجہ مستور ۸/-

اردو کے بہترین افسانے منٹو عصمت عباس ۲/-

آفاق نسیم انہونوی ۳/-

آصف عذرا اجمال ۵/-

انوری بیگم طیبہ بیگم ۲/۵۰

آدمی اور سکے زلیخا حسین ۴/۲۵

ایک خواب ایک حقیقت ۔۔ ۔۔ ۴/۲۵

ایک کروڑ کی بوتل کرشن چندر ۶/۵۰

ایک گدھا نیفا میں ۔۔ ۔۔ ۴/-

ایک گدھے کی سرگزشت ۔۔ ۔۔ ۴/۷۵

ان داتا	کرشن چندر	-/۴
افسانہ نادر جہاں	طاہرہ بیگم	-/۲
اور تلوار ٹوٹ گئی	نسیم حجازی	-/۱۰

(ب)

بوسٹن کا سفر	میری ایلین چیزر	۱/۵۰
باون پتّے	کرشن چندر	۵/۹۵
باج رہی شہنائی	ایم نسیم	-/۳
بہاریں چلی گئیں	مائل ملیح آبادی	۳/۷۵
بایزید بلرام	صادق سردھنوی	-/۴
بغداد کی حسینہ	عبدالحلیم شرر	۳/۵۰
بے بسی	ٹیگور۔ رابندر ناتھ	-/۴
بے غیرت	مظہر ہاشمی	۵/۵۰
بے رحم	عذرا جمال	-/۸
بے ننگ و نام	عادل رشید	-/۴
بت کافر	عارف مارہروی	-/۴
بے سہارا	ثریا بانو	۶/۵۰
بیگم	زبیدہ خاتون	-/۴
بلندیوں کے خواب	حامدی کاشمیری	-/۵
بات کا بتنگڑ	وجاہت علی سندیلوی	-/۳
بات کا زخم	عادل رشید	-/۳
باجی	رضیہ بٹ	۴/۵۰
بنگلہ دیش میں بارہ دن	عتیق صدیقی	-/۴
بزم بے تکلف	سید عابد حسین	-/۳
بیراگی	بھائی پرمانند	۲/۵۰
بات بات	سید اقبال احمد جونپوری	۱/۵۰
بند کواڑ	اندر بیدھر	-/۲
بیچارہ	الفت ہناس	-/۵
بندھن	عارف مارہروی	۹/۵۰
برق پاش	خان محبوب طرزی	-/۲
بلونت گارگی کے ڈرامے	بلونت گارگی	-/۱۰
برات	مہندر ناتھ	-/۴
برف باری کی رات	اے۔ حمید	-/۴
بارہ آنے	پیرزہ دیتہ	-/۱
بے وفا قاتل	قاسم مرادآبادی	۱/۵۰
بیل بوٹے	مظفر حسین شمیم	-/۲
بہروپیا	شوکت تھانوی	۲/۵۰
بہار رنگ کا پہلا دن	ملا علاؤالدین آزاد	-/۴
بہادر گار جنگ	کرشن چندر	-/۱۲
بہت دیر کردی	علیم مسرور	۸/۵۰
بھگت کبیر	کشن چند زیبا	۱/۵۰
بھیگی راتیں	مرا ایلی زولا	۲/۵۰
بندیل کیسری	ڈاکٹر ودیا کرناتھ شرما	۱/۵۰
بہرام کا قاتل بہرام	ندیم صہبائی	۱/۲۵
بال گیتا	روشن لعل	۵۵/-
بدرالنساء کی مصیبت	عبدالحلیم شرر	-/۱
بھائی بہن	اے۔ آر۔ خاتون	-/۱
بھیڑیا	مظہر الحق علوی	-/۹
بھرم	عشرت کرتپوری	-/۳
بھیگی پلکیں	مظہر ہاشمی	۳/۵۰

بھنور — گلشن نندا — ۴/۵۰

بھنورے — ضیا عظیم آبادی — ۲/۵۰

پ

پنگھٹ — ضیا عظیم آبادی — ۴/۵۰

پریت کے گیت — الطاف مشہدی — ۲/-

پراسرار ساز — پیٹر شینی — ۱/۷۵

پردیسی — صابر انجم — ۱/۵۰

پرچھائیاں — کیول پنڈت — ۴/۵۰

پرچھائیں کی وادی — انور عظیم — ۵/-

پری خانہ — واجد علی شاہ — ۳/-

پریڈ گراؤنڈ — ہنس راج رہبر — ۲/۲۵

پریم پچیسی — منشی پریم چند — ۳/-

پریم پچیسی (دوم) " " " — ۵/-

پیام محبت — روشن مہتہ — ۲/۵۰

پینے کے بعد — منجو قمر — ۲/-

پاگل — رئیس احمد جعفری — ۷/-

پگلی — رضیہ بٹ — ۸/۵۰

پتوار — ضیاء عظیم آبادی — ۴/۵۰

پتنگا — گورودت — ۴/-

پاس وفا — وحشی محمود آبادی — ۴/-

پارس — خان محمود طرزی — ۳/-

پیاسا — رنگین بھارتی — ۲/۵۰

پیاسا ساون — گلشن نندہ — ۷/-

پیاسا راہی — ایم۔ اے تشنہ — ۲/۵۰

پیاسی دھرتی جلتے سائے — عارف نقوی — ۲/۵۰

پیشۂ وکالت — سید محمد نبی — ۱/۵۰

پرواز لق لق — حاجی لق لق — ۲/۵۰

پٹھان بچے } افغانستانی — مائل ملیح آبادی — ۱/۲۵

پطرس کے مضامین — پطرس بخاری — ۲/۵۰

پردے — چندر کانت — ۲/۵۰

پھولوں کی سیج — ضیاء عظیم آبادی — ۳/-

پھولوں کے انبار — منظر سلیم — ۴/۷۵

پھول مسکرائے — نیلوفر تیموری — ۱۲/-

پھول اور سموج — رضیہ سجاد ظہیر — ۵/۵۰

پتھر کا گلاب — کوثر چاند پوری — ۴/-

پتھریلے راستے — رابندر ناتھ ٹیگور — ۴/۲۵

پتھر اور آئینے — ناز بریلوی — ۸/-

پھیلتے سائے — حبیب مدر — ۴/-

پریم چالیسی (دوم) — منشی پریم چند — ۴/۷۵

ت

تیغ زن (جلد اول) — اظہار الحق علوی — ۸/-

" " (" دوم) " " " — ۱۶/-

تاریکیوں کے بعد — زلیخا حسین — ۴/۷۵

تیسری دلبری کا بھرم — عزیز احمد — ۳/۵۰

تیسری آنکھ — موہن یادو — ۲/۵۰

تلخیاں — رشید اختر نقوی — ۳/۵۰

تاج — احسان بی اے — ۵/۵۰

تریاق — خان محبوب طرزی — ۱/۵۰

تازیانے	الطاف مشہدی	۲/۲۵
تانے بانے	خزاں ہوشیارپوری	۲/-
تانک جھانک	خان محبوب طرزی	۵/-
تصویر	اے۔آر۔خاتون	۸/-
تصویر بتاں	عصمت جمیل	۳/-
تنویر	وحشی محمود آبادی	۳/-
ترا آستاں سلامت	انتصار حسین	۲/-
تنہا تنہا	مہندر ناتھ	۶/-

ٹ

ٹوٹی کہانی سمندر	سلیم منیا	۹/۵۰
ٹوٹے پنکھ	گلشن نندہ	۳/۵۰
ٹوٹے ہوئے تار	فاروق لطیفی	۲/۲۵
ٹوٹے ہوئے دل	رام پرتاپ بہادر	۲/۵۰
ٹھوکریں	مبین شاہد	۲/۵۰
ٹھوکر	رئیس احمد جعفری	۸/-

ث

ثریا	فاطمہ مبین	۶/-

(ج)

جنگ اسرائیل	نسیم حجازی	۴/-
جگر کے پار	ہیرا لعل شوق	۳/-
جے بنگلہ دیش	سیلاح نامی	۶/-
جن سیج پلے ہوئے	گورو دیال سنگھ پھول	۲/۵۰
جلوۂ ایثار	پریم چند	۴/-
جنگ خندق	صادق سردھنوی	۴/۵۰
جیت	قیسی رام پوری	۴/-
جذبۂ دل	حسین شاہد	۶/-
جب لوہا پگھلتا ہے	ہربنس دوست	۳/-
جال	رئیس احمد جعفری	۹/۵۰
جلن	جمنا داس اختر	۲/-
جلن	کشن گوپال متل	۳/-
جنگل کا راجہ	خان محبوب طرزی	۳/-
جھیل کے اس پار	گلشن نندہ	۷/۵۰
چند تصویر بتاں	شمیم احمد	۴/۲۵
چند آنسو	کرشن چندر	۱/۵۰
چندا کی چاندنی	" "	۶/-
چراغ محفل	عامل رشید	۵/۲۵
چنگیز خاں	رئیس احمد جعفری	۸/-
چنگاری	گلشن نندہ	۷/۵۰
چراغ تلے	مشتاق احمد یوسفی	۶/۵۰
چشم نم	عظمت رضا	۳/۷۵
چچا چھکن	سید امتیاز علی تاج	۲/۵۰
چائے کے باغ	قرۃ العین حیدر	۲/۵۰
چمن کے بچے	مارگرٹ وائلے	۱/-
چوٹ	دت بھارتی	۳/۷۵
چینی گاؤں	من چن ترجمہ ظ۔ انصاری	۳/۷۵
چھوٹے سرکار	عطیہ پروین	۴/-
چھوٹی بیگم	زبیدہ سلیمان	۶/۵۰
[illegible]	گلشن نندہ	۱/۵۰

بل کی چمپیلی	کرشن چندر	۸/-
ادڑ	محمود جالندھری	۳/-
ر کے سائے	راج کنول	۲/-
	(ح)	
ب وطن	منشی پریم چند	۲/-
یدر علی	محمود بنگلوری	۵/-
نا	قیسی رامپوری	۳/-
ینہ	نسیم انہولوی	۴/-
رتوں کے داغ	ایم اے صمد	۹/-
ی دستر خوان		۴/۵۰
ا ور پتھر	حمیدہ جبیں	۴/۵۰
رفناک جنگ	صادق حسین	۴/-
جی	محمد احسن فاروقی	۲/-
صورت بلا	آغا محمد شاہ حشر کاشمیری	۲/-
وش آد	وسیم بانو قدوائی	۷/۵۰
رشید بہو	مرزا رسوا	۱/۵۰
نِ تمنا کی بہار	محمد سلیمان تنویر	۷/-
نا و شہد	شوکت صدیقی	۶/-
ریدار	نامی کاناتی	۳/-
م یدھن	مشتاق احمد یوسفی	۷/۵۰
فوار میرٹھی	ایم۔ جے۔ عالم	۵/۵۰
ب و خیال	پریم چند	۴/۵۰
وطہ رموزی	ملا رموزی	۲/۲۵
وشن نگاہیں	انور جمالی	۳/-

درد کی تصویر	یوگیش گپتا	۳/-
دگپال	نسیم لدھیانوی	۴/۵۰
دوسری لڑکی	ذکی انور	۴/-
دیدۂ حیران	مظفر حنفی	۴/-
دل کا کیا رنگ	اے۔ احمد۔ جاوید	۴/۵۰
دُرِشہوار	راشد الخیری	۵/-
دشمن	ریوتی سرن شرما	۵/-
دیوتا اور کسان	کرشن چندر	۷/۵۰
دودھ کی قیمت	پریم چندر	۳/-
دار وپل کے بچے	کرشن چندر	۳/۵۰
دل کی وادیاں سو گئیں	" "	۳/-
دروازہ	" "	۲/۵۰
دیکھا جائے گا	عظیم بیگ چغتائی	۱/۵۰
دو پھول	عادل رشید	۴/۵۰
دو بھیگے ہوئے لوگ	اقبال مجید	۵/۵۰
دسواں پل	کرشن چندر	۴/-
دلِ ناداں	خان محبوب طرزی	۲/۵۰
دوسرے کنارے تک	عزیز قیسی	۳/۵۰
درد کے فاصلے	انیس مرزا	۳/۵۰
داستان میری ذکر تیرا	مہندر ناتھ	۷/-
دِلّی جو ایک شہر تھا	راجندر لعل ہانڈا	۶/-
دل کا کیا رنگ کروں	خالدہ محمود	۶/-
دوزخ	ابن حیات	۵/-
درندے	ہرچرن چاولہ	۳/۵۰

دل کی سیج — جبران خلیل جبران — ۳/۵۰
درد کا رشتہ — مہندر ناتھ — ۴/۵۰
دل اور دنیا — رشید — ۹/-
داغ رسوائی — چندر موہن لامبا — ۳/۵۰
دوشیزۂ کابل — محمد صادق حسین صدیقی — ۱۲/-
دولت ہسپانیہ عرب — شمیم انہونوی — ۱۲/-
داماد — شوکت تھانوی — ۳/-
دھوپ چھاؤں — عارف مارہروی — ۴/۵۰
دو ملک ایک کہانی — ابراہیم جلیس — ۴/۵۰
دلچسپ کہانیاں — مسعود عالم — ۳/-

(ڈ)

ڈاکٹر سنگھ — ویریشور رلیو ریتہ — ۳/۵۰
ڈاکٹر نو — عبدالجلیل قریشی — ۳/۵۰
ڈاکٹر جیکل اور مسٹر ہائیڈ — آر۔ایل سٹیونسن — ۱/-
ڈراکیولہ کی واپسی — مظہر الحق علوی — ۵/-
ڈرامہ اکبر — آزاد — ۲/-
ڈرائیور کی ڈائری — کرشن کمار شرما — ۵/-
ڈوبتے سائے — عادل رشید — ۳/۵۰
ڈرلوک — گلشن نندہ — ۵/۲۵
ڈوبی — انیس مرزا — ۵/-
ذرا ایک منٹ — ابراہیم جلیس — ۲/-
دل سے قریب — انتصار حسین — ۱/۷۵

(ر)

ردے جاناں — زبیدہ سلطانہ — ۱۲/-
رومانی شادی — پریم چند — ۱/۲۵
زمانہ — اے۔آر۔خاتون — ۳/۵۰
رباب — زبیدہ سلطانہ — ۱۰/-
رسیلی — ضیا عظیم آبادی — ۴/۵۰
راجپوت نندنی — منی راج جی — ۱/۵۰
رام محمد ڈسوزہ — علی رضا — ۴/-
رنگ محل — حمیدہ سلطان — ۶/-
رکشا والا — ۱/۷۵
راکھ اور انگارے — گلشن نندہ — ۴/۵۰
رات پاگل ہوگئی — وحشی مارہروی — ۴/-
روحی — اختر بانو — ۷/۵۰
روح کا اغوا — ایم جے عالم — ۴/-
ریشم کے تار — عارف مارہروی — ۶/-
روح کے بندھن — زلیخا حسین — ۵/-
رہ گذر — انیس مرزا — ۴/۷۵
رضیہ سلطانہ — کلیم عرفی — ۵/-
رسیلی آنکھیں — رضیا عظیم آبادی — ۵/-
رمائی — جوگندر پال — ۴/-
رانی — قیسی رامپوری — ۵/-
رہینو — مشرف حسن خان عرشی — ۹/-
رشتہ — مرتضیٰ زیدی جاوید — ۳/۵۰
رنگین کانٹے — انور نزہت — ۳/۵۰

(ز)

زیور	اے۔آر۔خاتون	۱۵/-
زلف کے سر ہونے تک	ٹھاکر پونچھی	۳/-
زندگی کے کھیل	صالحہ عابد حسین	۲/۵۰
زندگی کی بھول } جھلیاں	ن۔ا۔ملیہ / ابراہیم بنگلور	۳/-
زنجیر	زکی انور	۲/-
زخم اور ناخن	فاطمہ انیس	۵/-
زہر ہلاہل	تیرتھ رام فیروزپوری	۴/۵۰
زری	زبیدہ سلطانہ	۴/-
زیبا	انجم ممتاز	۵/-
زین آبادی	سید سعید اختر پالوی	۳/-
زبیدہ	خان محبوب طرزی	۳/۵۰
زخم	آغا اشرف	۱/۷۵
زخم و مرہم	شعلہ وارثی	۲/-
زرینہ	محمد عبدالعزیز	۲/۳۰
زندہ چین	تمنائی	۳/-
زوریا	مخمور جالندھری	۱/-

(س)

سرکنڈوں کے پیچھے	سعادت حسن منٹو	۳/-
سنگ میل	اختر حسن	۲/۲۵
سوز ناتمام	میمونہ تسنیم	۲/-
سیاہ ستارہ	اظہار اثر	۳/-
سوزیہ	روبینہ نازلی	۱/-
سیب کا درخت	جان گالزوردی	۱/-
[illegible]	نسیم حجازی	۴/-

سنتوشی	علامہ راشد الخیری	/۷۵
سیاہ گلاب	اے۔حمید	۳/۷۵
سوانح کی روحیں	عظیم بیگ چغتائی	/۵۰
سنہرے سپنے	راش بہاری دت	۳/۵۰
۱۹۵۸ء کے بہترین افسانے	ایم حبیب خاں	۲/۲۵
سانولی	اظہر افسر	۲/-
سورج گرہن اور گناہ	مہندر ناتھ	۲/-
سوکھے پیڑ سنہرے پتے	گلشن نندہ	۴/-
سوکھے پتے	دت بھارتی	۲/۵۰
سنہرا سنگم	وسیم بانو قدوائی	۱/-
سونا سمندر	مظہر الحق علوی	۱/-
سلگتی آرزو	یکتا امرالیونی	/-
سوز ناتمام	میمونہ تسنیم	/.
سویٹ روس	جواہر لال نہرو	۷۵
سرخ سلیپر	ایم۔جے۔عالم	.
سیاحت روس	جواہر لعل نہرو	۷۵
ستم ایجاد	احمد جمال پاشا	/۵۰
ساحل سے دور	سردار محمود	/۵۰
ستم کے سہارے	عفت موہانی	/۵۰
سانچ کو آنچ	شوکت تھانوی	.
سہاگ اور پریم	مشیر فیروزی	۱۰
سونے کی زنجیریں	رنگ اکیی پوری	
سفر	مائل ملیح آبادی	

سورما کی ہار	انگر گورنیکو مترجم گوپال متل	۲/۵۰
سیلاب	خان محبوب طرزی	۳/-
سدھا	ہری گوپال شرما	۳/-
سازِ شکستہ	رشید اختر ندوی	۳/۵۰
سیم اور تصور	ڈاکٹر سید عبداللہ	۴/-
ساتھی نہ کوئی منزل	کفیل ہاپوری	۴/-
سنہری ناگن	تیرتھ رام فیروزپوری	۴/۵۰
سلور کنگ	آغا حشر کاشمیری	۲/-
سپہ سالار خلجی	مائل ملیح آبادی	۵/-
سوتی داویاں	کرشن گوپال عابد	۲/۷۵
سہاگ کی مہندی	احمد کمال	۵/-
ساڑھے تین یار	اے۔ آر۔ خاتون	۱/۵۰
سولہ سنگار	سدرشن	۵/
سالارِ حجاز	نسیم حجازی	۱۲/-
سفر اے	ایم	۱/-
شہرِ آرزو	عفت موہانی	۵/۵۰
شہرِ ممنوع	واجدہ تبسم	۱۲/-
شہر سے دور	اختر بستوی	۴/-
شہرِ خموشاں	موپاساں	۲/۲۵
شہزادی ماہ رخ	اے۔ آر۔ خاتون	۱/۲۵
شمع خرابات	خواجہ محمد شفیع	۵/-
شمع دو پروانہ ایک	قیسی رامپوری	۵/-
شاداں	رضیہ بٹ	۱۰/-

شمع میرزاں	عطاء اللہ پالوی	۲/-
شمع فیروزاں	اختر ملیح آبادی	۹/-
شگفتلا	کشن چندر زیبا	۱/۵۰
شامِ جوانی (حصہ اوّل)		۲/-
" " (" دوم)		۲/-
شرابِ زریں	سید محمد نبی	۳/-
شکوہ	شرف خانم عرشی	۷/۵۰
شگوفے	شفیق الرحمٰن	۴/-
شیبہ	سلمیٰ اعوان	۱۲/-
شاہین	نسیم حجازی	۸/۵۰
شکیلہ	ضیا عظیم آبادی	۳/۷۵
شازیہ	تنویر زہرہ بخاری	۷/-
شگفتہ	نسیم انہونوی	۳/-
شہناز	حبیب اشعر	۳/۵۰
شگوفہ زار	کے۔ اے۔ غفور	۱۰/-
شرابی	اطہر پرویز	-/۵۵
شریر بیوی	عظیم بیگ چغتائی	۳/۷۵
شکار بیتی	ریحان احمد عباسی	۳/۵۰
شکست ہی شکست	زکی انور	۵/۵۰
شکست	کرشن چندر	۵/۲۵
شیشے میں بال	مائل ملیح آبادی	۵/۷۵
شیشے میں بال آگیا	ضیا عظیم آبادی	۴/-
شعلہ اوّل	رابندر ناتھ ٹیگور	۱/۷۵
[illegible]		

شاعرِ انسانیت — پریم ناتھ بزاز — ۱/۷۵
شوہر کا روگ — نسیم انہونوی — ۱/۲۵
شیطان جاگ اٹھا — عبدالاحد خاں — ۲/۷۵

(ص)

صندل — سیدہ ماجدہ خاتون — ۱۱/-
صفیہ — سلمیٰ محبوب — ۴/-
صحت زندگی — خوشتر گرامی — ۳/-
صاعقہ — رضیہ بٹ — ۶/۵۰
صیدِ ہوس — آغا حشر کاشمیری — ۲/-

(ض)

ضرورت ہے ایک قاتل کی — ہنری ہالٹ — ۶/۵۰
ضرار بن ازور — صادق حسین سردھنوی — ۵/-

(ط)

طوفانِ حوادث — پروین سرور — ۳/-
طاہرہ — عبدالحلیم شرر — ۳/-
طاہرہ — مسرور جہاں — ۵/-
طوفان کے بعد — جوزف وکمیس برگ — ۳/۵۰

(ظ)

ظالم محبت — حجاب امتیاز علی — ۴/۵۰

(ع)

عاشی — رضیہ بٹ — ۸/-
عاصمہ — تنویر زہرہ بخاری — ۵/۵۰
عصمہ — اے۔ آر۔ خاتون — ۱۲/-
عنبرین — حمیدہ جبیں — ۹/-
عورت کی موت — سادھنا پرتابی — ۲/۵۰
عورت کی ہمت — ۱/۵۰
عشق اور نخوت — وائیڈر ہیگرڈ — ۷/-
عروج — سلمیٰ کنول — ۹/-
عظمیٰ — بیگم رقیہ سلیم — ۶/۷۵
عشو — فیسی رامپوری — ۵/-
عروسِ مشرق — حضرت علامہ راشد الخیری — ۱/-
عاشق — نور رحمانی — ۷/-
عرب کا چاند — صادق حسین سردھنوی — ۷/-

(غ)

غدّار — صادق حسین — ۳/۵۰
غزالی — فاطمہ مبین — ۹/-
غبار کے پیچھے — وسیم بانو قدوائی — ۵/-
غم گسار — عفت موہانی — ۵/۵۰
غم گسار — عفت موہانی — ۵/-
غم اور بھی ہیں — مسافر لائل پوری — ۲/۵۰
غم غلط — شوکت تھانوی — ۱/-
غمِ فرقت — زبیدہ حسرت — ۱/۵۰
غمِ ہستی — شاعر بجنوری — ۱/۷۵

(ف)

فن جوڈو — اظہر حسین راہی — ۱/-
فیروزہ — مرتضیٰ زیدی — ۱/-
فریبِ مسلسل — شفیق بانو —
فہمی — رئیس احمد جعفری — ۱/-
فریب — خان محبوب طرزی

فائقہ	مہرافروز	۶/۵۰
فاصلے پر قابو پانے کی جد و جہد	جان جے۔ فلو ہرتی	۲/-
فردوس	قیسی رامپوری	۵/-
فراق	رنگین بھارتی	۳/۵۰
فوزیہ	محمد سلمان تنویر	۶/-
فخر کی بات	گجندر شکھ	۱/۷۵
فرخندہ	رئیس احمد جعفری	۱۰/-
فیروزہ	زبیدہ سلطانہ	۶/-
فارینا	تنویر زہرہ	۲/-
فٹ لوٹ	یوسف ناظم	۳/۵۰
فتوح الشام	صادق حسین صدیقی	۶/۵۰
فتح انطاکیہ (اول)	" "	۳/-
" (دوم)	" "	۳/-
فتح اندلس	مولانا عبدالحلیم شرر	۵/-
فردوس میں غارت گری	عتیق صدیقی	۴/-
فلمی قاعدہ	کرشن چندر	۴/۵۰

(ق)

قصہ رات کا	انور عظیم	۱۲/-
قاتل کون	وکیل الہ آبادی	۴/-
قوت حافظہ	ڈیل کارنگی	۵/-
قاتل اسمگلر	ظفر فرید	۲/۷۵
قانون مباشرت	ڈاکٹر فضل مبین	۱۰/-
قفس	خورشید عالم زبیری	۴/-
قیصر باغ	وحشی محمود آبادی	۵/-
قرار کو ترسے	انیس مرزا	۲/۵۰
قزلباش	خان محبوب طرزی	۲/-
قطع کلام	مجتبیٰ حسین	۳/۵۰
قزاق	ایم ذکا انصاری	۲/-
قرض مقراضِ محبت	مرزا عظیم بیگ چغتائی	۲/-

(ک)

کاغذ کی ناؤ	کرشن چندر	۱/۲۵
کینسر وارڈ (حصہ اول)	گوپال متل	۶/-
" " " (دوم)	" "	۶/-
کسک	نظمت رضا	۱/-
کسک	مجاہد لکھنوی	۱/-
کوئی شکایت نہیں	دت بھارتی	۱/-
کام شاستر		۱/-
کالا شہر گورے لوگ	احسان الحق	۱/-
کالی دنیا	سراج انور	۵۰
کلیاں	عصمت چغتائی	۱/-
کامیاب استانیاں	رضیہ فرحت	۵۰
کیا خوب آدمی تھا	مرتبہ	۵۰
کٹی پتنگ	گلشن نندہ	۔
کٹھپتلی	عارف مارہروی	۔
کونپل	مائل ملیح آبادی	۔
کمیونزم کی پہلی کتاب	جلیس عابدی	۔
کشمکش	سلمیٰ کنول	۔
کشمکش	سید رفیع الدین	۔
کوثر	ابن حیات	۵۰

وشرو تسنیم	فرحت آرا حیدری	۴/-
رت	عارف مارہروی	۲/۵۰
پہیلا	منشی پریم چند	۴/۵۰
اجل	مائل ملیح آبادی	۳/۷۵
علا	عطیہ نشاط	
ل کی باتیں	رام لعل	۵/-
ڑاوی کہانی	امیر اختر	۳/۵۰
شوری	ابن حیات	۵/-
رنیوال	کرشن چندر	۵/-
ھلی آنکھ کا سپنا	شاہد پرویز	۶/-
ھلاڑی	عظمت رضا	۷/-
ارٹون	شوکت تھانوی	۳/-
اغذ کے پھول	مرتضیٰ زیدی جاوید	۳/۵۰
(گ)		
یت یہ میرے	حمیدہ جبیں	۶/۵۰
یت اور آگ	نریندر شرما	۳/۷۵
نگی چاہت	انیس مرزا	۶/-
شن گلشن ڈھونڈا تجھ کو	کرشن چندر	۳/۵۰
دھے کی واپسی	" "	۴/۵۰
ردش ایام	مظہر الحق علوی	۸/-
راہ	عارف مارہروی	۸/-
ائی موت	اظہار اثر	۵/-
رو	نسیم انہونوی	۴/-
نہگار	عظمت رضا	۱۰/-

گناہ	رئیس احمد جعفری	/۵۰
گناہ	دت بھارتی	۲/۲۵
گردش	فاطمہ مبین	/-
گلنار	خان محبوب طرزی	/۲۵
گرداب ہلاکت	کرشن	/۵۰
گری بالڑی	لاجپت رائے	/-
گیلارڈ	گلشن نندہ	/-
گھروندہ	انیس مرزا	/۵۰
گھاؤ	نریندر شرما	/-
گھاٹ کا پتھر	گلشن نندا	/-
گھٹائیں	ضیا عظیم آبادی	/-
گھائل	کرشن گوپال عابد	۹۵
گونگے معمار	خورشید عادل منیر	-
گل ہارا	ثریا بانو	-
(ل)		
لال چندری	تسنیم مینائی	۵۰
لار	سلمیٰ کنول	-
لالہ رخ	ل۔ احمد اکبر آبادی	
لیلےٰ	ضیا عظیم آبادی	
لیلےٰ خالد	مسعود جاوید	
لیلےٰ کے خطوط	قاضی عبدالغفار	
لڑکی دل کے ایک ویرانے میں	رشیدہ منوبیہ	
لذت آرزو	احمد جمال پاشا	
لبنیٰ	نادرہ خاتون	

لاجونتی	رمیش	۴/۵۰
لوٹ	گہر لدھیانوی	۵/-
لندن سے آداب عرض	آغا محمد اشرف	۲/۵۰
لال تاج	کرشن چندر	۳/-
لہروں کی دوڑ	تاجور سامری	۵/

(م)

مرجانہ	بلقیس ظفر	۲/۵۰
میڈم	شرف خانم عرشی	۱۰/-
محمد علی کلے		۳/۵۰
مقابلہ	خان محبوب طرزی	۳/-
مونا	زرینہ ضمیر	۶/۵۰
میلی چاندنی	گلشن نندہ	۳/-
موت کے بعد	اظہار اثر	۳/۵۰
ماہ رخ	زبیدہ سلطان	۸/۵۰
میری یادوں کے چنار	کرشن چندر	۸/-
میں کیوں شرماؤں	محمد حسن عسکری	۲/۷۵
مہکتی شام	عادل رشید	۶/۵۰
ملہار	انیس مرزا	۸/-
ماہ لقا	زبیدہ سلطان	۱۰/-
ماہ نو	" "	۸/۵۰
مس طلعت	نسیم انہونوی	۶/-
موج در موج	اظہر افسر	۴/-
مہارانی	کرشن چندر	۶/۵۰

منگنی	رمیش چندر	۱/۵۰
مجھے تم سے محبت ہے	نقی نور	۴/۲۵
مٹی کے صنم	کرشن چندر	۴/۵۰
میں ہوں تصویر خزاں	شمس صدیقی	۴/۲۵
میرے ندیم	انتصار حسین	۳/-
مصیبتیں	بھارت چند کھنہ	۱/۷۵
موت کی گود میں	بدیع شہیدی	۱/۶۰
مد و جزر	شفیق الرحمٰن	۴/-
مشرق کی حور	صادق حسین سردھنوی	۹/-
مچلتے ارمان	سعید امرت	۳/۵۰
مشکلیں اتنی پڑیں	جی۔ ایس۔ عالم	۴/-
مقراض محبت	مرزا عظیم بیگ چغتائی	/۵۰
مخفی دنیا	ایم۔ جے۔ عالم	۳/-
مغنیہ	گوپال کرشن بیدی	۲/-
مولانا	شوکت تھانوی	۳/۵۰
مجرم کون	بدنام رفیعی	۵/-
ممتا کا زہر	عادل رشید	۲/۵۰
محبوبہ خداوند	راشد الخیری	۱/۵۰
مسافر نواز بہتیرے	احمد ابراہیم علوی	۳/-
منزل عشق	رابندر ناتھ ٹیگور	۱/۷۵
مغربی دوشیزہ	وجیہہ ملک	۳/-
منصور موہنا	عبدالحلیم شرر	۴/-
مشعلوں کا شہر	کرشن چندر	۴/-
مہتاب	نسیم انہونوی	۶/-
مار آستین	شمس انصاری	۲/۵۰

میرے بہترین افسانے	منشی پریم چند دوم	۷/۵۰
مرنجی جانباز	ایم جے عالم	۴/-
مرنجی دیوتا	ایم۔ جے عالم	۵/-
مرنجی حسینہ	" "	۳/-
ماہ طلعت	صادق حسن صدیقی	۳/-
محبت کے سوا	راہی	۲/۵۰

(ن)

ندرت	ابن حیات	۳/۲۵
نیلی آنکھیں	پریم ناتھ درد	۲/۵۰
ناقابل فراموش	سردار دیوان سنگھ	۷/۵۰
نادان	رئیس احمد جعفری	۱/۰
نیا سماج	خان محبوب طرزی	۳/-
نیکی کر تھانے جا	ابراہیم جلیس	۴/-
نزہت آرا بیگم	زبیدہ خاتون	۳/۷۵
نقشوں کا راز	کمار جالندھری	۲/-
نغمے کی موت	کرشن چندر	۴/-
نوبین	بیگم رقیہ سلیم	۷/-
نواب حیدر علی	ڈاکٹر عبدالوحید	۲/۲۵
نئی دنیا نئے لوگ	ابن سعید	۳/۶۰
نیلا ستون	مظہر الحق علوی	۲/۵۰
نذر ابلیس / ایک دوشیزہ	مسعود جاوید	۱۵/-
نیا ادب نمبر ۱۹۴۵ء		۱/
نرملا	پریم چند	۳/۵۰
[illegible]	[illegible]	

ناہید	رضیہ بٹ	۱/۰
نرجس	اسما اعجاز	/-
نائلہ	رضیہ بٹ	۷/-
نوازش	سلمیٰ کنول	/-
نیلوفر	شوکت تھانوی	
نوک نشتر	کنہیا لال کپور	
نئی صبح	مسرور جہاں	
نجم السحر	نسیم انہونوی	
نشاط	نیلوفر تیموری	
نیلی دنیا	سراج انور	
ننگی دنیا	احمد شجاع	
نیل کی ساحرہ	مظہر الحق علوی	
نغمے کی موت	مضطر ہاشمی	
نیا آدمی	نامل ملیح آبادی	
نشانہ	ضیا عظیم آبادی	
نواب صاحب	ڈاکٹر ریاض الحسن	
نئے اشارے	مظلوم	
نئی دھرتی پرانے گیت	رام لعل	
ولولے	قدوس صہبائی	
ویرانی نہیں جاتی	پروانہ دہلوی	
وہ لوٹے گی	ستیہ پرکاش	
وحشی	رضیہ بٹ	
وفا	فرزانہ یٰسین	
[illegible]	[illegible]	

اردن　شرف خانم عرشی　۶/۵۰

(ہ)

ہم کاری　صالحہ عابد حسین　۲/-

ہم کہاں کے دانا ہیں　محبوب ٹیرانی　۲/-

ہجرت　مائل ملیح آبادی　۳/۵۰

ہم بھی انسان ہیں　سلیمان تنویر　۱/-

ہڑتال　مرغوب جوہری　۱/۵۰

ہنسنے اور ہنسانے　ابراہیم جلیس　۴/۵۰

ہونولولو کا راجکمار　کرشن چندر　۴/-

ہمارا ہو یکا سے گا　منموہن کار تمنا　۴/-

ہوا بازی　رابرٹ ڈی۔ لوس　۲/-

ہیلن کیلر کی سوانح حیات　چکرورتی　۲/-

ہم کیوں بھولتے ہیں　سیدہ احمد صدیقی　۲/۵۰

ہاتھی کے دانت　ابناش چندر سود　۳/-

ہمارا گھر　کرشن چندر　۳/-

ہمارا گاؤں　علی عباس حسینی　۳/-

ہلاک فریب　نواب جعفر علی خاں　۳/-

(ی)

یہودی کی لڑکی　آغا حشر کاشمیری　۱/۵۰

یٰسین　اسما اعجاز　۱۲/-

یادوں کے چراغ　صالحہ عابد حسین　۸/-

یہ خلش کہاں سے ہوتی　امریتا پریتم　۲/۵۰

یہ ایک تبسم　برق آشیانوی　۳/-

یوکلپٹس کی ڈالی　کرشن چندر　۳/-

ملنے کا پتہ

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اردو بازار دہلی ۶ - پرنسس بلڈنگ بمبئی ۳ - یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ ۲

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ　طاہر محمود

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی اردو داں اکثریت کا ہر فرد زیر بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی اصل نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت: ۱/-

اسلامی عقائد و مسائل مذہب　مولانا جمال الدین اعظمی

اس زمانے میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو عام مسلمانوں کو اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کرے۔ یہ کتاب بڑی حد تک اسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے۔　قیمت ۴/-

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

اشخاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی ۶/۵۰
تجزیے — ڈاکٹر گیان چند ۱۱/-
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی ۱۲/۵۰
خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین ۱۲/-
حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں ۲/-
کاروانِ فکر — ″ ″ ۳/۷۵
اردو ایسیز — سید ظہیر الدین مدنی ۳/۵۰
اردو مرثیہ — سید سفارش حسین ۶/-
بکھرے ورق — [illegible] ۳/-
پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری ۲/۷۵
تنقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور ۵/۷۵
غزل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری ۶/-
نقدِ اقبال — میکش اکبرآبادی ۴/۲۵
شاعری کا تنقیدی [illegible] — [illegible] ۳/-

تذکرہ، سیرت و شخصیت

[illegible] — سعید انصاری ۱۲/-
تذکرۂ معاصرین — مالک رام ۱۵/-
پریم چند کے خطوط — مدن گوپال ۷/۵
تذکرۂ جگر — محمود علی خاں ۳/-
قلم کا مزدور — مدن گوپال ۴/-
گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی ۶/-

خنداں — رشید احمد صدیقی ۵/۲۵
ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی ۵/۵۰
داستانِ شکستِ خوں — خواجہ غلام السیدین ۱/۲۰
شرابِ کہنہ — رشید نعمانی ۳/۲۵
شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد ۷/۲۵

تاریخ، سیاسیات و روداد

مسلمان اور سیکولر ہندوستان — ڈاکٹر مشیر الحق ۶/-
اسلام کی اخلاقی تعلیمات — امام غزالی ۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق ۲/-
دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — عبدالسلام قدوائی، مجلد ۳/۲۵ غیر مجلد ۲/۷۵
اسلامی عقائد و مسائلِ مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی ۴/-
مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین ۹/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے — ترجمہ مولانا جمال الدین اعظمی ۲/۲۵
آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی ۴/-
امن کا راستہ — عبدالغفار مدہولی ۴/-
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود ۴/-
کتاب کی کہانی — سید احمد حسن نقوی ۱/۵۰
پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش ۴/-
تاریخ الامت (اوّل) — مولانا اسلم جیراجپوری ۲/۵۰

تاریخ الامت دوم مولانا اسلم جیراجپوری ۴/-
" سوم " " ۲/۷۵
" چہارم " " ۳/۲۵
" پنجم " " ۳/۲۵
" ششم " " ۳/۲۵
" ہفتم " " ۲/-
" ہشتم " " ۲/۲۵
کچھ پرانے خط دوم پنڈت جواہر لال نہرو ۸/-
یادگار شخصیتیں " " ۵/۵۰

سفرنامے

گاندھی جی بادشاہ خاں کے دیس میں شری پیارے لال ۵/-
عروسِ نیل سلطانہ آصف فیضی ۳/۲۵

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے ڈاکٹر سلامت اللہ ۴/۲۵
جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدھولی ۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ ۳/۵۰
تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/۵

ناول

جلیس انور کمال حسینی ۴/۵۰
کالا شہر، گورے لوگ احسان الحق ۵/-
اللہ میگھ دے رضیہ سجاد ظہیر ۵/۵۰

اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین ۸/-
الجھی ڈور " " ۴/۵۰
پایہ جولاں صغریٰ مہدی ۶/-
دوسرے کنارے تک عزیز قیسی ۳/۵۰
زندگی کی لہر ساولنگ ۳/-
آدمی کا مقدر ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/-
آبیں گے گیت " " ۲/۷۵
ایک تھی انیتا امرتا پریتم ۳/۲۵
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۵/-
باغ و بہار میر امن مرتب رشید حسن خاں ۲/۷۵
بیوہ منشی پریم چند ۲/۷۵
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۳/۵۰
چنار کا پتا سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵
خیالی پلاؤ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵
دارل " رضیہ سجاد ظہیر ۴/۵۰
دلّی کی شام " بلقیس جہاں ۷/۵۰
ڈنکو " قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہِ عمل صالحہ عابد حسین ۷/۵۰
سات سال " رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکستِ ناتمام " زہرہ سیدین ۲/-
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۳/۷۵
گؤدان منشی پریم چند ۱۱/-
میدانِ عمل " ۴/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/-
اپنا دُکھ مجھے دے دو راجندر سنگھ بیدی ۴/-
یودو کیہ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵

افسانے اور خاکے

بڑی حویلی — مرزا محمود بیگ — ۲/-
پت جھڑ کی آواز — قرۃ العین حیدر — ۶/-
چراغوں کا سفر — رام لعل — ۴/-
خیالستان — سجاد حیدر یلدرم — ۳/۷۵
کالے صاحب — اوپیندر ناتھ اشک — ۲/۵۰
کیمیاگر — پروفیسر محمد مجیب — ۲/-
نروان — جیلانی بانو — ۴/۷۵
نئی بیماری — مہندر ناتھ — ۲/۵۰
واردات — منشی پریم چند — ۴/-

ڈرامے

تنہائی — ساگر سرحدی — ۳/۷۵
جہاں آرا (اوپیرا) — رفعت سروش — ۴/۵۰
آزمائش — پروفیسر محمد مجیب — ۱/۷۵
انجام — " " " — ۱/۲۵
اندھیرے کی منزل — کرتار سنگھ دگل — ۴/-
آئینۂ ایام — ترجمہ خلیق احمد — ۳/۵۰
پردۂ غفلت — ڈاکٹر عابد حسین — ۱/۷۵
دروازے کھول دو — کرشن چندر — ۲/۵۰
سراج الدولہ — ترجمہ اشفاق حسین — ۱/۵۰
کھیتی — پروفیسر محمد مجیب — ۱/۲۵
موت پر فتح — جیا لال ساز — ۱/۲۵
نقشِ آخر — اشتیاق حسین قریشی — ۱/۷۵

نظم

نئی نظم کا سفر — مرتبہ خلیل الرحمٰن اعظمی — ۱۰/۵۰
آتشِ گل — جگر مرادآبادی — ۶/-
پچھلی رات — فراق گورکھپوری — ۷/-
نئی دنیا کو سلام — سردار جعفری — ۷/-
غالب کا اردو کلام کا انتخاب — پروفیسر محمد مجیب — ۲/۵۰
مثنوی سحر البیان — مرتب رشید حسن خاں — ۱/۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری — /۵۰
آں حضرت — الیاس احمد مجیبی (اردو) — /۶۵
" " " (ہندی) — /۶۰
پاک کہانیاں (دو حصوں میں) — مقبول احمد سیوہاروی — ۲/۲۵
چار یار — الیاس احمد مجیبی — ۲/۵۰
خلفائے اربعہ — خواجہ عبدالحی فاروقی — ۲/۲۵
رسولِ پاک — عبدالواحد سندھی — ۱/۸۰
عقائدِ اسلام — مولانا اسلم جیراجپوری — /۵۰
مسلمان بیبیاں — اعجاز الحق قدوسی — /۷۵
نبیوں کے قصے — خواجہ عبدالحی فاروقی — ۱/۲۵
ہمارے رسول — " — ۱/۶۵
ہمارے نبی — سید نواب علی رضوی (اردو) — /۷۵
" " " (ہندی) — /۴۰

معلومات

آدمی کی کہانی — مشتاق احمد اعظمی — /۷۵
انوکھا عجائب خانہ — محمد حسین حسان (دو حصے) — ۱
بجلی کی کہانی — علی احمد خاں — /۵۰
بڑدادا کی کہانی — محمد عبدالغفار — ۵۶

تاریخ ہند کی کہانیاں (اول) نجمہ سلطان -/۸۰
" " (دوم) ضیاء الرحمٰن ۱/-
" " (سوم) مشتاق احمد اعظمی -/۸۰
" " (چہارم) " " -/۹۵
خبر رسانی کے طریقے رفیعہ منظور الامین -/۸۵
دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/-
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اول) احمد شبلی و غلام ابرار ۱/-
" " (دوم) " " ۱/۲۵
" " (سوم) " " ۱/۴۰
" " (چہارم) " " ۱/۲۵
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۳۰
" نیچے " " ۳/-
قدرت کے کرشمے ادارہ -/۶۲
میر انیس محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں ناول ڈرامے

چینی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی -/۵۰
بہادر سیاح " " -/۶۵
چچا غالب مرتبہ " " ۱/۷۵
بھیڑیے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۵۰
ہرن کے بچے " " -/۵۰
میاں ڈھینچو کے بچے " " -/۵۰
شیر خاں " " -/۵۰
لومڑی کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۵۰
بہادر " " " -/۷۵
سونے کا پنجرہ احسان الحق -/۴۵
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/-
عقل کا سودا " " -/۷۰
حسن حسن عبدالرحمٰن (دو حصے) ایل لاکی ۴/۱۰
خداداد شہزادے کا سر گیا کوثر بانو -/۳۰
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی -/۵۰
چیونٹیوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن -/۹۰
نیلا گھر خضر برقی -/۴۵
دلی دور ہے مجیب احمد خاں -/۵۰
جب اور اب آصفہ مجیب ۱/۷۵
تین کوٹھیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
اس نے کیا کرنا چاہا آصفہ مجیب زیر طبع
پریم کی جیت اسد اللہ کاظمی -/۳۷
تانتیا بھیل محمد حسین حسان -/۲۰
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۵۵
تیس مار خاں کے کارنامے م ندیم ۱/۵۰
چھوٹی ڈاکٹلین مشتاق احمد ۱/۳۱
جنگل کا راجہ ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق -/۴۰
چمپاوت کا آدم خور شیر محمد مسیح -/۳۵
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۷۵

کوے دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۱/۷۵

لال مرغی عبدالواحد سندھی -/۵۰

مزہ چکھائیں گے مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۳۵

مزیدار پہیلیاں محمود علی خاں -/۶۵

ننھا ٹنو خورشید سلطان -/۳۰

چنبیلی محمد حسین حسان -/۵۰

شیدلا پروفیسر محمد مجیب -/۵۰

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

پیشے

بڑھئی مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

احمد خاں دوکاندار " " " -/۳۱

بہشتی " " " -/۳۱

پیارے جان درزی " " " -/۳۱

تانگے والا " " " -/۳۱

حفیظہ خالہ اماں " " " -/۳۱

کلو حلوائی " " " -/۳۱

عبدالرحمٰن راج " " " -/۳۱

مرغی پالیے " " " -/۵۰

نصیب خاں حجام " " " -/۳۱

تمدن و معاشیات

جہاد کے سپاہی " " " -/۳۱

سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " -/۳۱

ضلع کی سرکار " " " -/۳۱

کارخانوں کے قانون " " " -/۳۱

جھلکیاں

احمد علی " " " -/۳۱

سید سلیمان " " " -/۳۱

احمد ندیم مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

اکبر الہ آبادی " " " -/۳۱

حیات اللہ انصاری " " " -/۳۱

سہیل عظیم آبادی " " " -/۳۱

عبدالحق " " " -/۳۱

میر امن " " " -/۳۱

نذیر احمد " " " -/۳۱

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج " " " -/۳۱

زچہ بچہ " " " -/۳۱

طاعون اور چیچک " " " -/۳۱

فوری علاج (دم گھٹنا) " " " -/۳۱

" " (حادثہ) " " " -/۳۱

" " (ہڈی ٹوٹنا) " " " -/۳۱

ڈراما

استری دھن " " " -/۳۱

کھلے بات چیت کی جے " " " -/۳۱

اجمیری خواجہ " " " -/۳۱

خسرو رح مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
امی پانند " : " " " " -/۳۱
ث پاک رح " : " " " " -/۳۱
ن کنہیا " : " " " " -/۳۱
رھی جی (حصہ اول) : " " " " -/۳۱
" (" دوم) " " " " -/۳۱
و نانک " : " " " " -/۳۱
سطفےٰ کمال (دوم) : " " " " -/۳۱
ظام الدین اولیا " " " " -/۳۱

کہانیاں

انیاں (حصہ اول) " " " " -/۳۱
" (" دوم) " " " " -/۳۱
نچ تنتر (" دوم) " " " " -/۳۱
" " (" سوم) " " " " -/۳۱

کھیتی باڑی

نی کھیتی کو / یک چک کرو } " " " " -/۳۱
م کے باغ لگائیے " " " " -/۳۷
پیتے کے باغ لگائیے " " " -/۳۱
پھلوں کی کھیتی " " " -/۳۱
ڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " " -/۳۱
نور کھلا چنگا رہے " " " " -/۳۱
اگ سبزی اگائیے " " " " -/۳۱
ایر شو فارمنگ " " " " -/۳۱
اد بنائیے کھاد ڈالیے " " " " -/۳۱

لیمو، انار، بیر مرتبہ: تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
مقدمے کی مار " " " -/۳۱
نتھو دھواں ہو گیا " " " -/۳۱

مذہب

ابو داؤد شریف " " " -/۳۱
ابن ماجہ شریف " " " -/۳۱
کفن دفن " " " -/۳۱
نسائی شریف " " " -/۳۱

معلومات

چاند تارے " " " -/۳۱
دن رات (اول) " " " -/۳۱
" " (دوم) " " " -/۳۱
ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " " -/۳۱
فٹ بال " " " " -/۳۱
ہلکے پھلکے کھیل " " " " -/۳۱

متفرق

پنجابی لوک گیت " " " " -/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان -/۵۰
الٹی دوا " " " " -/۵۰
برف کا گھر " " " " -/۵۰
بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ -/۵۰
بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا -/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " -/۵۰
بے گناہ مجرم شفیق الرحمن قدوائی -/۵۰

تاؤ کے اپدیش	محمد حسین حسان	۵۰/-	چیچک	مشتاق احمد	۱۲
تین سوال	عبداللطیف اعظمی	۵۰/-	دیمک	محمد حسین حسان	۱۲
چاند	محمد حسین حسان	۷۵/-	کتنی زمین	" "	۲
چوہنی کی چوٹ	معین الدین	۷۵/-	موسم کے بارے میں سو سوال	محمد امین	۸

ہماری درسی کتابیں

اردو

اردو قاعدہ	۳۵/-	اردو کی چوتھی کتاب	۱۰
" " (رنگین)	۴۰/-	" " پانچویں "	۸
اردو کی پہلی کتاب	۵۰/-	" " چھٹی "	۹
" " دوسری کتاب	۹۰/-	" " ساتویں "	۲
" " تیسری "	۱/۲۵	" " آٹھویں "	

ہندی

سرل ہندی پرائمر	۲۵/-	بال پریم (دوم)
ہندی پرائمر (اول)	۴۸/-	" " (سوم)
" " (دوم)	۱/-	" " (چہارم)
بال پریم (اول)	۸۷/-	نو پربھات

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے) ترجمہ: یاور حسین
" " (تیسرے " ") " : محمد یونس
" " (چوتھے " ") " : ملکہ بیگم قزلباش
" " (پانچویں " ") " : محمد یونس

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے) ترجمہ: محمود سرورش
" " (چوتھی " ") " : "
" " (پانچویں " ") " : دینا ناتھ گر

پرنٹر پبلشر سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شایع کیا

انکم ٹیکس دہندگان!



مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپے

اکتوبر ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۱۰
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

شکر ہے کہ تقریروں سے بڑھ کر آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اُردو کے فروغ کے لیے عملی قدم بھی اٹھانے کا فیصلہ کیا اور ستمبر کے اوائل میں ایک اردو کمیٹی کی تشکیل کر ڈالی۔ ۴ ستمبر کو اس کمیٹی کی پہلی نشست آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے صدر دفتر میں منعقد ہوئی جس میں پنڈت آنند نرائن مُلّا۔ سکندر علی وجد، جمیل الرحمن، شفیع قریشی، یونس سلیم۔ عزیز امام۔ حیات اللہ انصاری صاحبان کے علاوہ مکتبہ کے جنرل منیجر، شاہد علی خاں صاحب نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں متعدد تجاویز منظور کی گئیں۔ جن پر اگر خلوص کے ساتھ عمل کیا جائے تو اُردو کی مخالفت کی فضا، جسے چند خود غرض اور موقع پرست افراد اور سیاسی پارٹیوں نے مکدّر کر رکھا ہے، بڑی حد تک صاف ہو جائے گی۔

۱۶۔ ستمبر کو اس کمیٹی کی جو نشست ہوئی اس میں وزیر اعظم بھی شریک ہوئی تھیں۔ کانگریس کے صدر ڈاکٹر شنکر دیال شرما بھی تھے۔ اور فخر الدین علی احمد اور اندر کمار گجرال صاحب بھی۔ اس میٹنگ کی روداد سے پتہ چلتا ہے کہ اتر پردیش اور دِلّی میں پارٹی اور حکومت کے احکام کی جو خلاف ورزیاں سامنے آئیں ان کو دور کرنے کا عزم تمام شرکا میں پایا جاتا ہے — ہم ان تمام کوششوں کو دلچسپی سے دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اُردو کے سلسلے میں یہ رجحان بڑھتا ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ اُردو کو اس کا وہ مقام مل جائے۔ جس کی آئین کی رو سے وہ مستحق ہے۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ اردو دوست [illegible]ات اس کمیٹی کو اپنا بھرپور تعاون دیں گے۔

۱۴۔ ستمبر کو سید سجاد ظہیر کی موت نے ہمیں ایک ادیب، صاحب دل،

اور سب سے زیادہ ایک شریف اور مہذب انسان سے محروم کر دیا۔ سجاد ظہیر، جنھیں سب پیار سے بنے بھائی کہتے تھے، ۱۹۰۵ء میں اودھ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اس لیے باوجود اپنی اعلیٰ تعلیم اور سیاست میں کمیونسٹ پارٹی سے متعلق رہنے کے مشرقی تہذیب کے پیکر تھے۔ گفتگو ہو یا تحریر، تہذیب کا دامن کبھی اُن کے ہاتھ سے چھوٹتے نہیں دیکھا گیا۔ مخالف کی بات کو بڑی دلچسپی سے سنتے تھے اور بہت شیریں لہجے اور دلائل کے ساتھ اس طرح جواب دینے کے عادی تھے کہ مخاطب ان کے جواب سے مطمئن نہ ہو تب بھی ہنسی خوشی ان سے رخصت ہوتا تھا۔ یہ دین تھی اس گھرانے اور ماحول کی جس میں بنے بھائی پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔ بنے بھائی کی موت سے سیاسی دنیا اور خاص کر کمیونسٹ پارٹی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ادبی دنیا میں ترقی پسند تحریک خصوصی طور پر ان کی رہنمائی سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئی۔ اور دوستوں کی محفل ایک ایسی مرنجاں مرنج ہستی سے سونی ہو گئی جس کی موجودگی رونقِ بزم ہوا کرتی تھی۔

ادارہ کتاب نما بیگم رضیہ سجاد ظہیر، ان کے بڑے بھائیوں اور بھتیجیوں کے غم میں شریک ہے اور دعا گو ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو اس صدمۂ عظیم کے برداشت کرنے کی قوّت عطا فرمائے۔

اس مہینے مکتبہ جامعہ نے چار نئی کتابیں شایع کیں۔ پہلی کتاب ڈاکٹر سالم قدوائی کا تحقیقی مقالہ "ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں" ہے۔ اس مقالے پر مصنف کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا ہوئی تھی۔ کتاب اپنے موضوع اور مواد کے لحاظ سے علمی حلقوں کے لیے بے نظیر تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسری کتاب ہے پروفیسر آل احمد سرور کے مضامین کا نیا مجموعہ "نظر اور نظریے"، ادب، خصوصاً تنقیدی ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کی ضیافت کا سامان فراہم کرتا ہے۔

تیسری کتاب پروفیسر رشید احمد صدیقی کی "طنزیات و مضحکات"۔ ہم اسے نئی کتاب اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ اس فن پر یہ پہلی کتاب عرصے سے نایاب تھی۔ اسی طرح رشید صاحب کی کتاب "ذاکر صاحب" مصنف کے تین مزید مضامین کے اضافے کے ساتھ "ہمارے ذاکر صاحب" کے عنوان سے پیش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس کی بھی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ مطبوعات

ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں

از
ڈاکٹر سالم قدوائی

اس کتاب کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں ان تفسیروں کا ذکر ہے جو مکمل ہوگئیں۔ دوسرے حصّے میں اجزائے قرآن کی تفسیریں ہیں، تیسرے میں قدماکی تفسیروں کے حواشی اور شرحوں کا ذکر ہے اور چوتھے میں متعلقاتِ قرآن مجید کا ذکر ہے۔ یعنی ان کتابوں کا جو قرآن مجید سے متعلق ہیں۔ اس مقالے پر ڈاکٹر صاحب کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی۔

قیمت: -/۱۴

ہمارے ذاکر صاحب

(اضافے کے ساتھ)

رشید احمد صدیقی

اس کتاب میں "ذاکر صاحب" کے علاوہ رشید احمد صدیقی کے تین مضامین اور شامل ہیں۔ ان میں ایک مضمون ایسا بھی ہے جو ذاکر صاحب کے انتقال کے بعد لکھا گیا تھا۔

قیمت: آٹھ روپے

عتیق صدیقی

نیاز فتح پوری

(زیرِ طبع کتاب "یادوں کے سائے" کے ایک باب کا درمیانی حصہ)

"آپ یہاں کیسے؟" جیل کے قاعدے کے مطابق دوسرے دن جب ہمیں سپرنٹنڈنٹ جیل کے سامنے پیش کیا گیا، تو انھوں نے دیکھتے ہی حیرت سے سوال کیا۔ یہ کرنل جعفری تھے، جن سے کانگرس وزارت کے دور میں کئی بار رفیع احمد قدوائی صاحب کے یہاں ملاقات ہو چکی تھی۔ میرے جواب دینے سے پہلے ہی اُن کے پیش کار نے ایک فہرست پیش کرتے ہوئے انھیں بتلایا کہ لکھنؤ پیپر مل کی ہڑتال کے سلسلے میں یہ بھی گرفتار ہوئے ہیں۔

کرنل جعفری نے فہرست پڑھنے کے بعد مجھے اور شفیق نقوی کو "بی کلاس" میں رکھے جانے کا حکم دیا۔ لیکن ان کی اس مہربانی سے فائدہ اٹھانا ہم نے مناسب نہ سمجھا۔ کیوں کہ ہمارے باقی پینتیس[۳۵] چالیس ساتھی اگر تنہا رہ جاتے تو ان کی ہمتیں ٹوٹنے اور ان کے معافی مانگنے کا احتمال تھا۔ چناں چہ جعفری صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم نے ان سے درخواست کی کہ ہم سب کو ایک الگ بارک میں رکھا جائے، جس میں جرائم پیشہ حوالاتی نہ ہوں، کیوں کہ ان کی صحبت میں ہمارے مزدور ساتھیوں کے بے راہ رو ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں بھی آ گئی اور انھوں نے ہماری درخواست منظور کر لی۔

اب ہمیں جس بارک میں منتقل کیا گیا وہ زیادہ بڑی نہیں تھی اور نہ جانے کیوں اس کا نام "کیتا بارک" تھا۔ ایک زمانے میں جواہر لال نہرو اور موتی لال نہرو بھی اس بارک میں رہ چکے تھے۔ اسی سے متصل ایک چھوٹا سا احاطہ تھا، جس میں ایک مختصر سی بارک بھی تھی۔ اس میں شہید بھگت سنگھ کے تین ساتھی — جے دیو کپور، شیو ورما اور ڈاکٹر گیا پرشاد عمر قید کاٹ رہے تھے۔ ان کی بارک میں دن کو ہمارے آنے جانے پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ یہ تینوں بی کلاس کے قیدی تھے،

ن کی وجہ سے ہم کو بھی بی کلاس کی کچھ سہولتیں حاصل ہوگئی تھیں مثلاً ہم دو تین
اکثر دن کا کھانا ان ہی لوگوں کے ساتھ کھاتے اور شام کی چائے تو پابندی سے
ملتی رہی۔ ان لوگوں نے اپنے احاطے میں بیڈمنٹن کا کورٹ بھی بنوا لیا تھا۔
پہر کو ہم لوگ بھی بیڈمنٹن میں شریک ہو جاتے۔
گرفتاری کے وقت میرے ہاتھ میں ایک فلسطینی عیسائی جارج انطونیس کی
ہم کتاب "دی عرب اویکننگ" (بیداریِ عرب) تھی، جو اسی روز میرے ہاتھ
تھی۔ جیل کی فرصت سے فائدہ اٹھا کر میں نے اس کی تلخیص کر ڈالی۔ جیل سے
ہر آنے کے بعد مسودہ لاہور کے ایک مشہور ادبی رسالے کو میں نے بھیجا۔ اڈیٹر
مسودے کی بے حد تعریف کی، شاید مصنف کی بھی کسی نے اتنی تعریف نہ کی ہوگی۔
بن معاوضے کا کوئی ذکر نہیں کیا، جس کا میں نے واضح الفاظ میں مطالبہ کیا تھا۔
ں فروگذاشت کی طرف میں نے توجہ دلائی تو اڈیٹر نے پہلا ہی نسخہ اور زیادہ فیاضی سے
رمایا۔ تیسری بار جب میں نے یاد دہانی کی تو انھوں نے مسودہ بیرنگ واپس
ر دیا۔

میں نے جیوں کر تہیہ کر لیا تھا کہ بلا معاوضہ کسی رسالے میں اسے شایع
نہ کروں گا۔ اس لیے اس کا صرف ایک باب برائے نام معاوضے پر 'نیا ادب'
یں شایع ہو سکا اور باقی حصوں کا بھی اسی طرح شایع ہونا طے پایا۔ اسی
اثنا میں ایک دوست نے "نگار" کو آزمانے کا مشورہ دیا۔ یہ تیر نشانے
پر بیٹھا، اور پھر اس کی چار قسطیں نگار میں شایع ہوئیں۔
"تو نیاز صاحب نے معاوضہ دیا تم کو؟" مجید نے حیرت سے سوال کیا۔
"معاوضہ تو دیا ہی نیاز صاحب نے" میں نے جواب دیا۔ "لیکن اس
سے سب سے بڑا فائدہ مجھے یہ ہوا کہ نگار میں اس کی اشاعت نے میرے
اندر خود اعتمادی پیدا کی۔ نگار میں کسی نووارد بساطِ ادب کا داخل ہونا آسان نہ
تھا۔ نیاز صاحب نے میری ہمت افزائی میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا"
"تم کسی کی معرفت گئے تھے ان کے یہاں؟"
"کسی کی معرفت نہیں، بلکہ میں براہ راست گیا تھا۔"

"یار میں نے تو نیاز صاحب کے متعلق عجیب عجیب باتیں سنی ہیں۔"

"میں نے بھی عجیب عجیب باتیں ان کے متعلق سنی تھیں۔ پہلی مرتبہ بہت ڈرتے ڈرتے میں ان کے پاس گیا تھا۔ یہ قصہ اوائل ۱۹۴۰ء کا ہے۔ میں ان کے مکان پر پہنچا تو صدر دروازہ اٹکایا ہوا تھا۔ میں نے کنڈی کھٹکھٹائی تو اس کے جواب میں کسی نے کہا 'اندر آجائیے'۔ دروازہ کھولا تو سامنے چھوٹا سا صحن اور اس کی بغل میں ایک برآمدہ نظر آیا، جہاں کونے میں ایک کاتب بیٹھا تھا۔ میں نے نیاز صاحب کے متعلق دریافت کیا تو اس نے سامنے کے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا، جس کے دروازے پر چق پڑی تھی۔

"تشریف لائیے" ایک بزرگ نے مجھے دیکھتے ہی اندر سے آواز دی۔

کمرے میں داخل ہوا تو ایک صاحب بڑی سی میز کے سامنے بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے۔ ان کے سامنے کتابوں کا امبار لگا تھا۔ میز کے کونے پر بجلی کا ایک لیمپ رکھا تھا، جس کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے کی تاریکی کو دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ میز کے قریب پہنچ کر میں نے سلام کیا۔

"تشریف رکھیے" ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ "میں ابھی دو منٹ میں فارغ ہوتا ہوں۔"

نیاز صاحب نے دو کی جگہ پر چار پانچ منٹ لے لیے۔ لیکن میں نے اس وقفے کو غنیمت سمجھا اور اتنی دیر میں اپنے حواس مجتمع کر لیے اور جب وہ مجھ سے مخاطب ہوئے۔ تو پورا قصہ میں نے تفصیل کے ساتھ سنا دیا۔

"اچھی بات ہے" نیاز صاحب نے مسودہ میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ "آج ہی شام کو آپ کو جواب مل جائے گا۔"

"تو میں شام کو حاضر ہو جاؤں؟"

"نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے" نیاز صاحب نے قطعیت سے جواب دیا۔ "میرا آدمی صدیقی بک ڈپو خط دے آئے گا۔ وہیں کا پتا آپ نے

...ھا ہے نا؟"

شام کو صدیق بک ڈپو گیا، تو میرے نام کا ایک بڑا سا لفافہ وہاں ...کھا تھا۔ اسے دیکھتے ہی میرا پہلا تاثر مایوس کن تھا۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ نیاز ...صاحب نے مسودہ واپس کر دیا ہے۔ لفافہ کھولا تو مسودے کے ساتھ ایک لمبی ...ی سلپ پر کاروباری انداز کی مختصر سی تحریر تھی۔ مضمون کے متعلق کوئی رائے نہیں ...تھی۔ بس اتنا لکھا تھا کہ مضمون بالاقساط شایع ہو جائے گا۔ معاوضہ فی الحال ...آٹھ آنے فی صفحہ دیا جا سکے گا۔ ساتھ ہی یہ ہدایت بھی تھی کہ منظور ہو تو دوسرے ...دن گیارہ بجے تک مسودہ دفتر پہنچا دیا جائے، تاکہ اگلے شمارے میں اس کی پہلی ...قسط شایع کی جا سکے۔

معاوضہ میری توقع سے کم تھا، لیکن فیصلہ کرنے میں مجھے دیر نہ لگی۔ دوسرے دن مقررہ وقت پر میں گیا اور بے چون وچرا مسودہ نیاز صاحب کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے کاتب کو بلایا اور مسودہ اسی کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا "دیکھیے یہ کتنے صفحے کا ہو گا؟" کاتب نے سطروں کا حساب لگانے کے بعد ساٹھ صفحات کا تخمینہ بتایا۔ نیاز صاحب نے میز کی دراز سے چک بک نکالی اور تیس روپے کا چک لکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

یہ تھا نیاز صاحب کا اور میرا پہلا سابقہ یا پہلا معاملہ۔ اس کے بعد بھی ان کا یہی دستور رہا کہ جب بھی کوئی مضمون میں نے خود یا ان کی فرمایش پر لکھا، معاوضے کا چک انھوں نے اسی وقت کاٹ دیا۔ نقد پیسے کبھی نہیں دیے، اور ادھار کا معاملہ بھی کبھی نہیں رکھا۔ دو چار ملاقاتوں کے بعد جب انھیں میرے ذہنی رجحانات کا اندازہ ہو گیا تو کھل کر باتیں کرنے لگے۔ اکثر خود ہی موضوع کا تعین کر کے مضمون لکھنے کی فرمایش بھی کرتے۔

"اسے اپنا لیجیے،" ایک انگریزی رسالے کا تراشہ میرے حوالے کرتے ہوئے ایک بار نیاز صاحب نے کہا۔

"یہ فن مجھے نہیں آتا،" میں نے جواب دیا "کہیے تو ترجمہ اس کا کر دوں۔"

"اچھی بات ہے، ترجمہ کر دیجیے۔"

دو مہینے بعد وہی مضمون جب "نگار" میں "ادارے" کے نام سے شایع ہوا، اس کا انداز بیان اس درجہ بدلا ہوا تھا کہ پڑھتے وقت کچھ دیر تک میں محسوس نہ کرسکا کہ یہ وہی مضمون ہے، جس کا میں نے ترجمہ کیا تھا۔

نیاز صاحب کی ہدایت کے مطابق یا ان کے مشورے سے میں نے بعض ذیل مضامین ایسے بھی لکھے جو کسی مصلحت کی بنا پر وہ شایع نہ کرسکے یا اس کے کچھ حصے ہی شایع کیے۔ لیکن ایسے مضامین کا بھی معاوضہ انھوں نے مسودے کے صفحات کے مطابق ہی پیشگی ادا کیا، اور غیر شایع شدہ حصوں کا معاوضہ کسی دوسرے مضمون کے حساب میں وضع نہیں کیا۔

دوسری جنگِ عظیم شروع ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر "زلیاکس" کی ایک کتاب "لائٹ آن ماسکو" لندن سے شایع ہوئی، جس پر برطانیہ کی خارجہ پالیسی پر شدید نکتہ چینی کی گئی تھی۔ نیاز صاحب کی اجازت سے میں نے اس کی تلخیص کر ڈالی جو نگار کے اسّی بچاسی صفحات کی تھی۔ مسودہ میں نے ان کے حوالے کیا اور انھوں نے حسب دستور معاوضہ ادا کردیا۔ اس کے بعد میں اتفاقاً لکھنؤ سے باہر چلا گیا اور ڈھائی تین مہینے بعد واپسی ہوئی۔ نگار کا تازہ شمارہ دیکھا تو اس میں پہلی قسط "اہم انکشافات" کے عنوان سے، میرے نہیں ادارے کے نام سے نکلی۔ لیکن دوسری قسط میری ہی نام سے شایع ہوئی۔ مگر اس میں نیاز صاحب نے کمال یہ کیا کہ مسودے کے ساٹھ پینسٹھ صفحات کو کانٹ چھانٹ کر نگار کے نو صفحات میں سمو دیا۔ اس سے زیادہ حیرانی کی بات یہ تھی کہ مضمون کے آخر میں ایک طویل نوٹ کا بھی اضافہ کیا۔ جس میں اصل کتاب پر شدید نکتہ چینی کی گئی تھی۔

"آپ نے تو غضب کردیا نیاز صاحب!" لکھنؤ لوٹنے کے بعد پہلی ملاقات میں احتجاجاً میں نے کہا۔ "میرے مضمون کا تو بھرکس ہی نکال دیا آپ نے رہی سہی

۵؎ نگار: جولائی ۱۹۴۰ء ۶؎ نگار: ستمبر ۱۹۴۰ء

آپ کے نوٹ نے پوری کر دی ۔"
"کیا کرتا" نیاز صاحب نے بے بسی سے جواب دیا ۔ "پہلی قسط کی اشاعت کے ساتھ ہی گورنمنٹ آف انڈیا کا عتاب نامہ آگیا ۔"
نیاز صاحب کا یہ بیان یقیناً صحیح تھا ۔ میری ایک اور طویل تلخیص بھی حکومت کی پالیسی کی نذر ہوگئی ، جس کی صرف پہلی ہی قسط ۔"روسی نظام حکومت پر ایک نظر"کے عنوان سے شایع ہو سکی[1] ۔
جولائی ۱۹۴۱ء میں نیاز صاحب نے نگار کا جنگ نمبر شایع کرنے کا اعلان کیا اور اس کے لیے ایک طویل مضمون لکھنے کی مجھ سے فرمایش کی ، جس میں پہلی جنگ عظیم کے اختتام سے لے کر دوسری جنگ کے آغاز تک کے بین الاقوامی حالات پر سیر حاصل تبصرہ ہو ۔
" یہ تو خاصا لمبا کام ہے " ان کی فرمایش سن کر میں نے کہا ۔ اور مضمون بھی کافی طویل ہوگا ۔"
" اس کی فکر نہ کیجیے ۔" انھوں نے جواب دیا ۔ مضمون جتنا طویل بھی ہو ، چھپ جائے گا ۔ اور معاوضہ بھی دونا ملے گا ، لیکن شرط یہ ہے کہ پندرہ دن کے اندر تیار ہو جائے ۔"
رات دن ایک کر کے مضمون معینہ مدت کے اندر میں نے نیاز صاحب کے حوالے کر دیا ۔ اس کی تیاری کے سلسلے میں اپنے اس مضمون سے بھی میں نے بہت مدد لی ، جو "نوآبادیوں کی سیاسی بیداری" کے عنوان سے نگار ہی میں بالاقساط شایع ہوا تھا ۔ اس کے بعض حصوں کے طویل اقتباسات لفظ بہ لفظ میں نے اس مضمون میں بھی شامل کر دیے ۔ وہ مضمون بھی چوں کہ میرا ہی تھا ۔ اس لیے حوالے دینا میں نے غیر ضروری سمجھا ۔ اس جنگ نمبر کے لیے نیاز صاحب نے ایک اور مضمون مجھ سے لکھوایا ۔ لیکن جب یہ نمبر آیا تو میرا طویل مضمون داستان جنگ کے عنوان سے بہ طور مقدمہ کے ملاحظات کی جگہ پر اڈیٹر کے نام سے شایع ہوا[2] ۔ دوسرے مضمون کا بھی یہی حشر ہوا[3] لیکن سب سے زیادہ حیرانی کی بات یہ تھی کہ اسی نمبر میں ایک مضمون میرے نام سے بھی تھا جو میرا لکھا ہوا نہیں تھا[4] ۔

---

[1] نگار ، جولائی ۱۹۴۰ء [2] نگار ۔ اگست ۱۹۴۰ء [3] نگار ، اگست ۱۹۴۰ء فاشسی حکومت اور مزدور [4] نگار ۔ اگست ۱۹۴۰ء سائنس اور جنگ ۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی اہم مطبوعات

ان اور سیکولر ہندوستان
ڈاکٹر مشیر الحق

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ
ی رہنمائی، عائلی قانون اور سیکولر نظریۂ حیات جیسے موضوعات
ری علمی دیانت داری کے ساتھ غیر جانبدارانہ تجزیہ پیش
یا ہے۔
قیمت ۶/۵۰

نیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد
مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی

اس کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی
ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دُنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا؟ سماجی
ور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں
بدیلیاں پیدا کیں؟ تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے
کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔
قیمت غیر مجلد ۲/۷۵ مجلد -/۳

تاب وسنّت کے جواہر پارے (حصّہ اوّل ودوم)
مولانا جمال الدین اعظمی

اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصّے بچّوں کی نفسیات کو سامنے
رکھتے ہوئے آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے گئے ہیں تاکہ طلب اس
سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔
قیمت: ۲/۲۵

اسلامی عقائد و مسائلِ مذہب
مولانا جمال الدین اعظمی

کتاب میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل واحکام
کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے۔
قیمت -/۴

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

شاعر
مصنف: تارا شنکر بندو پادھیائے　　ترجمہ: پریش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شایع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تارا شنکر بندو پادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریکی میں صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔　　قیمت: ۸/۷۵

منتخب قومی نظمیں
مرتبہ: علی سردار جعفری

پیش نظر انتخاب میں دو طرح کے شاعر شامل ہیں۔ ایک تو وہ جنھوں نے آزادی سے پہلے نام پیدا کیا، دوسرے وہ جو آزادی کے بعد شعری افق پر طلوع ہوئے۔ اس انتخاب سے ان شاعروں کی افتادِ طبع اور شاعرانہ صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا۔
یہ انتخاب ۳۲ شاعروں کی نمائندہ نظموں کا بہترین مجموعہ ہے۔　　قیمت　۴/-

آبِ حیات
مصنف: محمد حسین آزاد　　تلخیص و ترتیب: پروفیسر احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اُس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے۔ اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ ایک تاریخی دستاویز۔　　قیمت　۶/۷۵

ترقی اردو بورڈ کی درسی کتابیں

طبیعیات (فزکس) دوم، حساب دالجبرا اوّل، سوم، جیومیٹری اول، دوم، سوم۔ گھریلو سائنس۔ ششم، ہفتم، ہشتم، ہر کتاب کی قیمت: دو روپے۔

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلی ۲۵۔ دِلی ۶۔ بمبئی ۳۔ اور علی گڑھ ۲

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

ادراک

مصنف: شمیم احمد
ناشر: دکن پبلشرز، اورنگ آباد۔ مہاراشٹر
قیمت:

"ادراک" شمیم احمد کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے جن کے عنوانات حسب ذیل ہیں (۱) ترسیل کا عمل (۲) ہمعصر تخلیق میں آزادی کے معنی (۳) ادیب اور ذہنی تعمیر (۴) اردو میں جدیدیت کا پیش رو حالی یا شبلی (۵) نئی اردو نظم۔ (۶) نئی پرانی غزل۔

ان تمام مضامین میں "نئی شاعری" کے مسائل سے خیال انگیز بحث کی گئی ہے۔ شمیم احمد نے "دیباچہ" میں تنقید کے مختلف دبستانوں یعنی جمالیاتی، رومانی، نفسیاتی، تاثراتی، مارکسی اور سائنسی وغیرہ سے انکار کیا ہے اور واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ تنقید کا تعلق ان دبستانوں کے بنیادی اصولوں سے نہیں ہوتا۔ اس کے لیے اپنے نظریۂ تنقید کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"مجموعی مزاج کے اعتبار سے تنقید صرف تنقید ہوتی ہے جس میں نقاد کے ذاتی طرز استدلال، علمیت اور زیر بحث موضوع کو ہی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ نقاد کے اپنے رجحان۔ مزاج۔ اور ذہن کی اثر پذیری کو بھی بہت زیادہ دخل نہیں ہوتا۔ ان سب چیزوں کا تعین زیر بحث موضوع سے ہی ہوتا ہے" ص ۷

اگر [illegible] کو تسلیم کر لیا جائے تو اتنا محض [illegible]

تابع ہوکر رہ جائے اور تنقیدی شعور مجروح اور مضمحل ہوجائے ۔ تنقید کے ہر دبستا
اہمیت ہے ۔ اور نئی تنقید میں ان سب کے ملے جلے اثرات کی نشاندہی کی جا سکتی
تاثراتی تنقید نے تاثرات کی بازآفرینی، رومانی تنقید نے جذبہ کے وفور اور رو
جمالیاتی تنقید نے حسن اور حسن کاری کے محرکات کو اپنی مشعل راہ قرار دیا ۔ تا
نے ماحول ، نسل اور زمانہ کے اثرات ، نفسیاتی تنقید نے لاشعور کی کا
اجتماعی لاشعور اور احساس کمتری کے جذبہ کے علاوہ ادیب و شاعر کی ذات کے
میں جھانک کر دیکھا اور داخلیت کی تاریک گپھاؤں کو روشن کیا ۔ مارکسی تنقی
کی مادی بنیادوں کو سمجھا اور معاشی رشتوں کے پس منظر میں ادب کی تشریح و تف
سائنٹفک تنقید نے ان سب اصولوں سے استفادہ کیا اور ادب و شعر کا
منفی اور مثبت قدروں کا تعین کیا ۔ خود شمیم احمد کی تنقیدی تحریروں میں ا
دبستانوں کے اجزا و عناصر کی جھلک دکھائی دیتی ہے انھوں نے اپنے جز
اصولوں کا ذکر کیا ہے ان میں نقاد کی علمیت اور طرز استدلال کی خصوص
فکر کے دبستان کے نقاد کے لیے ضروری ہیں ۔

فاضل مصنف نے "ہم عصر تخلیق میں آزادی کے مفہوم" میں
دستور، لیڈر کے حکم اور خارجی اثر کے تحت شاعری کرنے کو غلامی سے
اس ضمن میں ترقی پسندوں کی خارجیت ۔ مقصدیت اور وضاحت
ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ کسی خارجی دباؤ کے تحت اعلیٰ شاعری کا وجود
مگر کسی فلسفۂ حیات کے بغیر بھی شاعری اور زندگی میں روشنی نہیں ہوسکتی
کی تنقید کا نشانہ ایسے تمام شاعر ہیں جو ترقی پسند ہیں یا کلاسیکل ہیں ۔
یہاں محض خارجیت کے بے روح بیان کو شاعری کا درجہ دیا گیا ہے
میں انھوں نے نئی شاعری کے علمبرداروں کی مدافعت کا انداز اختیار کر
نئے شاعروں کے ذات میں محصور ہوجانے کے سلسلے میں کہا ہے کہ یہ
پابندی اور اس جبر سے جو دوسروں کی جانب سے عاید کیا جائے بہ

"ادیب اور ذہنی تعمیر" میں فاضل نقاد نے ادیبوں کے ذہنی ارتقا کے اصول کو تسلیم کیا ہے اور نئے پرانے ادیبوں کی تحریروں سے اس کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اس سلسلے میں آلِ احمد سرور اور ڈاکٹر گیان چند جین کے بیانات کو خاص طور پر پیش کیا ہے دراصل یہ مقالہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ نئے شاعروں کی تحریروں میں تضاد بیانی ہے۔ فاضل نقاد نے تضاد کو ارتقا ثابت کرنے کے لیے اردو شاعری اور شاعروں سے وجہ جواز فراہم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

"اردو میں جدیدیت کا پیش رو - حالی یا شبلی" میں دونوں کے تنقیدی نظریات کا تقابلی مطالعہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حالی اصلاح پسند ادیب، شاعر اور نقاد ہیں۔ اس لیے ان کے یہاں تنقید کا منصب بھی اصلاح معاشرہ ہے جس کی وجہ سے ان کی تنقید میں شاعری اور خطابت کا فرق مٹ گیا ہے۔ اس کے برعکس، شبلی نے شاعری کے محرکات اور اس کی حسی بنیادوں سے بحث کی ہے ان کے نظریۂ تنقید میں تخیل۔ جذبات، محاکات، مصوری اور استعاروں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور یہی اہمیت انھیں جدید شاعروں کا پیش رو بناتی ہے۔ میرے خیال میں شبلی جدید۔ شاعروں سے زیادہ نئے نقادوں کے رہنما ہیں۔

"نئی نظم" میں نئی نظم کے خدوخال پہچاننے اور غالب رجحانوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن میں ابہام۔ نئی زبان۔ امیجری اور علامت نگاری۔ تشکیک۔ تنہائی۔ شاعری میں ذہن کے عمل نیز نثری شاعری کے مسائل خاص ہیں۔ اس سلسلے میں شمیم احمد نے مثالیں بھی دی ہیں اور ان کا تجزیہ بھی کیا ہے۔

"نئی پرانی غزل" کے تحت غزلوں کے سرمایہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پرانی غزل کے تحت غزل کے دس اسالیب کی نشاندہی کی گئی ہے اور نئی غزل کو غزل کا گیارھواں اسلوب کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کے تجزیے حرفِ آخر یا متفقہ کبھی نہیں ہوتے محض افہام و تفہیم

کی غرض سے ذاتی نہج ہی کے ہوتے ہیں۔ انھوں نے ایک دوسرے نقطۂ نظر سے غزلوں کے سرمایہ کو (الف) قدیم روایت کی غزل (ب) اثنائی روایت کے شاعر (ج) جدید روایت کے شاعر۔ تین حصّوں میں بانٹا ہے۔ یہ تقسیم بھی محض ذاتی نوعیت کی ہے۔ جدید روایت کے شاعروں میں بعض اہم شاعروں کو نظرانداز کر کے بعض غیر اہم اور نومشق شاعروں کو شامل کر لیا گیا ہے۔ اگر شمیم احمد شاعروں کی ناکافی فہرست شامل نہ کرتے اور بعض دوسرے جدید شاعروں کے اشعار بھی ثبوت میں شامل کرتے تو ان کی تنقید اور گراں مایہ ہو سکتی تھی۔

"ترسیل کا عمل" زیرِ نظر کتاب کا سب سے پہلا مضمون ہے اور تحقیقی تنقید کے اصول پر لکھا گیا ہے۔ اس مضمون میں فاضل نقاد نے نئی تنقید کی تین اصطلاحوں یعنی ترسیل (COMMUNICATION) اظہار اور ابلاغ (COMPREHENSION) کے مفہوم کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے "ترسیل" کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ۔

"تخلیق کا عمل اپنی تشکیل سے اظہار تک اور اظہار سے
افہام تک کی منزلوں پر محیط ہے اور ان سب منزلوں کے
ایک ذہنی سلسلے کا نام ہی ترسیل ہے۔" ص۔ ۳

"تخلیق کا عمل ترسیل ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اور
ترسیل ہی پر ختم ہوتا ہے۔ درمیان کی دوسری چیزیں ترسیل
کے مختلف مدارج ہیں۔" ص ۳۱

ترسیل کی اس تعریف کی روشنی میں ترسیل اور تخلیقی عمل ایک ہی ذہنی عمل کے دو نام قرار پاتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو خود انگریزی تنقید میں تخلیقی عمل (CREATIVE PROCESS) اور ترسیل (COMMUNICATION) دو الگ الگ اصطلاحیں کیوں ہوتیں۔ تخلیقی عمل ایک وسیع ذہنی عمل ہے۔ یہ تاثر پذیری کے اولین لمحہ سے شروع ہو کر فن پارہ کی تکمیل کے آخری لمحہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عمل کو

(۱) تاثر پذیری (۲) ادراک (بہت سے تاثرات میں سے کسی ایک یا کئی کا ابھرنا اور واضح ہونا) (۳) جذباتی کیفیت یا ادراک کا شعور سے لاشعور کی طرف سفر (۴) لاشعور سے (ادراک اور تاثرات کی قلب ماہیت کے بعد) شعور کی طرف مراجعت (۵) شعوری عمل یعنی مجرد آگہی کا الفاظ میں تبدیل ہونے کا عمل اور تخلیق کی تکمیل ان مراحل میں صرف پانچویں مرحلہ کو ترسیل کہتے ہیں اس لیے ترسیل فنکار کے تخلیقی عمل کا صرف وہ حصہ ہے جس میں وہ قابل فہم علامتوں یعنی زبان کے ذریعہ اپنی مجرد آگہی (تاثرات جذبات خیالات اور تجربات) کو قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

فاضل نقاد نے "اظہار" کو بھی ترسیل کا ذیلی عمل قرار دیا ہے۔ کروچے کے نظریۂ اظہار نے انگریزی، اردو اور دوسری بہت سی زبانوں کے نقادوں کو متاثر کیا ہے۔ کروچے نے تاثرات کو اظہار کا خام مواد قرار دیا ہے۔" اس کے خیال میں تاثرات واضح اور اور توانا ہو کر ادراک کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ادراک کا ذہن پر بھرپور عمل دخل ہونے سے وجدان کی تشکیل ہوتی ہے۔ یعنی جب فنکار واضح طور پر ادراک کو دیکھ لیتا ہے تو گویا اس کا وجدان مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کروچے وجدان ہی کو اظہار اور اظہار ہی فن قرار دیدیتا ہے۔ اس لیے کروچے کے نزدیک اظہار اور فن خالص ذہنی تجربہ ہیں۔ جن کا ٹھوس اور خارجی ظہور اس کو فن کے درجہ سے گرا دیتا ہے۔ "اظہار" کا یہ مفہوم اس مفہوم سے بالکل علیحدہ ہے جو انگریزی، اردو اور دنیا کے دوسرے نقادوں نے بیان کیا ہے۔ کروچے کے علاوہ باقی تمام ارباب دانش "اظہار" کا مفہوم، تجربات کا میڈیم کے ذریعہ خارجی ظہور ہی بتاتے ہیں۔ میرے خیال میں "اظہار" ترسیل کا مترادف ہے مگر دوسرے مترادفات کی طرح دونوں میں نازک فرق ہے۔ ترسیل کو نثر اور اظہار کو شاعری سے متعلق ہونا چاہیے۔ ترسیل میں وضاحت قطعیت، تعین سادگی اور اکہرا پن ہوتا ہے۔ یعنی اپنی بات کو لغوی انداز میں ادا کرنے کو ترسیل کا مقصد ہونا چاہیئے اس کے برعکس اظہار میں معنویت تہ داری بلاغت، رمزیت اور ابہام کے عناصر ہونے چاہئیں۔ اگر ترسیل اور اظہار کے فرق کو باقی نہ رکھا گیا تو "ابلاغ" کے مفہوم کا تعین ہو جائے گی۔

شمیم احمد نے ابلاغ کو بھی ترسیل کا ذیلی عمل قرار دیا ہے۔ میری رائے میں

ابلاغ کا عمل، ترسیل اور اظہار دونوں سے مختلف ہے۔ ابلاغ کا تعلق قاری اور سامع سے ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو شعر سن کر یا پڑھ کر قاری کے ذہن میں واقع ہوتا ہے۔ اور جس میں الفاظ اپنی گرہیں کھول کر قاری کے ذہن پر اپنے معانی کے انکشاف کرتے ہیں۔

ترسیل میں ذہنی سفر مجرد سے غیر مجرد کی طرف اور ابلاغ میں غیر مجرد سے مجرد کی کی طرف ہوتا ہے ــــ شمیم احمد صاحب نے زیر بحث مضمون بڑی محنت سے لکھا ہے اور انگریزی کی تنقیدی اور لسانیاتی کتب سے حوالے دے کر ترسیل کے عمل اور تخلیقی عمل کو ایک ہی ثابت کیا ہے اگر وہ اُردو میں ان کے محل استعمال پر غور کرتے تو مغربی دانش وروں کی تمام رائیوں کو جوں کا توں قبول نہ کرتے۔ تنقید اور تحقیق میں ہر بیان کو خواہ کسی کا ہو تجزیے کے بغیر قبول نہیں کرنا چاہیے۔

'ادراک' کی بعض خصوصیات بہت اہم ہیں۔ مثلاً یہ کہ یہ کتاب نئی شاعری کے مسائل سے سنجیدگی سے بحث کرتی ہے۔ فاضل نقاد نے عصر رواں کے اہم میلانات، رجحانات، اور تاثرات کے تحت نئی شاعری کا تجزیہ کیا ہے انداز تحریر مدلل ــــ واضح، تجزیاتی اور دلکش ہے۔ مضامین اگرچہ ایک ہی بنیادی مسئلہ یعنی نئی شاعری سے متعلق ہیں۔ مگر یک رنگی اور سپاٹ پن نیز تکرار سے بڑی حد تک مبرا ہیں۔ فاضل نقاد نے ہر مسئلہ کی رُوح تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ مگر بعض باتوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً بعض مصنفوں کی کتابوں کے اقتباسات دیے گئے ہیں۔ مگر حوالے نامکمل ہیں۔ حوالے میں مصنف کا نام، کتاب کا نام، ایڈیشن، جلد، سن طباعت، مقام اشاعت، پبلشر اور صفحہ نمبر ہونا چاہیے۔ تاکہ پڑھنے والا اصل کو دیکھنا چاہے تو دیکھ لے۔ اس کے علاوہ انگریزی اصطلاحوں کے تراجم کے ساتھ انگریزی اصطلاحات دینی ضروری تھیں۔ جن سے یہ اندازہ ہو تا کہ کس انگریزی اصطلاح کے لیے اُردو کی کونسی اصطلاح استعمال کی ہے اور کہیں کہیں زبان پر نظر ثانی کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر کتاب خیال انگیز اور مفید ہے۔ اور بعض اختلافی مسائل کے باوجود اردو تنقید میں اہم اضافہ ہے

جدید شاعری کو سمجھنے کے لیے ادراک، مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔

عنوان چشتی۔

لفظوں کا سفر

شاعر: جمیل کلیمی
ناشر: کلیم بک ڈپو۔ خاص بازار۔ احمد آباد
قیمت: چھ روپے

جمیل کلیمی کا مجموعۂ کلام "لفظوں کا سفر" غزلیات اور متفرق اشعار پر مشتمل ہے۔ مخمور سعیدی نے اپنے پیشِ لفظ میں شاعر کی روشِ زندگی اور شعری موقف پر صاف صاف لکھا ہے اور اشعار کا حوالہ دیا ہے۔ دو سطروں کو درج کرنے سے بات واضح ہوجاتی ہے۔

ص ۱۰ "جمیل صاحب کے یہاں جدیدیت سے اثر پذیری تصورات کی پیکر تراشی اور احساس و اظہار کی تازگی کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے"

جمیل کلیمی کی شاعری کا ۲۲ واں برس ہے اس عرصہ کو نگاہ میں رکھتے ہوئے غزلوں کا مطالعہ کیا جائے تو شاعر کے یہاں پختگی، روانی اور بعض محاسن شعری کے ساتھ فکروخیال کی توانائی اور وسعت ملتی ہے۔ لیکن سچائی یہ ہے کہ شاعر نے جہاں جدیدیت سے ملوث ہوکر طبع آزمائی کی ہے وہاں اپنے فن کی تابانی کو کھو دیا ہے۔ کوئی اس کا نام جدیدیت رکھ لے تو کون روک سکتا ہے۔ مگر قاری کو صاف محسوس ہوگا کہ یہ دراصل ناسخ اور جرأت کی آوازِ بازگشت ہے۔ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

چل تو کبھی دل کے تار پے چھت پہ اے جمیل
وہ سب کھڑے ہیں اڑتے پتنگوں کے بیچ میں

وہ پوچھتے تھے گلی میں ہر اک سے تیرا پتہ
جو سر پہ گاؤں لیے پھر رہے تھے بنجارے

جس سال میرے گھر میں وہ مہمان تھے جمیل
وہ سال دیکھنے میں بڑا مختصر لگا

دل کے جنگل کی ہری گھاس پہ شام آتے ہی
یاد کے آہو [illegible]

اب اس رنگ کا ذرا تیز مطلع ملاحظہ فرمائیے۔

ہر دشت و در کی آنکھ میں کاجل پرو گئے

تنہائی کے درخت پہ آسیب سو گئے

شاعر نے ہندی الفاظ کو بطور قافیہ استعمال کیا ہے۔ اس شاعری میں سانپ، برگد اور گنبد دل کی بے تکلف تکرار ہے۔ ایسے مجموعے میں عموماً متضاد قسم کی شاعری ملتی ہے اردو شعری سرمایہ کی بقا کے لیے یہ انداز بھی غنیمت ہے۔ چنانچہ جمیل کلیمی کے یہاں وہ شعری عناصر بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کے باعث "لفظوں کا سفر" ایک اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یعنی مانوس تلمیحات، صحت مند خیالات، دل آواز ترکیبیں۔ محسوساتی و مشاہداتی نتائج، معنی اور محاورہ کی جلوہ گری۔

قارئین کو اس رنگ، اس آہنگ اور غزل کی ناگزیر صفت کا درج ذیل اشعار سے اندازہ ہوگا۔

شرارِ سنگ کو ادی، گلوں کو بھڑکایا

یہ کون شہر میں جنگل کی آگ لے آیا

منصور ہوں نہ کوئی پیمبر مگر مجھے

سولی پہ بے قصور چڑھانے چلے ہیں وہ

تاریک راستوں میں جلاتا ہے جو چراغ

اے آگہی بتا سرِ منزل وہ کون ہے

تیرے آکاش کو چھونے کی تمنا لے کر

گھر سے نکلے تو ارادے نہ کبھی پست ہوئے

سیلِ خوں جب مری آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

پھول پر بھی مجھے پتھر کا گماں ہوتا ہے

عکس ہیں یا خیال کے سائے

مے سے لبریز ساغروں میں دیکھ

...بنا پر کہ اپنے فن کا خود بھی محاسبہ کرنا چاہیے۔ کتاب اچھی

چھپی ہے۔ سرِ ورق معقول ہے۔

ودیا ساگر ودیدی

غالب حقیقت کے آئینہ میں

مصنّف: ہنس راج رہبر
پبلشرز: لاجپت رائے اینڈ سنز دہلی ۶
قیمت: سولہ روپے

شعر و ادب اور سیاست میں ہنسراج رہبر کی شخصیت کے جلوے یکساں طور پر نمایاں ہیں۔ مصنّف نے ادب، تاریخ، سیاسیات اور سماجیات کا مطالعہ وقتِ نظر کے ساتھ کیا ہے۔ ذہن کی اتنی روشنی میں زیرِ نظر تصنیف ——— "غالب حقیقت کے آئینہ میں" پیش کی گئی ہے۔ یہ غالب کا ایسا مطالعہ ہے جو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور تحقیقی و تنقیدی نقطۂ نگاہ سے نہ صرف مرزا غالب بلکہ غالب پر نوشتہ تمام رسائل و کتب کے محاکمہ کا مطالبہ کرتا ہے۔

مصنّف نے چند بنیادی سوال اٹھائے ہیں۔ یہ سوال اہم ہیں اور ان کے نتائج پر ۱۸۵۷ء کے قریب کی سیاسی اور تمدّنی زندگی اور غالب کے ذاتی حالات کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔ رہبر نے ان سوالات کو "بھرم" کا نام دیا ہے ان کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

* کلکتہ کے سفر کے بعد غالب کے شعور میں ایک بنیادی تبدیلی آئی۔
* ۱۸۵۷ء کے بعد ہمارے دیس میں ایک نئے سائنسی دور کے شعور کا آغاز ہوا۔ اور غالب اس کا ترجمان تھا۔
* ہمارا یہ وسیع ملک کمپوزٹ کلچر کا برِ اعظم صغیر ہے اور غالب اس کمپوزٹ کلچر کا نمائندہ تھا۔
* غالب اُردو اور اُردو غالب ہے، غالب کی شاعری کی حفاظت کے لیے غالب کی زبان اُردو کی حفاظت بھی ضروری ہے۔
* غالب بڑا ہی خوددار اور فراخ دل انسان تھا۔

اُردو کے چند نامور ناقدین نے غالب کے متعلق جس موقف کو اختیار کیا ہے اور اپنے تنقیدی شعور کی روشنی میں خیالات کو پیش کیا ہے دراصل مصنف نے اسی مواد کو "بھرم" کا نام دیا ہے۔ اس باب میں ہنسراج رہبر کا بنیادی تصوّر

ہے۔

"دیسی بدیسی مفاد پرستی نے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ہماری تاریخ اور روایت کو مسخ کر کے بہت سے بھرم پھیلا رکھے ہیں اور غالب کو ان کے پرچار کا ذریعہ بنایا ہے جب تک ان بھرموں کو دور نہیں کیا جائے گا ہمارا زبان، ادب کلچر اور سیاست وغیرہ کسی بھی شعبے میں آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔"

مصنف کا خیال ہے :۔

"حقیقت یہ ہے کہ کلکتہ کے سفر میں غالب کے شعور میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آئی۔"

میرے نزدیک یہ انتہا پسندی کا بیان ہے۔ کلکتہ میں غالب نے سائنسی دور کی ایجادات کا مشاہدہ کیا اس کا اثر قبول کیا غالب نے فارسی میں ایک نظم بھی ہے اس میں دخانی کشتی اور دوسری ایجادات کو سراہا ہے اس کے علاوہ کلکتہ ہی میں غالب کے بہار کا منتم کردہ مسمار ہوا غالب کے فکر وفن میں بھی تبدیلی پیدا ہوئی رہا پرانی قدروں سے وابستگی کا سوال۔ ہنسراج رہبر کو بخوبی علم ہے کہ کمیونسٹ بھی پیدا نہیں ہوتا بلکہ بنتا ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے مستقل ممبر بھی مختلف (STRATA OF SOCIETY) سے آتے ہیں وہ اپنے ساتھ بعض (TRAITS) لاتے ہیں وہ باقی رہتے ہیں اس لیے مسلسل (STEELING RE EDUCATION) ضروری ہوتی ہے۔

۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی کے سلسلہ میں رہبر نے لکھا ہے:

"برطانیہ کی بھاپ اور سائنس ہمارے لیے بربادی اور تباہی کا باعث بن گئی۔ کیونکہ بقول مارکس اس نے ہماری دستکاری اور صنعت کے باہمی رشتے کو منقطع کر دیا۔"

آگے چل کر رہبر نے بھاپ اور سائنس کی ترقی کو لعنت قرار دیا ہے یہاں تحریری مغالطہ بھی ہے اور رجعت پسندی کا عنصر بھی۔ گھریلو صنعت اور چرخے کی نیم مہذب تہذیب کو سائنس کی برکت پر ترجیح دینا نہ دانشوری ہے

نہ شعور کی بیداری! مارکس کے بیان کو سیاق و سباق سے الگ کر کے " قول " کی صورت میں پیش کرنے کو محض کھردری جرأت کہا جا سکتا ہے۔ ادبی انصاف نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انگلستان کے صنعتی انقلاب اور اس کے تعلق سے ہندوستان میں "سماجی انقلاب" کو مارکس نے سراہا ہے اور ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی پر گفتگو کرتے ہوئے ۱۸۵۷ء — ۵۹ء کے سیاسی و تمدنی حالات کا جائزہ لے کر مارکس نے صاف صاف لکھا ہے:

> " انگلینڈ کو خواہ کتنے ہی جرموں کا مرتکب قرار دیا جائے لیکن اس انقلاب کے برپا کرنے میں وہی تاریخ کا غیر شعوری آلہ تھا۔"

رہبر نے گنگا جمنی تہذیب اور کمپوزٹ کلچر دونوں کو ایک ہی جملے میں ایک چیز قرار دے کر لکھا ہے۔ تہذیب اور کلچر دونوں جدا جدا چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ صدیوں کی تہذیب اور کلچر پر اس کو اکھاڑنے کے لیے اب گفتگو کرنا تحصیل حاصل ہے۔

> " غالب اردو اور اردو غالب ہے غالب کی شاعری کی حفاظت کے لیے غالب کی زبان اردو کی حفاظت بھی ضروری ہے۔"

یہ جس ناقد نے بھی لکھا ہو وہ محض اس کا اندازِ بیان ہے اس میں کوئی منطقی جواز ہے نہ تاریخ ادب اردو کی صداقت۔ غالب کی خودداری اور فراخ دل انسان ہونے کا ثبوت محض لطائف کو خوش فہمی میں تلاش کرنا منطقی جواز نہیں بن سکتا۔ اس کو ماننے میں کسے تامل ہوگا کہ قصیدہ گوئی اس دور میں کسبِ زر کا ایک آسان نسخہ تھا لیکن ممدوح کا مقام بھی کوئی چیز ہے۔ غالب نے تو اپنی شخصیت کے اثر اور رسوخ کی جگہ صرف قصیدہ گوئی کو حلِ مشکلات سمجھ لیا تھا۔ مقدمے کے دوران انگریز عہدیداروں سے لے کر ملکہ وکٹوریہ تک ۱۶ قصیدے بانٹ دیے مگر تقریباً سب بے تاثیر ثابت ہوئے۔

اس امر سے کون منکر ہوگا کہ صاحب غیاث اللغات اور میرزا محمد حسین برہان تبریزی کے خلاف ناشائستہ کلمات لکھنا غالب کا کوئی اجتہادی کارنامہ

تھا بلکہ احساسِ برتری کے زعم میں احساسِ کمتری کا مظاہرہ تھا۔
مصنف نے ایک باب میں سرقہ، توارد اور مشکلات کی مثالوں کے لیے غالب کے اشعار کو جمع کیا ہے اس کے بعد آسان غزلوں سے بھی نمونے کے چند شعار پیش کیے ہیں۔ اس مقام پر مصنف نے انتہا پسندی اور جھلاہٹ کی رو میں غالی کے قول کو غلط طریقے پر پیش کیا ہے۔ ص ۱۵۴، ۱۵۵ پر یہی ذہنی ناہمواری ملتی ہے۔ صرف ایک مثال سے بات واضح ہو جائے گی۔

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی   بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

اس شعر پر مصنف کا محاکمہ ملاحظہ فرمایئے۔

"جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا شعر کو سمجھ لینا اور اس سے لطف اٹھانا ممکن نہیں ہے۔"

اسی کے ساتھ دوسرے اشعار میں خضر، سکندر، آدم، فرشتہ وغیرہ سب پر یہی اعتراض وارد ہوا ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ غالب کو "نمرود" اور اس قبیل کی تلمیحات استعمال نہیں کرنی چاہیے تھیں کیونکہ اس دور سے آج تک قارئین و سامعین ان تلمیحات سے ناواقف رہے ہیں یا دیوان کے حاشیہ پر غالب کو وضاحت کرنی چاہیے تھی۔

دراصل رہبری تصنیف کا یہ حصہ کمزور ہے۔

مصنف نے ص ۱۱ پر اردو کو ہندی سے الگ زبان بنانے کا چرچا بھی کیا ہے، اس طرح کی بحث برسوں چل چکی ہے۔ اور اب اس کا دور ختم ہو گیا۔ ایک مقام پر ہندی اور اردو رسم الخط کا سوال بھی اٹھایا گیا ہے۔ اگرچہ یہ بحث بھی پرانی ہے لیکن مصنف نے اس سلسلہ میں تحریری مغالطہ سے کام لیا ہے اس لیے کچھ لکھنا ضروری ہے۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔
ص ۱۶۳ "ناگری رسم خط میں غالب کے اشعار کی ہیئت ہی بدل جاتی ہے۔

مثلاً غالب کا مصرع :۔

"عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا"

ناگری میں۔ "ارجے نیاجے اشک کے کابل نہیں رہا" بن جاتا ہے

ہنس راج رہبر کا فرمان ہے۔

"بن جاتا ہے تو بن جائے"

آخر عرض کو "عرض" اور قابل کو "قابل" لکھتے رہنے میں بھی

کون سا تقدس شامل ہے"

مصنف نے اپنے فرمان کے جواز میں کبیر، خسرو، سنسکرت اور انگریزی کے الفاظ کی ہیئت بدلنے اور تلفظ کی تبدیلی کا عوام کے رشتہ سے ذکر کیا ہے۔ پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اشعار کی تبدیلیٔ ہیئت اور مفہوم کے مسخ ہونے کا تجربہ بیان کیا ہے۔ رہبر نے کبیر یا خسرو کے کسی شعر کو پیش نہیں کیا بلکہ اس کا جواب الفاظ کی فہرس سے دے دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ رہبر نے دودھ، برس، لالٹین، رپٹ وغیرہ قسم کی جو مثالیں دی ہیں ان میں عوام کا تصرف کارفرما ہے۔ لیکن ناگری میں غالب کے اشعار میں تصرفِ بیجا کرنے والا۔ ایک فرد ہے "عوام نہیں"، لعینی کسی ہندی رسالہ کا ایڈیٹر یا ہندی کتاب کا مرتب! اگر ہنسراج رہبر، ہندی ایڈیٹر یا ہندی کمپائلر کو "عوام" سمجھتے ہیں تو ظاہر ہے۔ اُن سے اُن کا یہ "حق"، کوئی نہیں چھین سکتا۔ پھر بھی اس کو تحریری مغالطہ ہی کہا جائے گا۔

مصنّف نے اپنی کتاب کے ضمیمہ میں دستبنو کا اردو ترجمہ درج کر دیا ہے۔ ہنسراج رہبر کی یہ کاوش قابلِ ستائش ہے اس کے مطالعے سے قارئین کو ایمانداری کے ساتھ غالب کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔

۱۸۵۷ء کے واقعہ کو آزادی کی پہلی جنگ کہا جاتا ہے۔ اگر کسی کو تامّل ہو تو کوئی بھی نام رکھ لیجیے مگر بدیشی سامراج کے خلاف کسی ہندوستانی کی صدائے احتجاج یا بندوق تاننا بہر طور وطن پرستی کی علامت ہے۔ اور لائق مبارکباد۔ اس کے برخلاف سامراج اور سامراجی ایجنٹوں کی موافقت میں کسی کی تائید اور خصوصاً ادب کو حربہ بنانا نہایت شرمناک اور قابلِ مذمّت فعل ہے۔ "ادب"، کا منصب قوم کو متحد کرنا اور

دشمن کو شکست دینا ہے۔ دستنبو کا مطالعہ کرکے پرستارانِ غالب کا سر شرم سے جھک جائے گا۔ پوری کتاب میں جنگِ آزادی کے رہنماؤں، جانبازوں اور ہندوستانی عوام کے خلاف زہر اُگلا گیا ہے اور اپنے گورے آقا کے جبر و تشدد اور استحکامِ اقتدار کو مرہمِ مہر و محبت کی بشارت بتایا گیا ہے۔ غالب نے اپنے ممدوح و مربّی بہادر شاہ ظفر کا ذکر ضمنی طور پر صرف ایک مقام پر کیا ہے:"

ص ۲۱۱ — "کمزور و ضعیف بادشاہ پر مقدمہ چل رہا ہے۔"

اس کے مقابل چیف کمشنر بہادر کے لیے نثری قصیدہ ملاحظہ فرمائیے:

"۲۴۔ فروری کو بدھ کے دن ایک گھڑی دن چڑھے۔

مبارک وقت میں باغِ انصاف کے سروِ آزاد، آسمانِ رفعت کے ماہِ تابندہ، فرخ طلعت، فرخندہ سیرت، ستارہ حشم، چیف کمشنر بہادر نے اپنے توسن کے سموں کے نشانات سے دہلی کی سرزمین کو آسمان کی طرح ستارہ زار بنا دیا۔"

کتاب میں کتابت کی غلطیاں کافی ہیں۔ ایسی کتاب میں صحت درکار تھی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مصنف نے اس کے لکھنے میں بڑی محنت کی ہے اور یہ وسیع مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ حوالوں کا اندراج کتاب کی بڑی خوبی ہے

فکر انگیزی کا عنصر شامل ہے جس کے باعث قاری کی توجہ ادھر منعطف ہوتی ہے اور یقیناً بعض مقامات پر قاری کو اپنے خیال اور سمجھ میں تبدیلی کرنے کے لمحات میسر آتے ہیں۔ اس کتاب کا مواد دوسرے مرتبین و مصنفین کے لیے بھی معاون کار ثابت ہوگا۔

ہنس راج رہبر اور کتاب کے پبلشر لاجپت رائے اینڈ سنز اس معیاری اشاعت کے لیے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (ڈاکٹر) سیفی پریمی

غالب اور ان کے معترضین

مصنف: سید لطیف الرحمٰن
ناشر: عثمانیہ بک ڈپو۔ ۱۲۵۔ رابندرا سرانی کلکتہ
قیمت: ۱۲ روپے

"غالب اور ان کے معترضین" میں غالب کے معترضین کے اعتراضات

ئزہ لیا گیا ہے مصنف نے "عرضِ حال" میں کتاب کے حدود کا تعین ان الفاظ میں ہے۔

"غالب کی تخلیقات کے بارے میں غالب کے مویدین اور معترضین کے خیالات کیا ہیں؟ غالب اور ان کے مخالفین میں کیا کیا ٹکراؤ ہوئے تائید اور اعتراض کے سلسلے میں کیا کیا بال کی کھال نکالی گئی اور ان سب باتوں کو تفصیل اور تبصروں کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔"

کتاب کے نام سے محض اتنی بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کتاب میں غالب اور ن کی تخلیقات پر ہونے والے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے مگر عرضِ حال سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل نقاد نے بعض مداحوں کے بیانات کو بھی شامل کیا ہے۔ اس لیے کتاب ، حدود میں غالب کی زندگی اور شاعری کے بہت سے اہم گوشے آجاتے ہیں۔ کتاب ے عرضِ حال کے علاوہ مندرجہ ذیل ۵ ابواب ہیں۔ (۱) غالب کی فارسی شاعری) غالب کی فارسی دانی (۳) قاطع برہان کا ہنگامہ (۴) غالب کی اردو شاعری) شخصیات کا تعارف۔

"غالب کی فارسی شاعری" میں نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ۔ حالی۔ نیاز فتح پوری ضلِ حق خیرآبادی۔ شبلی اور خواجہ عباداللہ اختر وغیرہ کے ان بیانات کا جائزہ لیا گیا ہے جو "غالب کی فارسی دانی" میں یہ نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے کہ چونکہ غالب خود ہندوستانی تھے اس لیے ایرانی نژاد علما کے برابر فارسی نہیں جانتے تھے چونکہ خود غالب نے ہندی نژاد فارسی کے عالموں کو نشانۂ ہدف بنایا ہے۔ اسی لیے تنقید اور تحقیق کی روشنی میں اعتراضا جائزہ لیا گیا ہے اور مرزا قتیل پر کیے گئے اعتراضات کو خاص طور پر زیرِ بحث لایا گیا ہے "غالب کی اردو شاعری" میں غالب کے ابتدائی مشکل پسندی کے رجحان کو تقلیدِ بیدل قرار دے کر ان کی شاعری کے سادگی و پرکاری کے رنگ کو سراہا گیا ہے۔ مگر یہ باب مختصر تشنہ اور کمزور ہے۔ اس باب میں نیاز فتح پوری اور یگانہ چنگیزی کے بعض

نات کا فنی جائزہ لیا گیا ہے اور یگانہ و غالب کے ہم مضمون اشعار کا تقابلی مطالعہ
یگانہ کے بعض اشعار کو غالب کے اشعار سے ماخوذ قرار دیا ہے " شخصیات کے
ت " میں ان اشخاص کا مختصر تذکرہ ہے جن کے نام زیر نظر کتاب میں ضمناً آ گئے ہیں جس
ن کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

زیر نظر کتاب کا سب سے طویل اور اہم باب "قاطع برہان کا ہنگامہ" ہے "قاطع برہان"
ی الفاظ کی ایک فرہنگ ہے۔ جس کے مولف محمد حسین عرف برہان ہیں۔ برہان تبریزی
تے تھے۔ اور عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں دکن میں فروکش تھے۔ غالب اس کتاب
ستند نہیں سمجھتے اور برہان کے ایرانی النسل ہونے پر شک اور پارسی نژاد ہونے پر
ز کرتے تھے۔ اسی لیے غالب نے اس کتاب کے اغلاط کی تصحیح کی اور انھیں "برہان قاطع"
نام سے شایع کر دیا۔ جس پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور اس کی تائید اور تردید
کتابوں اور رسالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ غالب کی "قاطع برہان" کے جواب
ں سید سعادت علی نے "محرق قاطع" لکھی "محرق قاطع" کے جواب میں سید محمد نجف
ی خاں کا "دافع ہذیان" عبدالکریم کی "سوالات عبدالکریم" اور میاں داد خاں سیاح
" لطائف غیبی" منظر عام پر آئیں "قاطع برہان" کی تردید میں دوسری کتاب مرزا
رحیم بیگ کی "ساطع برہان" اور آغا احمد علی کی "موید برہان" شائع ہوئی "موید
برہان" کی تردید میں غالب نے "تیغ تیز" لکھی غالب کی "تیغ تیز" کے جواب
میں احمد علی نے "شمشیر تیز تر" لکھی۔ اور غالب کی تردید میں مولوی امین الدین دہلوی
نے "قاطع القاطع" شایع کی۔

اس باب میں فاضل مصنف نے نہ صرف یہ کہ اعتراضات کا جائزہ لیا ہے بلکہ
اس سلسلے کے بیشتر مواد کو یکجا کر کے نتائج نکالنے کی کوشش بھی ہے اور جگہ جگہ
قاضی عبدالودود کی آرا کو پیش کیا ہے۔

فاضل مصنف نے کہیں کہیں غیر سنجیدہ انداز بیان اختیار کیا ہے جو کسی علمی،
تنقیدی اور تحقیقی کتاب کے منافی ہے مثلاً

(۱) "مولانا شبلی نعمانی نے بالکل اندھے معتقد کی طرح غالب کے گن گائے ہیں ۔"

(ص ۴۱)

(۲) "ضیاء اللہ صاحب نے پوری کتاب میں پنجابی انداز گفتگو میں بحث کی ہے ۔" (ص ۵۶)

(۳) "وہ (غالب) خود کون سے شیراز یا اصفہان کے ایرانی بچے تھے کہ ان کے منہ سے جو نکل جائے اس کو آمنا صدقنا کہہ کر مان لیا جائے ۔" (ص ۱۰۴)

کہیں کہیں غلط زبان بھی لکھی ہے مثلاً

"کلکتہ کے اس مشہور استادِ سخن کا بھی ذکر نہیں کرتے جو اس وقت حیات سے تھے ۔" (ص ۶۲)

اس میں "سے" فضول ہے محض "حیات تھے" کہنا کافی تھا۔

بعض تنقیدی آرا بھی بحث طلب ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب میں جگہ جگہ حوالے اور دوسری کتابوں کے اقتباسات ہیں مگر حوالے مکمل نہیں ہیں۔ حواشی میں یا باب کے آخر میں مصنف، کتاب، جلد، ایڈیشن، سن طباعت، مقام طباعت، پبلشر اور صفحہ کا نمبر ہونا چاہیے۔ آخر میں کتابیات کی مکمل فہرست بھی ہونی چاہیے تھی۔ اپنی بعض کمزوریوں کے باوجود کتاب غالبیات میں ایک اچھا اضافہ ہے۔

عنوان چشتی

دکنی غالب ملّا وجہی

مرتب: قیوم صادق

پبلشر: میسور ادبی سرکل۔ وی وی محلہ میسور ۲

قیمت: ۵ روپے

قیوم صادق (زیرِ نظر کتاب سے قبل) "اردو زبان کا مذہبی ورثہ" "اردو ادب میں تنقید کی اہمیت" وغیرہ کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اور کئی کتابوں اور نمبروں کے مرتب ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کا پیش لفظ سیّد مبارز الدین رفعت نے لکھا ہے۔ جس میں انھوں نے کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ

"..... قیوم صادق صاحب نے قدیم اردو کے عظیم شاعر اور نقد یم

اُردو کے اوّلین صاحبِ طرز نثر نگار کی ادبی خوبیوں پر قلم اٹھایا ہے
انھوں نے قطب مشتری، سب رس، اور تاج الحقائق سے متعلق ضروری
معلومات کو یکجا کر دیا ہے اور سب رس میں ملّا وجہی کے خطوط کی نشاندہی
کی ہے" ص ۸

دیباچہ فاضل مرتب نے خود لکھا ہے جس میں بعض اہم امور کو واضح کیا ہے انھوں نے غالبؔ اور وجہیؔ کی بعض اہم مماثلتوں کی وجہ سے اس کتاب کا نام "دکنی غالب ملّا وجہی" رکھا ہے۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ کیا بعض مماثلتوں کی وجہ سے ایک فن کار کو دوسرے فن کار کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے؟ قیوم صادق کا خیال ہے کہ:-

"دونوں ایک عہد آفریں شخصیت کے مالک تھے۔ خدا نے انھیں
ذوقِ سلیم اور فہمِ رسا کی سب نعمت عطا کی تھی..... دونوں کے یہاں
تخیّل کی بلند پروازی، فہم کی درّاکی۔ عقل کی تیزی، ذہنی رسائی،
زبردست قوّتِ اجتہاد ہے۔"

اس کے بعد کتاب کا متن شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں چند صفحات میں سب رس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پھر "سب رس" کی لغت، غزل، رباعی، دوہرے دوہے، اشعار، فارسی مصرعوں، فارسی ابیات۔ عربی آیات۔ اور احادیث کو الگ الگ جمع کر دیا گیا ہے۔ ملّا وجہی کے چند خطوط بھی درج کیے گیے ہیں یہ خطوط 'سب رس' میں شامل ہیں اور اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے خطوط کہے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ "قطب مشتری" اور "تاج الحقائق" کے سلسلہ میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور ہر صنفِ سخن کو علیٰحدہ علیٰحدہ اکٹھا کر دیا ہے۔ آخر میں ایک فرہنگ بھی شامل ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

یہ کتاب طلبا کے لیے خاص طور پر اور اساتذہ کے لیے عام طور پر مفید ہے۔

عنوان چشتی

فکر و نظر

مصنف: اثر بھارتی
پتہ: اُردو اکیڈمی پریم نگر گورداسپور
قیمت: ۱/۵۰

اثر بھارتی کی تخلیقات، "گلستانِ حیات" "خدا اور عظمتِ آدم" "سرورِ روحانی" اور "فکر و نظر"، منظر عام پر آچکی ہیں "فکر و نظر" میں فلسفۂ حسن، فلسفۂ دل، مرتبۂ انسان وغیرہ موضوعات کے ساتھ "فلسفۂ حیات و ممات"، کو پیش کیا گیا ہے۔ میری تحریر اسی مخصوص موضوع سے متعلق ہے۔

۔سکون کی مختصر تفسیریں ملتی ہیں لیکن اثر بھارتی کا ذہن اس مفہوم کے قریب ہے۔ جس کو اقبال نے پیش کیا تھا۔ سکون کی تعبیر کے لیے شاعر نے دریا کی علامت کو اپنایا ہے۔

سکونِ دل: ممات

تو سمجھتا ہے سکونِ دل کو بنیادِ حیات
میں سمجھتا ہوں اُسے عکسِ فنائے کائنات

خامشی دریا کی ہے تیرے لیے وجد آفریں
اور ہے میری نظر میں اک یہ اندیشے کی بات

اسی مفہوم کو دوسرے انداز میں سعیِ پیہم اور مدعائے حیات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

زندگی ہے دھڑکتے دل کی صفات
ہے سکوں گویا زندگی کی ممات

میں نہیں ہوں شکست کا قائل
سعیِ پیہم ہے مدعائے حیات

اسلام میں دنیا کو "مزرعِ آخرت"، کہا گیا ہے، آرزو، شوق، حوصلہ، عمل، ایثار تمام چیزیں زندگی میں داخل ہیں اس لحاظ سے قطعہ کے معنی میں کافی وسعت ہے۔

اثر نے انسانی زندگی کو سب سے بڑی حقیقت مانا ہے "خودکشی" غیر انسانی فعل ہے۔ اس کا تعلق فراریت اور مایوسی سے ہے۔ اسلام میں مایوسی کو کفر بتایا گیا ہے۔ اس بزدلی کے عمل میں شک کا عنصر غالب آجاتا ہے۔

انسان : عقدہ کشائے زندگی

خودکشی میں ڈھونڈتا ہے تو نجات آ بتاؤں تجھ کو میں تیری صفات
تو اگر سمجھے تو ہے عکسِ خدا اور کھولے عقدۂ رازِ حیات

گیتا میں مذکور ہے کہ جس میں امتیاز کی کمی ہے وہ عقیدہ سے محروم ہے اس پر شک کی حکمرانی ہے وہ جادۂ روحانیت سے بھٹکا ہوا ہے۔ مشکوک روح کے لیے دونوں جہاں میں بہرہ مندی نہیں ہے نہ اس کے مقدر میں خوشی ہے۔

منتہائے حیات : اعمالِ حسنہ

زندگانی ایک بحرِ پُر خطر ہے اور طویل منتہائے ہر نظر ہے قبضۂ دُرِّ جمیل
نیک و بد اعمال پر اپنا اثر ہے اعتقاد سلسبیل و کوثر و تسنیم ہیں بس چند جھیل

یہ خیال ویدانتی فلسفۂ عمل سے ماخوذ ہے۔ صوفیوں کے یہاں بھی عمل خیر مرادِ عشقِ حبیب ہے۔ گیتا میں کہا گیا ہے کہ انسان کا حق صرف عمل ہے۔ صلہ کی تمنا صلۂ عمل کو مقصد نہ بناؤ۔ ایک اور مقام پر یہ ہدایت ملتی ہے:" جو صلۂ عمل بغیر فرض ادا کرتا ہے وہ سنیاسی ہے۔"

خاک : رازِ تخلیق

خاک کی قیمت سمجھتا کیا ہے تو اے بے خبر خاک سے اکثر اٹھا کرتے ہیں طوفان
خاک کے پردہ سے ہی ہوتی ہے تخلیقِ چمن پھول، مٹی کی ردا سے ہی ابھرتا

غالب نے اسی مفہوم کو اپنی غزل میں پیش کیا تھا (سب کہاں کچھ لالہ و گل نمایاں ہو گئیں)

اثر نے واضح کیا ہے کہ مادہ میں نمو کی قدرت ہے۔ یہاں مسلسل تخریب و تعمیر کا عمل جاری ہے یعنی زندگی جاودان ہے اس لیے زندگی

[illegible] ہے۔

جوشِ حیات : تکمیل انسان

ہر رکاوٹ کو زیرِ پا کچلو — قعرِ دریا میں ڈوب کر ابھرو
بن کے شمس و قمر زمانے میں — روئے گیتی پہ ہر طرح چمکو

زندگی : بسترِ خارِ مغیلاں

ساز کے تاروں میں مضمر شوق ہے مضراب کا — ہر کمر مزدور کی گویا ہے خم محراب کا
گُل کے پہلو میں کھٹکتا ہے یہاں خارِ چمن — زیست کا بستر کہاں ہے اے اثر کمخواب کا

بازوئے ہمت : سعیِ کارساز

خونِ ہمت سے پگھل جاتا ہے لوہا سربسر — ملک کی تعمیرِ صنعت ہے مراحسنِ نظر
جاگ اٹھتا ہے سحر کو جب مشینوں کا خدا — بازوئے ہمت کو لگ جاتے ہیں لاکھوں بال و

قرآن میں آیا ہے ''آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور دن اور رات کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اس کشتی میں جو لوگوں کے فائدہ کی چیزیں لے کر سمند میں چلتی ہے۔ نشانیاں ہیں''

گیتا میں کہا گیا ہے کہ تمام ذی حیات غذا سے نشو و نما پاتے ہیں۔ غذا کا ا بارش پر ہے۔ بارش کا وقوع قربانی سے وابستہ ہے اور قربانی کی جڑیں عمل : پیوست ہیں۔

اقبال نے عشق اور عمل پر زور دیا ہے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم — جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشی
یا دعمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی)

اثر کا دل روحانی اور ذہن سائنسی ہے اس کے ذہن میں صنعتی ر کی برکتیں بھی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ محنت کش طبقہ اور سرمایہ داری نظام کے ا میں بھی جہادِ زندگی کارفرما ہے۔ اقبال کے کلام میں یہ شفاف عنصر داخل۔

لینن نے کہا تھا۔" سچا انٹرنیشنلسٹ وہ نہیں ہے جو محض دعویٰ کرتا ہے ۔ بلکہ ہے جو انٹرنیشنلسٹ کی حیثیت سے اپنے بورژوا سے، اپنے شوشل شاونی سے، راپنے ( ) سے جہاد کرتا ہے ۔

اثر بھارتی نے اپنے قطعات میں آزمائش، جدوجہد، تسخیر کائنات کا سرا، مدگی میں فتحمندی اور خیر و برکت کی زندگی کا پیام دیا ہے ۔ یہ تمام مثبت اور رجائی امر ہے اس لحاظ سے یہ شاعری توجہ اور وقعت کی چیز ہے ۔

(ڈاکٹر) سیفی پریمی

صحرا کا سفر

شاعر: راہی قریشی

ناشر: وِلا اکیڈمی، عزیز باغ ۔ سلطان پورہ حیدرآباد ۲۴

ملنے کا پتہ: " منزل " ۸۱ ۔ ملز روڈ کالونی، گلبرگہ (۵۸۵۱۰۲) کرناٹک

قیمت: تین روپے پچاس پیسے

"صحرا کا سفر"، راہی قریشی کی غزلوں کا مجموعہ ہے ۔ وِلا اکیڈمی کی یہ ۲۱ ویں پیش کش ہے ۔ اکیڈمی کے صدر حسن الدین احمد نے " حرفِ خلوص " میں لکھا ہے ۔

ص ۴ ۔ " ان کی یہ غزلیں نئے مزاج سے ہم آہنگ ہیں مجھے تو اس انتخاب میں جدید رجحانات کی گونج صاف سنائی دیتی ہے ۔"

ڈاکٹر غیاث صدیقی نے راہی کی غزلوں کا مطالعہ کرکے اپنے تعارف میں یہ نتیجہ نکالا ہے ۔

ص ۸ ۔ " راہی ادبی تحریکات کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ لیکن جدید رجحانات کو بہت کم قبول کرتے ہیں ۔ متقدمین کے کلام سے بے حد متاثر ہیں ۔ جدید تجربوں اور

اس سلسلہ میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ حسن الدین احمد محض خوش فہمی کی بنا پر اپنے دعوٰی کی صحت پر مصر ہیں۔ "حرفِ اخلاص" میں کوئی نظریاتی دلیل پیش نہیں کی گئی نہ کسی شعر کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مخمور سعیدی نے اچھا خاصا پیشِ لفظ لکھا ہے اور اس میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے۔

ص ۱۱ ۔" ان کی غزلوں کا آہنگ سماعت نواز اور ترنم ریز ہے اور یہ وصف غالباً کلاسیکل غزل کے مطالعے کی دین ہے اگرچہ اس میں ان کی اپنی کیفیتِ مزاج کو بھی یقینی طور پر دخل ہوگا۔"

راہی کے یہاں زبان کا سبک پن، خیال کی نزاکت اور فکر کی گہرائی ملتی ہے زندگی اور اس کے مسائل پر شاعر کی نظر ہے۔ محبت اور سیاست دونوں دائروں میں اس کے شعور کی روشنی قاری کو متاثر کرتی ہے۔ احساس، خواب اور حسین زندگی کا حسن مستقبل شاعر کی غزلوں میں مسکراتا ہے۔ اس کے یہاں غم کی فلسفیانہ تعبیر ہے اور زندگی کا صحت مند نظریہ!

امانتِ غم اور دیدۂ بیدار کی یہ شاعری قاری کے ذہن اور دل کو تزئین و تہذیب کا سامان فراہم کرتی ہے۔ چند اشعار سے شاعر کی ذہنی فضا اور شعری محاسن کا اندازہ کیا جا سکتا ہے:

تمام شہر میں جو شخص بے وفا ٹھہرا
مرے لیے وہ تمنّا کا آسرا ٹھہرا

اِک مجھ کو آزمانے کے حیلے سے زندگی
کتنے شفیق چہروں سے پردے ہٹائے ہے

نہ تیرے قرب کی خوشبو نہ تیری یاد کے پھول
یہ کوئی دشت ہے یا میرے گھر کی تنہائی

اب تو غم آنکھوں میں آیا ہے مگر یہ سوچو
آج تک کیسے امانت یہ سنبھالی ہوگی

تشنگی نے سبھی، آنکھوں سے لہو ٹپکایا
تب کہیں چھلکے ہیں اس بزم میں ساغر ملے

خواب دیکھے ہیں تو خوابوں کی حقیقت مانگو
دوستو! دیدۂ بیدار کی دولت مانگو

[illegible] تعمیر، اتنا کچھ، اپنے گھر کو
اونچی ہوتی چلی جاتی ہے وہ دیوار [illegible]

حمید الماس، شاہد احمد شعیب اور آزاد گلاٹی کی رائیں عقبی سرورق پر درج ہیں۔ آرٹ پیپر پر شاعر کی تصویر چھپی ہے۔ سرورق سادہ مگر معنی خیز ہے۔ مجموعے کی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ **وڈیا ساگر دویدی**

سفینہ

شاعر: سہیل مالیگانوی
ناشر: قصر الادب۔ مالیگاؤں
قیمت: دو روپے

"سفینہ" سہیل مالیگانوی کی رباعیات کا مجموعہ ہے۔ جس میں لگ بھگ ۲۵۵ رباعیاں ہیں۔ سفینہ کا پہلا اڈیشن ۱۹۴۸ء میں شایع ہوا تھا۔ یہ دوسرا اڈیشن کسی قدر ترمیم و اضافہ کے بعد شایع ہوا ہے "پرتو" کے عنوان سے ادیب مالیگانوی کی مختصر سی تحریر شامل ہے اور "غرضِ مصنف" کے تحت شاعر نے رباعی کے فن کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"میں نے اپنی رباعیات میں مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اوزان کی پابندی جہاں تک ممکن نظر آئی کی۔ اور کہیں کہیں آزادی بھی اختیار کر لی ہے۔ تعقید کا زیادہ لحاظ نہیں رکھا۔ قوافی میں ایطا کی قید سے الگ ہوں"

عروضی نقطۂ نظر سے رباعی بحرِ ہزج کے دو اوزان یعنی اخراب اور اخرم میں لکھی جاتی ہے۔ ان اوزان سے باہر کے تمام اوزان رباعی کے لیے ممنوع ہیں۔ اسی طرح قافیہ کے نقطۂ نظر سے پہلے دوسرے اور تیسرے مصرع میں قافیہ ہونا ضروری ہے۔۔۔ جہاں تک رباعی کی تکنیک کا تعلق ہے اس سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ پہلے مصرع سے جو بات شروع ہوتی ہے اس کا ارتقا دوسرے اور تیسرے مصرع میں ہوتا ہے اور چوتھے مصرع پر اختتام ہوتا ہے۔ اگر رباعی کے مصرعوں میں گہرا ربط نہ ہو تو یہ ایک عیب ہے یہ ربط خارجی سطح پر بحر قوافی اور الفاظ کے تناسب کی شکل میں اور داخلی سطح پر مضمون کے ربط، خیال کی وحدت اور ارتقا کی صورت میں محسوس ہوتا ہے۔

سہیل کی رباعیوں میں بڑی حد تک رباعی کے فن کا حسن ہے۔ انھوں
رباعیاں لکھی ہیں۔ جن میں فن کے آداب کا احترام، زبان و بیان کی سادگی
، اور خیالات کا تنوع ملتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اس بات کی مظہر ہیں
کو فنِ رباعی پر عبور اور شاعری کی قدیم روایات سے آگاہی ہے اور ان
رویّہ سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے۔ انھیں قدیم کلاسیکی روایات بہت
یں ”سفینہ“ میں اس قسم کی رباعیاں ہیں۔

عریانیٔ جذبات کی تکمیل کرو
پابندیٔ افکارِ عزازیل کرو
ہر شعلۂ بیباک کا لے لو بوسہ
جس طرح بنے روح کو تحلیل کرو

کتاب رباعی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بالخصوص اور قدیم روایا
یت کرنے والوں کے لیے تحفہ ہے عروضی اور فنّی غلطیوں کے لیے شاعر نے
ں لکھ دیا ہے اس لیے ان کا ذکر فضول ہے۔

عنوان چشتی

راہ گزر

شاعر: دِلؔ ایوبی
ناشر: پی، کے، پبلیکیشنز ۲۷۰۲، ۳
پرتاب اسٹریٹ۔ دریاگنج۔ دہلی
قیمت: چار روپے پچاس پیسے

دِلؔ ایوبی کی منتخب غزلیں پریم گوپال متّلؔ کی نگرانی میں ”راہ گزر“ کے
م سے شایع کی گئی ہیں اس سے پہلے شاعر کی ایک طویل نظم ”صدائے بازگشت“
ر نعتیہ کلام ”نذرِ رسالت“ کی شکل میں منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ ”حرفے چند“
ں محمود سعیدی نے شاعر کی مذہبی زندگی اور شعری عناصر پر گفتگو کی ہے—
شاعر کی غزلوں کے متعلق کہا گیا ہے۔
ص ۱۱ ”دِلؔ صاحب کے کلام میں غزل کی کلاسیکل روایت کار جاؤ ہے۔
نھوں نے اظہار و بیان کے مانوس پیرایوں سے انحراف و تجاوز کی کوئی کوشش

نہیں کی ہے بلکہ ان کا مطمح نظر یہ رہا ہے کہ معتدقہ اسالیب کی حدود میں رہ کر ہی راہِ سخن طے کی جائے۔"

جو شاعر عروض و بیان کی پابندی کو قبول کر کے شعر کہے گا اس کی شاعری کا جائزہ بھی اسی اصول سے لیا جائے گا۔

چنانچہ دِل ایوبی کے کلام میں بعض خامیاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً

ص ۱۳۔ عقدہ حل ہو نہ کھلے رازِ نہ گتھی سلجھے
میری قسمت بھی ترا بندِ قبا ہو جیسے

"عقدہ" کی جگہ راز، بات، جس کا ہم وزن لفظ آنا چاہیے تھا۔

ص ۷۰۔ خیر ہوتی ہے نہ فی نفسہ شر ہوتی ہے۔

غزل میں "فی نفسہ" کو استعمال کرنا یوں بھی مصرع میں لقراطیت پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ لفظ "شر" اب عام طور پر مذکر ہی مستعمل ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کی فرصت آگیں بحثوں کا دور ختم ہو گیا۔

شاعر نے جہاں زندگی اور سیاست پر ایک ہندوستانی آزاد فرد کی حیثیت سے نظر کی ہے اس نے اپنے ذہن کو خیر و برکت اور سوسائٹی کی بہبود کے خیالات سے معمور کیا ہے اور اس افذ و قبول کا نتیجہ یہ ہے کہ شاعر کے یہاں ماضی سے گریز، بیگانگی میں رنگِ آشنائی نظر آتا ہے۔ وہ ظلمتِ شب سے کہ سرمایہ داری نظام کی دین ہے گریزاں ہے اور آزادی کی سحر کا پرستار ہے اس کے سامنے کو نین میں حسن کے جلوے فروزاں ہیں مگر نشتن ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ کہیں کہیں نفسیاتی نکتہ بھی مل جاتا ہے۔ سنجیدگی اور معنی خیز خاموشی شاعر کے نزدیک ایک موثر حربہ ہے۔ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ "راہ گزر" کے شاعر میں حادثاتِ وقت سے مقابل ہونے کی سکت پائی جاتی ہے۔ دِل ایوبی نے جہاں ان موضوعات کو شعری پیکر میں ڈھالا ہے۔ وہاں حسنِ بیان کی جلوہ گری بھی ہے۔

چند اشعار قابلِ مطالعہ ہیں۔

لوگ ماضی کو بھی سینے سے لگائیں کب تک
یہ جو بیگانہ وار گزرے ہیں

وقت تو یوں بھی رضامند نہیں ہے یارو
ان میں کچھ آشنا سے لگتے ہیں

بالیدگی ... سخن شعر کی نہ سمجھ

عشق مذاقِ عام نہیں ہے

ن لقیۂ بام نہیں ہے

ذرّہ ذرّہ بول رہا ہے

ے سے چپ ہوں مُہر بہ لب ہوں

اے دورِ حادثات سبھی ایک سے نہیں

ڈھلنا تھا جن کو وقت کے سانچوں میں ڈھل گئے

کتاب اچھی چھپی ہے ۔ سرورق نگاہ طلب ہے ۔ شاعر کی تصویر بھی

املِ اشاعت ہے ۔ ودّیا ساگر دویدی

ادبی اقدار

(مجموعۂ مضامین)

مصنف : دوّر آفریدی

ناشر : اُردو ریسرچ اکادمی، رام پور

قیمت : تین روپے

"ادبی اقدار" نام سن کر گمان ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضخیم یا ثقیل قسم کی کتاب ہوگی، جس میں ٹھوس اور فلسفیانہ انداز سے موضوع کی شرح و بسط کے ساتھ یا خشک یا عالمانہ قسم کے خیالات پیش کیے گیے ہوں گے ۔ لیکن کتاب کا حجم پہلی بات اور مواد دوسری غلط فہمی کو فوراً دور کر دیتا ہے ۔

یہ ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے دوّر آفریدی صاحب کے مضامین کا جس میں لسانی، تحقیقی، ثقافتی اور تنقیدی طرز و فکر کے دس مضمون ہیں ۔

ہر مضمون کی نمایاں خوبی اور خصوصیت یہ ہے کہ جو باتیں کہی گئی ہیں وہ نپی تلی اور سوچی سمجھی ہوئی اور جس طرح سے کہی گئی ہیں اس کا پڑھنا اور سمجھنا تو نظر پر بار ڈالتا ہے اور نہ ذہن پر ۔ دوسری چیز ہے اختصار اور نفسِ مطلب کا معقولیت کے ساتھ اظہار ۔

"لسانیات" ایک خشک اور ادق موضوع ہے ۔ اسی لیے ہماری زبان میں اُس سے دلچسپی اور اس میں درک رکھنے والوں کی تعداد بھی کم ہے ۔ زبان کی ماہیت، اہمیت اور اس کی ساخت پرداخت سے تھوڑا بہت واقف ہونا چاہیے ۔ اُسی واقفیت کو بہم پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اردو املا، اُردو کا

اردو رسم خط ان تینوں عنوانوں کو لے کر آفریدی صاحب نے جو تجویزیں ،
ا ہیں اور اس زبان کے رسم خط کی بہتری ، ظاہر اور ثابت کی ہے اس سے
ہی کسی کو انکار یا اختلاف ہو۔

تحقیق کے تحت " دیوانِ غالب بخطِ غالب " اس پر اس کی اشاعت سے
ٹ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ہمارے مضمون نگار نے بھی اس دیوان کے ایک
" یادداشت " کو لے کر جسے بنیادی حیثیت دی گئی ہے اسی کو مشتبہ اور مشکوک
دیا ہے۔

مجروح سلطان پوری اور شکیل بدایونی کو جگر کا شاگرد کہنا یا سمجھنا کہاں تک
ست ہے؟ اس سلسلے میں جناب آفریدی نے اپنی ذاتی واقفیت اور معلومات کی بنا پر
نتائج اخذ کیے ہیں ان کا مطالعہ غور و فکر کی دعوت ضرور دیتا ہے۔

ثقافت اور تنقید کے ضمن میں پانچ مضامین شامل ہیں۔ ہر مضمون اپنے
نے والے کی فہم و بصیرت نیز اس کے خیالات اور نظریات کا آئینہ دار ہے۔

طنز و مزاح کی تعریف کرتے ہوئے راجا مہدی علی خاں کے بارے میں
رائے کہ مرحوم ایک ظرافت نگار شاعر تھے۔ کلام سے مثالیں جو دی گئی ہیں ان سے
ا اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔

معلّم اور متعلّم دونوں " ادبی اقدار " کے بیشتر مضامین سے مستفید ہو سکتے
ہے۔

رشید نعمانی

مطالعہ

(مجموعۂ مضامین)

مصنف: ذکی کاکوروی

ناشر: مرکز ادب اردو، ۱۳۷ ۳۱ شاہ گنج لکھنؤ

قیمت: چار روپے

غزل انسائیکلو پیڈیا اور نظم انسائیکلو پیڈیا کے مرتب جناب ذکی کاکوروی کے
علق ہم یہی سمجھتے تھے کہ وہ شعر و شاعری کی دنیا کے آدمی ہیں اور خاصے کام کے
ہی۔ مگر ان کا تازہ ترین مجموعۂ مضامین " مطالعہ " دیکھ کر معلوم ہوا کہ موصوف
حقیق و تنقید کے بھی مرد میدان ہیں۔

آخری تاجدار اودھ " اختر پیا " کے بارے میں عام طور پر خیال ہے

کہ وہ تمام مردانہ صفات کے حامل، ادب نواز، سخن پرور، حسن کے شیدائی، رقص و سرود کے شائق اور دونوں کے ماہر و کامل غرض ایک باکمال اور عدیم المثال فرماں روا تھے۔ انگریزوں نے بڑا ظلم کیا جو ان کو سلطنت سے معزول، اختر نگر سے دُور، مٹیا برج میں محصور کر دیا۔

ہنر مندیوں کا شہرہ اور مظلومیت کا چرچا جن لوگوں نے کیا ہے۔ ان میں سید مسعود حسین رضوی (ریٹائرڈ پروفیسر لکھنؤ یونی ورسٹی) کا نام نامی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ انھوں نے "واجد علی شاہ اختر" کو "انسان۔ مصنف، اور شاعر" ثابت کرنا چاہا ہے۔ اور ذکی صاحب نے انھیں تینوں صفتوں کی تردید پیش کی ہے۔

رد و قدح میں رضوی صاحب کے ممدوح کی افتادِ طبع، مشاغل و افکار، واقعات اور معمولات کی جو مثالیں دی گئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ واجد علی شاہ کی جو تصویر ان کے مدّاحوں نے کھینچی ہے وہ اپنے اصل کردار و افعال کے لحاظ سے اس سے بالکل مختلف بلکہ برعکس تھے۔

دعوے کی دلیلوں میں خود واجد علی شاہ کی لکھی ہوئی کتابیں، نجم الغنی، رجب علی بیگ سرور، عبدالحلیم شرر، ریزی ڈنٹس کی رپورٹیں اور ان کے خطوط کے اقتباسات، سند اور حوالے کے طور پر نقل کر دیے گئے ہیں نہ یہ تحریریں مشکوک ہیں اور نہ ان کے لکھنے والے غیر معتبر۔

واجد علی شاہ کا مصنّف یا شاعر ہونا کوئی اہمیّت نہیں رکھتا۔ ہاں ان کا انسانی اقدار سے اتنا گیا گزرا ہونا بیشک تعجب خیز ہے۔ رنگ رلیوں میں اتنا زیادہ غرق اور محو ہو جانا کہ فرائض کا احساس نہ رہ جائے۔ عقائد کی پاسداری اور مسلک کی رو میں اتنی شدّت اور غلو کہ اچھائی برائی کا احساس اور امتیاز باقی نہ رہے۔ یہ باتیں کسی "انسان" کے شایانِ شان نہیں کہلائی جا سکتی ہیں۔

دوسرا مضمون خواجہ حیدر علی آتش کی شخصیت و شاعری کا ایک مختصر جائزہ ہے خاص اور مخصوص طرز و ادا کے اچھے شعروں کا انتخاب کر کے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آتش اپنے دور کے ایک قابلِ لحاظ سخن ور تھے، ان کے کلام میں جو تغزل، شعریت سادگی اور صناعیاں پائی جاتی ہیں اُن کی رو سے مان لینا چاہیے کہ وہ ایک بلند پایہ

شاعر تھے اس کے بعد ہی "انتخابِ کلامِ آتش (مرتبہ ڈاکٹر سید اعجاز حسین ریٹائرڈ پروفیسر اُردو الٰہ آبادیونیورسٹی پر تنقیدی زاویے سے نگاہ ڈالی گئی ہے۔ ناقد کا کہنا ہے کہ طویل مقدمے میں، " نہ شاعر کا زمانۂ حیات ہے، نہ اس کی شخصیت اور زندگی کے بارے میں تفصیلات، نہ اس دور کے معاصرین اور سماجی قدروں کا تذکرہ، نہ شاعرانہ عظمت مرتبے کی وضاحت نہ اندازِ کلام، رنگ اور فکر و سخن کی خوبیوں اور خامیوں کا بیان، نہ دوسری تصنیفی اور غیر تصنیفی مشغولیتوں کا ذکر اور نہ اس کی محبوب صنفِ سخن کے پس منظر میں اردو غزل کے ارتقا و ترقی کا تجزیہ" مزید براں انتخاب میں "بیشتر اشعار معمولی اور غیر اہم" ہیں۔ اتنے بہت سے اعتراضات اور خامیوں کے باوجود یہ انتخاب۔ ایم۔ اے (اردو) کے نصاب میں داخل ہے۔

مجموعے کا آخری اور نسبتاً طویل تر مضمون ہے۔ "اودھ کے تین حکمراں" شجاع الدولہ، غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر۔ ان تینوں کے بارے میں بھی بقول مضمون نگار بہت سے لوگ بڑی "خوش فہمی" میں مبتلا ہیں۔ اور جن مورخوں اور وقائع نگاروں نے ان حکمرانوں کی زندگی اور کار و بارِ سلطنت کے بارے میں سچی معلومات بہم پہنچائی ہے۔ وہ "سراسر جھوٹے" سمجھے گئے۔

ادب و ثقافت کی ترویج و سرپرستی، رعیت پروری اور فرماں روائی کے نام سے اخلاق اور مذہب کو جس طرح ان لوگوں نے بگاڑا اور بدنام کیا۔ اور جیسی جیسی شرم ناک اور حیا سوز حرکتوں کے یہ لوگ مرتکب ہوئے ہیں ان کو پڑھ کر سوچنا پڑتا ہے کہ آخر ان تام نہاد نوابوں کے زیرِ اثر اودھ کی سلطنت اتنے دنوں تک باقی اور قایم کیسے رہی؟ لطف یہ کہ تخریب کاروں: وزرا اور مشیر کار بھی اپنے آقاؤں کے دستِ راست اور معاون بنے رہے۔ اُدھر اگر عیاشی اور نفس پرستی کا غلبہ تھا۔ تو اِدھر مال و دولت کی حرص اور عیوب سے چشم پوشی۔ محل، دربار، سلطنت اور متوسلین، کیا مرد کیا عورت سبھی مضموم عادتوں اور نازیبا معاشرت میں غرق۔ متذکرہ بالا حکمرانوں کے افعال و اعمال نہ تو معروضی ہیں نہ الزامی اور سطحی بلکہ وہ تحریری دستاویزات ہیں جو قیصر التواریخ، تاریخ محتشم فانی (غیر مطبوعہ)

تاریخ اودھ، فسانۂ عبرت، گزشتہ لکھنؤ، سیر المتاخرین، وقائع دل پذیر، رابرٹ اور ارون کے سفرنامے۔ نیشنل آرکائیوز کے ریکارڈ اور متعدد مطبوعہ غیر مطبوعہ تاریخی کتابیں۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی تحریریں قابلِ اعتبار نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی بات غلط یا خلاف واقعہ لکھی ہوتی تو تو اس کی تردید اور اختلافات بھی سامنے آچکے ہوتے۔

ذکی کاکوروی صاحب کی محنت تلاش و تفحص اور دیدہ ریزی کی جتنی داد دی جائے کم ہے کہ انھوں نے درجنوں کتابیں اور ان کے سیکڑوں سیکڑوں صفحات کا مطالعہ اور چھان بین کر کے وہ تمام تفصیلات، اقتباسات اور حوالے حرفاً حرفاً نقل کر دیئے ہیں۔ جن سے نوابانِ اودھ کا صحیح رنگ و رو نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

امید ہے لائق محقق کی ان کوششوں کو ہر حلقے میں سراہا جائے گا کچھ لوگوں کو اس کی شکایت ہو سکتی ہے کہ رضوی صاحب پر تنقید کرتے ہوئے کہیں کہیں فقروں میں تلخی آگئی ہے۔ جو ذکی صاحب کی خوردی اور دونوں پروفیسروں کی بزرگی کے پیش نظر مناسب نہیں۔

رشید نعمانی

نئی نظم کا سفر

مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمن اعظمی   صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمن   ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیش نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک کی نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے لیے انحراف و انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھری ہیں۔ وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں۔ یہ انتخاب آپ کو نیٔ نظم کے خد و خال پہچاننے میں مدد دے گا۔

قیمت:- مجلد ۵۰/-
نیوز پرنٹ غیر مجلد ۵۱/۱

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکم محمد بشیر (ترجمہ) اطہر پرویز

ویکم محمد بشیر ایک ایسے ناول نویس ہیں جنھوں نے فکری وسعت پیدا کر کے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دنیا کے بھیدوں کو ڈھونڈ نکالنے والے ان کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کی ساتھی" لوک گیتوں کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔

قیمت : ۵/۷۵

دیواروں میں (ناول) ایم۔ ٹی۔ واسدیون نائر (ترجمہ) ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کم ہے۔ اسی لیے اس کی یاسیت مندی، گہری مگر تسکین آثار ہے۔ قیمت ۷/۷۵

اچیل کے پنکھ (ناول) لکشمی نندن بورا ترجمہ : رضیہ سجاد ظہیر

آسامی ناول میں پیدائش سے کر اب تک عورتوں سے متعلق ایک خاص قسم کے جوش جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقۂ عکاسی اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ اعتبار سے کامیاب ترین ناول۔ قیمت ۶/۷۵

برہمن لڑکی (ناول) شری دھر وینکٹیش کیتکر ترجمہ : اگر سین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور خیال انگیز ہوتے ہیں۔ آپ نے متعصب معاشرہ کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظر ثانی کر کے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا ہے۔ قیمت ۷/-

ملیالم افسانے مرتبہ : اوم چیری۔ این این پلے ترجمہ : جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔

قیمت : ۸/۷۵

نئی مطبوعات

ریب	حمیدہ جبیں	۸/-
ارمغان نعت	والی آسی	۶/-
بیج	بشیر بدر	۵/-
سبزۂ بیگانہ (مراٹھی افسانے)	نور پیرکار	۶/۷
دراک (مضامین کا مجموعہ)	شمیم احمد	۱۲/-
بچوں کی دنیا (منظوم روسی ادب)	شمن سرحدی	۳/-
جب جب پھول کھلے (ناول)	مینا ناز	۱۰/-
م بہار کے (ناول)	ماجدہ خاتون	۱۰/-
ل رخ (ناول)	فریدہ انیس	۱۲/-
خانقاہ	مظہر الحق علوی	۱۰/-
جدید شاعری (ادب)	ڈاکٹر عبادت بریلوی	۲۰/-
سویرے (ناول)	عفت موہانی	۶/۷۵
جانباز (ناول)	اختر حسین	۳/-
سلیما	بلقیس ظفر	۸/-
ایک شہر پانچ مشاہیر	عبدالقوی دسنوی	۴/-
عصری ادب (۱۰)	ڈاکٹر محمد حسن	۵/-
سیرت مبارکہ محمد رسول اللہؐ	مولانا محمد میاں	۲/-
ہندی ادب کی تاریخ (ترمیم شدہ اڈیشن)	ڈاکٹر محمد حسن	۱۸/-
مذہب عشق (داستان)	نہال چند لاہوری	۶/-
کتاب الصوم (مشکوٰۃ المصابیح)	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	۶/-
کتاب فضائل القرآن (" ")	"	۳/۵۰
اولیاء اللہ	سید احمد خورشید قادری	[illegible]

ارمغان مالک

مالک رام صاحب ملک کے ممتاز محقق، بلند پایہ ماہر غالبیات اور ماہر اسلامیت ہیں۔
علمی و ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر مجلس ارمغانِ مالک کی طرف سے ان کی
ہویں سالگرہ پر صدر جمہوریہ ہند نے تین جلدوں پر مشتمل علمی صحیفہ ان کی خدمت میں
کیا تھا۔ ان میں مالک رام صاحب کے سوانح، شخصیت اور خدمات پر سیر حاصل مضامین
علاوہ ہندوستان، پاکستان اور یورپ کے مقتدر عالموں، دانش وروں اور محققوں
۶۴ گراں قدر مقالات ہیں۔ جن میں غالب، اقبال، اسلامیات، تصوف، فلسفہ،
بیات اور لسانیات کے بعض اہم اور بنیادی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ہر کتب خانہ
ں اس علمی صحیفہ کا ہونا ضروری ہے۔

ارمغانِ مالک (اُردو، جلد اوّل۔ دوم) مرتبہ: ڈاکٹر گوپی چند نارنگ قیمت -/۴۰
ارمغانِ مالک (انگریزی) مرتبہ: جناب علی جواد زیدی۔ قیمت -/۳۰

جہاں آرا

شاہجہاں کی چہیتی بیٹی جہاں آرا۔ حسن و حیا اور شرافت
و محبّت کا عجیب و غریب مرقع تین ایکٹ کا روح پرور اوپیرا
رفعت سروش کے شاعرانہ تخیل کی تخلیق۔ شہزادی کی اخلاقی شخصیت
اور اوپیرا کی اہمیت پر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا فکر انگیز مقدمہ۔

قیمت: ۴/۵۰

تنہائی

(ڈراما) ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے اپنی جگہ اثر
انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔ لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے

۳/ . .

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری		۵/۲۵
اکبر	": لارنس بینین	": رضیہ سجاد ظہیر		۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	": وی آر اٹھاولے	": ش۔ قدوائی		۲/۲۵
عظیم باغی	": ڈینس کنکیڈ	": ڈاکٹر پرماتما سرن		۶/۲۵
قاضی نذر السلام	": بیسودھا چکرورتی	": عرش ملسیانی		۲/۲۵
کبیر	": ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	": ایم کے درانی		۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	": ڈاکٹر ذاکر حسین		بلا جلد ۱/- مجلد	۲/-
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت	مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی			۲/۲۵
گرونانک	مصنف: گوپال سنگھ	ترجمہ: مخمور جالندھری		۳/۲۵
مٹتی بنتی تصویریں	": بھگوتی چرن ورما	": رضیہ سجاد ظہیر		۵/-
تاش کے محل (ناول)	": سیال رنگنا یکما	": زینت ساجدہ		۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ: می پال سوم اسندرم	": حسرت سہروردی		۸/-
سفید خون (ناول)	مصنف: نانک سنگھ	": رتن سنگھ		۸/-
گرو گوبند سنگھ	": ڈاکٹر گوپال سنگھ	": مخمور جالندھری		۳/-
ہندی افسانے	مرتبہ ڈاکٹر نامور سنگھ	": اگرسین نارنگ		۹/-
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنف: پنا لال پٹیل	": کشور سلطانہ		۱۰/-
پنجابی افسانے	مرتبہ: ہربھجن سنگھ	": مخمور جالندھری		۷/-
رنجیت سنگھ	مصنف: ڈی آر سود	": "		۲/۷۵
عہد وحید آزادی	": بپن چندر	": غلام ربانی تاباں		۵/۵۰
بنگرواڈی	": وینکٹیش ماڈگولکر	": عرش ملسیانی		۵/۲۵

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارت تعلیم، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شایع کیں

لسانی مطالعے

ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے۔ اردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں مضامین معتد بہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔　قیمت ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء

مرتبہ: پی۔ سی جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہوری حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ۔　قیمت ۱۴/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات

پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات ان علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشو و نما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصہ ہے۔

قیمت　۱۸/-

چراغ کا سفر

سید محمد ٹونکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا ہر حصہ چھان مارا۔ آج سے مصر میں نکل ہندوستان تک جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا۔ گھر گھر گیا سارا سنسار ہی چمک اٹھی۔ پھر اس نے کیسے کیسے روپ بدلے۔ یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے قیمت ۱/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳۔ اور علی گڑھ ۱

[redacted]

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارت تعلیم، حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام ٹ ۔ ج ۔ دو بوئر ترجمہ : ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے ۔ قیمت: ۷/۵۰

تاریخ تمدّنِ ہند پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں ۔ قیمت ۱۲/-

ہمارا قدیم سماج سید سخی احمد

سید سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے انھوں نے ان تمام موضوعات پر اُن کے تقاضوں کے مطابق پروقار انداز میں قلم اٹھایا ہے جس میں نہ جانبداری ہے نہ تعصب ۔ قیمت : ۱۰/-

چڑیاں (بچّوں کے لیے) سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں کسے کہتے ہیں ۔ ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں ۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں ۔ اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں ؟ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب ضرور پڑھیے ۔ قیمت ۳/-

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۔ نئی دلی ۲۵ ۔ دلی ۶ ۔ بمبئی ۳ ۔ اور علی گڑھ ۲

[redacted]

...طبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

...پو (حصہ اوّل دوم) مصنفہ: ایف، سی، فریاس مترجم: صالحہ عابد حسین ۳/-
...شمیر ״ : مالا سنگھ۔ تصاویر: پریمانند ״ : خدیجہ عظیم ۱/۵۰
...ندوں کی دنیا ״ : جمال آرا ״ : محمد شفیع الدین نیّر ۱/۵۰
...مالیہ کی چوٹیوں پر ״ : بریگیڈیر گیان سنگھ ״ : محمد ذاکر ۱/۵۰
...ماری ناریوں کی کہانی (حصہ اوّل) ״ : لیلا مجمدار ״ : رضیہ سجاد ظہیر ۱/۵۰
...نت کی سیر اور دوسری کہانیاں ״ : لیلا وتی بھاگوت ״ : ״ ״ ״ ۱/۵۰
...سیلی کہانیاں ״ : منوج داس ״ : صغرا مہدی ۱/۵۰
آزادی کی کہانی (اوّل دوم) ״ : وشنو پربھاکر ״ : انور کمال حسینی ۳/-
ہماری ریلیں ״ : جگجیت سنگھ ״ : عرش ملسیانی ۱/۵۰
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح ״ : کے۔ سی کھنّہ تصاویر: کرشن کھنّہ ۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں ״ : اوما نند مترجم: رفیعہ منظور الامین ۱/۵۰
بہت دن ہوئے (اوّل) ״ : ایم، چوکسی و پی ایم جوشی ״ : رضیہ سجاد ظہیر ۱/۵۰
بہادروں کی کہانیاں ״ : راجندر راوستھی ״ : انور کمال حسینی ۱/۵۰
روہنت و نندیہ ״ : کرشن چیتنہ ״ : ״ ״ ״ ۱/۵۰
سدا بہار کہانیاں ״ : شانتا رنگاچاری ״ : ״ ״ ״ ۱/۵۰
ابو خاں کی بکری ״ : ڈاکٹر ذاکر حسین ۳/-
انوکھی دوکان ״ : قدسیہ زیدی ۲/۵۰
گلابو چوہیا اور پری زاد ״ : ״ ״ ۲/-
دنیا کے جانور ״ : ״ ״ ۲/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا ״ : میر نجابت علی ترجمہ: سید احسان ۳/-
بدل ڈالی (اوّل دوم) ״ : لیلا مجمدار ״ : صالحہ عابد حسین ۱/۵۰
بڑا پانی ״ : ملک راج آنند ״ : انور کمال حسینی ۱/۵۰
مورا ״ : سرونیدو مانیاں ״ : پریتم لال ۱/۵۰
ہاکی کے کھیل ״ : منوہر داس چترویدی ״ : محمد شفیع الدین نیّر ۱/۵۰
...ا بلا کا خاندان

نئی مطبوعات

اشخاص و افکار
پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ جس میں جمال الدین افغانی، علامہ شبلی، سر سید احمد خاں، شیخ محمد عبدہ۔ رشید رضا، ضیا گوکلپ لطف اللہ اور افکار آزاد خاص طور قابلِ ذکر ہیں۔
قیمت: ۵/-

تجزیے
ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اردو دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں "تجزیے" آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اردو ادب میں اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔
قیمت ۱۰/-

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ
ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔
قیمت: ۵/-

خواتین کربلا، کلامِ انیس کے آئینے میں
صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پُرسوز قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسین کے ساتھ میدان کربلا کے بعد کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ہند کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پروان چڑھاتا رہے گا۔
قیمت:

خط کتابت اُردو کورس

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر نئی دہلی کے جشن زریں (سنہ ۱۹۷۰ء) کے موقع پر اس کورس کے انتظام کی ابتدا کی گئی ہے۔
۲۔ اس کورس کا مقصد مختلف زبانوں کے ذریعہ خط وکتابت کے سہارے اُردو کی ابتدائی تعلیم دینا ہے۔
۳۔ سیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی ایک زبان لکھ پڑھ سکتا ہو۔
۴۔ فی الحال ہندی کے ذریعہ تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔
۵۔ اس کے نصاب کے مطابق کتابیں تیار کی گئی ہیں۔ شرکت کے قواعد یہ ہیں۔

قواعد شرکت

۱۔ جو لوگ ہمارے دفتر سے خط کتابت کے ذریعے ربط قائم رکھ کر تعلیم پانا چاہیں وہ ہمارے باقاعدہ رکن (طالب علم) کہلائیں گے۔
۲۔ ایسے اراکین کو داخلہ فارم بھرنے کے بعد اس نصاب (کورس) کی کتابیں ایک ایک کرکے مفت دی جائیں گی۔ اس تعلیم کی فیس نہیں ہے۔ لیکن پورے کورس اور کتابوں کا ڈاک خرچ دو روپے ہے جو فارم داخلہ کے ساتھ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ذریعہ آنا چاہیے۔
۳۔ داخلہ ملنے کے بعد خط کتابت کرتے وقت داخلہ نمبر کا حوالہ ضرور دینا چاہیے۔
۴۔ جو لوگ ہمارے دفتر سے ربط قایم کیے بغیر ہماری کتابوں سے استفادہ کرنا چاہیں تو وہ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے مقررہ قیمت پر یہ کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔
۵۔ نصابِ تعلیم اور داخلہ فارم حاصل کرنے کا پتہ یہ ہے۔

ڈائریکٹر خط کتابت اُردو کورس

جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

"ناولستان" نئی دلی ۲۵ کے دلچسپ ناول

انور کمال حسینی

س (ناول)

زمانہ بدل گیا ہے۔ زندگی کی قدروں میں۔ تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن
بھی انسان بہت سے معاملات میں روایتوں کا شکار اور رسموں کا غلام ہے۔
آہوں اور کراہوں اور تلخیوں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان صرف
ں نامی طوائف ہی کی نہیں بلکہ ایک پورے معاشرے کا آپریشن ہے! انسانی
بیب کی عکاسی ہے۔
قیمت ۴/۵۰

رضیہ سجاد ظہیر

ر میگھ دے (ناول)

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے۔ تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے
نم نہیں دیا۔ مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں
بیٹی کی کہانی ہے۔ جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب
رسوں بعد۔ جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا، آپ کے ذہن میں برسوں
فوظ رہے گا۔
قیمت ۴/۵۰

صالحہ عابد حسین

بھی ڈور (ناول)

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن الجھنوں کا شکار ہیں۔ ان کے ذہنوں
ں کس قسم کے خیالات پرورش پارہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟
اول اسی کشمکش کو پیش کرتا ہے
قیمت ۴/۵۰

صغرا مہدی

پا بہ جولاں (ناول)

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل۔ ان کی
مشکلات ان کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کا
بہترین شاہکار۔
قیمت: ۶/-

دوسرے کنارے تک (ناول)
عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں۔ لیکن زبان خاموش ہے بالکل خاموش۔
قیمت ۳/۵۰

اپنی اپنی صلیب (ناول)
صالحہ عابد حسین

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بےدردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دل کش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔ قیمت -/۸

کالا شہر گورے لوگ (ناول)
احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین اقوامی ناول ہے جس کا میدان عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے۔ گزشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔
قیمت -/۵

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ۲۵ کی اہم کتاب

اکابرِ تعلیم
سعید انصاری

اس کتاب میں ان اکابرِ تعلیم کے حالات درج ہیں جنھوں جدید تعلیم سے متعلق افکار و خیالات کا اظہار کیا ہے یا تعلیم کے عملی پہلوؤں سے بحث کی ہے اور انھیں تجربہ کی شکل میں بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح تعلیم جدید کی عمارت کھڑی کرنے اور اسے پروان چڑھانے میں مدد ملی ہے۔ اردو میں اپنی نوعیت کی اہم کتاب۔ قیمت -/۱۲

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

اخلاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی — ۶/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند — ۱۱/-

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۱۲/۵۰

خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین — ۱۲/-

حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۲/-

کاروان فکر — " " — ۳/۷۵

اردو ایسیئر — سید ظہیر الدین مدنی — ۳/۵۰

اردو مرثیہ — سید سفارش حسین — ۶/-

بکھرے ورق — سونیتی کمار چیٹرجی — ۳/-

پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵

تنقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور — ۵/۷۵

غزل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری — ۶/-

مقدمہ اقبال — میکش اکبرآبادی — ۴/۲۵

فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ — سید ضمیر حسن دہلوی — ۳/-

خنداں — رشید احمد صدیقی — ۵/۲۵

ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی — ۵/۵۰

داستان اشک خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۲۰

شراب کہنہ — رشید نعمانی — ۳/۲۵

شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد — ۴/۲۵

تاریخ، سیاسیات و روداد

مسلمان اور سیکولر ہندوستان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۶/۵۰

دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — عبدالسلام قدوائی — مجلد ۵/۵۰ غیر مجلد ۴/۵۰

اسلامی عقائد و مسائل مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی — ۴/-

مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین — ۵/۵۰

کتاب و سنت کے جواہر پارے — ترجمہ مولانا جمال الدین اعظمی — ۲/۲۵

آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۴/-

امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۲/-

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود — ۴/-

کتاب کی کہانی — سید احمد حسن نقوی — ۱/۵۰

پاکستان، اس کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش — ۴/-

تاریخ الامت (اول) — مولانا اسلم جیراجپوری — ۲/۵۰

تذکرہ، سیرت و شخصیت

اکابر تعلیم — سعید انصاری — ۱۲/-

تذکرۂ معاصرین — مالک رام — ۱۵/-

پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۶/۵۰

تذکرۂ جگر — محمود علی خاں — ۳/-

قلم کا مزدور — مدن گوپال — ۴/-

گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی — ۶/-

تاریخ الامت دوم مولانا اسلم جیراجپوری ۴/۰
" " سوم " " ۲/۷۵
" " چہارم " " ۳/۲۵
" " پنجم " " ۳/۲۵
" " ششم " " ۳/۲۵
" " ہفتم " " ۲/۰
" " ہشتم " " ۳/۲۵
کچھ پرانے خط دوم پنڈت جواہر لال نہرو ۸/۰
یادگار شخصیتیں " " ۵/۵۰

سفرنامے

گاندھی جی بادشاہ خاں کے دیس میں پیارے لال ۵/۰
عروسِ نیل سلطانہ آصف فیضی ۴/۲۵

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے ڈاکٹر سلامت اللہ ۴/۲۵
جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدہولی ۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۲/۵
ہم کیسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ ۴/۵۰
تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/۵۰

ناول

جلیس انور کمال حسینی ۴/۵۰
کالا شہر گورے لوگ احسان الحق ۵/۰
اللہ میگھ دے رضیہ سجاد ظہیر ۶/۵۰

اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین ۸/۰
اُلجھی ڈور " " " ۴/۵۰
پایۂ جولاں صغرا مہدی ۶/۰
دوسرے کنارے تک عزیز قیسی ۴/۵۰
زندگی کی لہر ساولنگ ۳/۰
آدمی کا مقدر ترجمہ: قرۃ العین حیدر ۱/۰
آلپس کے گیت " " ۲/۷۵
ایک تھی انیتا امرتیا پریتم ۳/۲۵
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۵/۰
باغ و بہار (پرمتن) مرتب رشید حسن خاں ۲/۷۵
بیوہ منشی پریم چند ۲/۷۵
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۳/۵۰
چنار کا پتّا سلطانہ آصف فیضی ۲/۲۵
خیالی پلاؤ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۰
دلدل " رضیہ سجاد ظہیر ۴/۵۰
دلّی کی شام " بلقیس جہاں ۷/۵۰
ڈنگو " قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہِ عمل صالحہ عابد حسین ۷/۵۰
سات سال " رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکستِ ناتمام " زہرہ سیدین ۲/۰
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۳/۷۵
گئودان منشی پریم چند ۱۱/۰
میدانِ عمل " " ۸/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/۰
اپنے دکھ مجھے دیدو راجندر سنگھ بیدی ۶/۰

افسانے اور خاکے

بڑی حویلی مرزا محمود بیگ ۲/-
پت جھڑ کی آواز قرۃ العین حیدر ۶/-
چراغوں کا سفر رام لعل ۴/-
خیالستان سجاد حیدر یلدرم ۳/۷۵
کالے صاحب اوپندر ناتھ اشک ۲/۵۰
کیمیاگر پروفیسر محمد مجیب ۲/-
نروان جیلانی بانو ۴/۷۵
نئی بیماری مہندر ناتھ ۲/۵۰
واردات منشی پریم چند ۴/-

ڈرامے

تنہائی ساگر سرحدی ۳/۷۵
جہاں آرا (اوپیرا) رفعت سروش ۴/۵۰
آزمائش پروفیسر محمد مجیب ۱/۷۵
انجام " " " ۱/۲۵
اوپر کی منزل کرتار سنگھ دگل ۴/-
آئینۂ ایام ترجمہ خلیق احمد ۳/۵۰
پردۂ غفلت ڈاکٹر عابد حسین ۱/۷۵
دروازے کھول دو کرشن چندر ۲/۵۰
سراج الدولہ ترجمہ: اشفاق حسین ۱/۵۰
کھیتی پروفیسر محمد مجیب ۱/۲۵
موت پر فتح جیالال ساز ۱/۲۵
نقش آخر اشتیاق حسین قریشی ۱/۷۵

نظم

نئی نظم کا سفر مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی ۱/۵۰
آتش گل جگر مرادآبادی ۶/-
پچھلی رات فراق گورکھپوری ۷/-
نئی دنیا کو سلام سردار جعفری ۴/-
غالب کا اردو کلام کا انتخاب پروفیسر محمد مجیب ۲/۵۰
مثنوی سحر البیان مرتب رشید حسن خاں ۱/۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکان اسلام مولانا اسلم جیراجپوری -/۵۰
آں حضرت الیاس احمد مجیبی (اردو) -/۶۵
" " " " (ہندی) -/۶۰
پاک کہانیاں دو حصوں میں مقبول احمد سیوہاروی ۲/۲۵
چار یار الیاس احمد مجیبی ۲/۵۰
خلفائے اربعہ خواجہ عبدالحی فاروقی ۲/۲۵
رسول پاک عبدالواحد سندھی ۱/۸۰
عقائد اسلام مولانا اسلم جیراجپوری -/۵۰
مسلمان بیبیاں اعجاز الحق قدوسی -/۷۵
نبیوں کے قصے خواجہ عبدالحی فاروقی ۱/۲۵
ہمارے رسول " " ۱/۶۵
ہمارے نبی سید نواب علی رضوی (اردو) -/۷۵
" " " " (ہندی) -/۴۰

معلومات

آدمی کی کہانی مشتاق احمد اعظمی ۱/۷۵
انوکھا عجائب خانہ محمد حسین حسان (دو حصّے) ۱/۸۰
بجلی کی کہانی علی احمد خاں -/۵۰
پڑدادا کی کہانی محمد عبدالغفار -/۵۶

تاریخ ہند کی کہانیاں (اوّل) خجستہ سلطانہ ۸۰/-
" " " (دوم) ضیاء الرحمٰن ۱/-
" " " (سوم) اشتاق احمد اعظمی ۸۰/-
" " " (چہارم) " " ۹۵/-
خبر رسانی کے طریقے رفیعہ منظور الامین ۸۵/-
دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/-
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اوّل) احمد شبلی غلام ابرار ۱/-
" " (دوم) " " ۱/۲۵
" " (سوم) " " ۱/۴۰
" " (چہارم) " " ۱/۲۵
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۳۰
" " نیچے " " ۳/-
قدرت کے کرشمے ادارہ ۶۲/-
میر انیس محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں، ناول، ڈرامے

چینی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی ۵۰/-
بہادر سیاح " " ۶۵/-
بچا غالب مرتبہ " " ۱/۷۵
بھیڑیے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۵۰/-
ہرن کے بچے " " ۵۰/-
میاں ڈھینچو کے بچے " " ۵۰/-
شیر خاں " " ۵۰/-

لومڑی کے بچے ترجمہ: قرۃ العین حیدر ۵۰/-
بہادر " " " ۷۵/-
سونے کا پنجرہ احسان الحق ۸۵/-
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/-
عقل کا سودا " " ۷۰/-
جن حسن عبدالرحمٰن (دو حصے) ایل لاگن ۴/-
خربوزہ شہزادہ کا سر بن گیا۔ کوثر بانو ۴۰/-
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی ۵۰/-
چٹانوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن ۹۰/-
بندر کا گھر خضر برنی ۴۵/-
دلّی دور ہے مجیب احمد خاں ۵۰/-
جب اور اب آصفہ مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۴۰
اس نے کیا کرنا جانا آصفہ مجیب (زیر طبع)
پریم کی جیت اسد اللہ کاظمی ۳۷/-
تانبیل خاں محمد حسین حسان ۳۰/-
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۵۵/-
چھوٹی لالٹین مشتاق احمد ۳۱/-
جنگل کا راجہ ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق ۴۰/-
تیس مار خاں کے کارنامے م ندیم ۱/۵۰
چمپاوت کا آدم خور شیر محمد معین ۳۵/-
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۸۵

کوے دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۱/۲۵
لال مرغی عبدالواحد سندھی ۵۰/-
مزہ چکھائیں گے مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۳۵/-
مزیدار پہیلیاں محمود علی خاں ۶۵/-

ننھا ٹٹو خورشید سلطان ۳۰/-
چنبیلی محمد حسین حسان ۵۰/-
شیدا پروفیسر محمد مجیب ۵۰/-

تعلیمِ بالغان کے سلسلے کی کتابیں

پیشے

بڑھئی مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
احمد خاں دکاندار " " " " ۳۱/-
بہشتی " " " " ۳۱/-
پیارے جان درزی " " " " ۳۱/-
تانگے والا " " " " ۳۱/-
حفیظ خانساماں " " " " ۳۱/-
کلو حلوائی " " " " ۳۱/-
عبدالرحمن راج " " " " ۳۱/-
مرغی پالیے " " " ۵۰/-
نصیب خاں حجام " " " " ۳۱/-

تمدن و معاشیات

چناؤ کے بھید " " " " ۳۱/-
سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " " ۳۱/-
ضلع کی سرکار " " " " ۳۱/-
کارخانوں کے قانون " " " " ۳۱/

جھلکیاں

احمد علی " " " " ۳۱/-
سید سلیمان " " " " ۳۱/-
احمد ندیم مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
اکبر الٰہ آبادی " " " " ۳۱/-
حیات اللہ انصاری " " " " ۳۱/-
سہیل عظیم آبادی " " " " ۳۱/-
عبدالحق " " " " ۳۱/-
میرامن " " " " ۳۱/-
نذیر احمد " " " " ۳۱/-

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج " " " " ۳۱/-
زچہ بچہ " " " " ۳۱/-
طاعون اور چیچک " " " " ۳۱/-
فوری علاج (دم گھٹنا) " " " ۳۱/-
" " (حادثہ) " " " ۳۱/-
" " (ہڈی ٹوٹنا) " " ۳۱/-

ڈراما

استری دشمن " " " " ۳۱/-
ٹھیک بات چیت کی ہے " " " " ۳۱/-
سوانح اجمیری خواجہ " " " " ۳۱/-

یر خسروؒ مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۱/۳۱
وامی دیانند " " " " ۱/۳۱
وث پاکؒ " " " " ۱/۳۱
رشن کنہیا " " " " ۱/۳۱
ندھی جی (حصہ اول) " " " " ۱/۳۱
" " (دوم) " " " " ۱/۳۱
رو نانک " " " " ۱/۳۱
سطفےٰ کمال (دوم) " " " " ۱/۳۱
ظام الدین اولیاءؒ " " " " ۱/۳۱

لہانیاں

ہانیاں (حصہ اول) " " " " ۱/۳۱
" (" دوم) " " " " ۱/۳۱
نچ تنتر (دوم) " " " " ۱/۳۱
" " (سوم) " " " " ۱/۳۱

ھیتی باڑی

ہنی کھیتی کو لو
یک چک کرو " " " ۱/۳۱
کے باغ لگائیے " " " ۱/۳۲
بیتے کے باغ لگائیے " " " ۱/۳۱
پھلوں کی کھیتی " " " ۱/۳۱
یروں کی کانٹ چھانٹ " " " ۱/۳۱
بانور بھلا چنگا رہے " " " ۱/۳۱
ساگ سبزی اگائیے " " " ۱/۳۱
رابہٹو فارمنگ " " " ۱/۳۱
ھاد بنائیے کھاد ڈالیے " " " ۱/۳۱

لیمو، انار، بیر مرتبہ: تعلیم و ترقی جامعہ ۱/۳۱
مقدمے کی مار " " " " ۱/۳۱
تھو دھواں ہوگیا " " " " ۱/۳۱

مذہب

ابوداؤد شریف " " " " ۱/۳۱
ابنِ ماجہ شریف " " " " ۱/۳۱
کفن دفن " " " " ۱/۳۱
نسائی شریف " " " " ۱/۳۱

معلومات

چاند تارے " " " " ۱/۳۱
دن رات (اوّل) " " " " ۱/۳۱
" " (دوم) " " " " ۱/۳۱
ہوائی جہاز حصہ دوم " " " " ۱/۳۱
فٹ بال " " " " ۱/۳۱
ہلکے پھلکے کھیل " " " " ۱/۳۱

متفرق

پنجابی لوک گیت " " " " ۱/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان ۱/۵۰
الٹی دوا " " ۱/۵۰
برف کا گھر " " ۱/۵۰
بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ ۱/۵۰
بچّے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا ۱/۵۰
بچّوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " ۱/۵۰
بے گناہ مجرم شفیق الرحمٰن قدوائی ۱/۵۰

تاؤ کے اپدیش	محمد حسین حسّان	۵۰/-	پیچک	مشتاق احمد	۶۲/-
تین سوال	عبدالطیف اعظمی	۵۰/-	دیمک	محمد حسین حسّان	۸۲/-
چاند	محمد حسین حسّان	۷۵/-	کتنی زمین	" "	۶۲/-
چیونٹی کی چوٹ	معین الدین	۷۵/-	موسم کے بارے میں سو سوال	محمد امین	۸۷/-

ہماری درسی کتابیں

اُردو

اُردو قاعدہ	۳۵/-	اُردو کی چوتھی کتاب	۶۰/-
" " (رنگین)	۷۰/-	" " پانچویں "	۱/۶۷
اُردو کی پہلی کتاب	۵۰/-	" " چھٹی "	۱/۷۵
" " دوسری "	۹۰/-	" " ساتویں "	۱/۸۲
" " تیسری "	۱/۳۵	" " آٹھویں "	۱/۸۲

ہندی

سرل ہندی پرائمر	۲۵/-	بال پریم (دوم)	۱/۱۲
ہندی پرائمر (اوّل)	۴۸/-	" " (سوم)	۱/۲۵
" (دوم)	۱/-	" " (چہارم)	۱/۲۵
بال پریم (اوّل)	۸۷/-	نو پربھات	۱/۶۲

حساب

جدید حساب (دوسرے درجے کے لیے) ترجمہ: یاور حسین ۱/۲۵

" " (تیسرے " " ") " : محمد یونس ۱/۸۰

" " (چوتھے " " ") " : ملکہ بیگم قزلباش ۲/۳۵

" " (پانچویں " " ") " : محمد یونس ۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے) ترجمہ: محمود سروش ۲/۲۵

" " (چوتھی " " ") " : " " ۲/۴۵

" " (پانچویں " " ") " : دینا ناتھ گردھر ۲/۹۵

پرنٹر پبلشر سید احمد دہلوی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپواکر جامعہ نگر نئی دلی سے شایع کیا

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دِلّی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ
ایک روپے

نومبر ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۱۱
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

قارئین کتاب نما کو عید مبارک ہو

مسلسل ۴۷ سال تک اپنی عمر کا نہایت بیش قیمت حصّہ صرف کر کے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ننھّے پودے کو ایک تناور درخت کا روپ دے کر اکتوبر ۱۹۷۳ء میں شیخ الجامعہ پروفیسر محمد مجیب اپنے عہدے (وائس چانسلری) سے سبکدوش ہو گیے۔

۱۹۲۶ء میں جب محترم ڈاکٹر ذاکر حسین جرمنی سے فارغ التحصیل ہو کر جامعہ واپس تشریف لائے تو پروفیسر محمد مجیب اور ڈاکٹر سیّد عابد حسین بھی قومی و ملی جذبہ سے سرشار ہو کر اس وقت جامعہ آئے جب یہاں کچھ نہ تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب ان تینوں حضرات کو، ان کی تعلیمی استعداد کے مطابق اچھی سے اچھی ملازمتیں اور بڑے سے بڑے عہدے مل سکتے تھے اور پیش بھی کیے گئے۔ مگر انھوں نے درس و تدریس کی زندگی کو ترجیح دی اور سخت تنگی و ترشی کے زمانے میں جامعہ میں کام شروع کر دیا۔

ذاکر صاحب نے ملک اور قوم کے مطالبے پر جامعہ سے صرف جسمانی رشتہ اس وقت توڑا جب انھیں ایک اور اہم اور بڑی تعلیمی درس گاہ کو طوفان سے بچانے کے لیے علی گڑھ جانا پڑا۔ ڈاکٹر سیّد عابد حسین بھی باضابطہ طور پر جامعہ کے تدریسی کام سے کنارہ کش ہو گئے۔

نومبر ۱۹۷۳ء

ناب نمٔ

لیکن پروفیسر مجیب برابر اس ادارے سے وابستہ رہے یہاں تک کہ پچھلے ماہ
ریٹائر ہو گئے۔ یہ آج نہیں تو کل ہونا ہی تھا۔
مکتبہ جامعہ سے ان تینوں بزرگوں کا تعلق برابر قائم رہا اور عابد صاحب اور
مجیب صاحب کی رہنمائی بحمدللہ آج بھی اسے حاصل ہے اور مکتبے کو اس پر فخر ہے۔
مجیب صاحب کے اوصاف ان سطور میں بیان نہیں کیے جا سکتے۔ نہ اس کا موقع
ہے۔ جامعہ برادری بہ ہر حال مجیب صاحب کی خدمات، ان کی لیاقت، ان کی شرافت
ان کے حسنِ سلوک، کو فراموش نہیں کر سکتی۔

نئے شیخ الجامعہ، پروفیسر مسعود حسین خاں، بھی جامعہ کے اپنے ہی ہیں۔ آپ
ذاکر صاحب کے بھتیجے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم جامعہ ملیہ ہی میں حاصل کی ہے۔ اپنے
پیش رو کی طرح علم و ادب سے دلچسپی ہے۔ مجیب صاحب مورخ ہیں، یہ ماہر لسانیات۔ عرصے
تک عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے صدر رہ چکے ہیں اور اب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں
شعبۂ لسانیات کے پروفیسر اور صدر شعبہ تھے۔ ہم صدقِ دل سے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔
اور امید کرتے ہیں کہ جامعہ ملیہ کے ساتھ مکتبہ جامعہ بھی ان کے مفید مشوروں سے محروم
نہ رہے گا۔

کاغذ کی گرانی نے نایابی کی شکل اختیار کرلی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری کئی کتابیں صرف
کاغذ کی نایابی کی بدولت شایع ہونے کی منتظر ہیں۔ انتظار کی یہ گھڑیاں کب ختم ہوں گی، کچھ نہیں کہا
جا سکتا۔ لیکن قیمتوں میں روز بروز کے اضافے کو دیکھتے ہوئے اس کے آثار نہیں نظر آتے
کہ اب یہ نیچے بھی آئیں گی نتیجہ معلوم۔ مہنگا کاغذ۔ وہ بھی اگر کھلے بازار میں مل سکے۔
خرید کر کتابوں کی قیمت میں اضافہ ناگزیر ہوگا۔ ایسی حالت میں کہ لوگ ضروریاتِ زندگی کو
ترس رہے ہیں، کتابیں خریدنے کی ہمت کہاں سے لائیں گے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان
حالات میں زندہ کیسے رہا جائے گا؟
اخباری کاغذ کے کوٹے میں کمی کے باعث کتاب نما کی ضخامت میں بھی کمی ناگزیر ہوگئی
ہے۔ بس دعا کیجیے کہ حالت اس سے زیادہ نہ بگڑنے پائے۔

کچھ "طنزیات و مضحکات" کے بارے میں

اِن اوراق کا قصّہ یہ ہے —— قصّہ بھی آتش کی جوانی کا!

کم و بیش پچاس سال ہوئے ہوں گے، مسلم یونیورسٹی میں اُردو کی پہلی لکچرر شپ پر تقرر ہونے والا تھا۔ میں نے بھی درخواست دی۔ وقت آنے پر میری مخالفت کی گئی۔ اور کیسی مخالفت! بالآخر یہ طے پایا کہ امیدوار کا (میرا) تقرر حسب ذیل شرائط پر عمل میں آئے۔

(۱) اچھا معلّم ثابت ہو (۲) پروبیشن کا زمانہ ایک سال کے بجائے دو سال۔ (۳) امیدوار ایک علمی اور تحقیقی مقالہ پیش کرے جو ماہرینِ فن کے نزدیک معیار کے مطابق ہو۔ (۴) امیدوار کا گریڈ دو سو روپے ماہانہ سے شروع ہو کر ساڑھے تین سو یا چار سو پر ختم ہونے کے بجائے ایک سو بیس (۱۲۰) سے شروع ہو کر دو سو پر ختم۔ سالانہ اضافہ بھی معمول سے بہت کم۔ تفصیلات اچھی طرح یاد نہیں۔

یہ مقالہ اُسی عہدِ آزمایش کی یادگار ہے۔ یہ سب سے پہلے ہندوستانی اکیڈمی کے تماہی رسالہ "ہندوستانی" میں بالاقساط چھپتا رہا ہے۔ بعد میں اکیڈمی نے اسے کتاب کی شکل میں شایع کر دیا۔

ہندوستانی اکیڈمی کا یہ اوّلین اور زرّین عہد تھا جب اس کے سربراہ، سر ولیم میرس، لیفٹیننٹ گورنر، یوپی، سر تیج بہادر سپرو، ڈاکٹر تارا چند اور اصغر گونڈوی تھے۔ اس سے پہلے اس موضوع۔ طنزیات و مضحکات پر کوئی مستقل مضمون نہیں لکھا گیا تھا۔ اب اس پر ایک سے ایک مبسوط و معتبر تصانیف شایع ہو کر عام ہو چکی ہیں۔

اس مقالے کا سب سے عجیب اور نمایاں وصف یہ ہے کہ جس دن سے یہ "زیورِ طبع" سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آیا ہے، جسے تقریباً نصف صدی گذری، آج تک راقم نے دوبارہ اس پر نظر ڈالی نہ کہیں ایک شوشے کی ترمیم، تنسیخ، اصلاح یا اضافہ کیا۔ شاید کسی مصنف نے اپنی طویل مدّتِ حیات میں اپنی اوّلین تصنیف سے ایسا سلوک کیا ہو۔ ممکن ہے کاتب صاحبان وقتاً فوقتاً اس کی تلافی کرتے رہے ہوں۔ ناظرین کرام سے چشم پوشی کرتے رہنے کی درخواست ہے!

رشید احمد صدیقی

علی گڑھ - ۱۲ - اکتوبر ۱۹۷۳ء

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ مطبوعات

ہندوستانی مفسرین

اور

ان کی عربی تفسیریں

از

ڈاکٹر سالم قدوائی

اس کتاب کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں اُن تفسیروں کا ذکر ہے جو مکمل ہوگئیں ہیں۔ دوسرے حصّے میں اجزائے قرآن کی تفسیریں ہیں، تیسرے میں قدما کی تفسیروں کے حواشی اور شرحوں کا ذکر ہے اور چوتھے میں متعلقاتِ قرآن مجید کا ذکر ہے۔ یعنی ان کتابوں کا جو قرآن مجید سے متعلق ہیں۔ اس مقالے پر ڈاکٹر صاحب کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے پی ایچ، ڈی کی ڈگری تفویض کی۔ قیمت -/۱۴

ہمارے ذاکر صاحب

(اضافے کے ساتھ)

رشید احمد صدیقی

اس کتاب میں "ذاکر صاحب" کے علاوہ رشید احمد صدیقی کے تین مضامین اور شامل ہیں۔ ان میں ایک مضمون ایسا بھی ہے جو ذاکر صاحب کے انتقال کے بعد لکھا گیا تھا۔

قیمت: آٹھ روپے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ مطبوعات

نظر اور نظریے

آلِ احمد سرور

"نظر اور نظریے" آلِ احمد سرور کے تیرہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ مضامین ادب کے طالب علموں کے لیے ادب، اس کے اہم اصناف، اس کی قدروں اور ان سب کی نئی بصیرت کے متعلق غور و فکر کا خاصا سامان فراہم کرتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ طرفداری کے بجائے سخن فہمی کی کوشش کی جائے۔

قیمت ۱۰/۵۰

طنزیات و مضحکات

رشید احمد صدیقی

طنزیات و مضحکات کے فن پر اُردو میں پہلی اور اہم کتاب جو عرصے سے نایاب تھی اب نہایت اہتمام سے شایع کی گئی ہے۔ اس مقالے کی ترتیب و تدوین میں جس اصول کو مد نظر رکھا گیا، وہ یہ تھا کہ "نئی دنیا کی فضا پیش کی جائے۔ نہ یہ کہ کولمبس کیا تھے، کون تھے اور کیا ہوئے"

قیمت : ۶/-

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

شاعر
مصنف: تارا شنکر بندو پادھیائے ترجمہ: پرپش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شایع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تارا شنکر بندو پادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریک بیں صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا قیمت ۸/۲۵

منتخب قومی نظمیں
مرتبہ: علی سردار جعفری

پیش نظر انتخاب میں دو طرح کے شاعر شامل ہیں۔ ایک تو وہ جنھوں نے آزادی سے پہلے نام پیدا کیا، دوسرے وہ جو آزادی کے بعد شعری افق پر طلوع ہوئے۔ اس انتخاب سے ان شاعروں کی افتادِ طبع اور شاعرانہ صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا۔
یہ انتخاب ۳۲ شاعروں کی نمائندہ نظموں کا بہترین مجموعہ۔ قیمت: ۴/-

آبِ حیات
مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص و ترتیب: پروفیسر احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی الجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ ایک تاریخی دستاویز قیمت ۶/۲۵

ترقی اردو بورڈ کی درسی کتابیں

طبیعات (فزکس) دوم، حساب و الجبرا اوّل، سوم، جیومیٹری۔ اوّل، دوم، سوم۔ گھریلو سائنس ششم، ہفتم، ہشتم، ہر کتاب کی قیمت: دو روپے

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلی ۲۵۔ دلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

حاصلِ مطالعہ

"کتاب نما"، کی اشاعت کا واحد مقصد پڑھنے والوں کو تازہ مطبوعات سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اقتباس، تعارف اور تبصرے غرضیکہ جو کچھ کتابوں کو مقبول بنانے کے لیے کیا جا سکتا ہے کیا۔ اب ہم یہ کالم اس لیے شروع کر رہے ہیں کہ قارئین "کتاب نما"، جو کتابیں پڑھتے ہیں اور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں، اس سے دوسرے بھی واقف ہوتے رہیں۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ کتابوں کی مقبولیت کا علم آسانی سے ہو سکے گا۔ مگر دوسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ کتابیں بھی روشنی میں آ جائیں گی، جو اشتہاروں اور تبصرہ نگاروں کی حدود سے باہر ہیں، امید ہے کہ ہمارے اس سلسلے کو پسند کیا جائے گا۔ ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ کسی کتاب کو قارئین کے درمیان موضوعِ بحث بنا کر مباحثے اور مناظرے کے دروازے کھول دیں۔ مگر متضاد (لیکن سنجیدہ) رائیوں کی اشاعت سے ہمیں انکار نہ ہوگا۔

اس سلسلے میں جو کچھ شائع ہوگا وہ مراسلہ نگار کی ذاتی رائے ہوگی۔ ادارے کا اتفاق یا اختلاف ضروری نہیں۔

ایڈیٹر

ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی

ہندوستان میں اس طرف کئی اہم کتابیں چھپی ہیں، ان میں سے بعض کتابیں تخلیقی درجہ رکھتی ہیں اور تحقیق و تنقید میں بھی ان کا مرتبہ بلند ہے۔ "ارمغانِ مالک" ایسی ہی کتابوں میں ایک ہے۔ یہ دو جلدوں میں ہے جس کی مجموعی قیمت ساٹھ روپے ہے۔ مجلس ارمغانِ مالک نے اسے چھاپا ہے۔ جس کے کچھتر سے بھی زیادہ اراکین ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان

کے علاوہ متعدد دوسرے ملکوں کے ناقد، ادیب و دانشور بھی اس کے رکن ہیں۔ کرنل
سیّد بشیر حسین زیدی اس کے صدر ہیں۔ "ارمغانِ مالک" کی مجلسِ ادارت کے صدر ڈاکٹر
سید عابد حسین ہیں۔ اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ارمغانِ مالک کے مرتب۔ مختلف موضوعات
پر مشتمل سات سو اکتالیس صفحات کا یہ مجموعۂ مضامین، اردو کے مشہور و معروف محقق جناب
مالک رام کی خدمت میں ان کی ۶۵ ویں سالگرہ کے موقع پر پیش کیا گیا ہے۔ کاغذ، کتابت،
طباعت، ٹائیٹل، جلد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے مشتملات کے لحاظ سے بھی مضامین
کا یہ مجموعہ معیار و وزن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں کل ۳۲ مضامین ہیں۔ جنہیں دو حصّوں
میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصّہ تذکرہ ہے جس کے تحت چار مضامین ہیں اور ایک نظم بعنوان
"ارمغان" جناب عرش ملسیانی نے اس طویل نظم میں اپنی گہری عقیدت و محبت کا اظہار کر
ہوئے مالک رام صاحب کے کارناموں کو اجتماعی طور پر پیش کیا ہے۔ اسے آپ منظوم
تذکرہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ نظم ایک طرف جناب مالک رام کی علمی و ادبی زندگی کا خاکہ پیش کر
ہے۔ تو دوسری طرف یہ جناب عرش ملسیانی کی قادر الکلامی کی شاندار مثال بھی ہے۔ مضامی
کی ابتدا جناب سیّد علی جواد زیدی کے مضمون "ذکرِ مالک" سے ہوئی ہے۔ جس میں زید
نے بڑے حسن و سلیقہ کے ساتھ مالک رام صاحب کی زندگی کے تفصیلی حالات و واقعات کو یکجا کر دیا ہے۔ دوس
مضمون "نگارشاتِ مالک رام" ہے۔ مالک رام صاحب کے تحقیقی و ادبی کارناموں سے مکمل واقفیت کے
یہ مقالہ کافی ہے۔ جناب عرش ملسیانی نے اسے بڑی کاوش سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد باقر اور جناب دوارکا
شعلہ نے اپنے مضامین میں مالک رام صاحب سے وابستہ تاثرات قلمبند کیے ہیں اور باہمی تعلقات کی خوشگوار یادوں کو خو
سے ریکارڈ کر لیا ہے۔ اس کتاب کا دوسرا حصّہ عام مقالات سے متعلق ہے۔ یہ مقا
علوم و فنون کے متعدد، مختلف اور متنوع موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ش
شاعری، عروض، صوتیات، لسانیات، تفسیر، تاریخ و تمدن اور فکر و فلسف
سلسلہ میں نہایت عالمانہ، تحقیقی اور تنقیدی مقالات۔ کا یہ حصّہ اپنی واقفیت ا
کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہند و پاک کے اصحابِ علم و دانش
قلمی اجتماع شاید ہی کبھی منظرِ عام پر آیا ہو۔ حصّہ مقالات میں پہلا مقالہ "تاریخ م

باب، " عہدِ محمد شاہ " جناب سید مسعود حسن رضوی ادیب کا ہے جس میں انھوں نے اس عہد کی مرثیہ نگاری کا تاریخی، حقائق و حوالوں کے پس منظر میں مکمل جائزہ لیا ہے اور تاریخ مراثی کے ایک نامعلوم باب کو اپنی تاریخی کاوشوں اور تنقیدی بصیرت کے ذریعہ روشنی عطا کی ہے۔

دوسرا مقالہ " چند الفاظ و طریق استعمال " جناب قاضی عبدالودود نے تحریر فرمایا ہے جن کی محققانہ عظمت و اہمیت محتاج تعارف نہیں یہ مقالہ حالانکہ مذاقِ عام سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اہلِ نظر حضرات کے لیے نہایت قیمتی ہے۔

ڈاکٹر سید عابد حسین کا مقالہ " مسلکِ انسانیت کا سالک، غالبؔ " دراصل انگریزی زبان میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اس مجموعہ میں اس کا ترجمہ بھی اصل مقالہ کے مترادف ہے۔ زبان و بیان کے لحاظ سے کہیں بھی پر ترجمہ کا گمان نہیں گزرتا۔ اس حصہ میں پروفیسر یوسف حسین خاں کا مقالہ " غالبؔ کی تخئیلی فکر " اور پروفیسر محمد حمید اللہ کا مقالہ " علم تاریخ میں مسلمانوں کا حصہ " بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ مقالے اپنے موضوعات پر کامل اور جامع حیثیت رکھتے ہیں۔ ۷ مقالات اس کتاب کی دوسری جلد میں شامل ہیں۔ اس جلد میں بھی کم و بیش تمام مقالے اپنے موضوعات کی وسعت، افکار کی گہرائی، طرزِ تحریر کے تاریخی شعور اور استدلال اور ادب و فن نیز فکر و فلسفہ کے اہم ترین مسائل پر بصیرت افروز خیالات کی روشنی میں اپنی اپنی جگہ مستند اور مکمل ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کا مقالہ " دو ہند ایرانی معوتے " ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا مقالہ " انصارا بی کا نظامِ فکر "، پروفیسر گیان چند کا مقالہ " اردو اور ہندی عروض "، اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا مقالہ " اردو مصوتوں کی نئی درجہ بندی " خاص طور پر لائقِ توجہ ہیں۔ یہ مقالے اردو زبان و ادب کے کئی مسائل پر بھرپور روشنی ڈالتے ہیں۔

بہر نوع حال کے چند برسوں میں جو اچھی کتابیں چھپی ہیں " ارمغانِ مالک " ان میں نمایاں ہے۔ اور مالک رام صاحب کی تحقیقی و علمی خدمات کے شایانِ شان مالک رام صاحب نے خاص طور پر غالبیات کے میدان میں قیمتی اضافے کیے ہیں

ری معلومات کے دائرے کو وسعت بخشی ہے۔ اندازِ تحقیق سائنٹفک ہے اور
ریان و ادب میں تحقیقی شعور کو پروان چڑھانے میں انھوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔
ان کی خدماتِ ادب کے ضمن میں ہدیۂ محبت اور خراجِ عقیدت کی بہترین شکل
کرتی ہے۔

انِ مالک جلد اوّل و دوم مرتبہ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دِلّی ۲۵ قیمت: ۲۴ روپے فی جلد

شر علی صدیقی

جوشؔ ملیح آبادی کی خود نوشت سوانح عمری "یادوں کی برات" کا ایک ایڈیشن
ادب لکھنؤ نے شایع کیا ہے۔ صفحات کی تعداد ۵۲۴ ہے اور چار صفحات تصاویر
رٹ پیپر کے ہیں۔ کتاب مجلد ہے اور قیمت پندرہ روپے ہے۔ کاغذ معمولی ہے۔
ت وغیرہ کی بے شمار غلطیاں ہیں، ور طباعت بہت معمولی ہے۔ اس ایڈیشن کا سب
برا نقص املا کی غلطیاں ہیں جو کاتب صاحب کی عنایت ہی کہی جا سکتی ہے "یادوں کی
ت" ہندوستان میں متعدد اردو ڈائجسٹ میں شایع ہو چکی ہیں اور تبصرے بھی
بہت سے ہو چکے ہیں۔ عبدالماجد دریابادی نے اس کو "گندی کتاب" کے نام سے
کیا ہے۔ ماہر القادری نے ایک طویل مقالہ "ایک زیٹیے کی خود گذشت" کے
ن سے اپنے رسالہ "فاران" میں تحریر کیا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین اس کتاب
ب بڑے شاعر کی بڑی کتاب بتاتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید اختر نے بھی اس کتاب پر
ہ کی ہے۔ اور سید حامد اسے اپنے مقالہ "یادوں کی برات" مطبوعہ "شاعر"
، جلد ۴۳ نمبر ۱۲ (مشترکہ شمارہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۷۲ء) میں صفحہ ۱۲ پر اختتام
طرح کرتے ہیں "یادوں کی برات کے آئینے میں جوشؔ کی شخصیت کے خدوخال صاف
ستے ہیں۔ ایک وجیہہ و جمیع آفریدی النسل پٹھان ہے جس کی پیٹر ھیاں (وہ

شیرازہ" جلد ۱۱ نمبر ۴ (دو ماہی) سری نگر کشمیر۔

میں گزر چکی ہیں۔ کچھ خون کی حدت، کچھ نسل کا غرور، کچھ جاگیرداری کا زعم، کچھ شخصیت کا گھمنڈ، یہ سب مل کر اسے تکبر اور تمرد اور تن آسانی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لاڈ میں پلے ہوئے تند خو بچہ کی طرح وہ کوئی تادیب، کوئی اختلاف، کوئی رکاوٹ اور کوئی صعوبت برداشت نہیں کر سکتا۔ اپنی ذات اور اپنے مصالح سے الگ ہو کر کسی کو پرکھنے کی صلاحیت اس میں ہے ہی نہیں۔ جو اس کی اعانت کرے وہ اچھا، جو اس کی راہ میں حائل ہو وہ برا، جو اس کا حریف بننا چاہے وہ نااہل۔ کجی کے ساتھ ساتھ جوش کی شخصیت میں زور بھی ہے اور شان و شکوہ بھی مطلب براری سے اسے عار نہیں لیکن اس کے لیے وہ جھکے گا نہیں۔ چاپلوسی نہیں کرے گا۔ بھیک مانگے گا ضرور۔ ڈنکے کی چوٹ مانگے گا، لیکن اس انداز اور اس تیور سے گویا خراج طلب کر رہا ہو۔ جوش کا ساظرف کوئی کہاں سے لائے، جس میں کردار و گفتار کا تفاوت ایسی آسانی سے سما جائے۔ وہ جاگیردار بھی ہے اور اشتراکیت کا علمبردار بھی، ملحد بھی ہے، منقبت نگار بھی۔ ہر گلی کوچے میں دل پھینکتا چلتا ہے اور رفیقۂ حیات کی دلداری بھی کرتا ہے۔" اس اقتباس کے بیشتر حصہ سے اتفاق کیا جا سکتا ہے لیکن کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک کاپی لوگ پچاس روپے میں خریدنے کو تیار ہیں اور جب تک پوری کتاب کو پڑھ کر ختم نہیں کر لیتے چین نہیں آتا۔ پڑھنے والوں میں وکیل، ماسٹر، منسٹر، کلرک، ٹھیکے والے، اڈیٹر غرض کہ ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔

"یادوں کی برات" کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جوش کی شاعری کا طرۂ امتیاز "انا" ان کی اس خود نوشت سوانح عمری میں بھی کارفرما ہے وہ ملک ادب کے شہزادے ہیں اور اپنی ذات کو ہر جگہ نمایاں کیے ہوئے ہیں۔ وہ تعلقات بیشتر بڑے آدمیوں سے رکھتے ہیں اور اپنی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے چنانچہ جواہر لال نہرو کے حال میں صفحہ ۲۸۸ پر لکھتے ہیں "ایک بار میں ان کے وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ دروازے پر کھڑے قدوائی صاحب سے باتیں کر رہے ہیں اور جیسے ہی میں نے برآمدے میں قدم رکھا اور ان سے آنکھیں چار ہوئیں تو وہ ایک سکینڈ کے اندر روپوش ہو گئے۔ میں نے قدوائی صاحب سے کہا

میں تو اب یہاں نہیں ٹھہروں گا، آپ پنڈت جی سے کہہ دیجیے گا لیڈری اور پرائم منسٹری کو لیڈی اور پرائم منسٹری تک محدود رکھیں اور اس کو اس قدر نہ بڑھائیں کہ وہ ماسٹری (بادشاہی) سے ٹکر لینے لگے۔ قدوائی صاحب نے مسکرا کر پوچھا "کس بات پر آپ اس قدر بگڑ گئے ہیں"۔ میں نے کہا ارے آپ ابھی تو دیکھ چکے ہیں کہ میرے آتے ہی وہ روپوش ہو گئے ہیں، مزاج پرسی تو بڑی چیز ہے۔ انھوں نے مجھ سے صاحب سلامت نہیں کی۔ اتنے میں جواہر لال آ گئے۔ میں منہ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ انھوں نے کہا کہ جوشؔ صاحب معاملہ کیا ہے۔ قدوائی صاحب نے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ میرے قریب آئے اور مجھ سے کان میں کہا کہ مجھے اس قدر زور سے پیشاب آ گیا تھا کہ اگر ایک منٹ کی بھی تاخیر ہو جاتی تو پاجامے میں نکل جاتا اور یہ عذر سن کر میں نے انھیں گلے لگا لیا"۔ لیکن وہ اپنے سے کم درجے کے ساتھیوں اور دوستوں سے بھی اسی خلوص سے ملتے ہیں اور ان کی کوتاہیوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ماتیؔ جائسی کے حالات سے لی جا سکتی ہے جو صفحہ ۲۴۸ پر درج ہے۔ شا دلگیرؔ اکبر آبادی، فانیؔ بدایونی، جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی، وصلؔ بلگرامی، مجازؔ او فراقؔ گورکھپوری پر جوشؔ کے خیالات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ان کی شاعرانہ فنکاری پر روشنی نہیں ڈالی گئی بلکہ بحیثیت دوست کے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہو سک ہے آپ ان کی رائے سے اتفاق نہ کریں لیکن ان کا پڑھنا لطف سے خالی نہیں۔ ابت میں جو انہوں نے اپنے خاندانی حالات سپردِ قلم کیے ہیں، اُن میں کافی مبالغہ سے کا لیا گیا ہے لیکن وہ پھر بھی ان کے سوانح نگار کے لیے اہمیت رکھتے ہیں اور پڑھ والوں کے لیے دلچسپی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ وہ کس طرح "آ جکل"، دہلی کے اڈ مقرر کیے گیے اور اس کے بعد کیا واقعات پیش آئے، اس کے لیے باب "مژدہ خارِ دشت پھر........." (صفحہ ۲۱۱) کا مطالعہ کرنا ہو گا۔

اشخاص کے تذکروں سے قطع نظر آپ کو "یادوں کی برات" میں جوشؔ دو ایک نظمیں ایسی بھی ملیں گی جو ان کے کسی مجموعہ میں شامل نہیں ہیں مثلاً "فرزن

ایسٹ انڈیا کمپنی سے خطاب ،، (صفحہ ۲۰۰) وغیرہ۔

جوش کی نثر جذباتی رنگ لیے ہوئے ہے اور سیّد حامد صاحب کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ نثر نگاری میں جس سنجیدگی کی ضرورت ہے وہ یہاں مفقود ہے۔ اردو اور فارسی کے بہت سے اشعار انھوں نے حسب موقع استعمال کیے ہیں۔ کتاب کا آخری حصّہ جہاں انھوں نے اپنی زندگی کے معاشقوں کا ذکر کیا ہے، وہ محض ایک کوک شاستر بن کر رہ گیا ہے اور خود ان کے سمند ناز پر ایک تازیانہ کا کام کرتا ہے۔ جوش نے اس باب (۴۹۶ سے صفحہ ۵۲۴ تک) کو شامل کرکے کتاب کی ادبی اہمیت کو بہت بڑی ٹھیس پہنچائی ہے۔ کتاب کی ادبی قدر و قیمت کم ہوگئی ہے۔ اگر اس داستانِ عشق کا شایع کرنا ان کے لیے ضروری تھا تو ایک علیحدہ کتابچہ کی شکل میں اس کو شایع کرتے۔ خود نوشت سوانح حیات میں اس کی گنجایش نہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنے معاشقوں کے متعلق اشارے کتاب کے بقیہ حصّوں میں کر چکے تھے اور ان کی رنگینیِ طبع سے اُردو دنیا پہلے ہی سے واقف تھی۔

ان کی اس خود نوشت سوانح عمری کا ایک اور درخشاں پہلو ان کی انسان دوستی، اپنے ملنے والوں سے محبت، روشن خیالی اور ہندوستان سے محبت ہے۔ یہاں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی اور اچھوت سب ایک حمام میں ننگے نظر آتے ہیں۔ وہ مذہب اور ذات پات کا کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ ایسا کرنے والوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ان کا مذہب انسانیت دوستی ہے۔ ہندوستان کی زمین، یہاں کے موسم، یہاں کے دن اور راتیں۔ یہاں کے پھل، یہاں کے کپڑے غرضیکہ ہندوستان کی ہر چیز ان کو عزیز ہے انھوں نے پاکستان جاکر ایک بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا، اس کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ وہ سیاست کے چکر میں آگئے ورنہ ایسی غلطی ہرگز نہ کرتے۔ پاکستان میں جوش کو کن دشوار گزار مراحل سے گذرنا پڑا، اس کا حال خود ان کی زبان سے سنیے۔ روشن علی بھیم جی کے حالات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں "غور فرمائیے، اس بھڑکتے ہوئے طوفانی دور پر، جب میرے چند

نِ حق کو سن کر حکومت پاکستان کے ہاتھ سے پُرشکن ٹرگئی تھی اور اس وقت کے صدر
مارشل ایوب خاں بہادر کی خسروانہ بے حرمتی ان کے کفش بردار الطاف گوہر کی
مانہ دراز دستی اور الطاف گوہر کے پرستار شان الحق کی سفیہانہ باطل پرستی مجھے
ہیرے تمام خاندان کی درماندگی کے بحر زخار میں ڈھکیل کر بڑی مونچھوں پر تاؤ دے
ں تھی اگر اس وقت حکیم جی نوح کی کشتی بن کر مجھے اس طوفانی سمندر سے باہر نہ نے
تے تو میرا کیا حشر ہوتا۔" (صفحہ ۴۱۵)

" یادوں کی برات " کا مطالعہ روح ادب۔ نقش ونگار، شعلہ و شبنم۔ عرش و
رش وغیرہ کی بیشتر نظموں کا پس منظر سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ ان کی شاعری کو
مجھنے میں اس سے مدد مل سکتی ہے۔ خودنوشت سوانح عمری کے معیار پر " یادوں کی
رات " پوری نہیں اترتی لیکن اس کو ایک ناول کے طور پر پڑھ کر لطف اندوز ہوا
جا سکتا ہے۔

یادوں کی برات مصنفہ: جوش ملیح آبادی۔ ناشر: آئینہ ادب۔ لکھنؤ
صفحات ۵۲۴۔ قیمت: -/۱۵

ریاض پانی پتی

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا اب تعارف کا محتاج نہیں رہا۔ یکے بعد دیگرے
متعدد کتابیں شایع کرانے کے سلسلے میں اسے کافی شہرت حاصل ہو گئی ہے۔ زیرِ تبصرہ
کتاب " برہمن لڑکی " بھی ہندوستانی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب مراٹھی کے
ادیب ڈاکٹر شری دھر وینکٹیش کیتکر نے ۱۹۳۰ء میں بعنوان " برہمن کنیا " شایع کی
تھی جس کا اردو ترجمہ اب ۴۳ سال بعد نیشنل بک ٹرسٹ نے آکرسین نارنگ سے
کرایا اور مارچ ۱۹۷۳ء میں " برہمن لڑکی " منظر عام پر آ گئی۔ کتاب روایت کے مطابق
بڑی دیدہ زیب ہے۔ عمدہ کاغذ استعمال کیا گیا ہے اور ٹائیٹل بھی نہایت سادہ مگر
دلکش۔ کتاب دیکھ کر ہی اسے ہاتھ میں لینے اور پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے...

تقسیم کار کے فرائض مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نے ادا کیے ہیں۔

کتاب جس زمانے میں لکھی گئی ہے اس وقت ڈاکٹر کیتکر نے بڑی ہمت کر کے ایسے مضمون کا انتخاب کیا اور سوشل ریفارم پر قلم اٹھایا۔ جبکہ سنہ ۳۰ء کا زمانہ ایسا تھا کہ ہندو برہمن سوائے اپنے فرقے کے کسی دوسرے فرقے میں شادی بیاہ کرنے کا نام بھی نہیں لے سکتے تھے چہ جائیکہ کسی نیچ ذات میں شادی کرنے کا خیال کریں۔ اب اس وقت یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ جب کتاب شایع ہوئی ہوگی۔ اس وقت اس کے بارے میں عوام کے کیا تاثرات ہوں گے۔ اندازاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ صاحب موصوف کو بری طرح لتھیڑا گیا ہوگا۔ کہانی کچھ اس طرح ہے کہ منظر پہ پہلے منجھولا کو لایا جاتا ہے۔ جو ڈاکٹر چینتو بینت سے محبت کا رشتہ جوڑتی ہے۔ محبت کی نشانی شانتا بائی کے روپ میں ظاہر ہوتی ہے جسے بڑا ہونے پر اپا صاحب ڈگے سے رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا جاتا ہے اور پھر شانتا بائی سے کالندی ایک بھائی اور ایک بہن پیدا ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ کالندی جو کہ کہانی میں اصل کردار ہے۔ اس کی نانی منجھولا بغیر شادی کے شانتا بائی کو جنم دیتی ہے مگر کالندی کی ماں شانتا بائی اپا صاحب ڈگے سے باقاعدہ شادی کرتی ہے۔

جہاں تک کہانی کا تعلق ہے وقت کے لحاظ سے بڑا عمدہ سبجیکٹ ہے مگر ایسی کتابوں کا ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ کو کئی سال پہلے کرانا چاہیے تھا۔ موجودہ دور کے حساب سے یہ کہانی آؤٹ آف ڈیٹ ہو گئی ہے۔ آجکل یہ سب باتیں ہر فرقے میں بالکل رواں ہیں اور خوب ہو رہی۔ ترجمہ کے لیے وہی کتابیں منتخب کی جائیں جو آجکل کے زمانے کے عین مزاج کے مطابق ہو نیشنل بک ٹرسٹ ایک ایسا کام انجام دے رہا ہے جو صدیوں یاد رہے گا ورنہ ہم اردو والے کہاں جان سکتے تھے کہ مراٹھی میں کوئی شری دھر ونکٹیشن کیتکر بھی رہا ہوگا۔ جس نے برہمن لڑکی لکھی ہوگی۔ صحیح معنوں میں نیشنل بک ٹرسٹ کا ہر زبان پر احسان ہے اور سب سے

یا احسان ہندوستانی عوام پر ہے کہ ایسے کام کا بیڑہ اٹھایا جس میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔

اپا صاحب ڈگے کی لڑکی کالندی بڑی ہو جاتی ہے اور ایک شادی شدہ مرد ہو شرن اپا کی داشتہ بن جاتی ہے اور ایک لڑکے کو جنم دیتی ہے۔ شیو شرن اپا شروع میں تو کالندی کا دلدادہ بنا رہتا ہے مگر جب اپنے روزگار میں گھاٹا دیکھتا ہے تب کالندی کو فلموں میں کام کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ کالندی کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے۔ دونوں میں نااتفاقی شروع ہو جاتی ہے۔ اور کالندی الگ گھر لے کر رہنے لگتی ہے۔ شروع ہی سے شیو شرن اپا پڑھنے والوں کی ملامت کا شکار رہتا ہے اور اس وقت تک جب تک بستر مرگ پر نہیں جا پہنچا۔ کالندی کے نام ایک خط لکھ کر وہ کہانی میں اپنا مقام پیدا کر لیتا ہے اور پڑھنے والوں کی ہمدردیاں بھی حاصل کر لیتا ہے۔

کالندی کا بھائی ستیہ درت زمانے کا بھٹکا یا ہوا نظر آتا ہے مگر کالندی سے اُسے محبت ہے۔ کالندی بھی مصیبت میں ماں باپ سے زیادہ صرف اسی بھائی سے رشتہ قائم رکھتی ہے جس کے نتیجے میں کالندی کی سہیلی الیستھر جو کہ ایک پارسی خاتون ہے اس سے منسوب کر دی جاتی ہے۔ ادھر کالندی غموں کے پہاڑ ڈھوتی ہوئی رام راؤ تک پہنچ جاتی ہے جو اُسے شیو شرن اپا کے مرنے کے بعد اپنا لیتا ہے اسی طرح کالندی کی بہن اوشا بھی ایک پارسی نوجوان سے جوڑ دی جاتی ہے۔ مصنف نے انٹر کاسٹ میرج پر بہت زور دیا ہے اور آخر میں تمام کرداروں کو اسٹیج پر جمع کر کے رشتۂ ازدواج میں پرو دیا ہے۔ یہاں پر کہانی ختم ہو جاتی ہے۔

کہانی میں کچھ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ شاید اس وقت کا رواج ہو کہ کہانی اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جائے جب تک اس میں کچھ خطوط نہ شامل کیے جائیں۔ خطوط بڑے اچھے پیرائے میں لکھے گئے ہیں۔ اور بذاتِ خود الگ کہانی ہیں۔ مگر بے ضرورت ہیں۔ اور صاحب بے ضرورت تو ہر چیز بری معلوم ہوتی ہے۔

کتابت کی غلطیاں خوب ہیں اور اس کی ہم شکایت نہیں کر سکتے کیونکہ کتا
کی غلطیوں کے اسقدر عادی ہو چکے ہیں کر روانی میں اگر "خفیہ" کے "ف" کا نقط
غائب ہو جائے تو ہم اُسے خفیہ ہی پڑھیں گے۔ کتابت کی غلطیاں درست کر
کا اب کسی میں حوصلہ نہیں رہا۔

مجموعی طور پر کتاب بد نیچی ذات میں شادی نہ کرنے کی سماجی برائیوں کو دور کر
کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور کیونکہ لکھی ہی اس لیے اگر نہ بھی پڑھ
جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ قابل مصنف کے ہر کردار نے ا
ادا کیا ہے۔

ایک بات شروع سے آخر تک جو کھٹکتی ہے وہ یہ کہ مراٹھی رسم ورواج۔ ر
سہن۔ اندازِ فکر کا بالکل پتہ نہیں چلتا۔

برہمن لڑکی تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دلی ۲۵ قیمت

پروفیسر آفاق احمد

اشاریہ سازی کا کام اپنی اہمیت کے لحاظ سے بڑی جاں کاہی کا مطالبہ
ہے۔ اُردو میں اس کام کی طرف عام طور پر بے اعتنائی کا رویہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ ..
تو یہی نظر آتی ہے کہ جتنا اہم یہ کام ہے اُسے اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ اُردو میں
خوش قسمت انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جن کے اشاریے مرتب کیے گئے ہیں۔ بلاشبہ
اقبال بھی اُن میں شامل ہیں۔

پروفیسر قوی دسنوی جو "غالبیات" مرتب کرکے ارباب ادب سے داد
چکے ہیں، اب انھوں نے "انیس نما" کی شکل میں ایک اہم تحقیقی تحفہ دیا ہے۔ آ
یہ رائے درست ہے کہ اس قسم کے کاموں سے نہ صرف یہ کہ تحقیقی کام کرنے والو
کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ ترتیب و تہذیب کا سلیقہ بھی پیدا ہوتا

"انیس نما" سے قبل رسالہ "ماہ نو" کراچی کے انیس نمبر میں ضمیر اختر نقوی
ینۂ انیس" کے عنوان سے میر انیس سے متعلق اشاریہ مرتب کر چکے تھے۔ لیکن اس
بہت سے حوالے نظر انداز ہو گئے تھے۔ قوی صاحب نے زیادہ بہتر ترتیب اور
دہ حوالوں کے ساتھ اس سلسلے کو آگے بڑھایا ہے۔ آپ نے اس کا اعتراف کیا
کہ اب بھی اس میں اضافہ کی گنجائش ہے۔ "انیس نما" پڑھنے کے بعد وہ
ے اپنے اعتراف میں حق بجانب نظر آئے۔ میری یادداشت مجھ سے کہتی ہے کہ
اعت علی سندیلوی کا "تعارف تاریخ اردو" نسیم قریشی کی "اردو ادب کی تاریخ"
محمد باقر شمس لکھنوی کی "لکھنؤ کی زبان اور نول کشور پریس" میں چھاپی گئی۔
ثی انیس کی مشہور چار جلدیں بالکل سامنے کی کتابیں ہیں۔ اس اشاریہ میں انھیں
، شامل ہونا تھا۔ اسی طرح اور بہت سی دوسری کتابیں، خاص طور سے رسائل
ب کی توجہ چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ قوی صاحب دوسرے ایڈیشن کی ترتیب کے
ت اس کا خیال رکھیں گے۔

قوی صاحب نے "انیس نما" کی ترتیب اس طرح رکھی ہے کہ پہلے مصنفین،
ر موضوعات کے تحت انیسیات کو جمع کیا ہے۔

یس نما پروفیسر عبدالقوی دسنوی شعبۂ اردو، سفیہ کالج بھوپال

قیمت: ۳ روپے

ر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

اگرچہ محترم سید محمد یوسف ناظم صاحب کی شہرت مزاح نگار کی ہے۔ مگر ان کا
میدانِ علم و فکر و عمل وسیع اور تمام تر سنجیدہ اور تعمیری ہے۔ آپ کے مزاحیہ مضامین
ے تین مجموعے پہلے شایع ہو چکے ہیں۔ کیف و کم۔ فٹ نوٹ اور دیوار ہے۔ چوتھا
موعہ یہی کتاب ہے جس کا نام زیب عنوان یعنی زیر غور ہے اور پانچواں مجموعہ
زیر ترتیب ہے۔ جس کے مضامین بھی اسی نہج کے ہوں گے جس نہج کے پہلے چار

مجموعوں کے ہیں۔ اگر شائع شدہ مضامین کو بہ ادنیٰ توجہ دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ ٹھوس حقائق کو مزاح کے پردہ میں حسن وخوبی سے اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ کسی کی طبعِ نازک پہ حرفِ حق گراں نہ ہو۔

"زیر غور" میں بیس مضمون شامل ہیں۔ الف و ب کو چھوڑ کر "زیر غور" کو مضمونِ اوّل شمار کیا گیا ہے۔ جسے پڑھتے ہوئے کتاب خواں محسوس کرتا ہے۔ کہ حضرت ناظم نے اس مجموعہ کی صورت میں اٹھارہ عالمگیر مسائل کے دفتر بہ ترتیب پھیلا کر رکھ دیے ہیں۔ بعض جگہ بیان میں تکرار بھی ہے۔ مگر ایسی تکرار جو جدّت کا کوئی نہ کوئی دلکش انداز لیے ہوئے ہے۔

میری رائے میں اس کتاب کی جان تیرھواں مضمون ہے جس کا عنوان ہے "انگریز ہندوستان میں (تاریخ جدید)" اس مضمون کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ حضرت یوسف ناظم کی نظر ملک کی گزشتہ تاریخ پر کتنی اور کیسی ہے؟

اور آپ نے ہندوستان میں آنے والے انگریز عمائد کی فطرت و کردار کو کس طرح روشن کیا ہے۔ اس کے ساتھ با اقتدار یا بے اقتدار نام نہاد ہندوستانیوں کا حلیہ بھی قلم بند کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر کیا آپ کو گزشتہ کے آئینہ میں اپنے رنگ اور روپ کی جھلک تو نظر نہیں آتی۔ غور کیجیے تو عبرت کے لیے کتنے حوادث اس بے آزار مزاح میں یہاں وہاں بکھرے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

حضرت یوسف ناظم کا انداز نگارش معروف ہے۔ آپ نہ کسی پر حملہ کرتے ہیں نہ کسی کا منہ چڑھاتے ہیں ——— بات کرتے ہوئے ماتھے پر بل بھی نہیں ہوتے بلکہ اس کے برخلاف معصومانہ تبسم سچائی کی تلخیوں کو لطافت یا مزاح میں بدل دیتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ آپ کی تحریر "کجا می نماید کجا می زند" کی مصداق ہوتی ہے۔ قاری پڑھتے ہوئے جا بجا محسوس کرنے لگتا ہے کہ چوٹ یہاں ہوگی یا وہاں مگر قاری کا احساس وگمان یا یقین کی بجائے بالکل غیر متوقع طور پر ایسی بات کہہ جاتے ہیں کہ ساری تلخیاں یا ترشیاں دور ہو کر "بستہ لب" خوشگواری مبتسم ہو کر اپنائیت یا ہمدردی کا ایک ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

زیر غور ——— یوسف ناظم [illegible]

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکم محمد بشیر (ترجمہ) اطہر پرویز

ویکم محمد بشیر ایک ایسے ناول نویس ہیں جنھوں نے فکری وسعت پیدا کر کے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دنیا کے بھیدوں کو ڈھونڈ نکالنے والے بشیر کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کی ساتھی" لوک گیتوں کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔ قیمت ۵/۷۵

چار دیواروں میں (ناول) ایم، ٹی، واسدیون نائر ترجمہ: ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ سیدھا مقابلہ کم ہے۔ اسی لیے اس کی یاسیت منزلی گہری مگر تسکین آثار ہے۔ قیمت ۵/۷۵

گنگا چیل کے پنکھ (ناول) لکشمی نندن بورا ترجمہ: رضیہ سجاد ظہیر

آسامی ناول میں پیدائش سے لے کر اب تک عورتوں سے متعلق ایک خاص قسم کے جوش اور جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقۂ عکاسی اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ فنی اعتبار سے کامیاب ترین ناول۔ قیمت ۶/۷۵

برہمن لڑکی (ناول) شری دھر ونکٹیش کیتکر ترجمہ: اگر سین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور خیال انگیز ہوتے ہیں آپ نے متعصب معاشرہ کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظر ثانی کر کے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا ہے۔ قیمت -/۷

ملیالم افسانے مرتبہ: ادم چیری۔ این این پلے ترجمہ: جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کی کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو گئی ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔ قیمت: ۵ء

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومتِ ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے شائع کیں

لسانی مطالعے
ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے، اردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ لیتے ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔

قیمت :- ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء
مرتبہ :- پی۔ سی جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہور حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ۔

قیمت : ۱۴/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات
پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات ان علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشو و نما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور علمی، اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصہ ہے۔

قیمت : -/۱۸

چراغ کا سفر
سید محمد ٹونکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ وہ کا ہر حصہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں جہاں گیا اپنی روشنی لے گیا۔ گھر گھر کیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اس نے کیسے کیسے روپ بدلے یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی اہم مطبوعات

مسلمان اور سیکولر ہندوستان — ڈاکٹر مشیر الحق

اُردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ مذہبی رہنمائی، عائلی قانون اور سیکولر نظریۂ حیات جیسے موضوعات کا پورا علمی دیانت داری کے ساتھ غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ قیمت: ۶/۵۰

دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — مولانا عبد السلام قدوائی ندوی

اِس کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دُنیا میں مذہب کا تصور کیا تھا؟ سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں تبدیلیاں پیدا کیں؟ تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔ قیمت غیر مجلد ۲/۷۵ مجلد ۳/۲۵

سرکارِ دو عالم — محمد حسین حسّان ندوی

سیرتِ پاک پر بچّوں کے لیے یہ کتاب پہلے پہل ۱۹۳۲ء میں چھپی تھی۔ جن کے لیے یہ لکھی گئی تھی انھوں نے اسے پسند کیا بہت سے استادوں نے بھی اس کوشش کو سراہا۔ اب اس کا نیا ایڈیشن نہایت اہتمام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ قیمت ۲/۷۵

اسلامی عقائد و مسائلِ مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی

اس کتاب میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے مسائل و احکام کی تفصیل سلیس، عام فہم انداز میں بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۴/-

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

نظر اور نظریے

مصنف: پروفیسر آل احمد سرور
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی
قیمت: دس روپے پچاس پیسے

ادبی تنقید کسی مطلق اصول، فیشن یا فارمولے کا نام نہیں۔ اس کے اصول اد
زندگی اور سماج کا عکاس مظہر اور نقاد ہوتا ہے اس لیے ادب میں زندگی اور سماج کی تبدی
کی ہر لہر اور اس کا ارتعاش محسوس ہوتا ہے۔ ادب کی یہی جدلیاتی کیفیت اس کو زند
اور توانا رکھتی ہے۔ ادبی تنقید بھی ادب سے زندہ اور توانا اصولوں کو اخذ کرتی اور ادب
ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ بعض نقادانِ تبدیلیوں کو ادب اور تنقید کے لیے فالِ نیک
ہیں اور بعض نقاد پرانی لکیر کے فقیر رہتے ہیں۔ پروفیسر آل احمد سرور ان نقادوں
ہیں جنھوں نے زندگی اور ادب کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس کے مزاج نیز اس کی ب
ہوئی کیفیات کو انگیز کیا ہے۔ ترقی پسندی کے طوفانی دور میں بھی وہ خالص مارکسی
نہیں تھے۔ بلکہ ادب کی جمالیاتی قدروں پر زور دیتے تھے اور ادب کو بحیثیت مجم
دیکھنے اور دکھانے کی کوشش کرتے تھے۔ آج جدیدیت کے غوغا میں بھی ان کے مز
اور تنقید کی یہ بنیادی خصوصیت باقی ہے ایک طرف انھوں نے اپنی تنقید میں
کار آمد اصولوں کو برتا ہے جو تجربے سے سچے اور مفید ثابت ہوئے ہیں اور دوسر
عصری آگہی کے تحت انھوں نے "جدیدیت" کی نئی مگر حقیقی تعبیر و تشریح
انھوں نے جدیدیت کے مثبت رجحانوں یا جدیدیت، ادب اور زندگی کے باہم
کو عصری تقاضوں اور محرکات کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ بعض حلقوں میں سرور صا

نش کو "دل بدلی" کا نام دیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ "دل بدلی" نہیں
ں زندگی کی روشنی میں نئے ادب کے مزاج و منہاج کو پرکھنے کی سچی کوشش ہے۔
پنے کلیوں کا اسیر ہو کر نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ زندگی، سماج اور ادب کی بدلتی ہوئی
ت کا مزاج داں، مفسر اور نقاد ہونا چاہیے۔ زیر نظر کتاب "نظر اور نظریے" میں
نقید کے انھیں قدیم، جدید اور جدید تر اصولوں کی کار فرمائی ہے۔ انھوں نے
طریں" کے عنوان سے جو دیباچہ لکھا اسی میں اپنے تنقیدی اصولوں کی طرف واضح
ے کیے ہیں" ادب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ادب ہرجائی ہے۔ اور ادب کا ہرجائی پن اس کی دولت ہے یہ معلومات
میں تاثرات عطا کرتا ہے۔ یہ علم نہیں عرفان دیتا ہے۔ نظریہ نہیں نظر بخشتا ہے"۔

(ص ۶)

ادب کی تاریخ بہت معنی خیز ہے "ادب کے ہرجائی پن" سے یہ مراد ہے کہ ادب زندگی
مام تصورات سے کسب فیض کرتا ہے مگر کسی کا پابند نہیں ہوتا۔ اسی طرح ادب علم و خبر
نہیں کرتا بلکہ بصیرت، اور نظر بخشتا ہے اور الفاظ میں داخلی طور پر جمالیاتی کیفیت کے
یہ تبادلہ پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح انھوں نے "چند سطریں" میں روایت سے روشنی حاصل
نے اور تجربے کی قدر کرنے پر زور دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ "جذبات سے بچنے کی
رورت نہیں لیکن جذباتیت سے بچنے کی ضرورت ہے"۔ ادب میں جذباتیت اتنی ہی بری ہے
جتنی زندگی کے دوسرے شعبوں میں لیکن جذبات ادب کا بنیادی مواد ہیں اور
ہیں سے جمالیاتی تجربے کی کرن پھوٹتی ہے۔ انھوں نے اپنی روایات اور اپنی دھرتی
ر اپنے ادبی افق کو نظر انداز نہ کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے مگر اس پر بھی زور دیا ہے کہ آج
یا کی تمام بڑی زبانوں کا ادب ایک زندہ کل ہے اس لیے "اردو ادب کو ہندوستانی
ر عالمی معیاروں کی روشنی میں دیکھنا میرے نزدیک زیادہ ضروری ہے"۔ اور آخر میں
ھوں نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ:-

" آج آئیڈیالوجی کی شکست و ریخت ہو چکی ہے۔ ہاں ایسے

فلسفے کے لیے گنجائش ہے جو آدمی کو پہچانے اور اُسے انسان تک لے جائے، اس میں مارکس اور فرائڈ دونوں سے مدد ملے گی۔ دونوں سے آگے بھی جانا پڑے گا۔"

ان کے یہ نئے مضامین آئیڈیالوجی کی شکست کے غماز ہیں۔ اور مارکس اور فرائڈ کے نظریات سے استفادہ کرکے اور آگے نکلنے کی کوشش بھی قرار دیے جا سکتے ہیں۔

مگر یہ بھی ایک آیئڈیالوجی ہے۔ آئیڈیالوجی کی اہمیت ہر دور میں رہی ہے اور رہے گی مگر وہی آئیڈیالوجی دیر تک اور دُور تک کام دے سکتی ہے جس کی بنیاد زندگی کے حقائق پر ہو اور جس میں اتنی وسعت اور لچک ہو کر جو بدلتی ہوئی اقدار زندگی کے ہر پہلو کو دیکھ اور دکھا سکے اس خیال سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کہ آج آئیڈیالوجی کی بالکل اور حتمی طور پر شکست و ریخت ہو چکی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں تیرہ مضامین ہیں۔ ان کی نوعیت نصابی یا معلوماتی قسم کی نہیں ہے۔ بلکہ ان میں اکثر مضامین عصری ادب اور زندگی کے شدید اور جدید مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے عنوانات حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) شاعری میں شخصیت (۲) نظم کی زبان (۳) نثر کا اسٹائل (۴) فکشن کیا کیوں کیسے (۵) ادب میں اظہار و ابلاغ کا مسئلہ (۶) اردو میں ادبی تنقید کی صورتِ حال (۷) تنقید کے مسائل (۸) جدت پسندی اور جدیدیت کے مضمرات (۹) ادب میں جدیدیت کا مفہوم (۱۰) برنارڈ شا (۱۱) گورکی کا اثر اردو پر (۱۲) لینن کا اثر اردو ادب پر (۱۳) تراجم اور اصطلاح سازی کے مسائل۔

"شاعری میں شخصیت" کے تحت نفسیاتی اصولوں کا تجزیہ کرکے بتایا ہے کہ ایک طرف ان سے تخلیقی عمل، ادب کے محرکات اور فنکار کے ذہن کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مگر دوسری طرف یہ ادب کی قدر و قیمت کا تعین کرنے میں ناکام ہیں، اس سلسلے میں یہ بات اہم ہے کہ شخصیت اور ادب کا تعلق براہِ راست یا میکانکی نہیں ہے یا ادب میں شخصیت کا اس طرح عکس نظر نہیں آتا جس طرح آئینہ میں نظر آتا ہے۔ شاعری اور شخصیت کا تعلق بہت

پیچیدہ اور تہ در تہ ہے جس کو ادبی زبان و بیان کے پردے اٹھا کر ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی ضمن میں ایلیٹ کے واسطے سے شاعری کی تین آوازوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں پہلی "خود کلامی" دوسری "خطابیہ" اور تیسری "ڈرامائی" ہے اور ان کے توسل سے ادب اور شخصیت کے تعلق کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ سرور صاحب نے شخصیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"شخصیت صرف انانیت ہی کا نام نہیں بلکہ انانیت کے بانکپن یا وضع خاص کا نام ہے" (ص ۱۴)

شخصیت کی یہ تعریف اگرچہ چونکا دینے والی ہے مگر اس کو تسلیم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ احساسِ برتری اور احساسِ کمتری کے بہت سے غیر معمولی مظاہر "شخصیت" کا نام پائیں گے۔ ہمارے خیال میں ایک فعال اور متوازن شخصیت اپنے فکر و کار کی افادیت اور ہمہ گیری اور اثر انگیزی سے پہچانی جاتی ہے اور اس کی شناخت فکر و کار کی انفرادیت سے ہوتی ہے۔ محض "انانیت کے بانکپن" کو شخصیت نہیں کہا جا سکتا۔ "نظم کی زبان" کے سلسلے میں بھی پروفیسر سرور نے ایلیٹ کے واسطے سے شاعری کی انھیں تینوں آوازوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کے بارے میں سطورِ بالا میں اشارے کیے جا چکے ہیں اور انھوں نے نظم کی زبان کے سلسلہ میں "زبان کے صحیح تصور"، "تہذیبی پس منظر" "موضوعات"، "قومی نقطۂ نظر" اور "عوامی بساط" کا ذکر کیا ہے۔ اور ادب کی روایتی زبان کو مسترد کرتے ہوئے بول چال کی زبان سے قریب تر ہوتی ہوئی زبان کو نظم کی زبان قرار دیا ہے۔ میرے خیال میں شاعری (جس میں نظم بھی شامل ہے) کی زبان کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ وہ تخلیقی ہوتی ہے اور وہ شعری تجربے کی بنیادی خصوصیت کا خارجی ظہور ہوتی ہے۔ اس لیے شعری زبان کا تعین شعری تجربے کی بنیادی خوبی کرتی ہے، دوسرے عناصر اور عوامل اس کی تکمیل میں صرف ہو جاتے ہیں۔

"نثر کا اسٹائل" میں پروفیسر سرور نے بڑی دلکش اور خیال انگیز بحث کی ہے۔ انھوں نے شعری اور نثری اسٹائل کے فرق، نظم و نثر کے مزاج

اور کردار کو واضح کرتے ہوئے نثری اسٹائل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"میرے نزدیک اسٹائل کی یہ تعریف ہے کہ وہ واضح خیال کا موزوں اور اسی لیے منفرد اظہار ہے" (ص ۵۲)

نثری اسٹائل کی تعریف میں واضح خیال اور اس کے موزوں نیز منفرد اظہار کی شرطیں اپنی جگہ بجا ہیں مگر نثر کے اظہار کی خوبی اظہار نہیں ترسیل یا بیان ہے۔ اظہار شاعری سے اور ترسیل نیز بیان نثر سے مخصوص ہے۔ اظہار میں ابہام، د بازت اور گہری معنویت ہوتی ہے جبکہ نثر کی ترسیل میں وضاحت، قطعیت اور سادگی ہوتی ہے۔ پروفیسر سرور نے اس امتیاز کو واضح کردیا ہے مگر "اظہار" کو نثر سے متعلق کرنے سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

"تراجم اور اصطلاح سازی کے مسائل" بھی بہت خیال انگیز مضمون ہے۔ پروفیسر سرور نے زبانوں کے مقصد کے پیش نظر انھیں بول چال کی زبان، علمی زبان اور تخلیقی زبان کہا ہے۔ آئی۔ اے رچرڈز اور اسپنے ویلک اور آسٹن وہیرن نے بھی زبان کی تقسیم اسی نہج پر کی ہے۔ اس تقسیم کے بعد انھوں نے، تراجم کی دقتوں خصوصاً شعری، علمی اور فلسفیانہ کتابوں کے تراجم کی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ اور ارسطو کی کتاب کے ترجمے نیز ایلیٹ کی (SELECTED PROSE) کے ترجمے ایلیٹ کے مضامین کی خرابیاں واضح طور پر بیان کی ہیں اور بتایا ہے کہ مترجمین سے کیا کیا اور کس کس طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ آخر میں انھوں نے اصطلاح سازی کے اصولوں کا ذکر چھیڑا ہے اور بڑی خیال انگیز باتیں کہی ہیں۔

پروفیسر آل احمد سرور کے تمام مضامین خیال انگیز اور انانیت کے حامل ہیں۔ یہ ایسے وقت میں منظر عام پر آئے ہیں جب جدیدیت اور قدامت کی کشمکش شباب پر ہے۔ تراجم اور اصطلاح سازی کا ہر طرف چرچا ہے۔ ادب اور تنقید کے پیمانے بدل رہے ہیں۔ اس صورت حال میں کسی بڑے ادیب اور نقاد کا یہ پہلا تنقیدی مجموعہ ہے جس میں خبر کے ساتھ نظر اور نظر کے ساتھ ماورائے نظر بھی ہے۔ تنقید میں

بھی نظر اور ماورائے نظر دونوں عناصر دیدنی اور دور تک فنکاروں اور قارئین کی رہنمائی کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں پروفیسر سرور کا اسلوب اسی بانکپن سے جھلکتا ہے جس طرح ان کی دوسری کتابوں میں۔ مگر اس میں زیادہ وضاحت، سلاست اور قطعیت نظر آتی ہے اگر کتابت اور طباعت کی چند غلطیوں کو نظرانداز کر دیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب حسنِ ظاہری سے بھی مالا مال ہے اس کتاب کی اشاعت پر مکتبہ جامعہ مبارکباد کا مستحق ہے۔

عنوان چشتی

یادگار آزادی

مرتبہ: جناب سلمان عباسی واظہر نبی صاحب
ناشر: نہرو کلچرل ایسوسی ایشن لکھنؤ ملے
قیمت: تین روپے

آزادی کا لفظ کس قدر دلکش ہے۔ کسی ملک کی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قسمت کا مالک، اس کے حسن و قبیح کا ذمہ دار اور اس کے بارے میں ہر قسم کے فیصلوں کا مجاز ہو۔ آزاد ملک کا مفہوم میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک کے انتظام میں خواص ہی نہیں عوام بھی اس کی برکتوں سے بہرہ مند ہوں۔ اُن کی آسائش اور عزت کا پورا پورا لحاظ رکھا جاوے اور ہر فرد اپنی صلاحیت اور محنت کے بل پہ ترقی کی منزلیں طے کرے۔

ہندوستان کی آزادی کا مطلب بھی یہی تھا کہ سب باشندے بلا تفریق مذہب و ملت احترام کے حقدار ہوں، عدل و انصاف کا دور دورہ ہو، مختلف فرقوں اور طبقوں کو امن و امان اور عزت و آبرو کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا موقع میسر آوے یہاں کے باشندے خوش حال اور فارغ البال ہوں چھوت چھات کی لعنت سے یہ ملک چھٹکارا پائے۔ سربراہوں اور کارکنوں میں واقعی حب الوطنی، فرض شناسی اور احساسِ ذمہ داری کا جذبہ کار فرما ہو۔ ملک خود کفیل ہو کر اپنی حفاظت بدرجۂ اتم کر سکے کسی دوسرے ملک کا دست نگر اور محتاج نہ رہے۔

ہمارے ملک کو آزاد ہوئے پچیس سال سے زیادہ ہو گئے۔ اس دوران

بہ ملک کے مختلف شعبوں میں نمایاں ترقی بھی ہوئی ۔ مگر کچھ ایسا احساس ہوتا ہے
ر عوام کی ضروریات ان کی نتیجہ خیز تعلیم اور ان کی ہر جہتی ترقی اور آسایش کی طرف
تنی توجہ نہیں ہو رہی جتنی توجہ کی امید تھی ۔ بے روزگاری بڑھ رہی ہے ۔ اہلِ نظر کا
اندازہ یہ ہے کہ دولت مند اور زیادہ دولتمند اور غریب اور زیادہ غریب ہوتے جا رہے
ہیں ۔ ملک کا امن و امان اعلیٰ معیار پر نہیں ۔ اخلاقی نقطۂ نظر سے ملک گاندھی
جیسے قائد کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ چکا ہے ۔

یادگارِ آزادی میں جو نظمیں ہیں وہ پچیس سال گزر جانے کی یادگار میں شایع
کی گئی ہیں اور اس میں جو نظمیں شامل ہیں وہ حُبِّ وطن، تحریکِ آزادی، جدّ و جہدِ
آزادی، اور جشنِ آزادی پر مشتمل ہیں اور اکثر نظمیں ان موضوعات کا حق ادا کرتی ہیں ۔
مگر حبِّ وطن اور خود آزادی کا تقاضا یہ تھا کہ گزشتہ پچیس سال کا جائزہ لیا جاتا ۔ جو ترقیاں
ہو چکی ہیں اُن کی تحسین اور جو خامیاں ہیں اُن کی طرف بھی صرف نظر کی ضرورت تھی ۔ اس
نقطۂ نظر سے یہ مجموعہ تشنہ نظر آیا یہ رائے میری ہی نہیں جناب ڈاکٹر عبد الاحد خاں خلیل
صاحب کی بھی ہے جنھوں نے اِس مجموعے کا پیش لفظ تحریر فرمایا ہے ۔ موصوف لکھتے ہیں ۔

"آج جب کہ ہم آزادی کا جشنِ سیمیں منا رہے ہیں ۔ ہم کو اپنا محاسبہ بھی کرنا ہے ۔
اور دیکھنا ہے کہ جو کام ملک کی ترقی و اصلاح، سماجی بہبود اور خوش حالی کے سلسلے
میں ہم نے اپنے ذمے لیے تھے ۔ اُن میں سے کتنے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں ۔
اور کتنے ابھی باقی ہیں ۔ تاکہ اُن کی طرف سے تغافل نہ ہونے پائے اور ملک شاہراہِ
ترقی پر گامزن رہ سکے ،، (پیش لفظ صفحہ ۸)

نظموں کا انتخاب قابلِ داد ہے ۔ تحریکِ آزادی کے زیرِ عنوان "اہنسا کی پہلی
کرن ،، اس لیے غیر ضروری معلوم ہوتی ہے کہ تحریکِ آزادی کے سلسلے میں جو طریقے برتے
گئے ۔ اِن نظموں میں اُن کے بیان کی گنجایش نہیں نکل سکتی ہے ۔ منجملہ اور
بہت سے طریقوں کے یہ بھی ایک طریقہ تھا ۔ اسی طرح لکھنؤ کے عنوان سے
جو نظم شامل کی گئی ہے اُس کی بھی باوجود بہت اچھی ہونے کے اس مجموعے میں

شامل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ملک کی آزادی ایک عام موضوع ہے۔ اِس کا تعلق پورے ملک سے ہے کسی ایک شہر کی تعریف خاص کر جبکہ مرتبین اُسی شہر سے تعلق رکھتے ہوں۔ کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

اسی طرح "بیدار افریشیا"، کبھی مجموعہ کی نوعیت کے پیش نظر خواہ مخواہ کا اضافہ ہے۔

باوجود اِس کے جن اصحاب نے اِس مجموعے کو مرتب کیا ہے۔ اُن کا جذبہ قابلِ قدر اور اُن کی کوشش قابلِ تحسین ہے۔ امید ہے کہ یہ مجموعہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا اور مرتبین کو اپنی محنت اور کاوش کو کامیاب دیکھ کر اطمینان ہوگا۔

محمد شفیع الدین نیّر

شیرازۂ ادب

مصنف، نشتر سلونوی

ناشر: نشتر سلونوی، ۴۵ کوہن ٹولہ۔ الٰہ آباد

قیمت: ایک روپیہ

زیرِ نظر کتاب میں شاعری اور استفادہ، غزل، دِلّی اور لکھنو کا شاعرانہ مذاق۔ مشاعرہ کی طرح، ادبِ لطیف کی جدّت، غزل کی زبان، ترنم اور مشاعرہ، شاگردی استادی نیز استاد اور اصلاح کے تحت اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ ان موضوعات پر مصنف کے خیالات واضح۔ صاف اور مفید ہیں۔ مگر ان میں سب سے اہم موضوع استاد اور اصلاح ہے۔ اُردو میں "فنِ اصلاحِ سخن" یا استادی شاگردی کی روایت کے اثرات پر کام نہیں ہوا ہے۔ صفدر مرزا پوری کی "مشاطۂ سخن" یا استادی شاگردی کی روایت کے اثرات پر کام نہیں ہوا ہے۔ سیماب اکبرآبادی کی "اصلاحِ سخن" ابر احسنی کی "اصلاح الاصلاح" اور "میری اصلاحیں" جوش ملسیانی کی "آئینۂ اصلاح" اور شوق سندیلوی کی شہرۂ آفاق کتاب ہے۔ "استاد اور اصلاح" کے عنوان کے تحت نشتر سلونوی نے اسی روایت کو پیش کیا ہے اور بہت سے مشاہیر کی اصلاحوں کے نمونے دیکر ان کی توجیہہ کی ہے۔ کتاب مختصر ہے۔ مگر افادیت

نہیں۔ یہ کتاب مبتدیوں اور کم تعلیم یافتہ افراد کے لیے تحفہ ہے۔ ولی شاہجہانپوری

حدیثِ عشق

مصنف: علامہ خضر برنی
شائع کردہ: دار الاشاعت مکتبۂ نئی منزل ۲۸۳۶۔ اجمیری گیٹ دہلی ۶
قیمت: سوا روپیہ

حضرت خضر برنی نے عقیدتمندانِ بارگاہِ رسالت کی خدمت میں حدیثِ عشق پیش ... علامہ موصوف جانے پہچانے اور مقبول شعراء میں سے ہیں دینداروں کی یادگار ہیں ... تحریکِ یقین کے علمبرداروں میں سے ہیں۔
اکثر اشعار سوزِ دل کی تپک اور محبت کی لپک رکھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ... مشتاقِ اشاعت ادارے نے علامہ موصوف کو فرصتِ نگاہِ ثانی نہیں دی ورنہ بعض ... ناہمواریاں جو نمایاں ہوگئی ہیں نہ ہوتیں۔

حیات چند روزہ کا حقیقی مدعا کیا ہے
بشر کو چاہیے سوچے کہ فرمانِ خدا کیا ہے

جیسے دعوتِ فکر دینے والے اشعار بھی حدیثِ عشق میں شامل ہیں اور ؎

معمارِ کائنات کا اللہ رے خلوص
دنیا میں جھونپڑی شانِ امارت نہیں رہی

جیسے تاریکی نکتے بھی۔
یہ تو ایک حقیقت ہے کہ جہاں محبت کا والہانہ پن ہو وہاں رسم و رواج یا رسوم و قیود کا زیادہ لحاظ نہیں رہتا اس لیے ہم بھی حدیثِ عشق کی ایسی فرو گذاشتوں کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اربابِ عقیدت خصوصاً میلاد خوانوں کے لیے اس کتابچے میں بہت کچھ ہے اور انھیں ضرور اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

محمد نعیم

غالبیات کے چند مباحث

مصنف: ڈاکٹر ابو محمد سحر
ناشر: نسیم بکڈپو، لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ
قیمت: پانچ روپے

اردو تنقید کے موجودہ نئے معماروں میں ڈاکٹر ابو محمد سحر صاحب کا نام محتاج

تعارف نہیں ہے۔ ادبی حلقوں میں ڈاکٹر صاحب بالغ نظر، عمیق فکر اور محتاط رویہ کے سبب قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ عام لوگوں کی طرح انھیں شہرت کے حصول سے گریز رہا ہے۔ اسی لیے رسائل میں اکثر ان کے مضامین وقفہ وقفہ سے شایع ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ان کی تحریر میں جو عالمانہ وقار، تدبر اور شعور کار فرما ہے وہ اوروں کو کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سحر صاحب جس تحقیقی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، بہت سوچ سمجھ کر اس کے نتائج اخذ کرتے ہیں اور ذاتی تعصبات سے ماورا حقائق کو ہمیشہ ملحوظِ نظر رکھتے ہیں۔ تحریر میں سنجیدگی، تنقید میں نکتہ رسی اور تحقیق میں دروں بینی کے ساتھ ساتھ احتیاط نے انھیں کبھی اپنی راہ سے بھٹکنے نہیں دیا ہے۔

"غالبیات کے چند مباحث" ان کی پانچویں تصنیف ہے اور غالبیات میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اس میں تقریباً ۷ مضامین شامل ہیں جن کی اساس تحقیق پر رکھی گئی ہے اور "غالبیات" کے چند ایسے پہلوؤں پر گرفت کی گئی ہے کہ بعض نئے حقایق کے سامنے آجانے سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اس ذیل میں اس کتاب کا پہلا مضمون "دیوانِ غالب۔ اپریل فول اور اہلِ تحقیق" اردو کے ایسے "عبرت انگیز واقعہ" کی طرف اشارہ ہے، جو معروف و مستند ماہرینِ غالب کے غلط استخراجِ نتائج اور ماخذ کی چھان بین میں کوتاہی کی فریاد کرتا نظر آتا ہے۔ "اپریل فول یا جعل" اور "امیر مینائی کا ایک شعر دیوانِ غالب میں" بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

نسخۂ حمیدیہ کی بازیافت سے لے کر اس کی ترتیب و اشاعت کے مراحل تک کے واقعات و معاملات کی چھان بین میں صاحبِ تصنیف نے جو مواد فراہم کیا ہے۔ اس سے ان کی فنِ تحقیق سے دیانت داری کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح نو دریافت نسخہ بھوپال بخطِ غالب کی کہانی نہ صرف یہ کہ دلچسپ ہے بلکہ موصوف کے حقیقت پسند رویہ کی غماز بھی ہے۔

"غالبیات کے چند مباحث" میں شامل تمام مضامین کے مطالعہ سے ڈاکٹر ابو محمد

صاحب کی ژرف نگاہی اور تعمقِ فکر کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ جلد بازی ان کا ایمان نہیں ہے۔ اس لیے کسی بھی موضوع کے مختلف پہلوؤں پر مدلل بحث کرنے کے بعد ہی وہ نتائج اخذ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ابو محمد سحر صاحب کا طرزِ نگارش اگرچہ متانت و سنجیدگی سے مملو ہے۔ لیکن بعض اوقات ان کے قلم نے "شوخیٔ تحریر" کے ذریعہ لفظ و معنی کی نشتریت سے بھی گریز نہیں کیا ہے۔

۱۹۶۹ء میں غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر سحر صاحب کی تجویز کردہ لفظ "غالب صدی" کو جس طرح قبولِ عام کی سند ملی ہے۔ امید ہے کہ اسی طرح "غالبیات" سے دلچسپی رکھنے والوں میں "غالبیات کے چند مباحث" کو قدر و منزلت کا مرتبہ حاصل ہوگا۔

سرورق کتابت و طباعت گوارہ اور قیمت مناسب ہے۔ ہر صاحب ذوق کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے:

مختار شمیم

ماہنامہ تحریک کا بیس سالہ انتخاب نمبر

مرتبین: گوپال متل - مخمور سعیدی

پریم گوپال متل

ناشر: ادارۂ تحریک - ۹ - انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی ۶

قیمت: ۷ روپے

زیرِ نظر "بیس سالہ انتخاب نمبر" میں ایسی کل اہم تحریریں جمع کر دی گئی ہیں جو "تحریک" کے عام شماروں میں گزشتہ بیس برس میں شایع ہوتی رہی ہیں۔ انتخاب نمبر کے مندرجات کو مختلف عنوانوں کے تحت جمع کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) ہمارا موقف (۲) مضامین (۳) تبصرے۔ (۴) منظومات۔ (۵) افسانے (۶) اسلام اور کمیونزم (۷) ویٹ نام (۸) قصہ

ایک مدعی دانش کا" ان مندرجات میں مضامین، تبصرے، منظومات اور افسانے نیز قصہ ایک مدعی دانش کی خالص ادبی چیزیں ہیں۔ اسلام اور کمیونزم نیز ویٹ نام جیسی مضامین ہیں" ہمارا موقف" کے تحت تحریک کے اہم اداریے جمع کر دیے ہیں جن کا موضوع ادب اور ادب کے وسیلے سے دوسرے شعبہ ہائے زندگی کی تفہیم ہے۔

زیر نظر نمبر کے مضامین بہت اہم ہیں۔ جن میں اثر لکھنوی "مجھے ابھی کچھ کہنے دیجیے"، رشید حسن خاں کا "دستِ صبا پر ایک نظر"، قاضی عبدالودود کا "دردؔ و شادؔ"، مالک رام کا مولانا فضل حق خیر آبادی، امتیاز علی خاں عرشی کا غالب اور سرہان شامل ہیں۔ ان مضامین کو تحقیق کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھ کر اپنے موضوعات پر لکھا گیا ہے۔ جس سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں اور بعض نئی حقیقتیں سامنے آتی ہیں۔ تبصروں میں رشید حسن کا غزل مجروح کا تبصرہ، یا اولی الابصار، اردو کی ادبی تاریخ، علی گڑھ تاریخ ادب اردو، عظیم بانی، تذکرۂ معاصرین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر منوہر سہائے انور کا غبارستان، گوپال متل کا فاتحہ یا اولی الابصار، "آجکل کا تحقیق نمبر"، خطوط غالب، ونود راج کا تصوف اور اردو شاعری اہم تبصرے ہیں جن کی حیثیت اپنی جگہ مکمل مضمون کی ہے۔ منظومات میں اس دور کے سوا دو سے زیادہ شاعروں کا کلام اور افسانوں میں تقریباً نصف صد افسانہ نگاروں کے افسانے شامل ہیں۔ ادبی مندرجات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) تحقیق اور تنقید (۲) تخلیقی۔ پہلے حصے میں اہم مضامین اور تبصرے نیز دوسرے حصے میں افسانے اور منظومات شامل ہیں۔

"تحریک کے بیس سالہ انتخاب نمبر" کی بعض خصوصیات بہت اہم ہیں۔ پہلی یہ کہ اس میں اس دور کے نئے اور پرانے اکثر اہم لکھنے والے شامل ہیں اور ان کی اکثر تخلیقات معیاری ہیں۔ دوسرے یہ کہ تحریک کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ تحریک ادب اور سیاست بلکہ زندگی کے میدان میں ایک خاص نقطۂ نظر رکھتا ہے اور گوپال متل صاحب مسلسل اس کی نشر و اشاعت کی ہے اس سے اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے اور بعض بنیادوں پر اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس کو مجموعی طور پر سمجھنے کے لیے اس نمبر کے

تمام اداریے پڑھنے ضروری ہیں جو ہمارے موقف کے تحت درج ہیں۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ شمارہ کمیونزم اور ترقی پسند ادب و تحریک کے مخالفوں اور حامیوں کے لیے یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں "ویٹ نام" اور کمیونزم اور اسلام دو ایسے عنوانات ہیں جن کے تحت تحریک میں شایع ہونے والے ایسے تمام مواد کو یکجا طور پر پیش کردیا گیا ہے جو کمیونزم کی مخالفت میں لکھا گیا ہے اور تحریک کے عام شماروں میں شایع ہوا ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ کہ اس میں رشید حسن خاں صاحب کے مضامین اور تبصرے یکجا کر دیے گیے ہیں۔ اس دور میں موصوف کا دم غنیمت ہے۔ وہ بڑے بڑوں کی ان کی سہل انگاری پر فہمایش کرتے رہتے ہیں۔ ان تبصروں اور مضامین کے یکجا طور پر شایع ہونے سے ایک طرف رشید حسن خاں کا نام یکجا ہو گیا ہے دوسری طرف انتخاب نمبر کی تحقیقی و تنقیدی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ ۲۷۴ صفحات کا یہ ضخیم نمبر اپنے دلکش ٹائٹل کے ساتھ ۵ روپے میں بہت سستا ہے۔

جہاں تک گوپال متل صاحب کے نقطۂ نظر اور مندرجات کے تنقیدی جائزہ کا تعلق ہے مختصر سے تبصرے میں اس کی گنجایش نہیں ہے۔ اس لیے اس امر کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھتا ہوں۔ اگر فرصت میسر آئی تو اس نمبر کا تفصیلی تنقیدی جائزہ پیش کروں گا اس وقت اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس نمبر کا مطالعہ ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جو عصری ادب اور میلانات سے دلچسپی رکھتا ہے۔

عنوان چشتی

اُردو الفاظ شماری

از : حسن الدین احمد۔ آئی۔ اے۔ ایس

شایع کردہ : ولا اکیڈمی حیدرآباد۔

پتہ : ولا اکیڈمی خزینہ باغ۔ سلطان پورہ۔ حیدرآباد

(اے۔ پی) ۲۴

قیمت : ۸۵ روپے

آج کل اُردو کتابوں کی اشاعت کے لیے کافی سہولتیں مہیا ہونے کے باوجود

خالص علمی اور تحقیقاتی کتابوں کی کمی بری طرح محسوس ہوتی ہے۔ ایسے میں اس کتاب کی اشاعت ایک چونکا دینے والی چیز اور روشنی کی ایک کرن معلوم ہوتی ہے۔

الفاظ کی تکرار کے تعین کو الفاظ شماری کہتے ہیں۔ بعض زبان میں ہر ہر لفظ کی تکرار کتنی رہی ہے۔ لفظ کثیر الاستعمال ہے یا قلیل الاستعمال۔ اس کو سائنٹفک طریقہ پر معلوم کرنا اور اعداد کی شکل میں ظاہر کرنا الفاظ شماری کہلاتا ہے۔ یہ مشکل اور فنی کام ہے۔ لیکن بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس نوعیت کے کام انگریزی اور دوسری یورپین زبانوں میں ہوئے ہیں۔ لیکن اردو میں ایسے کام بہت کم ہوتے ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جناب ایم۔ اے۔ آر۔ بار کرنے (جو آجکل منی سوٹا (امریکہ) میں اردو کے پروفیسر ہیں) ۱۹۵۹ء سے ۱۹۷۰ء تک اردو اخباری زبان کی الفاظ شماری کا کام انجام دیا۔ جناب حسن الدین احمد نے بھی ۱۹۵۹ء میں اس کام کو شروع کیا۔ آپ نے کسی ایک شعبہ کی حد تک اپنے کام کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ جملہ زبان کو دس شعبوں میں تقسیم کرکے ہر شعبہ کی حد تک اپنے کام کو جاری رکھا اور اپنے الفاظ کی جو تکرار متعین کی ہے وہ پوری زبان کی حد تک ہے۔

زیر نظر الفاظ شماری ۵ لاکھ الفاظ پر مشتمل ادبی ذخیرہ کی باضابطہ گنتی کا نتیجہ ہے اور اردو زبان کی حد تک پہلی مرتبہ گیارہ ہزار الفاظ کی تکرار کو متعین کیا گیا ہے۔ مثلاً لفظ "ہونا"، (بشمول جملہ اشکال مثلاً ہونا۔ ہوا۔ ہوگا وغیرہ) ۵ لاکھ کے ذخیرہ میں ۳۶ ہزار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ جبکہ لفظ "کا" بشمول کی۔ کے (۵ لاکھ میں ۳۵ ہزار مرتبہ استعمال ہوا ہے اس کے بعد بلحاظ تکرار الفاظ یہ میں۔ کرنا اور سے جانا وغیرہ کا نمبر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بلحاظ تکرار پہلے ایک ہزار الفاظ اردو زبان میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر زبان نہیں سیکھی جا سکتی یا آسان اور عام فہم زبان نہیں لکھی جا سکتی۔ اس طرح الفاظ شماری زبان سیکھنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے اور لکھنے والوں کے لیے بھی یہ کتاب جو ایک عظیم پروجیکٹ کا نتیجہ ہے اردو زبان میں اپنی نوعیت کی واحد چیز ہے۔ یہ کام جس کو حسن الدین احمد صاحب نے انجام

دیا ہے اداروں کے کرنے کا کام ہے۔ اس ضخیم جلد کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک شخص نے تنہا اس بڑے کام کو بغیر کسی مالی امداد کے چودہ سال تک مسلسل مصروف رہ کر انجام دیا۔ اس کتاب میں معلومات کا ایسا بیش قیمت خزانہ ہے جس کی اہمیت پر کئی ایک تحقیقاتی کام انجام دیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اُردو کی موجودہ نصابی کتب کی تیاری میں جن الفاظ کو استعمال کیا جاتا ہے اگر ان کی تکرار معلوم کی جائے تو یہ بات واضح ہوگی کہ غیر مانوس اور زبان میں کم استعمال ہونے والے الفاظ بھی ان میں استعمال کیے گیے ہیں اب اُردو الفاظ کی تکرار متعین ہونے کے بعد نصابی کتب کی تیاری میں انقلابی تبدیلیاں عمل میں آنا ضروری ہیں۔

اس طرح زبان کی ساخت سے متعلق بھی اہم تحقیقاتی کام انجام دیے جا سکتے ہیں۔ اُردو زبان میں یورپی زبانوں کے الفاظ کا تناسب کیا ہے اور جو الفاظ مستعمل ہیں ان کی تکرار کیا ہے۔ اس طرح فارسی اور عربی زبان کے الفاظ کا تناسب کیا ہے اور ان کی تکرار کیا ہے یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ خواہ یورپی زبان کے الفاظ ہوں یا فارسی اور عربی کے ان کی تکرار اردو میں بہت کم ہے۔ البتہ جو الفاظ اردو میں گھل مل گئے ہیں ان کی تکرار زیادہ ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُردو غیر زبان کے الفاظ کو استعمال کرنے کے معاملہ میں فراخ دل ہے لیکن ان کو زبان کا جزو بنانے کے لیے تیار نہیں ہے تاوقتیکہ وہ اُردو کے مزاج سے مطابقت نہ رکھیں۔

کتاب میں اُردو میں بیش لفظ ہے جو ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے اور انگریزی بیش لفظ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب تین فہرستوں پر مشتمل ہے۔ فہرست بلحاظ حروف تہجی جس کے ہر شعبہ میں لفظ کی تکرار ظاہر کی گئی ہے۔ دوسری فہرست بلحاظ تکرار ہے جو گھٹتی ہوئی ترتیب میں ظاہر کی گئی ہے۔ تیسری فہرست ہمشکل الفاظ کی ہے۔

اس کتاب کی کتابت اور طباعت اچھی ہے۔ لیکن اردو پیش لفظ میں کتابت کی غلطیاں ہیں جو کتاب کے عام معیار کا لحاظ کرکے کھٹکتی ہیں۔ گرد پوش دیدہ زیب ہے۔ قیمت کتاب کی ضخامت اور افادیت کا لحاظ کرتے ہوئے زیادہ نہیں

ومانجبکہ یہ کتاب ریفرنس کی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔
اردو دنیا کو جناب حسن الدین احمد کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انھوں نے زبان کی ایک بنیادی خدمت انجام دی ہے۔

شفیق احمد

صریرِ خامہ

شاعر: مظفر حنفی
ناشر: پی کے پبلیکیشنز۔ دریا گنج دہلی ۶
قیمت: ۶ روپے

"صریرِ خامہ" سے پہلے مظفر حنفی کے شعری مجموعے "تیکھی غزلیں" اور "پانی کی زبان" شایع ہو چکے ہیں۔ چونکہ مصنف نے "صریرِ خامہ" کی غزلوں کو کئی اشعار میں کھردری غزلیں کہا ہے اور کتاب کے دیباچہ نگار مخمور سعیدی نے پیش لفظ کو "کھردرا لہجہ اور کھری باتیں" کا عنوان دیا ہے اس لیے مظفر حنفی کے اسلوب اور شاعری کے مجموعی آہنگ کے پیشِ نظر کتاب کا نام "کھردری غزلیں" زیادہ موزوں ہوتا۔ مخمور سعیدی نے "صریرِ خامہ" کی غزلوں کو دورِ جدید کی "سفاک حقیقتوں کا سنجیدہ اظہار" قرار دیا ہے۔

مظفر حنفی کی شاعری ایک ایسے شاعر کے شعری تجربوں کا نقش ہے جو زندگی کے عام تجربوں میں امتیاز نہیں کرتا۔ بلکہ کروچے کی طرح اس کا بھی یہی خیال ہے کہ خواہ معمولی ہو یا غیر معمولی، زندگی کا ہر تجربہ شعری تجربہ بن سکتا ہے۔ وہ محض حسین چیزوں میں ہی حسن کی تلاش نہیں کرتا بلکہ کریہہ اور غیر دلکش چیزوں کو بھی موضوعِ سخن بنا لیتا ہے۔ کروچے نے کہا تھا کہ زندگی میں جب تک بدچلنی اور بدصورتی ہے شاعر کو اس کے اظہار سے روکا نہیں جا سکتا۔ مظفر حنفی کے یہاں بدچلنی کا وہ تصور نہیں ملتا جو ذہن کو سیکس کی طرف منتقل کر دیتا ہے بلکہ ان کے یہاں بدچلنی سے مراد سماجی کرپشن ہے جو کمزور کے استحصال، اخلاق کی بیخ کنی، اور فرد کی تباہی کی صورت میں جاری ہے۔

مظفر حنفی کی شاعری فوری ردِ عمل کی شاعری ہے۔ اس لیے ان کے یہاں

بے ساختگی اور روانی ملتی ہے۔ اور تصنع آورد نیز صناعی سے زیادہ بے تکلفی اور براہِ راست بات کہنے کا انداز ملتا ہے۔ زندگی کی تلخ اور عریاں حقیقتوں کی ترجمانی کے لیے بول چال کی زبان اور سادہ و سدید لہجہ ناگزیر ہوتا ہے۔ مظفر حنفی نے اپنے لب و لہجہ کو پروان چڑھانے میں غیر ضروری ریاض سے کام نہیں لیا بلکہ یہ ان کے فکر و فن کا فطری اظہار ہے مثلاً

ایک ہی سنگِ حقیقت چور کر دے گا اُسے — خوشنمائی اندرونِ آئینہ خانہ جو ہے

ہم کسی گنتی کسی فہرست میں شامل نہیں — صاف گوئی آج کے آئین میں شامل نہیں

ڈھل گیا سورج تو کالی رات پر تکیہ کروں — سر پھرا ہے کیا جو ایسی بات پر تکیہ کرو

لوگ حالات پہ یوں طنز کیے جاتے ہیں — جیسے سانچے میں کسی اور کو ڈھلنا ہو

ہر چہرہ کے پیچھے ہو گا ایک فرشتہ یا شیطان — ان بارونق چوراہوں پر اصلی آدم زاد کہاں

ہم پر لطف و کرم کی بارش — کے دن میں اندازاً ہو گی

اُردو میں صوتی قوافی کی روایت بہت پرانی ہے۔ حالی نے بھی اس کا احیا کیا تھا۔ دورِ جدید میں اس کا کافی چلن ہے مظفر حنفی نے بھی اپنی کئی غزلوں میں اس کا التزام کیا ہے۔ مگر بعض غزلوں میں "باہوں راہوں"۔ "ہنسنے بستے" وغیرہ قوافی بھی نظر آتے ہیں جو اصولاً صحیح نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ "چونا کا قافیہ گنج مدفونہ" کیا ہے یہ بھی درست نہیں ہے بعض مطلعوں کے قوافی میں ایطا بھی ہے۔ اور بعض مصرعے عروض نقطۂ نظر سے محلِ نظر بھی ہیں۔ مثلاً

(۱) لیعنی ملّا کی دوڑ مسجد تک۔

(۲) لیعنی پتھراؤ دیکھتے کیا ہو

(۳) لیعنی ہر جرم ہے اسالِ خدائی پہ معاف

ان تینوں مصرعوں میں لیعنی کی "ی" ساقط ہے اس لیے تینوں مصرعے خارج از بحر ہیں۔ مظفر حنفی باشعور اور باخبر شاعر ہیں۔ ان پر "بے خبری" کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ پھر بھی وہ اس طرح کی معمولی چیزوں کی طرف توجہ کرتے تو کتاب اور بہتر ہو جاتی

"صریرِ خامہ" کی کتابت و طباعت دلکش ہے اور سرورق بہت حسین ہے۔
عنوان چشتی

شاعر: صلاح الدین پرویز
ناشر: پرویز: ۸۹۳۔ سرسید نگر، علی گڑھ
قیمت: غیر مجلد تین روپے

ژاژ

ژاژ کے معنی "بیہودہ" اور "لغویات" ہیں۔ خدا جانے شاعر نے کیوں اس لفظوں کے انبار کا نام ژاژ رکھا ہے؟ بشیر بدر شاعر تھے، شاعر سے جدید بنے اور اب خیر سے نقاد بھی بن گئے ہیں لکھتے ہیں کہ:

"صلاح الدین پرویز کو میں برسوں سے جانتا ہوں۔ کبھی وہ خوبصورت بھولا بھالا میڈیکل کالج کا طالب علم تھا۔ سفید کوٹ پہن کر ڈاکٹر بننے کا سفر کر رہا تھا۔ میڈیکل سائنس کی کتابیں ہاتھ میں لے کر شیکسپیر ایٹس۔ ایلیٹ۔ سارتر، ازرا پاؤنڈ کا پوسٹ مارٹم کرنے والا جرات۔ انشا۔ شاہ نصیر۔ ناسخ، امیر مینائی۔ جلیل مانک پوری ریاض خیر آبادی، عدم وغیرہ کے بارے میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کون زندہ ہے اور کون مرگیا ہے۔"

فاضل مقدمہ نگار محض شاعر کی خوبصورتی۔ بھولپن اور اردو شاعری سے ناواقفیت سے متاثر ہیں۔ اس لیے زیرِ نظر مجموعہ اور شاعر کی شان میں اس انداز سے قصیدہ رقم فرماتے ہیں۔

(الف) "پرویز زبردست انفرادیت خود پسندی اور خود اعتمادی کا پیکر ہے۔"

(ب) "وہ (پرویز) جدید زمانے کا خود غرض اور جدید خود پسند ذہن ہے۔"

(ج) "اس طرح کے حماقت آمیز تجربے ہماری نثر کا محبوب

آسان مشغلہ ہیں۔"

(د) "ژاژ کے شاعر کا رویہ اکثر و بیشتر مقامات پر لغویت (Absurdity) کا واضح اظہار کرتا ہے۔"

(ھ) "ژاژ کا موضوع مرد، عصر، حیات اور کائنات کی الیسی (Entity) ہے جس میں مرد زندگی اور زمان و مکاں ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہیں۔"

اب اس "غیر معمولی" نظم کا ایک ٹکڑا دیکھیے۔

جادو چڑھنے لگا۔ جادو پڑھنے لگا

آگرا۔ باگرا

تاگرا۔ ثاگرا۔

است گتھم ہوا۔ بود بدھو ہوا

گھوڑا بیمار ہے۔ ہاتھ تو گرم ہے۔

گرم بوتل کا پانی بڑا سرد ہے۔ بڑا سرد ہے۔

یہ کتاب صحیح معنی میں ژاژ ہے۔ اس لیے اس پر مزید گفتگو سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ خدا جانے مکتبہ جامعہ کی روایت کے خلاف ایسی کتاب پر مکتبہ کی شاخ کے ایک انچارج کا نام کیوں درج ہے جبکہ ملنے کے پتوں میں مکتبہ جامعہ کا پتہ ہونا چاہیے تھا۔

فخر الحسن

مختصر تاریخ گورکھپور

مولف: ڈاکٹر احمد لاری

ناشر: ادبستان۔ نظام پور۔ گورکھپور

قیمت: دو روپے پچاس پیسے

اردو میں علاقائی تاریخ کی بہت کمی ہے۔ ڈاکٹر احمد لاری نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے گورکھپور کی مختصر تاریخ لکھی ہے۔ جس کی بنیاد گورکھپور کے ڈسٹرکٹ گزیٹیر اور ہندی اردو میں بکھرے ہوئے دوسرے مواد پر ہے۔ چونکہ فاضل مولف تحقیق اور تنقید کا معقول شعور رکھتے ہیں اس لیے انھوں نے سارے مواد کو

تنقیدی بصیرت اور تحقیقی دیانت سے پر کھ کر سادہ مگر دلکش زبان میں پیش کیا ہے۔
زیرِ نظر تالیف میں محض شہر گورکھپور کی ہی تاریخ نہیں ہے بلکہ اس ضلع کی تاریخ ہے۔
تاریخ کے آخری صفحات میں فارسی کی کتاب "تاریخ معظم آباد معروف بہ گورکھپور" کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ کتاب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

"بہت سے قدیم مقامات جیسے کسیا اور سہناک کی موجودگی کے باوجود گورکھپور کی قدیم تاریخ کے متعلق بہت کم قطعی معلومات دستیاب ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ ضلع قدیم کوسلا سلطنت میں شامل تھا۔ اجودھیا کے رام چندر جی نے گھاگھرا اور راپتی کے سنگم پر کچھ عرصہ ریاضت میں گزارا ہے۔ یہیں انھوں نے رشی وشوامتر سے تعلیم حاصل کی اور شکرانے کے طور پر ان کے کوسک ورشا کو گھاگرا کے شمال کا حصہ بخش دیا۔"

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر احمر لاری نے تاریخ گورکھپور لکھنے کے لیے اپنے ماضی کے تاریخی سرمائے سے استفادہ کیا ہے اور اس کو عام فہم۔ سادہ اور دلکش زبان میں پیش کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب بیش بہا تاریخی معلومات سے لبریز ہے۔ عنوان چشتی

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

بی	مصنف : ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ : مخمور جالندھری	۵/۲۵
بر	″ : لارنس بنیس	″ : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
رت وشنو دگمبر	″ : وی آر اٹھاوے	″ : شن - قدوائی	۲/۲۵
ہم باغی	″ : ڈینس کنکیڈ	″ : ڈاکٹر پرپاتما سرت	۶/۲۵
ضی نذر الاسلام	″ : بسودھا چکرورتی	″ : عرش ملسیانی	۲/۲۵
بیر	″ : ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	″ : ایم کے درّانی	۲/۵۰
پھوا اور خرگوش	″ : ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد ۱/۰ مجلد	۲/۰
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت	مرتبہ نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی		۲/۲۵
گرو نانک	مصنف : گوپال سنگھ	ترجمہ : مخمور جالندھری	۳/۲۵
مٹی بنتی تصویریں	″ : بھگوتی چرن ورما	″ : رضیہ سجاد ظہیر	۵/۰
تاش کے محل (ناول)	″ : مپال رنگنا یکما	″ : زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ : می پال سوم، سندرم	″ : عشرت سہروردی	۸/۰
سفید خون (ناول)	مصنف : نانک سنگھ	″ : رتن سنگھ	۸/۰
گرو گوبند سنگھ	″ : ڈاکٹر گوپال سنگھ	″ : مخمور جالندھری	۳/۰
ہندی افسانے	مرتبہ : ڈاکٹر نامور سنگھ	″ : اگرسین نارنگ	۹/۰
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنف : پنا لال پٹیل	″ : کشور سلطانہ	۱۰/۰
پنجابی افسانے	مرتبہ : ہر بھجن سنگھ	″ : مخمور جالندھری	۷/۰
رنجیت سنگھ	مصنف : ڈی - آر - سود	″ : ″ ″	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	″ : بپن چندر	″ : غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگرو اقوی	″ : وینکسن ہاڈ گوکر	″ : عرش ملسیانی	۵/۱۵

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارتِ تعلیم، حکومتِ ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شایع کیں

تاریخ فلسفۂ اسلام　ٹ ۔ ج ۔ دو بوئر　ترجمہ: ڈاکٹر سید عابد حسین

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری پوری معلومات دے سکتی ہے۔ قیمت: ۵۰ /۔

تاریخ تمدّن ہند　پروفیسر محمد مجیب

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پر لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں۔　قیمت ۱۲/-

ہمارا قدیم سماج　سیّد سخی حسن

سیّد سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے ۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر اُن کے تقاضوں کے مطابق پُروقار انداز میں قلم اُٹھایا ہے جس میں نہ جانبداری ہے نہ تعصب۔　قیمت: ۱۰/-

چڑیاں (بچوں کے لیے)　سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں کسے کہتے ہیں۔ ان سے کیا کیا فائدے پہنچتے ہیں۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں ان کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں۔ اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب ضرور پڑھیے۔　قیمت: ۳/-

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دلّی ۲۵ دلّی ۶ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

[...]مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

[...]پو (حصہ اول دوم)	مصنف: ایف، سی، فریٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	۳/۰
[...]شمیر	" : مالا سنگھ۔ تصاویر: پیا آنند	" : خدیجہ عظیم	1/50
ندیوں کی دنیا	" : جمال آرا	" : محمد شفیع الدین نیّر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" : بریگیڈیر گیان سنگھ	" : محمد ذاکر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اول)	" : لیلا مجمدار	" : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
[...]نت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" : لیلاوتی بھاگوت	" : " " "	1/50
رسیلی کہانیاں	" : منوج داس	" : صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانی (اول دوم)	" : وشنو پربھاکر	" : انور کمال حسینی	۳/۰
ہماری ریلیں	" : جگجیت سنگھ	" : عرش ملسیانی	1/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" : کے۔ سی۔ کھنہ تصاویر:	کرشن کھنہ	1/50
[...]و ناٹک کھیلیں	" : اوما آنند	مترجم: رفیعہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اول)	" : ایم، چوکسی و بی ایم جوشی	" : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
بہادروں کی کہانیاں	" : راجندر راوستھی	" : انور کمال حسینی	1/50
روبنت و نندیہ	" : کرشن چیتنیہ	" : " " "	1/50
سدا بہار کہانیاں	" : شانتا رنگا چاری	" : " " "	1/50
ابو خاں کی بکری	" : ڈاکٹر ذاکر حسین		2/0
انوکھی دوکان	" : قدسیہ زیدی		2/50
گلابو چوہیا اور پریزاد	" : " "		2/0
دنیا کے جانور	" : " "		2/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)	" : میر نجابت علی	ترجمہ: سید احسان	۳/۰
بڑا پانی	" : لیلا مجمدار	" : صالحہ عابد حسین	1/50
مورا	" : ملک راج آنند	" : انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کے کھیل	" : سریندر سانیال	" : پریتم لال	1/50
خالہ بلی کا خاندان	" : منوہر داس چترویدی	" : محمد شفیع الدین نیّر	1/50

ارمغانِ مالک

مالک رام صاحب ملک کے ممتاز محقق، بلند پایہ ماہر غالبیات اور ماہر اسلامیات ہیں۔ ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر مجلس ارمغانِ مالک کی طرف سے ان کی پینسٹھویں سالگرہ پر صدر جمہوریہ ہند نے تین جلدوں پر مشتمل علمی صحیفہ ان کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان میں مالک رام صاحب کے سوانح، شخصیت اور خدمات پر سیر حاصل مضامین کے علاوہ ہندوستان، پاکستان اور یورپ کے مقتدر عالموں، دانش وروں اور محققوں کے ۸۰ گراں قدر مقالات ہیں جن میں غالب، اقبال، اسلامیات، تصوف، ادبیات اور لسانیات کے بعض اہم اور بنیادی مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ ہر کتب خانہ میں اس علمی صحیفہ کا ہونا ضروری ہے۔

ارمغانِ مالک (اردو، جلد اوّل۔ دوم) مرتبہ: ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ قیمت: ۶۰/-

ارمغانِ مالک (انگریزی) مرتبہ: جناب علی جواد زیدی قیمت: ۳۰/-

جہاں آرا (اوپیرا) رفعت سروش

شاہجہاں کی چہیتی، بیٹی جہاں آرا حسن و حیا اور شرافت و محبت کا عجیب دلربا مرقع۔ تین ایکٹ کا روح پرور اوپیرا رفعت سروش کے شاعرانہ تخیل کی تخلیق۔ شہزادی کی اخلاقی شخصیت اور اوپیرا کی اہمیت پر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا فکر انگیز مقدمہ۔

قیمت ۴/۵۰

تنہائی (ڈراما) ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے اپنی جگہ اثر انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔ لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری کا چابک دستی سے مزید نمایاں کیا گیا ہے۔ قیمت: ۳/۲۵

"ناولستان" نئی دلی ۲۵ کے دلچسپ ناول

بلیس (ناول) انوار کمال حسینی

زمانہ بدل گیا ہے، زندگی کی قدروں میں تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن آج بھی انسان بہت سے معاملات میں روایتوں کا شکار اور رسموں کا غلام ہے۔

آہوں، کراہوں اور تخیلوں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان صرف جلیس نامی طوائف ہی کی نہیں بلکہ ایک پورے معاشرے کا آپریشن ہے۔ انسانی تہذیب کی عکاسی ہے۔ قیمت: ۴/۵۰

اللہ میگھ دے (ناول) رضیہ سجاد ظہیر

"عورت جب بھی ماں ہوتی ہے۔ تو وہ اصلی ماں ہوتی ہے۔ انھوں نے مجھے جنم نہیں دیا۔ مگر صرف وہی ماں نہیں ہوتی جو جنم دے" یہ ایک ایسی ماں اور بیٹی کی کہانی ہے۔ جن کی قربانیاں مثالی ہیں۔ اس ناول کا آخری باب برسوں بعد۔ جب یہ کسی ناول کا پہلا باب ہوگا، آپ کے ذہن میں برسوں محفوظ رہے گا۔ قیمت: ۴/۵۰

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن اُلجھنوں کا شکار ہیں۔ ان کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کش مکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت: ۴/۵۰

پابہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل ان کی مشکلات ان کی ذہنی کیفیت کو پیش کرتا ہے۔ کردار نگاری اور جذبات کی عکاسی کا بہترین شاہکار۔

قیمت: ۶/-

دوسرے کنارے تک (ناول) **عزیز قیسی**

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندوستان کے کسی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں۔ ہزاروں لیکن زبان خاموش ہے بالکل خاموش۔ قیمت: ۳/۵۰

اپنی اپنی صلیب (ناول) **صالحہ عابد حسین**

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دُکھ درد کا بوجھ، 'اپنی اپنی صلیب' اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے۔ مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، دل کش اور دل فریب تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوبصورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔ قیمت: -/۸

کالا شہر گورے لوگ (ناول) **احسان الحق**

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین اقوامی ناول ہے جس کا میدان عمل ملکی سرحدوں، مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے۔ گزشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ قیمت -/۵

جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ۲۵ کی اہم کتاب

اکابر تعلیم **سعید انصاری**

اس کتاب میں ان اکابر تعلیم کے حالات درج ہیں جنھوں نے جدید تعلیم سے متعلق افکار و خیالات کا اظہار کیا ہے یا تعلیم کے عملی پہلوؤں سے بحث کی ہے اور انھیں تجربے کی شکل میں بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح تعلیم جدید کی عمارت کھڑی کرنے اور اسے پروان چڑھانے میں مدد لی ہے۔ اردو میں اپنی نوعیت کی اہم کتاب۔ قیمت: -/۱۲

پرنٹر پبلشر سید احمد دوتی نے جال پرنٹنگ پریس، دلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵

لائبریریوں کے لیے
سالانہ
ایک روپے

دسمبر ۱۹۷۳ء
جلد ۱۴ شمارہ نمبر ۱۲
سالانہ تین روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

اشاریہ

۱۶ سال سے حکومت ہند نے کتابوں کی طباعت وغیرہ پر انعام دینے کا ایک سلسلہ جاری کر رکھا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں کتابیں، اخبار اور رسائل شرکت کرتے ہیں۔ اس بار سولھویں انعامی مقابلے میں کم و بیش تین ہزار داخلے ہوئے تھے۔ ان میں مکتبہ جامعہ کی مطبوعات بھی شامل تھیں۔ ہمارے احباب اور سرپرست یہ جان کر ضرور خوش ہوں گے کہ بچوں کی کتب کی بہترین طباعت و تزئین کاری کا دوسرا انعام مکتبہ جامعہ کو اس کی چھاپی ہوئی کتاب "ابو خاں کی بکری" پر ملا۔ اس کے مصنف قبلہ ذاکر صاحب ہیں۔ انعام کی تقسیم ۱۹۔ نومبر کو نائب صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ کتاب کی اس عمدہ طباعت پر ہمارے جنرل منیجر شاہد علی خاں اور پریس کے ساتھی کارکن مبارکباد کے مستحق ہیں۔

بڑی خوشی ہوئی یہ سن کر کہ اس سال کا سوویٹ لینڈ انعام ہمارے دیرینہ رفیق اور مکتبہ جامعہ کے سابق جنرل منیجر جناب غلام ربانی تاباں کو ملا۔ تاباں صاحب بہ حیثیت ایک بلند پایہ شاعر کے کافی طویل عرصے سے اردو دنیا سے روشناس ہیں۔ ادھر آپ ادبی میدان میں بھی سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ نیشنل بک ٹرسٹ کی ایک کتاب کا "جدوجہد آزادی" کے نام سے ترجمہ کرکے آپ نے نثر نگاروں میں بھی اپنا مقام پیدا کر لیا ہے۔ اکثر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ان کی ادبی تنقیدیں سننے کی چیز ہوتی ہیں۔ ہم جناب تاباں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

نومبر کا مہینہ کارکنانِ مکتبہ اور اردو دنیا کے لیے کئی افسوس ناک واقعات کا حامل رہا۔ رشید نعمانی صاحب سے قارئین کتاب نما، بخوبی واقف ہیں۔ آپ ہمارے دیرینہ رفیق ہیں اور مکتبہ جامعہ سے بہت مدت تک وابستہ رہے ہیں۔ "شرابِ کہنہ" کے تحت کئی سال تک شعراء کا سوانحی سلسلہ چلاتے رہے۔ کتاب نما کے گویا مستقل تبصرہ نگاروں میں ہیں۔ ان کی بیگم کا انتقال ایک بہت المناک سانحہ تھا۔ مرحومہ بڑی نیک، خوش مزاج، مہمان نواز خاتون تھیں اور خاطر تواضع کا پیکر۔ ابھی مرنے کے دن نہیں تھے۔ کینسر کا موذی مرض جان لے کر ہی ٹلا۔ خدا مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور رشید نعمانی صاحب، ان کے فرزندوں اور عزیزوں کو توفیقِ صبر عطا فرمائے۔

مرحوم عبدالمنان عنبر بہرائچی ایک ہونہار نوجوان تھے۔ ادب سے بھی دلچسپی تھی پیامِ تعلیم میں اکثر ان کی نظمیں شایع ہوئی تھیں۔ آج کل خوش نویسی کر رہے تھے۔ ہمارے رفیقِ عزیز عرفان بیگ نوری کے چھوٹے بھائی تھے۔ تھوڑے ہی دن شادی کو ہوئے تھے اچانک بیمار ہوئے اور پتہ چلا کہ وہ بھی سرطان جیسے موذی مرض کے چنگل میں پھنس گئے جو اخیر میں مہلک ثابت ہوا۔ اور نوجوان بیوہ اور دو ننھی بچیوں کو چھوڑ کر داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ نوری صاحب نے اپنے مقدور سے زیادہ علاج معالجہ میں دلچسپی لی لیکن قدرت سے کون جیت سکتا ہے۔؟ ہم اس غم میں نوری صاحب اور دیگر اعزا کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ منان صاحب کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے آمین۔

ان سب سے زیادہ افسوس ناک خبر مولانا ابرار حسنی گنوری کے بے رحمانہ قتل کی خبر تھی مرحوم کا شمار اساتذہ میں ہوتا تھا۔ ملک میں آپ کے بے شمار شاگرد ہیں۔ اگرچہ عمرِ طبعی کو پہنچ چکے تھے لیکن جس بے دردی سے ان کا قتل کیا گیا ہے وہ قابلِ نفرین ہے ابھی تک قاتلوں کا سراغ نہیں لگ سکا ہے۔ خدا کرے کہ قاتل کا پتہ لگے اور وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے۔

اس مہینے ملک الموت کا آخری شکار، سلام مچھلی شہری تھے۔ سلام صاحب کچھ عرصے سے نرسنگ ہوم میں زیرِ علاج تھے۔ وہیں انتقال ہوا۔ عمر اُن کی مرنے کی نہ تھی۔ یہی ۵۲-۵۳ سال کے ہوں گے۔ مگر موت عمر اور مرتبہ نہیں دیکھتی۔ سلام کا دنیائے شاعری میں اپنا الگ مقام تھا۔ شعر گوئی میں نت نئے تجربے ان کا محبوب شغل تھا۔ ان کی موت پر دنیائے شاعری میں سوگ منایا گیا۔ ہم بھی ان کی بیگم اور

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ مطبوعات

ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں
از ڈاکٹر سالم قدوائی

اس کتاب کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں ان تفسیروں کا ذکر ہے جو مکمل ہوگئی ہیں۔ دوسرے حصّے میں اجزائے قرآن کی تفسیریں ہیں، تیسرے میں قدما کی تفسیروں کے حواشی اور شرحوں کا ذکر ہے اور چوتھے میں متعلقات قرآنِ مجید سے متعلق ہیں۔ اس مقالے پر ڈاکٹر صاحب کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی تھی یعنی ان کتابوں کا جو قرآن مجید کا ذکر ہے۔
قیمت: -/۱۴

ہمارے ذاکر صاحب (اضافے کے ساتھ)
رشید احمد صدیقی

اس کتاب میں "ذاکر صاحب" کے علاوہ رشید احمد صدیقی کے تین مضامین اور شامل ہیں۔ ان میں ایک مضمون ایسا بھی ہے جو ذاکر صاحب کے انتقال کے بعد لکھا گیا تھا۔
قیمت: آٹھ روپے

نظر اور نظریے
آل احمد سرور

"نظر اور نظریے" آل احمد سرور کے تیرہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ مضامین ادب کے طالب علموں کے لیے ادب، اس کے اہم اصناف، اس کی قدروں اور ان سب کی نئی بصیرت کے متعلق غور و فکر کا خاصا سامان فراہم کرتے ہیں۔ سرور صرف یہ ہے کہ طرفداری کی بجائے سخن فہمی کی کوشش کی جائے۔
قیمت: 10/50

طنزیات و مضحکات
رشید احمد صدیقی

طنزیات و مضحکات کے فن پر اردو میں پہلی اور اہم کتاب جو عرصے سے نایاب تھی اب نہایت اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ اس مقالے کی ترتیب و تدوین میں جس اصول کو مدِ نظر رکھا گیا، وہ
[illegible]

عتیق صدیقی

کیپٹن مریم

(زیرِ طبع "یادوں کے سائے" کے ایک باب کا درمیانی حصہ)

تہران کی بہت سی یادوں کو سینے سے لگائے، وسط اکتوبر ۱۹۴۵ء کی ایک صبح کو، قاہرہ کے لیے روانہ ہوا، جہاں ایک ہفتہ وار اخبار کی ترتیب و طباعت کی ذمہ داریاں میری راہ تک رہی تھیں۔ دن کے دس بجے ہمارے جہاز نے پرواز شروع کی اور بغداد و بیروت میں گھنٹہ گھنٹہ بھر دم لیتا ہوا سرِ شام المازہ کے ہوائی اڈے پر جا اترا۔ یہی اس کی بھی آخری منزل تھی۔

قاہرہ کی "جگمگاتی جاگتی سڑکوں" سے جب ہم گزرے تو دو جگہوں نے خصوصیت سے اپنی طرف متوجہ کیا۔ بی، او، اے، سی کی کوچ (بس)، جو ہمیں شہر لے جا رہی تھی، ایک چھ منزلہ عمارت کے سامنے رکی۔ اس کے ساتھ ہی کنڈکٹر نے اعلان کیا:

"شیپرڈ جانے والے مسافر مہربانی فرما کر اتریں۔"

"شیپرڈس ہوٹل یہی ہے؟" اپنے ہم سفر یہودی کیپٹن سے میں نے پوچھا جو تہران سے میرے ساتھ آ رہا تھا۔ اور ہوائی جہاز میں بھی میری بغل میں بیٹھا تھا۔

"ہاں! قاہرہ کی سماجی زندگی کا اہم ترین مرکز اور قاہرہ سے گزرنے والے مسافروں کا رین بسیرا۔ شیپرڈس یہی ہے۔ بین الاقوامی سیاسی شخصیتوں سے لے کر بین الاقوامی عیار تک یہاں جمع ہوتے ہیں۔ یہ بڑی تاریخی عمارت ہے۔ اس کے اندرونی حصے میں ایک بڑا سا چوکور پتھر تمہیں نظر آئے گا، جس میں موٹے موٹے حروف میں کندہ ہے۔ "جب نپولین مصر آیا، تو اسی جگہ اس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔"

شیپرڈس سے روانہ ہونے کے پانچ ہی منٹ بعد ہماری گاڑی پھر ایک چار منزلہ

عمارت کے سامنے رکی۔ کنڈیکٹر نے اعلان کیا:۔

"وای، ڈبلو، سی، اے، جانے والے مسافر اتر یں"

یہ سنتے ہی دو نوجوان برطانوی باوردی خواتین اپنا سامان سمیت کر اتریں، جو بیروت سے ہماری ہمسفر ہو گئیں تھیں اور جنھیں اب تک ہم للچائی ہوئی نظروں سے تکتے رہے تھے۔

وای۔ ڈبلو، سی، اے، کی یہ عمارت ایک بڑے سے چوراہے پر ہے۔ جس کے وسط میں کسی مصری کا ایک دیو قامت مجسمہ تھا۔ اور اس کے مقابل کتابوں کی ایک بڑی سی دکان تھی۔ قاہرہ پہنچنے کے دوسرے ہی دن سہ پہر کو اپنے کام کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد، پریس کی طرف چلا۔ جہاں ہمارا ہفتہ وار اخبار "ہندوستانی" عربی ٹائپ میں چھپتا تھا، تو ہماری جیپ وای، ڈبلو، سی، اے، کی طرف سے گزری۔

"آیئے ایک ایک پیالی کافی پی لیں" جیپ ڈرائیو کے لیفٹیننٹ رفیق نے دعوت دی، جو پریس والوں سے تعارف کرانے کے لیے میرے ساتھ جا رہے تھے۔ "پریس جاتے ہوئے، اور اکثر واپسی میں بھی یہاں دم لے لیتا ہوں۔ یہاں کی کینٹین میں کافی بھی اچھی ملتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس روایت کو برقرار رکھیں گے۔"

"اچھا کیا آپ نے بتادیا" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "اور اس جگہ کو دریافت کرنے کی زحمت سے بچالیا۔"

"اس جگہ کا نام میدان کامل پاشا ہے" لیفٹیننٹ بشیر نے میری معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا "اور یہ کامل پاشا کا مجسمہ ہے۔ اس کے بالکل سامنے کتابوں کی ایک دوکان ہے، جہاں عربی کی بہت کم، لیکن انگریزی فرانسیسی، اور دوسری یوروپین زبانوں کی کتابیں اور رسالے بڑی کثرت سے مل جاتے ہیں۔ فوجیوں کے مذاق کی سستی کتابیں بھی ملتی ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ کمیونسٹ لٹریچر کی منڈی ہے۔ اسی سے کوئی مصری کھلے بندوں اس میں گھسنے کی ہمت نہیں کرتا۔ بس اتحادی ملکوں کے فوجی ہی چھانٹے بچھاڑے رہتے ہیں۔"

"آپ کبھی اس دکان میں جاتے ہیں کبھی؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں کبھی کبھی چلا جاتا ہوں۔"

"تو آپ کو بھی شاید کمیونزم سے کچھ ہمدردی ہے۔"

"کمیونزم سے تو نہیں،" لیفٹیننٹ بشیر نے جواب دیا، "لیکن کمیونسٹ
پارٹی آف انڈیا سے ضرور دلچسپی ہے۔"

"یہ بڑی دلچسپ بات ہے،" میں نے کہا۔ "ہمارے یہاں عورتوں کی
کہاوت ہے۔ گڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز۔ آپ کا بھی یہی حال معلوم
ہوتا ہے۔"

"کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے ساتھ میری ہمدردی کی وہی نوعیت ہے،
جو روس کے ساتھ برطانیہ اور امریکہ کی ہمدردی کی ہے۔" اپنے نقطۂ نظر
کی مزید وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا۔ "کمیونسٹ پارٹی آف
انڈیا ہمارے مطالبۂ پاکستان کی حمایت کرتی ہے، اس لیے مجھے بھی اُس سے
ہمدردی ہے۔ اور آپ کا کیا خیال ہے؟"

"میرا معاملہ آپ کے برعکس ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "مجھے کمیونزم سے
خاصی دلچسپی ہے۔ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے مجھے اسی بنا پر اختلاف
ہے کہ مسلم لیگ کے دو قومی نظریے کی اور مطالبۂ پاکستان کی حمایت کرتی ہے۔"

وائی، ڈبلیو، سی، اے، سے تو مجھے زیادہ دلچسپی نہ پیدا ہو سکی، لیکن پریس
یا شہر آتے جاتے جب بھی میدان کامل پاشا سے گزرتا، کتابوں کی اس دکان میں ضرور جھانک
لیتا اور میری دلچسپی کی کوئی نہ کوئی چیز مل بھی جاتی۔ ترقی پسند ادبیات کی اس کھان میں
اور کامل پاشا کے مجسمے میں بڑا قریبی تعلق مجھے محسوس ہوتا۔ کامل پاشا پہلے مصری بلکہ پہلے
مشرقی تھے، جنھوں نے یہ ترقی پسندانہ نظریہ پیش کیا تھا کہ مذہب اور قومیت دو جدا
گانہ چیزیں ہیں، جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ کہ مصر کے قبطی،
عیسائی اور مسلمان ایک قوم ہیں۔ انھوں نے اس نظریے کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ ان کے

پر مصر متعدد انقلابات سے دوچار ہوا۔ لیکن مصطفٰی کامل کے بتائے ہوئے نظریے سے وہ انحراف نہ کرسکا۔

آگے چل کر کتابوں کی اسی دکان کی وساطت سے دو چار مصری کمیونسٹوں اور کمیونسٹ پارٹی کے سکریٹری ہنری کوریل سے میری ملاقات ہوئی اور ان ترقی پسندوں کے ایک جلسہ میں شریک ہونے کا بھی موقع ملا، جن کا تعلق مصر کے اس کمیونسٹ گروپ سے تھا۔ جسے "الفجر الجدید" (صبح نو) کہا جاتا تھا اسی نام کا ایک رسالہ بھی نکلتا تھا۔ جو اسی گروپ کا ترجمان تھا۔

ایک کمیونسٹ دوست نے مجھے بتایا کہ کتابوں کی یہ دوکان ہنری کوریل کی نجی ملکیت ہے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد، جولائی ۱۹۴۶ء میں صدقی پاشا کی حکومت نے قاہرہ، اسکندریہ اور دوسرے مقامات کے کمیونسٹوں کے ساتھ کوریل کو بھی گرفتار کیا، تو قاہرہ کے انگریزی روزنامہ "ایجپشین گزٹ" سے میری معلومات میں اتنا اور اضافہ ہوا کہ کوریل یونانی النسل مصری لکھ پتی ہے۔

قاہرہ اور دوسرے شہروں میں بھی لاتعداد فرانسیسی، اطالوی اور یونانی خاندان پشتوں سے آباد ہیں اور انھوں نے مصری شہریت اختیار کرلی ہے۔ ان ہی میں کوریل کا خاندان بھی ہے۔ کوریل کے گھر جانے کا بھی مجھے اتفاق ہوا تھا۔ جو کسی لکھ پتی کا تو نہیں، لیکن کھاتے پیتے۔ متمول مصری کا ضرور معلوم ہوتا تھا۔

کتابوں کی اس دکان کے صدر دروازے سے متصل ایک لمبی سی میز پر، نو آمدہ کتابیں سلیقے سے چنی رہتی تھیں۔ قاہرہ پہنچنے کے چار ہفتے بعد، وسط نومبر ۱۹۴۵ء کی ایک شام کو اسی میز کی کتابوں کا میں جائزہ لے رہا تھا کہ میز کے دوسرے سرے پر ایک خاتون کھڑی نظر آئیں۔ وہ بھی خاکی وردی میں تھیں ان کے کاندھوں پر دونوں طرف تین سنہرے جگمگاتے ستارے ان کے کیپٹن ہونے کی نشان دہی کر رہے تھے۔ چوبیس پچیس برس کا سن، پیارا پیارا مکھڑا، رنگ اور چہرے کی بناوٹ یورپین، سر سے پاؤں تک نو سانچے میں ڈھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ ہم ایک دوسرے سے صورت آشنا ہی نہیں

ر واقف بھی تھے۔ سر کے اشارے سے ہم نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ آج سے
ے بھی کئی بار اسی دوکان میں وہ نظر آئی تھیں اور ان سے سرسری بات چیت بھی ہوئی
ھی۔ لیکن نہ جانے کیوں آج ان میں غیر معمولی کشش مجھے محسوس ہوئی۔
میں اپنی جگہ بت بنا کھڑا تھا۔ ایک کتاب تو میرے سامنے ضرور تھی۔ مگر سارا دھیان
ہی خاتون میں لگا تھا۔ پانچ سات منٹ میں بڑھتے بڑھتے وہ میرے قریب آگئیں۔
ن قدر قریب کہ ان کے جسم کی بھینی بھینی خوشبو جیسے لونڈر کریم اور پاوڈر کی آمیزش
نے ساٹ ٹیل بنا دیا تھا۔ میرے دل و دماغ ہی میں نہیں، رو ئیں رو ئیں میں بسی جا رہی تھی۔
میرے دل کی دھڑکن، جو پہلے ہی تیز ہو چکی تھی تیز تر ہو گئی۔ پھر وہ گھوم کر اس الماری
کے سامنے کھڑی ہو گئیں جو میری پشت پر تھی۔ اب ہماری پیٹھ ایک دوسرے
کے مقابل تھی۔ چند منٹ کے بعد میں اضطراری طور پر گھوما تو میری نظر اس کتاب پر پڑی
جو خاتون کے ہاتھ میں تھی۔

"کیپٹن"، میں نے حواس مجتمع کرکے کہا "بیورلی نکلسن کی "ورڈکٹ آن انڈیا"
جھوٹ کی پوٹ ہے۔ اس پر آپ اپنا وقت ضایع نہ کریں"

"اس کا ریویو میں نے پڑھا ہے"، خاتون نے شکریہ ادا کرتے ہوئے
کہا "ریویو لکھنے والے کا بھی یہی خیال ہے اور اس کتاب پر اپنی گاڑھی کمائی
کے پیسے ضایع کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے"

اسی کتاب پر باتیں کرتے ہوئے ہم دونوں، خاتون ہی کی تجویز پر دکان کے اس
گوشے میں منتقل ہو گئے، جہاں نسبتاً پرانے اخبارات و رسایل بے ترتیبی سے ڈھیر تھے۔
اس ڈھیر کو کریدتے ہوئے ہم دونوں ہندوستان کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔

"ہندوستان میں برطانوی سامراج کے رول کو اور ہندوستان
کے موجودہ سیاسی حالات کو سمجھنے میں کون سی کتابیں مفید ہو سکتی ہیں؟"
خاتون نے سوال کیا۔

"رجنی پامے دت کی "انڈیا ٹوڈے" پڑھیے"

" آر ۔ پی ۔ ڈی کی اس کتاب کے تو دونوں ایڈیشن میرے پاس ہیں "
خاتون نے فخریہ لہجے میں جواب دیا " بلکہ اسی کتاب سے مجھے ہندوستان سے دلچسپی پیدا ہوئی ۔ اس کے بعد ہی تو "مارکس آن انڈیا" میں نے پڑھی "

خاتون باتیں تو مجھ سے کر رہی تھیں، لیکن ان کی نظریں اس طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں، جیسے وہ کسی کو ڈھونڈھ رہی ہوں۔ ان کا یہ انداز مجھے بے کل کر رہا تھا میں ان کے سوال پر غور ہی کر رہا تھا کہ انھوں نے کچھ جز بز ہو کر کہا۔

" یہ جگہ تو اور بھی بری ہے ۔ سب کی نظریں ہمیں پر گڑی ہیں "

" آیئے ۔ وائی ، ڈبلیو ، سی ، اے چلیں " ان کی پریشانی کا راز سمجھ کر میں نے کہا۔

" وہ تو اور بھی خطرناک جگہ ہے " میری تجویز مسترد کرتے ہوئے انھوں نے حکم دیا۔ آیئے میرے پیچھے "

یہ کہتے ہوئے کڑی کمان کے تیر کی طرح وہ دکان سے نکلیں ۔ میں بھی ان کی ہدایت کے مطابق پیچھے پیچھے ہولیا ۔ اب ہم دونوں اس سڑک پر تھے جو کامل پاشا کے اسٹیچو کے بالکل سامنے تھی اور ان کا اسٹیچو ہماری پشت پر اس طرح ہاتھ پھیلائے تھا۔ جیسے ہمیں روک کر کہنا چاہتا ہو :

ذرا آہستہ لے چل کاروانِ عشق و مستی کو
مزاجِ سطحِ عالم سخت نا ہموار ہے ساقی !

راستے میں ہم کوئی بات چیت نہ کر سکے ۔ خاتون کبھی مجھ سے آگے نکل جاتیں اور کبھی پیچھے رہ جاتیں ۔ جس سڑک پر ہم چل رہے تھے ۔ وہ آگے چل کر قاہرہ کے مشہور ہوٹل کانٹی نینٹل کی طرف مڑتی تھی ۔ میرا گمان تھا کہ خاتون وہیں جا رہی ہیں۔ میں یہ سوچ کر جی ہی جی میں خوش ہوا کہ وہاں اطمینان سے باتیں ہو سکیں گی۔ وہاں شیپرڈس کی طرح بے اندازہ بھیڑ بھاڑ بھی نہیں ہوتی ۔ رات کا کھانا بھی وہیں کھائیں گے۔ میں اپنے ذہن میں یہ لفظے بنا ہی رہا تھا کہ خاتون یکایک ایک دیسی قہوہ خانے

گھس گئیں، جہاں فوجیوں کے جانے کی ممانعت تھی۔ ایک لمحے کے لیے میں ٹھٹک کر کھڑا رہا، اور میری آنکھوں کے سامنے حسن آفرینیوں اور عشق کی دراز دستیوں سے لے کر کورٹ مارشل تک کے اچھے بُرے سب ہی نقشے بکھر گئے۔ لیکن فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگی۔ ہر چہ بادا باد کہتا ہوا میں بھی قہوہ خانے میں گھس گیا۔

"کیپٹن" سامنے ٹنگے ہوئے بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں نے کہا "یہ جگہ میرے اور آپ کے لیے آؤٹ آف باؤنڈز ہے۔"

"میں بھی جانتی ہوں"، خاتون نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جناب آپ کا جو حشر ہوگا، میرا اس سے کہیں زیادہ خراب ہوگا۔"

"اس وقت تو ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔"

"آپ بھی سوچتے ہوں گے کہ یہ کس قسم کی عورت ہے"، خاتون نے سلسلۂ کلام شروع کیا۔ "بات یہ ہے کہ میں ایک ایسے دیس کی رہنے والی ہوں......."

"بس بس رہنے دیجیے"، ان کی بات کاٹتے ہوئے میں نے کہا۔ "آپ کے کاندھوں پر ستاروں کے نیچے جو سرخ پٹی ہے اسے دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ آپ کہاں کی رہنے والی ہیں، لیکن نہ جانے کیوں آج یہ بات میرے ذہن سے بالکل نکل گئی۔"

"آپ کو میرے وطن سے اس درجہ نفرت ہے کہ اس کا نام لینا یا سننا بھی آپ کو گوارا نہیں"، خاتون نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔ "آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں میں دکنی افریقہ کی رہنے والی ہوں۔ اپنے وطن سے اور اپنے وطن کے رہنے والوں سے، خواہ وہ گورے ہوں یا کالے مجھے شدید محبت ہے۔ لیکن وہاں کے موجودہ حکمرانوں سے مجھے اسی

درجہ نفرت بھی ہے۔ میں ان کی دشمن ہوں اور ان کی حکومت کا تختہ الٹ دینا چاہتی ہوں "

"آپ بہت جذباتی معلوم ہوتی ہیں" میں نے خاتون کا جوش ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی "اور جذباتی انسان جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں آپ کی ہر بات کو سچ سمجھتا ہوں "

"شکریہ" خاتون نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے کہا "میں یقیناً جذباتی ہوں۔ جذباتی انسان کی آپ نے جو تعریف کی ہے، اس میں اتنا اور اضافہ کیجیے کہ وہ محبت اور نفرت دونوں تن من سے کرتا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اپنے ملک کی حکومت سے مجھے جتنی نفرت ہے، اسی قدر اپنے وطن کے بسنے والوں سے پیار ہے۔ دکنی افریقہ میں جو ہندوستانی بستے ہیں ان سے بھی مجھے اتنی ہی محبت ہے، جتنی وہاں کے سفید فام باشندوں سے ہے۔ یوسف داؤد اور ڈاکٹر نائکر کا نام تو تم نے سنا ہی ہوگا۔ یہ دونوں میرے ہندوستانی النسل دوست ہیں، ساتھی ہیں، کامریڈ ہیں۔ میں ان سے محبت کرتی ہوں۔ اور اگر تم کو غلط فہمی نہ ہو تو میں کہوں گی کہ نہ جانے کیوں تم کو بھی میں پسند کرتی ہوں اور تم سے بھی دوستی کرنا چاہتی ہوں "

"ہم ہندوستانی آواگون کے قایل ہوتے ہیں" میں نے کہا "میرا گمان ہے کہ پچھلے جنم میں دکنی افریقہ کے کسی ہندوستانی گھر میں تم نے جنم لیا ہوگا۔ اور شاید اسی لیے تم میں اتنی ہی دیر میں ......"

"دیکھو دیکھو!" میری بات کاٹتے ہوئے خاتون نے کہا "رومانٹک بننے کی کوشش نہ کرنا۔ میں ایسے نوجوانوں کو پسند نہیں کرتی، جو آتے ہی جلد دل دے بیٹھے ہیں "

"مادموزیل! آپ جلد باز بھی بہت معلوم ہوتی ہیں" میں نے

بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔" میں تو صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی ہی دیر میں آپ کو میں سمجھ گیا ہوں۔"

" جھوٹ، بالکل جھوٹ،" خاتون نے پسپائی کے لہجے میں کہا۔"میری جلد بازی سے فائدہ اٹھا کر بات تم نے بدل دی۔ میں تمہیں ایسا بے حس نہیں مان سکتی، جیسا کہ تم اپنے کو ظاہر کر رہے ہو۔"

" خاتون " گفتگو کا موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا" آپ شاید کمیونسٹ ہیں۔"

" ہاں ہوں تو"

" میں حیران ہوں،" میں نے کہا " آپ نے اپنے حسن کو برقرار کیسے رکھا؟"

" کیا مطلب ؟" خاتون نے احتجاجی لہجے میں کہا۔" کیا کمیونسٹ اپنی صورت بگاڑ لیا کرتے ہیں ؟"

" میرا خیال ہے،" ان کے احتجاج کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "کمیونسٹ مردوں سے زیادہ کمیونسٹ عورتیں ڈائی لکٹک مٹیریالزم کو اپنے اوپر طاری کر لیتی ہیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی نسائیت کے ساتھ ساتھ ان کا حسن بھی خاک میں مل جاتا ہے۔ لیکن آپ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قدرت نے آپ کو حسن کی دولت اس فیاضی سے عطا کی ہو۔"

" نان سنس،" خاتون نے بات کاٹتے ہوئے کہا " اچھے کمیونسٹ سے زیادہ من چلے نوجوان معلوم ہوتے ہو۔"

" من چلا نوجوان ہی اچھا کمیونسٹ بھی ہو سکتا ہے۔"

" اگر من چلے پن کو کمیونزم پر غالب نہ آنے دے "

" تم جتنی حسین ہو" اپنے ترکش کا ایک اور تیر میں نے سر کیا۔

" اتنی ہی ذہین بھی ہو۔"

"اور تم بھی کچھ کم نہیں ہو،" پھر خاتون نے کچھ رک کر کہا۔ "ہم ابھی ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکے ہیں، تاہم —"

"خاتون" میں نے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔ "اپنی ذہانت پر تو تم شک کر سکتی ہو، لیکن میری ذہانت پر شبہ کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔"

"پوری بات تو سنی نہیں اور لگے احتجاج کرنے" خاتون نے جھنجھلا کر کہا۔ "میں تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک دوسرے کو اچھی طرح نہ سمجھ سکنے کے باوجود ایک دوسرے سے بہت قریب آ گئے ہیں۔"

"تمہارا خیال اگر صحیح ہے۔" سنجیدگی طاری کرتے ہوئے میں نے کہا "تو یہ ہے بڑی پریشان کن صورتِ حال۔"

"اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔"

"آپ کے لیے یا میرے لیے؟"

"دونوں کے لیے" خاتون نے بھی سنجیدگی کے ساتھ اضافہ کیا۔ "مگر ایک بات یاد رکھیے کہ لینن کی طرح عورت کو میں بھی پانی کا گلاس نہیں سمجھتی۔"

"لینن کی یہ بات مجھے بھی یاد ہے جو اس نے تایا زٹکن سے کہی تھی۔" گفتگو کے دھارے کا رخ پھر رومانیت کی طرف موڑتے ہوئے میں نے کہا۔ "لیکن آج تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہوں کہ لینن جیسے خوش مذاق انسان نے ایسی بھونڈی تشبیہ کیوں کر دی۔"

"اس میں بھونڈا پن کیا ہے؟"

"کم از کم تم کو تو پانی کے گلاس سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔" کچھ فلسفیانہ کچھ عاشقانہ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر میں نے کہا۔ "تم کو تو شراب کے گلاس سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ جس کے پینے سے کہیں زیادہ اس کے دیکھنے میں نشہ ہے۔"

بن چکا تھا، طنز اور پسندیدگی کے لہجے میں کہا۔" ذہانت اگر زیادہ
بڑھ جائے تو اس کے ڈانڈے حماقت سے مل جاتے ہیں"

دکنی افریقی خاتون نے جس قہوہ خانے میں پناہ لی تھی وہاں، میرے لیے تو
ی۔ لیکن خود ان کے لیے اس سے زیادہ دیر تک ٹھہرنا شاید ممکن نہ تھا۔ وہاں
میز کرسیاں، پیالی پلیٹیں، بیروں کے کثیف کپڑے اور ان کے طور طریقے، اور سب
سے بڑھ کر وہاں کا ماحول اور بیٹھنے والوں کا ہر ہر انداز پکار پکار کر کہہ رہا تھا
یہ قہوہ خانہ قاہرہ کے نچلے طبقے کے لوگوں کے غم غلط کرنے کا سہارا ہے۔ اسی طبقے کی
دو چار عورتیں بھی، فلاحین کی وضع کے برقعے اوڑھے، بیٹھی تھیں۔ شور و غل بھی بے حد
تھا۔ ریڈیو اونچے سروں میں بج رہا تھا۔ گانے والی بھی ام کلثوم تھی، جس کی آواز
مصریوں ہی کو نہیں، ساری عرب دنیا کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اس نے قہوہ خانے کے
شور و غل میں جنون کی سی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ شاید یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ قہوہ خانے
کے بیرے کے سوا اور کسی نے ہماری طرف توجہ نہ کی۔

"کتنی پیاری ہے یہ آواز" ام کلثوم کی تانوں سے متاثر ہو کر خاتون
نے متاسفانہ لہجے میں کہا "کاش میں عربی جانتی"

"گانے والی آواز تو یقیناً پیاری ہے۔ مگر —"

"مگر کیا؟" خاتون نے سوال کیا۔ تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمھاری
آواز اس سے بھی اچھی ہے؟۔ مبالغے کی بھی حد ہونی چاہیے۔ تم نے
تو ان شاعروں کو بھی مات کر دیا۔ جنھیں افلاطون نے ناکارہ قرار
دے کر اپنی جمہوریت میں جگہ دینا پسند نہیں کیا تھا"

"و میری حسین خاتو!" ان کے جواب سے لطف لیتے ہوئے
میں نے کہا "میں تو آپ کو یہ بتلانا چاہتا تھا کہ اس گانے والی کی آواز
جتنی دل کش ہے، وہ اتنی ہی بدصورت ہے مصر میں شاید ہی کوئی عورت

"واقعی ؟" خاتون نے حیرت کے ساتھ سوال کیا۔

"شاید اسی سے اس کی آواز اتنی اچھی ہے۔"

"عربی تو میں نہیں جانتی، مگر عربی موسیقی میرے کانوں کو بہت اچھی لگتی ہے۔" پھر رازداری کے لہجے میں خاتون نے کہا "اس کی وجہ بتاؤں! میری رگوں میں بھی عرب خون ہے۔"

"وہ کیسے ؟" میں نے حیرت سے سوال کیا۔

"میرا خاندان اسپینی عرب ہے، جو کسی زمانے میں مسلمان سے عیسائی ہو گیا۔ تم کو معلوم ہے عربی میں میری کو مریم کہتے ہیں۔ میرے گھر والے مجھے مریم ہی کہتے ہیں مجھے بھی یہی اچھا لگتا ہے۔ تم بھی مریم ہی کہہ کر مجھے مخاطب کیا کرو۔ مگر ہاں کسی کے سامنے کیپٹن میری ہی کہنا۔"

"یہ بڑا دلچسپ اتفاق ہے۔" میں نے کہا مجھے بھی اپنے متعلق یہی خوش فہمی ہے میری رگوں میں بھی عرب خون گردش کر رہا ہے۔ اور میرے خاندان کے لوگوں کو یقین ہے کہ ہم سب پیغمبرِ اسلام کے پہلے خلیفہ کی اولاد ہیں۔"

"شاید اسی وجہ سے ہم لوگ آج کی ملاقات سے پہلے ہی ایک دوسرے سے قریب آ گئے تھے۔" میرے لطیف طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے خاتون نے میری تائید کی "یقیناً یہ بڑا دلچسپ اتفاق ہے۔"

یہ تھی دکنی افریقی کیپٹن مریم کی اور میری پہلی تفصیلی ملاقات، جس میں بار جیت ہی کی رہی۔ اگلے سنیچر کو شام کے کھانے پر ملنے کا ہم نے پروگرام بنایا، مگر سوال یہ تھا کہ ہم ملیں کہاں۔ ہم کسی ایسی جگہ کے متلاشی تھے جہاں نسل پرست اور ہندوستانی دکنی افریقی آنکھیں ہمیں دیکھ نہ سکیں۔

"ایک جگہ ہو سکتی ہے۔" بہت سی جگہوں کو مسترد کرنے کے بعد مریم ہی نے تجویز پیش کی "ایک اوسط درجے کا بار ہے۔ شیرٹن ہوٹل اور خالص رستوران کی درمیانی سڑک پر جو کیبرے ہے،

اسی کی بغل میں ایک چھوٹا سا بار ہے ۔ بہت کم لوگ وہاں جاتے ہیں اور وہ آوٹ آف باونڈس بھی نہیں ہے ۔ بار کا مالک جاننے والا ہے ۔ کھانے کا بھی وہ انتظام کر دے گا ۔ جگہ بہت محفوظ ہے ۔ ہم دکھنی افریقی کمیونسٹ جو گنتی میں چار ہی پانچ ہیں ۔ کبھی کبھی وہیں مل بیٹھتے ہیں ۔ میں وہاں شام کو ساڑھے سات پہنچ جاؤں گی "

" میں بھی اسی وقت پہنچ جاؤں گا "

" اچھا اب چلنا چاہیئے " مریم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا " ہماری آج کی ملاقات اگرچہ مختصر ہی رہی مگر ۔ "

" مگر اس کے نتائج شاید بہت دور رس ہوں "

" نتائج جو بھی ہوں " مریم نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا " زندگی کے بنجر میدان میں آج ہم نے دوستی اور محبت کے بیج بوئے ہیں "

بقیہ اشاریہ صے سے

کتاب نما کے نومبر کے شمارے میں ۔ صلاح الدین پرویز کی کتاب " ژاژ " پہ فخرالحسن صاحب کا تبصرہ شائع ہوا ہے ۔ ہمیں افسوس ہے کہ کتابت کو دیئے جانے سے قبل اس تبصرہ کو اچھی طرح نہ دیکھ سکے ۔ پڑھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تبصرہ نگار نے کتاب کی ادبی اور شاعرانہ حیثیت سے زیادہ شاعر کی ذات پر تنقید کی ہے ۔ جو کتاب نما کی پالیسی کے مطابقت نہیں رکھتی ۔

حاجی شوکت علی مرحوم لکھتے ہوئے بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ مرحوم کئی سال تک مکتبہ جامعہ سے وابستہ رہے ۔ " موٹر ڈرائیور اور ایماندار " اکثر کہا جاتا ہے مگر مرحوم نے واقعی اس کہاوت کو غلط ثابت کر دکھایا ۔ نہایت دیانت دار، حلیم اور بردبار بزرگ تھے اور آخیر وقت تک مکتبہ کے ہر فرد سے ملتے اور اسے دعائیں دینے کا سلسلہ جاری رہا ۔ اللہ ان کی مغفرت کرے آمین ۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی اہم مطبوعات

شاعر
مصنف: تارا شنکر بندوپادھیائے ترجمہ: پریش کمار ڈے

یہ ناول پہلی بار بنگلہ زبان میں ۱۹۴۹ء میں شایع ہوا تھا۔ اور اپنے وقت کا عظیم ناول قرار دیا گیا تھا۔ تارا شنکر بندوپادھیائے میں عظیم تخلیقی قوت اور کردار نگاری کی باریکیوں میں صلاحیت تھی جس نے اس ناول کو عوام میں بے حد مقبول بنا دیا۔ قیمت ۵/۸

منتخب نظمیں
مرتبہ: علی سردار جعفری

پیشِ نظر انتخاب میں دو طرح کے شاعر شامل ہیں۔ ایک تو وہ جنھوں نے آزادی سے پہلے نام پیدا کیا، دوسرے وہ جو آزادی کے بعد شعری افق پر طلوع ہوئے۔ اس سے اِن شاعروں کی افتادِ طبع اور شاعرانہ صلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ انتخاب ۳۲ شاعروں کی نمائندہ نظموں کا بہترین مجموعہ ہے۔ قیمت: ۴/-

آبِ حیات
مصنف: محمد حسین آزاد تلخیص و ترتیب: پروفیسر احتشام حسین

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر و قیمت کے متعلق ادب کے مورخ اور نقاد آپس میں ہی اُلجھتے اور بحث کرتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی بڑھتی رہتی ہے اور یہی اس کی ادبیت کا کمال ہے، یہی اس کے اسلوب و بیان کا معجزہ ایک تاریخی دستاویز قیمت ۵/۴

ترقی اُردو بورڈ کی درسی کتابیں

طبیعات (فزکس) دوم، حساب و الجبرا اوّل، سوم، جیومیٹری۔ اوّل، دوم، سوم۔ گھریلو سائنس۔ ششم، ہفتم، ہشتم، ہر کتاب کی قیمت: دو روپے

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

ترقی اردو بورڈ، مرکزی وزارت تعلیم، حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

لسانی مطالعے

ڈاکٹر گیان چند

لسانیات کی جدید شاخ تجرباتی لسانیات ہے جس کا اہم ترین شعبہ صوتیات ہے، اردو میں اس کا مطالعہ بہت ابتدائی منزل میں ہے۔ ابھی تک اردو میں اس موضوع پر کوئی مکمل کتاب نہیں۔ مضامین معتدبہ ملتے ہیں۔ یہ کتاب اسی کمی کو خاصی حد تک پورا کرتی ہے۔

قیمت: ۱۲/۵۰

انقلاب ۱۸۵۷ء

مرتبہ: پی۔ سی۔ جوشی

اس کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ غلامی کے برطانوی جوئے سے نجات پانے کے لیے ہندوستانیوں کی قومی بغاوت تھی جس نے عالمی جمہور حلقوں میں یک جہتی کے جذبات کو ابھارا۔ ملکی اور غیر ملکی مقالہ نگاروں کا اہم اور یادگار صحیفہ

قیمت: ۱۴/۷۵

تاریخ فلسفۂ سیاسیات

پروفیسر محمد مجیب

سیاسیات ان علوم میں سے ہے جو انسانی زندگی، اس کے نظام اور اس کے تدریجی نشوونما سے بحث کرتے ہیں۔ سیاسیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تاریخی یا بیانی، نظری اور عملی۔ اس کتاب کا موضوع صرف سیاسیات کا پہلا حصہ ہے۔

قیمت: ۱۸/۰

چراغ کا سفر (بچوں کے لیے)

سید محمد ٹونکی

آپ نے سندباد جہازی کا نام تو سنا ہوگا۔ چراغ نے تو اس کو بھی مات کر دیا۔ دنیا کا ہر حصہ چھان مارا۔ آج مصر میں تو کل ہندوستان میں۔ جہاں گیا اپنی روشنی دے گیا۔ گھر گھر کیا سارا سنسار ہی چمک اٹھا۔ پھر اس نے کیسے کیسے روپ بدلے یہ آپ اس کتاب میں پڑھیے۔

قیمت: ۱/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو (حصہ اوّل دوم)	مصنفہ : الیف، سی، فرنیاما	مترجم : صالحہ عابدین	3/-
کشمیر	،، : مالا سنگھ، تصاویر پیاانند	،، : خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	،، : جمال آرا	،، : محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	،، : بریگیڈیر گیان سنگھ	،، : محمد ذاکر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی (حصہ اوّل)	،، : لیلا مجمدار	،، : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	،، : لیلا وتی بھاگوت	،، : ،، ،، ،،	1/50
رسیلی کہانیاں	،، : منوج داس	،، : صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانی (اوّل دوم)	،، : وشنو پربھاکر	،، : انور کمال حسینی	2/-
ہماری ریلیں	،، : جگجیت سنگھ	،، : عرش ملسیانی	1/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	،، : کے سی کھنہ	تصاویر : کرشن کھنہ	1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	،، : اوما آنند	مترجم : رفیعہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اوّل)	،، : ایم، چوکسی و بی ایم جوشی	،، : رضیہ سجاد ظہیر	1/50
بہادروں کی کہانیاں	،، : راجندر اوستھی	،، : انور کمال حسینی	1/50
روہنت و نندیہ	،، : کرشنی چیتنیہ	،، : ،، ،، ،،	1/50
سدا بہار کہانیاں	،، : شانتا رنگا چاری	،، : ،، ،، ،،	1/50
الیو خاں کی بکری	،، : ڈاکٹر ذاکر حسین		2/-
انوکھی دکان	،، : قدسیہ زیدی		2/50
گلابو چوہیا اور پریزاد	،، : ،، ،،		2/-
دنیا کے جانور	،، : ،، ،،		/50
ایجادیں جنہوں نے دنیا بدل ڈالی (اوّل دوم)	،، : میر نجابت علی	ترجمہ : سید احسان	/-
بڑا پانی	،، : لیلا مجمدار	،، : صالحہ عابد حسین	50
مورا	،، : ملک راج آنند	،، : انور کمال حسینی	0
ہاکی کے کھیل	،، : سرویندر سانیال	،، : پرسوتم لال	50
خار پتی کا خاندان	،، : منوہر داس چتر ویدی	،، : محمد شفیع الدین نیر	50

حاصلِ مطالعہ

اکٹر انوار الحسن

"فن ہی میں ہوا کرتا ہے فنکار کا پرتو"

اور فنکار اپنے گرد و پیش کے حالات، وقت اور ماحول کی بھٹی میں پک کر کندن بنتا ہے اس کے لئے اسے کتنی سخت آزمایشوں سے گزرنا پڑتا ہے سے پچھ اس کا دل جانتا ہے۔ نالہ بے اثر ہوتا ہے اگر اس میں خونِ جگر نہ شامل ہو اور خونِ جگر سے لکھے ہوئے اشعار تاثیر کے نشتر ہوتے ہیں۔ اس کسوٹی پر اگر واحد پریمی کے اشعار کو پرکھا جائے تو انہیں یقیناً "تاثیر کا نشتر" کہا جا سکتا ہے۔

ان کا دل صرف "غمِ جاناں" کا مسکن نہیں "غمِ دوراں" سے بھی پُر ہے۔ غم زدہ انسان دوسرے کی تکلیف کا احساس بھی جلد کرتا ہے اور واحد پریمی کی حساسیت اسی کی نشاندہی کرتی ہے ؎

اسے اپنی ہی بربادی کا افسانہ سمجھتا ہوں — کسی شوریدہ سر کا جب بھی حالِ زار سنتا ہوں
وہ پھول جو محرومِ تبسم ہیں ابھی تک — اُن پر بھی نظر میرے گلستاں کی بہار و

واحد کا اندازِ بیان شوخی، طنز اور نشتریت سے بھرپور ہے ؎

آزاد تو برسوں سے ہیں اربابِ گلستاں — آ ئی نہ مگر طاقتِ پرواز ابھی تک
شمع کی مانند پھر رہتے رہو گے عمر بھر — خاک کر دو گے اگر تم مثلِ پروانہ مجھے
کہنے کو تو بہارِ چمن آ گئی مگر — کتنے ہی پھول آج بھی ہیں بانکپن سے دور
پاسبانِ گلستاں سمجھا کیے حسنِ بہار — اور پھولوں پر خزاں کے عکس لہراتے رہے
وہ بھی وقت آتا ہے گلشن میں کہ اہلِ گلشن — مصلحت دیکھ کے کانٹوں سے بہل جاتے ہیں
تمام پھول فسردہ، تمام غنچے اداس — چمن میں کیا یوں ہی جشنِ بہار ہوتا ہے

گلستاں میں آتا ہے انقلاب ایسا بھی
پھول پھول جب اپنے منہ سے خون اگلتا ہے
یہ کرشمہ ہے ہمارے خون کا !
سیکڑوں گل ہیں چمن میں سرخ پوش

ان کا تغزل ماورائی نہیں اسی آب و گل کی پیداوار ہے اور اسی لیے ان کے رومان میں توانائی اور تغزل میں رعنائی ہے۔ وہ شب فراق میں اداس ہوں تو چاند تارے انہیں اداس نظر آتے ہیں وہ کسی کی تلاش میں نکلیں تو چاند تارے اور تمام مظاہرِ فطرت ان کے شریکِ سفر ہوں اور اگر انہیں کسی کا دیدار حاصل ہو جائے تو چمن میں چاند ہیں، تاروں میں دلکشی آجائے اور یہی نہیں بلکہ ہر ایک شے میں زندگی آجائے۔ ان کا رومان اکثر جگہ اختر شیرانی کی یاد دلاتا ہے۔ "گلِ نو" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واحد پریمی گیسوئے غزل کے سنوارنے والے نوجوان شعراء میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی زبان سا[دہ] لیکن پُر تاثیر، ان کا انداز شگفتہ لیکن طنز سے بھرپور، ان کے خیالات بلند او[ر] جارت پر مائل ہیں۔ چند پسندیدہ اشعار پڑھ کر خود بھی دوچار کر لوں اور آپ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لوں ؎

کوئی تارا کوئی خورشید کوئی چاند بنا
چند ذرے جو تری راہ گزر سے اٹھے

جو کسی پر مٹ گیا اس کو ملی عمرِ دوام
شمع پر جل کر امر ہوتا ہے پروانے کا نا[م]

ہجومِ غم سے ملی ہے حیات نو مجھ کو
ہجومِ درد سے پایا ہے حوصلہ میں نے

دل میں ارمان جو اٹھتا ہے وہ مرجاتا ہے
ریت کا تاج محل بن کے بکھر جاتا ہے

وہ لوگ جو مقامِ جنوں تک پہنچ گئے
فکرِ حیات، گردشِ دوراں سے دور ہیں

دیوانگانِ شوق نے عمریں گزار دیں
پھر بھی نگارِ وقت کی زلفوں میں خم...

کیا ستاروں کو شامِ غم دیکھیں
اپنی ہی چشمِ نم میں الجھے ہیں

نہیں ملتی ہمیں رہِ منزل
کس کے نقشِ قدم میں الجھے ہیں

ہم تلاشِ خوشی میں نکلے تھے
خارزارِ الم میں الجھے ہیں

بندگی کے رموز کیا جانیں
وہ، جو دیر و حرم میں الجھے ہیں

رہِ حیات کے یوں پیچ و خم نہ سلجھیں گے
رہِ حیات کو بھی زلفِ پُرشکن سمجھو

گُل مضمحل ہیں چاند ستارے اداس ہیں
یہ آج کس کے غم میں نظارے اُداس ہیں

میں تو اک مہوش کے غم میں ہوں اداس
چاند تارو تم مگر کیوں ہو خموش

کوئی غنچہ کھلا ہے جب چمن میں
تو گُل کی آنکھ پُرنم ہو گئی ہے!

خمِ گیسو کو سلجھانے والے
جبینِ وقت پر بھی اک شکن ہے!

کوئی ہنگامۂ حیات نہیں
رات خاموش ہے سحر خاموش

زندگی کو کہاں تلاش کریں
کوچہ کوچہ نگر نگر خاموش

گلِ نو — واحد پریمی — مکتبہ صبحِ ادب، نزد مسجد ٹولوالی بھوپال ۱ — قیمت ۲/۰

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

ملیالم بھاشا کے چنے ہوئے سترہ ۱۷ افسانوں کا مجموعہ جسے شری ادم چیری این۔ این۔ پلّے نے ملیالم بھاشا کی کہانیوں میں سے چنا اور مرتب کیا۔ "اورکتھا بھارتی" کے نام سے ہندوستانی یا اردو زبان میں "ملیالم افسانے" کے نام سے حیدرآباد کی مشہور کہانی نگار خاتون محترمہ جیلانی بانو نے ترجمہ کیا اور نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے اپنی ہندوستانی کتابوں کے سلسلے میں شائع کیا۔

ہمارا ملک ہندوستان یا بھارت بڑا ملک ہے جس کے چودہ صوبوں میں چودہ آزاد علمی زبانیں بولی اور پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ ہر زبان اپنے ہی صوبے کی زبان اور وہاں کے لوگوں کی ہی ترجمان زبان ہے دوسرے صوبوں میں باقی صوبائی زبانوں کا چلن بہت کم ہے مگر اس ملک میں ایک پندرہویں زبان بھی ہے جو سب صوبوں میں بولی اور سمجھی سمجھائی اور پڑھی پڑھائی جاتی ہے اور جس کے بولنے والے ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان۔ کہ کسی ایک صوبے کی زبان کے بولنے اور سمجھنے والے ہندوستان کے کسی دوسرے صوبے میں اتنے نہیں پائے جاتے جتنے ہندوستانی زبان اپنے اپنے صوبے میں اپنی یا اپنے صوبے کی زبان کے ساتھ اردو یا ہندوستانی زبا

بولنے والے پائے جاتے ہیں۔ اس پر بھی واقعہ یہ ہے کہ اردو یا ہندوستانی دستان گیر ہوتے ہوئے بھی ہندوستان کے کسی بڑے صوبے تو کیا کسی ٹے صوبے کی بھی سرکاری زبان تسلیم نہیں کی گئی۔ کشمیر کا نام نہ لیجیے کیونکہ کشمیری ن اردو کو اپنے ہاں کی مہمان زبان تو بھلے مان لے لیکن اپنے میدان سے دو کو پروان چڑھانے پر راضی رہے ناممکن ہے۔

یہ زبان کی بات تو جملۂ معترضہ کے طور پر آن پڑی ورنہ کہنا صرف یہ تھا کہ نیشنل بک ٹرسٹ والوں کی کوشش یہ ہے کہ ایک صوبے کی زبان میں لکھی گئی ادبی، مذہبی کتاب کو ہندوستان کی باقی ۱۳ یا ۱۴ صوبائی بھاشاؤں میں ترجمہ کرا کر شائع کیا کرے کہ بھارت کے بھارتی اپنے پڑوسی صوبوں کے رسم و رواج اور رنگ ڈھنگ وغیرہ وغیرہ سے واقف اور مانوس ہو سکیں۔ نیشنل بک ٹرسٹ کا منصوبہ بڑا مبارک اور بہت ہی مفید منصوبہ ہے اور اسی کے مطابق بہت سا صوبائی سرمایۂ ادب ایک صوبے کی زبان سے دوسرے صوبوں کی بھاشاؤں میں لیا دیا جا چکا ہے۔ اور ہمارے ناظرین اس حقیقت سے واقف ہیں۔

میں نے اس سلسلے میں صوبائی کہانیوں کے جتنے مجموعے دیکھے ہیں میرے خیال میں "ملیالم افسانے" بحیثیت مجموعی دوسرے صوبوں کے شائع ہونے والے مجموعوں سے اپنے صوبوں میں بسنے والے اور وہاں کی زبان بولنے والوں کی زیادہ نمائندگی کرنے والے ہیں۔ سوال ہوگا کیسے؟ جواب یہ ہے کہ جتنے مجموعے میری نظر سے گزر چکے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ایک بھی مجموعہ ایسا نہیں جس میں اس صوبے کے تمام بسنے والوں اور وہاں کی بولی بولنے والوں کے نتائج افکار اور تراوشہائے قلم پیش کیے گئے ہوں۔ صرف ملیالم افسانے ہی ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ہندو، عیسائی اور مسلمان ملیالم زبان میں لکھنے والوں کے افسانوں کو جگہ دی گئی ہے۔ اسی کو ہم اس صوبے کا نمائندہ مجموعہ تسلیم کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

جیساکہ اوپر اشارہ ہوا۔ اس مجموعے میں سترہ افسانے ہیں۔ مقصد کے لحاظ سے بعض افسانے اعلیٰ اور نیچ کے میل سے بھی کسی قدر کم ہی ہیں گو انہیں ردّی اور محض نکمے نہیں کہہ سکتے۔ کچھ مسیحی قلم کاروں نے مسیحی دھن والوں اور مفلسوں کی ظاہری اور باطنی دین داری کے جلوے دکھائے ہیں۔ مذہبی پیشوا دھن والوں کی نام ونمود کی دین داریوں کے دکھاووں پر فدا ہیں۔ اور دُکھ اٹھاکر حق پر قائم رہنے والوں کو اہمیت دینے میں تکلف برتتے ہیں۔ ایک آدھ افسانے میں ردّی کا ڈنک بھی موجود ہے اگرچہ ریشم میں لپٹا ہوا ہے۔ اس مجموعے میں دو مسلمان قلم کاروں کے افسانے بھی شامل ہیں۔ اول ویکم محمد بشیر صاحب کا "سیکنڈ ہینڈ" دوم کے۔ ٹی محمد صاحب کا "ہنستی چھری" پہلے محمد صاحب کا افسانہ "سیکنڈ ہینڈ" ہر نقطۂ نظر سے کامیاب ترین اور دوسرے محمد صاحب کا افسانہ "ہنستی چھری" مقصد میں ناکام اور انسانی نفسیاتی کیفیت کی طرف سے بے توجہی کا نمونہ ہے۔ گوشت خور خاندان کا بچہ ویسا کچھ نہیں ہوسکتا جیساکہ افسانے میں دکھایا گیا ہے۔

اس مجموعے کے پانچویں افسانے "سیکنڈ ہینڈ" اور سترہویں افسانے "رادھا کی چیٹھی" کو مطالعہ کیجیے۔ کیا ایک ہی حقیقت میں دو رنگوں کا جلوہ نہیں دکھایا گیا۔ دونوں افسانوں میں ایک ایک عورت اور دو دو مردوں کی داستان ہجر و فراق، زخم و مرہم، خواب و بیداری یا اصل و نقل کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ میں محوِ حیرت ہوں کہ مٹی کا پتلا کتنا فرشتہ کیسا شیطان اور کیسا اونچا اور کتنا نیچ ا[ور] کس قدر خود غرض اور کتنا ایثار پیشہ ہوسکتا ہے۔ میں خوش ہوں کہ اس کتاب میں ان قلم کاروں کے مختصر حالات بھی لکھے گئے ہیں جن کے افسانے اس مجموعے میں شامل ہیں۔

محترمہ جیلانی بانو اردو دانوں یا اردو خوانوں میں معروف خاتون ہیں ہوتا کہ جن صاحب نے ان افسانوں کو چنا اور مرتب کیا ہے ان کا تعارف کرادیا جاتا۔

"ملیالم افسانے" ترجمہ: جیلانی بانو ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ قیمت: 8/75

بانما

صدیق سہاوری

سردار جعفری کی مرتبہ "منتخب قومی شاعری" پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے تاثرات کا دھاگا بہت کمزور ہے کہیں ہاتھ لگانے سے ٹوٹ نہ جائے! ن لیے میں اس دھاگے کا آخری سرے سے جائزہ لینا شروع کرتا ہوں شاید کوئی ام کی بات نکل آئے۔

زیرِ غور کتاب کی لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے، کہیں کہیں نکتہ، مرکز وغیرہ غائب ہو گئے ہیں تو یہ کوئی اہم بات نہیں۔ کاغذ بھی اچھا استعمال کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے موجودہ دور میں ۴ روپے قیمت زیادہ نہیں مگر نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا اگر گھاٹے کے ساتھ کبھی کبھی نشر و اشاعت کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور جب اتفاق سے مواد، مجبوری کے تحت، جیسا کہ صاحبِ ترتیب نے فرمایا ہے گھاٹے کا ہو تو مذکورہ ادارے کو قیمت کم سے کم رکھنا چاہیے۔

"حرفِ اوّل" میں کم درجے کا مواد پیش کرنے کا جواز موجود ہے — Logical deduction یہ ہے۔

"ہر نظم ۱۹۴۷ء کے بعد کی تخلیق ہو" اس سے پتہ چلتا ہے کہ نظم کی اچھائی یا برائی، اعلیٰ اور گھٹیا معیار کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ مرتب کو ڈ ٹ سے یہ بھی شکایت ہے کہ "کاپی رائٹ" کی مجبوریاں نہیں ہٹائی گئیں ورنہ مجموعہ میں جوشؔ، حفیظ، فیضؔ اور قاسمی جیسے بیرونی شعراء ضرور ہوتے جن کے بغیر مرتب کے ذہنِ رسا کے تحت "جار یار شاعری کا کوئی انتخاب مکمل نہیں ہو سکتا"۔

بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ صرف ہندوستان کے نااہل قلم کاروں سے آرٹ کے کشتِ زار کو گلِ گلزار نہیں بنایا جا سکتا اس کے لیے بیرونی ٹریکٹر درکار ہیں —

کم معیاری کی ایک اور منطق مرتب کے الفاظ میں یہ ہے:-

"پیشِ نظر انتخاب کو بہترین نظموں کا انتخاب نہیں کہا جا سکتا۔ اس صورت میں، میں مشکل سے پہلی قسم کے پانچ سات شاعروں کا کلام شامل کر سکتا تھا، ویسے بھی تخلیق کی تاریخ کی قید کی وجہ سے بعض شعراء کی بہترین چیزیں نظر انداز کر دینا پڑیں۔

(حرفِ اوّل)

یہاں شاعروں کی قسمیں بھی معلوم کرتے چلئے ورنہ آئندہ دشواری ہوگی۔ بقول مرتب "ٹرسٹ کی ہدایت کے مطابق دو طرح کے شاعر شامل ہیں۔ وہ جنہوں نے آزادی سے پہلے نام پیدا کیا اور وہ جو آزادی کے بعد شعر و ادب کے افق پر طلوع ہوئے"۔ حالاں کہ کئی نظمیں ایسی ہیں جو آزادی سے پہلے کی ہیں مثلاً "چاند تاروں کا بن" "اجنتا" ہو سکتا ہے کہ ان میں چند سطروں یا بندوں کا اضافہ آزادی کے بعد کیا گیا ہو۔

نظموں کا انتخاب بھی کچھ جچتا نہیں ہے۔ خورشید الاسلام کی بہترین نظم (آزادی کے بعد) "پیاس" ہے مگر صاحبِ ترتیب نے "جو دو ہزار برس اور بھی جئے ہوتے" کو پسند فرمایا۔ سید سجاد ظہیر، آلِ احمد سرور اچھے نثر نگار ہیں مگر انہیں قوی پایہ کا شاعر تسلیم کرنا میرے لیے مشکل ہے، اور اگر ہر قسم کے شاعروں کی شمولیت مناسب سمجھی گئی تھی تو باقر مہدی، بشر نواز، زبیر رضوی وغیرہ نے کون سا قصور کیا تھا یہ سب لوگ صاحبِ دیوان ہیں۔

نظموں کے انتخاب پر نظر ڈالئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آزادی سے پہلے کا جذبہ آزادی کے بعد بھی کار فرما ہے۔

شریکِ محفلِ دار و رسن کچھ اور بھی ہیں
ستمگرو، ابھی اہلِ کفن کچھ اور بھی ہیں

(معین احسن جذبی)

آج کے دور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جگر مرحوم کا یہ شعر قومی پس منظر میں ملاحظہ ہو۔

نمایشی ہی نہ ہو یہ نظامِ جمہوری   حقیقتاً بھی زمانے کو سازگار آئے
دلوں کی کھوٹ ہو جس کے خمیر میں شامل   نہ آئی ہے وہ سیاست نہ سازگار آئے

(جگر مرادآبادی)

اور اب پھر ہے افق تیرہ و تار
اک نئی اور بھیانک سی اٹھی ہے آندھی
جس سے ڈر ہے کہ نہ بجھ جائے ہر اک انجم فلک

(پنڈت آنند نرائن ملا)

ہمدمو ہاتھ میں ہاتھ دو
سوئے منزل چلو
منزلیں پیار کی
منزلیں دار کی
کوئے دلدار کی منزلیں
دوش پر اپنے اپنی صلیبیں اٹھائے چلو

(مخدوم محی الدین)

آزادی کے بعد جس انتخاب کی توقع کی جا سکتی ہے، وہ قومی تعمیر، قومی عزم و حوصلہ اور قومی کارناموں کی آئینہ دار ہو سکتی ہے، نہ کہ سید سجاد ظہیر کی طرح آج کی رات، آشا کے انتظار میں گزاری ہوئی شاعری سے قارئین کو روشناس کرانے والا انتخاب پیش کیا جائے یا آل احمد سرور یہ کہتے سنائی دیں ۔

آندھیاں آتی ہیں اکثر پرسشِ احوال کو
تیر بارش کے کیا کرتے ہیں پیہم چھیڑ چھاڑ

پھر بھی یہ شعلہ چراغِ محفلِ ہستی تو ہے
بید لی کی گرد میں آئینہ مستی تو ہے

جاں نثار اختر کی نظم کا ایک بند ہے :-

خود اپنی نظر میں چور بنے ، لائے تھے لگن پروانوں کی
معلوم ہوا یہ دنیا ہے ، عیار سیاست دانوں کی
ہم دشتِ جنوں کے دیوانے ، کیا قدر یہاں دیوانوں کی
گھر پھونک تماشا دیکھا ہے ، ان باتوں کو دہرائیں کیا
یہ زخم ہی اپنا حصّہ ہیں ، ان زخموں سے شرمائیں کیا

مجاز کو شکایت ہے :-

کیا اہلِ دل میں جذبۂ غیرت نہیں رہا
کیا عزمِ سرفروشیِ مرداں چلا گیا
کیا باغیوں کی آتشِ دل سرد ہو گئی
کیا سرکشوں کا جذبۂ پنہاں چلا گیا

اختر الایمان کا شکوہ ملاحظہ ہو :-

اسی نے خسروی دی ہے لئیموں کو مجھے نکبت
اسی نے یاوہ گویوں کو مرا خازن بنایا ہے
تونگر ہر زہ کارواں کو کیا ، دریوزہ گر مجھ کو
مگر جب جب کسی کے سامنے دامن پسارا ہے
یہ لڑکا پوچھتا ہے اختر الایمان تم ہی ہو

کیفی اعظمی نے سارے شکوے شکایت سن کر صاف صاف کہہ دیا ہے :-

آج کی زندگی کا نام ہے خوف
خوف ہی وہ زمین ہے جس میں
فرقے اگتے ہیں فرقے پلتے ہیں
دھارے ساگر کے کٹ کے چلتے ہیں

تیئیس ۲۳ منتخب شاعروں میں سے یہ ان اٹھارہ ترقی پسند شاعروں کے ...
ن کا نمونہ ہے جو آزادی کے بعد وجود میں آیا ہے اور جنہیں سردار "ترقی جدید"
لیتے ہیں (قوسین میں ترقی پسند بھی لکھ دیا گیا ہے)۔ آپ نے جدیدیت کے ماننے
والوں کو جدید تر کہا ہے، یہ نسل آزادی کے بعد ابھری ہے اس لیے ممکن حد تک
کلام کا ایسا نمونہ پیش کیا گیا ہے جسے قاری سرسری طور پر دیکھ کر نظر انداز کر دے۔
خلیل الرحمن اعظمی کی نظم "اپنے بچے کے نام" علوی کی "عجیب خواہش" قاضی سلیم
"گہرے نیلے گنبد کے اس پار" عمیق حنفی کی بھیروی (راگنی) اور ندا فاضلی کی ایک
لڑکی کا انتخاب کرکے کون کہہ سکتا ہے کہ ان شاعروں کے کلام کا اعلیٰ نمونہ پیش
کیا گیا ہے۔

آخر میں نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا سے درخواست کرنا چاہیے کہ ہماری
قوم میں شاعروں نے اعلیٰ نمونے آزادی کے بعد بھی پیش کیے ہیں۔ شرط یہ ہے
کہ ان کی تلاش کی جائے، دوم یہ کہ کوئی مجموعہ پیش کرتے وقت قوم کا ضرور خیال
رکھا جائے۔

منتخب قومی شاعری   مرتبہ: سردار جعفری   نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا   قیمت: ۲/۷۵

پروفیسر آفاق احمد

"غالبیات کے چند مباحث" ڈاکٹر ابو محمد سحر کے ان مضامین اور مباحث
کا مجموعہ ہے جو غالب صدی کے دوران اور اس کے بعد آپ نے تحریر فرمائے
اور جو "ہماری زبان" اور ملک کے دوسرے متعدد ادبی رسالوں میں شائع
ہوئے۔ اس مجموعے میں ۱۸ مضامین شامل ہیں جن میں سے آخری یعنی "گل
رعنا اور اس سے متعلق مسائل" اور دوسرے مضمون "امیر مینائی کا ایک شعر دیوان
غالب میں" کو چھوڑ کر باقی تمام مضامین نسخہ حمیدیہ، نسخہ بھوپال، نسخہ ...

بخطِ غالب اور اس مشہور غزل کے بارے میں ہیں جس نے غالبیات کے ماہر دو بڑے محققین کو اپریل فول بنا دیا تھا۔

نسخۂ حمیدیہ پر مضامین کی تعداد تین، نسخۂ بھوپال پر لکھے گئے مضامین کی تعداد ۵ اور نسخۂ بھوپال بخط غالب پر مضامین کی تعداد چار ہے۔ ان میں سے ایک مضمون میں نسخۂ بھوپال بہ خطِ غالب سے گلِ رعنا بہ خطِ غالب تک" کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اپریل فول والی غزل نے دو مضامین کا احاطہ کیا ہے۔

سحر صاحب کا شمار اردو کے اُن محتاط اور سنجیدہ محققوں اور ناقدوں میں ہوتا ہے جو مواد کی فراہمی، ماخذ کی چھان بین، نکتہ شناسی اور استخراج نتائج کے ایک مخصوص معیار پر اصرار کرتے ہیں۔ جہاں تک زیرِ نظر کتاب کا تعلق ہے اس میں وہ اپنے اس معیار کو برقرار رکھنے میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔ یہ معیار ہے۔ ایک ایسا طرزِ فکر جو اس شخصیت پرستی کی نفی کرتا ہے جو عظمت و احترام سے یہ مراد لیتی ہے کہ تحقیقی مسائل سے کھل کر بحث نہ کی جائے یا نئے زاویے اور حقائق پیش نہ کیے جائیں۔" ایک ایسا انداز نظر جو مرعوب ہوئے بغیر زیرِ تحقیق امر کی ثقاہت کے بارے میں جانچ پڑتال کرنے کو ضروری قرار دیتا ہے اور احساسِ ذمہ داری اور ذوقِ تجسس کو لازمی مان کر تحقیق کی تہہ تک پہنچتا ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو اردو تحقیق میں غیر تحقیقی مزاج کی علمداری کے خلاف اپنے تحقیقی اور فکری کارناموں کے ذریعہ مصروفِ جہاد ہیں۔ ان میں بلاشبہہ سحر صاحب بھی ہیں۔

غالب صدی کے آس پاس غالب اور غالبیات کی وہ ریل پیل ہوئی کہ ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی کہ مصداق ہر شخص نے غالب پر لکھنا فرض سمجھا اور یہ باور کر لیا گیا کہ اگر کسی نے غالب پر نہیں لکھا تو اسے ادی

اردو سے نکالا دے دیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آبروئے اہلِ ہنر بھی خطرے میں پڑ گئی اور برق رفتاری کا جو مظاہرہ اور مقابلہ ہوا اُس کے طفیل غالبیات میں وہ وہ اضافے ہوئے کہ ان سے صرف عبرت ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس مظاہرے اور مقابلے سے ہٹ کر بہت سا سنجیدہ اور دقیع تحقیقی و تنقیدی کام بھی ہوا۔ اس کا ایک ثبوت سحر صاحب کے یہ مباحث بھی ہیں جو ایک واضح مقصد اور نقطۂ نظر کی نشاندہی کرتے ہیں اور جو بلاشبہہ غالبیات میں ایک اہم اضافہ ہیں۔ ان مضامین نے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے اور نئے حقائق پیش کیے ہیں۔

"غالبیات کے چند مباحث" میں جو مضامین شامل ہیں ان میں سے بعض کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

"نسخۂ حمیدیہ، چند غلط فہمیوں کا ازالہ"۔ "نسخۂ حمیدیہ اور اس کی اہمیت"۔ "دیوانِ غالب کا ایک اہم گم شدہ مخطوطہ نسخۂ بھوپال"۔ "نسخۂ بھوپال اور ڈاکٹر عبداللطیف"۔ "نسخۂ بھوپال، ملکیت اور کتابت"۔ "نسخۂ بھوپال ترمیمیں اور اضافے"۔ "نسخۂ بھوپال بخط غالب پر ایک نظر"۔

غالبیات کے چند مباحث — ڈاکٹر ابو محمد سحر — نسیم بکڈپو لکھنو — قیمت ۵/۰

جہاں آرا (اوپیرا) — رفعت سروش

شاہجہاں کی چہیتی بیٹی جہاں آرا۔ حسن و حیا اور شرافت و محبت کا عجیب و غریب مرقع۔ تین ایکٹ کا روح پرور اوپیرا رفعت سروش کے شاعرانہ تخیل کی تخلیق۔ شہزادی کی اخلاقی شخصیت اور اوپیرا کی اہمیت پر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا فکر انگیز مقدمہ۔

قیمت ۴/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی (ناول) ویکم محمد بشیر (ترجمہ) اطہر پرویز

ویکم محمد بشیر ایک ایسے ناول نویس ہیں جنھوں نے فکری وسعت پیدا کر کے ملیالم ادب میں اپنے لیے امتیازی مقام حاصل کیا ہے۔ دنیا کے بھید والوں کو ڈھونڈ نکالنے والے بشیر کے ناول "فاطمہ کی بکری" اور "بچپن کا ساتھی" نوری تصویر کی طرح سادہ اور دلکش ہیں۔ قیمت ۵/۷۵

چار دیواروں میں (ناول) ایم ٹی واسدیون نائر — ترجمہ ظفر ادیب

نائر کے ناولوں میں پرانی کہانی کا عطر ہے۔ تناؤ اور ٹکراؤ کو پیدا کرنے والی سماجی حقیقتوں کے ساتھ سیدھا مقابلہ ہے۔ اسی لیے اس کی یاسیت مندی گہری مگر تسکین آمیز ہے۔

قیمت: ۵/۷۵

گنگا چیل کے پنکھ (ناول) کلاتی نندن بوہرا — ترجمہ: [illegible]

آسامی ناول میں پیدائش سے لے کر اب تک کے ناولوں سے متعلق ایک خاص قسم کی حسیت اور جذباتیت کی عکاسی کی گئی ہے اور یہی مقبول طریقہ ذہانت اس ناول میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ فنی اعتبار سے کامیاب ترین ناول

قیمت: ۶/۷۵

برہمن لڑکی (ناول) شری دھر وینکٹیش کیتکر — ترجمہ: اگرسین نارنگ

ڈاکٹر کیتکر کے مراٹھی ناول دلچسپ اور خیال انگیز ہوتے ہیں آپ نے متعصب معاشرہ کو اپنے اعتقادات، تصورات پر منطقی دلائل کی روشنی میں نظر ثانی کر کے انھیں بدل ڈالنے پر مجبور کر دیا ہے۔

قیمت: ۷/۰۰

ملیالم افسانے مرتبہ: ادم چیری - این این پلّے — ترجمہ: جیلانی بانو

لگ بھگ تین دہائیوں سے ملیالم کی کہانی بہت ہی موثر طور پر اور بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی ادب کے مقابلے میں رکھا جا سکتا ہے۔

قیمت ۸/۷۵

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

بادی	مصنف: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری	۵/۲۵
لبر	" : لارنس بینس	" : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰
پنڈت وشنو دگمبر	" : دی آر اٹھاولے	" : ش۔ قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" : ڈینس کنکیڈ	" : ڈاکٹر پرما تامسن	۶/۲۵
قاضی نذر الاسلام	" : بسودھا چکرورتی	" : عرش ملسیانی	۲/۲۵
کبیر	" : ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	" : ایم کے دُرّانی	۲/۵۰
کچھوا اور خرگوش	" : ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد -/۱	مجلد -/۲
گاندھی کا ہندوستان، کثرت میں وحدت	مرتبہ نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی		۲/۲۵
گرو نانک	مصنف: گوپال سنگھ	ترجمہ: مخمور جالندھری	۳/۲۵
مٹتی بنتی تصویریں	" : بھگوتی چرن ورما	" : رضیہ سجاد ظہیر	-/۵
تاش کے محل (ناول)	" : سپال رنگنایکما	" : زینت ساجدہ	۵/۵۰
تامل افسانے	مرتبہ: می پال سوم، سندرم	" : حسرت سہروردی	-/۸
سفید خون (ناول)	مصنف: نانک سنگھ	" : رتن سنگھ	-/۸
گرو گوبند سنگھ	" : ڈاکٹر گوپال سنگھ	" : مخمور جالندھری	-/۳
ہندی افسانے	مرتبہ: ڈاکٹر نامور سنگھ	" : اگر سین نارنگ	-/۹
زندگی ایک ناٹک (ناول)	مصنف: پنالال پٹیل	" : کشور سلطانہ	-/۱۰
پنجابی افسانے	مرتبہ: ہربھجن سنگھ	" : مخمور جالندھری	-/۷
رنجیت سنگھ	مصنف: ڈی۔ آر۔ سود	" : " "	۲/۷۵
جد و جہد آزادی	" : بپن چندر	" : غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگڑ واڈی	" : وینکٹس ماڈگولکر	" : عرش ملسیانی	۵/۲۵

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

مصنف رشید احمد صدیقی

ہمارے ذاکر صاحب — سائز ۱۸×۲۲ صفحات ۱۹۱۔ قیمت ۸ روپے

ناشر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

"ہمارے ذاکر صاحب" پروفیسر رشید احمد صدیقی کی بہت مشہور کتاب
ں میں موصوف نے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں مرحوم (سابق صدر جمہوریہ ہند) کی
خ، شخصیت اور دیگر پہلوؤں کو اپنے مخصوص انداز میں قلم بند کیا ہے۔
ب چار حصوں میں منقسم ہے۔ (۱) ذاکر صاحب۔ (۲) مرشد (۳) موجۂ گل
چراغاں ہے گزرگاہِ خیال (۴) ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے۔
سوانح اپنی ہو یا کسی دوسرے کی اس کا لکھنا آسان مگر ایمانداری سے
نا بہت مشکل کام ہے۔ سوانح نگاری کی مشکلات دوستی اور دشمنی دونوں
، پیدا ہوتی ہیں۔ اگر سوانح نگار اس شخص کا دوست ہے جس کی سوانح لکھ
ہے تو اس پر "تاثرات" کا دبیز غلاف چڑھا دیتا ہے اور اس شخصیت کو
وق البشر قسم کی کوئی چیز بنا کر پیش کرتا ہے۔ اگر یہاں تک پہنچنے سے شعوری
در پر گریز بھی کرتا تو "مدل مداحی" سے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔ دشمنی کی صورت
ں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے اور سوانح نگار تعصبات کی عینک لگا لیتا
ہے اور حسن کو بھی عیب بنا کر پیش کرتا ہے ——— اسی کے ساتھ ایک اور
شواری یہ بھی پیش آتی ہے کہ عام طور پر سوانح نگار کا تجربہ صاحبِ سوانح سے
لم ہوتا ہے اس لیے اس کی تحریروں میں "خوئے نیاز مندانہ" پیدا ہو جاتی

ہے ۔ رشید صاحب کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کی تحریر "تعصبات" اور "خوئے نیاز مندانہ" کے رنگوں سے بری اور تاثرات" کے "بے جا غلبہ" سے بڑی حد تک پاک ہے ۔

زیر نظر کتاب کے پہلے حصے " ذاکر صاحب" میں رشید احمد صدیقی نے اپنی اور ذاکر صاحب کی طالب علمانہ زندگی کے واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کیا ہے ۔ اس حصے میں ایک طرف واقعات کی صداقت، اصلیت اور حقیقت کا رنگ پیدا کرتی ہے دوسری طرف طرز پیش کش کی خوبی جمالیاتی اثر آفرینی کی خصوصیت بڑھا دیتی ہے ۔ اس حصے کو پڑھ کر جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بے تکلف دوست دوسرے بے تکلف دوست کے بارے میں باتیں کر رہا ہے وہاں یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ذاکر صاحب اپنے ہم عمروں، ہم جماعتوں اور ہم عصروں سے کیا معاملہ رکھتے تھے ۔ طالب علمانہ دور میں ان کے فکر و نظر اور نظریہ و عمل کی کیا کیفیت تھی ۔ اس حصے میں ذاکر صاحب چلتے پھرتے، ہنستے بولتے، سوتے جاگتے اور ایک متحرک نیز متوازن نوجوان کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں ۔ کتاب کا یہ حصہ بہت دل کش اور معنی خیز ہے ۔

رشید صاحب نے طالب علمانہ زندگی کے ایک واقعے کو تفصیل سے لکھ کر اور ذاکر صاحب کے یونین کے جلسے میں بروقت تقریر نہ کرنے پر ان کے مداحوں کے غم و غصہ کو اس طرح ظاہر کیا ہے :-

" ذاکر صاحب کے حمائتیوں کا یہ حال کہ کوئی غصے میں کوئی مایوس ہو کر کوئی اپنے آپ پر نفریں کرتا ہوا اور کوئی ذاکر صاحب کو آنکھوں ہی آنکھوں میں تناول کرتا ہوا مجمع سے جانے لگا۔"

(ص ۲۳)

اس میں " آنکھوں ہی آنکھوں میں تناول کرتا ہوا" فقرہ اپنی برجستگی اور اختصار کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے ۔ اس حصے میں رشید صاحب

سلوب اپنے شباب پر نظر آتا ہے۔ اس میں روانی، برجستگی مزاح اور طنز کی ایسی ملی جلی کیفیت نظر آتی ہے جس میں ایک طرف خوش ذوقی اور دوسری طرف بصیرت کا عنصر ہوتا ہے۔

کتاب کے دوسرے اور تیسرے حصے میں انداز بیان دوسرا ہے۔ اور اس میں ذاکر صاحب کے قیام جامعہ، علی گڑھ کی وائس چانسلری، بہار کی گورنری، حکومت ہند کی نائب صدارت اور صدارت کے دور کے احوال و کوائف کو بڑی سنجیدگی اور لگاؤ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس حصے کی ادبی قدر و قیمت بہت ہے مگر اس میں ان کے بصیرت افروز مزاحیہ اسلوب کی کارفرمائی نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں حصے پہلے حصے سے بہ اعتبار اسلوب الگ نظر آتے ہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ حصہ وہ ہے جس میں رشید صاحب نے ذاکر صاحب کو دور سے دیکھا ہے اور ان واقعات کو بھی بیان کیا ہے جس میں عملاً رشید صاحب شریک نہیں رہے ہیں۔ ان حصوں کی حیثیت معلوماتی انداز کی ہے۔ پھر بھی یہ دونوں حصے اظہار و لفظ بیان سے بڑی حد تک پاک ہیں مگر ان میں "تاثرات" کا رنگ ذرا شوخ ہو گیا ہے اور ذاکر صاحب کے اوصاف بیان کرنے کے علاوہ اپنے "تاثراتی بیانات" کو بھی شامل کر دیا ہے اور ایسا بار بار ہوا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ذاکر صاحب کا منفرد اسلوب ہے۔ ان کا متوازن، منجس، شائستہ و شفاف و شنگرف ذہن پاکیزہ و لطیف اور نازک احساس، شگفتہ ادبی ذوق، بیدار و تربیت یافتہ شعور، وسیع متنوع مشاہدہ، علم اور تجربہ، انسانیت سے عشق اور خدا کے واحد پر ایمان، ان کی تحریر و تقریر کو غیر معمولی کشش قوت، حسن اور تاثیر بخشتے ہیں۔"

(ص ۱۲۲)

ان سطور میں تاثراتی رنگ ہوتے ہوئے بھی اصلیت ہے۔ اس لیے رشید صاحب کے تاثراتی بیانات محض زیبِ داستان معلوم نہیں ہوتے۔

آخری اور چوتھا حصہ ذاکر صاحب کے انتقال کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس لیے اس حصے میں ذاکر صاحب کی شخصیت اور سیرت کے ان ممتاز پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے جو پہلے تین حصوں میں نہیں سما سکتے تھے۔ اس حصے میں ذاکر صاحب کے رہن سہن، طرزِ گفتگو، وضع قطع، لباس پوشاک اور دوسرے معمولات کو روشنی میں لایا گیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"بے داغ اور بے شکن سفید کھدر کی ٹوپی، شیروانی اور پائجامہ میں ملبوس ڈاکر صاحب دل کش نظر آتے تھے۔ یوں بھی بڑے خوش شمائل اور جامہ زیب تھے۔ جہاں ہوتے خوشی اور خلوص کی فضا پیدا ہو جاتی۔" (ص ۱۶۶)

"ہمارے ذاکر صاحب" ڈاکٹر ذاکر حسین خاں کی سیرت و شخصیت کا مرقع اور رشید صاحب کے اسلوب کا گہوارہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ قابلِ قدر اور اہم رہے گی۔ مکتبہ جامعہ نے اس کتاب کو بڑے سلیقے اور اہتمام سے شائع کیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر صاحبِ ذوق کو بصیرت و مسرت عطا کرے۔

(عنوان چشتی)

اُردو مضمون کا ارتقاء

مصنفہ ڈاکٹر سیدہ جعفر

سائز ۱۸×۲۲ صفحات ۲۷۷ قیمت ۱۲ روپے

ناشر مصنف: ایلیا سنگروص حیدر آباد۔

"اردو مضمون کا ارتقاء ۱۹۵۰ء تک" ڈاکٹر سیدہ جعفر کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر انھیں عثمانیہ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی ہے۔ اس کتاب میں ابتدا سے ۱۹۵۰ء تک اردو مضمون کے ارتقاء کا جائزہ لیا ہے اور ابواب کی تقسیم و ترتیب تاریخی انداز نظر سے کی گئی ہے۔ کتاب میں دیباچہ

کے علاوہ ۹ ابواب ہیں (۱) ایسّے اور اس کا فن (۲) اردو نثر میں مضمون نما تحریریں (۳) عصرِ اصلاح (۴) علی گڑھ تحریک (۵) علی گڑھ تحریک کا ردِ عمل (۶) انشائیہ پر رُومانیت کی پرچھائیں (۷) عصرِ جدید (الف) (۸) عصرِ جدید (ب) (۹) ترقی پسند تحریک اور اردو مضمون نگاری۔

اردو میں "ایسّے" کے لیے "ایسّے" انشائیہ اور مضمون کی اصطلاحیں مستعمل ہیں ڈاکٹر سیدہ جعفر نے اپنے مقالے میں "لیسّے" کی اصطلاح برتی تھی مگر اب اس مقالے میں "ایسّے" کی جگہ مضمون کی اصطلاح اپنا لی ہے۔ اور مقالہ، مضمون اور انشائیہ کے فرق کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خیال میں:

> "گزشتہ چند سالوں سے اردو میں ان دونوں قسم کے مضامین کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرکے ان کے ادبی مقام کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ غیر شخصی کمپوزیشن کے لیے مضمون اور شخصی کے لیے انشائیہ کی اصطلاح عام ہو رہی ہے۔ انشائیہ بھی مضمون ہی کی ایک قسم ہے۔" (ص ۱۳)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں 'مضمون' ایک وسیع تر اصطلاح ہے جس کے دامن میں انشائیہ اور دوسری تحریریں سما سکتی ہیں۔

"ایسّے" کی اصطلاح کے انگریزی میں بھی متعین حدود نہیں ہیں پیٹر وسٹ لینڈ نے انہیں دقتوں کی وجہ سے کہا تھا کہ ایسّے کی کوئی حتمی تعریف کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور ہنری ہڈسن نے بھی اسی بات کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کثرتِ تعبیر نے اس خواب کو سمجھنا دشوار کر دیا ہے۔ پھر بھی بعض نقادوں نے "ایسّے" کی بنیادی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایڈ منڈ گوس نے لیسّے کو "خود کلامی" سے تعبیر کیا ہے جس سے یہ نثر پارہ داخلی نثر کے دائرے میں آجاتا ہے۔ ورجینیا ولف "ایسے" میں دل چسپی کے عنصر پر زور دیتی ہیں جس سے ذہن کہانی اور اس کے فن کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مانٹین "لیسّے" کو اپنی تصو

بڑی حد تک "شخصیت کے اظہار" سے تعبیر کرتا ہے اور ہڈسن شخصی میلانات و رجحانات کا آئینہ قرار دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں انشائیہ ایک ایسی جمالیاتی تحریر ہے جس میں جذباتی اور تخیلی عنصر کی فراوانی ہوتی ہے۔ اس میں واضح اور مکمل منطقی ربط (خارجی طور پر) نہیں ہوتا بلکہ داخلی ادب کی دوسری صنفوں کی طرح اس کی اپنی داخلی منطق ہوتی ہے۔ اس میں مصنف کی شخصیت کا عکس ہوتا ہے، اس میں انشائیہ نگار کے مادی تجربات جمالیاتی اور داخلی فضا سے گزر کر صفحۂ قرطاس پر آتے ہیں۔ اس طرح اس میں عام نثروں کی بہ نسبت زیادہ تخلیقی خصوصیت ہوتی ہے اور اسی وسیلہ سے انفرادیت بھی گہری اور پائے دار ہوتی ہے۔ اس کا مقصد اولیں جمالیاتی حظ کے ذریعے تسکین قلب ہے۔ اگر کسی وجہ سے انشائیہ کسی معلوماتی موضوع پر بھی ہو تو اس کا انحصار جمالیاتی کیفیت کے ذریعے ترسیل معلومات ہوتا ہے۔ انشائیہ کا اسلوب دل کش اور منفرد ہوتا ہے اور اس میں روانی، بے ساختگی اور جمالیاتی کیفیت کے عناصر ہوتے ہیں اور یہ مختصر تحریر ہوتی ہے۔ زیادہ طویل انشائیوں میں اتحادِ اثر قائم رکھنا مشکل ہے۔ ڈاکٹر سیارہ جعفر نے بھی اس فرق کو اپنی کتاب کے پہلے باب میں مختصراً بیان کیا ہے اور مضمون کی اصطلاح ہر قسم کے مضمون کے لیے استعمال کی ہے اور لکھا ہے کہ:

> "مضمون میں معلوماتی دخل بھی ہوتا ہے۔ اور انشائیہ میں محض تاثرات کی کارفرمائی مضمون نگار کو اپنی بصیرت، متانت اور آگہی کی مدد سے ایک اچھا رہبر ثابت ہو سکتا ہے۔ انشائیہ نگار اپنی چہل، اٹکھیل اور آشفتہ بیانی کے ساتھ ایک اچھے رفیق کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔"
>
> (ص ۱۴)

دراصل مضمون ہر قسم کی مختصر تحریر کو کہہ سکتے ہیں جس کے موضوعات

محدود ہوتے ہیں۔ اس کا انداز بیان بھی مخصوص نہیں ہے البتہ اس میں ادبیت کا
ہونا ضروری ہے۔ اکثر مضامین کا مقصد ترسیل ہوتا ہے یعنی مضمون نگار ترسیل
خیال و معلومات کے لیے ذہنی تسکین کرتا یا بصیرت عطا کرتا ہے۔ طویل مضمون کو مقالہ
اور مختصر مقالہ کو مضمون کہہ سکتے ہیں مگر مقالہ خواہ مختصر ہو یا طویل اس کا بھاری بھرکم ہونا
ضروری ہے مقالہ میں ٹھوس علمی و فنی موضوعات زیر بحث آتے ہیں اور انھیں دلائل و
براہین سے مزین کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سیدہ جعفر نے زیر نظر کتاب میں اردو مضمون کے ارتقائی نشاندہی کی ہے۔ اور
اور مضمون نما تحریروں کے تحت ابتدائی تحریروں کا جائزہ لیا ہے۔ انھوں وجہی
کے یہاں مضمون نما تحریر تلاش کی ہے۔ اس کے علاوہ تحسین کی نوطرز مرصع، افسوس کی آرائش
محفل، رجب علی بیگ سرور کی فسانۂ عجائب اور غلام امام شہید کی انشائے بہار بے خزاں میں
مضمون کے بعض عناصر اور خواص تلاش کیے ہیں۔ عصر اصلاح میں ماسٹر رام چندر اور
ان کے شاگردوں کے کارناموں کا اسی نقطہ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ یہ ابواب تحت
سے لکھے گئے ہیں۔ باقی ابواب میں تاریخی تسلسل کے ساتھ مضمون نگاروں کا جائزہ لے
کر ان کی انفرادی خصوصیات کی نشان دہی کی گئی ہے۔

زیر نظر کتاب میں ہر صفحہ پر جا بجا دوسرے مصنفین کی کتابوں کے اقتباسات ہیں۔
مگر حوالے نہیں دیے گئے ہیں جس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا اقتباس کس کتاب سے
لیا گیا ہے۔ آخر میں "کتابیات" بھی شامل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کا نام اردو
مضمون کا ارتقا ہے مگر متن میں مضمون اور ایسے کو ایک ہی معنی میں بار بار برتا ہے
جبکہ مصنفہ خود دونوں میں امتیاز کرتی ہیں۔ ان باتوں کے باوجود یہ کتاب اردو کے تنقیدی
و تحقیقی ادب میں خوشگوار اضافہ ہے اور انشائیہ و مضمون کی تفہیم میں مدد دیتی ہے۔ کتاب
ایسی ہے کہ اس کو شوق سے پڑھا جائے۔

عنوان چشتی

مصنف: ڈاکٹر فضل الحق

میر حسن حیات اور ادبی خدمات ناشر: ادارۂ تصنیف ایف ۱۱/۹ ماڈل ٹاؤن دہلی ۹

قیمت: ۱۵ روپے

زیرِ نظر کتاب ڈاکٹر فضل الحق کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جس پر مصنّف کو گورکھپور یونی ورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ہے۔ اس لیے اس میں مستند اور بنیادی ماخذ کی مدد سے میر حسن اور ان کی ادبی خدمات پر بحث کی گئی ہے اور اب تک معلوم حقائق کی روشنی میں نتائج نکالے گئے ہیں۔ کتاب ۱۲۔ ابواب میں منقسم ہے۔ آخر میں کتابیات کی فہرست درج ہے۔ ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

باب (۱) خاندانی حالات باب (۲) اُردو مثنوی کا ارتقا (باب ۳) مثنوی سحر البیان باب (۴) غزل گوئی باب (۵) قصائد، اور رباعیات باب (۶) تذکرہ نگاری۔

پہلے باب میں میر حسن کے خاندان اور اجداد وغیرہ کا تذکرہ ہے اور ان کی معاشی اور سماجی اور ادبی حیثیت سے بحث کی گئی ہے۔ اسی باب میں میر ضاحک (میر حسن کے والد) اور میر حسن کی سوانح پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے باب میں مثنوی کی صنف اور میر حسن کی مثنوی نگاری سے بحث کی گئی ہے۔ ان میں تیسرا باب یعنی اُردو مثنوی کا ارتقا تھوڑی سی تبدیلی چاہتا تھا۔ فاضل مصنف نے مثنوی کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اصنافِ سخن کی عروضی ترکیب کا نتیجہ ہے۔ اس باب میں میر حسن کے دور اور ان سے قبل کی مثنویوں کو سامنے رکھ کر اُردو مثنوی کو سامنے رکھ کر اُردو مثنوی میں میر حسن کی انفرادیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چوتھے باب میں۔ میر حسن کی غزل گوئی سے بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کی غزلوں میں تسلسل کا انداز ہے اور ان میں مقامی آب و رنگ بھی ہے۔ پانچویں باب میں میر حسن کے قصائد، مراثی اور رباعیات جائزہ لے کر ثابت کیا ہے کہ ان کے قصائد مثنوی کی طرح مسلسل ہوتے ہیں۔ مراثی اور رباعیات کی بعض خصوصیات کی نشاندہی بھی ہے۔ اسی باب میں بعض دوسری غیر مشہور مثنو

، ترکیب بند اور خلمت وغیرہ کا جائزہ بھی لیا ہے ۔ چھٹے باب میں میر حسن کی تذکرہ نگاری بحث کر کے میر حسن کے تنقیدی شعور اور ان کے عہد کے ادبی مذاق پہ روشنی ڈالی ہے طرح ابواب کی منطقی تقسیم اور مدلل اندازِ بیان سے ایک طرف عہد میر حسن کا ہلکا خاکہ منے آجاتا ہے اور دوسری طرف میر حسن کی مجموعی شخصیت سے تعارف ہوتا ہے ور اردو شاعری اور ادب میں ان کے مرتبہ و مقام کے متعین کرنے میں مدد ملتی ہے ۔

زیرِ نظر کتاب کی بعض اہم خوبیاں یہ ہیں کہ یہ کتاب تحقیق کے اصولوں کے مطابق لکھی گئی ہے ۔ حوالے مکمل ہیں ماخذ بنیادی اور معتبر ہیں ۔ اور تمام متعلقہ مواد پر مشتمل ہیں ۔ زبان صاف ستھری ہے ۔ مقالہ میں توازن اور تواتر ہے ۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ میر حسن سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے حقیقت کو روشنی میں لاتی ہے اس لیے "میر حسن حیات اور ادبی خدمات" کو اردو کے تحقیقی سرمائے میں اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اور اس سے ڈاکٹر فضل الحق کے وسیع مطالعہ، استخراجِ نتائج کی قوت، بالغ نظری اور تحقیقی مزاج کا ثبوت ملتا ہے اس کتاب کی اشاعت پہ مصنف اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں ۔

عنوان چشتی

خورشید

مرتب: ڈاکٹر سید مسیح الزماں
ناشر: کتاب نگر ۔ دین دیال روڈ ۔ لکھنؤ
قیمت: ۵ روپے

ڈاکٹر سید مسیح الزماں اردو کے نامور محقق اور نقاد ہیں ۔ موصوف مرثیہ اور ڈرامہ پہ گہری نظر رکھتے ہیں اور ان موضوعات پہ ان کی تحریریں بہت مفید اور معیاری ہوتی ہیں اس کے علاوہ اردو تنقید کے اولین نمونوں اور اصولوں پر بہت اہم اور مفید کام کر چکے ہیں ۔ زیرِ نظر کتاب ان کی تلاش و تحقیق کا نیا شاہکار ہے ۔ کتاب کے ابتدائی صفحات میں فاضل مرتب نے ایک خیال انگیز مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں اردو ڈرامے کی روایت کی چھان بین کی گئی ہے اور "خورشید"

جائزہ لیا گیا ہے۔ خورشید کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :۔

"خورشید اُردو کے تجارتی تھیٹر (جسے لسانی کے لیے پارسی تھیٹر کہ لیا جاتا ہے) کا پہلا ڈراما ہے۔ جسے نئے سازو مان، بھڑک کیلے لباس، مصور پردوں، پر تکلف ڈراپ کے ساتھ اسٹیج کیا گیا"

(ص ۱۱ مقدمہ)

اس بیان سے "خورشید" کی اوّلیت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ خورشید سے قبل انگریزی، مرہٹی، بنگالی اور گجراتی میں ڈرامے دکھائے جاتے تھے۔ وکٹوریہ ناٹک منڈل کے ڈائرکٹر دادا بھائی سہراب جی نے کمپنی کے مالکان کو اُردو میں ڈرامے دکھانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ دادا بھائی سہراب جی کی فرمائش پر ایدل جی کھوری نے اُردو میں ڈراما لکھنے کی فرمائش کی مگر وہ اُردو سے واقف نہیں تھے پھر بھی انھوں نے ایک ڈراما گجراتی زبان میں لکھا جس کا نام " سوناناموں نی خورشید" تھا۔ اس کا ترجمہ بہرام جی فریدوں جی مرزبان نے اُردو میں کیا اس طرح اُردو کا پہلا ڈراما "خورشید" عالم وجود میں آیا۔

مرزبان نے "خورشید" کے پہلے دیباچہ میں اس کی شانِ نزول کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ :

"کئی ایک صاحبوں نے خواہش اس امر کی کی کہ اگر کوئی کھیل ہندوستانی زبان میں لکھا جائے تو یہاں کے باشندے قوم کو موافق آئے۔ (ص ۱۹ دیباچہ)

"خورشید" کی اہمیت محض اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ اُردو کا پہلا دستیاب ڈراما ہے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ اس میں ڈرامے کے اہم عناصر موجود ہیں۔ یہ ایک عورت کی خودداری کی کہانی ہے۔ اس لیے تشویش اور تصادم کا حصّہ بہت جاندار ہے۔ مافوق الفطرت عناصر نہیں ہیں۔ چونکہ خورشید ٹکسالی اُردو بولنے مترجم اور مصنف کا کارنامہ نہیں ہے۔ اس لیے اس میں گجراتی کے بہت سے الفاظ شامل ہیں

باقی صلا پر

ترقی اُردو بورڈ، مرکزی وزارت تعلیم، حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

ترجمہ: ڈاکٹر سید عابد حسین
ٹ۔ ج۔ دی بوئر

تاریخ فلسفۂ اسلام

ہر مہذب قوم، زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے اس کوشش کا نتیجہ، چند خیالات کا مجموعہ ملتا ہے جو اس قوم کا فلسفہ کہلاتا ہے۔ یہ کتاب آپ کو فلسفۂ اسلام کے بارے میں پوری معلومات دے سکتی ہے۔ قیمت ۵۰/۴

پروفیسر محمد مجیب

تاریخ تمدّن ہند

قدیم ہندوستانی تہذیب کی یہ داستان اس امید پہ لکھی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے والے اس کو اپنی تاریخ سمجھیں اور اس میں جو حالات بیان کیے گیے ہیں ان کو اپنی زندگی کے حالات جان کر غور کریں۔ قیمت -/۱۲

سیّد سخی حسن

ہمارا قدیم سماج

سیّد سخی حسن کی یہ تصنیف طویل محنت اور صبر آزما کاوش کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر اُن کے تقاضوں کے مطابق پُر وقار انداز میں قلم اٹھایا ہے جس میں نہ جانبداری ہے نہ تعصب۔ قیمت: -/۱۰

سلطانہ آصف فیضی

چڑیاں (بچّوں کے لیے)

چڑیاں کیسے کہتے ہیں۔ ان سے کیا فائدے پہنچتے ہیں۔ وہ اپنے گھونسلے کیسے آباد کرتی ہیں اُن کی عادتیں کیسی ہوتی ہیں اور ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ ایسی تمام باتوں کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب ضرور پڑھیے۔ قیمت -/۲

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶۔ بمبئی ۳۔ اور علی گڑھ ۱

نئی مطبوعات

اردو مضمون کا ارتقا		ڈاکٹر سید جعفر	12/-
زر کا خواب		قدسیہ زیدی	4/-
دستہ گل ۱۹۷۳ء		بزم شنکر و شاد	2/-
ماہ عرب	(ناول)	صادق سردھنوی	6/-
فارحہ	(ناول)	ماجدہ خاتون	13/50
آبروئے دل	(ناول)	ملکہ معین	11/-
صابرہ	(ناول)	رومینہ چودھری	10/-
کچھ ورق	(شعری مجموعہ)	ظفرالاسلام ظفر	6/-
تنقیدی انشائیے	(تنقیدی مضامین)	ملقا اعجاز	3/-
پردے کے پیچھے	(مزاحیہ مضامین)	م۔ احمد	5/-
گلستان تیموری	(شعری انتخاب)	محمد یونس خالدی	6/-
ہندوستان کے مشرقی کتب خانے	(مرتبہ مرکزی نشریات و تحقیقات)		9/50
رباب زیست	(منتخب کلام)	مرتبین: ساغر وارثی، سلمان رضوی	3/-
میر حسن حیات اور ادبی خدمات		ڈاکٹر فضل الحق	5/-
تیرا غم ہی سہی	پاکٹ بک (ناول)	افتخار شعلہ	2/-
اردو ہندی لغات	پاکٹ بکس	تسکین	/-
چمبک کا قلعہ	" "	کرشن چندر	1-
دیوان غالب معہ شرح	(حصہ دوم)	نریش کمار شاد	-
جاوید نامہ	(شرح اول) (ادب)	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	/-
"	" " دوم)	" " "	/-
اسلام اور حقوق انسانی		سید محمد اجتباء ندوی	-
نفاق کیا ہے		فاران	45
اکھڑے ہوئے لوگ	(افسانے)	رام لعل	/-
ارمغان نعت	(نعتیہ مجموعہ)	ادبی [illegible]	
نغمہ سرمدی	(رباعیات)	جوش ملسیانی	

چند اہم مطبوعات

[ادب] و تنقید

[ار]دو کا المیہ — ڈاکٹر مسعود حسین خاں — ۵/-

[ار]دو ادب آزادی کے بعد — ڈاکٹر خورشید الاسلام — ۴/-

[اد]بی اقدار — دور آفریدی — ۳/-

[اد]ب فکار اور سماج — راجندر ناتھ شیدا — ۱۲/-

اردو غزل ولی تک — ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی — ۴/۷۵

افکار سودا — شارب ردولوی — ۶/-

اردو کے ہندو شعرا — جگدیش مہتہ — ۸/-

اردو ادب کی ایک صدی — سید عبداللہ — ۷/-

انشائے اردو — خواجہ احمد فاروقی — ۵/-

اندر سبھا — ڈاکٹر مسیح الزماں — ۱/۵۰

ادب کا تنقیدی مطالعہ — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۱۲/-

اردو کا پہلا یکبابی ڈراما — فصیح احمد صدیقی — ۴/۷۵

بیسویں صدی میں بنگال کے اردو شعرا — مشتاق احمد — ۲۰/-

باغ و بہار کا تنقیدی مطالعہ — امام مرتضیٰ — ۲/-

تذکرہ نکات الشعرا — مرتبہ محمود الہی — ۷/-

تنقیدی نقوش — ڈاکٹر عبدالقیوم — ۵/-

تاریخ مرثیہ گوئی — حامد حسن قادری — ۴/۵۰

تنقید کے اصول اور نظریات — احتشام احمد ندوی — ۶/-

تنقیدی تجزیے — کاظم علی خاں — ۴/-

تلمیحات غالب — محمود نیازی — ۶/-

تاریخ ملت عربی — پروفیسر حتی — ۹/-

زیر غور — یوسف ناظم — ۵/-

زہر عشق — مرتبہ عطیہ پروین — ۱/۰

جدید اردو لسانیات — ڈاکٹر اللہ خاں شاہین — ۹/۵

فسانہ عجائب کا بنیادی متن — ڈاکٹر محمود الہی — ۱۱/-

تنقیدی زاویے — ڈاکٹر عبادت بریلوی

جدید شاعری — 〃 〃 〃 — ۲۰/-

ہیئت پر دو مضامین — عرش ملسیانی — ۱۰/-

مذہب عشق — نہال چند لاہوری — ۶/-

دکنی کلچر — ہارون خاں شیروانی — ۲/-

سب رس پر اک نظر — ڈاکٹر سہیل بخاری — ۴/-

سیرت اقبال — محمد طاہر فاروقی — ۱۲/-

سب رس کا تنقیدی مطالعہ — احسان الحق اختر — ۲/۵۰

شعرائے اردو کے تذکرے — ڈاکٹر سید عبداللہ — ۴/-

فکری زاویے — ظہیر الدین صدیقی — ۴/-

قدیم اردو اشاریہ نامہ : مرتبہ: اکبر الدین صدیقی — ۱۰/-

مختصر فرہنگ پدماوت — محمد انصار اللہ — ۵/-

مقدمات عبدالحق — ڈاکٹر عبادت بریلوی — ۲۵/-

میر ضمیر — اکبر حیدر کاشمیری — ۸/-

میر اور میریات — صفدر آہ — ۱۵/-

مطالعۂ ولی — شارب ردولوی — ۱۰/-

ملا وجہی کے انشائیے — جاوید وشسٹ — ۸/-

غالب اور ذوق کا — ضیاء الدین احمد شکیب — ۶/-

ب

شخصیت اور فن	ظہیر الدین صدیقی	۲۳/-
افسانہ	وقار عظیم	۶/-
لانا عبید اللہ سندھی اور ان کے ناقد		۵/-
اتیب گیلانی	منت اللہ رحمانی	۱۰/-
باشیخ فرید الدین گنج شکر	گوربچن سنگھ طالب	۲/-
ہندوستان آج اور کل	محمد ذاکر	۷۵/
ملت پیما	عصمت جاوید	۱۲/-
عربی لٹریچر میں قدیم ہندوستان	خورشید احمد فارق	۱۱/-
اردو الفاظ شماری	حسن الدین احمد	۸٦/-
ہندی ادب کی تاریخ	ڈاکٹر محمد حسن	۱۸/
ایک شہر پانچ مشاہیر	عبد القوی دسنوی	۴/
عصری ادب	ڈاکٹر محمد حسن	۵/-
ارمغانِ مالک	گوپی چند نارنگ	۶۰/-
افکارِ محروم	مرتبہ مالک رام	۳/-
آثارِ محروم	؍؍ گوپی چند نارنگ	۵/-
آرٹ	سید مجید اللہ	۳/-
ادب اور زندگی	مجنوں گورکھپوری	۵/-
انشائے بے خبر	سید مرتضیٰ حسین بلگرامی	۱/-
ببلیوگرافیا اردو ڈراما اوّل، دوم	ڈاکٹر عبد العلیم نامی	۱۴/-
بمبئی میں اردو	ڈاکٹر میمونہ دلوی	۱۲/۵۰
پیغمبرانِ سخن	علی سردار جعفری	۵/-
تلاش و توازن	ڈاکٹر قمر رئیس	۶/۵۰
جستجو	سید مجاہد حسین حسینی	۳/-
جگن ناتھ آزاد اور اس کی شاعری	مرتبہ حمیدہ سلطان	۵/-
جوہر آئینہ	طالب کاشمیری	۱۲/-
روسی فکر و تفکر	ل۔ احمد	۵/-
عکس و شخص	عنوان چشتی	۵/-
غالب نما	مرتضیٰ حسین بلگرامی	۲/۵۰
غالب حقیقت کے آئینے میں	ہنس راج رہبر	۱۶/-
نذر عرشی	مرتبہ مالک رام	۴۰/-
نذر ذاکر	؍؍ ؍؍	۴۰/-
ہمعصروں پر غالب کا اثر	ظفر ادیب	۱۰/-
ہماری تہذیبی میراث	سید سفارش حسین	۷/-
جادۂ اعتدال	عبد المغنی	۱۰/-
غالبیات کے چند مباحث	ابو محمد سحر	۵/-
اوراقِ مصور	نظام خطبا دہلی یونیورسٹی	۵/-
دہلی اردو اخبار	خواجہ احمد فاروقی	۱۰/-
فن سوانح نگاری	ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین	۷/۵
شاد عارفی کی غزل	مظہر حنفی	۹/-
داستان سے افسانے تک	وقار عظیم	۱۰/-
لکھنؤ کا دبستان شاعری	ابو اللیث صدیقی	۲۰/-
میر حسن اور ان کی ادبی خدمات	ڈاکٹر فضل الحق	۱۵/-
فسانۂ عجائب	مرتبہ اطہر پرویز	۱۲/۵۰
فن اور تنقید	؍؍ انور کمال حسینی	۱۰/۵۰
کربل کتھا	؍؍ مالک رام	۷/۵۰
کیا خوب آدمی تھا	؍؍ ڈاکٹر عابد حسین	۱/۵۰
لغات گجری	نجیب اشرف ندوی	۱۰/-
مبادیاتِ تحقیق	عبد الرزاق قریشی	۶/-
مضامین عابد	ڈاکٹر سید عابد حسین	۴/-

سمجھاؤں	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۷۵
مرزا مظہر جان جاناں اور ان کا کلام	عبدالرزاق قریشی	۶/-
ملاحظاتِ نفسی	ل۔ احمد	۲/۵۰
متنی تنقید	خلیق انجم	۴/۵۰
مرحوم دلی کی ایک مجلس	مرتبہ شمیم احمد	۲/۵۰
میرانیس	سید سفارش حسین	۲/۵۰
نئی نسل کی نئی غزل	متین سید	۴/-
یادِ ایام	ضیاء الحسن علوی	۱/۵۰

شعری مجموعے

آؤ کوئی خواب بنیں	ساحر لدھیانوی	۸/-
اشعار	حسن نعیم	۸/-
نسیم بہار (رباعیات)	اے بی بہار	۴/۷۵
صدائے تیشہ	راشد آذر	۶/-
نقشِ آذر	" "	۶/-
سرِ وادیِ سینا	فیض احمد فیض	۲/-
دلاس یاترا	کمار پاشی	۱۰/-
[illegible] کی منتخب شاعری	" "	۴/-
گنجِ رواں	عتیق احمد عتیق	۶/-
حرفِ نیم شب	شمیم کرہانی	۶/-
کلامِ ظفر	بہادر شاہ ظفر	۲/-
دو قدم ایک منزل	شاہان قدوائی	۵/-
سوندھی مٹی میٹھی خوشبو	خورشید افسر	۲/-

[illegible]	[illegible]	[illegible]
زخموں کے گلاب	صلاح الدین نیر	۲/۵۰
انوارِ سحر	ڈاکٹر انوار الحسن	۴/-
آتشِ سیال	ساجدہ زیدی	۸/-
نذرِ رسالتؐ	دل ایوبی	۵/-
چنگاری	سید معصوم حنفی جمیری	۲/-
کلیاتِ انور	حافظ انور کاٹھوی	۲/۵۰
شعر و نغمات	فیاض احمد خاں فیاض	۸/-
ایک خواب اور	علی سردار جعفری	۶/۵۰
کیف و اضطراب	سید لطیف الرحمٰن	۲/۷۵
سنگریزے	حیرت گوکنی	۳/۵۰
خونِ جگر	غافل لاہوری	۴/۵۰
حرفِ شوق	محمد منظور احمد	۲/۵۰
نجات سے پہلے	قاضی سلیم	۴/-
شعاعوں کی صلیب	کرامت علی کرامت	۶/-
آہنگ	مجاز لکھنوی	۴/۵۰
خطِ رہگزر	اکبر حیدرآبادی	۸/-
کلیاتِ فارسی	ڈاکٹر اقبال	۱۵/-
دیوان حافظ (مع ترجمہ)		۱۲/-
نجات کے بعد	یوسف ندیم	۳/-
اعراف	عبدالرحیم نشتر	۴/۵۰
دریافت	کرشن کمار طور	۵/-
خواب نے	ظفر ادیب	۶/-
تنہا چاند	مینا کماری ناز	۶/-
جیتے کنول	سمش فرخ آبادی	/-

م نامہ — محمد یوسف پاپا — ۲/-
اندنی اساڑھ کی — راج نرائن راز — ۳/-
بہشتِ دل — غلام ربانی تاباں — ۲/۲۵
سفینۂ زرگل — فضا ابن فیضی — ۱۲/-
لفظوں کا سفر — جمیل کلیمی — ۶/-
بیاض — بدیع زماں خاور — ۴/-
ٹوٹے شیشے کی آخری نظمیں — باقر مہدی — ۱۴/-
دیوان نامی — اکبر حیدر کاشمیری — ۸/-
شیرازہ — مخمور سعیدی — ۱۲/-
خالی مکان — محمد علوی — ۴/-
متاعِ کلیم — کلیم احمد آبادی — ۴/-
آواز کا جسم — مخمور سعیدی — ۱۰/-
انتخاب حالی — مرتبہ سید سفارش حسین — ۱/۱۵
اجنتا — جگن ناتھ آزاد — ./۷۵
آواز کا رنگ — نیاتش صدیقی — ۵/-
اوراقِ مصور — سکندر علی وجد — ۶/-
انتخابِ حاتم — مرتبہ عابد رضا بیدار — ۱/-
انتخابِ کلام شیفتہ — مرتبہ خواجہ ذکی احمد — ۱/۵۰
بیکراں — جگن ناتھ آزاد — ۴/۵۰
بچوں کی دنیا — تلوک چند محروم — ۴/-
بزم خیال — سیدہ فرحت — ۱/-
بوئے گل — سید نظر برنی — ۴/-
پیراہن شرر — سردار جعفری — ۳/-
دیواریں — مہیش چندر نقش — ۵/-
گرد کا درد — کیف احمد صدیقی — ۳/-

گل رعنا — مرتبہ مالک رام — ۱۰/-
پہلے آسمان کا زوال — کمار پاشی — ۴/-
ہجر و وصال — پرکاش پنڈت — ۲/۵۰
حیات و کائنات (مثنوی) — عبدالمجید — ۳/-
حروف — بدیع الزماں خاور — ۴/۵۰
خلش — سیفی پریمی — ۲/-
دہلی کی جامع مسجد — جگن ناتھ آزاد — ./۲۵
ذوقِ سفر — غلام ربانی تاباں — ۵/-
ذوقِ جمال — عنوان چشتی — ۳/-
رباعیاں — مرتبہ: علی سردار جعفری — ۶/-
رفیع احمد کے مزار پر — جگن ناتھ آزاد — ./۲۵
سوزِ حیات — یحییٰ حیدر والا — ۱۲/۵۰
سیاہی کی بوند — آنند نرائن ملا — ۱۲/-
سو شعر مصحفی، درد، حسرت، اصغر، فانی۔ دورِ متوسطین
اور دورِ متقدمین — فی ۳۱/-
شرارِ سنگ — عرش ملسیانی — ۸/-
شعلۂ زار — دوارکا داس شعلہ — ۶/-
صدائے دل — ساحر بھوپالی — ۳/-
غزل — مجروح سلطانپوری — ۵/-
کبیر بانی — مرتبہ علی سردار جعفری — ۲۰/-
معرکۂ کربلا — الم مظفر نگری — ۴/-
مرزا میر درد — مرتبہ اثر لکھنوی — ۵/-
ماتم نہرو — جگن ناتھ آزاد — ./۷۵
ماتم شاستری — " " " — ./۲۵

متاعِ تسکین — تسکین قریشی — ۳/-
نیرنگ معانی — تلوک چند محروم — ۵/-
نویدِ عصرِ نو — نیاز حیدر — ۱/-
نغمۂ فردوس — علامہ محوی لکھنوی — ۱/۵۰
نذرِ وطن — مرتبہ دور آفریدی — ۱/۷۵
وطن میں اجنبی — جگن ناتھ آزاد — ۳/۵۰
یدِ بیضا — ساحر بھوپال — ۳/-
دیدۂ حیراں — مظفر حنفی — ۴/-
خرابا — من موہن تلخ — ۱۰/-
میرا وطن ہندوستان — بدیع الزماں خاور — ۴/-

ناول، افسانے، ڈرامے، طنزیہ خاکے

کھلی آنکھ کا سپنا — شاہد پرویز — ۶/-
شگوفہ زار — خواجہ عبدالغفور — ۱۰/-
چھوٹا پیارا — تنویر زہرہ بخاری — ۸/۵۰
باجی — رضیہ بٹ — ۷/-
بھنور — گلشن نندہ — ۳/-
یادوں کی دھول — عادل رشید — ۳/-
جیب کترے — امرتا پریتم — ۲/-
ایک رات — راج ونش — ۲/-
گونگا ہے بھگوان — کوثر چاندپوری — ۵/-
اصلی نقلی چہرے — ملک خالد — ۳/-
خادمہ — مینا ناز — ۸/۵۰
نواب زادی — حمیدہ حبیب — ۸/-
نایاب — فرزانہ نصیر — ۷/-

دیوانی — ماہ جبیں ایم اے — ۸/-
نوازش — سلمیٰ کنول — ۷/-
ماہِ لقا — زبیدہ سلطانہ — ۱۰/-
شاداں — رضیہ بٹ — ۱۰/-
رغشاں — مشرف تمیز — ۱۰/-
آئینے اکیلے ہیں — کرشن چندر — ۵/-
بے جڑ کے پودے — سہیل عظیم آبادی — ۳/۵۰
مشینوں کا شہر — کرشن چندر — ۵/-
لاہور کا جو ذکر کیا — گوپال متل — ۶/-
سیدانی — ڈاکٹرہ عابدی — ۵/-
دھوپ کی عینک — وجاہت سندیلوی — ۴/-
محبت کی راہیں — عفت موہانی — ۵/۵۰
کھوئی ہوئی جنت — وسیم بانو — ۱/-
چنبل کی چنبیلی — کرشن چندر — ۸/-
ہنسے اور پھنسے — ابراہیم جلیس — ۴/۵۰
جھیل اور کنول — اے حمید — ۱۰/-
خونِ تمنا کی بہار — محمد سلیمان تنویر — ۷/-
شرارہ — عظمت رعنا — ۹/-
دل کی بازی — ذکی انور — ۷/۵۰
وارڈن — شرف خانم اشرفی — /۵۰
سہاگ کی مہندی — احمد کمال — /-
پرواز — شفیق الرحمٰن — /۵۰
کرنیں — 〃 〃 — ۵۰
شگوفے — 〃 〃 — ۵۰
پچھتاوے — 〃 〃 — ۱۰

حماقتیں	شفیق الرحمٰن	۴/۵۰
مزید حماقتیں	" "	۶/۵۰
مدوجزر	" "	۳/۵۰
میلا آنچل	تنویر زہرہ بخاری	۸/-
مسیحا	عظمت رضا	۷/۵۰
چنگیز خاں	رئیس احمد جعفری	۸/-
چھوٹی سرکار	عطیہ پروین	۴/-
دل اور دیا	رشید پروین	۹/-
شبو	رضیہ بٹ	۶/-
مہکتی شام	عادل رشید	۶/۵۰
یادوں کی برات	جوش ملیح آبادی	۱۵/-
دیپ اور دل	عادل رشید	۶/۵۰
بھیانک مورتی	کرنل رنجیت	۳/-
سات ہندوستانی	احمد عباس	۲/۵۰
آنکھ کی چوری	کرشن چندر	۲/۵۰
رات اندھیری ہے	مہندر ناتھ	۲/۵۰
دامن کی آگ	مانک ٹالہ	۶/-
وفا	احمد کمال	۵/-
میڈم	شرف خانم اشرف	۱۰/-
غالب کے رومان	عارف ٹیانوی	۷/-
بہت دیر کر دی	علیم مسرور	۸/۵۰
انارکلی	امتیاز علی تاج	۳/-
پرچھائیوں کی وادی	انور عظیم	۵/-
تلخیاں	رشید اختر ندوی	۳/۵۰
جنگل کا راجہ	خان محبوب طرزی	۳/-

چائے کے باغ	قرۃ العین حیدر	۲/۵۰
دلی جو ایک شہر تھا	راجندر لال ہانڈا	۶/-
قصہ رات کا	انور عظیم	۱۲/-
روشنی کی کرن	رضا الجبار	۴/-
زندگی کے کھیل	صالحہ عابد حسین	۲/۵۰
دشمن دامن	سلمیٰ کنول	۱۲/-
امانت	" "	۷/۵۰
• کاشف	راشدہ قمر	۱۲/-
تخت باغ	مسز عبدالقادر	۸/-
ارمانوں کی بستی	رضیہ بٹ	۸/-
شبنو	ثریا بانو	۶/-
چوپٹ راجا	فکر تونسوی	۶/-
سبزہ بیگانہ	نور پیرکار	۶/-
سلیما	بلقیس ظفر	۸/-
اداس نسلیں	عبداللہ حسین	۱۵/-
ایک گلاب دو بھونرے	اخلاق حسین عارف	۵/-
یہ ایک تبسّم	برق آشیانوی	۳/-
تیر نیم کش	بھارت چند کھنہ	۵/-
کلا (رچکبست)	مرتبہ عطیہ نشاط	۲/۵۰
متاعِ درد	رضیہ فصیح احمد	۱۰/-
نایاب	فرزانہ نسرین	۴/-
منٹو کے ادبی مضامین	منٹو	۷/-
ایک کرن اجالے کی	ضیا عظیم آبادی	۵/-
بینھالی	ایم آر۔ آئی۔ بائے	۱/۵۰
سانڈے چلے	مسیح انجم	۲/۵۰

ہر آرزو	عفت موہانی	۴/۵۰
بشتِ دل	منظہر الحق	۸/۰
شہر سے دور	اختر بستوی	۴/۰
شہر ممنوع	واجدہ تبسم	۱۲/۰
طوسیہ	روبینہ نازلی	۸/۰
آئینہ	بیگم والی علی خاں	۹/۰
عرشی	عابدہ نسرین	۱۲/۵۰
شمیمہ	فیروز جہاں	۸/۰
مشو		۱۰/۵۰
دل کا شہر		۱۰/۰
ماڈرن قصہ چہار درویش	مانک ٹالہ	۶/۰
پتھر اور آئینے	ناز بریلوی	۸/۰
لغزش	رضیہ بٹ	۱۲/۵۰
ثمینہ	فرزانہ نصرین	۶/۰
وفا	فرزانہ یاسمینا	۸/۰
پھول مسکرائے	نیلوفر تیموری	۱۲/۰
سونیہ	روبینہ نازلی	۱۰/۰
تیری آنکھوں کے دیے	عطیہ پروین	۶/۰
مونا	زرینہ ضمیر	۶/۵۰
فن جوڈو	اظہر حسین راہی	۱۰/۰
دو بوند پانی	خواجہ احمد عباس	۲/۵۰
کینسر وارڈ دوم	ترجمہ گوپال متل	۴/۰
صبوحی	طاہر بخاری	۸/۰
فرناز	رابعہ خاتون	۱۲/۰
شہ...	اقبال	۱۵/۰

شاخ بریدہ	حمیدہ جبین	۹/۰
مقدس نیکلس	رائڈر ہیگرڈ	۹/۰
شگاف	سرور جہاں	۶/۰
زیب	حمیدہ جبیں	۶/۰
گلگونہ	قمر نقوی	۸/۰
سویرے	عفت موہانی	۶/۷۵
سانچ کو آنچ	شوکت تھانوی	۳/۵۰
سرکنڈوں کے پیچھے	سعادت حسن منٹو	۳/۰
شکار بیتی	ریحان احمد عباسی	۳/۵۰
شہناز	ترجمہ حبیب اشعر	۳/۵۰
صفیہ	سلمیٰ محبوب	۴/۰
غالب کے ڈرامے	شوکت تھانوی	۴/۵۰
فٹ نوٹ	یوسف ناظم	۲/۵۰
کوئی درد آشنا بھی نہیں	صغرا مہدی	۱/۵۰
مکالمہ غالب	مرتضیٰ حسین بلگرامی	۴/۰
وہ لڑکی	پرویز	۲/۰
ہیم کماری	صالحہ عابد حسین	۲/۰
ہم جنم جنم کے ساتھی	عاشق شاہ	۲/۰
اک فریب (ڈراما)	ترجمہ: اشک لکھنوی	۱/۲۵
جلتی چٹان نیا ایڈیشن	گلشن نندہ	۶/۰
خانقاہ	مظہر الحق علوی	۱۰/۰

تعلیم

اردو ٹیچر	فیاض حسین جامی	۶۰/۰
اردو املا کا آسان طریقہ	عبد الغفار مدھولی	۵

خواتین — مولانا اسلم جیراجپوری — ۲/۵۰
درس تبلیغ — مقبول احمد سیوہاروی — ۲/۵۰
ایک طالب علم کی کہانی — عبدالغفار مدھولی — ۲/-
بچوں کی نفسیات — عبدالرؤف — ۵/۵۰
تعلیم کا مسئلہ — سید حامد علی — ۰/۴۰
تعلیم اور زندگی کی اہمیت — جے کرشن مورتی — ۳/-
تعلیم کے چند پہلو — ہنری جانس — ۲/-
جامعہ کی کہانی — عبدالغفار مدھولی — ۶/-
فلسفۂ تعلیم و تربیت — رئیس احمد جعفری — ۶/-
کھیل کے ذریعے تعلیم اول — عبدالغفار مدھولی — ۲/-
〃 〃 دوم 〃 — ۱/-
گفتگو اور تقریر کا فن — ڈیل کارنیگی — ۶/۵۰
مدرسہ ابتدائی کی کہانی — عبدالغفار مدھولی — ۲/-
مسئلہ تعلیم و طریقۂ تعلیم — مولانا محمد میاں — ۲/۵۰
نظریۂ تعلیم دوم — قاضی عبدالحمید — ۳/۱۲
اردو ہندی شبد کوش — مرتبہ گورنمنٹ اتر پردیش — ۱۸/-

مذہب اور تاریخ اسلام

احکام شرعیہ میں حالات و زمانے کی اہمیت — محمد تقی امینی — ۹/-
اخبار التنزیل — محمد اسمٰعیل سنبھلی — ۶/-
الدین الحنیف — مولانا حامد احمد صدیقی — ۱۵/-
اسلام اور اس کا آئین حکومت — غلام محمد — ۲/۵۰
اسرار کائنات و اشرف المخلوقات — ڈاکٹر اختر احمد — ۳/۵۰
پیغمبروں کی کہانیاں — شبنم قادری — ۳/۵۰
تعلیمات اسلام اول — مولانا عبدالسلام قدوائی — ۲/-
〃 〃 دوم 〃 〃 — ۲/۲۵
حج کا سفر — محمد رضا انصاری — ۵/۵۰
تاریخ عرب — سر سید احمد خاں — ۷/۵۰
سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ — مولانا محمد میاں — ۲۶/-
عورت اور اسلام — مالک رام — ۳/-
غریب القرآن فی القرآن — میرزا ابو الفضل — ۱۸/-
فتاویٰ فرنگی محل — محمد رضا انصاری — ۴/۵۰
مجموعہ سیر رسول — محمد اسلم صدیقی — ۱۱/-
نکات قرآن — مولانا اسلم جیراجپوری — ۲/-
ہندوستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت — آصف فیضی — ۰/۵۰

تاریخ - تذکرہ - سوانح

برکت اللہ بھوپالی — ایم عرفان — ۱۰/-
تاریخ گولکنڈہ — ڈاکٹر مومن محی الدین — ۱۲
گاندھی اور ان کے خیالات — عبداللطیف اعظمی — ۱/-
جوش ملسیانی شخصیت اور فن — ۱/-
دکھنی لغت — ابو تراب خطائی ضامن — ۱/-
رنگین غالب فریم — غالب یادگار کمیٹی — ۰/۵۰
ہما کشیپ کاری — نرگس بیگم — ۱/-
تاریخ زبان اردو — ڈاکٹر شمس اللہ قادری

...رہ خسروی — خواجہ حسن نظامی — ۲/۰
...یدہ طریقہ و تنظیم تجارت — ڈاکٹر محمد عارف خاں — ۱۵/۵۰
...ب الصوم — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی — ۶/۰
...ب فضائل القرآن — " " — ۳/۵۰
...اولیاء اللہ — سید احمد عروج قادری — ۵/۷۵

سیرت و شخصیت

ڈاکٹر ذاکر حسین — صفدر حسین — ۲/۰
شخصیتیں — دور آفریدی — ۳/۰
محمد علی کلے — ۳/۵۰
ڈاکٹر سید محمود — سید صباح الدین عبدالرحمٰن — ۳/۰
ابوالحسن ہجویری — " " " — ۱/۰
خواجہ معین الدین چشتی — " " — ۱/۰
مولانا ابوالکلام آزاد — ملک زادہ منظور احمد — ۶/۰
دہلی کی یادگار ہستیاں — امداد صابری — ۱۵/۰
نظام الدین اولیاء — پروفیسر محمد حبیب — ۴/۰
رابندر ناتھ ٹیگور کا رومانوی ذہن — ڈاکٹر شکیل الرحمٰن — ۲/۵۰
محمد علی جناح — مترجم: شہاب الدین دسنوی — ۵/۰
یادوں کی برات — تلخیص جوش ملیح آبادی — ۳/۵۰

مطبوعات ساہتیہ اکیڈمی

اپنی کہانی — ڈاکٹر راجندر پرشاد — ۱۲/۵۰
اکیس کہانیاں — ٹیگور — ۸/۰
اوتھیلو — شکسپیئر — ۵/۰
ایک سو ایک نظمیں — ٹیگور — ۷/۵۰
بھگوان بدھ — دھرمانند کوسمبی — ۷/۰
تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد — مرتبہ مالک رام — ۱۵/۰
" " دوم — ۲۲/۰
تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد سوم — مرتبہ مالک رام — ۲۲/۰
" " چہارم — ۲۲/۰
تین ناٹک — ٹیگور — ۷/۰
دو سیر دھان — ٹی ایس پلائی — ۲/۵۰
ریاست — ڈاکٹر ذاکر حسین — ۱۵/۰
سب انسان بھائی بھائی — مہاتما گاندھی — ۶/۰
سمندر کا بیٹا — السن — ۲/۵۰
سمن زار — ترجمہ: خسا بدایونی — ۱۲/۰
سنجوگ — ٹیگور — ۷/۰
عورت — سیارام شرن گپتا — ۴/۰
کانڈیڈ — والتیر — ۲/۰
کرل — ترؤ وتوور — ۴/۰
کلموہی — ٹیگور — ۷/۵۰
کمال اور زوال — شمیو سیل اینڈرز — ۲۰/۰
کنگ لیر — شکسپیر — ۶/۵۰
گورا — ٹیگور — ۱۰/۰
گیگیلو — رضیہ سجاد ظہیر — ۵/۰
مٹی کا پتلا — کے بی بانگرہی — ۲/۰
ملفوظات کونگ فوزی — کنفیوشش — ۳/۵۰
والڈن — ایچ ڈی تھورو — ۶/۵۰
وطن کے راگ — ۰/۳۰
ولیہم مائسٹر اوّل — گوئٹے — ۶/۵۰
" دوم " — ۶/۰
" سوم " — ۷/۵۰
وویکانند — روماں رولاں — ۴/۵۰
ہمارا شاعر — لیلا مجمدار — ۰/۵۰
یوں بولے — ویوکانند — ۰/۶۰

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

نظر اور نظریے — آل احمد سرور — ۱۰/۵۰
طنزیات و مضحکات — رشید احمد صدیقی — ۹/-
اشخاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی — ۶/۵۰
تجزیے — ڈاکٹر گیان چند — ۱۱/-
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۱۲/۵۰
خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینہ میں — صالحہ عابد حسین — ۱۲/-
حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۲/-
کاروانِ فکر — " " " — ۳/۷۵
اردو الیسیز — سید ظہیر الدین مدنی — ۳/۵۰
اردو مرثیہ — سید سفارش حسین — ۶/-
بکھرے ورق — سونیتی کمار چٹرجی — ۳/-
پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵
تنقید کیا ہے؟ — آل احمد سرور — ۵/۷۵
غزل سرا (اردو) — مجنوں گورکھپوری — ۶/-
نقدِ اقبال — میکش اکبرآبادی — ۴/۲۵
فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ — سید ضمیر حسن دہلوی — ۴/-

تذکرہ، سیرت و شخصیت

ہمارے ذاکر صاحب — رشید احمد صدیقی — ۸/-
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں — ڈاکٹر سالم قدوائی — ۱۴/-
اکابرِ تعلیم — سعید انصاری — ۱۲/-
تذکرۂ معاصرین — مالک رام — ۱۵/-
پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۶/۵۰
تذکرۂ جگر — محمود علی خاں — ۳/-
قلم کا مزدور — مدن گوپال — ۴/
گنجہائے گرانمایہ — رشید احمد صدیقی — ۶/-
خنداں — " " " — ۵/۲۵
ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی — ۵/۵۰
داستانِ اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۱۲
شرابِ کہنہ — رشید نعمانی — ۳/۲۵
شہر آشوب — ڈاکٹر نعیم احمد — ۷/۲۵

تاریخ، سیاسیات و روداد

مسلمان اور سیکولر ہندوستان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۶/۵۰
دنیا اسلام سے پہلے / اسلام کے بعد — عبدالسلام قدوائی — مجلد ۳/۲۵ غیر مجلد ۲/۷۵
اسلامی عقائد و مسائل مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی — ۴/-
مسلمان اور عصری مسائل — ڈاکٹر عابد حسین — ۵/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے ترجمہ — مولانا جمال الدین اعظمی — ۲/۷۵
تعلیماتِ اسلام (اول - دوم) — مولانا عبدالسلام قدوائی — ۴/-
آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۴/-
اسلام کی اخلاقی تعلیمات — امام غزالی — ۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۲/-
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ — طاہر محمود — ۴/-

کتاب کی کہانی — سید احمد حسن نقوی — ۱/۵۰
امن کا راستہ — عبدالغفار مدھولی — ۳/-
پاکستان کا قیام اور ابتدائی حالات — سری پرکاش — ۴/-
ہندوستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت — اے اے فیضی — ۵/۵۰
تاریخ الامت (اوّل) مولانا اسلم جیراجپوری — ۱/۷۵
" " (دوم) " " — ۴/-
" " سوم " " — ۲/۷۵
" " چہارم " " — ۳/۲۵
" " پنجم " " — ۳/۲۵
" " ششم " " — ۳/۲۵
" " ہفتم " " — ۲/-
" " ہشتم " " — ۳/۲۵
کچھ پرانے خط دوم — پنڈت جواہر لال نہرو — ۸/-
یادگار شخصیتیں " " — ۵/۵۰
کشمیر پر حملہ — کرشنا مہتہ — ۲/-

سفرنامے

گاندھی جی بادشاہ خاں کے دیس میں — پیارے لال — ۵/-
عروسِ نیل — سلطانہ آصف فیضی — ۳/۲۵

تعلیم و تربیت

بنیادی استاد کے لیے — ڈاکٹر سلامت اللہ (زیر طبع)
جامعہ کا طریقہ — عبدالغفار مدھولی — ۲/۵۰
موجودہ تعلیمی مسائل — عبداللہ ولی بخش قادری — ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں — ڈاکٹر سلامت اللہ — زیر طبع
تعلیمی خطبات — ڈاکٹر ذاکر حسین — ۴/۵۰
چند پروجیکٹ — عبدالغفار مدھولی — ۲/۵۰
کھیل کے ذریعہ تعلیم اوّل دوم " — ۴/-
مدرسہ ابتدائی کی کہانی " — ۲/-
جامعہ کی کہانی " — ۶/-

ناول

جلیس — انور کمال حسینی — ۴/۵۰
کالا شہر گورے لوگ — احسان الحق — ۵/-
اللہ میگھ دے — رضیہ سجاد ظہیر — ۹/۵۰
اپنی اپنی صلیب — صالحہ عابد حسین — ۸/-
اُلجھی ڈور " " — ۴/۵۰
پا بہ جولاں — صغرا مہدی — ۶/-
دوسرے کنارے تک — عزیز قیسی — ۳/۵۰
زندگی کی لہر — سائنلنگ — ۳/-
آدمی کا مقدر — ترجمہ: قرۃ العین حیدر — ۱/-
آپس کے گیت " " — ۲/۷۵
ایک تھی انیتا — امرتا پریتم — ۳/۲۵
باپ بیٹے — ترجمہ انور عظیم — ۵/-
باغ و بہار — مرتب رشید حسن خاں — ۲/۷۵
بیوہ — منشی پریم چند — ۲/۷۵
پیار کا موسم — مہندر ناتھ — ۳/۵۰
چنار کا پتا — سلطانہ آصف فیضی — ۲/۲۵
خیالی پلاؤ — ترجمہ قرۃ العین حیدر — ۱/-
دلدل " — رضیہ سجاد ظہیر — ۴/۵۰

دلی کی شام ترجمہ بلقیس جہاں ۷/۵۰
ڈنگو " قرۃ العین حیدر ۲/۲۵
راہ عمل صالحہ عابد حسین ۴/۵۰
سات سال ترجمہ رضیہ سجاد ظہیر ۵/۲۵
شکست ناتمام " زہرہ سیدین ۲/-
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار ۵/۵۰
گئودان منشی پریم چند ۱۱/-
میدان عمل " " " ۸/۵۰
ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/-
اپنے دکھ مجھے دیدو راجندر سنگھ بیدی ۶/-
یودوکیہ ترجمہ قرۃ العین حیدر ۱/۷۵

افسانے اور خاکے

پرندا اور دوسرے افسانے آصف مجیب ۵/-
بڑی حویلی مرزا محمود بیگ ۲/-
پت جھڑ کی آواز قرۃ العین حیدر ۶/-
چراغوں کا سفر رام لعل ۴/-
خیالستان سجاد حیدر یلدرم ۳/۷۵
کالے صاحب اوپندر ناتھ اشک ۲/۵۰
کیمیاگر پروفیسر محمد مجیب ۲/-
زوال جیلانی بانو ۴/۷۵
نئی بیماری مہندر ناتھ ۲/۵۰
واردات منشی پریم چند ۴/-

ڈرامے

تنہائی ساگر سرحدی ۲/۷۵
جہاں آرا (اوپیرا) رفعت سروش ۴/۵۰

آزمائش پروفیسر محمد مجیب ۱/۷۵
خانہ جنگی " " " ۱/۷۵
انجام " " " ۱/۲۵
جان ہار قدسیہ زیدی ۱/۲۷
اوپر کی منزل کرتار سنگھ دگل ۴/-
آئینہ ایام ترجمہ خلیق احمد ۳/۵۰
پردۂ غفلت ڈاکٹر عابد حسین ۱/۷۵
دروازے کھول دو کرشن چندر ۲/۵۰
سراج الدولہ ترجمہ: اشفاق حسین ۱/۵۰
کیا خوب آدمی تھا ڈاکٹر عابد حسین ۱/۵۰
کھیتی پروفیسر محمد مجیب ۱/۲۵
موت پر فتح جیالال ساز ۱/۲۵
نقش آخر اشتیاق حسین قریشی ۱/۷۵

نظم

نئی نظم کا سفر مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی ۵/۵۰
آتش گل جگر مرادآبادی ۶/-
پچھلی رات فراق گورکھپوری ۷/-
نئی دنیا کو سلام سردار جعفری ۷/-
غالب کے اردو کلام کا انتخاب پروفیسر محمد مجیب ۴/۵
مثنوی سحر البیان مرتبہ رشید حسن خاں ۱/۷۵

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکان اسلام مولانا اسلم جیراجپوری -/۵۰
آں حضرت الیاس احمد مجیبی (اردو) -/۶۵
" " " (ہندی) -/۶۰

پاک کہانیاں } مقبول احمد
دو حصوں میں } سیوہاروی ۲/۲۵
چار یار الیاس احمد مجیبی ۲/۵۰
خلفاء اربعہ خواجہ عبدالحی فاروقی ۲/۲۵
رسولِ پاک عبدالواحد سندھی ۱/۸۰
عقائدِ اسلام مولانا اسلم جیراجپوری ۰/۵۰
مسلمان بیبیاں اعجاز الحق قدوسی ۱/۷۵
نبیوں کے قصے خواجہ عبدالحی فاروقی ۱/۲۵
ہمارے رسول " " ۱/۶۵
ہمارے نبی سیّد نواب علی رضوی (اردو) ۱/۷۵
" " " " " (ہندی) ۱/۴۰
سرکارِ دو عالم محمد حسین حسان ۲/۰
سبیل الرشاد " " ۱/۰

معلومات

آدمی کی کہانی مشتاق احمد اعظمی ۱/۷۵
انوکھا عجائب خانہ محمد حسین حسان (۴ حصے) ۱/۸۰
بجلی کی کہانی علی احمد خاں ۰/۵۰
بڑدادا کی کہانی محمد عبدالغفار ۰/۵۶
مفید معلومات دوم، سوم، چہارم ۳/۵۰
معلومات کی پانچویں ۱/۵۰
مقناطیس کی کہانی ۰/۴۴
تاریخ ہند کی کہانیاں (اول) خجستہ سلطان ۰/۸۰
" " " (دوم) ضیاء الرحمٰن ۱/۰
" " " (سوم) مشتاق احمد اعظمی ۰/۸۰
" " " (چہارم) " " ۰/۹۵

خبر رسانی کے طریقے رفیعہ منظور الامین ۱/۸۵
دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/۰
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۱/۵۰
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اول) احمد پٹیل، غلام ابرار ۱/۰
" " (دوم) " " " ۱/۲۵
" " (سوم) " " " ۱/۴۰
" " (چہارم) " " " ۱/۲۵
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۴۰
" " نیچے " " " ۳/۰
قدرت کے کرشمے ادارہ ۰/۶۲
میرا دیش محمد حسین حسان ۱/۲۵
ہماری پارلیمنٹ کیلاش چندر ۱/۵۰

کہانیاں، ناول، ڈرامے

چینی کی گڑیا محمد حسین حسان ندوی ۰/۵۰
بہادر سیاح " " ۰/۶۵
چچا غالب مرتبہ " " ۱/۷۵
بھیڑیے کے بچے ترجمہ قرۃ العین حیدر ۰/۵۰
ہرن کے بچے " " ۰/۵۰
میاں ڈھینچو کے بچے " " ۰/۵۰
شیر خاں " " ۰/۵۰
لومڑی کے بچے " " ۰/۵۰
بہادر " " ۰/۷۵
سونے کا پنجرہ احسان الحق ۰/۶۵
بدنصیب شہزادی ابرار محسن ۱/۰

عقل کا سودا ابرار محسن ۱/۶۰
جین حسن عبدالرحمٰن (دو حصے) ایل لاگن -/۴
خربوزہ شہزادہ کا سر بن گیا کوثر بانو -/۴۰
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی -/۵۰
چٹانوں کی کہانی محمد امین ۱/۷۵
تیس مار خاں ابرار محسن -/۹۰
بندر کا گھر خضر برنی -/۴۵
دلی دور ہے مجیب احمد خاں -/۵۰
جیب اور اب آصفہ مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
اس نے کیا کرنا جانا آصفہ مجیب (زیر طبع)
پریم کی جیت اسد اللہ کاظمی -/۳۷
تانبیل خاں محمد حسین حسان -/۳۰
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۵۵
چھوٹی لالٹین مشتاق احمد -/۳۱
جنگل کا راجہ ابرار محسن ۱/-
تین اناڑی عصمت چغتائی ۱/۴۰
چقماق کی ڈبیا برکت علی فراق -/۴۰
تیس مار خاں کے کارنامے م۔ ندیم ۱/۵۰
چپاوت کا آدم خور شیر محمد معین -/۳۵
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۷۵
ڈاکو گرفتاری ایم۔ ندیم -/۵۰
چھوٹا لڑکا عبدالغفار مدھولی -/۵۰
کوے دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۱/۷۵
لال مرغی عبدالواحد سندھی -/۵۰
مزہ چکھائیں گے مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۴۵
مزیدار پہیلیاں محمود علی خاں -/۶۵
ننھا مٹو خورشید سلطان -/۳۰
چنبیلی محمد حسین حسان -/۵۰
شیدلا پروفیسر محمد مجیب -/۵۰
غیر ذمہ دار لڑکا عبدالغفار مدھولی -/۵۰

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

پیشے

بڑھئی مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
احمد خاں دکاندار " " " -/۳۱
بھشتی " " " -/۳۱
پیارے جان درزی " " " -/۳۱
تانگے والا " " " -/۳۱
حفیظ خانساماں " " " -/۳۱
کلو حلوائی مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
عبدالرحمٰن راج " " " " -/۳۱
مرغی پالیے " " " " -/۵۰
لطیف قلی حجام -/۳۱

تمدن و معاشیات

چناو کے بھید مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱
سرکاری ٹیکسوں کا راز " " " -/۳۱
ضلع کی سرکار " " " -/۳۱

ارخانوں کے قانون مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جا ۱/۳۱

بھلکیاں

محمد علی " " " ۱/۳۱
سید سلیمان " " " ۱/۳۱
احمد ندیم " " " ۱/۳۱
اکبر الہ آبادی " " " ۱/۳۱
حیات اللہ انصاری " " " ۱/۳۱
سہیل عظیم آبادی " " " ۱/۳۱
عبدالحق " " " ۱/۳۱
میر امن " " " ۱/۳۱
نذیر احمد " " " ۱/۳۱

حفظان صحت

دق اور اس کا علاج " " " ۱/۳۱
زچہ بچہ " " " ۱/۳۱
طاعون اور چیچک " " " ۱/۳۱
فوری علاج (دم گھٹنا) " " " ۱/۳۱
" " (حادثہ) " " " ۱/۳۱
" " (ہڈی ٹوٹنا) " " " ۱/۳۱

ڈرامہ اور سوانح

استری دھن " " " ۱/۳۱
ٹھیک بات چیت کی ہے " " " ۱/۳۱
اجمیری خواجہ " " " ۱/۳۱
امیر خسرو رح " " " ۱/۳۱
سوامی دیانند " " " ۱/۳۱
غوث پاک رح " " " ۱/۳۱

کرشن کنہیا مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جا ۱/۳۵
گاندھی جی (حصہ اول) " " " ۱/۳۱
" " (" دوم) " " " ۱/۳۱
گرو نانک " " " ۱/۳۱
مصطفےٰ کمال (دوم) " " " ۱/۳۱
نظام الدین اولیاءؒ " " " ۱/۳۱

کہانیاں

کہانیاں (حصہ اول) " " " ۱/۳۱
" (" دوم) " " " ۱/۳۱
پنچ تنتر (" دوم) " " " ۱/۳۱
" " (سوم " " " ۱/۳۱

کھیتی باڑی

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " " ۱/۳۱
آم کے باغ لگائیے " " " ۱/۳۴
پپیتے کے باغ لگائیے " " " ۱/۳۱
پھلوں کی کھیتی " " " ۱/۳۱
پیڑوں کی کانٹ چھانٹ " " " ۱/۳۱
جانور کھلا چنگا رہے " " " ۱/۳۱
ساگ سبزی اگائیے " " " ۱/۳۱
کوآپریٹو فارمنگ " " " ۱/۳۱
کھاد بنایئے کھاد ڈالیے " " " ۱/۳۱
لیموں انار، بیر " " " ۱/۳۱
مقدمے کی مار " " " ۱/۳۱
نتھو دھوان ہو گیا " " ۱/۳۱

مذہب

ابو داؤد شریف مرتبہ: ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۱/۴۷

ابن ماجہ شریف " " " " -/۳۱

کفن دفن " " " " -/۳۱

نسائی شریف " " " " -/۳۱

معلومات

چاند تارے " " " -/۳۱

دن رات (اوّل) " " " -/۳۱

" " (دوم) " " " -/۳۱

ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " " -/۳۱

فٹ بال " " " -/۳۱

ہلکے پھلکے کھیل " " " -/۳۱

متفرق

پنجابی لوک گیت " " " -/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان -/۵۰

اُلٹی دوا " " " -/۵۰

برف کا گھر " " " -/۵۰

بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ -/۵۰

بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا -/۵۰

بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " -/۵۰

بے گناہ مجرم شفیق الرحمن قدوائی -/۵۰

ستاؤ کے اُپدیش محمد حسین حسان -/۵۰

تین سوال عبداللطیف اعظمی -/۵۰

چاند محمد حسین حسان -/۷۵

چوٹی کی چوٹ معین الدین -/۷۵

چیچک مشتاق احمد -/۶۲

دیمک محمد حسین حسان -/۸۲

کتنی زمین " " " -/۶۲

موسم کے بارے میں سو سوال محمد امین -/۸۷

ہماری درسی کتابیں

اُردو

اُردو قاعدہ -/۳۵

" " رنگین -/۴۰

اُردو کی پہلی کتاب -/۵۰

" " دوسری " -/۹۰

" " تیسری " ۱/۳۵

" " چوتھی " ۱/۵۰

" " پانچویں " ۱/۶۷

" " چھٹی " ۱/۷۵

" " ساتویں " ۱/۸۲

" " آٹھویں " ۱/۸۲

ہندی

سرل ہندی پرائمر -/۲۵

ہندی پرائمر (اوّل) -/۴۸

" (دوم) ۱/-

بال پریم (اوّل) -/۸۷

" " (دوم) ۱/۲

" " (سوم) ۱/۲۵

" " (چہارم) ۱/۲۵

نو پربھات ۱/۶۲

حساب

حساب (دوسرے درجے کے لیے) ترجمہ: یاور حسین ۱/۶۵

" (تیسرے " " ") " : محمد یونس ۱/۸۰

" (چوتھے " " ") " : ملکہ بیگم قزلباش ۲/۲۵

" (پانچویں " " ") " : محمد یونس ۲/۲۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (تیسری جماعت کے لیے) ترجمہ: محمود سروش ۲/۲۵

" (چوتھی " " ") " : " ۲/۴۵

" (پانچویں " " ") " : دینا ناتھ گردھر ۲/۹۵

خط کتابت اردو کورس

پہلی کتاب ۱/-

دوسری کتاب ۱/۵۰

تیسری کتاب ۲/-

قاعدہ یسرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسرنا القرآن کو نئی ترتیب، آسان و عام فہم ہدایتوں کے ساتھ شایع کیا تھا اس قاعدہ کو بحمد اللہ والدین اور معلمین دونوں نے بہت پسند کیا۔ اظہارِ پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ کو اور بہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گراں قدر تجویزوں سے بھی نوازا۔ ان تجویزوں کی روشنی میں قاعدہ یسرنا القرآن کا دوسرا ایڈیشن شایع ہوکر آگیا ہے۔

(سائز ۲۲×۲۹/۸ سفید گلیز کاغذ۔ آفسیٹ کی چھپائی)

بقیہ جائزہ صد ۴۴ سے

ڈاکٹر مسیح الزماں صاحب نے ان کے معانی حواشی میں لکھ دیئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ بقول ڈاکٹر مسیح الزماں۔

"زبان کی خامیوں کے باوجود خورشید نے ایسا معیار قائم کیا تھا کہ اگر کوئی اس کو سامنے رکھ کر اُردو تھیئٹر کے ڈرامانگار آگے بڑھے ہوتے تو آج اُردو ڈراموں کی تاریخ کچھ اور رہوتی۔

(ص ۱۶)

فاضل مرتب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اُردو ڈراما کی ایک اہم گم شدہ کڑی کو تلاش کر لیا۔ تاریخ ڈراما کی ایک کمی کو دور کر دیا۔

عنوان چشتی

پرنٹر پبلشر سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس دلّی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دلّی ۲۵ سے شائع کیا

قاعدہ

یَسَّرْنَا الْقُرْآن

یہ قاعدہ مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کے پیش نظر نئی ترتیب کے ساتھ نئے سے مرتب کیا ہے۔ غیر ضروری چیزیں کم کی گئی ہیں، سبقوں اور مشقوں میں ...مانے کیے گئے ہیں۔

ہر سبق کے شروع میں پڑھانے والوں کے لیے آسان اور مختصر ہدایتیں دی ...یں جن کی مدد سے معمولی اردو جانے والے والدین بھی اپنے بچوں کو آسانی کے ... بہت کم مدت میں قرآن مجید پڑھا سکتے ہیں۔

ان خوبیوں کی وجہ سے اس قاعدے کی افادیت بازار میں ملنے والے عام ...دوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔

سفید گلیز کاغذ .... آفسٹ کی چھپائی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

...تبہ جامعہ لمیٹڈ
اردو بازار، دہلی ۶

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ ۲

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
پرنسس بلڈنگ بمبئی ۳

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۱۵۲۸ پٹودی ہاؤس۔ دریا